بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

اے اللہ! تُو جانتا ہے کہ میری اس کاوش کا مقصد خالصتاً ناموسِ رسالتؐ کا دفاع ہے، لہٰذا میری راہنمائی فرما۔ آمین (مؤلف)

قرآن اور صحیح بخاری

{بخاری، قرآن کی بارگاہ میں}

مؤلف

ابوالحارث حافظ القاری ناصر بن رشید بن یوسف رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ

برائے قرآن ریسرچ اکیڈمی ریاست ہائے متحدہ امریکہ (اوہائیو)

وجہ تصنیف

اس بات پر تمام مسلمانوں کا اتفاق ہے کہ تاریخ اسلام میں ایک دور ایسا گزرا ہے جب بعض نام نہاد مسلمانوں نے اپنے مذموم مقاصد کیلئے روایات گڑھیں اور انہیں نبی کریم ﷺ اور صحابہ کرام رضی اللہ عنہم سے منسوب کر دیا، بعد میں آنے والوں نے انہیں قول رسول سمجھ کر سینے سے لگالیا، اب جبکہ مستشرقین نے اس مجموعہ ہائے احادیث سے نبی کریم ﷺ اور صحابہ کرام رضی اللہ عنہم، ازواج مطہراتؓ کی شان میں کی گئیں گستاخیاں واضح کر کے مسلمانوں کو آئینہ دکھانا شروع کیا تو مسلمان حیرت و شرمندگی کے عالم میں تاویلیں کرتے پھرتے ہیں، زیر نظر کتاب اہل اسلام کی طرف سے پچھلے ڈیڑھ ہزار سال میں باقاعدہ طور پر پہلا جرأت مندانہ جواب ہے جس میں صحاح ستہ اور کتبِ اربعہ کی ان دس کتب کی ایک ایک حدیث کو قرآن کی بارگاہ میں پیش کیا گیا اور من گھڑت روایات کو قرآنی دلائل سے رد کر دیا گیا ہے۔

مؤلف

الفہرس

صفحہ نمبر	موضوع	باب نمبر
11	جنبی کو غسل کرنے کی ضرورت نہیں	1
16	عورت، غُسل کا طریقہ سِکھانے کیلیئے غیر مرد کے سامنے غُسل کر سکتی ہے	2
20	صحیح بخاری کا انبیاء کرام علیہم السلام کو شہوت پرست اور عورتوں کا شوقین ثابت کرنا	3
28	حالتِ حیض میں مباشرت کرنا سنّت ہے	4
32	روزے کی حالت میں بوسے دینا اور مباشرت کرنا سنّت ہے	5
35	حضرت اِبراہیم علیہ السلام جھوٹ بولتے تھے	6
38	عورت کے پیچھے کے مقام (دُبُر) میں جماع کرنا درست ہے	7
43	حضور ﷺ نے جونیہ سے زِنا کی کوشش کیا۔ العیاذ باللہ	8
45	عورت مجامعت کروائے بغیر طلاق نہیں لے سکتی	9
48	صحابہؓ کے پاس مختلف قرآن تھے۔	10
55	قرآن کی بہت سی آیات منسوخ ہیں	11
63	رجم کی آیت بکری کھا گئی	12
75	گدھا حلال ہے	13
81	حضور ﷺ سحر زدہ تھے	14
92	حضور ﷺ کا حکم...آپس میں لڑو	15
95	اللہ نے موسیٰؑ کو مرد ثابت کرنے کیلیئے ننگا کر دیا	16
106	موسیٰؑ نے فرشتے کو مکا مارا۔	17

109	لڑکی کے نکاح کی عمر چھ (6) سال ہے	18
117	متعہ (زِنا) جائز ہے	19
124	پرائی عورت کا بوسہ لینے کی سزا دو رکعات نماز پڑھنا ہے۔	20
128	زِینت کا حرام ہونا قرآن میں لکھا ہے	21
144	جھاڑ پھونک کا معاوضہ لینا سنّت ہے	22
155	عورت سے زبردستی نکاح جائز ہے	23
158	ماں بیٹی ایک نکاح میں + دو بہنیں ایک نکاح میں	24
161	شراب حلال ہے۔	25
164	چُھوت کی بیماری کوئی نہیں۔	26
169	اُونٹ کا پیشاب اور گدھی کا دودھ حلال ہے	27
171	مغیرہؓ کے غلام کے بوڑھے ہونے سے پہلے قیامت آجائے گی	28
173	زمانہ نبوی میں علی الاعلان زِنا ہوتا تھا	29
176	حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم مجنون تھے۔	30
181	حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے کئی بار خودکشی کی کوشش کی۔	31
185	حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم صحابہؓ پر تھوکتے رہتے تھے	32
202	صحابہؓ، اُمّ المومنین کی پٹائی کرتے تھے	33
217	جس عورت پر چوری کا شک ہو، اُسے سب لوگوں کے سامنے اَلف ننگا کر کے اُس کی تلاشی لی جائے	34
222	کوئی نہیں جانتا کہ رحمِ مادر میں کیا ہے اور بارش کب برسے گی	35
225	حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سُودی کاروبار کرتے تھے	36
228	حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا حکم کہ مشرکوں کے بچوں اور عورتوں کو قتل کر دو	37
231	بیوی کو بِلا وجہ طلاق دے کر نئی شادی کرنے کو حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے پسند فرمایا	38
233	عورت کو جنسی غلام بنا کر رکھو	39

237	آواز یا بدبو نہ آئے تو وُضو نہیں ٹُوٹتا	40
240	کتّے کے جوٹھے پانی سے وُضو درست	41
242	زِنا حلال ہے	42
244	عورتیں ننگی ہو کر نماز پڑھیں	43
249	عُزل جائز ہے۔	44
254	صحابہؓ، حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا حکم نہیں مانتے تھے	45
256	صحابہؓ چور تھے۔	46
259	حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے اِنتقال کے بعد صحابہؓ مرتد ہو گئے تھے	47
263	خلافت کیلئے صحابہؓ آپس میں لڑے	48
269	صحابہؓ شراب پیتے تھے	49
275	صحابہؓ کا جہاد سے فرار	50
281	صحابہؓ بہتان باز تھے	51
296	صحابہؓ جھگڑالو تھے	52
300	صحابہؓ جھوٹ بولتے تھے	53
302	صحابہؓ بخیل اور کنجوس	54
307	صحابہ کرامؓ ایک دوسرے کو گالیاں دیتے تھے	55
313	صحابہؓ، حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی حکم عدولی کرتے تھے	56
330	صحابہؓ کی عدم توجہی سے مسجدِ نبویؐ میں بلغم اور کتّوں کا فضلہ	57
335	صحابہ کرامؓ پر الزامات کی بارش	58
339	بزرگ ہستیوں پر گالی گلاچ کا اِلزام	59
347	صحابہؓ ضرورت سے زائد مال وزر جمع رکھتے تھے	60
352	صحابہؓ ضرورت سے زائد مال جمع رکھتے تھے	61
364	حضرت عمرؓ، حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے مہمانوں کو پتھر مارتے تھے	62

366	صحابہؓ چوری چھپے شادیاں کر لیتے تھے	63
368	صحابہ کرامؓ نے بے وضو نمازیں پڑھیں	64
370	صحابہؓ گندے لوگ تھے اور اُن سے بدبُو آتی تھی	65
372	اُمّ المومنینؓ اور صحابہؓ لالچی تھے۔	66
376	اللہ اِنسان سے گناہ کرواتا ہے	67
380	عمل سے جنّت نہیں ملے گی	68
389	......جنّت کیسے ملتی ہے	69
406	اللہ، اِنسانوں کو اچھا یا بُرا بنا دیتا ہے	70
411	ملتا وہی ہے جو تقدیر میں لکھا ہوتا ہے	71
413	تصویر حرام ہے	
425	شیطان اِنسان کا دوست ہے	72
431	ہِبّہ واپس لینا جائز ہے۔	73
434	لوگوں تک قرآن مَت پہنچاؤ	74
439	مرتد کی سزا قتل ہے۔	75
450	انبیاء ظالم تھے	76
453	آواگون	77
455	مکھی کا جُوس پیو	78
458	کتّوں کو ہلاک کردو	79
461	جنّت میں لغو گفتگو ہوگی۔	80
465	گرگٹ کو مار دو۔	81
468	عیسیٰؑ آسمان پر زندہ بیٹھے ہوئے ہیں	82
472	سو قتل کا انعام جنت	83
475	لاش جلانے سے مردے کی بخشش ہو جاتی ہے	84

479	اہل حدیث کو قتل کرنا باعث ثواب ہے	85
481	بھیڑیے اور بیل کی باتیں	86
484	قیافہ شناسی جائز ہے	87
487	گستاخی رسول ﷺ کا جواز صحیح بخاری میں	88
490	دنیا قابل نفرت ہے	89
497	اعمال صالحہ کا نتیجہ جہنم	90
502	عورت کی حکمرانی ناجائز ہے	91
507	انسان کے کندھے پر خدا نے ہاتھ رکھا	92
509	عذاب کسی بری جگہ کی نحوست کی وجہ سے آتا ہے	93
518	انبیاء کا انبیاء کی عیب جوئی کرنا	94
521	سکینہ کا نزول	95
528	خدا بھی جہنم میں !	96
530	حسد کرنا جائز ہے	97
533	عورت کی قیمت لوہے کی ایک انگوٹھی کے برابر ہے	98
537	صاحب قرآن ﷺ آیات بھول گئے	99
541	بہتر وہ ہے جس کی زیادہ بیویاں ہوں	100
544	روزہ رکھنے کیلئے خاوند کی اجازت ضروری ہے	101
546	شان نزول کی کہانی	102
551	حضور ﷺ اپنی بیویوں کیلئے بد دعائیں کرتے تھے	103
553	ساٹھ میٹر لمبا خدا	104
556	لائی لگ (کانوں کا کچا) خدا	105
559	تمام مسلمان جنتی ہیں خواہ وہ زناکار، چور یا شرابی ہوں	106
560	میں دیکھ رہا تھا	107

562	اللہ کی راہ میں جہاد کرنے والے دوزخی ہیں	108
566	نذر یا منت کوئی چیز نہیں	
569	غلام یا لونڈی آزاد کرنے کا صلہ	109
571	اللہ رسول کی محبت میں شراب نوشی جائز ہے	110
573	دھوکہ دینے کا جائز طریقہ	111
575	اچھا خواب دیکھنے والا ہر انسان نبی ہے	112
579	حکمرانی قریش کا حق ہے	113
581	خدا انسان میں حلول کر جاتا ہے	114
584	رہبانیت اختیار کرو	115
587	کچھ لوگ جہنم سے نکل کر جنت میں چلے جائیں گے	116
592	نماز عرش پر فرض ہوئی	117
594	حضور ﷺ نے اپنی ران کھولی	118
597	قبلہ اول بیت المقدس ہے	119
601	مسلمانوں کو آپس میں لڑانے کا تیر بہدف نسخہ	120
603	حضور ﷺ مقام محمود پر فائز نہیں ہوئے	121
605	قرعہ اندازی سنت ہے	122
608	مقام شہادت کی کوئی اہمیت نہیں	123
612	بارش والے دن مسجد میں نماز کیلئے نہ جانا سنت ہے	124
615	انسانوں کو غلام لونڈیاں بنانا جائز ہے	125
618	مردے سنتے ہیں	126
621	جہاد ضروری نہیں ہے	127
625	مکافات عمل کی کوئی حیثیت نہیں	128
631	حضور ﷺ سابقہ انبیاء سے افضل نہیں	129

634	عورت، گھوڑے اور گھر میں نحوست ہوتی ہے	130
638	سورج ہر روز عرش الٰہی کے نیچے سجدہ کرکے طلوع ہونے کی اجازت مانگتا ہے	131
641	ساری عمر زنا کرو، صرف ایک دفعہ کتے کو پانی پلادو تو جنت میں جاؤ گے	132
643	عورت پسلی سے پیدا کی گئی ہے	133
645	لوگ سفارش سے بھی جنت میں جائیں گے	134
649	حضرت ابراہیم کا ختنہ	135
650	بیمار ہو جاؤ تو دوائی مت لو، قرآنی آیات پڑھ کر پھونکو شفا پاؤ گے	136
654	حضور ﷺ نے بہت معجزے دکھائے	137
659	سبحان اللہ پڑھنے سے گھر کا کام کاج خود بخود ہو جاتا تھا	138
662	بارش نیک لوگوں کے وسیلے سے ہوتی ہے	139
665	غیر مسلموں کی عبادت گاہیں مسمار کردو	140
670	حضور ﷺ امت کو قرآن محفوظ حالت میں نہیں دے کر گئے	141
672	مبہم گفتگو	142
674	سالی سے زنا کرنے پر بیوی حرام نہیں ہوگی	143
676	حدیث یا عورتوں کی آپ بیتیاں	144
679	عورت طلاق سے بچنے کیلئے مرد کو خلاف قرآن کام کرنے کی درخواست کرے	145
681	جوئوں کا کفارہ	146
682	ایک راوی تو یقیناً جھوٹا ہے	147
685	نزول وحی کا طریقہ	148
690	صحابہ نے علم چھپالیا	149
693	نو یا چھ	150
695	مقام حدیث	151
699	انگلیاں چاٹو یا چٹاؤ	152

700	مینڈک، کچھوا، کتے کی کھال، سب حلال ہیں	153
701	ٹڈی حلال ہے	154
702	گھوڑا حلال ہے	155
703	گوہ حلال ہے	156
704	چوہے کا تیل حلال ہے	157
705	بخار جہنم کی گرمی کی وجہ سے ہوتا ہے	158
706	نماز عشا سے پہلے سونا منع ہے	159
708	پہلے کھانا پھر نماز	160
710	حضور صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے سورہ نجم میں سجدہ کیا	161
712	حضور صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم چاشت کی نماز پڑھتے تھے	162

باب نمبر۔1

صحیح بخاری کے مطابق

جُنُبی کو غُسل کرنے کی ضرورت نہیں

قرآن کے مطابق

جُنُبی کیلئے غُسل کرنا فرض ہے

اللہ تعالیٰ نے قرآنِ کریم میں سورۃ النساء کی آیت 43 میں فرمایا :

قرآن:

يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا لَا تَقْرَبُوا الصَّلَاةَ وَأَنتُمْ سُكَارَىٰ حَتَّىٰ تَعْلَمُوا مَا تَقُولُونَ وَلَا جُنُبًا إِلَّا عَابِرِي سَبِيلٍ حَتَّىٰ تَغْتَسِلُوا ۚ وَإِن كُنتُم مَّرْضَىٰ أَوْ عَلَىٰ سَفَرٍ أَوْ جَاءَ أَحَدٌ مِّنكُم مِّنَ الْغَائِطِ أَوْ لَامَسْتُمُ النِّسَاءَ فَلَمْ تَجِدُوا مَاءً فَتَيَمَّمُوا صَعِيدًا طَيِّبًا فَامْسَحُوا بِوُجُوهِكُمْ وَأَيْدِيكُمْ ۗ إِنَّ اللَّهَ كَانَ عَفُوًّا غَفُورًا ﴿43/4﴾

ترجمہ: ”اے اِیمان والو! تم نماز کے نزدیک نہ جاؤ جب تم نشہ کی حالت میں ہو، یہاں تک کہ سمجھنے لگو جو کہتے ہو اور نہ (اُس وقت جبکہ غسل کی حاجت ہو سوائے حالتِ سفر کے، یہاں تک کہ تم غسل کرلو اور اگر تم مریض ہو یا سفر میں ہو یا تم سے کوئی بیت الخلاء سے آئے یا تم عورتوں کے پاس گئے (ہم صحبت ہوئے) پھر تم نے پانی نہ پایا تو پاک مٹی سے تیمم کرو، مسح کرلو اپنے منہ اور اپنے ہاتھوں کا، بے شک اللہ معاف کرنے والا بخشنے والا ہے۔“

{سورۃ النساء 4 آیت نمبر 43}

اور سورۃ المائدہ کی آیت 6 میں فرمایا:

"اور اگر تم جنابت کی حالت میں ہو تو غسل کر لو۔"

قرآن:

يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا إِذَا قُمْتُمْ إِلَى الصَّلَاةِ فَاغْسِلُوا وُجُوهَكُمْ وَأَيْدِيَكُمْ إِلَى الْمَرَافِقِ وَامْسَحُوا بِرُءُوسِكُمْ وَأَرْجُلَكُمْ إِلَى الْكَعْبَيْنِ ۚ وَإِن كُنتُمْ جُنُبًا فَاطَّهَّرُوا ۚ وَإِن كُنتُم مَّرْضَىٰ أَوْ عَلَىٰ سَفَرٍ أَوْ جَاءَ أَحَدٌ مِّنكُم مِّنَ الْغَائِطِ أَوْ لَامَسْتُمُ النِّسَاءَ فَلَمْ تَجِدُوا مَاءً فَتَيَمَّمُوا صَعِيدًا طَيِّبًا فَامْسَحُوا بِوُجُوهِكُمْ وَأَيْدِيكُم مِّنْهُ ۚ مَا يُرِيدُ اللَّهُ لِيَجْعَلَ عَلَيْكُم مِّنْ حَرَجٍ وَلَٰكِن يُرِيدُ لِيُطَهِّرَكُمْ وَلِيُتِمَّ نِعْمَتَهُ عَلَيْكُمْ لَعَلَّكُمْ تَشْكُرُونَ ﴿٦﴾

ترجمہ :اے ایمان والو! جب تم نماز کے لیے اٹھو تو اپنے منہ دھو لو اور ہاتھ کہنیوں تک اور اپنے سروں پر مسح کرو اور اپنے پاؤں ٹخنوں تک دھو لو اور اگر تم ناپاک ہو تو نہا لو اور اگر تم بیمار ہو یا سفر پر ہو یا کوئی تم میں سے جائے ضرور سے آیا ہو یا عورتوں کے پاس گئے ہو پھر تم پانی نہ پاؤ تو پاک مٹی سے تیمم کر لو اور اسے اپنے مونہوں او رہاتھوں پر مل لو اللہ تم پر تنگی کرنا نہیں چاہتا لیکن تمہیں پاک کرنا چاہتا ہے اور تاکہ اپنا احسان تم پر پورا کرے تاکہ تم شکر کرو۔

(سورۃ المائدہ آیت نمبر 6)

صحیح بخاری میں مندرجہ بالا آیات کی تشریح کچھ یوں کی گئی ہے کہ اگر انزال نہ ہو تو آپ خواہ دو گھنٹے تک وظیفۂ زوجیّت ادا کرتے رہیں، اُس سے آپ پر غسل واجب نہیں ہو گا، آرام سے اُٹھیں اور وُضو کر کے نماز پڑھ لیں۔

اگر آپ کو میری بات پر یقین نہیں آ رہا تو آیئے میں آپ کی یہ مشکل بھی حل کر دیتا ہوں۔ صحیح بخاری کی یہ روایات بمعہ حوالہ جات ملاحظہ فرمائیں :

حدیث:

حَدَّثَنَا سَعْدُ بْنُ حَفْصٍ، حَدَّثَنَا شَيْبَانُ، عَنْ يَحْيَى، عَنْ أَبِي سَلَمَةَ، أَنَّ عَطَاءَ بْنَ يَسَارٍ أَخْبَرَهُ، أَنَّ زَيْدَ بْنَ خَالِدٍ أَخْبَرَهُ، أَنَّهُ سَأَلَ عُثْمَانَ بْنَ عَفَّانَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ، قُلْتُ: أَرَأَيْتَ إِذَا جَامَعَ فَلَمْ يُمْنِ، قَالَ عُثْمَانُ: "يَتَوَضَّأُ كَمَا يَتَوَضَّأُ لِلصَّلَاةِ وَيَغْسِلُ ذَكَرَهُ"، قَالَ عُثْمَانُ: سَمِعْتُهُ مِنْ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، فَسَأَلْتُ عَنْ ذَلِكَ عَلِيًّا، وَالزُّبَيْرَ، وَطَلْحَةَ، وَأُبَيَّ بْنَ كَعْبٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمْ، فَأَمَرُوهُ بِذَلِكَ.

ترجمہ: ''زید بن خالد رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ اُنہوں نے حضرت عثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے پوچھا کہ کوئی جماع کرے اور انزال نہ ہو تو آپ کی کیا رائے ہے؟ فرمایا کہ وُضو کرے جیسے نماز کیلئے وُضو کرتے ہیں اور اپنی شرم گاہ کو دھوئے۔ حضرت عثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا کہ میں نے یہ بات رسول اللہ صلی اللہ علیہ والہ وسلم سے سُنی ہے۔ پس میں (راوی) نے حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ، حضرت زبیر رضی اللہ تعالیٰ عنہ، حضرت طلحہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ اور حضرت ابی بن کعب رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے بھی پوچھا تو اُنہوں نے بھی یہی فرمایا۔''

(صحیح بخاری جلد اول کتاب الوضو حدیث نمبر 177 صفحہ نمبر 177، انٹرنیشنل نمبر 179)

حدیث:

حَدَّثَنَا أَبُو مَعْمَرٍ، حَدَّثَنَا عَبْدُ الْوَارِثِ، عَنِ الْحُسَيْنِ، قَالَ يَحْيَى: وَأَخْبَرَنِي أَبُو سَلَمَةَ، أَنَّ عَطَاءَ بْنَ يَسَارٍ أَخْبَرَهُ، أَنَّ زَيْدَ بْنَ خَالِدٍ الْجُهَنِيَّ أَخْبَرَهُ، أَنَّهُ سَأَلَ عُثْمَانَ بْنَ عَفَّانَ، فَقَالَ: أَرَأَيْتَ إِذَا جَامَعَ الرَّجُلُ امْرَأَتَهُ فَلَمْ يُمْنِ، قَالَ عُثْمَانُ: "يَتَوَضَّأُ كَمَا يَتَوَضَّأُ لِلصَّلَاةِ وَيَغْسِلُ ذَكَرَهُ"، قَالَ عُثْمَانُ: سَمِعْتُهُ مِنْ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، فَسَأَلْتُ عَنْ ذَلِكَ عَلِيَّ بْنَ أَبِي طَالِبٍ، وَالزُّبَيْرَ بْنَ الْعَوَّامِ، وَطَلْحَةَ بْنَ عُبَيْدِ اللَّهِ، وَأُبَيَّ بْنَ كَعْبٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمْ فَأَمَرُوهُ بِذَلِكَ، قَالَ يَحْيَى: وَأَخْبَرَنِي أَبُو سَلَمَةَ، أَنَّ عُرْوَةَ بْنَ الزُّبَيْرِ أَخْبَرَهُ أَنَّ أَبَا أَيُّوبَ أَخْبَرَهُ، أَنَّهُ سَمِعَ ذَلِكَ مِنْ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ.

ترجمہ: ہم سے ابو معمر عبداللہ بن عمرو نے بیان کیا، انہوں نے کہا ہم سے عبدالوارث بن سعید نے بیان کیا، انہوں نے حسین بن ذکوان معلم کے واسطہ سے، ان کو یحییٰ نے کہا مجھ کو ابو سلمہ بن عبدالرحمٰن بن عوف نے خبر دی، ان کو عطا بن یسار نے خبر دی، انہیں زید بن خالد جہنی نے بتایا کہ انھوں نے عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ سے پوچھا کہ مرد اپنی بیوی سے ہمبستر ہوا لیکن انزال نہیں ہوا تو وہ کیا کرے؟ عثمان رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ نماز کی طرح وضو کرلے اور ذکر (شرمگاہ) کو دھولے اور عثمان رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے یہ بات سنی ہے۔ میں نے اس کے متعلق علی بن ابی طالب، زبیر بن العوام، طلحہ بن عبیداللہ، ابی بن کعب رضی اللہ عنہم سے پوچھا تو انہوں نے بھی یہی فرمایا یحییٰ نے کہا اور ابو سلمہ نے مجھے بتایا کہ انہیں عروہ بن زبیر نے خبر دی، انہیں ابو ایوب رضی اللہ عنہ نے کہ یہ بات انہوں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سنی تھی۔

(صحیح بخاری جلد اول کتاب الغسل حدیث نمبر 285 صفحہ نمبر 211، انٹرنیشنل نمبر 292)

ایک اور حدیث کچھ اِس طرح ہے :

حدیث:

حَدَّثَنَا إِسْحَاقُ، قَالَ: أَخْبَرَنَا النَّضْرُ، قَالَ: أَخْبَرَنَا شُعْبَةُ، عَنْ الْحَكَمِ، عَنْ ذَكْوَانَ أَبِي صَالِحٍ، عَنْ أَبِي سَعِيدٍ الْخُدْرِيِّ، أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَرْسَلَ إِلَى رَجُلٍ مِنَ الْأَنْصَارِ فَجَاءَ وَرَأْسُهُ يَقْطُرُ، فَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: لَعَلَّنَا أَعْجَلْنَاكَ، فَقَالَ: نَعَمْ، فَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: "إِذَا أُعْجِلْتَ أَوْ قُحِطْتَ فَعَلَيْكَ الْوُضُوءُ" تَابَعَهُ وَهْبٌ، قَالَ: حَدَّثَنَا شُعْبَةُ، قَالَ أَبُو عَبْد اللَّهِ: وَلَمْ يَقُلْ غُنْدَرٌ، وَيَحْيَى، عَنْ شُعْبَةَ الْوُضُوءُ.

ترجمہ: ”حضرت ابو سعید خدری رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ والہ وسلم نے انصار کے ایک آدمی کو بلوایا۔ وہ حاضرِ بارگاہ ہوئے اور سر سے پانی ٹپک رہا تھا۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ والہ وسلم نے فرمایا، شاید ہم نے تمہیں جلدی میں ڈال دیا؟ عرض گزار ہوا۔ ہاں، رسول اللہ صلی اللہ علیہ والہ وسلم نے فرمایا: جب تمہیں جلدی ہو یا انزال نہ ہوا ہو تو تم پر صرف وضو لازم ہے۔“

{صحیح بخاری جلد اوّل کتاب الوضو حدیث نمبر 178 صفحہ نمبر 177، انٹرنیشنل نمبر 180}

ایک اور حدیث بھی ملاحظہ ہو:

حدیث:

حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ، حَدَّثَنَا يَحْيَى، عَنْ هِشَامِ بْنِ عُرْوَةَ، قَالَ: أَخْبَرَنِي أَبِي، قَالَ: أَخْبَرَنِي أَبُو أَيُّوب، قَالَ: أَخْبَرَنِي أُبَيُّ بْنُ كَعْبٍ، أَنَّهُ قَالَ: يَا رَسُولَ اللَّهِ، إِذَا جَامَعَ الرَّجُلُ الْمَرْأَةَ فَلَمْ يُنْزِلْ؟ قَالَ: "يَغْسِلُ مَا مَسَّ الْمَرْأَةَ مِنْهُ، ثُمَّ يَتَوَضَّأُ وَيُصَلِّي"

ترجمہ: ” حضرت ابوایوب رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت ابی بن کعب رضی اللہ تعالیٰ عنہ عرض گزار ہوئے کہ یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ والہ وسلم! جب آدمی عورت سے صحبت کرے اور انزال نہ ہو؟ فرمایا کہ عورت سے جو چیز لگی ہو اُسے دھو ڈالے اور وُضو کر کے نماز پڑھ لے۔“

{صحیح بخاری جلد اوّل کتاب الغسل حدیث نمبر 286 صفحہ نمبر 211، انٹر نیشنل نمبر 293}

باب نمبر۔ 2

صحیح بخاری کے مطابق

عورت، غُسل کا طریقہ سِکھانے کیلئے غیر مرد کے سامنے غُسل کر سکتی ہے

قرآن کے مطابق

ستر کو ڈھانپنا مرد و عورت پر فرض ہے

اللہ تعالیٰ نے قرآنِ کریم میں حضور صلی اللہ علیہ والہ وسلم کو مخاطب کرتے ہوئے فرمایا:

قرآن:

وَقُل لِّلْمُؤْمِنَاتِ يَغْضُضْنَ مِنْ أَبْصَارِهِنَّ وَيَحْفَظْنَ فُرُوجَهُنَّ وَلَا يُبْدِينَ زِينَتَهُنَّ إِلَّا مَا ظَهَرَ مِنْهَا ۖ وَلْيَضْرِبْنَ بِخُمُرِهِنَّ عَلَىٰ جُيُوبِهِنَّ ۖ وَلَا يُبْدِينَ زِينَتَهُنَّ إِلَّا لِبُعُولَتِهِنَّ أَوْ آبَائِهِنَّ أَوْ آبَاءِ بُعُولَتِهِنَّ أَوْ أَبْنَائِهِنَّ أَوْ أَبْنَاءِ بُعُولَتِهِنَّ أَوْ إِخْوَانِهِنَّ أَوْ بَنِي إِخْوَانِهِنَّ أَوْ بَنِي أَخَوَاتِهِنَّ أَوْ نِسَائِهِنَّ أَوْ مَا مَلَكَتْ أَيْمَانُهُنَّ أَوِ التَّابِعِينَ غَيْرِ أُولِي الْإِرْبَةِ مِنَ الرِّجَالِ أَوِ الطِّفْلِ الَّذِينَ لَمْ يَظْهَرُوا عَلَىٰ عَوْرَاتِ النِّسَاءِ ۖ وَلَا يَضْرِبْنَ بِأَرْجُلِهِنَّ لِيُعْلَمَ مَا يُخْفِينَ مِن زِينَتِهِنَّ ۚ وَتُوبُوا إِلَى اللَّهِ جَمِيعًا أَيُّهَ الْمُؤْمِنُونَ لَعَلَّكُمْ تُفْلِحُونَ ﴿31/24﴾

ترجمہ: ”اور آپ صلی اللہ علیہ والہ وسلم فرمادیں مومن عورتوں کو کہ وہ نیچی رکھیں اپنی نگاہیں اور اپنی شرمگاہوں کی حفاظت کریں اور اپنی زینت کو ظاہر نہ کریں مگر جو اس میں سے ظاہر ہوا۔ (جس کا ظاہر ہونا ناگزیر ہے) اور وہ اپنی اوڑھنیاں اپنے گریبانوں پر ڈالے رہیں اور اپنی زینت ظاہر نہ کریں مگر اپنے خاوندوں پر، یا اپنے باپ پر یا اپنے خُسر یا اپنے بیٹوں یا اپنے شوہر کے بیٹوں یا اپنے بھائیوں پر، اپنے بھتیجوں پر، اپنے بھانجوں پر یا اپنی مسلمان عورتوں یا اپنی کنیزوں یا وہ خدمتگار مرد جو (عورتوں سے) غرض نہ رکھنے والے ہوں یا وہ لڑکے جو ابھی

واقف نہیں عورتوں کے پردے (کے معاملات سے) اور وہ اپنے پاؤں (زمین پر) نہ ماریں کہ وہ جو اپنی زِینت چھپائے ہوئے ہیں پہچان لی جائے اور تم سب اللہ کے آگے توبہ کرو تاکہ تم دوجہان کی کامیابی پاؤ۔"

(سورۃ النور 24 آیت 31)

اِس آیت کے متعلق بات کرنے سے پہلے "زِینت" کا مفہوم مولانا صلاح الدین یوسف کی زبانی سُن لیجئے :

"زِینت سے مراد وہ لباس اور زیور ہے جو عورتیں اپنے حسن و جمال میں مزید نکھار پیدا کرنے کیلیئے پہنتی ہیں جس کی تاکید اُنہیں اپنے خاوندوں کیلیئے کی گئی ہے۔ جب لباس اور زیور کا اظہار غیر مردوں کے سامنے عورت کیلیئے ممنوع ہے تو جسم کو عریاں اور نمایاں کرنے کی اِجازت اسلام میں کب ہو سکتی ہے؟ یہ تو بطریقِ اولیٰ حرام اور ممنوع ہوگا۔"

{تفسیری حواشی المصحف الشریف المدینہ المنورہ صفحہ 974}

دوسری بات یہ کہ بدن کا جتنا حصّہ چھپانا فرض ہے اسے سَتر کہتے ہیں چنانچہ مرد کو ناف سے گھٹنوں تک اور عورت کو چہرہ، دونوں ہاتھوں کی ہتھیلیاں اور دونوں پیروں کے سوا تمام بدن ڈھانکنا فرض ہے۔

اب ساری بات واضح ہو گئی کہ اللہ تعالیٰ نے اِس آیت میں یہ جو فرمایا ہے کہ "اپنی زِینت ظاہر نہ کریں مگر اِن لوگوں کے سامنے........." تو اِس میں زِینت کا ذِکر ہے سَتر کا نہیں۔ یعنی عورت کا پیٹ، اُس کا باپ، خسر، بھائی، بھتیجا، بھانجا، غلام یا بہت زیادہ بوڑھا مرد بھی نہیں دیکھ سکتا کیونکہ پیٹ ستر میں شامل ہے زِینت میں نہیں۔

خلاصہ یہ کہ عورت کو ننگے بدن دیکھنے کی اِجازت اِس عورت کے باپ، سسر، بیٹے، بھانجے، بھتیجے، غلام یا بہت زیادہ بوڑھے آدمی کو بھی نہیں۔ لیکن درج ذیل روایت کے بارے میں آپ کیا کہیں گے جس میں کسی عام عورت کا ذِکر نہیں بلکہ قیامت تک کیلیئے تمام مومنوں کی ماں کے بارے میں کہا گیا کہ اُنہوں نے دو مردوں کے سامنے غسل کیا جن میں ایک اُن کا بھائی تھا۔ نیچے ہم وہ روایت من و عن درج کر رہے ہیں اِسے پڑھیئے اور ہماری مذہبی پیشوائیت کی عقل کا ماتم کیجئے :

حدیث:

حَدَّثَنَا عَبْدُ اللَّهِ بْنُ مُحَمَّدٍ، قَالَ: حَدَّثَنِي عَبْدُ الصَّمَدِ، قَالَ: حَدَّثَنِي شُعْبَةُ، قَالَ: حَدَّثَنِي أَبُو بَكْرِ بْنُ حَفْصٍ، قَالَ: سَمِعْتُ أَبَا سَلَمَةَ، يَقُولُ: دَخَلْتُ أَنَا وَأَخُو عَائِشَةَ عَلَى عَائِشَةَ، فَسَأَلَهَا أَخُوهَا عَنْ غُسْلِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ؟ "فَدَعَتْ بِإِنَاءٍ نَحْوًا مِنْ صَاعٍ، فَاغْتَسَلَتْ وَأَفَاضَتْ عَلَى رَأْسِهَا وَبَيْنَنَا وَبَيْنَهَا حِجَابٌ"، قَالَ أَبُو عَبْد اللَّهِ: قَالَ يَزِيدُ بْنُ هَارُونَ، وَبَهْزٌ، وَالْجُدِّيُّ، عَنْ شُعْبَةَ: قَدْرِ صَاعٍ.

ترجمہ: ''ابو سلمہ سے روایت ہے کہ میں اور حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کا بھائی، حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کی خدمت میں حاضر ہوئے۔اُن کے بھائی نے اُن سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ والہ وسلم کے غسل کے متعلق پوچھا تو اُنہوں نے ایک برتن منگوایا جس میں ایک صاع کے قریب پانی تھا اور غسل کیا۔یعنی اپنے سر پر پانی ڈالا جبکہ ہمارے اور اُن کے درمیان پردہ تھا۔۔۔۔امام ابو عبداللہ بخاری نے فرمایا کہ یزید بن ہارون اور بہز اور جدّی نے شعبہ سے روایت کی ہے کہ ایک صاع کی مقدار میں۔''

{صحیح بخاری جلد اوّل کتاب الغسل باب 176 حدیث نمبر 246 صفحہ نمبر 200،انٹر نیشنل نمبر 251}

اِس حدیث میں مذکورہ بالا دونوں اَصحاب غسل کا طریقہ سیکھنے کیلئے حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے پاس آئے۔پہلا سوال یہ ہے کہ حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کی حیاتِ مبارکہ میں کیا پورے عرب میں ایک بھی صحابیٔ رسول صلی اللہ علیہ والہ وسلم زندہ موجود نہ تھے؟ دوسری بات یہ کہ کیا حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا اُن کو زبانی طور پر غسل کا طریقہ نہیں بتا سکتی تھیں؟ تیسری بات یہ کہ روایت میں بیان کیا گیا ہے کہ درمیان میں پردہ تھا، اگر پردہ تھا تو اُن اَصحاب نے کیسے دیکھ لیا کہ حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا اِس طریقے سے غسل کر رہی ہیں؟ ایک صاحب فرماتے ہیں کہ اِن دونوں اصحاب اور حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے درمیان پردہ حائل تھا لیکن روشنی کا عکس اِس پردے پر پڑ رہا تھا جسے وہ دیکھ رہے تھے۔اگر اِسی بات کو درست فرض کر لیا جائے تو کیا حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے قرآن کے اِس حکم ''اپنی زینت کے مقام ظاہر نہ کرو'' {سورۂ النور 24 آیت 31} کی خلاف ورزی کی؟

ہمارا ایمان ہے کہ یہ وضعی روایت ہے، نہ ابو سلمہ اور حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کا بھائی غسل کا طریقہ سیکھنے حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے پاس گئے اور نہ ہی حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے اُن کے سامنے غسل کیا۔ یہ سب الزامات ہیں جو کہ مجموعہ احادیث میں شامل کر دیئے گئے ہیں۔ جو لوگ ایسی روایات کو صحیح قرار دینے پر اصرار کرتے ہیں ان سے میرا سوال ہے کہ مذکورہ بالا روایت میں جن دو افراد کا ذِکر ہے اُن کی جگہ آپ اور آپ کا کوئی دوست ہو اور حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کی جگہ آپ کی ماں یا بہن ہو اور وہ آپ دونوں کے سامنے غسل کرے تو کیا آپ یہ گوارا کریں گے ؟

اگر آپ کا جواب نفی میں ہے تو عرض ہے کہ جو بات آپ اپنی ماں، بہن کیلئے گوارا نہیں کرتے اسے قیامت تک کیلئے تمام مومنوں کی ماں کیلئے کیسے گوارا کرتے ہیں۔ حیرت ہے کہ ہم نے صحیح بخاری کو صدیوں سے سینے سے لگایا ہوا ہے لیکن کسی نے اسے کھول کر پڑھنے کی زحمت نہیں کی کہ اس میں تو ہماری ماں کی شان میں گستاخیاں لکھی ہوئی ہیں۔

باب نمبر۔3

صحیح بخاری کے مطابق

صحیح بخاری کا انبیاء کرام علیہم السلام کو شہوت پرست اور عورتوں کا شوقین ثابت کرنا

قرآن کے مطابق

انبیاءؑ کی زندگی تمام اِنسانوں کیلئے نمونہ ہے

ارشادِ خداوندی ہے :

قرآن:

فَإِذَا تَطَهَّرْنَ فَأْتُوهُنَّ مِنْ حَيْثُ أَمَرَكُمُ اللَّهُ ﴿222/2﴾

"پس جب وہ (تمہاری بیویاں) پاک ہو جائیں تو تم اُن کے پاس آئو، جہاں سے اللہ نے تمہیں حکم دیا ہے۔"

{سورۃ البقرہ 2 آیت 222}

اِس سے اگلی آیت میں اِرشاد ہوتا ہے کہ :

قرآن:

نِسَاؤُكُمْ حَرْثٌ لَّكُمْ فَأْتُوا حَرْثَكُمْ أَنَّىٰ شِئْتُمْ ﴿223/2﴾

"تمہاری عورتیں تمہاری کھیتی ہیں پس تم اپنی کھیتی میں آؤ جب چاہو۔"

{سورۃ البقرہ 2 آیت 223}

اِس کے بعد سورۃ النساء آیت 24 اور سورۃ المائدہ آیت 5 میں "محضنین غیر مسافحین" کے الفاظ آتے ہیں۔

محضنین کے معنی ہیں محفوظ رکھنا اور مسافحین کے معنی ہیں بہادینا۔ یعنی اللہ تعالیٰ نے جنسی اِختلاط کا مقصد اولاد حاصل کرنا بتایا ہے نہ کہ ہوس رانی یا لذّت حاصل کرنا۔ عام زندگی میں کوئی آدمی خواہ وہ کتنا ہی تہجد گزار کیوں نہ ہو، اگر اُس کے متعلق یہ مشہور ہو جائے کہ وہ شہوت پرست اور عورتوں کا بڑا شوقین ہے تو لوگوں کے دِلوں میں اُس کا وقار گر جاتا ہے لیکن یہ کیسے مسلمان ہیں جو اپنے نبی کو شہوت پرست ثابت کرنے پر تُلے ہوئے ہیں۔ ہم درج ذیل حدیث پیش کر کے آپ کو دعوت فکر دیتے ہیں :

حدیث:

حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ، قَالَ: حَدَّثَنَا مُعَاذُ بْنُ هِشَامٍ، قَالَ: حَدَّثَنِي أَبِي، عَنْ قَتَادَةَ، قَالَ: حَدَّثَنَا أَنَسُ بْنُ مَالِكٍ، قَالَ: " كَانَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَدُورُ عَلَى نِسَائِهِ فِي السَّاعَةِ الْوَاحِدَةِ مِنَ اللَّيْلِ وَالنَّهَارِ وَهُنَّ إِحْدَى عَشْرَةَ "، قَالَ: قُلْتُ لِأَنَسٍ: أَوَكَانَ يُطِيقُهُ، قَالَ: كُنَّا نَتَحَدَّثُ أَنَّهُ أُعْطِيَ قُوَّةَ ثَلَاثِينَ، وَقَالَ سَعِيدٌ: عَنْ قَتَادَةَ، إِنَّ أَنَسًا حَدَّثَهُمْ: تِسْعُ نِسْوَةٍ

ترجمہ: "قتادہ سے روایت ہے کہ حضرت انس بن مالک رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا: نبی کریم صلی اللہ علیہ والہ وسلم رات اور دِن کی ایک ہی ساعت میں اپنی ازواج مطہراتؓ کے پاس پھر آتے تھے جو گیارہ تھیں۔ میں نے حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے کہا کہ کیا اتنی طاقت تھی؟ فرمایا کہ ہم یہ کہا کرتے تھے کہ آپ کو تیس (30) مردوں کی طاقت مرحمت فرمائی گئی ہے۔ سعید نے قتادہ سے روایت کی کہ حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے ان سے نو (9) ازواج مطہراتؓ بیان فرمائیں۔"

(صحیح بخاری جلد اوّل کتاب الغسل حدیث 263 صفحہ نمبر 204، انٹرنیشنل نمبر: 268)

ایک اور حدیث اس طرح ہے :

حدیث:

حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ، حَدَّثَنَا يَزِيدُ بْنُ زُرَيْعٍ، حَدَّثَنَا سَعِيدٌ، عَنْ قَتَادَةَ، عَنْ أَنَسٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ، أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ "كَانَ يَطُوفُ عَلَى نِسَائِهِ فِي لَيْلَةٍ وَاحِدَةٍ وَلَهُ تِسْعُ نِسْوَةٍ"، وَقَالَ لِي خَلِيفَةُ: حَدَّثَنَا يَزِيدُ بْنُ زُرَيْعٍ، حَدَّثَنَا سَعِيدٌ، عَنْ قَتَادَةَ، أَنَّ أَنَسًا حَدَّثَهُمْ، عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ.

ترجمہ: ہم سے مسدد نے بیان کیا۔ کہا ہم سے یزید بن زریع نے بیان کیا، کہا ہم سے سعید نے بیان کیا، ان سے قتادہ نے، ان سے انس رضی اللہ عنہ نے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم ایک مرتبہ ایک ہی رات میں اپنی تمام بیویوں کے پاس گئے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس نو بیویاں تھیں۔ امام بخاری رحمہ اللہ نے کہا کہ مجھ سے خلیفہ ابن خیاط نے بیان کیا، کہا ہم سے سعید نے بیان کیا، ان سے قتادہ نے اور ان سے انس رضی اللہ عنہ نے بیان کیا، انہوں نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے پھر یہی حدیث بیان کی۔

(صحیح بخاری جلد اوّل کتاب الغسل حدیث 277 صفحہ نمبر 209، انٹر نیشنل نمبر: 5068)

حدیث:

حَدَّثَنَا عَبْدُ الْأَعْلَى بْنُ حَمَّادٍ، قَالَ: حَدَّثَنَا يَزِيدُ بْنُ زُرَيْعٍ، قَالَ: حَدَّثَنَا سَعِيدٌ، عَنْ قَتَادَةَ، أَنَّ أَنَسَ بْنَ مَالِكٍ حَدَّثَهُمْ، "أَنَّ نَبِيَّ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ يَطُوفُ عَلَى نِسَائِهِ فِي اللَّيْلَةِ الْوَاحِدَةِ وَلَهُ يَوْمَئِذٍ تِسْعُ نِسْوَةٍ".

ترجمہ: ”حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے لوگوں کو بتایا کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ والہ وسلم ایک رات میں اپنی ازواج مطہراتؓ کے پاس دورہ فرمالیا کرتے تھے اور اُن دِنوں آپؐ کی نو (9) ازواج مطہراتؓ تھیں۔“

(صحیح بخاری جلد سوم کتاب النکاح حدیث 61 صفحہ نمبر 57، انٹر نیشنل نمبر: 284)

(صحیح بخاری جلد سوم کتاب النکاح حدیث 199 صفحہ نمبر 113، انٹر نیشنل نمبر: 5067)

مندرجہ بالا روایات میں حضور صلی اللہ علیہ والہ وسلم کی پاکیزہ سیرت کو جس طرح داغدار کرنے کی کوشش کی گئی ہے اِس کا ہماری مذہبی پیشوائیت کو اندازہ ہی نہیں کیونکہ یہ کنویں کے مینڈک ہیں۔ انہیں علم ہی نہیں کہ ایسی روایات کو صحیح تسلیم کر کے حضور صلی اللہ علیہ والہ وسلم کی زندگی کا کیسا نقشہ سامنے آتا ہے۔

نوٹ: مندرجہ بالا حدیث 263 میں گیارہ ازواجِ مطہراتؓ کا ذِکر آیا ہے جبکہ تاریخی لحاظ سے ایک وقت میں گیارہ ازواج مطہراتؓ کا آپ ؐ کے نکاح میں رہنا ثابت نہیں ہے۔

99 یا 100 بیویوں سے مباشرت :

ایک حدیث میں آتا ہے کہ حضرت سلیمان علیہ السلام بن حضرت دائود علیہ السلام نے ایک ہی رات میں اپنی ننانویں (99) یا سو (100) بیویوں سے مباشرت کی :

حدیث:

اللَّيْثُ: حَدَّثَنِي جَعْفَرُ بْنُ رَبِيعَةَ، عَنْ عَبْدِ الرَّحْمَنِ بْنِ هُرْمُزَ، قَالَ: سَمِعْتُ أَبَا هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ، عَنْ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، قَالَ: قَالَ سُلَيْمَانُ بْنُ دَاوُدَ عَلَيْهِمَا السَّلَام: "لَأَطُوفَنَّ اللَّيْلَةَ عَلَى مِائَةِ امْرَأَةٍ أَوْ تِسْعٍ وَتِسْعِينَ كُلُّهُنَّ يَأْتِي بِفَارِسٍ يُجَاهِدُ فِي سَبِيلِ اللَّهِ، فَقَالَ: لَهُ صَاحِبُهُ إِنْ شَاءَ اللَّهُ، فَلَمْ يَقُلْ إِنْ شَاءَ اللَّهُ، فَلَمْ يَحْمِلْ مِنْهُنَّ إِلَّا امْرَأَةٌ وَاحِدَةٌ جَاءَتْ بِشِقِّ رَجُلٍ، وَالَّذِي نَفْسُ مُحَمَّدٍ بِيَدِهِ لَوْ قَالَ إِنْ شَاءَ اللَّهُ لَجَاهَدُوا فِي سَبِيلِ اللَّهِ فُرْسَانًا أَجْمَعُونَ".

ترجمہ: لیث نے بیان کیا کہ مجھ سے جعفر بن ربیعہ نے بیان کیا' ان سے عبداللہ بن ہرمز نے بیان کیا انہوں نے کہا کہ میں نے ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے سنا' ان سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ سلیمان بن داؤد علیہما السلام نے فرمایا آج رات اپنی سو یا (راوی کو شک تھا) ننانوے بیویوں کے پاس جاؤں گا اور ہر بیوی ایک ایک شہسوار جنے گی جو اللہ تعالی کے راستے میں جہاد کریں گے۔ ان کے ساتھی نے کہا کہ ان شاء اللہ بھی کہہ لیجئے لیکن انہوں نے ان شاء اللہ نہیں کہا۔ چنانچہ صرف ایک بیوی حاملہ ہوئیں اور ان کے بھی آدھا بچہ پیدا

ہوا۔اس ذات کی قسم جس کے ہاتھ میں محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی جان ہے اگر سلیمان علیہ السلام اس وقت ان شاءاللہ کہہ لیتے تو (تمام بیویاں حاملہ ہوتیں اور) سب کے یہاں ایسے شہسوار بچے پیدا ہوتے جو اللہ کے راستے میں جہاد کرتے۔

(صحیح بخاری جلد دوم کتاب الجہاد والسیر حدیث 84 صفحہ نمبر 74، انٹر نیشنل نمبر 2819)

100 بیویوں سے مباشرت

حضرت سلیمان علیہ السلام بن حضرت داؤد علیہ السلام نے ایک ہی رات میں اپنی سو (100) بیویوں سے مباشرت کی :

حدیث:

حَدَّثَنِي مَحْمُودٌ، حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّزَّاقِ، أَخْبَرَنَا مَعْمَرٌ، عَنِ ابْنِ طَاوُسٍ، عَنْ أَبِيهِ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ، قَالَ: " قَالَ سُلَيْمَانُ بْنُ دَاوُدَ عَلَيْهِمَا السَّلَام: لَأَطُوفَنَّ اللَّيْلَةَ بِمِائَةِ امْرَأَةٍ تَلِدُ كُلُّ امْرَأَةٍ غُلَامًا يُقَاتِلُ فِي سَبِيلِ اللَّهِ، فَقَالَ لَهُ الْمَلَكُ: قُلْ إِنْ شَاءَ اللَّهُ، فَلَمْ يَقُلْ وَنَسِيَ فَأَطَافَ بِهِنَّ وَلَمْ تَلِدْ مِنْهُنَّ إِلَّا امْرَأَةٌ نِصْفَ إِنْسَانٍ، قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: لَوْ قَالَ إِنْ شَاءَ اللَّهُ لَمْ يَحْنَثْ وَكَانَ أَرْجَى لِحَاجَتِهِ ".

ترجمہ: مجھ سے محمود بن غیلان نے بیان کیا، کہا ہم سے عبدالرزاق نے، کہا ہم کو معمر نے خبر دی، انہیں عبداللہ بن طاؤس نے، انہیں ان کے والد نے اور ان سے ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ سلیمان بن داؤد علیہما السلام نے فرمایا کہ آج رات میں اپنی سو بیویوں کے پاس ہو آؤں گا (اور اس قربت کے نتیجہ میں) ہر عورت ایک لڑکا جنے گی تو سو لڑکے ایسے پیدا ہوں گے جو اللہ کے راستے میں جہاد کریں گے۔ فرشتہ نے ان سے کہا کہ ان شاءاللہ کہہ لیجئے لیکن انہوں نے نہیں کہا اور بھول گئے۔ چنانچہ آپ تمام بیویوں کے پاس گئے لیکن ایک کے سوا کسی کے بھی بچہ پیدا نہ ہوا اور اس ایک کے یہاں بھی آدھا بچہ پیدا ہوا۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اگر ان شاءاللہ کہہ لیتے تو ان کی مراد بر آتی اور ان کی خواہش پوری ہونے کی امید زیادہ ہوتی۔

(صحیح بخاری جلد سوم کتاب النکاح حدیث 226 صفحہ نمبر 121، انٹر نیشنل نمبر 5242)

99 بیویوں سے مباشرت :

حضرت سلیمان علیہ السلام بن حضرت داؤد علیہ السلام نے ایک ہی رات میں اپنی نوّے (90) بیویوں سے مباشرت کی۔

حدیث:

حَدَّثَنَا أَبُو الْيَمَانِ، أَخْبَرَنَا شُعَيْبٌ، حَدَّثَنَا أَبُو الزِّنَادِ، عَنْ عَبْدِ الرَّحْمَنِ الْأَعْرَجِ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ، قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: " قَالَ سُلَيْمَانُ: لَأَطُوفَنَّ اللَّيْلَةَ عَلَى تِسْعِينَ امْرَأَةً كُلُّهُنَّ تَأْتِي بِفَارِسٍ يُجَاهِدُ فِي سَبِيلِ اللَّهِ، فَقَالَ لَهُ صَاحِبُهُ: قُلْ: إِنْ شَاءَ اللَّهُ، فَلَمْ يَقُلْ: إِنْ شَاءَ اللَّهُ، فَطَافَ عَلَيْهِنَّ جَمِيعًا، فَلَمْ يَحْمِلْ مِنْهُنَّ إِلَّا امْرَأَةٌ وَاحِدَةٌ، جَاءَتْ بِشِقِّ رَجُلٍ، وَايْمُ الَّذِي نَفْسُ مُحَمَّدٍ بِيَدِهِ، لَوْ قَالَ: إِنْ شَاءَ اللَّهُ لَجَاهَدُوا فِي سَبِيلِ اللَّهِ فُرْسَانًا أَجْمَعُونَ ".

ترجمہ : ”ہم سے ابوالیمان نے بیان کیا، کہا ہم کو شعیب نے خبر دی، کہا ہم سے ابوالزناد نے بیان کیا، ان سے عبدالرحمٰن اعرج نے اور ان سے ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ”سلیمان علیہ السلام نے ایک دن کہا کہ آج میں رات میں اپنی نوے بیویوں کے پاس جاؤں گا اور ہر ایک کے یہاں ایک گھوڑ سوار بچہ پیدا ہو گا جو اللہ کے راستہ میں جہاد کرے گا۔ اس پر ان کے ساتھی نے کہا کہ ان شاءاللہ۔ لیکن سلیمان علیہ السلام نے ان شاءاللہ نہیں کہا۔ چنانچہ وہ اپنی تمام بیویوں کے پاس گئے لیکن ایک عورت کے سوا کسی کو حمل نہیں ہوا اور اس سے بھی ناقص بچہ پیدا ہوا اور اس ذات کی قسم جس کے ہاتھ میں محمد کی جان ہے! اگر انہوں نے ان شاءاللہ کہہ دیا ہوتا تو (تمام بیویوں کے یہاں بچے پیدا ہوتے) اور سب گھوڑوں پر سوار ہو کر اللہ کے راستے میں جہاد کرنے والے ہوتے۔“

(صحیح بخاری جلد سوم کتاب الایمان والنذور حدیث 1547 صفحہ نمبر 601، انٹر نیشنل نمبر 6639)

(صحیح بخاری جلد سوم کتاب الایمان والنذور حدیث 1624 صفحہ نمبر 630، انٹر نیشنل نمبر 6720)

70 بیویوں سے مباشرت :

حدیث:

حَدَّثَنَا خَالِدُ بْنُ مَخْلَدٍ، حَدَّثَنَا مُغِيرَةُ بْنُ عَبْدِ الرَّحْمَنِ، عَنْ أَبِي الزِّنَادِ، عَنْ الْأَعْرَجِ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ، عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، قَالَ: قَالَ سُلَيْمَانُ بْنُ دَاوُدَ لَأَطُوفَنَّ اللَّيْلَةَ عَلَى سَبْعِينَ امْرَأَةً تَحْمِلُ كُلُّ امْرَأَةٍ فَارِسًا يُجَاهِدُ فِي سَبِيلِ اللَّهِ، فَقَالَ لَهُ: صَاحِبُهُ إِنْ شَاءَ اللَّهُ فَلَمْ يَقُلْ وَلَمْ تَحْمِلْ شَيْئًا إِلَّا وَاحِدًا سَاقِطًا إِحْدَى شِقَّيْهِ، فَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: "لَوْ قَالَهَا لَجَاهَدُوا فِي سَبِيلِ اللَّهِ، قَالَ: شُعَيْبٌ وَابْنُ أَبِي الزِّنَادِ تِسْعِينَ وَهُوَ أَصَحُّ.

ترجمہ : ہم سے خالد بن مخلد نے بیان کیا، کہا ہم سے مغیرہ بن عبدالرحمٰن نے بیان کیا، ان سے ابوالزناد نے، ان سے اعرج نے، ان سے ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ”سلیمان بن داؤد علیہما السلام نے کہا کہ آج رات میں اپنی ستر بیویوں کے پاس جاؤں گا اور ہر بیوی ایک شہسوار جنے گی جو اللہ کے راستے میں جہاد کرے گا۔ ان کے ساتھی نے کہا ان شاءاللہ، لیکن انہوں نے نہیں کہا۔ چنانچہ کسی بیوی کے یہاں بھی بچہ پیدا نہیں ہوا، صرف ایک کے یہاں ہوا اور اس کی بھی ایک جانب بیکار تھی۔“ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اگر سلیمان علیہ السلام ان شاءاللہ کہہ لیتے (توسب کے یہاں بچے پیدا ہوتے) اور اللہ کے راستے میں جہاد کرتے۔ شعیب اور ابن ابی الزناد نے بجائے ستر کے) نوے کہا ہے اور یہی بیان زیادہ صحیح ہے۔

(صحیح بخاری۔ انٹرنیشنل نمبر 3424)

60 بیویوں سے مباشرت :

حدیث:

حَدَّثَنَا مُعَلَّى بْنُ أَسَدٍ، حَدَّثَنَا وُهَيْبٌ، عَنْ أَيُّوبَ، عَنْ مُحَمَّدٍ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ، "أَنَّ نَبِيَّ اللَّهِ سُلَيْمَانَ عَلَيْهِ السَّلَام كَانَ لَهُ سِتُّونَ امْرَأَةً، فَقَالَ: لَأَطُوفَنَّ اللَّيْلَةَ عَلَى نِسَائِي، فَلْتَحْمِلْنَ كُلُّ امْرَأَةٍ وَلْتَلِدْنَ فَارِسًا يُقَاتِلُ فِي سَبِيلِ اللَّهِ،

فَطَافَ عَلَى نِسَائِهِ فَمَا وَلَدَتْ مِنْهُنَّ إِلَّا امْرَأَةٌ وَلَدَتْ شِقَّ غُلَامٍ، قَالَ نَبِيُّ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: لَوْ كَانَ سُلَيْمَانُ اسْتَثْنَى لَحَمَلَتْ كُلُّ امْرَأَةٍ مِنْهُنَّ، فَوَلَدَتْ فَارِسًا يُقَاتِلُ فِي سَبِيلِ اللَّهِ".

ترجمہ: ہم سے معلی بن اسد نے بیان کیا، انہوں نے کہا ہم سے وہیب نے بیان کیا، ان سے ایوب نے بیان کیا، ان سے محمد نے بیان کیا اور ان سے ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ اللہ کے نبی سلیمان علیہ السلام کی ساٹھ بیویاں تھیں تو انہوں نے کہا کہ آج رات میں تمام بیویوں کے پاس جاؤں گا اور ہر بیوی حاملہ ہو گی اور پھر ایسا بچہ جنے گی جو شہسوار ہو گا اور اللہ کے راستے میں لڑے گا۔ چنانچہ وہ اپنی تمام بیویوں کے پاس گئے۔ لیکن صرف ایک بیوی کے یہاں بچہ پیدا ہوا اور وہ بھی ادھورا۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اگر سلیمان علیہ السلام نے ان شاءاللہ کہہ دیا ہوتا تو پھر ہر بیوی حاملہ ہوتی اور شہسوار جنتی جو اللہ کے راستے میں جہاد کرتا۔

(صحیح بخاری۔ انٹرنیشنل نمبر 7469)

باب نمبر۔4

صحیح بخاری کے مطابق

حالتِ حیض میں مباشرت کرنا سنّت ہے

قرآن کے مطابق

حالتِ حیض میں مجامعت کرنا منع ہے

اللہ تعالیٰ نے قرآنِ حکیم میں اِرشاد فرمایا :

قرآن:

وَيَسۡـَٔلُونَكَ عَنِ ٱلۡمَحِيضِۖ قُلۡ هُوَ أَذٗى فَٱعۡتَزِلُواْ ٱلنِّسَآءَ فِي ٱلۡمَحِيضِ وَلَا تَقۡرَبُوهُنَّ حَتَّىٰ يَطۡهُرۡنَۖ فَإِذَا تَطَهَّرۡنَ فَأۡتُوهُنَّ مِنۡ حَيۡثُ أَمَرَكُمُ ٱللَّهُۚ إِنَّ ٱللَّهَ يُحِبُّ ٱلتَّوَّٰبِينَ وَيُحِبُّ ٱلۡمُتَطَهِّرِينَ ﴿222/2﴾

ترجمہ: ”وہ آپ صلی اللہ علیہ والہ وسلم سے حالتِ حیض کے بارے میں پوچھتے ہیں، آپ صلی اللہ علیہ والہ وسلم کہہ دیں کہ وہ گندگی ہے، پس تم عورتوں سے الگ رہو حالتِ حیض میں اور اُن کے قریب نہ جاؤ یہاں تک کہ وہ پاک ہو جائیں، پس جب وہ پاک ہو جائیں تو تم اُن کے پاس آؤ جہاں سے اللہ نے تمہیں حکم دیا ہے۔ بے شک اللہ توبہ کرنے والوں اور پاک رہنے والوں کو دوست رکھتا ہے۔“

(سورۃ البقرہ 2 آیت 222)

اِس آیت میں اللہ تعالیٰ نے عورتوں سے حیض کے دوران مباشرت سے منع فرمایا ہے لیکن صحیح بخاری میں ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ والہ وسلم اپنی بیویوں سے حالتِ حیض میں بھی مباشرت کیا کرتے تھے۔ احادیث ملاحظہ کیجیے :

حدیث:

حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ يُوسُفَ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ عَنْ مَنْصُورٍ عَنْ إِبْرَاهِيمَ عَنِ الأَسْوَدِ عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهَا قَالَتْ: كَانَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يُبَاشِرُنِي وَأَنَا حَائِضٌ. وَكَانَ يُخْرِجُ رَأْسَهُ مِنَ الْمَسْجِدِ وَهُوَ مُعْتَكِفٌ فَأَغْسِلُهُ وَأَنَا حَائِضٌ.

ترجمہ: ''اسود سے روایت ہے کہ حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے فرمایا کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ والہ وسلم مجھ سے مباشرت فرماتے حالانکہ میں حائضہ ہوتی اور آپؐ اعتکاف میں سر مبارک مسجد سے نکال دیتے تو میں اسے دھودیتی حالانکہ میں حائضہ ہوتی۔''

(صحیح بخاری جلد اول کتاب الاعتکاف حدیث نمبر 1894 صفحہ نمبر 792، انٹرنیشنل نمبر 2030)

دوسری حدیث میں ہے :

حدیث:

حَدَّثَنَا قَبِيصَةُ، قَالَ: حَدَّثَنَا سُفْيَانُ، عَنْ مَنْصُورٍ، عَنْ إِبْرَاهِيمَ، عَنِ الْأَسْوَدِ، عَنْ عَائِشَةَ، قَالَتْ: " كُنْتُ أَغْتَسِلُ أَنَا وَالنَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مِنْ إِنَاءٍ وَاحِدٍ كِلَانَا جُنُبٌ. وکان یامرنی فاتزر فیباشرنی وانا حائض ..وکان یامرنی فاتزر فیباشرنی وانا حائض

ترجمہ :''حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے روایت ہے کہ میں اور نبی کریم صلی اللہ علیہ والہ وسلم ایک برتن سے غسل کرلیا کرتے اور دونوں جُنُبی ہوتے اور حکم فرمانے پر ازار باندھ لیتی تو مجھ سے اختلاط فرماتے حالانکہ حائضہ ہوتی اور حالتِ اعتکاف میں اپنا سر میری طرف نکال دیتے تو میں حائضہ ہوکر دھودیتی۔''

(صحیح بخاری جلد اوّل کتاب الحیض باب 207 حدیث نمبر 292 صفحہ نمبر 214، انٹرنیشنل نمبر 299)

حدیث:

حَدَّثَنَا أَبُو النُّعْمَانِ، قَالَ: حَدَّثَنَا عَبْدُ الْوَاحِدِ، قَالَ: حَدَّثَنَا الشَّيْبَانِيُّ، قَالَ: حَدَّثَنَا عَبْدُ اللَّهِ بْنُ شَدَّادٍ، قَالَ: سَمِعْتُ مَيْمُونَةَ، " كَانَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِذَا أَرَادَ أَنْ يُبَاشِرَ امْرَأَةً مِنْ نِسَائِهِ أَمَرَهَا فَاتَّزَرَتْ وَهِيَ حَائِضٌ "، وَرَوَاهُ سُفْيَانُ، عَنِ الشَّيْبَانِيِّ

ترجمہ: ''عبداللہ بن شداد سے روایت ہے کہ حضرت میمونہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے فرمایا: رسول اللہ صلی اللہ علیہ والہ وسلم اپنی ازواج مطہراتؓ میں سے جب کسی کے ساتھ مباشرت کا اِرادہ فرماتے تو اُسے ازار باندھنے کا حکم فرماتے جبکہ وہ حائضہ ہوتی۔ اِسے سفیان نے بھی شبانی سے روایت کیا۔''

{صحیح بخاری جلد اوّل کتاب الحیض حدیث نمبر 294 صفحہ نمبر 214، انٹرنیشنل نمبر 303}

حدیث:

حَدَّثَنَا إِسْمَاعِيلُ بْنُ خَلِيلٍ، قَالَ: أَخْبَرَنَا عَلِيُّ بْنُ مُسْهِرٍ، قَالَ: أَخْبَرَنَا أَبُو إِسْحَاقَ هُوَ الشَّيْبَانِيُّ، عَنْ عَبْدِ الرَّحْمَنِ بْنِ الْأَسْوَدِ، عَنْ أَبِيهِ، عَنْ عَائِشَةَ، قَالَتْ: " كَانَتْ إِحْدَانَا إِذَا كَانَتْ حَائِضًا فَأَرَادَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنْ يُبَاشِرَهَا أَمَرَهَا أَنْ تَتَّزِرَ فِي فَوْرِ حَيْضَتِهَا، ثُمَّ يُبَاشِرُهَا، قَالَتْ: وَأَيُّكُمْ يَمْلِكُ إِرْبَهُ كَمَا كَانَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَمْلِكُ إِرْبَهُ "، تَابَعَهُ خَالِدٌ، وَجَرِيرٌ، عَنِ الشَّيْبَانِيِّ.

ترجمہ: '' ہم سے اسماعیل بن خلیل نے بیان کیا، کہا ہم سے علی بن مسہر نے، ہم سے ابو اسحاق سلیمان بن فیروز شیبانی نے عبدالرحمٰن بن اسود کے واسطہ سے، وہ اپنے والد اسود بن یزید سے، وہ عائشہ رضی اللہ عنہا سے کہ آپ نے فرمایا ہم ازواج میں سے کوئی جب حائضہ ہوتی، اس حالت میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اگر مباشرت کا ارادہ کرتے تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم ازار باندھنے کا حکم دے دیتے باوجود حیض کی زیادتی کے۔ پھر بدن سے بدن ملاتے، آپ نے کہا تم میں ایسا کون ہے جو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی طرح اپنی شہوت پر قابو رکھتا ہو۔ اس حدیث کی متابعت خالد اور جریر نے شیبانی کی روایت سے کی ہے۔''

{صحیح بخاری جلد اوّل کتاب الحیض حدیث نمبر 293 صفحہ نمبر 214، انٹرنیشنل نمبر 302}

حدیث:

حَدَّثَنَا مُعَاذُ بْنُ فَضَالَةَ، قَالَ: حَدَّثَنَا هِشَامٌ، عَنْ يَحْيَى، عَنْ أَبِي سَلَمَةَ، عَنْ زَيْنَبَ بِنْتِ أَبِي سَلَمَةَ، عَنْ أُمِّ سَلَمَةَ، قَالَتْ: "بَيْنَا أَنَا مَعَ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مُضْطَجِعَةً فِي خَمِيلَةٍ حِضْتُ، فَانْسَلَلْتُ فَأَخَذْتُ ثِيَابَ حِيضَتِي، فَقَالَ: أَنُفِسْتِ؟ فَقُلْتُ: نَعَمْ، فَدَعَانِي فَاضْطَجَعْتُ مَعَهُ فِي الْخَمِيلَةِ".

ترجمہ : ہم سے معاذ بن فضالہ نے بیان کیا، کہا ہم سے ہشام دستوائی نے یحییٰ بن ابی کثیر سے، وہ ابو سلمہ سے، وہ زینب بنت ابی سلمہ سے، وہ ام سلمہ سے، انہوں نے بتلایا کہ میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ ایک چادر میں لیٹی ہوئی تھی کہ مجھے حیض آگیا، میں چپکے سے چلی گئی اور حیض کے کپڑے بدل لیے، آپ نے پوچھا کیا تجھ کو حیض آگیا ہے۔ میں نے کہا، جی ہاں! پھر مجھے آپ نے بلا لیا اور میں آپ کے ساتھ چادر میں لیٹ گئی۔

{صحیح بخاری جلد اوّل کتاب الحیض حدیث نمبر 314 صفحہ نمبر 222، انٹرنیشنل نمبر 323}

قارئین کرام! اِن احادیث میں ایک اور نقطہ بھی قابل غور ہے کہ اللہ تعالیٰ نے حضور صلی اللہ علیہ والہ وسلم کے متعلق قرآنِ کریم میں اِرشاد فرمایا ہے: وَإِنَّكَ لَعَلَىٰ خُلُقٍ عَظِيمٍ {4/68} ترجمہ: ”بے شک آپ اخلاقِ اِنسانی کے بلند ترین مقام پر فائز ہیں۔“ {سورۃ القلم 68 آیت 4}۔ جبکہ صحیح بخاری میں حضور صلی اللہ علیہ والہ وسلم کی معطر و مطہر شخصیت کو شہوت پرست کے طور پر پیش کیا جارہا ہے جو مہینے میں چند دن بھی صبر نہیں کر سکتے تھے۔۔۔ یہ سراسر آپؐ کی ذاتِ اقدس پر افتراء ہے اور ایسی روایات پر احادیث رسول ﷺ کا لیبل لگانے والے اپنے ایمان کی خیر منائیں۔

باب نمبر۔5

صحیح بخاری کے مطابق

روزے کی حالت میں بوسے دینااور مباشرت کرنا سنّت ہے

قرآن کے مطابق

دورانِ روزہ مجامعت منع ہے

اللہ تعالیٰ نے حالتِ روزہ میں اپنی بیوی سے وظیفہ زوجیت کرنے سے منع فرمادیا ہے۔ قرآنِ مجید میں اللہ تعالیٰ نے اِرشاد فرمایا :

قرآن:

أُحِلَّ لَكُمْ لَيْلَةَ الصِّيَامِ الرَّفَثُ إِلَىٰ نِسَائِكُمْ ۚ هُنَّ لِبَاسٌ لَّكُمْ وَأَنتُمْ لِبَاسٌ لَّهُنَّ ۗ عَلِمَ اللَّهُ أَنَّكُمْ كُنتُمْ تَخْتَانُونَ أَنفُسَكُمْ فَتَابَ عَلَيْكُمْ وَعَفَا عَنكُمْ ۖ فَالْآنَ بَاشِرُوهُنَّ وَابْتَغُوا مَا كَتَبَ اللَّهُ لَكُمْ ۚ وَكُلُوا وَاشْرَبُوا حَتَّىٰ يَتَبَيَّنَ لَكُمُ الْخَيْطُ الْأَبْيَضُ مِنَ الْخَيْطِ الْأَسْوَدِ مِنَ الْفَجْرِ ۖ ثُمَّ أَتِمُّوا الصِّيَامَ إِلَى اللَّيْلِ ۚ وَلَا تُبَاشِرُوهُنَّ وَأَنتُمْ عَاكِفُونَ فِي الْمَسَاجِدِ ۗ تِلْكَ حُدُودُ اللَّهِ فَلَا تَقْرَبُوهَا ۗ كَذَٰلِكَ يُبَيِّنُ اللَّهُ آيَاتِهِ لِلنَّاسِ لَعَلَّهُمْ يَتَّقُونَ ﴿187/2﴾

ترجمہ: ”تمہارے لئے حلال کر دیا گیا روزہ کی رات میں اپنی عورتوں سے بے پردہ ہونا، وہ تمہارے لئے لباس ہیں اور تم اُن کیلئے لباس ہو، اللہ نے جان لیا کہ تم اپنے تئیں خیانت کرتے تھے سو اُس نے تمہیں معاف کر دیا اور تم سے درگزر کی، پس اب تمہیں اُن سے مباشرت کی اور اللہ تعالیٰ کی لکھی ہوئی چیز کو تلاش کرنے کی اِجازت ہے، تم کھاتے پیتے رہو یہاں تک کہ صبح کا سفید دھاگہ سیاہ دھاگے سے ممتاز ہو جائے پھر رات تک روزے کو پورا کرو“۔

{سورۃ البقرۃ 2 آیت نمبر 187}

لیکن صحیح بخاری میں حضور صلی اللہ علیہ والہ وسلم پر اِلزام لگایا جارہا ہے کہ آپؐ (نعوذ باللہ) روزے کی حالت میں اپنی بیویوں سے مباشرت کرتے تھے اور بوسے لیا کرتے تھے۔ پوری حدیث ملاحظہ کیجیے :

حدیث:

حَدَّثَنَا سُلَيْمَانُ بْنُ حَرْبٍ، قَالَ: عَنْ شُعْبَةَ، عَنِ الْحَكَمِ، عَنْ إِبْرَاهِيمَ، عَنِ الْأَسْوَدِ، عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهَا، قَالَتْ: " كَانَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يُقَبِّلُ وَيُبَاشِرُ وَهُوَ صَائِمٌ، وَكَانَ أَمْلَكَكُمْ لِإِرْبِهِ "، وَقَالَ: قَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ: مَآرِبُ حَاجَةٌ، قَالَ طَاوُسٌ: غَيْرِ أُولِي الْإِرْبَةِ الْأَحْمَقُ، لَا حَاجَةَ لَهُ فِي النِّسَاءِ.

ترجمہ: ”اسود سے روایت ہے کہ حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے فرمایا کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ والہ وسلم روزے کی حالت میں بوسہ دیتے اور مباشرت بھی کر لیا کرتے تھے اور اُنہیں تمہاری نسبت اپنی خواہش پر بہت زیادہ قابو تھا“۔

(صحیح بخاری جلد اول کتاب الصوم یاحدیث 1798 صفحہ 730، انٹر نیشنل نمبر 1927)

درج ذیل حدیث میں ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ والہ وسلم روزے کی حالت میں اپنی بیویوں کے بوسے لیا کرتے تھے :

حدیث:

حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الْمُثَنَّى، حَدَّثَنَا يَحْيَى، عَنْ هِشَامٍ، قَالَ: أَخْبَرَنِي أَبِي، عَنْ عَائِشَةَ، عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ. ح وحَدَّثَنَا عَبْدُ اللَّهِ بْنُ مَسْلَمَةَ، عَنْ مَالِكٍ، عَنْ هِشَامٍ، عَنْ أَبِيهِ، عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهَا، قَالَتْ: " إِنْ كَانَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَيُقَبِّلُ بَعْضَ أَزْوَاجِهِ وَهُوَ صَائِمٌ "، ثُمَّ ضَحِكَتْ.

ترجمہ: ”حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے فرمایا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ والہ وسلم روزے کی حالت میں اپنی بعض ازواجِ مطہراتؓ کو بوسہ دے لیا کرتے تھے، پھر ہنس پڑیں۔“

(صحیح بخاری جلد اول کتاب الصوم حدیث نمبر 1799 صفحہ نمبر 730، انٹر نیشنل نمبر 1928)

حدیث:

حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ، حَدَّثَنَا يَحْيَى، عَنْ هِشَامِ بْنِ أَبِي عَبْدِ اللَّهِ، حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ أَبِي كَثِيرٍ، عَنْ أَبِي سَلَمَةَ، عَنْ زَيْنَبَ ابْنَةِ أُمِّ سَلَمَةَ، عَنْ أُمِّهَا رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ، قَالَتْ: "بَيْنَمَا أَنَا مَعَ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي الْخَمِيلَةِ، إِذْ حِضْتُ، فَانْسَلَلْتُ، فَأَخَذْتُ ثِيَابَ حِيضَتِي، فَقَالَ: مَا لَكِ، أَنَفِسْتِ؟ قُلْتُ: نَعَمْ، فَدَخَلْتُ مَعَهُ فِي الْخَمِيلَةِ، وَكَانَتْ هِيَ وَرَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَغْتَسِلَانِ مِنْ إِنَاءٍ وَاحِدٍ، وَكَانَ يُقَبِّلُهَا وَهُوَ صَائِمٌ".

ترجمہ: ''ہم سے مسدد نے بیان کیا، کہا ہم سے یحییٰ بن سعید قطان نے بیان کیا، ان سے ہشام بن ابی عبداللہ نے، ان سے یحییٰ بن ابی کثیر نے، ان سے ابوسلمہ نے، ان سے ام سلمہ رضی اللہ عنہا کی بیٹی زینب نے اور ان سے ان کی والدہ (ام سلمہ رضی اللہ عنہا) نے بیان کیا کہ میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ ایک چادر میں (لیٹی ہوئی) تھی کہ مجھے حیض آ گیا۔ اس لیے میں چپکے سے نکل آئی اور اپنا حیض کا کپڑا پہن لیا۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے پوچھا کیا بات ہوئی؟ کیا حیض آ گیا ہے؟ میں نے کہا ہاں، پھر میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ اسی چادر میں چلی گئی اور ام سلمہ رضی اللہ عنہا اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ایک ہی برتن سے غسل (جنابت) کیا کرتے تھے اور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم روزے سے ہونے کے باوجود ان کا بوسہ لیتے تھے۔''

(صحیح بخاری جلد اول کتاب الصوم حدیث نمبر 1800 صفحہ نمبر 730، انٹرنیشنل نمبر 1929)

مذہبی پیشوائیت کا کہنا ہے کہ مباشرت کے معنی لپٹانے اور بوس و کنار کے ہیں۔ اگر ان معانی کو بھی صحیح فرض کر لیا جائے تو بھی حضور صلی اللہ علیہ والہ وسلم کی پاکیزہ و معطر شخصیت کے دامن پر شہوت پرستی کا داغ لگتا ہے جو کہ کسی مسلمان کیلئے ناقابل برداشت ہے۔ قرآن میں مباشرت کا لفظ سورۃ البقرۃ 2 آیت نمبر 187 میں آیا ہے، جہاں اللہ تعالیٰ نے فرمایا'' فَالْـٰٔنَ بَاشِرُوْهُنَّ '' ۔ دُنیا میں شائع ہونے والے قرآن کے کسی بھی زُبان کے ترجمے میں '' باشروھن'' کا ترجمہ محض '' لپٹانا یا بوس و کنار'' ثابت نہیں کیا جاسکتا۔

باب نمبر۔6

صحیح بخاری کے مطابق

حضرت اِبراہیم علیہ السلام جھوٹ بولتے تھے

قرآن کے مطابق

حضرت اِبراہیمؑ سچّے نبی تھے

اللہ تعالیٰ نے قرآنِ مجید میں حضرت اِبراہیم علیہ السلام کے بارے میں اِرشاد فرمایا :

قرآن:

وَاذْكُرْ فِي الْكِتَابِ إِبْرَاهِيمَ ۚ إِنَّهُ كَانَ صِدِّيقًا نَّبِيًّا ﴿41/19﴾

''اور کتاب میں اِبراہیمؑ کو یاد کرو، بے شک وہ سچّے نبی تھے۔''

﴿سورۃ مریم 19 آیت نمبر 41﴾

اللہ تعالیٰ نے تو حضرت اِبراہیم علیہ السلام کے سچّا ہونے کی گواہی قرآنِ کریم میں دی ہے لیکن صحیح بخاری میں حضرت اِبراہیم علیہ السلام کو ''کاذب'' قرار دینے کی سر توڑ کوشش کی جارہی ہے۔ ملاحظہ فرمائیے :

حدیث:

حَدَّثَنَا سَعِيدُ بْنُ تَلِيدٍ الرُّعَيْنِيُّ، أَخْبَرَنَا ابْنُ وَهْبٍ، قَالَ: أَخْبَرَنِي جَرِيرُ بْنُ حَازِمٍ، عَنْ أَيُّوبَ، عَنْ مُحَمَّدٍ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ، قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: "لَمْ يَكْذِبْ إِبْرَاهِيمُ إِلَّا ثَلَاثًا

ترجمہ: ”حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ والہ وسلم نے فرمایا کہ حضرت اِبراہیم علیہ السلام نے کبھی جھوٹ نہیں بولا ماسوائے تین مواقع کے۔“

(صحیح بخاری جلد دوم کتاب الانبیاء حدیث نمبر 583 صفحہ نمبر 277، انٹر نیشنل نمبر 3357)

حدیث:

حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ مَحْبُوبٍ، حَدَّثَنَا حَمَّادُ بْنُ زَيْدٍ، عَنْ أَيُّوبَ، عَنْ مُحَمَّدٍ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ، قَالَ: "لَمْ يَكْذِبْ إِبْرَاهِيمُ عَلَيْهِ السَّلَام إِلَّا ثَلَاثَ

ترجمہ: ہم سے محمد بن محبوب نے بیان کیا، کہا ہم سے حماد بن زید نے بیان کیا، ان سے ایوب نے، ان سے محمد نے اور ان سے ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ ابراہیم علیہ السلام نے تین مرتبہ جھوٹ بولا تھا۔

(صحیح بخاری جلد دوم کتاب الانبیاء حدیث نمبر 584 صفحہ نمبر 277، انٹر نیشنل نمبر 3358)

اِس کے بعد چند احادیث میں حضرت اِبراہیم علیہ السلام کے (نعوذ باللہ) جھوٹوں کی تفصیل بیان کی گئی ہے جن کو یہاں تحریر کرنا ہم غیر ضروری خیال کرتے ہیں کیونکہ اُن احادیث میں بھی اصل نقطہ یہی ہے کہ آپؑ نے واقعی جھوٹ بولے تھے، اِس بات کو وہاں ذرا تفصیل سے بیان کر دیا گیا ہے، دِلچسپی رکھنے والے احباب اصل کتاب سے دیکھ سکتے ہیں۔ اُن کے حوالہ جات ذیل میں پیش کئے جا رہے ہیں:

(صحیح بخاری جلد اول کتاب البیوع حدیث نمبر 2065 صفحہ نمبر 816، انٹر نیشنل نمبر 2217)

(صحیح بخاری جلد دوم کتاب الانبیاء حدیث نمبر 584 صفحہ نمبر 277، انٹر نیشنل نمبر 3358)

(صحیح بخاری جلد سوم کتاب ا لنکاح حدیث نمبر 75 صفحہ نمبر 62،انٹر نیشنل نمبر 5084)

(صحیح بخاری جلد سوم کتاب الطلاق باب نمبر 165 صفحہ نمبر 131،انٹر نیشنل نمبر باب 10)

باب نمبر۔7

صحیح بخاری کے مطابق

عورت کے پیچھے کے مقام (دُبُر) میں جماع کرنا درست ہے

قرآن کے مطابق

جماع کا مقام قُبُل ہے

صحیح بخاری کی ایک حدیث ذرا غور سے پڑھیے گا :

حدیث:

«حدثنی إسحاق: أخبرنا النضر بن شمیل: أخبرنا ابن عون عن نافع قال: کان ابن عمر رضی اللہ عنہما إذا قرأ القرآن لم یتکلم حتی یفرغ منہ، فأخذت علیہ یومًا فقرأ سورة البقرة حتی انتہی إلی مکان قال: تدری فیما أنزلت؟ قلت: لا، قال: أنزلت فی کذا و کذا ثم مضی۔ وعن عبد الصمد: حدثنی أبی: حدثنی أیوب عن نافع عن ابن عمر ﴿فَأْتُوا حَرْثَكُمْ أَنَّىٰ شِئْتُمْ﴾ قال: یأتیہا فی. رواہ محمد بن یحیی بن سعید عن أبیہ عن عبید اللہ عن نافع عن ابن عمر.»

ترجمہ: ” نافع کا بیان ہے کہ حضرت ابنِ عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ، جب قرآن کریم کی تلاوت کرتے تو فارغ ہونے تک کسی سے کلام نہیں کرتے تھے۔ جب ایک روز میں اُن کے پاس گیا تو وہ سورۃ البقرۃ کی تلاوت کر رہے تھے، یہاں تک کہ مذکورہ سورۃ پر پہنچے تو مجھ سے کہا کیا تمہیں معلوم ہے کہ یہ آیت کس بارے میں نازل ہوئی؟ میں نے نفی میں جواب دیا تو اُنہوں نے فرمایا کہ یہ فلاں فلاں باتوں کے متعلق نازل ہوئی ہے پھر پڑھنے لگے۔ عبداللہ، اُن کے والد، ایوب، نافع نے حضرت ابنِ عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کی ہے ” فَأْتُوا

حَرْثَكُمْ اَنّٰى شِئْتُمْ" کی تفسیر حضرت ابنِ عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے بیان کی کہ اپنی بیوی سے ...میں جماع کرے۔ محمد بن یحییٰ بن سعید یحییٰ بن سعید، عبید اللہ، نافع نے حضرت ابنِ عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے اس کی روایت کی۔"

(صحیح بخاری جلد دوم کتاب التفسیر حدیث نمبر 1641 صفحہ نمبر 756، انٹر نیشنل نمبر 4526)

صحیح بخاری کے دو نسخے میرے سامنے ہیں ایک وہ جسے "نور محمد کارخانہ تجارت کتب کراچی" نے شائع کیا جبکہ دوسرا "فرید بکسٹال۔ 38 اُردو بازار لاہور" نے شائع کیا ہے۔ ترجمہ کرنے والے دونوں حضرات کی دیانت ملاحظہ فرمایئے کہ صحیح بخاری کے عربی متن میں " قال یاتیھا فی..." کے الفاظ موجود ہیں اور " فی " کے بعد خالی جگہ ہے اور "الدبر" کا لفظ ہی غائب ہے۔ اِس کے ساتھ ساتھ ترجمہ میں بھی اِس فقرے کو حذف کر دیا گیا ہے۔

اِس پر شارح بخاری قسطلانی وغیرہ نے فرمایا کہ بخاری نے "فی" کا لفظ ذِکر کر کے "الدبر" کا لفظ بوجہ کراہیت کے ذِکر نہیں کیا ورنہ صحیح بخاری کے تمام نسخوں میں " فی الدبر " ہے، "من الدبر " نہیں ہے تاکہ یہ سمجھا جاتا کہ عورت کو پچھلی طرف سے " حرث" کی جگہ میں اِستعمال کرے بلکہ "فی الدبر " ہے جس کا مطلب ہے کہ خاص دُبر میں لواطت کرے۔

علامہ بدر الدین عینی نے صحیح بخاری کی شرح لکھی ہے جو کہ بڑی مستند اور معتبر سمجھی جاتی ہے، مذکورہ حدیث کے بارے میں آپ لکھتے ہیں :

"یہاں اصل کتاب (صحیح بخاری) میں خالی جگہ چھوٹی ہوئی ہے یعنی لفظ "فی" کے بعد۔ حمیدی نے "الجمع بین الصحیحین" میں کہا ہے "فی قبلھا" یعنی اپنی بیوی کی شرمگاہ میں۔ مگر یہ صحیح نہیں ہے۔ اِس روایت کو ابنِ جریر نے اپنی تفسیر میں ابو قلابۃ الرقاشی سے، اُنہوں نے عبد الصمد بن عبد الوارث سے نقل کیا ہے کہ مجھ سے میرے باپ نے بیان کیا اور وہاں اُنہوں نے "یاتیھا فی الدبر " (اپنی بیوی سے دُبُر میں جماع) لفظ بیان کیا ہے۔" (عمدۃ القاری)۔

علامہ عینی اِس مسئلے میں حضرت اِمام مالک رحمتہ اللہ تعالیٰ علیہ کا مسلک اِس طرح بیان کرتے ہیں :

”محمد بن سعد نے ابو سلیمان جوزجانی سے نقل کیا ہے کہ حضرت اِمام مالک رحمتہ اللہ تعالیٰ علیہ بن انسؒ کی خدمت میں حاضر تھا، اُن سے ”مجامعت فی الدبر“ کے بارے میں سوال کیا گیا تو اُنہوں نے اپنا ہاتھ اپنے سر پر مارا اور فرمایا، ابھی ابھی تو میں اس سے غسل کر کے آ رہا ہوں۔ ایسے ہی ابن القاسم نے ان سے نقل کیا ہے کہ حضرت امام مالک رحمتہ اللہ تعالیٰ علیہ فرماتے تھے کہ میں نے کسی ایسے آدمی کو نہیں پایا جس کی میں دِین کے بارے میں پیروی اور اقتداء کر سکوں اور وہ اس کے حلال ہونے میں شک کرتا ہو۔ یعنی عورت کے اس کے دُبُر میں جماع کرنے کے بارے میں۔ اِس کے بعد حضرت اِمام مالک رحمتہ اللہ تعالیٰ علیہ نے یہ آیت پڑھی ”نِسَآؤُكُمۡ حَرۡثٌ لَّكُمۡ ص فَأۡتُوا حَرۡثَكُمۡ اَنّٰى شِئۡتُمۡ ز (223/2) حضرت اِمام مالک رحمتہ اللہ تعالیٰ علیہ نے فرمایا کہ اِس سے بڑھ کر اور کون سی چیز واضح ہو گی اور میں اِس میں ذرا بھی شک نہیں کرتا۔ رہا حضرت اِمام شافعی رحمتہ اللہ تعالیٰ علیہ کا مذہب، اِس کے بارے میں تو اِمام طحاوی رحمتہ اللہ تعالیٰ علیہ نے فرمایا کہ ہم سے محمد بن الحکم نے بیان کیا کہ اُنہوں نے حضرت اِمام شافعی رحمتہ اللہ تعالیٰ علیہ کو کہتے سُنا ہے کہ وہ فرماتے تھے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ والہ وسلم سے اِس کے حلال یا حرام ہونے کے بارے میں کوئی حدیث ثابت نہیں ہے اور قیاس یہ ہے کہ وہ حلال ہے۔“ (عینی بحوالہ مطالب الفرقان جلد سوم صفحہ نمبر 380)

اِمام شافعی رحمتہ اللہ تعالیٰ علیہ نے اپنے اس مئوقف پر امام محمدؒ سے ایک مناظرہ بھی جیتا، جس کی تفصیل ذیل میں پیش کی جاتی ہے :

امام محمدؒ: کھیتی تو فرج ہی میں ہو سکتی ہے۔

امام شافعیؒ: اِس کا مطلب یہ ہوا کہ فرج کے علاوہ باقی سب کچھ حرام ہے۔

امام محمدؒ: ہاں فرج کے علاوہ دوسرے مواقع حرام ہیں۔

امام شافعیؒ: مجھے بتائو اگر کوئی شخص اپنی بیوی کی پنڈلیوں کے درمیان یا اس کی کُہنیوں کے درمیان مجامعت کرے تو کیا یہاں کھیتی ہو گی...؟

امام محمدؒ: نہیں اِن جگہوں پر کھیتی نہیں ہو گی۔

امام شافعیؒ: کیا یہ حرام ہو گا...؟

امام محمدؒ: نہیں۔

امام شافعیؒ: پھر تم جس بات کے خود قائل نہیں اِس سے کس طرح استدلال کرتے ہو...؟

(فتح الباری بحوالہ مطالب الفرقان جلد سوم صفحہ نمبر 380)

قرآن کی وضاحت: اُوپر آپ نے جو بحث پڑھی ہے وہ سورۃ البقرۃ سورہ نمبر 2 آیت نمبر 223 سے متعلق ہے، جبکہ اللہ تعالیٰ نے سورۃ البقرۃ سورہ نمبر 2 آیت نمبر 222 میں "مِنۡ حَيۡثُ اَمَرَكُمُ اللّٰهُ‌ؕ " فرما کر پہلے ہی فطری طریق کی طرف اِشارہ فرمادیا ہے نیز آیت نمبر 223 میں عورتوں کو "حرث" یعنی کھیتی سے تشبیہ دے کر جنسی اِختلاط کا مقصد واضح کر دیا۔ قرآن اِسی طرح ہر مسئلے کو بڑی آسانی سے حل کر دیتا ہے۔ دوسری طرف مذہبی پیشوائیت کے اس عقیدے کی قلعی بھی کھل جاتی ہے کہ احادیث قرآن کی تفسیر ہیں اور اس تفسیر کی ایک جھلک آپ مندرجہ بالا صفحات میں دیکھ ہی چکے ہیں۔

زیرِ بحث موضوع کے متعلق ایک حدیث میں ہے: "عطاء نے فرمایا کہ حاملہ لونڈی کی شرمگاہ کے سوا اور چیزوں سے فائدہ اٹھانے میں کوئی مضائقہ نہیں۔" پوری حدیث ملاحظہ کیجئے :

حدیث:

وَلَمْ يَرَ الْحَسَنُ بَأْسًا أَنْ يُقَبِّلَهَا أَوْ يُبَاشِرَهَا، وَقَالَ ابْنُ عُمَرَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا: إِذَا وُهِبَتِ الْوَلِيدَةُ الَّتِي تُوطَأُ أَوْ بِيعَتْ أَوْ عَتَقَتْ، فَلْيُسْتَبْرَأْ رَحِمُهَا بِحَيْضَةٍ وَلَا تُسْتَبْرَأُ الْعَذْرَاءُ، وَقَالَ عَطَاءٌ: لَا بَأْسَ أَنْ يُصِيبَ مِنْ جَارِيَتِهِ الْحَامِلِ مَا دُونَ الْفَرْجِ، وَقَالَ اللَّهُ تَعَالَى: إِلَّا عَلَى أَزْوَاجِهِمْ أَوْ مَا مَلَكَتْ أَيْمَانُهُمْ سورة المؤمنون آية

ترجمہ: اور امام حسن بصری رحمہ اللہ نے کہا کہ اس میں کوئی حرج نہیں کہ ایسی باندی کا (اس کا مالک) بوسہ لے لے یا اپنے جسم سے لگائے، اور ابن عمر رضی اللہ عنہما نے کہا کہ جب ایسی باندی جس سے وطی کی جا چکی ہے، ہبہ کی جائے یا بیچی جائے یا آزاد کی جائے تو ایک حیض تک اس کا استبراء رحم کرنا چاہئے۔ اور کنواری کے لیے استبراء رحم کی ضرورت نہیں ہے۔ عطاء نے کہا کہ اپنی حاملہ باندی سے شرمگاہ کے سوا

باقی جسم سے فائدہ حاصل کیا جاسکتا ہے۔اللہ تعالیٰ نے سورۃ مومنون میں فرمایا «إلا على أزواجهم أو ما ملكت أيمانهم» ”مگر اپنی بیویوں سے یا باندیوں سے۔“

(صحیح بخاری جلد اول کتاب البیوع باب نمبر 1385 صفحہ نمبر 821،انٹر نیشنل نمبر باب 111)

☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆

باب نمبر۔8

صحیح بخاری کے مطابق

حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے جونیہ سے زِنا کی کوشش کی (العیاذ باللہ)

قرآن کے مطابق

حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اخلاقِ انسانی کے بُلند ترین مقام پر فائز ہیں

اللہ تعالیٰ نے قرآنِ کریم میں حضور صلی اللہ علیہ والہ وسلم کے متعلق فرمایا کہ :

قرآن:

وَإِنَّكَ لَعَلَىٰ خُلُقٍ عَظِيمٍ ﴿4/68﴾

" (اے نبی صلی اللہ علیہ والہ وسلم) بے شک آپؐ اخلاقِ انسانی کے بلند ترین مقام پر فائز ہیں۔" (سورۃ القلم سورہ نمبر 68 آیت نمبر 4)

مذہبی پیشوائیت، احادیث کو قرآن کی تفسیر قرار دیتی ہے۔ کیا مندرجہ بالا آیتِ قرآنی کی تفسیر، حضور صلی اللہ علیہ والہ وسلم کا وہ کردار ہے جو درج ذیل حدیث میں پیش کیا جارہا ہے :

حدیث:

حَدَّثَنَا أَبُو نُعَيْمٍ، حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّحْمَنِ بْنُ غَسِيلٍ، عَنْ حَمْزَةَ بْنِ أَبِي أُسَيْدٍ، عَنْ أَبِي أُسَيْدٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ، قَالَ: "خَرَجْنَا مَعَ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ حَتَّى انْطَلَقْنَا إِلَى حَائِطٍ يُقَالُ لَهُ: الشَّوْطُ، حَتَّى انْتَهَيْنَا إِلَى حَائِطَيْنِ فَجَلَسْنَا بَيْنَهُمَا، فَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: اجْلِسُوا هَا هُنَا، وَدَخَلَ وَقَدْ أُتِيَ بِالْجَوْنِيَّةِ، فَأُنْزِلَتْ فِي بَيْتٍ فِي

نَخْلٍ فِي بَيْتِ أُمَيْمَةَ بِنْتِ النُّعْمَانِ بْنِ شَرَاحِيلَ وَمَعَهَا دَايَتُهَا حَاضِنَةٌ لَهَا، فَلَمَّا دَخَلَ عَلَيْهَا النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، قَالَ: هَبِي نَفْسَكِ لِي، قَالَتْ: وَهَلْ تَهَبُ الْمَلِكَةُ نَفْسَهَا لِلسُّوقَةِ؟ قَالَ: فَأَهْوَى بِيَدِهِ يَضَعُ يَدَهُ عَلَيْهَا لِتَسْكُنَ، فَقَالَتْ: أَعُوذُ بِاللَّهِ مِنْكَ، فَقَالَ: قَدْ عُذْتِ بِمَعَاذٍ، ثُمَّ خَرَجَ عَلَيْنَا، فَقَالَ: يَا أَبَا أُسَيْدٍ، اكْسُهَا رَازِقِيَّتَيْنِ وَأَلْحِقْهَا بِأَهْلِهَا".

ترجمہ: ''حضرت ابو اسید رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ ہم نبی کریم صلی اللہ علیہ والہ وسلم کے ہمراہ باہر نکلے، یہاں تک کہ ہم ایک باغ میں پہنچے جس کو شوط کہا جاتا تھا، حتیٰ کہ ہم دو دیواروں کے پاس جا کر بیٹھ گئے۔ پس نبی کریم صلی اللہ علیہ والہ وسلم نے فرمایا کہ یہیں بیٹھے رہنا اور آپ داخل ہو گئے۔ وہاں جونیہ لائی گئی۔ پس آپ ایک کھجور کے گھر میں اُترے جو امیمہ بنت نعمان بن شراحیل کا گھر تھا اور اس کے ساتھ اس کی آیا بھی تھی۔ جب نبی کریم صلی اللہ علیہ والہ وسلم اس کے پاس داخل ہوئے تو فرمایا: اپنے آپ کو میرے سپرد کر دو۔ کہنے لگی کہ کہیں ملکہ بھی اپنے آپ کو کسی بازاری کے سپرد کر سکتی ہے۔ راوی کا بیان ہے کہ آپ نے اپنا دستِ مبارک بڑھایا تاکہ اس کے سر پر رکھ کر تسکین دیں لیکن اس نے کہا: میں آپ سے اللہ کی پناہ مانگتی ہوں۔ پس آپؐ نے فرمایا: تم نے اس کی پناہ لی، جس کی پناہ لی جاتی ہے۔ پھر آپؐ ہمارے پاس باہر تشریف لے آئے اور فرمایا: اے ابو اسید! اس کو رازقی کپڑے کے دو جوڑے دے کر اس کے گھر والوں کے پاس پہنچا دو۔''

(صحیح بخاری جلد سوم کتاب الطلاق حدیث نمبر 238 صفحہ نمبر 126، انٹرنیشنل نمبر 5255)

اس طرح کی احادیث جن پر ایمان لانے سے ایک مسلمان دائرۂ اسلام سے ہی خارج ہو جاتا ہے، ہماری مذہبی پیشوائیت انہیں منکر حدیث کے لقب سے نوازتی ہے۔ میرے خیال میں مجھے منکر حدیث کہلانا قبول ہے لیکن میں اپنے نبی ﷺ کے متعلق اس قسم کے بکواسات سننے کیلئے تیار نہیں ہوں۔

☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆

باب نمبر۔9

صحیح بخاری کے مطابق

عورت مجامعت کروائے بغیر طلاق نہیں لے سکتی

قرآن کے مطابق

نکاح ایک معاہدہ ہے، کوئی فریق، کسی بھی وقت اِسے توڑ سکتا ہے

قرآنِ مجید میں اللہ تعالیٰ کا ارشادِ مبارک ہے :

قرآن:

فَإِنْ طَلَّقَهَا فَلَا تَحِلُّ لَهُ مِنْ بَعْدُ حَتَّىٰ تَنْكِحَ زَوْجًا غَيْرَهُ ۗ فَإِنْ طَلَّقَهَا فَلَا جُنَاحَ عَلَيْهِمَا أَنْ يَتَرَاجَعَا إِنْ ظَنَّا أَنْ يُقِيمَا حُدُودَ اللَّهِ ۗ وَتِلْكَ حُدُودُ اللَّهِ يُبَيِّنُهَا لِقَوْمٍ يَعْلَمُونَ {230/2}

ترجمہ: ” اگر کسی میاں بیوی کی ازدواجی زندگی میں دو مرتبہ کی طلاق کے بعد تیسری مرتبہ طلاق ہو جائے تو اس کے بعد یہ عورت اپنے سابقہ خاوند کے نکاح میں نہیں آسکتی۔ہاں! البتہ اگر وہ کسی اور شخص سے نکاح کرے اور اس سے بھی طلاق ہو جائے تو پھر اس میں کوئی حرج نہیں کہ وہ اپنے پہلے خاوند سے نکاح کر لے، بشرطیکہ انہیں توقع ہو کہ وہ اب قانونِ خداوندی کی حدود کی نگہداشت کر سکیں گے، یہ ہیں عائلی زندگی سے متعلق وہ قوانین جنہیں اللہ ان لوگوں کیلئے واضح طور پر بیان کرتا ہے جو معاشرتی زندگی کی مصلحتوں کا علم رکھتے ہیں۔“

{سورۃ البقرۃ سورہ نمبر2 آیت نمبر230}

جہاں تک حلالے کا معاملہ ہے تو یہ صریحاً قرآن کا مذاق اُڑانے کے مترادف ہے لیکن درج ذیل حدیث میں حلالے والی بات بھی نہیں ہے لیکن پھر بھی حضور صلی اللہ علیہ والہ وسلم سے ایسا فیصلہ منسوب کیا جا رہا ہے جو قرآن کی مذکورہ بالا آیت کے خلاف ہے۔ کیا حضور صلی اللہ علیہ والہ وسلم قرآن کے خلاف فیصلے صادر فرمایا کرتے تھے؟ صحیح بخاری میں ہے :

حدیث:

حَدَّثَنَا مُحَمَّدٌ، حَدَّثَنَا أَبُو مُعَاوِيَةَ، حَدَّثَنَا هِشَامُ بْنُ عُرْوَةَ، عَنْ أَبِيهِ، عَنْ عَائِشَةَ، قَالَتْ: "طَلَّقَ رَجُلٌ امْرَأَتَهُ، فَتَزَوَّجَتْ زَوْجًا غَيْرَهُ، فَطَلَّقَهَا، وَكَانَتْ مَعَهُ مِثْلُ الْهُدْبَةِ، فَلَمْ تَصِلْ مِنْهُ إِلَى شَيْءٍ تُرِيدُهُ، فَلَمْ يَلْبَثْ أَنْ طَلَّقَهَا، فَأَتَتِ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، فَقَالَتْ: يَا رَسُولَ اللَّهِ، إِنَّ زَوْجِي طَلَّقَنِي وَإِنِّي تَزَوَّجْتُ زَوْجًا غَيْرَهُ فَدَخَلَ بِي وَلَمْ يَكُنْ مَعَهُ إِلَّا مِثْلُ الْهُدْبَةِ فَلَمْ يَقْرَبْنِي إِلَّا هَنَةً وَاحِدَةً لَمْ يَصِلْ مِنِّي إِلَى شَيْءٍ، فَأَحِلُّ لِزَوْجِي الْأَوَّلِ؟ فَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: لَا تَحِلِّينَ لِزَوْجِكِ الْأَوَّلِ حَتَّى يَذُوقَ الْآخَرُ عُسَيْلَتَكِ وَتَذُوقِي عُسَيْلَتَهُ".

ترجمہ: "حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا فرماتی ہیں کہ ایک شخص نے اپنی بیوی کو طلاق دے دی۔ پس اس نے دوسرے خاوند سے نکاح کر لیا لیکن اس نے بھی طلاق دے دی کیونکہ اس کے پاس صرف پھندنا ہی تھا، لہٰذا جو چیز وہ چاہتی تھی وہ اسے حاصل نہ ہو سکی، اس لیے چند دنوں کے بعد اسے طلاق دے دی۔ پس وہ نبی کریم صلی اللہ علیہ والہ وسلم کی بارگاہ میں حاضر ہو کر عرض گذار ہوئی: یارسول اللہ صلی اللہ علیہ والہ وسلم! میرے خاوند نے مجھے طلاق دے دی ہے اور میں نے دوسرا نکاح کر لیا لیکن جب وہ میرے پاس آیا تو اس کے پاس پھندنا ہی تھا۔ وہ صرف ایک دفعہ میرے پاس آیا اور مجھ سے کوئی لطف نہ اُٹھا سکا۔ پس کیا میں اپنے پہلے خاوند کیلئے حلال ہو گئی ہوں؟ اس پر رسول اللہ صلی اللہ علیہ والہ وسلم نے فرمایا کہ تم اپنے پہلے خاوند کیلئے اس وقت تک حلال نہیں ہو گی جب تک وہ تمہارا اور تم اس کا ذائقہ نہ چکھ لو۔"

(صحیح بخاری جلد سوم کتاب الطلاق حدیث نمبر 246 صفحہ نمبر 129، انٹر نیشنل نمبر 5265)

(صحیح بخاری جلد سوم کتاب الطلاق حدیث نمبر 243 صفحہ نمبر 128، انٹر نیشنل نمبر 5260)

(صحیح بخاری جلد سوم کتاب الطلاق حدیث نمبر294 صفحہ نمبر151،انٹر نیشنل نمبر5317)

(صحیح بخاری جلد سوم کتاب اللباس حدیث نمبر770 صفحہ نمبر320،انٹر نیشنل نمبر5792)

(صحیح بخاری جلد سوم کتاب الادب حدیث نمبر1018 صفحہ نمبر401،انٹر نیشنل نمبر6084)

توجہ طلب :

حدیث نمبر770،انٹر نیشنل نمبر5792 میں ہے کہ جب :

"عورت نے کہا کہ خدا کی قسم ان سے میری تسلّی نہیں ہوتی، پھر اس نے اپنے کپڑے کا ایک کنارہ پھندنے کی طرح پکڑا اور کہا کہ ان کے پاس جو کچھ ہے وہ ایسا ہے۔اس پر ان کے شوہر (حضرت عبدالرحمٰن بن زبیر قرظی) نے کہا: خدا کی قسم یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ والہ وسلم ! میں تو اس کی کھال بھی رگڑ کر رکھ دیتا ہوں لیکن اس کے دل میں کھوٹ ہے اور یہ رفاعہ کے پاس جانا چاہتی ہے۔"

(صحیح بخاری جلد سوم کتاب اللباس حدیث نمبر770 صفحہ نمبر320،انٹر نیشنل نمبر5792)

غور فرمائیں ! میاں بیوی دونوں جماع کرنے کا اقرار کر رہے ہیں لیکن اس کے باوجود حضور صلی اللہ علیہ والہ وسلم سے یہ الفاظ منسوب کیے جا رہے ہیں کہ " تم اپنے پہلے خاوند کیلیئے اس وقت تک حلال نہیں ہو گی جب تک وہ تمہارا اور تم اس کا ذائقہ نہ چکھ لو۔" علاوہ ازیں عورت کو طلاق لینے کیلیئے جماع کروانے کی شرط بالکل بکواس بات ہے، اسلام میں اس طرح کی کوئی شرط نہیں، ہاں یہ سب مذہبی پیشوائیت کی جنسی جنونیت و جنسی خواہشات ہیں جن کو انہوں نے دین بنا کر پیش کیا ہوا ہے۔

☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆

باب نمبر۔10

صحیح بخاری کے مطابق

صحابہؓ کے پاس مختلف قرآن تھے۔

قرآن کے مطابق

قرآن کا محافظ خود خُدا ہے۔

اللہ تعالیٰ نے قرآنِ کریم میں اِرشاد فرمایا :

قرآن:

اِنَّا نَحۡنُ نَزَّلۡنَا الذِّکۡرَ وَاِنَّا لَهٗ لَحٰفِظُوۡنَ(9/15)

"بے شک ہم ہی نے یہ قرآن نازل کیا اور ہم ہی اِس کے محافظ ہیں۔"

{سورۃ الحجر سورہ نمبر 15 آیت نمبر 9}

قرآن:

لَا تَبۡدِيۡلَ لِكَلِمٰتِ اللّٰهِ‌ؕ(64/10)

"اللہ کی باتوں میں کوئی تبدیلی نہیں۔"

{سورۃ یونس سورۃ نمبر 10 آیت نمبر 64}

قرآن:

وَتَمَّتْ كَلِمَتُ رَبِّكَ صِدْقًا وَّعَدْلًا ط لَا مُبَدِّلَ لِكَلِمٰتِهٖ ج(115/6)

" آپ کے ربّ کا کلام سچائی اور انصاف کے اعتبار سے کامل ہے، اُس کے کلام کا کوئی بدلنے والا نہیں۔"

{سورۃ الانعام سورہ نمبر 6 آیت نمبر 115}

قرآن:

وَلَا مُبَدِّلَ لِكَلِمٰتِ اللّٰهِ ج(34/6)

" اور کوئی بدلنے والا نہیں اللہ کی باتوں کو۔"

{سورۃ الانعام سورہ نمبر 6 آیت نمبر 34}

قرآن:

وَاتْلُ مَآ اُوْحِيَ اِلَيْكَ مِنْ كِتَابِ رَبِّكَ جط لَا مُبَدِّلَ لِكَلِمٰتِهٖ ج۔ قف وَلَنْ تَجِدَ مِنْ دُوْنِهٖ مُلْتَحَدًا(27/18)

" اور آپؐ پڑھیں جو آپؐ کی طرف آپؐ کے ربّ کی کتاب وحی کی گئی ہے، اُس کی باتوں کو کوئی بدلنے والا نہیں اور تم ہرگز نہ پاؤ گے اُس کے سوا کوئی پناہ گاہ۔"(سورۃ الکہف سورہ نمبر 18 آیت نمبر 27)

اللہ کا فرمان آپ نے پڑھا کہ قرآن میں کسی قسم کی تبدیلی نہیں ہو سکتی کیونکہ اِس کی حفاظت کا ذِمہ دار خود خدا ہے، لیکن صحیح بخاری کی احادیث میں بتایا گیا ہے کہ صحابہ کرام رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین کے درمیان قرآن کے بارے میں بڑا اِختلاف تھا۔اِس کی چند مثالیں پیشِ خدمت ہیں:

حدیث:

حَدَّثَنَا إِبْرَاهِيمُ بْنُ مُوسَى، أَخْبَرَنَا هِشَامٌ، أَنَّ ابْنَ جُرَيْجٍ أَخْبَرَهُ، قَالَ: أَخْبَرَنِي يَعْلَى بْنُ مُسْلِمٍ، وَعَمْرُو بْنُ دِينَارٍ، عَنْ سَعِيدِ بْنِ جُبَيْرٍ يَزِيدُ أَحَدُهُمَا عَلَى صَاحِبِهِ، وَغَيْرُهُمَا قَدْ سَمِعْتُهُ يُحَدِّثُهُ، عَنْ سَعِيدِ بْنِ جُبَيْرٍ، قَالَ: إِنَّا لَعِنْدَ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا، قَالَ: حَدَّثَنِي أُبَيُّ بْنُ كَعْبٍ، قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: "مُوسَى رَسُولُ اللَّهِ، فَذَكَرَ الْحَدِيثَ، قَالَ أَلَمْ أَقُلْ إِنَّكَ لَنْ تَسْتَطِيعَ مَعِيَ صَبْرًا سورة الكهف آية 72 كَانَتِ الْأُولَى نِسْيَانًا، وَالْوُسْطَى شَرْطًا، وَالثَّالِثَةُ عَمْدًا، قَالَ لَا تُؤَاخِذْنِي بِمَا نَسِيتُ وَلَا تُرْهِقْنِي مِنْ أَمْرِي عُسْرًا سورة الكهف آية 73 لَقِيَا غُلَامًا فَقَتَلَهُ، فَانْطَلَقَا فَوَجَدَا فِيهَا جِدَارًا يُرِيدُ أَنْ يَنْقَضَّ فَأَقَامَهُ سورة الكهف آية 77". قَرَأَهَا ابْنُ عَبَّاسٍ أَمَامَهُمْ مَلِكٌ.

ترجمہ: "سعید بن جبیر رضی اللہ تعالیٰ عنہ، حضرت ابنِ عبّاس رضی اللہ تعالیٰ عنہ اور حضرت ابی بن کعب رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ والہ وسلم نے فرمایا کہ (حضرت خضر علیہ السلام سے ملاقات کرنے والے) اللہ تعالیٰ کے رسول حضرت موسیٰ علیہ السلام تھے، پھر یہ واقعہ بیان فرمایا (جبکہ حضرت خضر علیہ السلام نے حضرت موسیٰ علیہ السلام سے کہا تھا) کیا میں نے کہا نہیں تھا کہ آپؑ میرے ساتھ صبر نہیں کر سکیں گے (در حقیقت حضرت موسیٰ علیہ السلام) پہلی دفعہ بھول چُوک سے معترض ہوئے تھے، دوسری مرتبہ بطور شرط اور تیسری بار جان بُوجھ کر اِعتراض کیا تھا، اِسی لیے تو اُنہوں نے کہا تھا کہ میری بھول (اِعتراض) پر گرفت نہ کرو اور میرے (اِس ملاقات کے) کام میں مشکل پیدا نہ کرو (اس کے بعد) دونوں کو ایک لڑکا ملا جس کو حضرت خضر علیہ السلام نے قتل کر دیا، پھر دونوں چلے یہاں تک کہ ایک دیوار پائی جو گرنے ہی والی تھی تو حضرت خضر علیہ السلام نے اُسے صحیح حالت میں کھڑا کر دیا (اِس واقعہ کے اندر) حضرت ابنِ عبّاس رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی قرات میں (وَرَاءَهُم مَّلِكٌ کی جگہ) اِمَامَهُم مَّلِكٌ ہے۔"

(صحیح بخاری جلد دوم کتاب الشروط حدیث نمبر 1 صفحہ نمبر 25، انٹرنیشنل نمبر 2728)

یاد رہے کہ قرآنِ پاک میں یہ الفاظ سورۃ الکھف سورہ نمبر 18 کی آیت نمبر 79 میں اِس طرح لکھے ہوئے ہیں: وَرَاءَهُم مَّلِكٌ

2. قرآنِ کریم کی سورۃ الیل سورہ نمبر 92 آیت نمبر 3 کے اِلفاظ یہ ہیں:

قرآن:

وَمَا خَلَقَ الذَّكَرَ وَالْأُنثَى (3/92)

لیکن صحیح بخاری میں حضرت علقمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ اور حضرت ابودرداء رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ ہم نے حضور صلی اللہ علیہ والہ وسلم سے خود سُنا ہے کہ یہ آیت اس طرح ہے :

وَالذَّكَرَ وَالْانْثىٰ

پوری حدیث ملاحظہ کیجیے :

حدیث:

حَدَّثَنَا عُمَرُ بْنُ حَفْصٍ، حَدَّثَنَا أَبِي، حَدَّثَنَا الْأَعْمَشُ، عَنْ إِبْرَاهِيمَ، قَالَ: قَدِمَ أَصْحَابُ عَبْدِ اللَّهِ عَلَى أَبِي الدَّرْدَاءِ، فَطَلَبَهُمْ، فَوَجَدَهُمْ، فَقَالَ: أَيُّكُمْ يَقْرَأُ عَلَى قِرَاءَةِ عَبْدِ اللَّهِ؟ قَالَ: كُلُّنَا، قَالَ: فَأَيُّكُمْ أَحْفَظُ؟ فَأَشَارُوا إِلَى عَلْقَمَةَ، قَالَ: كَيْفَ سَمِعْتَهُ يَقْرَأُ وَاللَّيْلِ إِذَا يَغْشَى سورة الليل آية 1؟ قَالَ عَلْقَمَةُ: 0وَالذَّكَرِ وَالْأُنْثَى 0، قَالَ: أَشْهَدُ أَنِّي سَمِعْتُ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقْرَأُ هَكَذَا، وَهَؤُلَاءِ يُرِيدُونِي عَلَى أَنْ أَقْرَأَ وَمَا خَلَقَ الذَّكَرَ وَالْأُنْثَى سورة الليل آية 3 وَاللَّهِ لَا أُتَابِعُهُمْ".

ترجمہ: ''اِبراہیم نخعی کا بیان ہے کہ حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے شاگرد، حضرت ابوالدرداء رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی خدمت میں حاضر ہونے کیلئے (شام) گئے۔ پس وہ خود اُن کی تلاش میں نکلے اور اُن کے پاس جا پہنچے۔ پھر فرمایا: تم میں سے عبداللہ بن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی طرح کون قرآن کریم پڑھتا ہے...؟ ہم نے کہا: سارے اسی طرح پڑھتے ہیں۔ فرمایا: تم میں سے زیادہ کس کو یاد ہے...؟ ساتھیوں نے علقمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی جانب اِشارہ کیا۔ فرمایا، جس طرح تم نے اُن سے سُنا ہے اُسی طرح سورہ والیل پڑھو۔ پس علقمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اس سورۃ میں '' وَالذَّكَرَ وَالْانْثىٰ ''پڑھا۔ حضرت ابوالدرداء رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا: میں گواہی دیتا

ہوں کہ میں نے نبی کریم صلی اللہ علیہ والہ وسلم کو اِسی طرح پڑھتے ہوئے سُنا ہے اور یہ لوگ (شامی) چاہتے ہیں کہ میں "وَمَا خَلَقَ الذَّكَرَ وَالْأُنْثَى" پڑھوں۔ خدا کی قسم میں اِن کی بات نہیں مانوں گا۔"

(صحیح بخاری جلد دوم کتاب التفسیر حدیث نمبر 2054 صفحہ نمبر 1006، انٹرنیشنل نمبر 4944)

(صحیح بخاری جلد دوم کتاب التفسیر حدیث نمبر 2053 صفحہ نمبر 1006، انٹرنیشنل نمبر 4943)

صحیح بخاری کو مکمل طور پر دُرست کہنے والے اپنے اپنے قرآن کے نسخوں میں تبدیلی کر لیں یا اِس حدیث کو غلط مان لیں۔

ایک حدیث اِس طرح ہے :

حدیث:

قَالَ أَبُو عَبْدِ اللَّهِ، وَقَالَ اللَّيْثُ، حَدَّثَنِي يُونُسُ، عَنِ ابْنِ شِهَابٍ، أَخْبَرَنِي عُرْوَةُ بْنُ الزُّبَيْرِ، أَنَّ الْمِسْوَرَ بْنَ مَخْرَمَةَ، وَعَبْدَ الرَّحْمَنِ بْنَ عَبْدٍ الْقَارِيَّ، أَخْبَرَاهُ أَنَّهُمَا سَمِعَا عُمَرَ بْنَ الْخَطَّابِ، يَقُولُ: سَمِعْتُ هِشَامَ بْنَ حَكِيمٍ يَقْرَأُ سُورَةَ الْفُرْقَانِ فِي حَيَاةِ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، فَاسْتَمَعْتُ لِقِرَاءَتِهِ، فَإِذَا هُوَ يَقْرَؤُهَا عَلَى حُرُوفٍ كَثِيرَةٍ لَمْ يُقْرِئْنِيهَا رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَذَلِكَ، فَكِدْتُ أُسَاوِرُهُ فِي الصَّلَاةِ، فَانْتَظَرْتُهُ حَتَّى سَلَّمَ، ثُمَّ لَبَّبْتُهُ بِرِدَائِهِ أَوْ بِرِدَائِي، فَقُلْتُ: مَنْ أَقْرَأَكَ هَذِهِ السُّورَةَ، قَالَ: أَقْرَأَنِيهَا رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، قُلْتُ لَهُ: كَذَبْتَ فَوَاللَّهِ إِنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَقْرَأَنِي هَذِهِ السُّورَةَ الَّتِي سَمِعْتُكَ تَقْرَؤُهَا، فَانْطَلَقْتُ أَقُودُهُ إِلَى رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، فَقُلْتُ يَا رَسُولَ اللَّهِ: إِنِّي سَمِعْتُ هَذَا يَقْرَأُ بِسُورَةِ الْفُرْقَانِ عَلَى حُرُوفٍ لَمْ تُقْرِئْنِيهَا وَأَنْتَ أَقْرَأْتَنِي سُورَةَ الْفُرْقَانِ، فَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: أَرْسِلْهُ يَا عُمَرُ، اقْرَأْ يَا هِشَامُ، فَقَرَأَ عَلَيْهِ الْقِرَاءَةَ الَّتِي سَمِعْتُهُ يَقْرَؤُهَا، قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: هَكَذَا أُنْزِلَتْ، ثُمَّ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: اقْرَأْ يَا عُمَرُ، فَقَرَأْتُ، فَقَالَ: هَكَذَا أُنْزِلَتْ، ثُمَّ قَالَ: إِنَّ هَذَا الْقُرْآنَ أُنْزِلَ عَلَى سَبْعَةِ أَحْرُفٍ فَاقْرَءُوا مَا تَيَسَّرَ مِنْهُ

ترجمہ: ''حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ میں نے حضرت ہشام بن حکیم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو سورۃ الفرقان کی تلاوت کرتے ہوئے رسول اللہ صلی اللہ علیہ والہ وسلم کی حیاتِ مقدّسہ میں سُنا۔ پس میں نے کئی حروف کو اس طرح پڑھتے ہوئے اُنہیں سُنا کہ جس طرح رسول اللہ صلی اللہ علیہ والہ وسلم نے مجھے نہیں پڑھائے تھے۔ پس میں نے نماز میں ہی اُن پر ٹوٹ پڑنے کا اِرادہ کیا لیکن میں نے سلام تک اِنتظار کیا اور پھر اُن کی گردن میں اُن کی یا اپنی چادر ڈال کر کہا تمہیں یہ سورۃ کس نے پڑھائی ہے؟ اُنہوں نے کہا کہ مجھے رسول اللہ صلی اللہ علیہ والہ وسلم نے پڑھائی ہے۔ میں نے کہا کہ تم جھوٹ بولتے ہو، خدا کی قسم، رسول اللہ صلی اللہ علیہ والہ وسلم نے تو یہ سورۃ مجھے پڑھائی ہے جو میں نے تمہیں پڑھتے ہوئے سُنا ہے۔ پس میں اُنہیں کھینچتا ہوا رسول اللہ صلی اللہ علیہ والہ وسلم کی خدمت میں لے گیا اور عرض گذار ہوا کہ یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ والہ وسلم! میں نے اِنہیں سورہ فرقان ایسے انداز میں پڑھتے ہوئے سنا ہے جس طرح آپؐ نے مجھے نہیں پڑھائی، حالانکہ مجھے بھی آپؐ نے سورۃ الفرقان پڑھائی ہے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ والہ وسلم نے فرمایا، اے عمر! اِنہیں چھوڑ دو۔ اے ہشام پڑھو۔ پس اُنہوں نے اُسی طرح پڑھا جیسے میں نے اُنہیں پڑھتے ہوئے سُنا تھا۔ چنانچہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ والہ وسلم نے فرمایا کہ اِسی طرح نازل ہوئی ہے۔ پھر رسول اللہ صلی اللہ علیہ والہ وسلم نے فرمایا کہ اے عمر! تم پڑھو۔ پس میں نے پڑھا تو فرمایا کہ اِسی طرح نازل ہوئی ہے۔ پھر فرمایا کہ یہ قرآنِ کریم سات انداز پر (قرأتوں میں) نازل ہوا ہے۔ پس اُسی قرات میں پڑھو جو جس کیلئے آسان ہو۔''

(صحیح بخاری جلد سوم کتاب استتابۃ المرتدین باب نمبر 1036 صفحہ نمبر 712، انٹرنیشنل نمبر 6936)

اس حدیث میں بہت سی باتیں ہیں جو کہ قابل اعتراض ہیں لیکن ہم چند ایک کا ذکر کرتے ہیں مثلاً صحابہ کرام رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین تو حضور صلی اللہ علیہ والہ وسلم کے تربیت یافتہ لوگ تھے پھر یہ کیسے ممکن ہے کہ ایک صحابی اپنے دوسرے صحابی بھائی کے متعلق سوئے ظن رکھے کہ گویا اس نے جان بوجھ کر قرآن غلط پڑھا تھا؟ دوسرے یہ کہ حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ تعالیٰ عنہ جیسے پڑھے لکھے اور معزز شخص کے بارے میں یہ کہنا کہ انہوں نے حضور صلی اللہ علیہ والہ وسلم کے ایک صحابی کو مجرموں کی طرح گلے میں چادر ڈال کر گھسیٹتے ہوئے حضور صلی اللہ علیہ والہ وسلم کی خدمت میں پیش کیا، یہ بذات خود حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی توہین ہے۔ تیسری بات یہ کہ امام سے نماز میں غلطی ہو جانا کوئی بڑی بات نہیں، خود حضور صلی اللہ علیہ والہ وسلم سے بعض مرتبہ نماز میں سہو ہوا لیکن نماز میں

بھول چوک پر امام کو گلے میں چادر ڈال کر گھسیٹتے ہوئے لے کر جانا کہاں کا اسلام ہے؟ کیا قرآن اور صحیح احادیث میں سے اس کی کوئی ایک مثال بھی پیش کی جاسکتی ہے؟ کیا حضور صلی اللہ علیہ والہ وسلم کی یہی تعلیم تھی؟

☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆

باب نمبر۔11

صحیح بخاری کے مطابق

قرآن کی بہت سی آیات منسوخ ہیں

قرآن کے مطابق

قرآن کی کوئی آیت منسوخ نہیں

نسخ کے بارے میں مذہبی پیشوائیت کا عقیدہ ملاحظہ کیجیے :

"اسی طرح قرآن میں بھی اللہ تعالیٰ نے بعض احکام منسوخ فرمائے اور ان کی جگہ نیا حکم نازل فرمایا۔ان کی تعداد میں اختلاف ہے۔ شاہ ولی اللہ نے 'الفوز الکبیر' میں ان کی تعداد صرف پانچ بیان کی ہے۔ یہ نسخ تین قسم کا ہے۔ایک تو مطلقاً نسخِ حکم یعنی ایک کو بدل کر دوسرا حکم نازل کر دیا گیا۔دوسرا ہے نسخ مع التلاوۃ۔یعنی پہلے حکم کے الفاظ قرآنِ مجید میں موجود رکھے گئے ہیں،ان کی تلاوت ہوتی ہے لیکن دوسرا حکم بھی،جو بعد میں نازل کیا گیا،قرآن میں موجود ہے،یعنی ناسخ اور منسوخ دونوں آیات موجود ہیں۔ نسخ کی ایک تیسری قسم یہ ہے کہ ان کی تلاوت منسوخ کر دی گئی یعنی قرآنِ کریم میں نبی کریم صلی اللہ علیہ والہ وسلم نے انہیں شامل نہیں فرمایا،لیکن ان کا حکم باقی رکھا گیا۔ جیسے

الشیخ والشیخۃ اذا زنیا فارجموھما البتۃ۔ (موطا امام مالک) "شادی شدہ مرد اور عورت اگر زنا کا ارتکاب کریں تو یقیناً انہیں سنگسار کر دیا جائے۔"

(بحوالہ: سعودی حکومت کا شائع کردہ قرآنِ کریم مع اُردو ترجمہ و تفسیر صفحہ نمبر 44)

آگے چل کر لکھتے ہیں :

"بعض قدیم گمراہوں (مثلاً ابو مسلم اصفہانی معتزلہ) اور آج کل کے بھی بعض متجددین نے یہودیوں کی طرح قرآن میں نسخ ماننے سے انکار کیا ہے لیکن صحیح بات وہی ہے جو مذکورہ سطروں میں بیان کی گئی ہے، سلف صالحین کا عقیدہ بھی اثباتِ نسخ ہی رہا ہے۔"

(ایضاً صفحہ نمبر 44)

قارئین کرام! اللہ تعالیٰ نے کہیں نہیں فرمایا کہ قرآن کی فلاں فلاں آیتیں منسوخ ہیں بلکہ مذہبی پیشوائوں نے اپنے وضع کردہ فارمولے کے تحت مختلف آیتوں کو منسوخ قرار دیا۔ یہی وجہ ہے کہ شاہ ولی اللہ نے پانچ آیتوں کو منسوخ ثابت کیا، ایک صاحب (غالباً علامہ جلال الدین سیوطی) بائیس (22) آیات کی تنسیخ کے قائل ہیں جبکہ ایک امام صاحب پانچ سو (500) آیات کا نسخ ثابت کرتے ہیں۔

غور کریں یہ عقیدہ اس کتاب کے بارے میں اختیار کیا گیا ہے جس کے بارے میں اللہ تعالیٰ نے فرمایا: اِنَّا نَحۡنُ نَزَّلۡنَا الذِّكۡرَ وَاِنَّا لَهٗ لَحٰفِظُوۡنَ {9/15} "ہم نے ہی اس قرآن کو نازل کیا ہے اور ہم ہی اس کے محافظ ہیں۔" {سورۃ الحجر سورہ نمبر 15 آیت نمبر 9} بلا شک وشبہ قرآن کی آیات کے متعلق ناسخ ومنسوخ کا عقیدہ خلافِ قرآن ہے، قرآن کی کوئی آیت منسوخ نہیں بلکہ قرآن پورے کا پورا غیر متبدل اور کامل ہے جیسا کہ قرآن میں ہے: وَتَمَّتۡ كَلِمَتُ رَبِّكَ صِدۡقًا وَّعَدۡلًا ؕ لَا مُبَدِّلَ لِكَلِمٰتِهٖ ۚ {115/6} مذکورہ مسئلے کا حل قرآنِ کریم میں واضح طور پر موجود ہے۔

اللہ تعالیٰ نے اس دنیا میں انسانوں کی ہدایت کیلئے جتنے بھی انبیاء مبعوث فرمائے، ان سب کو کتابیں عطا فرمائیں {213/2} اور جن کو رسول کہہ کر پکارا گیا، انہیں بھی کتابیں دی گئیں {25/57} لیکن ان سابقہ انبیاء ورسل کی امتیں اپنے نبی یا رسول کی کتاب میں تحریف کر دیتی تھیں۔ (46/4) (3/186) (3/77) (3/70) (2/79) (2/75) (9/31) (22/52) (41/45) (6/92)(5/41)(5/15)۔ جس کے بعد اللہ ایک نئے نبی کو مبعوث فرمادیتا تھا یہاں تک کہ اللہ نے آخری مرتبہ حضرت محمد صلی اللہ علیہ والہ وسلم پر اپنی آخری کتاب یعنی قرآنِ حکیم نازل کیا تو اس کی حفاظت کی ذمہ داری خود لے لی {9/15} اس کو غیر متبدل اور کامل قرار دیا {115/6}۔ اب اس کتاب کے کسی ایک حرف کو بھی قیامت تک کوئی انسان منسوخ نہیں کر سکتا، نہ ہی اس میں کسی قسم کی کوئی تحریف کی جاسکتی ہے۔

نسخ کا ماخذ :

مسلمانوں کی اکثریت اس بات پر حیران ہے کہ جب اللہ تعالیٰ نے قرآنِ مجید کو غیر متبدل اور محفوظ کہا ہے تو پھر یہ کیسے ممکن ہے کہ بعض آیات اس میں شامل ہونے سے رہ گئیں، ایسا عقیدہ رکھنا تو اللہ، رسول صلی اللہ علیہ والہ وسلم اور صحابہؓ کی کھلی توہین کے زمرے میں آتا ہے ۔اس کا جواب ہے کہ یہ عقیدہ قرآنِ کریم کی آیات کی غلط تعبیر کرنے سے وجود میں آیا۔اللہ تعالیٰ نے قرآنِ مجید کی سورۃ البقرۃ سورہ نمبر 2 آیت نمبر 106 میں سابقہ انبیاء کی وحی کے بارے میں فرمایا :

قرآن:

مَا نَنۡسَخۡ مِنۡ اٰيَةٍ اَوۡ نُنۡسِهَا نَاۡتِ بِخَيۡرٍ مِّنۡهَاۤ اَوۡ مِثۡلِهَا ط اَلَمۡ تَعۡلَمۡ اَنَّ اللّٰهَ عَلٰى كُلِّ شَىۡءٍ قَدِيۡرٌ ط (106/2)

ترجمہ:” کوئی آیت جسے ہم منسوخ کرتے ہیں یا اسے ہم بھلا دیتے ہیں، اس سے بہتر یا اس جیسی لے آتے ہیں، کیا تو نہیں جانتا کہ اللہ ہر شے پر قادر ہے۔“

{سورۃ البقرۃ سورہ نمبر 2 آیت نمبر 106}

جب نسخ قرآن کا عقیدہ پہلے سے ذہنوں میں راسخ ہو چکا ہو تو پھر قرآن سے آپ کچھ بھی ثابت کر لیں، حالانکہ درج بالا آیت کریمہ سے ملحق سابقہ آیت میں اس بات کی وضاحت موجود ہے کہ اللہ تعالیٰ کن لوگوں کو جواب دے رہا ہے۔چونکہ اہل کتاب پر یہ بات گراں گزر رہی تھی کہ ہمارے نبی پر نازل کی گئی کتاب کے بعد کسی اور پر بھی کوئی کتاب اترے لہٰذا وہ قرآن مجید پر بھی مختلف اعتراضات کرتے رہتے تھے ،اللہ نے ان اہل کتاب کے دلوں میں موجود عناد کو بیان فرما کر اس کا جواب کچھ یوں دیا :

قرآن:

مَا يَوَدُّ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا مِنْ اَهْلِ الْكِتٰبِ وَلَا الْمُشْرِكِيْنَ اَنْ يُّنَزَّلَ عَلَيْكُمْ مِّنْ خَيْرٍ مِّنْ رَّبِّكُمْ ط وَاللّٰهُ يَخْتَصُّ بِرَحْمَتِهٖ مَنْ يَّشَآءُ ط وَاللّٰهُ ذُو الْفَضْلِ الْعَظِيْمِ ﴿١٠٥﴾ مَا نَنْسَخْ مِنْ اٰيَةٍ اَوْ نُنْسِهَا نَاْتِ بِخَيْرٍ مِّنْهَآ اَوْ مِثْلِهَا ط اَلَمْ تَعْلَمْ اَنَّ اللّٰهَ عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيْرٌ

(سورۃ البقرہ 2 آیت 105 تا 106)

ترجمہ: " اہل کتاب میں سے جن لوگوں نے کفر کیا وہ نہیں چاہتے اور نہ مشرک کہ تم پر تمہارے رب کی طرف سے کوئی بھلائی نازل کی جائے، اور اللہ جسے چاہتا ہے اپنی رحمت سے خاص کر لیتا ہے اور اللہ بڑے فضل والا ہے۔" (سابقہ انبیاء پر نازل شدہ) کوئی آیت (حکم) جسے ہم منسوخ کرتے ہیں یا اسے بھلا دیتے ہیں، اس سے بہتر یا اس جیسا حکم لے آتے ہیں۔ کیا تو نہیں جانتا کہ اللہ ہر شے پر قادر ہے۔"

(سورۃ البقرہ 2 آیت 105 تا 106)

مذکورہ بالا آیت میں بیان کردہ نسخ سے نسخِ قرآن مراد لینا کسی لطیفے سے کم نہیں، یہاں تو سابقہ کتبِ سماویہ کے احکام کی بات ہو رہی ہے کہ وہ کہتے ہیں کہ ہم اپنی ہی کتاب مانیں گے لہٰذا یہاں نسخِ تورات و انجیل و دیگر کتب سماویہ ہی ہو سکتا ہے جبکہ ہمارے مفسرین کا اصرار ہے کہ یہاں نسخِ قرآن کا ذکر ہے حالانکہ اللہ نے سابقہ آیات میں واضح کیا کہ یہود کہتے ہیں کہ ہم خدا کے خاص فضلوں کے وارث ہیں، ہم اپنے نبیوں کی کتب کو مانتے ہیں غیر کے کلام کو ماننے کیلئے تیار نہیں اس پر اللہ نے ان کے سامنے یہ کون سی دلیل پیش کر دی کہ میرا قرآن منسوخ بھی ہو جاتا ہے اور بھلا بھی دیا جاتا ہے اس لئے تم اس پر ایمان لے آؤ۔ یاللعجب

ایک مقام پر ارشاد باری تعالیٰ ہے :

قرآن:

سَنُقْرِئُكَ فَلَا تَنْسٰى (6/87)

ترجمہ:" ہم جلد آپ کو پڑھائیں گے، پھر آپ نہ بھولیں گے۔"

(سورۃ الاعلیٰ 87 آیت نمبر 6)

اگر قرآن میں نسخ کو تسلیم کر لیا جائے تو یہاں اس آیت میں تو اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے کہ ہم جو قرآن آپ کو پڑھائیں گے وہ آپ کو بھولے گا نہیں۔ عقیدۂ نسخ قرآن کے مطابق سورۃ الاعلیٰ 87 آیت نمبر 6 بھی منسوخ ہو جاتی ہے جس کا مطلب یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ حضور ﷺ پر جو قرآن نازل فرماتا تھا، حضور ﷺ اس میں سے کچھ بھول بھی جاتے تھے۔ (نعوذ باللہ)

قائلین نسخ قرآن، تنسیخ کی کوئی دلیل پیش نہیں کرتے کہ نبی پاک کا فرمان ہے کہ مجھے اللہ نے بتایا ہے کہ فلاں آیت منسوخ ہو گئی ہے یا فرمایا ہو کہ اللہ نے فلاں آیت منسوخ کر دی ہے۔ مذہبی پیشوائوں نے محض ظن و قیاس سے کام لے کر قرآنی آیات کو منسوخ قرار دیا ہے جو کہ کسی طور قابل قبول نہیں۔

ایک اور جگہ فرمایا:

قرآن:

وَإِذَا بَدَّلْنَآ ءَايَةً مَّكَانَ ءَايَةٍ ۙ وَٱللَّهُ أَعْلَمُ بِمَا يُنَزِّلُ (101/16)

ترجمہ:" اور جب ہم (سابقہ کتب میں سے) کوئی حکم کسی دوسرے حکم کی جگہ بدلتے ہیں اور اللہ خوب جانتا ہے جو وہ نازل کرتا ہے۔"

{سورۃ النحل سورہ نمبر 16 آیت نمبر 101}

قرآن:

وَلَقَدْ أَرْسَلْنَا رُسُلًا مِّن قَبْلِكَ وَجَعَلْنَا لَهُمْ أَزْوَاجًا وَذُرِّيَّةً ۚ وَمَا كَانَ لِرَسُولٍ أَن يَأْتِيَ بِـَٔايَةٍ إِلَّا بِإِذْنِ ٱللَّهِ ۗ لِكُلِّ أَجَلٍ كِتَابٌ ۝٣٨ يَمْحُوا۟ ٱللَّهُ مَا يَشَآءُ وَيُثْبِتُ ۖ وَعِندَهُۥٓ أُمُّ ٱلْكِتَٰبِ (سورۃ الرعد 13 آیت 38 تا 39)

ترجمہ: ’’اورالبتہ ہم نے رسول بھیجے تم سے پہلے اور ہم نے ان کو دیں بیویاں اوراولاد اور کسی رسول کیلئے (اختیار میں) نہیں ہوا کہ وہ لائے کوئی نشانی اللہ کی اجازت کے بغیر، ہر وعدہ کیلئے ایک تحریر ہے۔ اور اللہ (سابقہ کتب میں سے) جو چاہتا ہے مٹا دیتا ہے اور باقی رکھتا ہے (جو وہ چاہتا ہے) اور اس کے پاس لوح محفوظ ہے۔‘‘ (سورۃ الرعد 13 آیت 38 تا 39)

نیز دیکھیے (53-52/22)

ان آیات میں نسخ کا رُخ قرآن کی طرف موڑنے سے بذاتِ خود قرآن کا محفوظ، کامل اور غیر متبدل ہونا غلط ثابت ہو جاتا ہے لیکن مذہبی پیشوائیت کو اس کی پرواہ نہیں جو آج بھی صحیح بخاری کی ان احادیث کا انکار کرنے والے کو کافر کہتے ہیں جن میں کہا گیا ہے کہ قرآن میں ایک آیت نازل ہوئی تھی لیکن بعد میں اسے منسوخ کرکے قرآن سے نکال دیا گیا تھا۔ مذکورہ احادیث ملاحظہ کیجیے :

حدیث:

حَدَّثَنِي عَبْدُ الْأَعْلَى بْنُ حَمَّادٍ، حَدَّثَنَا يَزِيدُ بْنُ زُرَيْعٍ، حَدَّثَنَا سَعِيدٌ، عَنْ قَتَادَةَ، عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ، أَنَّ رِعْلًا، وَذَكْوَانَ، وَعُصَيَّةَ، وَبَنِي لَحْيَانَ اسْتَمَدُّوا رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَلَى عَدُوٍّ، فَأَمَدَّهُمْ بِسَبْعِينَ مِنَ الْأَنْصَارِ كُنَّا نُسَمِّيهِمُ الْقُرَّاءَ فِي زَمَانِهِمْ، كَانُوا يَحْتَطِبُونَ بِالنَّهَارِ وَيُصَلُّونَ بِاللَّيْلِ، حَتَّى كَانُوا بِبِئْرِ مَعُونَةَ قَتَلُوهُمْ وَغَدَرُوا بِهِمْ فَبَلَغَ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَنَتَ شَهْرًا يَدْعُو فِي الصُّبْحِ عَلَى أَحْيَاءٍ مِنْ أَحْيَاءِ الْعَرَبِ عَلَى رِعْلٍ، وَذَكْوَانَ، وَعُصَيَّةَ، وَبَنِي لَحْيَانَ. قَالَ أَنَسٌ: فَقَرَأْنَا فِيهِمْ قُرْآنًا، ثُمَّ إِنَّ ذَلِكَ رُفِعَ بَلِّغُوا عَنَّا قَوْمَنَا أَنَّا لَقِينَا رَبَّنَا فَرَضِيَ عَنَّا وَأَرْضَانَا، وَعَنْ قَتَادَةَ، عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ حَدَّثَهُ، أَنَّ نَبِيَّ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَنَتَ شَهْرًا فِي صَلَاةِ الصُّبْحِ يَدْعُو عَلَى أَحْيَاءٍ مِنْ أَحْيَاءِ الْعَرَبِ عَلَى رِعْلٍ، وَذَكْوَانَ، وَعُصَيَّةَ، وَبَنِي لَحْيَانَ، زَادَ خَلِيفَةُ: حَدَّثَنَا يَزِيدُ بْنُ زُرَيْعٍ، حَدَّثَنَا سَعِيدٌ، عَنْ قَتَادَةَ، حَدَّثَنَا أَنَسٌ: أَنَّ أُولَئِكَ السَّبْعِينَ مِنَ الْأَنْصَارِ قُتِلُوا بِبِئْرِ مَعُونَةَ قُرْآنًا كِتَابًا نَحْوَهُ.

ترجمہ: ’’قبائل رعل، ذکوان، عصّیہ اور بنی لحیان نے ستّر (70) انصار کو قتل کر دیا۔ حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ ہم ان کے متعلق قرآنِ کریم کی ایک آیت ’ بلغوعنا قومنا انالقینا ربنا فرضی عنا وارضانا۔‘ پڑھا کرتے تھے جو بعد میں منسوخ

ہو گئی۔"(ترجمہ آیت: ہماری یہ خبر قوم کو پہنچا دی جائے کہ ہم اپنے پروردگار کی بارگاہ میں پہنچ گئے وہ ہم سے راضی ہے اوراس نے ہمیں راضی کر دیا ہے۔)

(صحیح بخاری جلد دوم ابواب المغازی حدیث نمبر 1259 صفحہ نمبر 576،انٹر نیشنل نمبر 4090)

حدیث:

حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ, حَدَّثَنَا بَكْرُ بْنُ مُضَرَ, عَنْ عَمْرِو بْنِ الْحَارِثِ, عَنْ بُكَيْرِ بْنِ عَبْدِ اللَّهِ, عَنْ يَزِيدَ مَوْلَى سَلَمَةَ بْنِ الْأَكْوَعِ, عَنْ سَلَمَةَ, قَالَ: لَمَّا نَزَلَتْ وَعَلَى الَّذِينَ يُطِيقُونَهُ فِدْيَةٌ طَعَامُ مِسْكِينٍ سورة البقرة آية 184 كَانَ مَنْ أَرَادَ أَنْ يُفْطِرَ وَيَفْتَدِيَ حَتَّى نَزَلَتِ الْآيَةُ الَّتِي بَعْدَهَا فَنَسَخَتْهَا, قَالَ أَبُو عَبْد اللَّهِ: مَاتَ بُكَيْرٌ, قَبْلَ يَزِيدَ.

ترجمہ:" حضرت سلمہ بن اکوع رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ جب یہ آیت نازل ہوئی کہ: وَعَلَى الَّذِينَ يُطِيقُونَهُ فِدْيَةٌ طَعَامُ مِسْكِينٍ {184/2} (ترجمہ: جنہیں روزہ رکھنے کی طاقت نہ ہو وہ بدلہ دیں ایک مسکین کا کھانا) تو جو چاہتا روزہ چھوڑ دیتا اوراس کا فدیہ ادا کر دیتا، یہاں تک کہ اس کے بعد (ناسخ) آیت نازل ہو گئی تو اس آیت کا حکم منسوخ ہو گیا۔"

(صحیح بخاری جلد دوم کتاب التفسیر حدیث نمبر 1624 صفحہ نمبر 749،انٹر نیشنل نمبر 4507)

(صحیح بخاری جلد دوم کتاب التفسیر حدیث نمبر 1623 صفحہ نمبر 749،انٹر نیشنل نمبر 4506)

حدیث:

حَدَّثَنَا مُحَمَّدٌ، حَدَّثَنَا النُّفَيْلِيُّ، حَدَّثَنَا مِسْكِينٌ، عَنْ شُعْبَةَ, عَنْ خَالِدٍ الْحَذَّاءِ, عَنْ مَرْوَانَ الْأَصْفَرِ, عَنْ رَجُلٍ مِنْ أَصْحَابِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَهُوَ ابْنُ عُمَرَ, "أَنَّهَا قَدْ نُسِخَتْ وَإِنْ تُبْدُوا مَا فِي أَنْفُسِكُمْ أَوْ تُخْفُوهُ سورة البقرة آية 284 الْآيَةَ".

ترجمہ:'' مروان اصغر کا بیان ہے کہ صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین میں سے غالباً حضرت ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ آیت: وَإِن تُبْدُواْ مَا فِيٓ أَنفُسِكُمۡ أَوۡ تُخۡفُوهُ يُحَاسِبۡكُم بِهِ ٱللَّهُ {284/2} (ترجمہ: اگر تم ظاہر کرو جو کچھ تمہارے جی میں ہے یا چھپاؤ، اللہ تعالیٰ اس کا حساب تم سے لے گا) یہ دوسری آیت: لَا يُكَلِّفُ ٱللَّهُ نَفۡسًا إِلَّا وُسۡعَهَا {286/2} (ترجمہ: اللہ تعالیٰ کسی جان کو اس کی طاقت سے زیادہ تکلیف نہیں دیتا) سے منسوخ فرما دی گئی ہے۔''

(صحیح بخاری جلد دوم کتاب التفسیر حدیث نمبر 1659 صفحہ نمبر 764، انٹرنیشنل نمبر 4545)

(صحیح بخاری جلد دوم کتاب التفسیر حدیث نمبر 1660 صفحہ نمبر 764، انٹرنیشنل نمبر 4546)

☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆

باب نمبر۔12

صحیح بخاری کے مطابق

رجم (سنگسار) کی آیت بکری کھاگئی

قرآن کے مطابق

قرآن محفوظ ہے

اللہ تعالیٰ نے قرآنِ کریم میں زِنا کے مرتکب مرد و عورت کی سزا سو سو کوڑے مقرر کی ہے۔زانی اور زانیہ کنوارے ہوں یا رنڈوے، شادی شدہ ہوں یا طلاق یافتہ اللہ نے اِس کی کوئی تخصیص نہیں کی۔اِرشادِ باری تعالیٰ ہے :

قرآن:

اَلزَّانِيَةُ وَالزَّانِيْ فَاجْلِدُوْا كُلَّ وَاحِدٍ مِّنْهُمَا مِائَةَ جَلْدَةٍ ص وَّلَا تَاْخُذْكُمْ بِهِمَا رَاْفَةٌ فِيْ دِيْنِ اللّٰهِ اِنْ كُنْتُمْ تُؤْمِنُوْنَ بِاللّٰهِ وَالْيَوْمِ الْاٰخِرِ ج وَلْيَشْهَدْ عَذَابَهُمَا طَآئِفَةٌ مِّنَ الْمُؤْمِنِيْنَ (2/24)

ترجمہ:''زناکار عورت اور مرد میں سے ہر ایک کو سو سو کوڑے مارو، اور اُن پر اللہ کا حکم چلانے میں ترس نہ کھائو، اگر تم اللہ اور یومِ آخرت پر اِیمان رکھتے ہو، اور چاہیے کہ اُن کی سزا کے وقت حاضر ہو مسلمانوں کی ایک جماعت''۔(سورۃ نور 24 آیت 2)

لیکن حریفانِ قرآن، اللہ تعالیٰ کے اِس قانون کو ماننے کیلئے تیار نہیں، اِن کا کہنا ہے کہ اگر شادی شدہ مرد و عورت زِنا کاِرتکاب کریں تو اُن کی سزا رجم ہے۔اِس بات کو سچا ثابت کرنے کیلئے مختلف روایات وضع کی گئیں اور اُنہیں مقدس ہستیوں سے منسوب کردیا گیا۔ملاحظہ کیجیے :

حديث : (1)

حَدَّثَنَا عَبْدُ الْعَزِيزِ بْنُ عَبْدِ اللَّهِ، حَدَّثَنِي إِبْرَاهِيمُ بْنُ سَعْدٍ، عَنْ صَالِحٍ، عَنِ ابْنِ شِهَابٍ، عَنْ عُبَيْدِ اللَّهِ بْنِ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ عُتْبَةَ بْنِ مَسْعُودٍ، عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ، قَالَ: " كُنْتُ أُقْرِئُ رِجَالًا مِنَ الْمُهَاجِرِينَ مِنْهُمْ عَبْدُ الرَّحْمَنِ بْنُ عَوْفٍ، فَبَيْنَمَا أَنَا فِي مَنْزِلِهِ بِمِنًى، وَهُوَ عِنْدَ عُمَرَ بْنِ الْخَطَّابِ فِي آخِرِ حَجَّةٍ حَجَّهَا، إِذْ رَجَعَ إِلَيَّ عَبْدُ الرَّحْمَنِ، فَقَالَ لَوْ رَأَيْتَ رَجُلًا أَتَى أَمِيرَ الْمُؤْمِنِينَ الْيَوْمَ، فَقَالَ يَا أَمِيرَ الْمُؤْمِنِينَ: هَلْ لَكَ فِي فُلَانٍ يَقُولُ: لَوْ قَدْ مَاتَ عُمَرُ، لَقَدْ بَايَعْتُ فُلَانًا، فَوَاللَّهِ مَا كَانَتْ بَيْعَةُ أَبِي بَكْرٍ إِلَّا فَلْتَةً فَتَمَّتْ، فَغَضِبَ عُمَرُ، ثُمَّ قَالَ: إِنِّي إِنْ شَاءَ اللَّهُ لَقَائِمٌ الْعَشِيَّةَ فِي النَّاسِ فَمُحَذِّرُهُمْ هَؤُلَاءِ الَّذِينَ يُرِيدُونَ أَنْ يَغْصِبُوهُمْ أُمُورَهُمْ، قَالَ عَبْدُ الرَّحْمَنِ: فَقُلْتُ يَا أَمِيرَ الْمُؤْمِنِينَ: لَا تَفْعَلْ فَإِنَّ الْمَوْسِمَ يَجْمَعُ رَعَاعَ النَّاسِ وَغَوْغَاءَهُمْ، فَإِنَّهُمْ هُمُ الَّذِينَ يَغْلِبُونَ عَلَى قُرْبِكَ حِينَ تَقُومُ فِي النَّاسِ، وَأَنَا أَخْشَى أَنْ تَقُومَ فَتَقُولَ مَقَالَةً يُطَيِّرُهَا عَنْكَ كُلُّ مُطَيِّرٍ، وَأَنْ لَا يَعُوهَا، وَأَنْ لَا يَضَعُوهَا عَلَى مَوَاضِعِهَا، فَأَمْهِلْ حَتَّى تَقْدَمَ الْمَدِينَةَ، فَإِنَّهَا دَارُ الْهِجْرَةِ وَالسُّنَّةِ، فَتَخْلُصَ بِأَهْلِ الْفِقْهِ، وَأَشْرَافِ النَّاسِ، فَتَقُولَ مَا قُلْتَ مُتَمَكِّنًا، فَيَعِي أَهْلُ الْعِلْمِ مَقَالَتَكَ، وَيَضَعُونَهَا عَلَى مَوَاضِعِهَا، فَقَالَ عُمَرُ: أَمَا وَاللَّهِ إِنْ شَاءَ اللَّهُ لَأَقُومَنَّ بِذَلِكَ أَوَّلَ مَقَامٍ أَقُومُهُ بِالْمَدِينَةِ، قَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ: فَقَدِمْنَا الْمَدِينَةَ فِي عُقْبِ ذِي الْحَجَّةِ، فَلَمَّا كَانَ يَوْمُ الْجُمُعَةِ، عَجَّلْتُ الرَّوَاحَ حِينَ زَاغَتِ الشَّمْسُ، حَتَّى أَجِدَ سَعِيدَ بْنَ زَيْدِ بْنِ عَمْرِو بْنِ نُفَيْلٍ جَالِسًا إِلَى رُكْنِ الْمِنْبَرِ، فَجَلَسْتُ حَوْلَهُ تَمَسُّ رُكْبَتِي رُكْبَتَهُ، فَلَمْ أَنْشَبْ أَنْ خَرَجَ عُمَرُ بْنُ الْخَطَّابِ، فَلَمَّا رَأَيْتُهُ مُقْبِلًا، قُلْتُ لِسَعِيدِ بْنِ زَيْدِ بْنِ عَمْرِو بْنِ نُفَيْلٍ: لَيَقُولَنَّ الْعَشِيَّةَ مَقَالَةً لَمْ يَقُلْهَا مُنْذُ اسْتُخْلِفَ، فَأَنْكَرَ عَلَيَّ، وَقَالَ: مَا عَسَيْتَ أَنْ يَقُولَ مَا لَمْ يَقُلْ قَبْلَهُ، فَجَلَسَ عُمَرُ عَلَى الْمِنْبَرِ، فَلَمَّا سَكَتَ الْمُؤَذِّنُونَ، قَامَ فَأَثْنَى عَلَى اللَّهِ بِمَا هُوَ أَهْلُهُ، ثُمَّ قَالَ: أَمَّا بَعْدُ، فَإِنِّي قَائِلٌ لَكُمْ مَقَالَةً قَدْ قُدِّرَ لِي أَنْ أَقُولَهَا، لَا أَدْرِي لَعَلَّهَا بَيْنَ يَدَيْ أَجَلِي، فَمَنْ عَقَلَهَا وَوَعَاهَا فَلْيُحَدِّثْ بِهَا حَيْثُ انْتَهَتْ بِهِ رَاحِلَتُهُ، وَمَنْ خَشِيَ أَنْ لَا يَعْقِلَهَا فَلَا أُحِلُّ لِأَحَدٍ أَنْ يَكْذِبَ عَلَيَّ، إِنَّ اللَّهَ بَعَثَ مُحَمَّدًا صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِالْحَقِّ، وَأَنْزَلَ عَلَيْهِ الْكِتَابَ، فَكَانَ مِمَّا أَنْزَلَ اللَّهُ آيَةُ الرَّجْمِ، فَقَرَأْنَاهَا وَعَقَلْنَاهَا وَوَعَيْنَاهَا، رَجَمَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَرَجَمْنَا بَعْدَهُ، فَأَخْشَى إِنْ طَالَ بِالنَّاسِ زَمَانٌ، أَنْ يَقُولَ قَائِلٌ: وَاللَّهِ مَا نَجِدُ آيَةَ الرَّجْمِ فِي كِتَابِ اللَّهِ، فَيَضِلُّوا بِتَرْكِ

فَرِيضَةٍ أَنْزَلَهَا اللَّهُ، وَالرَّجْمُ فِي كِتَابِ اللَّهِ حَقٌّ عَلَى مَنْ زَنَى، إِذَا أُحْصِنَ مِنَ الرِّجَالِ وَالنِّسَاءِ، إِذَا قَامَتِ الْبَيِّنَةُ، أَوْ كَانَ الْحَبَلُ، أَوِ الِاعْتِرَافُ.

ترجمہ: ”حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا کہ بے شک اللہ تعالیٰ نے حضرت محمد مصطفی صلی اللہ علیہ والہ وسلم کو حق کے ساتھ مبعوث فرمایا اور اُن پر کتاب نازل فرمائی جس میں اللہ تعالیٰ نے آیتِ رجم نازل کی، جس کو ہم نے پڑھا، سمجھا اور یاد رکھا، چنانچہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ والہ وسلم نے سنگسار کیا اور اُن کے بعد ہم نے سنگسار کیا۔ میں ڈرتا ہوں کہ لوگوں پر ایک ایسا زمانہ بھی آئے گا کہ کوئی کہنے والا کہے گا کہ اللہ کی کتاب میں تو ہمیں رجم کی آیت ملتی ہی نہیں پس جو فرض اللہ تعالیٰ نے نازل فرمایا، اُسے ترک کر کے گمراہ ہو جائیں گے۔ سنگسار کرنے کا حکم قرآنِ کریم کی رُو سے حق ہے، جو بھی شادی شدہ زِنا کرے خواہ وہ مرد ہو یا عورت جبکہ گواہی قائم ہو جائے یا حمل ٹھہر جائے یا خود اعتراف کرے۔“

{صحیح بخاری جلد سوم کتاب المحاربین حدیث نمبر 1730 صفحہ نمبر 668، انٹرنیشنل نمبر 6830}

{صحیح بخاری جلد سوم کتاب المحاربین حدیث نمبر 1729 صفحہ نمبر 667، انٹرنیشنل نمبر 6829}

حدیث کی دِیگر کُتب میں یہ اِضافہ ہے کہ حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے رجم کی یہ آیت بھی پڑھ کر سنائی: الشیخ والشیخة اذا زنیا فارجموھما البتة۔

حدیث:

حَدَّثَنَا أَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ، وَمُحَمَّدُ بْنُ الصَّبَّاحِ، قَالَا: حَدَّثَنَا سُفْيَانُ بْنُ عُيَيْنَةَ، عَنِ الزُّهْرِيِّ، عَنْ عُبَيْدِ اللَّهِ بْنِ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ عُتْبَةَ، عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ، قَالَ: قَالَ عُمَرُ بْنُ الْخَطَّابِ "لَقَدْ خَشِيتُ أَنْ يَطُولَ بِالنَّاسِ زَمَانٌ حَتَّى يَقُولَ قَائِلٌ: مَا أَجِدُ الرَّجْمَ فِي كِتَابِ اللَّهِ فَيَضِلُّوا بِتَرْكِ فَرِيضَةٍ مِنْ فَرَائِضِ اللَّهِ أَلَا وَإِنَّ الرَّجْمَ حَقٌّ إِذَا أُحْصِنَ الرَّجُلُ وَقَامَتِ الْبَيِّنَةُ أَوْ كَانَ حَمْلٌ أَوِ اعْتِرَافٌ وَقَدْ قَرَأْتُهَا الشَّيْخُ وَالشَّيْخَةُ إِذَا زَنَيَا فَارْجُمُوهُمَا الْبَتَّةَ رَجَمَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَرَجَمْنَا بَعْدَهُ".

ترجمہ: عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما کہتے ہیں کہ عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ نے کہا: مجھے اندیشہ ہے کہ جب زمانہ زیادہ گزر جائے گا تو کہنے والا یہ کہے گا کہ میں کتاب اللہ میں رجم (کا حکم) نہیں پاتا، اور اس طرح لوگ اللہ تعالیٰ کے ایک فریضے کو ترک کر کے گمراہ ہو جائیں، واضح رہے کہ رجم حق ہے، جب کہ آدمی شادی شدہ ہو گواہی قائم ہو، یا حمل ٹھہر جائے، یا زنا کا اعتراف کر لے، اور میں نے رجم کی یہ آیت پڑھی ہے: «الشيخ والشيخة إذا زنيا فارجموهما البتة» ”جب بوڑھا مرد اور بوڑھی عورت زنا کریں تو ان دونوں کو ضرور رجم کرو...“ [1]، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے رجم کیا، اور آپ کے بعد ہم نے بھی رجم کیا۔

{سنن ابن ماجہ جلد دوم ابواب الحدود حدیث نمبر 326 صفحہ نمبر 106، انٹر نیشنل نمبر 2553}

{موطا امام مالک کتاب الحدود حدیث نمبر 10 صفحہ نمبر 718}

حدیث: (2)

حَدَّثَنَا أَصْبَغُ، أَخْبَرَنَا ابْنُ وَهْبٍ، عَنْ يُونُسَ، عَنِ ابْنِ شِهَابٍ، قَالَ: أَخْبَرَنِي أَبُو سَلَمَةَ بْنُ عَبْدِ الرَّحْمَنِ، عَنْ جَابِرٍ، "أَنَّ رَجُلًا مِنْ أَسْلَمَ أَتَى النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَهُوَ فِي الْمَسْجِدِ، فَقَالَ: إِنَّهُ قَدْ زَنَى، فَأَعْرَضَ عَنْهُ، فَتَنَحَّى لِشِقِّهِ الَّذِي أَعْرَضَ، فَشَهِدَ عَلَى نَفْسِهِ أَرْبَعَ شَهَادَاتٍ، فَدَعَاهُ، فَقَالَ: هَلْ بِكَ جُنُونٌ؟ هَلْ أَحْصَنْتَ؟ قَالَ: نَعَمْ، فَأَمَرَ بِهِ أَنْ يُرْجَمَ بِالْمُصَلَّى، فَلَمَّا أَذْلَقَتْهُ الْحِجَارَةُ جَمَزَ حَتَّى أُدْرِكَ بِالْحَرَّةِ، فَقُتِلَ".

ترجمہ:۔” حضرت جابر رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ قبیلۂ اسلم کا ایک شخص، نبی کریم صلی اللہ علیہ والہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوا جبکہ آپ مسجد میں جلوہ افروز تھے، اُس شخص نے کہا کہ میں زِنا کر بیٹھا ہوں۔ حضور صلی اللہ علیہ والہ وسلم نے اُس کی طرف سے منہ پھیر لیا، پس آپؐ نے جدھر منہ پھیرا وہ اُدھر سامنے آیا اور چار مرتبہ اپنے اُوپر گواہی دی۔ آپؐ نے اُسے ہکارتے ہوئے فرمایا کہ کیا تم دیوانے ہو گئے ہو؟ اچھا بتاؤ کیا تم شادی شدہ ہو؟ اُس نے اثبات میں جواب دیا تو آپؐ نے اُسے عید گاہ میں سنگسار کر دینے کا حکم فرمایا، جب اُسے پتھر لگنے شروع ہوئے تو بھاگ گیا، آخرکار ” حرہ “ کے مقام پر پکڑا گیا اور قتل کر دیا گیا۔“

{صحیح بخاری جلد سوم کتاب الطلاق حدیث نمبر 251 صفحہ نمبر 133، انٹر نیشنل نمبر 5270}

{ صحیح بخاری جلد سوم کتاب المحاربین حدیث نمبر 1719 صفحہ نمبر 662، انٹرنیشنل نمبر 6815}

{ صحیح بخاری جلد سوم کتاب المحاربین حدیث نمبر 1723 صفحہ نمبر 664، انٹرنیشنل نمبر 6820}

{ صحیح بخاری جلد سوم کتاب المحاربین حدیث نمبر 1727 صفحہ نمبر 664، انٹرنیشنل نمبر 6825}

{ صحیح بخاری جلد سوم کتاب الاحکام حدیث نمبر 2037 صفحہ نمبر 808، انٹرنیشنل نمبر 7167}

{ صحیح بخاری جلد سوم کتاب الطلاق حدیث نمبر 252 صفحہ نمبر 662، انٹرنیشنل نمبر 5271}

حدیث: (3)

" شعبی نے حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کی ہے کہ جب اُنہوں نے جمعہ کے روز ایک عورت کو سنگسار کیا تو فرمایا کہ میں نے اسے رسول اللہ صلی اللہ علیہ والہ وسلم کی سُنّت کے مطابق سنگسار کیا ہے۔"

{ صحیح بخاری جلد سوم کتاب المحاربین حدیث نمبر 1716 صفحہ نمبر 662، انٹرنیشنل نمبر 6812}

حدیث: (4)

" شیبانی کا بیان ہے کہ میں نے حضرت عبداللہ بن اوفی سے دریافت کیا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ والہ وسلم نے کسی کو سنگسار کیا؟ اُنہوں نے فرمایا کہ ہاں۔ میں نے کہا کہ سورۃ نور سے پہلے یا بعد؟ فرمایا کہ یہ مجھے معلوم نہیں۔"

{ صحیح بخاری جلد سوم کتاب المحاربین حدیث نمبر 1717 صفحہ نمبر 662، انٹرنیشنل نمبر 6813}

{ صحیح بخاری جلد سوم کتاب المحاربین حدیث نمبر 1737 صفحہ نمبر 674، انٹرنیشنل نمبر 6840}

حدیث: (5)

" عروہ بن زبیر کا بیان ہے کہ حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے فرمایا کہ حضرت سعد رضی اللہ تعالیٰ عنہ اور حضرت ابنِ زمعہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے مابین جھگڑا ہوا تو نبی کریم صلی اللہ علیہ والہ وسلم نے فرمایا کہ اے عبد بن زمعہ! یہ بچہ تمہارا ہے کیونکہ بچہ اُس کا جس کے بستر پر پیدا ہوا، اور اے سودہ! اس سے پردہ کیا کرنا۔ ہم سے قتیبہ نے لیث کے حوالے سے اِتنا زیادہ بیان کیا کہ زانی کیلئے پتھر ہیں۔"

{صحیح بخاری جلد سوم کتاب المحاربین حدیث نمبر 1720 صفحہ نمبر 663، انٹر نیشنل نمبر 6817}

{صحیح بخاری جلد سوم کتاب المحاربین حدیث نمبر 1721 صفحہ نمبر 663، انٹر نیشنل نمبر 6818}

{صحیح بخاری جلد سوم کتاب الاحکام حدیث نمبر 2050 صفحہ نمبر 814، انٹر نیشنل نمبر 7182}

{صحیح بخاری جلد سوم کتاب الفرائض حدیث نمبر 1654 صفحہ نمبر 642، انٹر نیشنل نمبر 6749}

{صحیح بخاری جلد سوم کتاب الفرائض حدیث نمبر 1670 صفحہ نمبر 646، انٹر نیشنل نمبر 6765}

{صحیح بخاری جلد دوم کتاب الوصایا حدیث نمبر 18 صفحہ نمبر 41، انٹر نیشنل نمبر 2745}

حدیث: (6)

" حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا کہ اگر مجھے لوگوں کے کہنے کا ڈر نہ ہوتا کہ عمر نے اللہ کی کتاب میں اِضافہ کر دیا تو میں رجم کی آیت کو اپنے ہاتھ سے لکھ دیتا۔"

{صحیح بخاری جلد سوم کتاب الاحکام باب نمبر 1155 صفحہ نمبر 809، انٹر نیشنل نمبر باب 21}

حدیث: (7)

" ابو قلابہ کا بیان ہے کہ خدا کی قسم رسول اللہ صلی اللہ علیہ والہ وسلم نے کسی آدمی کو ہر گز قتل نہیں کیا ماسوائے تین باتوں کے، ایک وہ جو قصاص میں قتل کیا جائے، دوسرا جس نے شادی شدہ ہو کر زِنا کیا، تیسرا وہ جو اللہ اور رسول صلی اللہ علیہ والہ وسلم سے لڑا اور مسلمان ہو کر مرتد ہو گیا۔"

{ صحیح بخاری جلد سوم کتاب الدیات حدیث نمبر 1792 صفحہ نمبر 694، انٹر نیشنل نمبر 6899}

حدیث: (8)

" عکرمہ کا بیان ہے کہ حضرت ابنِ عبّاس رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا کہ جب نبی کریم صلی اللہ علیہ والہ وسلم کی خدمت میں ماعز بن مالک حاضر ہوئے تو آپؐ نے اُن سے فرمایا کہ شاید تم نے بوسہ دیا یا اِشارہ کیا یا دیکھا ہے؟ عرض کی کہ یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ والہ وسلم نہیں۔ پھر آپؐ نے بغیر کنایہ کے پوچھا کہ کیا صحبت کی ہے؟ راوی کا بیان ہے کہ اُس وقت آپؐ نے اُسے سنگسار کرنے کا حکم فرمایا۔"

{ صحیح بخاری جلد سوم کتاب المحاربین حدیث نمبر 1726 صفحہ نمبر 666، انٹر نیشنل نمبر 6824}

{ صحیح بخاری جلد سوم کتاب الاحکام باب نمبر 1155 صفحہ نمبر 809، انٹر نیشنل نمبر باب 21}

حدیث: (9)

" حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ اور حضرت زید بن خالد رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا بیان ہے کہ دو آدمی اپنا جھگڑا لے کر رسول اللہ صلی اللہ علیہ والہ وسلم کی بارگاہ میں پیش ہوئے، ایک نے عرض کی کہ ہمارے درمیان اللہ کی کتاب سے فیصلہ فرمایئے۔ دوسرا عرض گذار ہوا جو اُس سے زیادہ سمجھدار تھا کہ ہاں یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ والہ وسلم ہمارے درمیان اللہ کی کتاب کے مطابق ہی فیصلہ فرمایئے اور مجھے عرض کرنے کی اِجازت دیجئے۔ فرمایا کہ بیان کرو۔ کہا کہ میرا بیٹا اِس کے پاس مزدوری کرتا تھا۔ میرے بیٹے نے اِس کی بیوی کے ساتھ زِنا کیا۔ مجھے بتایا گیا کہ تیرے بیٹے کو سنگسار کیا جائے گا تو میں نے ایک سو بکریاں اور ایک لونڈی اِس کا فدیہ ادا کر دیا، پھر میں نے اہلِ علم سے

پوچھا تو اُنہوں نے مجھے بتایا کہ تیرے بیٹے کی سزا سو کوڑے اور ایک سال کی جلاوطنی ہے۔ پس رسول اللہ صلی اللہ علیہ والہ وسلم نے فرمایا کہ قسم ہے اُس ذات کی جس کے قبضے میں میری جان ہے میں تم دونوں کے درمیان ضرور اللہ کی کتاب سے فیصلہ کروں گا۔ تمہاری بکریاں اور لونڈی واپس دی جائے گی اور تمہارے بیٹے کو سو(100) کوڑے مارے جائیں گے اور ایک سال کیلئے جلاوطن کیا جائے گا اور حضرت انیس اسلمی کو حکم فرمایا کہ دوسرے کی بیوی کے پاس جائیں، اگر وہ اِعتراف کرے تو اُسے سنگسار کیا جائے گا۔ چنانچہ اُس نے اِعتراف کیا تو اُسے سنگسار کر دیا گیا۔"

{ صحیح بخاری جلد سوم کتاب المحاربین حدیث نمبر 1739 صفحہ نمبر 675، انٹرنیشنل نمبر 6842،6843}

{ صحیح بخاری جلد سوم کتاب المحاربین حدیث نمبر 1728 صفحہ نمبر 667، انٹرنیشنل نمبر 6827}

{ صحیح بخاری جلد سوم کتاب المحاربین حدیث نمبر 1734 صفحہ نمبر 673، انٹرنیشنل نمبر 6835}

{ صحیح بخاری جلد سوم کتاب المحاربین حدیث نمبر 1755 صفحہ نمبر 681، انٹرنیشنل نمبر 6859}

{ صحیح بخاری جلد سوم کتاب الاحکام حدیث نمبر 2060 صفحہ نمبر 820، انٹرنیشنل نمبر 7193}

{ صحیح بخاری جلد اول کتاب الوکالہ حدیث نمبر 2152 صفحہ نمبر 850، انٹرنیشنل نمبر 2314}

قارئین کرام! اِن احادیث کے غلط ہونے کا سب سے بڑا ثبوت سورۃ النور 24 آیت نمبر 2 میں موجود ہے، جہاں زِنا کی سزا سو (100) کوڑے مقرر کی گئی ہے، ملاحظہ کیجیے :

قرآن:

اَلزَّانِیَۃُ وَالزَّانِیۡ فَاجۡلِدُوۡا کُلَّ وَاحِدٍ مِّنۡہُمَا مِائَۃَ جَلۡدَۃٍ ص وَّلَا تَاۡخُذۡکُمۡ بِہِمَا رَاۡفَۃٌ فِیۡ دِیۡنِ اللّٰہِ اِنۡ کُنۡتُمۡ تُؤۡمِنُوۡنَ بِاللّٰہِ وَالۡیَوۡمِ الۡاٰخِرِ ج وَلۡیَشۡہَدۡ عَذَابَہُمَا طَآئِفَۃٌ مِّنَ الۡمُؤۡمِنِیۡنَ (2/24)

ترجمہ: ”زِناکار عورت اور مرد میں سے ہر ایک کو سو سو کوڑے مارو، اور اُن پر اللہ کا حکم چلانے میں ترس نہ کھائو، اگر تم اللہ اور یومِ آخرت پر اِیمان رکھتے ہو، اور چاہیے کہ اُن کی سزا کے وقت حاضر ہو مسلمانوں کی ایک جماعت“۔ (سورۃ نور 24 آیت 2)

2. فرمان خداوندی ہے :

قرآن:

اَلزَّانِيْ لَا يَنْكِحُ اِلَّا زَانِيَةً اَوْ مُشْرِكَةً ۡ وَّالزَّانِيَةُ لَا يَنْكِحُهَآ اِلَّا زَانٍ اَوْ مُشْرِكٌ ۚ وَحُرِّمَ ذٰلِكَ عَلَى الْمُؤْمِنِيْنَ

(3/24)

ترجمہ: ” زانی مرد نکاح نہیں کرتا سوائے زانیہ عورت یا مشرکہ سے اور زانیہ عورت نکاح نہیں کرتی سوائے زانی مرد یا مشرک سے اور یہ (ایسا نکاح) مومنوں پر حرام کیا گیا ہے۔“

{سورۃ نور 24 آیت 3}

اِس آیت سے بھی رجم کی نفی ہوتی ہے اور یہ ثابت ہو رہا ہے کہ زِنا کرنے والے سزا بھگتنے کے بعد زندہ رہتے ہیں جبکہ رجم میں زِنا کرنے والوں کو پتھر مار مار کر ہلاک کر دیا جاتا ہے۔

3. اِرشادِ باری تعالیٰ ہے :

قرآن:

فَاِذَآ اُحْصِنَّ فَاِنْ اَتَيْنَ بِفَاحِشَةٍ فَعَلَيْهِنَّ نِصْفُ مَا عَلَى الْمُحْصَنٰتِ مِنَ الْعَذَابِ ط (25/4)

ترجمہ: ” پس جب یہ لونڈیاں نکاح میں آجائیں پھر اگر وہ بے حیائی کا کام کریں تو اُنہیں آدھی سزا ہے اُس سزا سے جو آزاد عورتوں کی ہے۔

{سورۃ النساء 4 آیت نمبر 25}

اللہ تعالیٰ نے زِنا کی سزا سو (100) کوڑے مقرر کی ہے (2/24)۔ جس کا نصف ہو سکتا ہے لیکن مذہبی پیشوائیت کی مقرر کردہ سزا یعنی رجم کا نصف ہو ہی نہیں سکتا۔ یہ اِس بات کا ثبوت ہے کہ اِسلام میں رجم نہیں۔

4۔ حدیث نمبر (1) اور (6) میں بتایا گیا ہے کہ رجم کی آیت قرآن کا حصّہ تھی لیکن حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے لوگوں کے ڈر سے اُسے قرآن میں شامل نہیں کیا۔ سوال یہ پیدا ہوتا ہے کہ :

فرمانِ خداوندی ہے :

قرآن:

إِنَّا نَحْنُ نَزَّلْنَا الذِّكْرَ وَإِنَّا لَهُ لَحَافِظُونَ (9/15)

ترجمہ: بے شک ہم ہی نے قرآن نازل کیا اور بے شک ہم ہی اِس کے نگہبان ہیں۔ {سورۃ الحجر 15 آیت نمبر 9}۔

(الف) حدیث نمبر (1) اور (6) کے مطابق قرآن میں رجم کی آیت موجود نہیں۔ کیا خُدا قرآن کی حفاظت کرنے میں (نعوذ باللہ) ناکام ہو گیا۔؟

(ب) حدیث نمبر (6) میں ہے کہ حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے لوگوں کے ڈر سے رجم کی آیت قرآن میں داخل نہ کی۔ کیا حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ جیسے جلیل القدر صحابیؓ سے اِتنی بڑی جسارت کی توقع کرنا درست ہے کہ آپؓ نے اللہ کی ناراضگی پر لوگوں کی ناراضگی کو ترجیح دی۔؟

(ج) اگر رجم کی آیت واقعی قرآن کی آیت تھی اور حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ اُسے قرآن میں شامل کر دیتے تو کیا صحابہ کرام رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین، قرآن کی تکمیل پر ناراض ہو جاتے؟۔۔۔۔۔۔یقیناً نہیں۔۔۔۔۔۔۔ تو پھر "لوگوں کا ڈر" چہ معنی دارد۔

رجم گمراہ قوموں کا عمل :

☆ حضرت اِبراہیم علیہ السلام کو آپؑ کے والد نے کہا :

قرآن:

قَالَ اَرَاغِبٌ اَنْتَ عَنْ اٰلِهَتِيْ يٰاِبْرٰهِيْمُ ج لَئِنْ لَّمْ تَنْتَهِ لَاَرْجُمَنَّكَ وَاهْجُرْنِيْ مَلِيًّا (46/19)

ترجمہ: " اس نے جواب دیا کہ اے ابراہیم! کیا تو ہمارے معبودوں سے رُوگردانی کررہاہے، سُن اگر تو باز نہ آیا تو میں تجھے رجم کردوں گا ، جا، ایک مدّتِ دراز تک مجھ سے الگ رہ۔" (سورۃ مریم 19 آیت نمبر 46)

☆اصحاب قریہ نے رسولوں سے کہا :

قرآن:

قَالُوْٓا اِنَّا تَطَيَّرْنَا بِكُمْ ج لَئِنْ لَّمْ تَنْتَهُوْا لَنَرْجُمَنَّكُمْ وَلَيَمَسَّنَّكُمْ مِّنَّا عَذَابٌ اَلِيْمٌ (18/36)

ترجمہ: " اُنہوں نے کہا کہ ہم تو تم کو منحوس سمجھتے ہیں، اگر تم باز نہ آئے تو ہم تمہیں رجم کردیں گے اور تم کو ہماری طرف سے سخت تکلیف پہنچے گی۔" (سورۃ یاسین 36 آیت نمبر 18)

☆اصحاب کہف میں سے ایک نے دوسرے کو مخاطب کرکے کہا :

قرآن:

وَكَذٰلِكَ بَعَثْنٰهُمْ لِيَتَسَآءَلُوْا بَيْنَهُمْ ط قَالَ قَآئِلٌ مِّنْهُمْ كَمْ لَبِثْتُمْ ط قَالُوْا لَبِثْنَا يَوْمًا اَوْ بَعْضَ يَوْمٍ ط قَالُوْا رَبُّكُمْ اَعْلَمُ بِمَا لَبِثْتُمْ ط فَابْعَثُوْٓا اَحَدَكُمْ بِوَرِقِكُمْ هٰذِهٖٓ اِلَى الْمَدِيْنَةِ فَلْيَنْظُرْ اَيُّهَآ اَزْكٰى طَعَامًا فَلْيَاْتِكُمْ بِرِزْقٍ مِّنْهُ وَلْيَتَلَطَّفْ وَلَا يُشْعِرَنَّ بِكُمْ اَحَدًا ۔ اِنَّهُمْ اِنْ يَّظْهَرُوْا عَلَيْكُمْ يَرْجُمُوْكُمْ اَوْ يُعِيْدُوْكُمْ فِيْ مِلَّتِهِمْ وَلَنْ تُفْلِحُوْٓا اِذًا اَبَدًا (20-19/18)

ترجمہ: " اور ہم نے اِسی طرح اُنہیں اُٹھایا تاکہ وہ آپس میں ایک دوسرے سے سوال کریں، اُن میں سے ایک کہنے والے نے کہا تم یہاں کتنی دیر رہے؟ اُنہوں نے کہا ہم رہے ایک دن یا ایک دن کا کچھ حصہ، اُنہوں نے کہا تمہارا ربّ خوب جانتا ہے تم کتنی مدت رہے ہو، پس

اپنے میں سے ایک کو اپنا یہ روپیہ دے کر بھیجو شہر کی طرف، پس وہ دیکھے کون سا کھانا پاکیزہ تر ہے، تو وہ اس سے تمہارے لئے لے آئے اور نرمی کرے اور کسی کو تمہاری خبر نہ دے بیٹھے۔ بے شک اگر وہ تمہاری خبر پالیں گے تو تمہیں سنگسار کر دیں گے یا تمہیں لوٹا لیں گے اپنی ملت میں اور اس صورت میں تم ہرگز کبھی فلاح نہ پاؤ گے۔"(سورۃ الکہف 18 آیت نمبر 19 تا 20)

☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆

باب نمبر۔13

صحیح بخاری کے مطابق

گدھا حلال ہے

صحیح بخاری کی درج ذیل حدیث میں گدھے کے گوشت کو حلال قرار دیا گیا ہے۔ ملاحظہ فرمایئے :

حدیث:

حَدَّثَنَا عَبْدُ اللَّهِ بْنُ يُوسُفَ، أَخْبَرَنَا مَالِكٌ، عَنْ أَبِي النَّضْرِ مَوْلَى عُمَرَ بْنِ عُبَيْدِ اللَّهِ، عَنْ نَافِعٍ مَوْلَى أَبِي قَتَادَةَ الْأَنْصَارِيِّ، عَنْ أَبِي قَتَادَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ، "أَنَّهُ كَانَ مَعَ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ حَتَّى إِذَا كَانَ بِبَعْضِ طَرِيقِ مَكَّةَ تَخَلَّفَ مَعَ أَصْحَابٍ لَهُ مُحْرِمِينَ وَهُوَ غَيْرُ مُحْرِمٍ، فَرَأَى حِمَارًا وَحْشِيًّا فَاسْتَوَى عَلَى فَرَسِهِ، فَسَأَلَ أَصْحَابَهُ: أَنْ يُنَاوِلُوهُ سَوْطَهُ فَأَبَوْا، فَسَأَلَهُمْ: رُمْحَهُ فَأَبَوْا فَأَخَذَهُ، ثُمَّ شَدَّ عَلَى الْحِمَارِ فَقَتَلَهُ، فَأَكَلَ مِنْهُ بَعْضُ أَصْحَابِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَأَبَى بَعْضٌ، فَلَمَّا أَدْرَكُوا رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ سَأَلُوهُ عَنْ ذَلِكَ، قَالَ: "إِنَّمَا هِيَ طُعْمَةٌ أَطْعَمَكُمُوهَا اللَّهُ، وَعَنْ زَيْدِ بْنِ أَسْلَمَ، عَنْ عَطَاءِ بْنِ يَسَارٍ، عَنْ أَبِي قَتَادَةَ فِي الْحِمَارِ الْوَحْشِيِّ مِثْلُ حَدِيثِ أَبِي النَّضْرِ، قَالَ: هَلْ مَعَكُمْ مِنْ لَحْمِهِ شَيْءٌ؟".

ترجمہ: " حضرت ابو قتادہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ وہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ والہ وسلم کے ہمراہ تھے، یہاں تک کہ مکہ معظمہ کے کسی راستے پر چلتے ہوئے اپنے بعض ساتھیوں سمیت پیچھے رہ گئے۔ ساتھیوں میں بعض محرم تھے اور بعض غیر محرم۔ اِسی اثنا میں ہم نے ایک وحشی گدھا دیکھا تو میں اپنے گھوڑے پر سوار ہوا اور اپنے ساتھیوں سے اپنا کوڑا مانگا تو اُنہوں نے اِنکار کیا، جب اپنا نیزہ مانگا تب بھی اُنہوں نے اِنکار کیا تو میں نے خود یہ چیزیں لیں اور وحشی گدھے پر حملہ کر کے اُسے شکار کر لیا۔ اصحابِ رسولِ عربی صلی اللہ علیہ والہ وسلم میں سے بعض حضرات نے اُس کا گوشت کھایا اور بعض نے کھانے سے اِنکار کر دیا۔ جب ہم رسول اللہ صلی اللہ علیہ والہ وسلم تک پہنچ گئے

تو اِس بارے میں آپؐ سے دریافت کیا گیا۔ اِرشاد فرمایا کہ بے شک یہ تو کھانے کی چیز ہے جو تمہیں اللہ تعالیٰ نے کھلائی ہے۔ زید بن اسلم ،عطاء بن یسار، ابو قتادہ سے بھی وحشی گدھے کے بارے میں اِس حدیثِ ابوالنصر کی مثل روایت ہے، اس میں یہ بھی ہے کہ آپؐ نے اِرشاد فرمایا کہ کیا اس کے گوشت میں سے کچھ بچا ہوا تمہارے پاس ہے۔"

(صحیح بخاری جلد دوم کتاب الجہاد والسیر حدیث نمبر 174 صفحہ نمبر 103، انٹر نیشنل نمبر 2914)

(صحیح بخاری جلد دوم کتاب الجہاد والسیر حدیث نمبر 118 صفحہ نمبر 83، انٹر نیشنل نمبر 2854)

(صحیح بخاری جلد سوم کتاب الاطعمہ حدیث نمبر 372 صفحہ نمبر 184، انٹر نیشنل نمبر 5406)

(صحیح بخاری جلد سوم کتاب الذبائح حدیث نمبر 453 صفحہ نمبر 213، انٹر نیشنل نمبر 5490)

(صحیح بخاری جلد سوم کتاب الذبائح حدیث نمبر 455 صفحہ نمبر 213، انٹر نیشنل نمبر 5492)

اِن حوالہ جات میں جلد دوم حدیث نمبر 118 اور جلد سوم حدیث نمبر 372 میں یہ بھی لکھا ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ والہ وسلم نے بھی وحشی گدھے کا گوشت تناول فرمایا :

حدیث:

حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ أَبِي بَكْرٍ، حَدَّثَنَا فُضَيْلُ بْنُ سُلَيْمَانَ، عَنْ أَبِي حَازِمٍ، عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ أَبِي قَتَادَةَ، عَنْ أَبِيهِ، أَنَّهُ خَرَجَ مَعَ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: "فَتَخَلَّفَ أَبُو قَتَادَةَ مَعَ بَعْضِ أَصْحَابِهِ وَهُمْ مُحْرِمُونَ وَهُوَ غَيْرُ مُحْرِمٍ، فَرَأَوْا حِمَارًا وَحْشِيًّا قَبْلَ أَنْ يَرَاهُ، فَلَمَّا رَأَوْهُ تَرَكُوهُ حَتَّى رَآهُ أَبُو قَتَادَةَ فَرَكِبَ فَرَسًا لَهُ، يُقَالُ لَهُ: الْجَرَادَةُ فَسَأَلَهُمْ أَنْ يُنَاوِلُوهُ سَوْطَهُ فَأَبَوْا فَتَنَاوَلَهُ فَحَمَلَ فَعَقَرَهُ، ثُمَّ أَكَلَ فَأَكَلُوا فَنَدِمُوا، فَلَمَّا أَدْرَكُوهُ قَالَ: هَلْ مَعَكُمْ مِنْهُ شَيْءٌ؟ قَالَ: مَعَنَا رِجْلُهُ فَأَخَذَهَا النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، فَأَكَلَهَا".

ترجمہ: ہم سے محمد بن ابی بکر نے بیان کیا، کہا ہم سے فضیل بن سلیمان نے بیان کیا، ان سے ابو حازم نے، ان سے عبد اللہ بن ابی قتادہ نے اور ان سے ان کے باپ نے کہ وہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ (صلح حدیبیہ کے موقع پر) نکلے۔ ابو قتادہ رضی اللہ عنہ اپنے چند

ساتھیوں کے ساتھ پیچھے رہ گئے تھے۔ان کے دوسرے تمام ساتھی تو محرم تھے لیکن انہوں نے خود احرام نہیں باندھا تھا۔ان کے ساتھیوں نے ایک گدھا دیکھا۔ابو قتادہ رضی اللہ عنہ کے اس پر نظر پڑنے سے پہلے ان حضرات کی نظر اگرچہ اس پر پڑی تھی لیکن انہوں نے اسے چھوڑ دیا تھا لیکن ابو قتادہ رضی اللہ عنہ اسے دیکھتے ہی اپنے گھوڑے پر سوار ہوئے،ان کے گھوڑے کا نام جرادہ تھا،اس کے بعد انہوں نے ساتھیوں سے کہا کہ کوئی ان کا کوڑا اٹھا کر انہیں دیدے(جسے لیے بغیر وہ سوار ہو گئے تھے)ان لوگوں نے اس سے انکار کیا اس لیے انہوں نے خود ہی لے لیا اور گدھے پر حملہ کر کے اس کی کونچیں کاٹ دیں انہوں نے خود بھی اس کا گوشت کھایا اور دوسرے ساتھیوں نے بھی کھایا پھر نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئے۔جب یہ لوگ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ ہو لیے آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے پوچھا کہ کیا اس کا گوشت تمہارے پاس بچا ہوا باقی ہے؟ابو قتادہ نے کہا کہ ہاں اس کی ایک ران ہمارے ساتھ باقی ہے۔چنانچہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے بھی وہ گوشت کھایا۔

(صحیح بخاری جلد دوم کتاب الجہاد والسیر حدیث نمبر 118 صفحہ نمبر 83،انٹرنیشنل نمبر 2854)

قرآن کی رُو سے حالتِ اضطرار میں حرام کھانے کی اجازت ہے(115/146,16/3,6/173,5/2)لیکن اِن احادیث میں کہیں بھی اضطراری حالت ثابت نہیں ہوتی۔گدھے کے حلال ہونے کے بارے میں ایک اور حدیث ملاحظہ کیجیے :

حدیث:

حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ عَبْدِ اللَّهِ، حَدَّثَنَا سُفْيَانُ، قَالَ عَمْرٌو: قُلْتُ لِجَابِرِ بْنِ زَيْدٍ: "يَزْعُمُونَ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نَهَى عَنْ حُمُرِ الْأَهْلِيَّةِ. فَقَالَ: قَدْ كَانَ يَقُولُ ذَاكَ الْحَكَمُ بْنُ عَمْرٍو الْغِفَارِيُّ عِنْدَنَا بِالْبَصْرَةِ، وَلَكِنْ أَبَى ذَاكَ الْبَحْرُ ابْنُ عَبَّاسٍ، وَقَرَأَ: قُلْ لَا أَجِدُ فِي مَا أُوحِيَ إِلَيَّ مُحَرَّمًا سورة الأنعام آية 145.

ترجمہ:" سفیان بن عینیہ سے عمرو بن دینار نے کہا کہ میں نے حضرت جابر بن زید رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے کہا کہ لوگوں کا خیال ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ والہ وسلم نے پالتو گدھوں کے گوشت سے منع فرمایا ہے۔اُنہوں نے فرمایا کہ بصرے میں ہمارے نزدیک حضرت حکم بن عمرو غفاری بھی یہی فرماتے ہیں لیکن علوم کا یہ سمندر یعنی حضرت ابنِ عبّاس رضی اللہ تعالیٰ عنہ اِس بات کا اِنکار کرتے ہیں اور اُنہوں نے یہ آیت پڑھی (قُلْ لَّآ اَجِدُ فِيْ مَآ اُوْحِيَ اِلَيَّ مُحَرَّمًا عَلٰى طَاعِمٍ يَّطْعَمُهٗٓ اِلَّآ اَنْ يَّكُوْنَ مَيْتَةً اَوْ دَمًا مَّسْفُوْحًا اَوْ

لَحۡمَ خِنۡزِيۡرٍ فَاِنَّهٗ رِجۡسٌ اَوۡ فِسۡقًا اُهِلَّ لِغَيۡرِ اللّٰهِ بِهٖ‌ۚ فَمَنِ اضۡطُرَّ غَيۡرَ بَاغٍ وَّلَا عَادٍ فَاِنَّ رَبَّكَ غَفُوۡرٌ رَّحِيۡمٌ)

۔{145/6} ۔آپؐ فرما دیجیے جو وحی مجھے دی گئی ہے اس میں کسی کھانے والے پر کوئی کھانا حرام نہیں پاتا، مگر یہ کہ وہ مردار ہو یا بہتا ہوا خون، یا سُور کا گوشت، پس وہ ناپاک ہے یا گناہ کا (ناجائز ذبیحہ) جس پر غیر اللہ کا نام پکارا گیا ہو، پس جو لاچار ہو جائے، نہ نافرمانی کرنے والا ہو اور نہ سرکش ہو تو بے شک تیرا ربّ بخشنے والا نہایت مہربان ہے۔ سورۃ الانعام سورہ نمبر 6 آیت نمبر 145۔"

(صحیح بخاری جلد سوم کتاب الذبائح حدیث نمبر 492 صفحہ نمبر 225، انٹر نیشنل نمبر 5529)

3. ایک حدیث میں آتا ہے کہ :

حدیث:

" رسول اللہ صلی اللہ علیہ والہ وسلم سے گدھے کے بارے میں دریافت کیا گیا تو آپؐ نے فرمایا کہ (فَقَالَ: مَا أُنْزِلَ عَلَيَّ فِيهَا إِلَّا هَذِهِ "الْآيَةُ الْجَامِعَةُ الْفَاذَّةُ) یعنی اس بارے میں کوئی حکم نازل نہیں ہوا ہے۔

(صحیح بخاری جلد دوم کتاب الجہاد والسیر حدیث نمبر 124 صفحہ نمبر 85، انٹر نیشنل نمبر 2860)

آپ نے حضور صلی اللہ علیہ والہ وسلم سے منسوب الفاظ پر غور فرمایا ہے جو صحیح بخاری میں دیئے گئے ہیں؟... ایک دفعہ پھر پڑھیے :

" مَا اُنۡزِلَ عَلَيَّ فِيهَا "

"گدھے کے بارے میں) اس (قرآن) میں مجھ پر کچھ نازل نہیں کیا گیا۔)"

کیا صاحبِ قرآن پر یہ اِلزام لگانا درست ہے جبکہ قرآن میں گدھے کے بارے میں کافی آیات موجود ہیں مثلاً :

قرآن:

وَالۡخَيۡلَ وَالۡبِغَالَ وَالۡحَمِيۡرَ لِتَرۡكَبُوۡهَا وَزِيۡنَةً‌ ؕ وَيَخۡلُقُ مَا لَا تَعۡلَمُوۡنَ (8/16)

” اور گھوڑے اور خچر اور گدھے تاکہ تم اِن پر سوار ہو اور زینت کیلئے پیدا کیے اور وہ پیدا کرتا ہے جو تم نہیں جانتے۔“

{سورۃ النحل سورہ نمبر 16 آیت نمبر 8}

قرآن:

وَانْظُرْ اِلٰی حِمَارِكَ وَلِنَجْعَلَكَ اٰيَةً لِّلنَّاسِ وَانْظُرْ اِلَى الْعِظَامِ كَيْفَ نُنْشِزُهَا ثُمَّ نَكْسُوْهَا لَحْمًا ط (259/2)

ترجمہ:” اور اپنے گدھے کی طرف دیکھ اور ہم تجھے لوگوں کیلئے ایک نشانی بنائیں گے اور ہڈیوں کی طرف دیکھ ہم اِنہیں کس طرح جوڑتے ہیں پھر اِنہیں گوشت پہناتے ہیں۔“

{سورۃ البقرۃ سورہ نمبر 2 آیت نمبر 259 }

قرآن:

وَاقْصِدْ فِيْ مَشْيِكَ وَاغْضُضْ مِنْ صَوْتِكَ ط اِنَّ اَنْكَرَ الْاَصْوَاتِ لَصَوْتُ الْحَمِيْرِ (19/31)

”اور اپنی آواز کو پست رکھ، بے شک آوازوں میں سے سب سے ناپسندیدہ آواز گدھے کی ہے۔“

{سورۃ لقمٰن سورہ نمبر 31 آیت نمبر 19}

قرآن:

مَثَلُ الَّذِيْنَ حُمِّلُوا التَّوْرٰئةَ ثُمَّ لَمْ يَحْمِلُوْهَا كَمَثَلِ الْحِمَارِ يَحْمِلُ اَسْفَارًا ط (5/62)

”جن لوگوں کو تورات دی گئی اور پھر اُنہوں نے اُس پر عمل نہ کیا، اُن کی مثال گدھے کی سی ہے جو کتابیں لادے ہوئے ہے۔“

{سورۃ الجمعہ سورہ نمبر 62 آیت نمبر 5}

قرآن:

فَمَا لَهُمْ عَنِ التَّذْكِرَةِ مُعْرِضِيْنَ ۙ كَاَنَّهُمْ حُمُرٌ مُّسْتَنْفِرَةٌ ۙ فَرَّتْ مِنْ قَسْوَرَةٍ (51-49/74)

” اِنہیں کیاہوا کہ وہ نصیحت سے منہ پھیرتے ہیں گویا کہ وہ بھاگے ہوئے گدھے ہیں، بھاگے جاتے ہیں شیر سے۔“

{سورۃالمدثر سورہ نمبر74آیت نمبر49تا51}

☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆

باب نمبر۔14

صحیح بخاری کے مطابق

حضور صلی اللہ علیہ والہ وسلم سحر زدہ تھے

قرآن کے مطابق

حضور صلی اللہ علیہ والہ وسلم کو سحر زدہ کہنا کفّار کا طریقہ ہے

کفّارِ مکہ کہتے تھے کہ محمد صلی اللہ علیہ والہ وسلم جادُو زدہ ہیں، اللہ تعالیٰ نے قرآن میں فرمایا :

قرآن:

اِذۡ یَقُوۡلُ الظّٰلِمُوۡنَ اِنۡ تَتَّبِعُوۡنَ اِلَّا رَجُلًا مَّسۡحُوۡرًا (47/17)

" یہ ظالم کہتے ہیں کہ تم اُس کی تابعداری میں لگے ہوئے ہو جن پر جادُو کر دیا گیا ہے۔"

{سورۃ بنی اسرائیل سورہ نمبر 17 آیت نمبر 47}

قرآن:

وَقَالَ الظّٰلِمُوۡنَ اِنۡ تَتَّبِعُوۡنَ اِلَّا رَجُلًا مَّسۡحُوۡرًا (8/25)

" اُن ظالموں نے کہا کہ تم ایسے آدمی کے پیچھے ہو لیے جو جادُو زدہ ہے۔"

{سورۃ الفرقان سورہ نمبر 25 آیت نمبر 8}

اِس کے جواب میں اللہ تعالیٰ نے حضور صلی اللہ علیہ والہ وسلم کا دفاع کرتے ہوئے فرمایا :

قرآن:

اُنْظُرْ كَيْفَ ضَرَبُوْا لَكَ الْاَمْثَالَ فَضَلُّوْا فَلَا يَسْتَطِيْعُوْنَ سَبِيْلًا (48/17)

" دیکھیں تو سہی آپ ؐ کیلئے کیا کیا مثالیں بیان کرتے ہیں پس وہ بہک رہے ہیں، اب تو راہ پانا اِن کے بس میں نہیں رہا۔"

{سورۃ بنی اسرائیل سورہ نمبر 17 آیت نمبر 48}

دوسری جگہ فرمایا :

قرآن:

اُنْظُرْ كَيْفَ ضَرَبُوْا لَكَ الْاَمْثَالَ فَضَلُّوْا فَلَا يَسْتَطِيْعُوْنَ سَبِيْلًا (9/25)

" خیال تو کیجیے کہ یہ لوگ آپ ؐ کی نسبت کیسی کیسی باتیں بناتے ہیں، پس جس سے خود ہی بہک رہے ہیں اور کسی طرح راہ پر نہیں آ سکتے۔"

{سورۃ الفرقان سورہ نمبر 25 آیت نمبر 9}

اِن آیات کا محاصل :

1۔ اللہ تعالیٰ نے حضور صلی اللہ علیہ والہ وسلم کے جادُو زدہ ہونے کی تردید کی۔

2۔ حضور صلی اللہ علیہ والہ وسلم کو جادُو زدہ کہنا کفّار کا طریقہ ہے۔

3۔ حضور صلی اللہ علیہ والہ وسلم کو جادُو زدہ کہنے والا کبھی بھی ہدایت نہیں پا سکے گا۔

دوسری طرف صحیح بخاری میں لکھا ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ والہ وسلم سحر زدہ ہو گئے تھے، ملاحظہ کیجیے حدیث :

حدیث:

حَدَّثَنِي مُحَمَّدُ بْنُ الْمُثَنَّى، حَدَّثَنَا يَحْيَى، حَدَّثَنَا هِشَامٌ، قَالَ: حَدَّثَنِي أَبِي، عَنْ عَائِشَةَ أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: "" سُحِرَ حَتَّى كَانَ يُخَيَّلُ إِلَيْهِ أَنَّهُ صَنَعَ شَيْئًا وَلَمْ يَصْنَعْهُ".

ترجمہ: ” حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے روایت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ والہ وسلم پر جادُو کیا گیا جس کے باعث آپ ؐ کی یہ حالت ہوگئی کہ بعض اوقات یہ سمجھتے کہ میں نے فلاں کام کرلیا ہے حالانکہ وہ نہیں کیا ہوتا تھا۔“

(صحیح بخاری جلد دوم کتاب الجہاد والسیر حدیث نمبر 412 صفحہ نمبر 211، انٹر نیشنل نمبر 3175)

ایک اور حدیث میں جادُوزدگی کی تفصیل بیان کی گئی ہے۔ ملاحظہ کیجیے :

حدیث:

حَدَّثَنَا إِبْرَاهِيمُ بْنُ مُوسَى، أَخْبَرَنَا عِيسَى، عَنْ هِشَامٍ، عَنْ أَبِيهِ، عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهَا، قَالَتْ: سُحِرَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، وَقَالَ 17 اللَّيْثُ: كَتَبَ إِلَيَّ هِشَامٌ أَنَّهُ سَمِعَهُ وَوَعَاهُ، عَنْ أَبِيهِ، عَنْ عَائِشَةَ، قَالَتْ: سُحِرَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ حَتَّى كَانَ يُخَيَّلُ إِلَيْهِ أَنَّهُ يَفْعَلُ الشَّيْءَ، وَمَا يَفْعَلُهُ حَتَّى كَانَ ذَاتَ يَوْمٍ دَعَا وَدَعَا، ثُمَّ قَالَ: أَشَعَرْتِ أَنَّ اللَّهَ أَفْتَانِي فِيمَا فِيهِ شِفَائِي أَتَانِي رَجُلَانِ فَقَعَدَ أَحَدُهُمَا عِنْدَ رَأْسِي وَالْآخَرُ عِنْدَ رِجْلَيَّ، فَقَالَ: أَحَدُهُمَا لِلْآخَرِ مَا وَجَعُ الرَّجُلِ، قَالَ: مَطْبُوبٌ، قَالَ: وَمَنْ طَبَّهُ، قَالَ: لَبِيدُ بْنُ الْأَعْصَمِ، قَالَ: فِيمَا ذَا، قَالَ: فِي مُشُطٍ وَمُشَاقَةٍ وَجُفِّ طَلْعَةٍ ذَكَرٍ، قَالَ: فَأَيْنَ هُوَ؟، قَالَ: فِي بِئْرِ ذَرْوَانَ فَخَرَجَ إِلَيْهَا النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، ثُمَّ رَجَعَ، فَقَالَ: "لِعَائِشَةَ حِينَ رَجَعَ نَخْلُهَا كَأَنَّهُ رُءُوسُ الشَّيَاطِينِ، فَقُلْتُ: اسْتَخْرَجْتَهُ، فَقَالَ: لَا أَمَّا أَنَا فَقَدْ شَفَانِي اللَّهُ وَخَشِيتُ أَنْ يُثِيرَ ذَلِكَ عَلَى النَّاسِ شَرًّا، ثُمَّ دُفِنَتِ الْبِئْرُ".

ترجمہ: ہم سے ابراہیم بن موسیٰ نے بیان کیا، کہا ہم کو عیسیٰ بن یونس نے خبر دی، انہیں ہشام نے، انہیں ان کے والد عروہ نے اور ان سے عائشہ رضی اللہ عنہما نے بیان کیا کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم حدیبیہ سے لوٹے تھے) جادو ہوا تھا۔ اور لیث

بن سعد نے بیان کیا کہ مجھے ہشام نے لکھا تھا، انہوں نے اپنے والد سے سنا تھا اور یاد رکھا تھا اور ان سے عائشہ رضی اللہ عنہا نے بیان کیا تھا کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم پر جادو کیا گیا تھا۔ آپ کے ذہن میں بات ہوتی تھی کہ فلاں کام میں کر رہا ہوں حالانکہ آپ اسے نہ کر رہے ہوتے۔ آخر ایک دن آپ نے دعا کی پھر دعا کی کہ اللہ پاک اس جادو کا اثر دفع کرے۔ اس کے بعد آپ نے عائشہ رضی اللہ عنہا سے فرمایا کہ تمہیں معلوم بھی ہوا اللہ تعالیٰ نے مجھے وہ تدبیر بتا دی ہے جس میں میری شفا مقدر ہے۔ میرے پاس دو آدمی آئے، ایک تو میرے سر کی طرف بیٹھ گئے اور دوسرا پاؤں کی طرف۔ پھر ایک نے دوسرے سے کہا، انہیں بیماری کیا ہے؟ دوسرے آدمی نے جواب دیا کہ ان پر جادو ہوا ہے۔ انہوں نے پوچھا، جادو ان پر کس نے کیا ہے؟ جواب دیا کہ لبید بن اعصم یہودی نے، پوچھا کہ وہ جادو (ٹونا) رکھا کس چیز میں ہے؟ کہا کہ کنگھے میں، کتان میں اور کھجور کے خشک خوشے کے غلاف میں۔ پوچھا، اور یہ چیزیں ہیں کہاں؟ کہا بئر ذوران میں۔ پھر نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم وہاں تشریف لے گئے اور واپس آئے تو عائشہ رضی اللہ عنہا سے فرمایا، وہاں کے کھجور کے درخت ایسے ہیں جیسے شیطان کی کھوپڑی۔ میں نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے پوچھا، وہ ٹونا آپ نے نکلوایا بھی؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ نہیں مجھے تو اللہ تعالیٰ نے خود شفا دی اور میں نے اسے اس خیال سے نہیں نکلوایا کہ کہیں اس کی وجہ سے لوگوں میں کوئی جھگڑا کھڑا کر دوں۔ اس کے بعد وہ کنواں بند کر دیا گیا۔

(صحیح بخاری جلد دوم کتاب بدء الخلق حدیث نمبر 500 صفحہ نمبر 244، انٹرنیشنل نمبر 3268)

یہ حدیث الفاظ کے تھوڑے بہت اختلاف کے ساتھ کئی اور مقامات پر بھی آئی ہے۔ حوالہ جات پیشِ خدمت ہیں :

حدیث:

حَدَّثَنَا إِبْرَاهِيمُ بْنُ مُوسَى، أَخْبَرَنَا عِيسَى بْنُ يُونُسَ، عَنْ هِشَامٍ، عَنْ أَبِيهِ، عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهَا، قَالَتْ: " سَحَرَ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ رَجُلٌ مِنْ بَنِي زُرَيْقٍ، يُقَالُ لَهُ لَبِيدُ بْنُ الْأَعْصَمِ، حَتَّى كَانَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يُخَيَّلُ إِلَيْهِ أَنَّهُ كَانَ يَفْعَلُ الشَّيْءَ وَمَا فَعَلَهُ، حَتَّى إِذَا كَانَ ذَاتَ يَوْمٍ أَوْ ذَاتَ لَيْلَةٍ وَهُوَ عِنْدِي لَكِنَّهُ دَعَا وَدَعَا، ثُمَّ قَالَ: يَا عَائِشَةُ: أَشَعَرْتِ أَنَّ اللَّهَ أَفْتَانِي فِيمَا اسْتَفْتَيْتُهُ فِيهِ، أَتَانِي رَجُلَانِ فَقَعَدَ أَحَدُهُمَا عِنْدَ رَأْسِي وَالْآخَرُ عِنْدَ رِجْلَيَّ، فَقَالَ أَحَدُهُمَا لِصَاحِبِهِ: مَا وَجَعُ الرَّجُلِ؟، فَقَالَ: مَطْبُوبٌ، قَالَ: مَنْ طَبَّهُ؟، قَالَ: لَبِيدُ بْنُ

الْأَعْصَمِ، قَالَ: فِي أَيِّ شَيْءٍ؟، قَالَ: فِي مُشْطٍ، وَمُشَاطَةٍ وَجُفِّ طَلْعِ نَخْلَةٍ ذَكَرٍ، قَالَ: وَأَيْنَ هُوَ؟، قَالَ: فِي بِئْرِ ذَرْوَانَ، فَأَتَاهَا رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي نَاسٍ مِنْ أَصْحَابِهِ، فَجَاءَ، فَقَالَ: يَا عَائِشَةُ كَأَنَّ مَاءَهَا نُقَاعَةُ الْحِنَّاءِ أَوْ كَأَنَّ رُءُوسَ نَخْلِهَا رُءُوسُ الشَّيَاطِينِ، قُلْتُ: يَا رَسُولَ اللَّهِ أَفَلَا اسْتَخْرَجْتَهُ، قَالَ: قَدْ عَافَانِي اللَّهُ فَكَرِهْتُ أَنْ أُثَوِّرَ عَلَى النَّاسِ فِيهِ شَرًّا، فَأَمَرَ بِهَا، فَدُفِنَتْ"، تَابَعَهُ أَبُو أُسَامَةَ، وَأَبُو ضَمْرَةَ، وَابْنُ أَبِي الزِّنَادِ، عَنْ هِشَامٍ، وَقَالَ اللَّيْثُ، وَابْنُ عُيَيْنَةَ، عَنْ هِشَامٍ فِي مُشْطٍ وَمُشَاقَةٍ، يُقَالُ الْمُشَاطَةُ: مَا يَخْرُجُ مِنَ الشَّعَرِ إِذَا مُشِطَ، وَالْمُشَاقَةُ مِنْ مُشَاقَةِ الْكَتَّانِ.

ترجمہ: ہم سے ابراہیم بن موسیٰ اشعری نے بیان کیا، کہا ہم کو عیسیٰ بن یونس نے خبر دی، انہیں ہشام بن عروہ نے، انہیں ان کے والد نے اور ان سے عائشہ رضی اللہ عنہا نے بیان کیا کہ بنی زریق کے ایک شخص یہودی لبید بن اعصم نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر جادو کر دیا تھا اور اس کی وجہ سے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کسی چیز کے متعلق خیال کرتے کہ آپ نے وہ کام کر لیا ہے حالانکہ آپ نے وہ کام نہ کیا ہوتا۔ ایک دن یا (راوی نے بیان کیا کہ) ایک رات نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم میرے یہاں تشریف رکھتے تھے اور مسلسل دعا کر رہے تھے پھر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ عائشہ! تمہیں معلوم ہے اللہ سے جو بات میں پوچھ رہا تھا، اس نے اس کا جواب مجھے دے دیا۔ میرے پاس دو (فرشتے جبرائیل و میکائیل علیہما السلام) آئے۔ ایک میرے سر کی طرف کھڑا ہو گیا اور دوسرا میرے پاؤں کی طرف۔ ایک نے اپنے دوسرے ساتھی سے پوچھا ان صاحب کی بیماری کیا ہے؟ دوسرے نے کہا کہ ان پر جادو ہوا ہے۔ اس نے پوچھا کس نے جادو کیا ہے؟ جواب دیا کہ لبید بن اعصم نے۔ پوچھا کس چیز میں؟ جواب دیا کہ کنگھے اور سر کے بال میں جو نر کھجور کے خوشے میں رکھے ہوئے ہیں۔ سوال کیا اور یہ جادو ہے کہاں؟ جواب دیا کہ زروان کے کنویں میں۔ پھر نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم اس کنویں پر اپنے چند صحابہ کے ساتھ تشریف لے گئے اور جب واپس آئے تو فرمایا عائشہ! اس کا پانی ایسا (سرخ) تھا جیسے مہندی کا نچوڑ ہوتا ہے اور اس کے کھجور کے درختوں کے سر (اوپر کا حصہ) شیطان کے سروں کی طرح تھے میں نے عرض کیا یا رسول اللہ! آپ نے اس جادو کو باہر کیوں نہیں کر دیا۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ نے مجھے اس سے عافیت دے دی اس لیے میں نے مناسب نہیں سمجھا کہ اب میں خواہ مخواہ لوگوں میں اس برائی کو پھیلاؤں پھر نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے اس جادو کا سامان کنگھی بال خرما کا غلاف ہوتے ہیں اسی میں دفن کرا دیا۔ عیسیٰ بن یونس کے ساتھ اس حدیث کو ابواسامہ اور ابوضمرہ (انس بن عیاض) اور ابن ابی الزناد تینوں نے ہشام سے یوں روایت کیا اور

لیث بن مسور اور سفیان بن عیینہ نے ہشام سے یوں روایت کیا ہے «في مشط ومشاقة. المشاطة» اسے کہتے ہیں جو بال کنگھی کرنے میں نکلیں سر یا داڑھی کے اور «مشاقة.» روئی کے تار یعنی سوت کے تار کو کہتے ہیں۔

(صحیح بخاری جلد سوم کتاب الطب حدیث نمبر 713 صفحہ نمبر 299، انٹر نیشنل نمبر 5763)

حدیث:

حَدَّثَنِي عَبْدُ اللَّهِ بْنُ مُحَمَّدٍ، قَالَ: سَمِعْتُ ابْنَ عُيَيْنَةَ، يَقُولُ: أَوَّلُ مَنْ حَدَّثَنَا بِهِ ابْنُ جُرَيْجٍ، يَقُولُ: حَدَّثَنِي آلُ عُرْوَةَ، عَنْ عُرْوَةَ، فَسَأَلْتُ هِشَامًا عَنْهُ، فَحَدَّثَنَا، عَنْ أَبِيهِ، عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهَا، قَالَتْ: " كَانَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ سُحِرَ حَتَّى كَانَ يَرَى أَنَّهُ يَأْتِي النِّسَاءَ وَلَا يَأْتِيهِنَّ ". قَالَ سُفْيَانُ: وَهَذَا أَشَدُّ مَا يَكُونُ مِنَ السِّحْرِ، إِذَا كَانَ كَذَا، فَقَالَ: يَا عَائِشَةُ أَعَلِمْتِ أَنَّ اللَّهَ قَدْ أَفْتَانِي فِيمَا اسْتَفْتَيْتُهُ فِيهِ، أَتَانِي رَجُلَانِ فَقَعَدَ أَحَدُهُمَا عِنْدَ رَأْسِي وَالْآخَرُ عِنْدَ رِجْلَيَّ، فَقَالَ الَّذِي عِنْدَ رَأْسِي لِلْآخَرِ، مَا بَالُ الرَّجُلِ؟، قَالَ: مَطْبُوبٌ، قَالَ: وَمَنْ طَبَّهُ؟، قَالَ: لَبِيدُ بْنُ أَعْصَمَ رَجُلٌ مِنْ بَنِي زُرَيْقٍ حَلِيفٌ لِيَهُودَ كَانَ مُنَافِقًا، قَالَ: وَفِيمَ؟ قَالَ: فِي مُشْطٍ وَمُشَاقَةٍ، قَالَ: وَأَيْنَ؟ قَالَ: فِي جُفِّ طَلْعَةٍ ذَكَرٍ تَحْتَ رَاعُوفَةٍ فِي بِئْرِ ذَرْوَانَ، قَالَتْ: فَأَتَى النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الْبِئْرَ حَتَّى اسْتَخْرَجَهُ، فَقَالَ: هَذِهِ الْبِئْرُ الَّتِي أُرِيتُهَا، وَكَأَنَّ مَاءَهَا نُقَاعَةُ الْحِنَّاءِ، وَكَأَنَّ نَخْلَهَا رُءُوسُ الشَّيَاطِينِ، قَالَ: فَاسْتُخْرِجَ، قَالَتْ: فَقُلْتُ أَفَلَا أَيْ تَنَشَّرْتَ، فَقَالَ: أَمَّا اللَّهُ فَقَدْ شَفَانِي، وَأَكْرَهُ أَنْ أُثِيرَ عَلَى أَحَدٍ مِنَ النَّاسِ شَرًّا ".

ترجمہ: مجھ سے عبداللہ بن محمد مسندی نے بیان کیا، کہا کہ میں نے سفیان بن عیینہ سے سنا، کہا کہ سب سے پہلے یہ حدیث ہم سے ابن جریج نے بیان کی، وہ بیان کرتے تھے کہ مجھ سے یہ حدیث آل عروہ نے عروہ سے بیان کی، اس لیے میں نے (عروہ کے بیٹے) ہشام سے اس کے بارے میں پوچھا تو انہوں نے ہم سے اپنے والد (عروہ) سے بیان کیا کہ ان سے عائشہ رضی اللہ عنہا نے بیان کیا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر جادو کر دیا گیا تھا اور اس کا آپ پر یہ اثر ہوا تھا آپ کو خیال ہوتا کہ آپ نے ازواج مطہراتؓ میں سے کسی کے ساتھ ہمبستری کی ہے حالانکہ آپ نے کی نہیں ہوتی۔ سفیان ثوری نے بیان کیا کہ جادو کی یہ سب سے سخت قسم ہے جب اس کا یہ اثر ہو پھر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا عائشہ! تمہیں معلوم ہے اللہ تعالیٰ سے جو بات میں نے پوچھی تھی اس کا جواب اس نے کب کا دے دیا ہے۔ میرے پاس دو

فرشتے آئے ایک میرے سر کے پاس کھڑا ہو گیا اور دوسرا میرے پاؤں کے پاس۔ جو فرشتہ میرے سر کی طرف کھڑا تھا اس نے دوسرے سے کہا ان صاحب کا کیا حال ہے؟ دوسرے نے جواب دیا کہ ان پر جادو کر دیا گیا ہے۔ پوچھا کہ کس نے ان پر جادو کیا ہے؟ جواب دیا کہ لبید بن اعصم نے یہ یہودیوں کے حلیف بنی زریق کا ایک شخص تھا اور منافق تھا۔ سوال کیا کہ کس چیز میں ان پر جادو کیا ہے؟ جواب دیا کہ کنگھے اور بال میں۔ پوچھا جادو ہے کہاں؟ جواب دیا کہ نر کھجور کے خوشے میں جو زروان کے کنویں کے اندر رکھے ہوئے پتھر کے نیچے دفن ہے۔ بیان کیا کہ پھر نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم اس کنویں پر تشریف لے گئے اور جادو اندر سے نکالا۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ یہی وہ کنواں ہے جو مجھے خواب میں دکھایا گیا تھا اس کا پانی مہندی کے عرق جیسا رنگین تھا اور اس کے کھجور کے درختوں کے سر شیطانوں کے سروں جیسے تھے۔ بیان کیا کہ پھر وہ جادو کنویں میں سے نکالا گیا۔ عائشہ رضی اللہ عنہا نے بیان کیا کہ میں نے کہا آپ نے اس جادو کا توڑ کیوں نہیں کرایا۔ فرمایا: ہاں اللہ تعالیٰ نے مجھے شفا دی اب میں لوگوں میں ایک شور ہونا پسند نہیں کرتا۔

(صحیح بخاری جلد سوم کتاب الطب حدیث نمبر 715 صفحہ نمبر 300، انٹرنیشنل نمبر 5765)

حدیث:

حَدَّثَنَا عُبَيْدُ بْنُ إِسْمَاعِيلَ، حَدَّثَنَا أَبُو أُسَامَةَ، عَنْ هِشَامٍ، عَنْ أَبِيهِ، عَنْ عَائِشَةَ، قَالَتْ: "سُحِرَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ حَتَّى إِنَّهُ لَيُخَيَّلُ إِلَيْهِ أَنَّهُ يَفْعَلُ الشَّيْءَ وَمَا فَعَلَهُ، حَتَّى إِذَا كَانَ ذَاتَ يَوْمٍ وَهُوَ عِنْدِي، دَعَا اللَّهَ وَدَعَاهُ، ثُمَّ قَالَ: أَشَعَرْتِ يَا عَائِشَةُ أَنَّ اللَّهَ قَدْ أَفْتَانِي فِيمَا اسْتَفْتَيْتُهُ فِيهِ، قُلْتُ: وَمَا ذَاكَ يَا رَسُولَ اللَّهِ؟، قَالَ: جَاءَنِي رَجُلَانِ فَجَلَسَ أَحَدُهُمَا عِنْدَ رَأْسِي وَالْآخَرُ عِنْدَ رِجْلَيَّ، ثُمَّ قَالَ: أَحَدُهُمَا لِصَاحِبِهِ، مَا وَجَعُ الرَّجُلِ؟، قَالَ: مَطْبُوبٌ، قَالَ: وَمَنْ طَبَّهُ؟، قَالَ: لَبِيدُ بْنُ الْأَعْصَمِ الْيَهُودِيُّ مِنْ بَنِي زُرَيْقٍ، قَالَ: فِيمَا ذَا؟ قَالَ: فِي مُشْطٍ وَمُشَاطَةٍ وَجُفِّ طَلْعَةٍ ذَكَرٍ، قَالَ: فَأَيْنَ هُوَ؟ قَالَ: فِي بِئْرِ ذِي أَرْوَانَ، قَالَ: فَذَهَبَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي أُنَاسٍ مِنْ أَصْحَابِهِ إِلَى الْبِئْرِ، فَنَظَرَ إِلَيْهَا وَعَلَيْهَا نَخْلٌ ثُمَّ رَجَعَ إِلَى عَائِشَةَ، فَقَالَ: وَاللَّهِ لَكَأَنَّ مَاءَهَا نُقَاعَةُ الْحِنَّاءِ، وَلَكَأَنَّ نَخْلَهَا رُءُوسُ الشَّيَاطِينِ، قُلْتُ: يَا رَسُولَ اللَّهِ أَفَأَخْرَجْتَهُ؟ قَالَ: لَا، أَمَّا أَنَا فَقَدْ عَافَانِي اللَّهُ، وَشَفَانِي، وَخَشِيتُ أَنْ أُثَوِّرَ عَلَى النَّاسِ مِنْهُ شَرًّا"، وَأَمَرَ بِهَا فَدُفِنَتْ.

ترجمہ: ہم سے عبید بن اسماعیل نے بیان کیا، کہا ہم سے ابو اسامہ نے بیان کیا، ان سے ہشام بن عروہ نے، ان سے ان کے والد نے اور ان سے عائشہ رضی اللہ عنہا نے بیان کیا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر جادو کر دیا گیا تھا اور اس کا اثر یہ تھا کہ آپ کو خیال ہوتا کہ آپ کوئی چیز کر چکے ہیں حالانکہ وہ چیز نہ کی ہوتی ایک دن نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم میرے یہاں تشریف رکھتے تھے اور مسلسل دعائیں کر رہے تھے، پھر فرمایا: عائشہ! تمہیں معلوم ہے اللہ تعالیٰ سے جو بات میں نے پوچھی تھی اس کا جواب اس نے مجھے دے دیا ہے۔ میں نے عرض کی وہ کیا بات ہے یا رسول اللہ! آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا میرے پاس دو فرشتے (جرائیل و میکائیل علیہما السلام) آئے اور ایک میرے سر کے پاس کھڑا ہو گیا اور دوسرا پاؤں کی طرف پھر ایک نے اپنے دوسرے ساتھی سے کہا ان صاحب کی تکلیف کیا ہے؟ دوسرے نے جواب دیا کہ ان پر جادو کیا گیا ہے۔ پوچھا کس نے ان پر جادو کیا ہے؟ فرمایا بنی زریق کے لبید بن اعصم یہودی نے، پوچھا کس چیز میں؟ جواب دیا کہ کنگھے اور بال میں جو نر کھجور کے خوشے میں رکھا ہوا ہے۔ پوچھا اور وہ جادو رکھا کہاں ہے؟ جواب دیا کہ ذروان کے کنویں میں۔ بیان کیا کہ پھر نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم اپنے چند صحابہ کے ساتھ اس کنویں پر تشریف لے گئے اور اسے دیکھا وہاں کھجور کے درخت بھی تھے پھر آپ واپس عائشہ رضی اللہ عنہا کے یہاں تشریف لائے اور فرمایا صلی اللہ علیہ وسلم اللہ کی قسم! اس کا پانی مہندی کے عرق جیسا (سرخ) ہے اور اس کے کھجور کے درخت شیاطین کے سروں جیسے ہیں۔ میں نے عرض کیا: یا رسول اللہ! وہ کنگھی بال وغیرہ غلاف سے نکلوائے یا نہیں۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا نہیں، سن لو اللہ نے تو مجھ کو شفاء دے دی، تندرست کر دیا اب میں ڈرا کہیں لوگوں میں ایک شور نہ پھیلے اور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے اس سامان کے گاڑ دینے کا حکم دیا وہ گاڑ دیا گیا۔

(صحیح بخاری جلد سوم کتاب الطب حدیث نمبر 716 صفحہ نمبر 301، انٹرنیشنل نمبر 5766)

حدیث:

وَقَالَ ابْنُ وَهْبٍ أَخْبَرَنِي يُونُسُ، عَنِ ابْنِ شِهَابٍ سُئِلَ أَعَلَى مَنْ سَحَرَ مِنْ أَهْلِ الْعَهْدِ قَتْلٌ، قَالَ: بَلَغَنَا أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: "قَدْ صُنِعَ لَهُ ذَلِكَ فَلَمْ يَقْتُلْ مَنْ صَنَعَهُ وَكَانَ مِنْ أَهْلِ الْكِتَابِ".

ترجمہ: ابن وہب نے بیان کیا، انہیں یونس نے خبر دی کہ ابن شہاب رحمہ اللہ سے کسی نے پوچھا کہ کیا اگر کسی ذمی نے کسی پر جادو کر دیا تو اسے قتل کر دیا جائے؟ انہوں نے بیان کیا کہ یہ حدیث ہم تک پہنچی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر جادو کیا گیا تھا۔ لیکن آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کی وجہ سے جادو کرنے والے کو قتل نہیں کروایا تھا اور آپ پر جادو کرنے والا اہل کتاب میں سے تھا۔

(صحیح بخاری جلد دوم کتاب الجہاد والسیر باب نمبر 276 صفحہ نمبر 210، انٹرنیشنل نمبر Q3175)

حدیث:

حَدَّثَنَا الْحُمَيْدِيُّ، حَدَّثَنَا سُفْيَانُ، حَدَّثَنَا هِشَامُ بْنُ عُرْوَةَ، عَنْ أَبِيهِ، عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهَا، قَالَتْ: مَكَثَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَذَا وَكَذَا يُخَيَّلُ إِلَيْهِ أَنَّهُ يَأْتِي أَهْلَهُ وَلَا يَأْتِي، قَالَتْ عَائِشَةُ: فَقَالَ لِي ذَاتَ يَوْمٍ: "يَا عَائِشَةُ إِنَّ اللَّهَ أَفْتَانِي فِي أَمْرٍ اسْتَفْتَيْتُهُ فِيهِ، أَتَانِي رَجُلَانِ فَجَلَسَ أَحَدُهُمَا عِنْدَ رِجْلَيَّ وَالْآخَرُ عِنْدَ رَأْسِي، فَقَالَ الَّذِي عِنْدَ رِجْلَيَّ لِلَّذِي عِنْدَ رَأْسِي، مَا بَالُ الرَّجُلِ قَالَ: مَطْبُوبٌ، يَعْنِي مَسْحُورًا قَالَ: وَمَنْ طَبَّهُ؟ قَالَ: لَبِيدُ بْنُ أَعْصَمَ قَالَ: وَفِيمَ؟ قَالَ: فِي جُفِّ طَلْعَةٍ ذَكَرٍ فِي مُشْطٍ وَمُشَاقَةٍ تَحْتَ رَعُوفَةٍ فِي بِئْرِ ذَرْوَانَ"، فَجَاءَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، فَقَالَ: "هَذِهِ الْبِئْرُ الَّتِي أُرِيتُهَا كَأَنَّ رُءُوسَ نَخْلِهَا رُءُوسُ الشَّيَاطِينِ وَكَأَنَّ مَاءَهَا نُقَاعَةُ الْحِنَّاءِ"، فَأَمَرَ بِهِ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَأُخْرِجَ، قَالَتْ عَائِشَةُ: فَقُلْتُ: يَا رَسُولَ اللَّهِ، فَهَلَّا تَعْنِي تَنَشَّرْتَ، فَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: "أَمَّا اللَّهُ فَقَدْ شَفَانِي، وَأَمَّا أَنَا فَأَكْرَهُ أَنْ أُثِيرَ عَلَى النَّاسِ شَرًّا" قَالَتْ: وَلَبِيدُ بْنُ أَعْصَمَ رَجُلٌ مِنْ بَنِي زُرَيْقٍ حَلِيفٌ لِيَهُودَ.

ترجمہ: ہم سے عبداللہ بن زبیر حمیدی نے بیان کیا، کہا ہم سے سفیان بن عیینہ نے بیان کیا، کہا ہم سے ہشام بن عروہ نے بیان کیا، ان سے ان کے والد نے اور ان سے عائشہ رضی اللہ عنہا نے بیان کیا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اتنے اتنے دنوں تک اس حال میں رہے کہ آپ کو خیال ہوتا تھا کہ جیسے آپ اپنی بیوی کے پاس جا رہے ہیں حالانکہ ایسا نہیں تھا۔ عائشہ رضی اللہ عنہا نے بیان کیا کہ پھر نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھ سے ایک دن فرمایا، عائشہ! میں نے اللہ تعالیٰ سے ایک معاملہ میں سوال کیا تھا اور اس نے وہ بات مجھے بتلا دی، دو فرشتے میرے پاس آئے، ایک میرے پاؤں کے پاس بیٹھ گیا اور دوسرا سر کے پاس بیٹھ گیا۔ اس نے اس سے کہا کہ جو میرے سر کے پاس تھا ان

صاحب (نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم) کا کیا حال ہے؟ دوسرے نے جواب دیا کہ ان پر جادو کر دیا گیا ہے۔ پوچھا، کس نے ان پر جادو کیا ہے؟ جواب دیا کہ لبید بن اعصم نے، پوچھا، کس چیز میں کیا ہے، جواب دیا کہ نر کھجور کے خوشہ کے غلاف میں، اس کے اندر کنگھی ہے اور کتان کے تار ہیں۔ اور یہ ذروان کے کنویں میں ایک چٹان کے نیچے دبا دیا ہے۔ اس کے بعد نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم تشریف لے گئے اور فرمایا کہ یہی وہ کنواں ہے جو مجھے خواب میں دکھلایا گیا تھا۔ اس کے باغ کے درختوں کے پتے سانپوں کے پھن جیسے ڈراؤنے معلوم ہوتے ہیں اور اس کا پانی مہندی کے نچوڑے ہوئے پانی کی طرح سرخ تھا۔ پھر نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے حکم سے وہ جادو نکالا گیا۔ عائشہ رضی اللہ عنہا نے بیان کیا کہ میں نے عرض کیا: یارسول اللہ! پھر کیوں نہیں، ان کی مراد یہ تھی کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے اس واقعہ کو شہرت کیوں نہ دی۔ اس پر نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ مجھے اللہ نے شفاء دے دی ہے اور میں ان لوگوں میں خواہ مخواہ برائی کے پھیلانے کو پسند نہیں کرتا۔ عائشہ رضی اللہ عنہا نے بیان کیا کہ لبید بن اعصم یہود کے حلیف بنی زریق سے تعلق رکھتا تھا۔

(صحیح بخاری جلد سوم کتاب الادب حدیث نمبر 1000 صفحہ نمبر 394، انٹرنیشنل نمبر 6063)

حدیث:

حَدَّثَنَا إِبْرَاهِيمُ بْنُ مُنْذِرٍ، حَدَّثَنَا أَنَسُ بْنُ عِيَاضٍ، عَنْ هِشَامٍ، عَنْ أَبِيهِ، عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهَا، أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ طُبَّ حَتَّى إِنَّهُ لَيُخَيَّلُ إِلَيْهِ أَنَّهُ قَدْ صَنَعَ الشَّيْءَ وَمَا صَنَعَهُ، وَإِنَّهُ دَعَا رَبَّهُ، ثُمَّ قَالَ: " أَشَعَرْتِ أَنَّ اللَّهَ قَدْ أَفْتَانِي فِيمَا اسْتَفْتَيْتُهُ فِيهِ "، فَقَالَتْ عَائِشَةُ: فَمَا ذَاكَ يَا رَسُولَ اللَّهِ؟ قَالَ: " جَاءَنِي رَجُلَانِ فَجَلَسَ أَحَدُهُمَا عِنْدَ رَأْسِي وَالْآخَرُ عِنْدَ رِجْلَيَّ، فَقَالَ أَحَدُهُمَا لِصَاحِبِهِ: مَا وَجَعُ الرَّجُلِ؟ قَالَ: مَطْبُوبٌ، قَالَ: مَنْ طَبَّهُ؟ قَالَ لَبِيدُ بْنُ الْأَعْصَمِ: قَالَ فِي مَاذَا؟ قَالَ: فِي مُشُطٍ وَمُشَاطَةٍ وَجُفِّ طَلْعَةٍ، قَالَ: فَأَيْنَ هُوَ؟ قَالَ: فِي ذَرْوَانَ وَذَرْوَانُ بِئْرٌ فِي بَنِي زُرَيْقٍ، قَالَتْ: فَأَتَاهَا رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، ثُمَّ رَجَعَ إِلَى عَائِشَةَ، فَقَالَ: " وَاللَّهِ لَكَأَنَّ مَاءَهَا نُقَاعَةُ الْحِنَّاءِ، وَلَكَأَنَّ نَخْلَهَا رُءُوسُ الشَّيَاطِينِ "، قَالَتْ: فَأَتَى رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، فَأَخْبَرَهَا عَنِ الْبِئْرِ، فَقُلْتُ: يَا رَسُولَ اللَّهِ، فَهَلَّا أَخْرَجْتَهُ، قَالَ: " أَمَّا أَنَا فَقَدْ شَفَانِي اللَّهُ وَكَرِهْتُ أَنْ أُثِيرَ عَلَى النَّاسِ شَرًّا "، زَادَ عِيسَى بْنُ يُونُسَ، وَاللَّيْثُ بْنُ سَعْدٍ، عَنْ هِشَامٍ، عَنْ أَبِيهِ، عَنْ عَائِشَةَ، قَالَتْ: سُحِرَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَدَعَا وَدَعَا، وَسَاقَ الْحَدِيثَ.

ترجمہ: ہم سے ابراہیم بن المنذر نے بیان کیا، کہا ہم سے انس بن عیاض نے بیان کیا، ان سے ہشام نے، ان سے ان کے والد نے اور ان سے عائشہ رضی اللہ عنہا نے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر جادو کیا گیا اور کیفیت یہ ہوئی کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سمجھنے لگے کہ فلاں کام آپ نے کر لیا ہے حالانکہ وہ کام آپ نے نہیں کیا تھا اور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے رب سے دعا کی تھی، پھر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ تمہیں معلوم ہے، اللہ نے مجھے وہ وہ بات بتادی ہے جو میں نے اس سے پوچھی تھی۔ عائشہ رضی اللہ عنہا نے پوچھا: یا رسول اللہ! وہ خواب کیا ہے؟ فرمایا میرے پاس دو مرد آئے اور ایک میرے سر کے پاس بیٹھ گیا اور دوسرا پاؤں کے پاس۔ پھر ایک نے اپنے دوسرے ساتھی سے کہا، ان صاحب کی بیماری کیا ہے؟ دوسرے نے جواب دیا، ان پر جادو ہوا ہے۔ پہلے نے پوچھا کس نے جادو کیا ہے؟ جواب دیا کہ لبید بن اعصم نے۔ پوچھا وہ جادو کس چیز میں ہے؟ جواب دیا کہ کنگھی پر کھجور کے خوشہ میں۔ پوچھا وہ ہے کہاں؟ کہا کہ ذروان میں اور ذروان بنی زریق کا ایک کنواں ہے۔ عائشہ رضی اللہ عنہا نے بیان کیا کہ پھر نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم اس کنویں پر تشریف لے گئے اور جب عائشہ رضی اللہ عنہا کے پاس دوبارہ واپس آئے تو فرمایا واللہ! اس کا پانی مہدی سے نچوڑے ہوئے پانی کی طرح تھا اور وہاں کے کھجور کے درخت شیطان کے سر کی طرح تھے۔ بیان کیا کہ پھر نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم تشریف لائے اور انہیں کنویں کے متعلق بتایا۔ میں نے کہا: یارسول اللہ! پھر آپ نے اسے نکالا کیوں نہیں؟ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ مجھے اللہ تعالیٰ نے شفاء دے دی اور میں نے یہ پسند نہیں کیا کہ لوگوں میں ایک بری چیز پھیلاؤں۔ عیسیٰ بن یونس اور لیث نے ہشام سے اضافہ کیا کہ ان سے ان کے والد نے بیان کیا اور ان سے عائشہ رضی اللہ عنہا نے بیان کیا کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم پر جادو کیا گیا تو آپ برابر دعا کرتے رہے اور پھر پوری حدیث کو بیان کیا۔

(صحیح بخاری جلد سوم کتاب الدعوات حدیث نمبر 1314 صفحہ نمبر 514، انٹرنیشنل نمبر 6391)

حضور صلی اللہ علیہ والہ وسلم کو جادو کے زیر اثر تسلیم کرنے سے پورے کا پورا دین ہی مشکوک ہو جاتا ہے، کیا پتا حضور صلی اللہ علیہ والہ وسلم نے کتنے احکامات جادو کے زیر اثر صادر فرمائے؟ اس دوران جو قرآن نازل ہوا، کیا وہ واقعی قرآن تھا یا جادو زدہ ہونے کی وجہ سے وہ حضور صلی اللہ علیہ والہ وسلم کے منتشر خیالات تھے، انہی وجوہات کی بنا پر اللہ تعالیٰ نے حضور صلی اللہ علیہ والہ وسلم کے جادو زدہ ہونے کی نفی فرمادی۔

باب نمبر۔15

صحیح بخاری کے مطابق

حضور صلی اللہ علیہ والہ وسلم کا حکم...آپس میں لڑو

قرآن کے مطابق

حضور صلی اللہ علیہ والہ وسلم پیار و محبت کی تعلیم دیتے تھے

قرآنِ مجید میں اِرشادِ خداوندی ہے :

قرآن:

وَلَا تَنَازَعُوا فَتَفْشَلُوا وَتَذْهَبَ رِيحُكُمْ وَاصْبِرُوا ط اِنَّ اللّٰهَ مَعَ الصّٰبِرِيْنَ (46/8)

ترجمہ:" اور آپس میں جھگڑا نہ کرو، ورنہ بُزدل ہو جاؤ گے اور تمہاری ہوا اُکھڑ جائے گی اور صبر کرو، بے شک اللہ صبر کرنے والوں کے ساتھ ہے۔"

{سورۃ الانفال سورہ نمبر 8 آیت نمبر 46}

لیکن صحیح بخاری میں مسلمانوں کو باہم دست و گریباں ہونے کی تعلیم دی جارہی ہے۔ حدیث ملاحظہ کیجیے :

حدیث:

حَدَّثَنَا أَبُو مَعْمَرٍ، حَدَّثَنَا عَبْدُ الْوَارِثِ، حَدَّثَنَا يُونُسُ، عَنْ حُمَيْدِ بْنِ هِلَالٍ، عَنْ أَبِي صَالِحٍ، عَنْ أَبِي سَعِيدٍ، قَالَ: قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: "إِذَا مَرَّ بَيْنَ يَدَيْ أَحَدِكُمْ شَيْءٌ وَهُوَ يُصَلِّي فَلْيَمْنَعْهُ فَإِنْ أَبَى فَلْيَمْنَعْهُ، فَإِنْ أَبَى فَلْيُقَاتِلْهُ فَإِنَّمَا هُوَ شَيْطَانٌ".

ترجمہ: "نبی کریم صلی اللہ علیہ والہ وسلم نے فرمایا کہ جب تم میں سے کوئی نماز پڑھ رہا ہو اور کوئی اُس کے سامنے سے گزرے تو اُسے روک دینا چاہیے، اگر وہ بات ماننے سے اِنکار کرے تو پھر منع کرنا چاہیے اگر پھر بھی باز نہ آئے تو اُس سے لڑنا چاہیے کیونکہ وہ شیطان ہے۔"

(صحیح بخاری جلد دوم کتاب بدء الخلق حدیث نمبر 505 صفحہ نمبر 246، انٹر نیشنل نمبر 3274)

حدیث:

وَقَالَ أَبُو سَعِيدٍ، عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِذَا صَلَّى فَأَرَادَ أَحَدٌ أَنْ يَمُرَّ بَيْنَ يَدَيْهِ فَلْيَدْفَعْهُ فَإِنْ أَبَى فَلْيُقَاتِلْهُ وَفَعَلَهُ أَبُو سَعِيدٍ

ترجمہ: اور ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے بیان کیا کہ اگر کوئی نماز پڑھ رہا ہو اور دوسرا اس کے سامنے سے گزرے تو اسے روکنا چاہئے اور اگر وہ نہ مانے تو اس سے لڑے وہ شیطان ہے۔ اور ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ ایسے ایک شخص سے لڑ چکے ہیں۔

(صحیح بخاری جلد سوم کتاب المحاربین باب نمبر 988 صفحہ نمبر 676، انٹر نیشنل نمبر Q6844)

قارئین! آپ نے دیکھا کہ مسلمانوں کو آپس میں لڑانے کا یہ کیسا عمدہ نُسخہ ہے۔ ظاہر ہے غیر مسلم تو مسجد میں آکر نمازیوں کے آگے سے گزرنے سے رہے، ایک مسلمان ہی غلطی سے یا جہالت کی وجہ سے دوسرے نمازی کے آگے سے گزر سکتا ہے۔ ایک نمازی، نماز پڑھ رہا

ہے، وہ ایک دو دفعہ تو صبر سے کام لے گا لیکن تیسری دفعہ آگے سے گزرنے والے کی حدیث کی رُو سے اچھی خاصی حجامت کر دے گا اور حدیث کے مطابق اُسے شیطان سمجھے گا۔ کیا نبی کریم صلی اللہ علیہ والہ وسلم، اُمّت کو آپس میں لڑنے جھگڑنے کی تعلیم دے کر گئے تھے؟ مذہبی پیشوائیت کا جواب ہے...''جی ہاں...اور جو مندرجہ بالا حدیث کا اِنکار کرے گا وہ منکر حدیث ہے۔''

☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆

باب نمبر۔16

صحیح بخاری کے مطابق

اللہ نے موسیٰؑ کو مرد ثابت کرنے کیلئے ننگا کر دیا

قرآن کے مطابق

ایسا کوئی واقعہ سرے سے ہُوا ہی نہیں

قرآنِ کریم میں ربّ تعالیٰ کا ارشادِ مبارک ہے :

قرآن:

يٰۤاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا لَا تَكُوْنُوْا كَالَّذِيْنَ اٰذَوْا مُوْسٰى فَبَرَّاَهُ اللّٰهُ مِمَّا قَالُوْا ؕ وَكَانَ عِنْدَ اللّٰهِ وَجِيْهًا (69/33)

ترجمہ:" اے ایمان والو! ان لوگوں کی طرح نہ ہو جانا جنہوں نے موسیٰؑ کو ستایا تو اللہ نے انہیں بَری کر دیا اس سے جو وہ کہتے تھے اور وہ اللہ کے نزدیک باعزّت تھے۔"

{سورۃ الاحزاب سورہ نمبر 33 آیت نمبر 69}

ایک جگہ حضرت موسیٰ علیہ السلام کی زبان سے بھی کہلوایا گیا کہ :

يٰقَوْمِ لِمَ تُؤْذُوْنَنِيْ (5/61)

" اے میری قوم! تم مجھے کیوں ستاتے ہو۔"

{سورۃ الصف سورہ نمبر 61 آیت نمبر 5}

بنی اسرائیل، حضرت موسیٰ علیہ السلام کو کیسے ستاتے تھے، قرآنِ مجید نے اس کی تفصیل بھی دی ہے مثلاً :

1۔ یہ مطالبہ کہ ہمیں بھی پرستش کیلئے بت بنادیں :

قرآن:

وَجٰوَزْنَا بِبَنِيْٓ اِسْرَاۗءِيْلَ الْبَحْرَ فَاَتَوْا عَلٰي قَوْمٍ يَّعْكُفُوْنَ عَلٰٓي اَصْنَامٍ لَّهُمْ ۚ قَالُوْا يٰمُوْسَى اجْعَلْ لَّنَآ اِلٰهًا كَمَا لَهُمْ اٰلِهَةٌ ۭ قَالَ اِنَّكُمْ قَوْمٌ تَجْهَلُوْنَ (138/7)

ترجمہ: ” اور ہم نے بنی اسرائیل کو بحر (قلزم) کے پار اُتارا، پس وہ ایک ایسی قوم کے پاس آئے جو اپنے بتوں (کی پوجا) پر جمے بیٹھے تھے، وہ بولے اے موسیٰؑ! ہمارے لیے ایسے بت بنادے جیسے ان کے ہیں، (موسیٰؑ) نے کہا بے شک تم لوگ جہل (نادانی) کرتے ہو۔“

{سورۃ الاعراف سورہ نمبر 7 آیت نمبر 138}

خدا کو بے نقاب دیکھنے کا مطالبہ :

قرآن:

وَاِذْ قُلْتُمْ يٰمُوْسٰى لَنْ نُّؤْمِنَ لَكَ حَتّٰى نَرَى اللّٰهَ جَهْرَةً فَاَخَذَتْكُمُ الصّٰعِقَةُ وَاَنْتُمْ تَنْظُرُوْنَ (55/2)

ترجمہ: ” اور جب تم نے کہا اے موسیٰؑ! ہم تجھے ہرگز نہ مانیں گے جب تک اللہ کو ہم کھلم کھلا نہ دیکھ لیں، پھر تمہیں بجلی کی کڑک نے آلیا اور تم دیکھ رہے تھے۔“ (سورۃ البقرۃ سورہ نمبر 2 آیت نمبر 55)

قرآن:

يَسۡـَٔلُكَ اَهۡلُ الۡكِتٰبِ اَنۡ تُنَزِّلَ عَلَيۡهِمۡ كِتٰبًا مِّنَ السَّمَآءِ فَقَدۡ سَاَلُوۡا مُوۡسٰۤى اَكۡبَرَ مِنۡ ذٰلِكَ فَقَالُوۡۤا اَرِنَا اللّٰهَ جَهۡرَةً فَاَخَذَتۡهُمُ الصّٰعِقَةُ بِظُلۡمِهِمۡ ج ثُمَّ اتَّخَذُوا الۡعِجۡلَ مِنۡ م بَعۡدِ مَا جَآءَتۡهُمُ الۡبَيِّنٰتُ فَعَفَوۡنَا عَنۡ ذٰلِكَ ج وَاٰتَيۡنَا مُوۡسٰى سُلۡطٰنًا مُّبِيۡنًا {153/4}

ترجمہ: ” اہلِ کتاب آپ سے سوال کرتے ہیں کہ ان پر آسمان سے کتاب اُتار لائیں، سو وہ سوال کر چکے ہیں موسیٰؑ سے اس سے بھی بڑا ،انہوں نے کہا ہمیں اللہ کو علانیہ (کھلم کھلا) دکھادے، سوانہیں بجلی نے آپکڑا ان کے ظلم کے باعث، پھر انہوں نے گوسالہ کو (معبود) بنالیا اس کے بعد کہ ان کے پاس نشانیاں آگئیں سو ہم نے اس سے در گزر کیا اور ہم نے موسیٰؑ کو صریح غلبہ دیا۔“

{سورۃ النساء سورہ نمبر 4 آیت نمبر 153}

قرآن:

وَاخۡتَارَ مُوۡسٰى قَوۡمَهٗ سَبۡعِيۡنَ رَجُلًا لِّمِيۡقَاتِنَا ج فَلَمَّاۤ اَخَذَتۡهُمُ الرَّجۡفَةُ قَالَ رَبِّ لَوۡ شِئۡتَ اَهۡلَكۡتَهُمۡ مِّنۡ قَبۡلُ وَاِيَّاىَ ط اَتُهۡلِكُنَا بِمَا فَعَلَ السُّفَهَآءُ مِنَّا ج اِنۡ هِىَ اِلَّا فِتۡنَتُكَ ط تُضِلُّ بِهَا مَنۡ تَشَآءُ وَتَهۡدِىۡ مَنۡ تَشَآءُ ط اَنۡتَ وَلِيُّنَا فَاغۡفِرۡ لَنَا وَارۡحَمۡنَا وَاَنۡتَ خَيۡرُ الۡغٰفِرِيۡنَ (155/7)

ترجمہ: ” اور موسیٰؑ نے اپنی قوم سے ہمارے وعدہ کیلئے ستّر (70) آدمی چُن لیے، پھر جب انہیں زلزلہ نے آلیا، اس نے کہا اے میرے ربّ! تُو اگر چاہتا تو اس سے پہلے انہیں اور مجھے ہلاک کر دیتا، کیا تُو ہمیں اس پر ہلاک کردے گا جو ہم میں سے بیوقوفوں نے کہا! یہ نہیں مگر (صرف) تیری آزمائش ہے، تُو اس سے جس کو چاہے گمراہ کرے اور تُو جس کو چاہے ہدایت دے، تُو ہمارا کارساز ہے اور ہم پر رحم فرما اور تُو بہترین بخشنے والا ہے۔“

{سورۃ الاعراف سورہ نمبر 7 آیت نمبر 55}

3۔ ارضِ مقدس میں داخلے سے انکار :

قرآن:

يَاقَوْمِ ادْخُلُوا الْأَرْضَ الْمُقَدَّسَةَ الَّتِي كَتَبَ اللَّهُ لَكُمْ وَلَا تَرْتَدُّوا عَلَىٰ أَدْبَارِكُمْ فَتَنقَلِبُوا خَاسِرِينَ ﴿٢١﴾ قَالُوا يَا مُوسَىٰ إِنَّ فِيهَا قَوْمًا جَبَّارِينَ وَإِنَّا لَن نَّدْخُلَهَا حَتَّىٰ يَخْرُجُوا مِنْهَا فَإِن يَخْرُجُوا مِنْهَا فَإِنَّا دَاخِلُونَ ﴿٢٢﴾ قَالَ رَجُلَانِ مِنَ الَّذِينَ يَخَافُونَ أَنْعَمَ اللَّهُ عَلَيْهِمَا ادْخُلُوا عَلَيْهِمُ الْبَابَ فَإِذَا دَخَلْتُمُوهُ فَإِنَّكُمْ غَالِبُونَ ۚ وَعَلَى اللَّهِ فَتَوَكَّلُوا إِن كُنتُم مُّؤْمِنِينَ ﴿٢٣﴾ قَالُوا يَا مُوسَىٰ إِنَّا لَن نَّدْخُلَهَا أَبَدًا مَّا دَامُوا فِيهَا ۖ فَاذْهَبْ أَنتَ وَرَبُّكَ فَقَاتِلَا إِنَّا هَاهُنَا قَاعِدُونَ ﴿24-21/5﴾

ترجمہ: ’’ اے میری قوم! ارضِ مقدّس میں داخل ہو جو اللہ نے تمہارے لیے لکھ دی ہے، اور اپنی پیٹھ پھیرتے ہوئے نہ لوٹو ورنہ تم نقصان میں جاپڑو گے۔ انہوں نے کہا اے موسیٰؑ! بے شک اس میں ایک زبردست قوم ہے اور ہم وہاں ہر گز داخل نہ ہوں گے یہاں تک کہ وہ اس میں سے نکل جائیں، پھر اگر وہ اس میں سے نکلے تو ہم ضرور اس میں داخل ہونگے۔ ڈرنے والوں میں سے دو آدمیوں نے کہا، ان دونوں پر اللہ نے انعام کیا تھا کہ تم ان پر دروازہ سے (حملہ کر کے) داخل ہو جاؤ، جب تم اس میں داخل ہو گے تو تم ہی غالب ہو گے، اور اللہ پر بھروسہ رکھو اگر تم ایمان والے ہو۔ انہوں نے کہا اے موسیٰؑ! جب تک وہ اس میں ہیں ہم وہاں کبھی بھی ہر گز داخل نہ ہونگے، سو تُو جا، اور تیرا ربّ، تم دونوں لڑو، ہم تو یہیں بیٹھے ہیں۔‘‘ (سورۃ المائدہ سورہ نمبر 5 آیت نمبر 21 تا 24)

4۔ تیرے آنے سے پہلے بھی اور اب بھی ہم مصیبت میں رہے:

قرآن:

قَالُوٓا اُوْذِيْنَا مِنْ قَبْلِ اَنْ تَاْتِيَنَا وَمِنْ م بَعْدِ مَا جِئْتَنَا ط قَالَ عَسٰى رَبُّكُمْ اَنْ يُّهْلِكَ عَدُوَّكُمْ وَيَسْتَخْلِفَكُمْ فِي الْاَرْضِ فَيَنْظُرَ كَيْفَ تَعْمَلُوْنَ (129/7)

ترجمہ: ” وہ بولے ہم اذیّت دیئے گئے اس سے قبل کہ آپ ہم میں آتے اور اس کے بعد کہ آپ ہم میں آئے۔ (موسیٰؑ نے) کہا قریب ہے تمہارا ربّ تمہارے دشمن کو ہلاک کر دے اور تمہیں زمین میں خلیفہ (نائب) بنا دے پھر دیکھے گا تم کیسے کام کرتے ہو۔“

{سورۃ الاعراف سورہ نمبر 7 آیت نمبر 129}

5۔ ہم ایک کھانے پر صبر نہ کریں گے :

قرآن:

وَإِذْ قُلْتُمْ يَا مُوسَىٰ لَن نَّصْبِرَ عَلَىٰ طَعَامٍ وَاحِدٍ فَادْعُ لَنَا رَبَّكَ يُخْرِجْ لَنَا مِمَّا تُنبِتُ الْأَرْضُ مِن بَقْلِهَا وَقِثَّائِهَا وَفُومِهَا وَعَدَسِهَا وَبَصَلِهَا ۖ قَالَ أَتَسْتَبْدِلُونَ الَّذِي هُوَ أَدْنَىٰ بِالَّذِي هُوَ خَيْرٌ ۚ اهْبِطُوا مِصْرًا فَإِنَّ لَكُم مَّا سَأَلْتُمْ ۗ وَضُرِبَتْ عَلَيْهِمُ الذِّلَّةُ وَالْمَسْكَنَةُ وَبَاءُوا بِغَضَبٍ مِّنَ اللَّهِ ۗ ذَٰلِكَ بِأَنَّهُمْ كَانُوا يَكْفُرُونَ بِآيَاتِ اللَّهِ وَيَقْتُلُونَ النَّبِيِّينَ بِغَيْرِ الْحَقِّ ۗ ذَٰلِكَ بِمَا عَصَوا وَّكَانُوا يَعْتَدُونَ ﴿61/2﴾

ترجمہ: ” اور جب تم نے کہا اے موسیٰؑ! ہم ایک کھانے پر ہرگز صبر نہ کریں گے، آپ ہمارے لیے اپنے ربّ سے دُعا کریں ہمارے لیے نکالے جو زمین اُگاتی ہے کچھ ترکاری اور ککڑی اور گندم اور مسور اور پیاز۔ اس نے کہا کیا تم بدلنا چاہتے ہو وہ جو ادنیٰ ہے اس سے جو بہتر ہے، تم شہر میں اُترو بے شک تمہارے لیے ہوگا جو تم مانگتے ہو، اور ان پر ذلّت اور محتاجی ڈال دی گئی اور وہ لوٹے اللہ کے غضب کے ساتھ، یہ اس لیے ہوا کہ وہ اللہ کی آیتوں کا انکار کرتے تھے، اور ناحق نبیوں کو قتل کرتے تھے، یہ اس لیے ہوا کہ انہوں نے نافرمانی کی اور وہ حد سے بڑھتے گئے۔“ (سورۃ البقرۃ سورہ نمبر 2 آیت نمبر 61)

6۔ گائے کے معاملے میں کٹ حجتیاں :

قرآن:

وَإِذْ قَالَ مُوسَىٰ لِقَوْمِهِ إِنَّ اللَّهَ يَأْمُرُكُمْ أَنْ تَذْبَحُوا بَقَرَةً قَالُوا أَتَتَّخِذُنَا هُزُوًا قَالَ أَعُوذُ بِاللَّهِ أَنْ أَكُونَ مِنَ الْجَاهِلِينَ
﴿٦٧﴾ قَالُوا ادْعُ لَنَا رَبَّكَ يُبَيِّنْ لَنَا مَا هِيَ قَالَ إِنَّهُ يَقُولُ إِنَّهَا بَقَرَةٌ لَا فَارِضٌ وَلَا بِكْرٌ عَوَانٌ بَيْنَ ذَٰلِكَ فَافْعَلُوا مَا
تُؤْمَرُونَ ﴿٦٨﴾ قَالُوا ادْعُ لَنَا رَبَّكَ يُبَيِّنْ لَنَا مَا لَوْنُهَا قَالَ إِنَّهُ يَقُولُ إِنَّهَا بَقَرَةٌ صَفْرَاءُ فَاقِعٌ لَوْنُهَا تَسُرُّ النَّاظِرِينَ
﴿٦٩﴾ قَالُوا ادْعُ لَنَا رَبَّكَ يُبَيِّنْ لَنَا مَا هِيَ إِنَّ الْبَقَرَ تَشَابَهَ عَلَيْنَا وَإِنَّا إِنْ شَاءَ اللَّهُ لَمُهْتَدُونَ ﴿٧٠﴾ قَالَ إِنَّهُ يَقُولُ
إِنَّهَا بَقَرَةٌ لَا ذَلُولٌ تُثِيرُ الْأَرْضَ وَلَا تَسْقِي الْحَرْثَ مُسَلَّمَةٌ لَا شِيَةَ فِيهَا قَالُوا الْآنَ جِئْتَ بِالْحَقِّ فَذَبَحُوهَا وَمَا كَادُوا
يَفْعَلُونَ ﴿71-67/2﴾

ترجمہ: ”اور جب موسیٰؑ نے اپنی قوم سے کہا بے شک اللہ تمہیں حکم دیتا ہے کہ تم ایک گائے ذبح کرو، وہ کہنے لگے کیا تم ہم سے مذاق کرتے ہو، اس نے کہا میں اللہ کی پناہ لیتا ہوں کہ میں جاہلوں سے ہو جاؤں، انہوں نے کہا اپنے ربّ سے ہمارے لیے دُعا کریں کہ وہ ہمیں بتلائے وہ کیسی ہے اس نے کہا بے شک وہ فرماتا ہے کہ وہ گائے نہ بوڑھی ہے اور نہ چھوٹی عمر کی اس کے درمیانی جوان ہے، پس تمہیں جو حکم دیا جاتا ہے کرو۔ انہوں نے کہا ہمارے لیے دُعا کریں اپنے ربّ سے کہ وہ ہمیں بتلادے اس کا رنگ کیسا ہے، اس نے کہا بے شک وہ فرماتا ہے کہ وہ ایک گائے ہے زرد رنگ کی، اس کا رنگ خوب گہرا ہے، دیکھنے والوں کو اچھی لگتی ہے۔ انہوں نے کہا ہمارے لیے اپنے ربّ سے دُعا کریں وہ ہمیں بتلادے وہ کیسی ہے، کیونکہ گائے میں ہم پر اشتباہ ہو گیا، اور اگر اللہ نے چاہا تو بے شک ہم ضرور ہدایت پالیں گے۔ اس نے کہا بے شک وہ فرماتا ہے کہ وہ ایک گائے ہے نہ سدھی ہو، نہ زمین جوتتی نہ کھیتی کو پانی دیتی، بے عیب، اس میں کوئی داغ نہیں، وہ بولے اب تم ٹھیک بات لائے پھر انہوں نے اسے ذبح کیا اور وہ لگتے نہ تھے کہ وہ (ذبح) کریں۔“

{سورۃ البقرۃ سورہ نمبر 2 آیت نمبر 67 تا 71}

7۔ سبت کی عہد شکنی :

قرآن:

وَلَقَدْ عَلِمْتُمُ الَّذِيْنَ اعْتَدَوْا مِنْكُمْ فِي السَّبْتِ فَقُلْنَا لَهُمْ كُوْنُوْا قِرَدَةً خٰسِئِيْنَ (65/2)

" اور البتہ تم نے (ان لوگوں کو) جان لیا جنہوں نے تم میں سے ہفتہ کے دن میں زیادتی کی تب ہم نے ان سے کہا تم ذلیل بندر ہو جاؤ۔"

{سورۃ البقرۃ سورہ نمبر 2 آیت نمبر 65}

قرآن:

يَا أَيُّهَا الَّذِينَ أُوتُوا الْكِتَابَ آمِنُوا بِمَا نَزَّلْنَا مُصَدِّقًا لِّمَا مَعَكُم مِّن قَبْلِ أَن نَّطْمِسَ وُجُوهًا فَنَرُدَّهَا عَلَىٰ أَدْبَارِهَا أَوْ نَلْعَنَهُمْ كَمَا لَعَنَّا أَصْحَابَ السَّبْتِ ۚ وَكَانَ أَمْرُ اللَّهِ مَفْعُولًا ﴿47/4﴾

ترجمہ:" اے اہلِ کتاب ! ایمان لاؤ اس پر جو ہم نے نازل کیا اس کی تصدیق کرنے والا جو تمہارے پاس ہے، اس سے پہلے کہ ہم بہت سے چہرے مٹا ڈالیں (مسخ کر دیں) پھر ان چہروں کو اُلٹ دیں ان کی پیٹھ کی طرف، یا ہم ان پر لعنت کریں جیسے ہفتہ والوں پر لعنت کی، اور اللہ کا حکم پورا ہو کر رہنے والا ہے۔"

{سورۃ النساء سورہ نمبر 4 آیت نمبر 47}

8۔ بچھڑے کی پرستش :

قرآن:

وَاِذْ وٰعَدْنَا مُوْسٰٓى اَرْبَعِيْنَ لَيْلَةً ثُمَّ اتَّخَذْتُمُ الْعِجْلَ مِنْ بَعْدِهٖ وَاَنْتُمْ ظٰلِمُوْنَ (51/2)

ترجمہ:" اور جب ہم نے موسیٰؑ سے چالیس رات کا وعدہ کیا پھر تم نے بچھڑے کو ان کے بعد (معبود) بنا لیا اور تم ظالم ہوئے۔"

{سورۃ البقرۃ سورہ نمبر 2 آیت نمبر 51}

قرآن:

وَاِذْ قَالَ مُوْسٰى لِقَوْمِهٖ يٰقَوْمِ اِنَّكُمْ ظَلَمْتُمْ اَنْفُسَكُمْ بِاتِّخَاذِكُمُ الْعِجْلَ فَتُوْبُوْٓا اِلٰى بَارِئِكُمْ فَاقْتُلُوْٓا اَنْفُسَكُمْ ط ذٰلِكُمْ خَيْرٌ لَّكُمْ عِنْدَ بَارِئِكُمْ ط فَتَابَ عَلَيْكُمْ ط اِنَّهٗ هُوَ التَّوَّابُ الرَّحِيْمُ (54/2)

ترجمہ: '' اور جب موسیٰؑ نے اپنی قوم سے کہا اے قوم! بے شک تم نے اپنے اوپر ظلم کیا بچھڑے کو (معبود) بنا کر، سو تم اپنے پیدا کرنے والے کی طرف رجوع کرو، اپنوں کو ہلاک کرو، یہ تمہارے لیے بہتر ہے تمہارے پیدا کرنے والے کے نزدیک، سو اس نے تمہاری توبہ قبول کر لی، بے شک وہ توبہ قبول کرنے والا، رحم کرنے والا ہے۔''

{سورۃ البقرۃ سورہ نمبر 2 آیت نمبر 54}

قرآن:

وَلَقَدْ جَآءَكُمْ مُّوْسٰى بِالْبَيِّنٰتِ ثُمَّ اتَّخَذْتُمُ الْعِجْلَ مِنْ م بَعْدِهٖ وَاَنْتُمْ ظٰلِمُوْنَ (92/2)

ترجمہ: '' اور البتہ موسیٰؑ تمہارے پاس کھلی نشانیوں کے ساتھ آئے، پھر تم نے اس کے بعد بچھڑے کو (معبود) بنا لیا اور تم ظالم ہو۔''

{سورۃ البقرۃ سورہ نمبر 2 آیت نمبر 92}

قرآن:

يَسْئَلُكَ اَهْلُ الْكِتٰبِ اَنْ تُنَزِّلَ عَلَيْهِمْ كِتٰبًا مِّنَ السَّمَآءِ فَقَدْ سَاَلُوْا مُوْسٰٓى اَكْبَرَ مِنْ ذٰلِكَ فَقَالُوْٓا اَرِنَا اللّٰهَ جَهْرَةً فَاَخَذَتْهُمُ الصّٰعِقَةُ بِظُلْمِهِمْ ج ثُمَّ اتَّخَذُوا الْعِجْلَ مِنْ م بَعْدِ مَا جَآءَتْهُمُ الْبَيِّنٰتُ فَعَفَوْنَا عَنْ ذٰلِكَ ج وَاٰتَيْنَا مُوْسٰى سُلْطٰنًا مُّبِيْنًا (153/4)

ترجمہ: ”اہلِ کتاب آپ سے سوال کرتے ہیں کہ ان پر آسمان سے کتاب اُتار لائیں، سو وہ سوال کر چکے ہیں موسیٰؑ سے اس سے بھی بڑا، انہوں نے کہا ہمیں اللہ کو علانیہ (کھلم کھلا) دکھا دے، سو انہیں بجلی نے آپکڑا، ان کے ظلم کے باعث، پھر انہوں نے گوسالہ کو (معبود) بنا لیا اس کے بعد کہ ان کے پاس نشانیاں آگئیں، سو ہم نے اس سے درگزر کیا اور ہم نے موسیٰؑ کو صریح غلبہ دیا۔“

{سورۃ النساء سورہ نمبر 4 آیت نمبر 153}

قرآن:

وَاتَّخَذَ قَوْمُ مُوْسٰى مِنْ م بَعْدِهٖ مِنْ حُلِيِّهِمْ عِجْلًا جَسَدًا لَّهٗ خُوَارٌ ؕ اَلَمْ يَرَوْا اَنَّهٗ لَا يُكَلِّمُهُمْ وَلَا يَهْدِيْهِمْ سَبِيْلًا م اِتَّخَذُوْهُ وَكَانُوْا ظٰلِمِيْنَ (148/7)

ترجمہ: ”اور موسیٰؑ کی قوم نے اس کے بعد بنایا اپنے زیور سے ایک بچھڑا (محض) ایک دھڑ جس میں گائے کی آواز تھی، کیا انہوں نے نہ دیکھا کہ نہ وہ ان سے کلام کرتا ہے نہ انہیں دکھاتا ہے راستہ، انہوں نے اسے (معبود) بنالیا اور وہ ظالم تھے۔“

{سورۃ الاعراف سورہ نمبر 7 آیت نمبر 148}

قرآن:

فَأَخْرَجَ لَهُمْ عِجْلًا جَسَدًا لَّهُ خُوَارٌ فَقَالُوا هَٰذَا إِلَٰهُكُمْ وَإِلَٰهُ مُوسَىٰ فَنَسِيَ ﴿88/20﴾

ترجمہ: ”پھر اس نے ان کیلئے ایک بچھڑا نکالا (بنایا) (گویا) ایک قالب جس کی آواز گائے کی تھی، پھر انہوں نے کہا یہ تمہارا معبود ہے اور موسیٰؑ کا معبود ہے، وہ (موسیٰؑ) تو بھول گیا ہے۔“

{سورۃ طٰہٰ سورہ نمبر 20 آیت نمبر 88}

قرآن کی ان آیات سے پتہ چلتا ہے کہ بنی اسرائیل نے حضرت موسیٰ علیہ السلام کو کس کس طرح ستایا تھا، دوسری اہم بات یہ ہے کہ اللہ گواہی دے رہا ہے کہ بنی اسرائیل نے ایسا کوئی الزام، اعتراض یا مطالبہ نہیں کیا تھا جس کے ردّ کیلئے اللہ تعالیٰ کو حضرت موسیٰ علیہ السلام کے

جسم کے قابل ستر حصوں کو بے نقاب کرنا پڑتا۔ لگتا ہے بنی اسرائیل میں کچھ شرم و حیا موجود تھی لیکن درج ذیل حدیث گھڑنے والے اور پھر اسے رسول اللہ صلی اللہ علیہ والہ وسلم کی طرف منسوب کرنے والے اور سب سے بڑھ کر یہ کہ اس حدیث کو دین ثابت کرنے پر اصرار کرنے والوں کے اندر شرم و حیا نام کی کوئی چیز دکھائی نہیں دیتی جنھوں نے وقت کے ایک جلیل القدر پیغمبر حضرت موسیٰ علیہ السلام کو لباس سے بے نیاز کر کے تمام لوگوں کے سامنے کھڑا کر دیا ہے۔

حدیث ملاحظہ کیجیے :

حدیث:

حَدَّثَنِي إِسْحَاقُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ، حَدَّثَنَا رَوْحُ بْنُ عُبَادَةَ، حَدَّثَنَا عَوْفٌ، عَنِ الْحَسَنِ وَمُحَمَّدٍ وَخِلَاسٍ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ، قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: "إِنَّ مُوسَى كَانَ رَجُلًا حَيِيًّا سِتِّيرًا لَا يُرَى مِنْ جِلْدِهِ شَيْءٌ اسْتِحْيَاءً مِنْهُ فَآذَاهُ مَنْ آذَاهُ مِنْ بَنِي إِسْرَائِيلَ، فَقَالُوا: مَا يَسْتَتِرُ هَذَا التَّسَتُّرَ إِلَّا مِنْ عَيْبٍ بِجِلْدِهِ إِمَّا بَرَصٌ وَإِمَّا أُدْرَةٌ وَإِمَّا آفَةٌ وَإِنَّ اللَّهَ أَرَادَ أَنْ يُبَرِّئَهُ مِمَّا، قَالُوا لِمُوسَى: فَخَلَا يَوْمًا وَحْدَهُ فَوَضَعَ ثِيَابَهُ عَلَى الْحَجَرِ ثُمَّ اغْتَسَلَ فَلَمَّا فَرَغَ أَقْبَلَ إِلَى ثِيَابِهِ لِيَأْخُذَهَا وَإِنَّ الْحَجَرَ عَدَا بِثَوْبِهِ فَأَخَذَ مُوسَى عَصَاهُ وَطَلَبَ الْحَجَرَ فَجَعَلَ، يَقُولُ: ثَوْبِي حَجَرُ ثَوْبِي حَجَرُ حَتَّى انْتَهَى إِلَى مَلَإٍ مِنْ بَنِي إِسْرَائِيلَ فَرَأَوْهُ عُرْيَانًا أَحْسَنَ مَا خَلَقَ اللَّهُ وَأَبْرَأَهُ مِمَّا، يَقُولُونَ: وَقَامَ الْحَجَرُ فَأَخَذَ ثَوْبَهُ فَلَبِسَهُ وَطَفِقَ بِالْحَجَرِ ضَرْبًا بِعَصَاهُ فَوَاللَّهِ إِنَّ بِالْحَجَرِ لَنَدَبًا مِنْ أَثَرِ ضَرْبِهِ ثَلَاثًا أَوْ أَرْبَعًا أَوْ خَمْسًا فَذَلِكَ قَوْلُهُ يَأَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا لَا تَكُونُوا كَالَّذِينَ آذَوْا مُوسَى فَبَرَّأَهُ اللَّهُ مِمَّا قَالُوا وَكَانَ عِنْدَ اللَّهِ وَجِيهًا سورة الأحزاب آية 69".

ترجمہ: " حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ والہ وسلم نے فرمایا کہ حضرت موسیٰ علیہ السلام بڑے شرمیلے اور ستر پوش تھے، حیا کے باعث کوئی ان کے جسم کا ذرا سا حصہ بھی نہیں دیکھ سکا تھا، بنی اسرائیل نے انہیں ستانے کیلئے کہنا شروع کر دیا کہ یہ کسی بیماری کے باعث جسم کو اتنا چھپاتے ہیں، انہیں برص ہے یا ان کے خصیے پھول گئے ہیں یا کوئی اور بیماری ہے۔ اللہ تعالیٰ کا ارادہ ہوا کہ ان کے الزامات سے حضرت موسیٰ علیہ السلام کو بری فرمائے۔ پس ایک روز حضرت موسیٰ علیہ السلام نے تنہائی میں جا

کر کپڑے اُتارے اور ایک پتھر پر رکھ دیئے، پھر غسل فرمانے لگے، جب غسل سے فارغ ہوئے اور کپڑے لینے کیلئے پتھر کی جانب بڑھے تو پتھر ان کے کپڑے لے کر بھاگ کھڑا ہوا۔ حضرت موسیٰ علیہ السلام نے پتھر کو مارنے کیلئے اپنا عصا لیا اور کہتے جاتے اے پتھر میرے کپڑے، اے پتھر میرے کپڑے، یہاں تک کہ وہ بنی اسرائیل کی ایک جماعت کے پاس جا نکلے، ان لوگوں نے عریانی کی حالت میں دیکھ لیا کہ ان کی "تخلیق" تو بڑی حسین ہے اور لوگ جو الزامات لگاتے ہیں ان کا یہاں نشان تک نہیں ہے۔ پس پتھر ٹھہر گیا اور انہوں نے کپڑے لے کر پہن لیے اور اپنے عصا سے پتھر کی پٹائی کرنے لگے، ان کے مارنے کے باعث خدا کی قسم پتھر میں تین چار یا پانچ نشان پڑ گئے ،اسی لیے اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ "اے ایمان والو! ان جیسے نہ ہونا جنہوں نے موسیٰؑ کو ستایا تو اللہ نے اسے بَری فرمایا اس بات سے جو انہوں نے کہی اور موسیٰؑ، اللہ کے یہاں آبرو والا تھا۔"

(صحیح بخاری جلد دوم کتاب الانبیاء حدیث نمبر 628 صفحہ نمبر 304، انٹرنیشنل نمبر 3404)

☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆

باب نمبر۔17

صحیح بخاری کے مطابق

موسیٰؑ نے فرشتے کو مکا مارا

اللہ تعالیٰ نے قرآنِ مجید میں فرمایا :

قرآن:

لَّا يَعْصُونَ اللهَ مَا أَمَرَهُمْ وَيَفْعَلُونَ مَا يُؤْمَرُونَ (6/66)

ترجمہ: ''اللہ جو انہیں (فرشتوں کو) حکم دیتا ہے، وہ اس کی نافرمانی نہیں کرتے اور وہی کرتے ہیں جس کا انہیں حکم دیا جاتا ہے۔''

{سورۃ التحریم سورہ نمبر66 آیت نمبر 6}

قرآن:

قُلْ يَتَوَفَّٰكُم مَّلَكُ الْمَوْتِ الَّذِي وُكِّلَ بِكُمْ ثُمَّ إِلَىٰ رَبِّكُمْ تُرْجَعُونَ (11/32)

ترجمہ: ''آپ فرمادیں موت کا فرشتہ تمہاری رُوح قبض کرتا ہے جو تم پر مقرر کیا گیا ہے، پھر تم اپنے ربّ کی طرف لوٹائے جاؤ گے۔''

{سورۃ السجدۃ سورہ نمبر32 آیت نمبر11}

قرآن:

وَلَوْ يُؤَاخِذُ اللَّهُ النَّاسَ بِظُلْمِهِم مَّا تَرَكَ عَلَيْهَا مِن دَابَّةٍ وَلَٰكِن يُؤَخِّرُهُمْ إِلَىٰ أَجَلٍ مُّسَمًّى ۖ فَإِذَا جَاءَ أَجَلُهُمْ لَا
يَسْتَأْخِرُونَ سَاعَةً ۖ وَلَا يَسْتَقْدِمُونَ{61/16}

ترجمہ:" اگر لوگوں کے گناہ پر اللہ تعالیٰ ان کی گرفت کرتا تو رُوئے زمین پر ایک بھی جاندار باقی نہ رہتا لیکن وہ تو انہیں ایک وقتِ مقررہ تک ڈھیل دیتا ہے، جب ان کا وہ وقت آجاتا ہے تو وہ ایک ساعت نہ پیچھے رہ سکتے ہیں اور نہ آگے بڑھ سکتے ہیں۔"

{سورۃ النحل سورہ نمبر 16 آیت نمبر 61}

غور فرمایئے اللہ تو فرما رہا ہے کہ فرشتے وہی کرتے ہیں جس کا انہیں حکم دیا جاتا ہے جبکہ درج ذیل حدیث میں خدا اور موت کے فرشتے کی حالت ذرا ملاحظہ فرمایئے :

حدیث:

حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ مُوسَى، حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّزَّاقِ، أَخْبَرَنَا مَعْمَرٌ، عَنْ ابْنِ طَاوُسٍ، عَنْ أَبِيهِ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ، قَالَ: " أُرْسِلَ مَلَكُ الْمَوْتِ إِلَى مُوسَى عَلَيْهِمَا السَّلَام فَلَمَّا جَاءَهُ صَكَّهُ فَرَجَعَ إِلَى رَبِّهِ، فَقَالَ: أَرْسَلْتَنِي إِلَى عَبْدٍ لَا يُرِيدُ الْمَوْتَ، قَالَ: ارْجِعْ إِلَيْهِ فَقُلْ لَهُ يَضَعُ يَدَهُ عَلَى مَتْنِ ثَوْرٍ فَلَهُ بِمَا غَطَّتْ يَدُهُ بِكُلِّ شَعَرَةٍ سَنَةٌ، قَالَ: أَيْ رَبِّ ثُمَّ مَاذَا، قَالَ: ثُمَّ الْمَوْتُ، قَالَ: فَالْآنَ، قَالَ: فَسَأَلَ اللَّهَ أَنْ يُدْنِيَهُ مِنَ الْأَرْضِ الْمُقَدَّسَةِ رَمْيَةً بِحَجَرٍ، قَالَ: أَبُو هُرَيْرَةَ، فَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: " لَوْ كُنْتُ ثَمَّ لَأَرَيْتُكُمْ قَبْرَهُ إِلَى جَانِبِ الطَّرِيقِ تَحْتَ الْكَثِيبِ الْأَحْمَرِ "، قَالَ: وَأَخْبَرَنَا مَعْمَرٌ، عَنْ هَمَّامٍ، حَدَّثَنَا أَبُو هُرَيْرَةَ، عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، نَحْوَهُ.

ترجمہ:"حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ جب ملک الموت کو حضرت موسیٰ علیہ السلام کے پاس بھیجا گیا تو انہوں نے مکا مارا۔ وہ بارگاہِ ربّ العزّت کی طرف لوٹے اور عرض گذار ہوئے، تُو نے مجھے ایسے بندے کے پاس بھیجا جو مرنا نہیں چاہتا۔ فرمایا پھر جاؤ اور کہو کہ اپنا ہاتھ کسی بیل پر پھیریئے تو آپ کے ہاتھ کے نیچے جتنے بال آئیں گے، ہر بال کے بدلے ایک سال مل جائے گا۔ یہ عرض گذار ہوئے، اے ربّ! پھر کیا ہوگا؟ فرمایا، پھر موت۔ عرض کی، تو ابھی آجائے۔ راوی کا بیان ہے، انہوں نے دُعا کی کہ مجھے ارضِ مقدّس سے اتنا نزدیک کر دیا جائے جہاں تک پتھر پھینکا جا سکے۔ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کہتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ والہ وسلم نے فرمایا کہ اگر میں وہاں ہوتا تو تمہیں ان کی قبر مبارک راستے کے قریب سرخ ٹیلے کے نیچے دکھا دیتا۔ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے یہ دوسری سند کے ساتھ بھی مروی ہے۔"

(صحیح بخاری جلد دوم کتاب الانبیاء حدیث نمبر 631 صفحہ نمبر 305، انٹرنیشنل نمبر 3407)

آپ نے غور کیا کہ خُدا نے فرشتے کو جان نکالنے کیلئے بھیجا لیکن وہ جان نہ نکال سکا بلکہ مکا کھا کر شکایت کر رہا ہے، اور جس ہستی یعنی خُدا سے شکایت کر رہا ہے، وہ بھی معذرت خواہانہ رویّہ اختیار کیے ہوئے ہے۔ اس روایت سے ظاہر ہوتا ہے کہ حضرت موسیٰ علیہ السلام میں ملک الموت اور خُدا سے بھی زیادہ طاقت تھی جس کی وجہ سے انہوں نے ان دونوں کو آگے لگایا ہُوا تھا۔ روایت میں ایک جگہ ہے "وہ (ملک الموت) ربّ العزت کی طرف لوٹے"، گویا جہاں ملک الموت موجود تھے وہاں خدا موجود نہ تھا (نعوذ باللہ)۔ خُدا تو ہر وقت ہر جگہ موجود ہوتا ہے۔ ملاحظہ کیجیے حوالہ جات: (7/4,58/7,57/3,7/115,6/2)

☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆

باب نمبر-18

صحیح بخاری کے مطابق

لڑکی کے نکاح کی عمر چھ (6) سال ہے

قرآن کے مطابق

نکاح کی عمر بلوغت ہے

حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کی نکاح کے وقت کیا عمر تھی؟ صحیح بخاری کی احادیث ملاحظہ کیجیے :

حدیث:

حَدَّثَنِي فَرْوَةُ بْنُ أَبِي الْمَغْرَاءِ، حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ مُسْهِرٍ، عَنْ هِشَامٍ، عَنْ أَبِيهِ، عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهَا، قَالَتْ: "تَزَوَّجَنِي النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَأَنَا بِنْتُ سِتِّ سِنِينَ، فَقَدِمْنَا الْمَدِينَةَ فَنَزَلْنَا فِي بَنِي الْحَارِثِ بْنِ خَزْرَجٍ، فَوُعِكْتُ فَتَمَرَّقَ شَعَرِي فَوَفَى جُمَيْمَةً فَأَتَتْنِي أُمِّي أُمُّ رُومَانَ وَإِنِّي لَفِي أُرْجُوحَةٍ وَمَعِي صَوَاحِبُ لِي فَصَرَخَتْ بِي، فَأَتَيْتُهَا لَا أَدْرِي مَا تُرِيدُ بِي، فَأَخَذَتْ بِيَدِي حَتَّى أَوْقَفَتْنِي عَلَى بَابِ الدَّارِ وَإِنِّي لَأُنْهِجُ حَتَّى سَكَنَ بَعْضُ نَفَسِي، ثُمَّ أَخَذَتْ شَيْئًا مِنْ مَاءٍ فَمَسَحَتْ بِهِ وَجْهِي وَرَأْسِي، ثُمَّ أَدْخَلَتْنِي الدَّارَ فَإِذَا نِسْوَةٌ مِنَ الْأَنْصَارِ فِي الْبَيْتِ، فَقُلْنَ عَلَى الْخَيْرِ وَالْبَرَكَةِ وَعَلَى خَيْرِ طَائِرٍ، فَأَسْلَمَتْنِي إِلَيْهِنَّ فَأَصْلَحْنَ مِنْ شَأْنِي فَلَمْ يَرُعْنِي إِلَّا رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ضُحًى، فَأَسْلَمَتْنِي إِلَيْهِ وَأَنَا يَوْمَئِذٍ بِنْتُ تِسْعِ سِنِينَ".

ترجمہ: ’’حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا فرماتی ہیں کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ والہ وسلم نے جب مجھے شرفِ زوجیّت بخشا تو اُس وقت میری عمر چھ (6) سال تھی۔ پھر ہم مدینہ منورہ آگئے اور بنی حارث بن خزرج کے مکان میں فروکش ہوئے۔ پھر مجھے شدید بخار آیا

جس کے باعث میرے سر کے بال بھی اُڑ گئے اور صرف کانوں کے پاس رہ گئے۔ پھر ایک روز میں اپنی سہیلیوں کے ساتھ جھولے میں بیٹھی تھی کہ میری والدہ ماجدہ اُمِّ رومان آئیں اور زور سے مجھے آواز دی۔ میں حاضر ہو گئی اور مجھے قطعاً علم نہ تھا کہ بُلایا کیوں گیا ہے۔ اُنہوں نے میرا ہاتھ پکڑا اور ایک گھر کے دروازے پر کھڑی کر دی۔ میرا سانس پھول رہا تھا، جب کہ کافی دیر بعد دم میں دم آیا۔ پھر تھوڑا سا پانی لے کر میرے منہ اور سر پر ہاتھ پھیرا گیا۔ پھر مجھے مکان کے اندر داخل کر دیا گیا، جہاں چند انصاری عورتیں بھی جمع تھیں۔ اُنہوں نے کہا خیر و برکت اور نیک فال کے ساتھ آنا ہو۔ پھر مجھے اُن عورتوں کے سپرد کر دیا گیا۔ اُنہوں نے میرا بناؤ سنگھار کیا اور میں اُس وقت ڈری جب دوپہر کے وقت رسول اللہ صلی اللہ علیہ والہ وسلم تشریف لائے اور اُن عورتوں نے مجھے آپؐ کے سپرد کیا، اُس وقت میری عمر نو(9) سال تھی۔"

(صحیح بخاری جلد دوم کتاب المناقب حدیث نمبر 1076 صفحہ نمبر 487، انٹر نیشنل نمبر 3894)

حدیث:

حَدَّثَنِي عُبَيْدُ بْنُ إِسْمَاعِيلَ، حَدَّثَنَا أَبُو أُسَامَةَ، عَنْ هِشَامٍ، عَنْ أَبِيهِ، قَالَ: "تُوُفِّيَتْ خَدِيجَةُ قَبْلَ مَخْرَجِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِلَى الْمَدِينَةِ بِثَلَاثِ سِنِينَ، فَلَبِثَ سَنَتَيْنِ أَوْ قَرِيبًا مِنْ ذَلِكَ وَنَكَحَ عَائِشَةَ وَهِيَ بِنْتُ سِتِّ سِنِينَ، ثُمَّ بَنَى بِهَا وَهِيَ بِنْتُ تِسْعِ سِنِينَ".

ترجمہ: "حضرت عروہ بن زبیر رضی اللہ تعالیٰ عنہما فرماتے ہیں کہ حضرت خدیجہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کا انتقال، نبی کریم صلی اللہ علیہ والہ وسلم کے مدینہ منورہ تشریف لانے سے تین سال پہلے ہو گیا تھا۔ پس آپؐ نے دو سال یا کم و بیش توقف فرمایا، پھر حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے نکاح کر لیا جبکہ اُن کی عمر چھ (6) سال تھی اور جب اُن کی رُخصتی ہوئی تو عمر نو(9) سال تھی۔"

(صحیح بخاری جلد دوم کتاب المناقب حدیث نمبر 1078 صفحہ نمبر 487، انٹر نیشنل نمبر 3896)

حدیث:

حَدَّثَنَا قَبِيصَةُ بْنُ عُقْبَةَ، حَدَّثَنَا سُفْيَانُ، عَنْ هِشَامِ بْنِ عُرْوَةَ، عَنْ عُرْوَةَ، "تَزَوَّجَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَائِشَةَ وَهِيَ بِنْتُ سِتِّ سِنِينَ، وَبَنَى بِهَا وَهِيَ بِنْتُ تِسْعٍ وَمَكَثَتْ عِنْدَهُ تِسْعًا".

ترجمہ: " عروہ بن زبیر رضی اللہ تعالیٰ عنہمانے حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے روایت کی ہے کہ جب نبی کریم صلی اللہ علیہ والہ وسلم نے اُن سے نکاح کیا تو اُن کی عمر چھ (6) سال تھی۔ جب اُن سے خلوت کی گئی تو عمر نو (9) سال تھی اور یہ آپؐ کے پاس نو (9) سال رہیں۔"

(صحیح بخاری جلد سوم کتاب النکاح حدیث نمبر 120 صفحہ نمبر 82، انٹرنیشنل نمبر 5158)

حدیث:

حَدَّثَنَا مُعَلَّى بْنُ أَسَدٍ، حَدَّثَنَا وُهَيْبٌ، عَنْ هِشَامِ بْنِ عُرْوَةَ، عَنْ أَبِيهِ، عَنْ عَائِشَةَ، "أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ تَزَوَّجَهَا وَهِيَ بِنْتُ سِتِّ سِنِينَ، وَبَنَى بِهَا وَهِيَ بِنْتُ تِسْعِ سِنِينَ"، قَالَ هِشَامٌ: وَأُنْبِئْتُ أَنَّهَا كَانَتْ عِنْدَهُ تِسْعَ سِنِينَ.

ترجمہ: " عروہ بن زبیر رضی اللہ تعالیٰ عنہمانے حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے روایت کی ہے کہ جب نبی کریم صلی اللہ علیہ والہ وسلم نے اُن سے نکاح کیا تو اُن کی عمر چھ (6) سال تھی۔ جب اُن سے خلوت فرمائی تو عمر نو (9) سال تھی۔ ہشام کا بیان ہے کہ مجھے یہ بتایا گیا ہے کہ یہ حضور صلی اللہ علیہ والہ وسلم کے پاس نو (9) سال رہیں تھیں۔"

(صحیح بخاری جلد سوم کتاب النکاح حدیث نمبر 121 صفحہ نمبر 82، انٹرنیشنل نمبر 5134)

حدیث:

حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ يُوسُفَ، حَدَّثَنَا سُفْيَانُ، عَنْ هِشَامٍ، عَنْ أَبِيهِ، عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهَا، "أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ تَزَوَّجَهَا وَهِيَ بِنْتُ سِتِّ سِنِينَ، وَأُدْخِلَتْ عَلَيْهِ وَهِيَ بِنْتُ تِسْعٍ، وَمَكَثَتْ عِنْدَهُ تِسْعًا".

ترجمہ: "عروہ کا بیان ہے نبی کریم صلی اللہ علیہ والہ وسلم نے حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے ساتھ نکاح کیا تو وہ چھ (6) سال کی تھیں، جب اُن کے ساتھ خلوت فرمائی تو وہ نو (9) سالہ تھیں اور وہ نو (9) سال آپؐ کی خدمت میں رہیں۔"

(صحیح بخاری جلد سوم کتاب النکاح حدیث نمبر 144 صفحہ نمبر 90، انٹرنیشنل نمبر 5133)

ان احادیث کے "موضوع" ہونے کے بے شمار دلائل ہیں، ان میں سے چند ایک پیشِ خدمت ہیں :

دلیل نمبر۔1

قرآنِ حکیم کی رُو سے نکاح کی عمر بلوغت ہے۔ ارشادِ باری تعالیٰ ہے :

قرآن:

وَابْتَلُوا الْيَتٰمٰى حَتّٰٓى اِذَا بَلَغُوا النِّكَاحَ ج فَاِنْ اٰنَسْتُمْ مِّنْهُمْ رُشْدًا فَادْفَعُوْٓا اِلَيْهِمْ اَمْوَالَهُمْ ج (6/4)

ترجمہ: "اور یتیموں کو آزماتے رہو یہاں تک کہ وہ نکاح کی عمر کو پہنچ جائیں، پھر اگر اُن میں صلاحیت (عقل کی پختگی) پاؤ تو اُن کے مال اُن کے حوالے کر دو۔" (سورۃ النساء سورہ نمبر 4 آیت نمبر 6)

قرآن:

وَلَا تَقْرَبُوْا مَالَ الْيَتِيْمِ اِلَّا بِالَّتِيْ هِيَ اَحْسَنُ حَتّٰى يَبْلُغَ اَشُدَّهٗ ج (152/6)

ترجمہ: "اور یتیم کے مال کے قریب تک نہ جاؤ مگر اس طرح کہ وہ بہترین ہو، یہاں تک کہ وہ اپنی جوانی کو پہنچ جائے۔"

{سورۃ الانعام سورہ نمبر 6 آیت نمبر 152}

قرآن:

وَلَا تَقۡرَبُوۡا مَالَ الۡيَتِيۡمِ اِلَّا بِالَّتِىۡ هِىَ اَحۡسَنُ حَتّٰى يَبۡلُغَ اَشُدَّهٗ‌ص (34/17)

ترجمہ:" اور یتیم کے مال کے قریب تک نہ جاؤ مگر اِس طرح کہ وہ بہترین ہو، یہاں تک کہ وہ اپنی جوانی کو پہنچ جائے۔"

{سورۃ بنی اسرائیل سورہ نمبر 17 آیت نمبر 34}

اِن آیات سے ثابت ہوا کہ نکاح کی عمر جوانی ہے، لہٰذا قرآن کی رُو سے نابالغ بچے یا بچی کی شادی درست نہیں ہو سکتی کیونکہ وہ جوانی کی عمر کو پہنچا ہُوا نہیں ہوتا۔

دلیل نمبر۔2

اللہ تعالیٰ نے قرآنِ مجید میں اِرشاد فرمایا کہ نکاح کیلئے مرد اور عورت کا راضی ہونا ضروری ہے چنانچہ فرمایا :

مرد کی رضامندی ضروری ہے

قرآن:

فَانۡكِحُوۡا مَا طَابَ لَـكُمۡ مِّنَ النِّسَآءِ (3/4)

ترجمہ:" ایسی عورتوں سے نکاح کرو جو تمہیں پسند ہوں۔"

{سورۃ النساء سورہ نمبر 4 آیت نمبر 3}

اور عورت کی رضامندی ضروری ہے

قرآن:

یٰۤاَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا لَا یَحِلُّ لَكُمْ اَنْ تَرِثُوا النِّسَآءَ كَرْهًا ط (19/4)

ترجمہ: "اے ایمان والو! تمہارے لیے حلال نہیں کہ تم عورتوں کے زبردستی مالک بن جاؤ۔" (سورۃ النساء سورہ نمبر 4 آیت نمبر 19)

ان آیات سے ثابت ہوتا ہے کہ نکاح کیلیئے مرد و عورت کا راضی ہونا ضروری ہے۔ کیا چھ (6) سال کی بچی کے بارے میں کہا جا سکتا ہے کہ وہ نکاح کیلیئے راضی ہے؟ مذکورہ بالا احادیث میں تو یہ ہے کہ حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کو تو علم ہی نہیں تھا کہ ان کی شادی کی جا رہی ہے، شادی کیلیئے رضامندی کی اجازت لینا تو بہت دور کی بات ہے۔

دلیل نمبر۔3

حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا اپنی بڑی (علاتی) بہن حضرت اسماء بنت ابو بکر رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے دس سال چھوٹی تھیں ۔ حضرت اسماء رضی اللہ تعالیٰ عنہا کا انتقال 73 ہجری میں ہوا تو اس وقت ان کی عمر سو (100) سال تھی، اس طرح ہجرت کے وقت حضرت اسماء رضی اللہ تعالیٰ عنہا کی عمر 27 یا 28 سال بنتی ہے۔ حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا چونکہ حضرت اسماء رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے دس (10) سال چھوٹی تھیں لہٰذا آپ کی عمر ہجرت کے وقت 17 یا 18 سال تھی۔ آپ کی رخصتی چونکہ 2 ہجری میں ہوئی، اس طرح ہجرت کے وقت کی عمر میں دو (2) جمع کرنے سے حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کی عمر بوقتِ رخصتی 19 یا 20 سال تھی۔ (مشکوۃ اسماء الرجال + عینی شرح بخاری جلد نمبر 8 صفحہ نمبر 96 + استعاب جلد نمبر 2 صفحہ نمبر 744)

دلیل نمبر۔4

حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا، حضرت فاطمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے پانچ سال چھوٹی تھیں۔ حضرت فاطمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے پینتیس (35) سال کی عمر میں 10 نبوی میں انتقال فرمایا (بحوالہ استعاب جلد نمبر 2 صفحہ نمبر 752 اور اسد الغابہ جلد نمبر 4 صفحہ نمبر

377)اس طرح ہجرت کے وقت حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کی عمر بیس (20) سال بنتی ہے، رخصتی چونکہ ہجرت کے دوسرے سال ہوئی تھی لہٰذا رخصتی کے وقت آپ کی عمر مبارک بائیس (22) سال تھی۔

قرآن اور صحیح احادیث کی روشنی میں آپ پڑھ چکے ہیں کہ حضور صلی اللہ علیہ والہ وسلم نے جب حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے شادی کی، اس وقت اُمّ المومنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کی عمر سترہ (17) تا بائیس (22) سال کے درمیان تھی۔ اس سلسلے میں مزید دلائل بھی موجود ہیں لیکن یہاں اختصار سے کام لیا جاتا ہے۔ ہم نے قرآن کے ساتھ ساتھ صحیح احادیث کو بھی بطور دلائل کے پیش کیا ہے لیکن مذہبی پیشوائیت چُن چُن کر اُن احادیث کو صحیح ثابت کرنے پر بضد ہے جن سے حضور صلی اللہ علیہ والہ وسلم، اُمہات المومنینؓ، صحابہ کرامؓ انبیائے کرامؑ کی توہین ہوتی ہو۔ مذکورہ بالا موضوع کے متعلق ایک دلچسپ صورتِ حال آپ کے سامنے پیش کی جارہی ہے، اسے ذرا غور سے پڑھیے گا۔“

(1) حضرت خدیجہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا، حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے نکاح سے تین سال پہلے فوت ہو چکی تھیں۔ (صحیح بخاری، انٹر نیشنل نمبر۔6004)

(2) حضرت خدیجہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کا انتقال 10 نبوی میں ہوا۔

(3) اس حساب سے حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کا نکاح 13 نبوی میں عین ہجرت کے سال کچھ دن پہلے ہو گیا۔ اس وقت آپ کی عمر چھ (6) سال تھی۔

(4) 13 نبوی میں حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کی عمر مبارک چھ (6) سال تھی تو آپ کی پیدائش کا سال 7 نبوی بنتا ہے۔

(5) سورۃ القمر 5 نبوی میں نازل ہوئی یعنی حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کی پیدائش سے دو (2) سال پہلے۔

(6) سورۃ القمر کے بارے میں حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا فرماتی ہیں ”بل الساعۃ موعدھم... نازل ہوئی تو میں چھوٹی سی لڑکی تھی اور کھیلتی کودتی تھی۔“

(صحیح بخاری جلد دوم کتاب التفسیر حدیث نمبر 2101 صفحہ نمبر 1030، انٹر نیشنل نمبر 4876)

پوری حدیث اس طرح ہے:

حدیث:

حَدَّثَنَا إِبْرَاهِيمُ بْنُ مُوسَى، حَدَّثَنَا هِشَامُ بْنُ يُوسُفَ، أَنَّ ابْنَ جُرَيْجٍ أَخْبَرَهُمْ، قَالَ: أَخْبَرَنِي يُوسُفُ بْنُ مَاهَكٍ، قَالَ: إِنِّي عِنْدَ عَائِشَةَ أُمِّ الْمُؤْمِنِينَ، قَالَتْ: "لَقَدْ أُنْزِلَ عَلَى مُحَمَّدٍ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِمَكَّةَ، وَإِنِّي لَجَارِيَةٌ أَلْعَبُ "بَلِ السَّاعَةُ مَوْعِدُهُمْ وَالسَّاعَةُ أَدْهَى وَأَمَرُّ سورة القمر آية 46".

ترجمہ: " ہم سے ابراہیم بن موسیٰ نے بیان کیا، کہا ہم سے ہشام بن یوسف نے بیان کیا، انہیں ابن جریج نے خبر دی، کہا کہ مجھے یوسف بن ماہک نے خبر دی، انہوں نے بیان کیا کہ میں ام المؤمنین عائشہ رضی اللہ عنہا کی خدمت میں حاضر تھا۔ آپ نے فرمایا کہ جس وقت آیت بَلِ السَّاعَةُ مَوْعِدُهُمْ وَالسَّاعَةُ أَدْهَى وَأَمَرُّ سورة القمر آية 46 " "لیکن ان کا اصل وعدہ تو قیامت کے دن کا ہے اور قیامت بڑی سخت اور تلخ چیز ہے" محمد صلی اللہ علیہ وسلم پر مکہ میں نازل ہوئی تو میں بچی تھی اور کھیلا کرتی تھی۔"

(صحیح بخاری جلد دوم کتاب التفسیر حدیث نمبر 2101 صفحہ نمبر 1030، انٹر نیشنل نمبر 4876)

مقامِ غور و فکر ہے... مگر صرف عقل والوں کیلئے

☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆

باب نمبر۔19

صحیح بخاری کے مطابق

متعہ (زِنا) جائز ہے

قرآن کے مطابق

متعہ (زِنا) ناجائز ہے

متعہ ! اسے نکاحِ موقت بھی کہتے ہیں، جنسی اشتعال کی تسکین کیلئے کسی عورت سے ہمبستری کرنے کی خاطر، اس کی رضامندی سے کچھ دیر کیلئے عارضی نکاح کر لینا متعہ کہلاتا ہے۔قرآن نے (24/4) میں ایسے نکاح کی مذمت کی ہے جس کا مقصد محض شہوت رانی ہو۔متعہ میں چونکہ نکاح کا مقصد ہی جنسی اشتعال کی تسکین ہوتا ہے لٰہذا متعہ اور زنا میں کوئی فرق باقی نہیں رہتا، اور زنا کے بارے میں آپ جانتے ہیں کہ اللہ نے اسے جرم قرار دے کر اس کی سزا مقرر کی ہے، ملاحظہ کیجیے (2/24)۔اگر لونڈی یہ جرم کرے تو اس کی سزا نصف مقرر کی گئی ہے (25/4)۔قرآن کے ان واضح احکامات کے ہوتے ہوئے یہ کیسے تسلیم کیا جا سکتا ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ والہ وسلم نے صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین کو متعہ (زنا) کی اجازت دی ہو گی۔درج ذیل احادیث میں آپ کیلئے دعوتِ فکر ہے :

حدیث:

حَدَّثَنَا عَمْرُو بْنُ عَوْنٍ، حَدَّثَنَا خَالِدٌ، عَنْ إِسْمَاعِيلَ، عَنْ قَيْسٍ، عَنْ عَبْدِ اللَّهِ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ، قَالَ: " كُنَّا نَغْزُو مَعَ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَلَيْسَ مَعَنَا نِسَاءٌ، فَقُلْنَا: أَلَا نَخْتَصِي، فَنَهَانَا عَنْ ذَلِكَ، فَرَخَّصَ لَنَا بَعْدَ ذَلِكَ أَنْ نَتَزَوَّجَ الْمَرْأَةَ بِالثَّوْبِ، ثُمَّ قَرَأَ يَأَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا لا تُحَرِّمُوا طَيِّبَاتِ مَا أَحَلَّ اللَّهُ لَكُمْ سورۃ المائدۃ آیۃ 87 ".

ترجمہ:" حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ ہم جہاد کی غرض سے نبی کریم صلی اللہ علیہ والہ وسلم کے ہمراہ تھے اور ہمارے ساتھ عورتیں نہ تھیں، ہم نے کہا کہ کیا ہم اپنے آپ کو خصّی نہ کرلیں، آپ نے ہمیں ایسا کرنے سے روکا اور اس کے بعد ہمیں اجازت مرحمت فرمائی کہ تھوڑی مدّت کیلئے کسی عورت سے نکاح کرلیا جائے آپ نے پھر اس آیت کی تلاوت کی: یٰۤاَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا لَا تُحَرِّمُوْا طَیِّبٰتِ مَاۤ اَحَلَّ اللّٰهُ لَكُمْ {87/5} ترجمہ: اے ایمان والو! اللہ تعالیٰ نے جو پاکیزہ چیزیں تمہارے لیے حلال کی ہیں، ان کو حرام مت کرو۔"

(صحیح بخاری جلد دوم کتاب التفسیر باب نمبر 669 حدیث نمبر 1728 صفحہ نمبر 800، انٹرنیشنل نمبر 4615)

قارئینِ کرام! یہ کتنا بڑا ظلم ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ والہ وسلم سے یہ منسوب کیا جارہا ہے کہ آپ نے مذکورہ بالا آیت {87/5} کی تفسیر میں یہ کچھ فرمایا تھا کہ اللہ تعالیٰ نے متعہ (زنا) کو حلال کیا ہے، اس کو حرام مت کرو۔ نعوذ باللہ۔

متعہ کا حکم قرآن میں نازل ہوا :

حدیث:

حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ, حَدَّثَنَا يَحْيَى, عَنْ عِمْرَانَ أَبِي بَكْرٍ, حَدَّثَنَا أَبُو رَجَاءٍ, عَنْ عِمْرَانَ بْنِ حُصَيْنٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا, قَالَ: " أُنْزِلَتْ آيَةُ الْمُتْعَةِ فِي كِتَابِ اللَّهِ, فَفَعَلْنَاهَا مَعَ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ, وَلَمْ يُنْزَلْ قُرْآنٌ يُحَرِّمُهُ, وَلَمْ يَنْهَ عَنْهَا حَتَّى مَاتَ ", قَالَ رَجُلٌ: بِرَأْيِهِ مَا شَاءَ.

حضرت عمران بن حصین رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ "اللہ کی کتاب میں تمتع وعمرہ کے بعد احرام کھول دینا اور حج کرنا" آیت نازل ہوئی تو ہم نے رسول اللہ ﷺ کی ہمراہی میں تمتع کیا، اس کے بعد قرآن کریم میں اس کی حرمت یا ممانعت کا کوئی حکم نازل نہیں ہوا، یہاں تک کہ آپ کا وصال ہوگیا۔ اب ایک شخص (حضرت عمرؓ) نے اپنی رائے سے جو چاہا کہا ہے۔

(صحیح بخاری جلد دوم کتاب التفسیر حدیث نمبر 1633 صفحہ نمبر 753، انٹرنیشنل نمبر 4518)

ایک اور حدیث میں ہے :

حدیث:

حَدَّثَنَا عَلِيٌّ، حَدَّثَنَا سُفْيَانُ، قَالَ عَمْرٌو، عَنِ الْحَسَنِ بْنِ مُحَمَّدٍ، عَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِ اللَّهِ وَسَلَمَةَ بْنِ الْأَكْوَعِ قَالَا: كُنَّا فِي جَيْشٍ فَأَتَانَا رَسُولُ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، فَقَالَ: "إِنَّهُ قَدْ أُذِنَ لَكُمْ أَنْ تَسْتَمْتِعُوا فَاسْتَمْتِعُوا وَقَالَ ابْنُ أَبِي ذِئْبٍ، حَدَّثَنِي إِيَاسُ بْنُ سَلَمَةَ بْنِ الْأَكْوَعِ، عَنْ أَبِيهِ، عَنْ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: "أَيُّمَا رَجُلٍ وَامْرَأَةٍ تَوَافَقَا، فَعِشْرَةُ مَا بَيْنَهُمَا ثَلَاثُ لَيَالٍ، فَإِنْ أَحَبَّا أَنْ يَتَزَايَدَا أَوْ يَتَتَارَكَا تَتَارَكَا"، فَمَا أَدْرِي أَشَيْءٌ كَانَ لَنَا خَاصَّةً أَمْ لِلنَّاسِ عَامَّةً

ترجمہ: ’’حسن بن محمد نے حضرت جابر رضی اللہ تعالیٰ عنہ اور حضرت سلمہ بن اکوع رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کی ہے کہ ہم ایک لشکر میں تھے تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ والہ وسلم ہمارے پاس تشریف لائے اور فرمایا: مجھے اجازت مل گئی ہے کہ تم متعہ (زنا) کر سکتے ہو، پس تم متعہ (زنا) کر لیا کرو۔ حضرت سلمہ بن اکوع رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ والہ وسلم سے روایت کی ہے کہ اگر کوئی آدمی اور عورت آپس میں تین (دن) تک عشرت کرنا چاہیں تو کر سکتے ہیں۔ اگر وہ اس مدت کے اندر کوئی کمی بیشی کرنا چاہیں تو ایسا بھی کر سکتے ہیں۔ راوی کا بیان ہے کہ معلوم نہیں یہ اجازت ہمارے ساتھ خاص تھی یا عام لوگوں کو بھی اس کی اجازت ہے۔‘‘

(صحیح بخاری جلد سوم کتاب النکاح حدیث نمبر 106 صفحہ نمبر 74، انٹرنیشنل نمبر 5118)

قارئین! حضور صلی اللہ علیہ والہ وسلم کے قولِ مبارک کے سامنے راوی کے بیان کی کوئی اہمیت نہیں، اور حضور صلی اللہ علیہ والہ وسلم سے منسوب کیا جا رہا ہے کہ ’’مجھے اجازت مل گئی ہے کہ تم متعہ (زنا) کر سکتے ہو، پس تم متعہ (زنا) کر لیا کرو۔‘‘

جب زنا (متعہ) حلال ہے تو ظاہر ہے اس کی کچھ تفصیلات بھی ہوں گی، ایک حدیث میں یہ بتایا گیا ہے کہ متعہ (زنا) کی کب اجازت ہے ۔ ملاحظہ کیجیے:

حدیث:

حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ، حَدَّثَنَا غُنْدَرٌ، حَدَّثَنَا شُعْبَةُ، عَنْ أَبِي جَمْرَةَ قَالَ: سَمِعْتُ ابْنَ عَبَّاسٍ سُئِلَ عَنْ مُتْعَةِ النِّسَاءِ، فَرَخَّصَ، فَقَالَ لَهُ مَوْلًى لَهُ: إِنَّمَا ذَلِكَ فِي الْحَالِ الشَّدِيدِ، وَفِي النِّسَاءِ قِلَّةٌ أَوْ نَحْوَهُ. فَقَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ: نَعَمْ".

ترجمہ: "ابوحمزہ کا بیان ہے کہ میں نے سُنا کہ حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے عورتوں کے ساتھ متعہ (زنا) کرنے کے بارے میں پوچھا گیا، تو انہوں نے اجازت بتائی۔ پس ان کے آزاد کردہ غلام نے کہا کہ یہ اجازت تنگی کے حالات میں تھی جبکہ عورتوں کی قلت وغیرہ کے مسائل درپیش تھے۔ ابنِ عباسؓ نے فرمایا: ہاں۔"

(صحیح بخاری جلد سوم کتاب النکاح حدیث نمبر 105 صفحہ نمبر 74، انٹرنیشنل نمبر 5116)

ان احادیث میں اس بات پر بھی غور کیجیے گا کہ تمام صحابہ کرامؓ، متعہ (زنا) کے حلال ہونے کے قائل تھے۔ اور قائل کیوں نہ ہوتے جب اللہ تعالیٰ نے ہر انسان کی قسمت میں زنا لکھا ہوا ہے تو اس میں انسان بے چارے کا کیا قصور۔ یہ بات میں نے اپنے پاس سے نہیں کہی بلکہ یہ بھی ایک حدیث ہے، ملاحظہ کیجیے:

حدیث:

حَدَّثَنَا الْحُمَيْدِيُّ، حَدَّثَنَا سُفْيَانُ، عَنِ ابْنِ طَاوُسٍ، عَنْ أَبِيهِ، عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا، قَالَ: لَمْ أَرَ شَيْئًا أَشْبَهَ بِاللَّمَمِ مِنْ قَوْلِ أَبِي هُرَيْرَةَ. ح حَدَّثَنِي مَحْمُودٌ، أَخْبَرَنَا عَبْدُ الرَّزَّاقِ، أَخْبَرَنَا مَعْمَرٌ، عَنِ ابْنِ طَاوُسٍ، عَنْ أَبِيهِ، عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ، قَالَ: مَا رَأَيْتُ شَيْئًا أَشْبَهَ بِاللَّمَمِ مِمَّا قَالَ أَبُو هُرَيْرَةَ، عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ "إِنَّ اللَّهَ كَتَبَ عَلَى ابْنِ آدَمَ حَظَّهُ مِنَ الزِّنَا أَدْرَكَ ذَلِكَ لَا مَحَالَةَ، فَزِنَا الْعَيْنِ: النَّظَرُ، وَزِنَا اللِّسَانِ: الْمَنْطِقُ، وَالنَّفْسُ: تَمَنَّى وَتَشْتَهِي، وَالْفَرْجُ: يُصَدِّقُ ذَلِكَ كُلَّهُ وَيُكَذِّبُهُ".

ترجمہ: "حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے نبی کریم صلی اللہ علیہ والہ وسلم سے روایت کی ہے کہ اللہ تعالیٰ نے زنا میں جو انسان کا حصہ مقرر فرمادیا ہے وہ یقیناً اسے مل جاتا ہے۔"

(صحیح بخاری جلد سوم کتاب الاستذان حدیث نمبر 1173 صفحہ نمبر 461، انٹرنیشنل نمبر 6243)

حدیث:

حَدَّثَنِي مَحْمُودُ بْنُ غَيْلَانَ، حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّزَّاقِ، أَخْبَرَنَا مَعْمَرٌ، عَنِ ابْنِ طَاوُسٍ، عَنْ أَبِيهِ، عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ، قَالَ: مَا رَأَيْتُ شَيْئًا أَشْبَهَ بِاللَّمَمِ مِمَّا قَالَ أَبُو هُرَيْرَةَ، عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: "إِنَّ اللَّهَ كَتَبَ عَلَى ابْنِ آدَمَ حَظَّهُ مِنَ الزِّنَا أَدْرَكَ ذَلِكَ لَا مَحَالَةَ، فَزِنَا الْعَيْنِ: النَّظَرُ، وَزِنَا اللِّسَانِ: الْمَنْطِقُ، وَالنَّفْسُ: تَمَنَّى وَتَشْتَهِي، وَالْفَرْجُ: يُصَدِّقُ ذَلِكَ أَوْ يُكَذِّبُهُ"، وَقَالَ شَبَابَةُ: حَدَّثَنَا وَرْقَاءُ، عَنِ ابْنِ طَاوُسٍ، عَنْ أَبِيهِ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ، عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ.

ترجمہ: مجھ سے محمود بن غیلان نے بیان کیا، کہا ہم سے عبدالرزاق نے بیان کیا، کہا ہم کو معمر نے خبر دی، انہیں ابن طاؤس نے، انہیں ان کے والد نے اور ان سے ابن عباس رضی اللہ عنہما نے بیان کیا کہ یہ جو «لمم» کا لفظ قرآن میں آیا ہے تو میں «لمم» کے مشابہ اس بات سے زیادہ کوئی بات نہیں جانتا جو ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے بیان کی ہے کہ اللہ تعالیٰ نے انسان کے لیے زنا کا کوئی نہ کوئی حصہ لکھ دیا ہے جس سے اسے لا محالہ گزرنا ہے، پس آنکھ کا زنا (غیر محرم کو) دیکھنا ہے، زبان کا زنا غیر محرم سے گفتگو کرنا ہے، دل کا زنا خواہش اور شہوت ہے اور شرمگاہ اس کی تصدیق کر دیتی ہے یا اسے جھٹلا دیتی ہے۔ اور شبابہ نے بیان کیا کہ ہم سے ورقاء نے بیان کیا، ان سے ابن طاؤس نے، ان سے ان کے والد نے، ان سے ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نے، انہوں نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے پھر اس حدیث کو نقل کیا۔

(صحیح بخاری جلد سوم کتاب القدر حدیث نمبر 1522 صفحہ نمبر 592، انٹرنیشنل نمبر 6612)

آخر میں دو حدیثوں کے حوالہ جات پیش کیے جا رہے ہیں جن میں متعہ (زنا) کے حلال ہونے کا سراغ ملتا ہے :

حدیث:

حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ، حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ سَعِيدٍ، عَنْ عُبَيْدِ اللَّهِ، قَالَ: حَدَّثَنِي نَافِعٌ، عَنْ عَبْدِ اللَّهِ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ "أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نَهَى عَنِ الشِّغَارِ"، قُلْتُ لِنَافِعٍ: مَا الشِّغَارُ؟ قَالَ: يَنْكِحُ ابْنَةَ الرَّجُلِ وَيُنْكِحُهُ ابْنَتَهُ بِغَيْرِ صَدَاقٍ، وَيَنْكِحُ أُخْتَ الرَّجُلِ وَيُنْكِحُهُ أُخْتَهُ بِغَيْرِ صَدَاقٍ، وَقَالَ بَعْضُ النَّاسِ: إِنِ احْتَالَ حَتَّى تَزَوَّجَ عَلَى الشِّغَارِ فَهُوَ جَائِزٌ، وَالشَّرْطُ بَاطِلٌ، وَقَالَ فِي الْمُتْعَةِ: النِّكَاحُ فَاسِدٌ وَالشَّرْطُ بَاطِلٌ، وَقَالَ بَعْضُهُمْ: الْمُتْعَةُ وَالشِّغَارُ جَائِزٌ، وَالشَّرْطُ بَاطِلٌ.

ترجمہ: ہم سے مسدد نے بیان کیا، انہوں نے کہا ہم سے یحییٰ بن سعید قطان نے بیان کیا، ان سے عبیداللہ نے بیان کیا، انہوں نے کہا کہ مجھ سے نافع نے بیان کیا، اور ان سے عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ نے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے شغار سے منع فرمایا۔ میں نے نافع سے پوچھا شغار کیا ہے؟ انہوں نے کہا یہ کہ کوئی شخص بغیر مہر کسی کی لڑکی سے نکاح کرتا ہے یا اس سے بغیر مہر کے اپنی لڑکی کا نکاح کرتا ہے پس اس کے سوا کوئی مہر مقرر نہ ہو اور بعض لوگوں نے کہا اگر کسی نے حیلہ کر کے نکاح شغار کر لیا تو نکاح کا عقد درست ہو گا اور شرط لغو ہو گی (اور ہر ایک کو مہر مثل عورت کا ادا کرنا ہو گا) اور ہاں بعض لوگوں نے متعہ میں کہا ہے کہ وہاں نکاح بھی فاسد ہے اور شرط بھی باطل ہے اور بعض حنفیہ یہ کہتے ہیں کہ متعہ اور شغار دونوں جائز ہوں گے اور شرط باطل ہو گی۔

(صحیح بخاری جلد سوم کتاب الحیل حدیث نمبر 1848 صفحہ نمبر 724، انٹر نیشنل نمبر 6960)

حدیث:

حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ، حَدَّثَنَا يَحْيَى، عَنْ عُبَيْدِ اللَّهِ بْنِ عُمَرَ، حَدَّثَنَا الزُّهْرِيُّ، عَنِ الْحَسَنِ، وَعَبْدِ اللَّهِ ابنی محمد بن علی، عَنْ أَبِيهِمَا، أَنَّ عَلِيًّا رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ، قِيلَ لَهُ: إِنَّ ابْنَ عَبَّاسٍ "لَا يَرَى بِمُتْعَةِ النِّسَاءِ بَأْسًا، فَقَالَ: إِنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نَهَى عَنْهَا يَوْمَ خَيْبَرَ، وَعَنْ لُحُومِ الْحُمُرِ الْإِنْسِيَّةِ"، وَقَالَ بَعْضُ النَّاسِ: إِنِ احْتَالَ حَتَّى تَمَتَّعَ فَالنِّكَاحُ فَاسِدٌ، وَقَالَ بَعْضُهُمْ: النِّكَاحُ جَائِزٌ وَالشَّرْطُ بَاطِلٌ.

ترجمہ: ہم سے مسدد نے بیان کیا، انہوں نے کہا ہم سے یحییٰ قطان نے بیان کیا، ان سے عبید اللہ بن عمر نے بیان کیا، انہوں نے کہا کہ ہم سے زہری نے بیان کیا، ان سے حسن اور عبداللہ بن محمد بن علی نے بیان کیا، ان سے ان کے والد نے کہ علی رضی اللہ عنہ سے کہا گیا کہ عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما عورتوں کے متعہ میں کوئی حرج نہیں سمجھتے انہوں نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے خیبر کی لڑائی کے موقع پر متعہ سے اور پالتو گدھوں کے گوشت سے منع کر دیا تھا اور بعض لوگ کہتے ہیں کہ اگر کسی نے حیلہ سے متعہ کر لیا تو نکاح فاسد ہے اور بعض لوگوں نے کہا کہ نکاح جائز ہو جائے گا اور میعاد کی شرط باطل ہو جائے گی۔

(صحیح بخاری جلد سوم کتاب الحیل حدیث نمبر 1849 صفحہ نمبر 725، انٹر نیشنل نمبر 6961)

☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆

باب نمبر۔20

صحیح بخاری کے مطابق

پرائی عورت کا بوسہ لینے کی سزا دو رکعات نماز پڑھنا ہے۔

قرآن کے مطابق

مومن لغویات میں نہیں پڑتا۔

اللہ تعالیٰ نے قرآنِ مجید میں صحابہ کرام رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین کے بارے میں فرمایا کہ :

قرآن:

أُولَٰئِكَ هُمُ الْمُؤْمِنُونَ حَقًّا ط(74/8)

" یہ لوگ سچے مومن ہیں۔"

{سورۃ الانفال سورہ نمبر8آیت نمبر74}

اور مومنوں کی ایک نشانی یہ بیان فرمائی کہ یہ لوگ :

قرآن:

وَالَّذِيْنَ يَجْتَنِبُوْنَ كَبٰٓئِرَ الْاِثْمِ وَ الْفَوَاحِشَ (37/42)

" کبیرہ گناہوں اور فواحش سے بچتے ہیں۔"

{سورۃ الشوریٰ سورہ نمبر42آیت نمبر37}

قرآن:

اَلَّذِيْنَ يَجْتَنِبُوْنَ كَبٰٓئِرَ الْاِثْمِ وَالْفَوَاحِشَ (32/53)

"کبیرہ گناہوں اور فواحش سے بچتے ہیں۔"

{سورۃ النجم سورہ نمبر 53 آیت نمبر 32}

لیکن اگر کسی مومن سے فحش کام سرزد ہو جائے تو اس کا حل کیا ہے؟ قرآن میں ہے کہ :

قرآن:

وَالَّذِيْنَ اِذَا فَعَلُوْا فَاحِشَةً اَوْ ظَلَمُوْٓا اَنْفُسَهُمْ ذَكَرُوا اللّٰهَ فَاسْتَغْفَرُوْا لِذُنُوْبِهِمْ ص وَمَنْ يَّغْفِرُ الذُّنُوْبَ اِلَّا اللّٰهُ قفص وَلَمْ يُصِرُّوْا عَلٰى مَا فَعَلُوْا وَهُمْ يَعْلَمُوْنَ (135/3)

ترجمہ: "اگر ان سے کبھی (غلطی سے) کوئی معیوب حرکت (فحش) سرزد ہو جاتی ہے یا وہ اپنے آپ پر (یا ایک دوسرے پر) زیادتی کر بیٹھتے ہیں تو اس پر جان بوجھ کر اصرار نہیں کرتے بلکہ فوراً قانونِ خداوندی کو اپنے سامنے لے آتے ہیں اور اس کے مطابق اپنی اصلاح کر کے اپنی غلطی کے مضر اثرات سے حفاظت کا سامان طلب کر لیتے ہیں۔ اور حقیقت یہ ہے کہ غلط اقدامات کے مضر اثرات سے، قانونِ خداوندی کے علاوہ اور کہاں سے حفاظت مل سکتی ہے۔"

{مفہوم سورۃ آل عمران سورہ نمبر 3 آیت نمبر 135}

قرآن کی اس وضاحت کے مقابلے میں صحیح بخاری میں ہے کہ اگر کسی مومن سے فحش کام سرزد ہو جائے تو اس کا حل یہ ہے کہ وہ نمازیں پڑھنا شروع کر دے کیونکہ نیکیاں، برائیوں کو مٹا دیتی ہیں۔

اپنی غلطی پر کیسا ردعمل ہونا چاہیے؟

قرآن کے مطابق...یا...درج ذیل حدیث کے مطابق

فیصلہ آپ کے ہاتھ میں ہے۔ حدیث ملاحظہ کیجیے :

حدیث:

حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ، حَدَّثَنَا يَزِيدُ هُوَ ابْنُ زُرَيْعٍ، حَدَّثَنَا سُلَيْمَانُ التَّيْمِيُّ، عَنْ أَبِي عُثْمَانَ، عَنِ ابْنِ مَسْعُودٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ: أَنَّ رَجُلًا أَصَابَ مِنَ امْرَأَةٍ قُبْلَةً، فَأَتَى رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَذَكَرَ ذَلِكَ لَهُ، فَأُنْزِلَتْ عَلَيْهِ: وَأَقِمِ الصَّلَاةَ طَرَفَيِ النَّهَارِ وَزُلَفًا مِنَ اللَّيْلِ إِنَّ الْحَسَنَاتِ يُذْهِبْنَ السَّيِّئَاتِ ذَلِكَ ذِكْرَى لِلذَّاكِرِينَ سورۃ ھود آیۃ 114 قَالَ الرَّجُلُ: أَلِيَ هَذِهِ؟ قَالَ: "لِمَنْ عَمِلَ بِهَا مِنْ أُمَّتِي".

ترجمہ: ”حضرت ابنِ مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ کسی شخص نے ایک پرائی عورت کو بوسہ دیا، وہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ والہ وسلم کی بارگاہ میں حاضر ہو گیا اور آپ سے اس واقعہ کا ذکر کر دیا، پس اس بارے میں یہ آیت نازل ہو گئی: وَاَقِمِ الصَّلٰوۃَ طَرَفَیِ النَّهَارِ وَزُلَفًا مِّنَ الَّیْلِ ط اِنَّ الْحَسَنٰتِ یُذْهِبْنَ السَّیِّاٰتِ ط ذٰلِكَ ذِكْرٰی لِلذّٰكِرِیْنَ {114/11} ترجمہ: اور نماز قائم رکھو دن کے دونوں کناروں اور کچھ رات کے حصوں میں، بے شک نیکیاں برائیوں کو مٹا دیتی ہیں، یہ نصیحت ہے نصیحت ماننے والوں کیلئے ۔ “ {سورۃ ھود سورہ نمبر 11 آیت نمبر 114} وہ شخص عرض گذار ہوا کہ کیا یہ حکم صرف میرے لیے ہے؟ فرمایا کہ میرے ہر ایسے امتی کیلئے ہے۔“

(صحیح بخاری جلد دوم کتاب التفسیر حدیث نمبر 1798 صفحہ نمبر 842، انٹرنیشنل نمبر 4687)

حدیث:

حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ، قَالَ: حَدَّثَنَا يَزِيدُ بْنُ زُرَيْعٍ، عَنْ سُلَيْمَانَ التَّيْمِيِّ، عَنْ أَبِي عُثْمَانَ النَّهْدِيِّ، عَنِ ابْنِ مَسْعُودٍ، "أَنَّ رَجُلًا أَصَابَ مِنَ امْرَأَةٍ قُبْلَةً، فَأَتَى النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَأَخْبَرَهُ، فَأَنْزَلَ اللَّهُ عَزَّ وَجَلَّ وَأَقِمِ الصَّلَاةَ طَرَفَيِ النَّهَارِ وَزُلَفًا مِنَ اللَّيْلِ إِنَّ الْحَسَنَاتِ يُذْهِبْنَ السَّيِّئَاتِ سورۃ ھود آیۃ 114، فَقَالَ الرَّجُلُ: يَا رَسُولَ اللَّهِ، أَلِي هَذَا؟ قَالَ: لِجَمِيعِ أُمَّتِي كُلِّهِمْ".

ترجمہ: ہم سے قتیبہ نے بیان کیا، کہا کہ ہم سے یزید بن زریع نے بیان کیا، سلیمان تیمی کے واسطہ سے، انہوں نے ابو عثمان نہدی سے، انہوں نے ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے کہ ایک شخص نے کسی غیر عورت کا بوسہ لے لیا۔ اور پھر نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں آیا اور آپ کو اس حرکت کی خبر دے دی۔ اس پر اللہ تعالیٰ نے یہ آیت نازل فرمائی، کہ نماز دن کے دونوں حصوں میں قائم کرو اور کچھ رات گئے بھی، اور بلاشبہ نیکیاں برائیوں کو مٹا دیتی ہیں۔ اس شخص نے کہا کہ یارسول اللہ! کیا یہ صرف میرے لیے ہے۔ تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ نہیں بلکہ میری تمام امت کے لیے یہی حکم ہے۔

(صحیح بخاری، انٹرنیشنل نمبر 526)

☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆

باب نمبر۔21

صحیح بخاری کے مطابق

زِینت کا حرام ہونا قرآن میں لکھا ہے

قرآن کے مطابق

زِینت اختیار کرنا فرض ہے

قرآن میں ہے :

قرآن:

قُلۡ مَنۡ حَرَّمَ زِيۡنَةَ اللّٰهِ الَّتِىۡۤ اَخۡرَجَ لِعِبَادِهٖ وَالطَّيِّبٰتِ مِنَ الرِّزۡقِ‌ ؕ قُلۡ هِىَ لِلَّذِيۡنَ اٰمَنُوۡا فِى الۡحَيٰوةِ الدُّنۡيَا خَالِصَةً يَّوۡمَ الۡقِيٰمَةِ‌ ؕ كَذٰلِكَ نُفَصِّلُ الۡاٰيٰتِ لِقَوۡمٍ يَّعۡلَمُوۡنَ(32/7)

ترجمہ:’’ (اے نبی صلی اللہ علیہ والہ وسلم!)آپ فرمادیں کس نے حرام کی ہے اللہ کی (وہ)زینت جو اس نے اپنے بندوں کیلئے نکالی (پیدا کی)ہے،اور پاک رزق، یہ دنیا کی زندگی میں اُن لوگوں کیلئے ہے جو ایمان لائے اور قیامت کے دن تو خاص طور پر اِنہیں کیلئے ہے،اسی طرح ہم آیتیں مفصل بیان کرتے ہیں صاحبانِ علم کیلئے۔‘‘

{سورۃ الاعراف سورہ نمبر7 آیت نمبر32}

یہاں تک کہ مسجد میں بھی زینت اختیار کرکے آنے کا حکم دیا :

قرآن:

يَابَنِي آدَمَ خُذُوا زِينَتَكُمْ عِندَ كُلِّ مَسْجِدٍ وَكُلُوا وَاشْرَبُوا وَلَا تُسْرِفُوا ۚ إِنَّهُ لَا يُحِبُّ الْمُسْرِفِينَ (31/7)

ترجمہ: "اے اولادِ آدم! اپنی زینت ہر نماز کے وقت اختیار کرو، اور کھاؤ اور پیو، اور بے جا خرچ نہ کرو، بے شک اللہ فضول خرچ کرنے والوں کو دوست نہیں رکھتا۔"

{سورۃ الاعراف سورہ نمبر 7 آیت نمبر 31}

اللہ تعالیٰ نے قرآنِ کریم میں زینت اختیار کرنے سے منع نہیں فرمایا، بلکہ عورتوں کیلئے زینت کو ظاہر کرنے کیلئے حدود و قیود مقرر کی ہیں چنانچہ ارشادِ باری تعالیٰ ہے :

قرآن:

وَلَا يُبْدِينَ زِينَتَهُنَّ إِلَّا لِبُعُولَتِهِنَّ أَوْ آبَائِهِنَّ أَوْ آبَاءِ بُعُولَتِهِنَّ أَوْ أَبْنَائِهِنَّ أَوْ أَبْنَاءِ بُعُولَتِهِنَّ أَوْ إِخْوَانِهِنَّ أَوْ بَنِي إِخْوَانِهِنَّ أَوْ بَنِي أَخَوَاتِهِنَّ أَوْ نِسَائِهِنَّ أَوْ مَا مَلَكَتْ أَيْمَانُهُنَّ أَوِ التَّابِعِينَ غَيْرِ أُولِي الْإِرْبَةِ مِنَ الرِّجَالِ أَوِ الطِّفْلِ الَّذِينَ لَمْ يَظْهَرُوا عَلَىٰ عَوْرَاتِ النِّسَاءِ ۖ (31/24)

ترجمہ: "عورتیں اپنی زینت ظاہر نہ کریں سوائے اپنے خاوندوں پر، یا اپنے باپ، یا اپنے خسر، یا اپنے بیٹوں، یا اپنے شوہر کے بیٹوں، یا اپنے بھائیوں پر، اپنے بھتیجوں پر، اپنے بھانجوں یا اپنی مسلمان عورتوں یا اپنی کنیزوں یا وہ خدمت گار مرد جو (عورتوں سے) غرض نہ رکھنے والے ہوں، یا وہ لڑکے جو ابھی واقف نہیں عورتوں کے پردے (کے معاملات) سے۔"

{سورۃ النور سورہ نمبر 24 آیت نمبر 31}

اس کے برعکس صحیح بخاری میں لکھا ہے :

حدیث:

حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ يُوسُفَ، حَدَّثَنَا سُفْيَانُ، عَنْ مَنْصُورٍ، عَنْ إِبْرَاهِيمَ، عَنْ عَلْقَمَةَ، عَنْ عَبْدِ اللَّهِ، قَالَ: "لَعَنَ اللَّهُ الْوَاشِمَاتِ، وَالْمُوتَشِمَاتِ، وَالْمُتَنَمِّصَاتِ، وَالْمُتَفَلِّجَاتِ لِلْحُسْنِ الْمُغَيِّرَاتِ خَلْقَ اللَّهِ"، فَبَلَغَ ذَلِكَ امْرَأَةً مِنْ بَنِي أَسَدٍ، يُقَالُ لَهَا أُمُّ يَعْقُوبَ، فَجَاءَتْ، فَقَالَتْ: إِنَّهُ بَلَغَنِي عَنْكَ أَنَّكَ لَعَنْتَ كَيْتَ وَكَيْتَ، فَقَالَ: "وَمَا لِي أَلْعَنُ مَنْ لَعَنَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَمَنْ هُوَ فِي كِتَابِ اللَّهِ"، فَقَالَتْ: لَقَدْ قَرَأْتُ مَا بَيْنَ اللَّوْحَيْنِ فَمَا وَجَدْتُ فِيهِ مَا تَقُولُ، قَالَ: "لَئِنْ كُنْتِ قَرَأْتِيهِ لَقَدْ وَجَدْتِيهِ أَمَا قَرَأْتِ: وَمَا آتَاكُمُ الرَّسُولُ فَخُذُوهُ وَمَا نَهَاكُمْ عَنْهُ فَانْتَهُوا سورة الحشر آية 7، قَالَتْ: بَلَى، قَالَ: فَإِنَّهُ قَدْ نَهَى عَنْهُ، قَالَتْ: فَإِنِّي أَرَى أَهْلَكَ يَفْعَلُونَهُ، قَالَ: فَاذْهَبِي فَانْظُرِي، فَذَهَبَتْ فَنَظَرَتْ فَلَمْ تَرَ مِنْ حَاجَتِهَا شَيْئًا، فَقَالَ: "لَوْ كَانَتْ كَذَلِكَ مَا جَامَعْتُهَا".

ترجمہ: ”حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا کہ گودنے والی، گدوانے والی، چہرے کے بال لینے والی اور دانتوں کو جدا کرنے والی عورتوں پر اللہ تعالیٰ نے لعنت فرمائی ہے کیونکہ وہ خدا کی پیدائش کو بدلتی ہیں، جب یہ بات اُمّ یعقوب نامی بنی اسد کی ایک عورت تک پہنچی تو وہ آپ کے پاس آکر کہنے لگیں: مجھے معلوم ہوا ہے کہ آپ فلاں فلاں کام کرنے والی عورتوں پر لعنت بھیجتے ہیں، انہوں نے فرمایا کہ میں ان پر کیوں لعنت نہ بھیجوں جن پر رسول اللہ صلی اللہ علیہ والہ وسلم نے لعنت فرمائی ہے اور جس کا ذکر اللہ کی کتاب میں موجود ہے، اس عورت نے کہا: میں نے قرآن مجید پڑھا ہے، وہ میرے پاس دو تختیوں میں موجود ہے لیکن اس میں تو یہ بات نہیں جو آپ بتاتے ہیں۔ فرمایا اگر تم نے سمجھ کر پڑھا ہوتا تو اس بات کو ضرور پالیا ہوتا، اچھا تم نے یہ تو پڑھا ہے: رسول صلی اللہ علیہ والہ وسلم تمہیں جو کچھ دیں وہ لے لو اور جس سے منع فرمائیں اس سے رک جاؤ۔ عورت نے کہا، کیوں نہیں، فرمایا تو بے شک حضور صلی اللہ علیہ والہ وسلم نے ان باتوں سے روکا ہے۔“

(صحیح بخاری جلد دوم کتاب التفسیر حدیث نمبر 1993 صفحہ نمبر 967، انٹر نیشنل نمبر 4886)

حدیث:

حَدَّثَنَا إِسْحَاقُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ، أَخْبَرَنَا جَرِيرٌ، عَنْ مَنْصُورٍ، عَنْ إِبْرَاهِيمَ، عَنْ عَلْقَمَةَ، قَالَ: "لَعَنَ عَبْدُ اللَّهِ الْوَاشِمَاتِ وَالْمُتَنَمِّصَاتِ وَالْمُتَفَلِّجَاتِ لِلْحُسْنِ، الْمُغَيِّرَاتِ خَلْقَ اللَّهِ". فَقَالَتْ أُمُّ يَعْقُوبَ: مَا هَذَا؟ قَالَ عَبْدُ اللَّهِ: "وَمَا لِي لَا أَلْعَنُ مَنْ لَعَنَ رَسُولُ اللَّهِ وَفِي كِتَابِ اللَّهِ" قَالَتْ: وَاللَّهِ لَقَدْ قَرَأْتُ مَا بَيْنَ اللَّوْحَيْنِ فَمَا وَجَدْتُهُ، قَالَ: "وَاللَّهِ لَئِنْ قَرَأْتِيهِ لَقَدْ وَجَدْتِيهِ وَمَا آتَاكُمُ الرَّسُولُ فَخُذُوهُ وَمَا نَهَاكُمْ عَنْهُ فَانْتَهُوا سورة الحشر آية 7".

ترجمہ: ہم سے اسحاق بن ابراہیم بن راہویہ نے بیان کیا، کہا ہم کو جریر نے خبر دی، انہیں منصور نے، انہیں ابراہیم نخعی نے اور ان سے علقمہ نے کہ عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ نے خوبصورتی کے لیے گودنے والیوں، چہرے کے بال اکھاڑنے والیوں اور سامنے کے دانتوں کے درمیان کشادگی پیدا کرنے والیوں جو اللہ کی پیدائش میں تبدیلی کرتی ہیں، ان سب پر لعنت بھیجی تو ام یعقوب نے کہا کہ یہ کیا بات ہوئی۔ عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ نے کہا آخر میں کیوں نہ ان پر لعنت بھیجوں جن پر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے لعنت بھیجی ہے اور کتاب اللہ میں اس پر لعنت موجود ہے۔ ام یعقوب نے کہا کہ اللہ کی قسم! میں نے پورا قرآن مجید پڑھ ڈالا اور کہیں بھی ایسی کوئی آیت مجھے نہیں ملی۔ عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ نے کہا: اللہ کی قسم! اگر تم نے پڑھا ہوتا تو تمہیں ضرور مل جاتا کیا تم کو یہ آیت معلوم نہیں «وما آتاكم الرسول فخذوه وما نهاكم عنه فانتهوا» یعنی ”اور جو کچھ رسول تمہیں دیں اسے لے لو اور جس سے بھی تمہیں منع کریں اس سے رک جاؤ۔“

(صحیح بخاری جلد سوم کتاب اللباس حدیث نمبر 879 صفحہ نمبر 354، انٹر نیشنل نمبر 5939)

قارئینِ کرام! غور فرمائیں، نبی پاک صلی اللہ علیہ والہ وسلم کے ایک جلیل القدر صحابیؓ کو جھوٹا ثابت کرنے کیلئے کتنی غلط باتیں ان سے منسوب کی جا رہی ہیں مثلاً :

(1) یہ کہ حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ زینت کو حرام قرار دیتے تھے اور زینت اختیار کرنے والی عورتوں پر لعنت بھیجتے تھے، جبکہ قرآن نے زینت کو حلال قرار دیا ہے (32/31,7/7) صرف یہ قید لگائی ہے کہ عورتیں اسے غیر محرموں کے سامنے ظاہر نہ کریں (31/24)۔

(2) یہ کہ حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا کہ قرآن میں لکھا ہوا ہے کہ زینت حرام ہے حالانکہ قرآن میں کہیں نہیں لکھا ہوا بلکہ قرآن میں تو لکھا ہے کہ :

قرآن:

قُلْ مَنْ حَرَّمَ زِيْنَةَ اللّٰهِ الَّتِيْٓ اَخْرَجَ لِعِبَادِهٖ وَالطَّيِّبٰتِ مِنَ الرِّزْقِ ط قُلْ هِيَ لِلَّذِيْنَ اٰمَنُوْا فِي الْحَيٰوةِ الدُّنْيَا خَالِصَةً يَّوْمَ الْقِيٰمَةِ ط كَذٰلِكَ نُفَصِّلُ الْاٰيٰتِ لِقَوْمٍ يَّعْلَمُوْنَ

" (اے نبی صلی اللہ علیہ والہ وسلم) آپ فرمادیں کس نے حرام کی ہے اللہ کی (وہ) زینت جو اس نے اپنے بندوں کیلئے نکالی (پیدا کی) ہے، اور پاک رزق، یہ دنیا کی زندگی میں اُن لوگوں کیلئے ہے جو ایمان لائے اور قیامت کے دن تو خاص طور پر اِنہیں کیلئے ہے، اسی طرح ہم آیتیں مفصل بیان کرتے ہیں صاحبانِ علم کیلئے۔"

{سورۃ الاعراف سورہ نمبر 7 آیت نمبر 32}

قرآن:

يٰبَنِيْٓ اٰدَمَ خُذُوْا زِيْنَتَكُمْ عِنْدَ كُلِّ مَسْجِدٍ وَّكُلُوْا وَاشْرَبُوْا وَلَا تُسْرِفُوْا ج اِنَّهٗ لَا يُحِبُّ الْمُسْرِفِيْنَ

" اے اولادِ آدم ! اپنی زینت ہر نماز کے وقت اختیار کرو، اور کھاؤ اور پیو، اور بے جا خرچ نہ کرو، بے شک اللہ فضول خرچ کرنے والوں کو دوست نہیں رکھتا۔"

{سورۃ الاعراف سورہ نمبر 7 آیت نمبر 31}

قرآن:

وَّالْخَيْلَ وَالْبِغَالَ وَالْحَمِيْرَ لِتَرْكَبُوْهَا وَزِيْنَةً ط وَيَخْلُقُ مَا لَا تَعْلَمُوْنَ

" اور گھوڑے اور خچر اور گدھے تاکہ تم ان پر سوار ہو اور زینت کیلئے (پیدا کیے) اور وہ پیدا کرتا ہے جو تم نہیں جانتے۔"

{سورۃ النحل سورہ نمبر 16 آیت نمبر 8}

(3) یہ کہ حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے قرآن کی آیت کا حوالہ دیتے ہوئے فرمایا کہ چونکہ اللہ کا فرمان ہے کہ "رسول صلی اللہ علیہ والہ وسلم تمہیں جو کچھ دیں وہ لے لو اور جس سے منع کریں اس سے رک جاؤ" لٰہذا رسول صلی اللہ علیہ والہ وسلم کے فرمان کے مطابق عورتوں کا زینت اختیار کرنا باعثِ لعنت ہے۔

سوال یہ پیدا ہوتا ہے کہ کیا حضور صلی اللہ علیہ والہ وسلم، اللہ تعالیٰ کے حکم (یعنی زینت حلال ہے) کے خلاف حکم دیتے تھے؟

ہمارا ایمان ہے کہ نہ ہی حضور صلی اللہ علیہ والہ وسلم نے اللہ کے حکم کی مخالفت کرتے ہوئے زینت اختیار کرنے والیوں پر لعنت فرمائی ہے اور نہ ہی حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے یہ حدیث بیان کی ہے۔ یہ سب جعلی حدیثیں گھڑنے والوں کی کار ستانی ہے۔

: دیگر احادیث

"نبی کریم صلی اللہ علیہ والہ وسلم نے بالوں کو جوڑنے والی، جڑوانے والی، گودنے والی اور گدوانے والی پر لعنت فرمائی ہے۔"

حدیث:

وَقَالَ ابْنُ أَبِي شَيْبَةَ، حَدَّثَنَا يُونُسُ بْنُ مُحَمَّدٍ، حَدَّثَنَا فُلَيْحٌ، عَنْ زَيْدِ بْنِ أَسْلَمَ، عَنْ عَطَاءِ بْنِ يَسَارٍ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ، عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: "لَعَنَ اللَّهُ الْوَاصِلَةَ وَالْمُسْتَوْصِلَةَ وَالْوَاشِمَةَ وَالْمُسْتَوْشِمَةَ".

ترجمہ: اور ابن ابی شیبہ نے بیان کیا، ان سے یونس بن محمد نے بیان کیا، ان سے فلیح نے بیان کیا، ان سے زید بن اسلم نے، ان سے عطاء بن یسار نے اور ان سے ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ”سر کے قدرتی بالوں میں مصنوعی بال لگانے والیوں پر اور لگوانے والیوں پر اور گودنے والیوں پر اور گدوانے والیوں پر اللہ نے لعنت بھیجی ہے۔“

(صحیح بخاری جلد سوم کتاب اللباس حدیث نمبر 873 صفحہ نمبر 352، انٹر نیشنل نمبر 5933)

حدیث:

حَدَّثَنِي مُحَمَّدُ بْنُ مُقَاتِلٍ، أَخْبَرَنَا عَبْدُ اللَّهِ، أَخْبَرَنَا عُبَيْدُ اللَّهِ، عَنْ نَافِعٍ، عَنِ ابْنِ عُمَرَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا، أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: "لَعَنَ اللَّهُ الْوَاصِلَةَ وَالْمُسْتَوْصِلَةَ وَالْوَاشِمَةَ وَالْمُسْتَوْشِمَةَ" وَقَالَ نَافِعٌ: الْوَشْمُ فِي اللِّثَةِ.

ترجمہ: ہم سے محمد بن مقاتل نے بیان کیا، کہا ہم کو عبداللہ بن مبارک نے خبر دی، کہا ہم کو عبیداللہ عمری نے خبر دی، انہیں نافع نے اور انہیں عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما نے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ”اللہ نے مصنوعی بال جوڑنے والیوں پر، جڑوانے والیوں پر، گودنے والیوں پر اور گدوانے والیوں پر لعنت بھیجی ہے۔“ نافع نے کہا کہ گودنا کبھی مسوڑے پر بھی گودا جاتا ہے۔

(صحیح بخاری جلد سوم کتاب اللباس حدیث نمبر 877 صفحہ نمبر 354، انٹر نیشنل نمبر 5937)

حدیث:

حَدَّثَنِي مُحَمَّدٌ، حَدَّثَنَا عَبْدَةُ، عَنْ عُبَيْدِ اللَّهِ، عَنْ نَافِعٍ، عَنِ ابْنِ عُمَرَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا، قَالَ: "لَعَنَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الْوَاصِلَةَ وَالْمُسْتَوْصِلَةَ وَالْوَاشِمَةَ وَالْمُسْتَوْشِمَةَ".

ترجمہ: ہم سے محمد بن سلام نے بیان کیا، ان سے عبدہ نے بیان کیا، ان سے عبیداللہ نے بیان کیا، ان سے نافع نے اور ان سے عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما نے بیان کیا کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے مصنوعی بال جوڑنے والی اور جڑوانے والی، گودنے والی اور گدوانے والی پر لعنت بھیجی ہے۔

(صحیح بخاری جلد سوم کتاب اللباس حدیث نمبر 880 صفحہ نمبر 354، انٹر نیشنل نمبر 5940)

حدیث:

حَدَّثَنِي يُوسُفُ بْنُ مُوسَى، حَدَّثَنَا الْفَضْلُ بْنُ دُكَيْنٍ، حَدَّثَنَا صَخْرُ بْنُ جُوَيْرِيَةَ، عَنْ نَافِعٍ، عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ عُمَرَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا، سَمِعْتُ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، أَوْ قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: "الْوَاشِمَةُ وَالْمُوتَشِمَةُ وَالْوَاصِلَةُ وَالْمُسْتَوْصِلَةُ" يَعْنِي، لَعَنَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ.

ترجمہ: مجھ سے یونس بن موسیٰ نے بیان کیا، انہوں نے کہا ہم سے فضل بن دکین نے بیان کیا، انہوں نے کہا ہم سے صخر بن جویریہ نے بیان کیا، ان سے نافع نے اور ان سے عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما نے بیان کیا کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا، یا (راوی نے اس طرح بیان کیا کہ) نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا "گودنے والی، گدوانے والی، مصنوعی بال جوڑنے والی اور جڑوانے والی" یعنی نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ان سب پر لعنت بھیجی ہے۔

(صحیح بخاری جلد سوم کتاب اللباس حدیث نمبر 882 صفحہ نمبر 355، انٹر نیشنل نمبر 5942)

حدیث:

حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ، حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ سَعِيدٍ، عَنْ عُبَيْدِ اللَّهِ، أَخْبَرَنِي نَافِعٌ، عَنِ ابْنِ عُمَرَ، قَالَ: "لَعَنَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الْوَاصِلَةَ وَالْمُسْتَوْصِلَةَ وَالْوَاشِمَةَ وَالْمُسْتَوْشِمَةَ".

ترجمہ: ہم سے مسدد نے بیان کیا، کہا ہم سے یحییٰ بن سعید نے بیان کیا، انہیں عبیداللہ نے خبر دی، کہا مجھ کو خبر دی نافع نے اور ان سے عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما نے بیان کیا کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے مصنوعی بال لگانے والی اور لگوانے والی اور گودنے والی اور گدوانے والی پر لعنت بھیجی ہے۔

(صحیح بخاری جلد سوم کتاب اللباس حدیث نمبر 888 صفحہ نمبر 356، انٹر نیشنل نمبر 5947)

"بال جوڑنے والی اور جڑوانے والی پر لعنت۔"

حدیث:

حَدَّثَنَا آدَمُ، حَدَّثَنَا شُعْبَةُ، عَنْ عَمْرِو بْنِ مُرَّةَ، قَالَ: سَمِعْتُ الْحَسَنَ بْنَ مُسْلِمِ بْنِ يَنَّاقٍ، يُحَدِّثُ عَنْ صَفِيَّةَ بِنْتِ شَيْبَةَ، عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهَا، أَنَّ جَارِيَةً مِنَ الْأَنْصَارِ تَزَوَّجَتْ، وَأَنَّهَا مَرِضَتْ فَتَمَعَّطَ شَعَرُهَا، فَأَرَادُوا أَنْ يَصِلُوهَا، فَسَأَلُوا النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، فَقَالَ: "لَعَنَ اللَّهُ الْوَاصِلَةَ وَالْمُسْتَوْصِلَةَ"، تَابَعَهُ ابْنُ إِسْحَاقَ، عَنْ أَبَانَ بْنِ صَالِحٍ، عَنِ الْحَسَنِ، عَنْ صَفِيَّةَ، عَنْ عَائِشَةَ.

ترجمہ: ہم سے آدم بن ابی ایاس نے بیان کیا، کہا ہم سے شعبہ نے بیان کیا، ان سے عمرو بن مرہ نے بیان کیا کہ میں نے حسن بن مسلم بن نیاق سے سنا، وہ صفیہ بنت شیبہ سے بیان کرتے تھے اور ان سے عائشہ رضی اللہ عنہا نے بیان کیا کہ انصار کی ایک لڑکی نے شادی کی۔ اس کے بعد وہ بیمار ہو گئی اور اس کے سر کے بال جھڑ گئے، اس کے گھر والوں نے چاہا کہ اس کے بالوں میں مصنوعی بال لگا دیں۔ اس لیے انہوں نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے اس کے متعلق پوچھا۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ نے مصنوعی بال جوڑنے والی اور جڑوانے والی دونوں پر لعنت بھیجی ہے۔ شعبہ کے ساتھ اس حدیث کو محمد بن اسحاق نے بھی ابان بن صالح سے، انہوں نے حسن بن مسلم سے، انہوں نے صفیہ سے، انہوں نے عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت کی ہے۔

(صحیح بخاری جلد سوم کتاب اللباس حدیث نمبر 874 صفحہ نمبر 353، انٹر نیشنل نمبر 5934)

حدیث:

حَدَّثَنِي أَحْمَدُ بْنُ الْمِقْدَامِ، حَدَّثَنَا فُضَيْلُ بْنُ سُلَيْمَانَ، حَدَّثَنَا مَنْصُورُ بْنُ عَبْدِ الرَّحْمَنِ، قَالَ: حَدَّثَتْنِي أُمِّي، عَنْ أَسْمَاءَ بِنْتِ أَبِي بَكْرٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا، أَنَّ امْرَأَةً جَاءَتْ إِلَى رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، فَقَالَتْ: إِنِّي أَنْكَحْتُ ابْنَتِي ثُمَّ أَصَابَهَا شَكْوَى فَتَمَرَّقَ رَأْسُهَا وَزَوْجُهَا يَسْتَحِثُّنِي بِهَا، أَفَأَصِلُ رَأْسَهَا؟ "فَسَبَّ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الْوَاصِلَةَ وَالْمُسْتَوْصِلَةَ".

ترجمہ: مجھ سے احمد بن مقدام نے بیان کیا، کہا ہم سے فضل بن سلیمان نے بیان کیا، کہا ہم سے منصور بن عبدالرحمن نے بیان کیا، کہا کہ مجھ سے میری والدہ صفیہ بنت شیبہ نے بیان کیا، ان سے اسماء بنت ابی بکر رضی اللہ عنہما نے بیان کیا کہ ایک خاتون نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئیں اور کہا کہ میں نے اپنی لڑکی کی شادی کی ہے اس کے بعد وہ بیمار ہو گئی اور اس کے سر کے بال جھڑ گئے اور اس کا شوہر مجھ پر اس کے معاملہ میں زور دیتا ہے۔ کیا میں اس کے سر میں مصنوعی بال لگا دوں؟ اس پر نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے مصنوعی بال جوڑنے والیوں اور جڑوانے والیوں کو برا کہا، ان پر لعنت بھیجی۔

(صحیح بخاری جلد سوم کتاب اللباس حدیث نمبر 875 صفحہ نمبر 353، انٹرنیشنل نمبر 5935)

حديث:

حَدَّثَنَا آدَمُ، حَدَّثَنَا شُعْبَةُ، عَنْ هِشَامِ بْنِ عُرْوَةَ، عَنِ امْرَأَتِهِ فَاطِمَةَ، عَنْ أَسْمَاءَ بِنْتِ أَبِي بَكْرٍ، قَالَتْ: "لَعَنَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الْوَاصِلَةَ وَالْمُسْتَوْصِلَةَ".

ترجمہ: ہم سے آدم بن ابی ایاس نے بیان کیا، کہا ہم سے شعبہ نے بیان کیا، ان سے ہشام بن عروہ نے، ان سے ان کی بیوی فاطمہ نے، ان سے اسماء بنت ابی بکر رضی اللہ عنہما نے بیان کیا کہ `نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے مصنوعی بال لگانے والی اور لگوانے والی پر لعنت بھیجی ہے۔

(صحیح بخاری جلد سوم کتاب اللباس حدیث نمبر 876 صفحہ نمبر 353، انٹرنیشنل نمبر 5936)

حديث:

حَدَّثَنَا الْحُمَيْدِيُّ، حَدَّثَنَا سُفْيَانُ، حَدَّثَنَا هِشَامٌ، أَنَّهُ سَمِعَ فَاطِمَةَ بِنْتَ الْمُنْذِرِ، تَقُولُ: سَمِعْتُ أَسْمَاءَ، قَالَتْ: سَأَلَتِ امْرَأَةٌ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، فَقَالَتْ: يَا رَسُولَ اللَّهِ، إِنَّ ابْنَتِي أَصَابَتْهَا الْحَصْبَةُ فَامَّرَقَ شَعَرُهَا وَإِنِّي زَوَّجْتُهَا، أَفَأَصِلُ فِيهِ؟ فَقَالَ: "لَعَنَ اللَّهُ الْوَاصِلَةَ وَالْمَوْصُولَةَ".

ترجمہ: ہم سے امام حمیدی نے بیان کیا، کہا ہم سے سفیان بن عیینہ نے، ان سے ہشام بن عروہ نے بیان کیا، انہوں نے فاطمہ بنت منذر سے سنا، انہوں نے بیان کیا کہ میں نے اسماء بنت ابو بکر رضی اللہ عنہما سے سنا، انہوں نے بیان کیا کہ ایک عورت نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے پوچھا کہ یا رسول اللہ! میری لڑکی کو خسرے کا بخار ہو گیا اور اس سے اس کے بال جھڑ گئے۔ میں اس کی شادی بھی کر چکی ہوں تو کیا اس کے مصنوعی بال لگا دوں؟ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اللہ نے مصنوعی بال لگانے والی اور جس کے لگایا جائے، دونوں پر لعنت بھیجی ہے۔

(صحیح بخاری جلد سوم کتاب اللباس حدیث نمبر 881 صفحہ نمبر 354، انٹرنیشنل نمبر 5941)

گودنے والی، گدوانے والی، چہرے کے بال صاف کرنے والی اور خوبصورتی کیلئے دانتوں کو کشادہ کرنے والی عورت پر لعنت۔

حدیث:

حَدَّثَنَا عُثْمَانُ، حَدَّثَنَا جَرِيرٌ، عَنْ مَنْصُورٍ، عَنْ إِبْرَاهِيمَ، عَنْ عَلْقَمَةَ، قَالَ عَبْدُ اللَّهِ "لَعَنَ اللَّهُ الْوَاشِمَاتِ وَالْمُتَنَمِّصَاتِ وَالْمُتَفَلِّجَاتِ لِلْحُسْنِ الْمُغَيِّرَاتِ خَلْقَ اللَّهِ تَعَالَى"، مَا لِي لاَ أَلْعَنُ مَنْ لَعَنَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَهُوَ فِي كِتَابِ اللَّهِ وَمَا آتَاكُمُ الرَّسُولُ فَخُذُوهُ سورة الحشر آية 7.

ترجمہ: ہم سے عثمان بن ابی شیبہ نے بیان کیا، کہا ہم سے جریر بن عبدالحمید نے بیان کیا، ان سے منصور بن معتمر نے، ان سے ابراہیم نخعی نے، ان سے علقمہ نے اور ان سے عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ نے کہ اللہ تعالیٰ نے حسن کے لیے گودنے والیوں، گدوانے والیوں پر اور چہرے کے بال اکھاڑنے والیوں پر اور دانتوں کے درمیان کشادگی پیدا کرنے والیوں پر، جو اللہ کی خلقت کو بدلیں ان سب پر لعنت بھیجی ہے، میں بھی کیوں نہ ان لوگوں پر لعنت کروں جن پر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے لعنت کی ہے اور اس کی دلیل کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی لعنت خود قرآن مجید میں موجود ہے۔ آیت «وما آتاكم الرسول فخذوه» ہے۔

(صحیح بخاری جلد سوم کتاب اللباس حدیث نمبر 872 صفحہ نمبر 352، انٹرنیشنل نمبر 5931)

حدیث:

حَدَّثَنِي مُحَمَّدُ بْنُ مُقَاتِلٍ، أَخْبَرَنَا عَبْدُ اللَّهِ، أَخْبَرَنَا سُفْيَانُ، عَنْ مَنْصُورٍ، عَنْ إِبْرَاهِيمَ، عَنْ عَلْقَمَةَ، عَنِ ابْنِ مَسْعُودٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ، قَالَ: "لَعَنَ اللَّهُ الْوَاشِمَاتِ وَالْمُتَنَمِّصَاتِ وَالْمُتَفَلِّجَاتِ لِلْحُسْنِ، الْمُغَيِّرَاتِ خَلْقَ اللَّهِ، مَا لِي لَا أَلْعَنُ مَنْ لَعَنَهُ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَهُوَ فِي كِتَابِ اللَّهِ".

ترجمہ: مجھ سے محمد بن مقاتل نے بیان کیا، کہا ہم کو عبداللہ بن مبارک نے خبر دی، کہا ہم کو سفیان بن عیینہ نے خبر دی، انہیں منصور نے، انہیں ابراہیم نخعی نے، انہیں علقمہ نے اور ان سے عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ اللہ تعالیٰ نے گودنے والیوں پر اور گدوانے والیوں پر اور چہرے کے بال اکھاڑنے والیوں پر اور خوبصورتی پیدا کرنے کے لیے سامنے کے دانتوں کے درمیان کشادگی کرنے والیوں پر جو اللہ کی پیدائش میں تبدیلی کرتی ہیں، لعنت بھیجی ہے پھر میں کیوں نہ ان پر لعنت بھیجوں جن پر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے لعنت بھیجی ہے اور وہ اللہ کی کتاب میں موجود ہے۔

(صحیح بخاری جلد سوم کتاب اللباس حدیث نمبر 883 صفحہ نمبر 355، انٹر نیشنل نمبر 5943)

حدیث:

حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الْمُثَنَّى، حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّحْمَنِ، عَنْ سُفْيَانَ، عَنْ مَنْصُورٍ، عَنْ إِبْرَاهِيمَ، عَنْ عَلْقَمَةَ، عَنْ عَبْدِ اللَّهِ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ، "لَعَنَ اللَّهُ الْوَاشِمَاتِ وَالْمُسْتَوْشِمَاتِ وَالْمُتَنَمِّصَاتِ وَالْمُتَفَلِّجَاتِ لِلْحُسْنِ الْمُغَيِّرَاتِ خَلْقَ اللَّهِ، مَا لِي لَا أَلْعَنُ مَنْ لَعَنَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَهُوَ فِي كِتَابِ اللَّهِ".

ترجمہ: ہم سے محمد بن مثنیٰ نے بیان کیا، کہا ہم سے عبدالرحمٰن نے بیان کیا، ان سے سفیان بن عیینہ نے، ان سے منصور نے، ان سے ابراہیم نے، ان سے علقمہ نے اور ان سے عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ نے کہ گودنے والیوں پر اور گدوانے والیوں پر، بال اکھاڑنے والیوں پر اور خوبصورتی کے لیے دانتوں کے درمیان کشادگی کرنے والیوں پر جو اللہ کی پیدائش میں تبدیلی کرتی ہیں، اللہ تعالیٰ نے لعنت بھیجی ہے پھر میں بھی کیوں نہ ان پر لعنت بھیجوں جن پر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے لعنت بھیجی ہے اور وہ کتاب اللہ میں بھی موجود ہے۔

(صحیح بخاری جلد سوم کتاب اللباس حدیث نمبر 889 صفحہ نمبر 356، انٹر نیشنل نمبر 5948)

حضور صلی اللہ علیہ والہ وسلم نے گودنے سے منع فرمایا ہے۔

حدیث:

حَدَّثَنِي يَحْيَى، حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّزَّاقِ، عَنْ مَعْمَرٍ، عَنْ هَمَّامٍ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ، قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: "الْعَيْنُ حَقٌّ، وَنَهَى عَنِ الْوَشْمِ".

ترجمہ: مجھ سے یحییٰ بن ابی بشیر نے بیان کیا، کہا ہم سے عبد الرزاق نے بیان کیا، ان سے معمر نے، ان سے ہمام نے اور ان سے ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ”نظر لگ جانا حق ہے“ اور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے گودنے سے منع فرمایا۔

(صحیح بخاری جلد سوم کتاب اللباس حدیث نمبر 884 صفحہ نمبر 355، انٹرنیشنل نمبر 5944)

گودنے اور گدوانے والی پر لعنت۔

حدیث:

حَدَّثَنَا سُلَيْمَانُ بْنُ حَرْبٍ، حَدَّثَنَا شُعْبَةُ، عَنْ عَوْنِ بْنِ أَبِي جُحَيْفَةَ، قَالَ: رَأَيْتُ أَبِي، فَقَالَ "إِنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نَهَى عَنْ ثَمَنِ الدَّمِ وَثَمَنِ الْكَلْبِ وَآكِلِ الرِّبَا وَمُوكِلِهِ وَالْوَاشِمَةِ وَالْمُسْتَوْشِمَةِ".

ترجمہ: ہم سے سلیمان بن حرب نے بیان کیا، کہا ہم سے شعبہ نے بیان کیا، ان سے عون بن ابی حجیفہ نے بیان کیا کہ میں نے اپنے والد (ابو حجیفہ رضی اللہ عنہ) کو دیکھا، انہوں نے کہا کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے خون کی قیمت، کتے کی قیمت کھانے سے منع فرمایا اور سود لینے والے اور دینے والے، گودنے والی اور گودانے والی (پر لعنت بھیجی)۔

(صحیح بخاری جلد سوم کتاب اللباس حدیث نمبر 886 صفحہ نمبر 355، انٹرنیشنل نمبر 5945)

حضور صلی اللہ علیہ والہ وسلم نے فرمایا کہ نہ کوئی گودے اور نہ گدوائے۔

حدیث:

حَدَّثَنَا زُهَيْرُ بْنُ حَرْبٍ، حَدَّثَنَا جَرِيرٌ، عَنْ عُمَارَةَ، عَنْ أَبِي زُرْعَةَ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ، قَالَ: أُتِيَ عُمَرُ بِامْرَأَةٍ تَشِمُ، فَقَامَ، فَقَالَ: أَنْشُدُكُمْ بِاللَّهِ مَنْ سَمِعَ مِنَ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي الْوَشْمِ؟ فَقَالَ أَبُو هُرَيْرَةَ: فَقُمْتُ، فَقُلْتُ: يَا أَمِيرَ الْمُؤْمِنِينَ أَنَا سَمِعْتُ، قَالَ: مَا سَمِعْتَ؟ قَالَ: سَمِعْتُ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ: "لَا تَشِمْنَ وَلَا تَسْتَوْشِمْنَ".

ترجمہ: ہم سے زہیر بن حرب نے بیان کیا، کہا ہم سے جریر نے بیان کیا، ان سے عمارہ نے، ان سے ابوزرعہ نے اور ان سے ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ عمر رضی اللہ عنہ کے پاس ایک عورت لائی گئی جو گودنے کا کام کرتی تھی۔ عمر رضی اللہ عنہ کھڑے ہو گئے (اور اس وقت موجود صحابہ سے) کہا میں تمہیں اللہ کا واسطہ دیتا ہوں کسی نے کچھ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے گودنے کے متعلق سنا ہے۔ ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نے کہا کہ میں نے کھڑے ہو کر عرض کیا: امیر المؤمنین! میں نے سنا ہے۔ عمر رضی اللہ عنہ نے پوچھا کیا سنا ہے؟ ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ میں نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا ہے کہ گودنے کا کام نہ کرو اور نہ گدواؤ۔

(صحیح بخاری جلد سوم کتاب اللباس حدیث نمبر 887 صفحہ نمبر 356، انٹر نیشنل نمبر 5946)

نبی کریم صلی اللہ علیہ والہ وسلم نے بالوں کے جوڑنے کو دھوکہ بازی قرار دیا ہے۔

حدیث:

حَدَّثَنَا آدَمُ، حَدَّثَنَا شُعْبَةُ، حَدَّثَنَا عَمْرُو بْنُ مُرَّةَ، سَمِعْتُ سَعِيدَ بْنَ الْمُسَيِّبِ، قَالَ: قَدِمَ مُعَاوِيَةُ الْمَدِينَةَ آخِرَ قَدْمَةٍ قَدِمَهَا فَخَطَبَنَا، فَأَخْرَجَ كُبَّةً مِنْ شَعَرٍ قَالَ: "مَا كُنْتُ أَرَى أَحَدًا يَفْعَلُ هَذَا غَيْرَ الْيَهُودِ، إِنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ سَمَّاهُ الزُّورَ"، يَعْنِي الْوَاصِلَةَ فِي الشَّعَرِ.

ترجمہ: ہم سے آدم بن ابی ایاس نے بیان کیا، کہا ہم سے شعبہ نے بیان کیا، کہا ہم سے عمرو بن مرہ نے بیان کیا کہ میں نے سعید بن مسیب سے سنا، انہوں نے بیان کیا کہ معاویہ رضی اللہ عنہ آخری مرتبہ مدینہ منورہ تشریف لائے اور ہمیں خطبہ دیا۔ آپ نے بالوں کا ایک گچھا نکال کے کہا کہ یہ یہودیوں کے سوا اور کوئی نہیں کرتا تھا۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے اسے «زور» یعنی فریبی فرمایا یعنی جو بالوں میں جوڑ لگائے تو ایسا آدمی مرد ہو یا عورت وہ مکار ہے جو اپنے مکر و فریب پر اس طور پر پردہ ڈالتا ہے۔

(صحیح بخاری جلد سوم کتاب اللباس حدیث نمبر 878 صفحہ نمبر 354، انٹر نیشنل نمبر 5938)

حدیث:

حَدَّثَنَا عَبْدُ اللَّهِ بْنُ يُوسُفَ، قَالَ: حَدَّثَنَا اللَّيْثُ، عَنْ يَزِيدَ، عَنْ أَبِي الْخَيْرِ، عَنْ عُقْبَةَ بْنِ عَامِرٍ، قَالَ: "أُهْدِيَ إِلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَرُّوجُ حَرِيرٍ، فَلَبِسَهُ فَصَلَّى فِيهِ، ثُمَّ انْصَرَفَ فَنَزَعَهُ نَزْعًا شَدِيدًا كَالْكَارِهِ لَهُ، وَقَالَ: لَا يَنْبَغِي هَذَا لِلْمُتَّقِينَ".

ترجمہ: ”ابوالخیر سے روایت ہے کہ حضرت عقبہ بن عامر نے فرمایا کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ والہ وسلم کی خدمت میں تحفتاً ایک ریشمی جُبّہ پیش کیا گیا تو آپ نے وہ پہن لیا اور نماز پڑھی، پھر فارغ ہوئے تو اسے زور سے اُتار دیا گویا پسند نہ آیا اور فرمایا یہ پرہیز گاروں کیلئے مناسب نہیں ہے۔“

(صحیح بخاری جلد اوّل کتاب الصلوٰۃ حدیث نمبر 365 صفحہ نمبر 244، انٹر نیشنل نمبر 375)

حدیث:

حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ بْنُ سَعِيدٍ، حَدَّثَنَا اللَّيْثُ، عَنْ يَزِيدَ بْنِ أَبِي حَبِيبٍ، عَنْ أَبِي الْخَيْرِ، عَنْ عُقْبَةَ بْنِ عَامِرٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ أَنَّهُ قَالَ: "أُهْدِيَ لِرَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَرُّوجُ حَرِيرٍ، فَلَبِسَهُ ثُمَّ صَلَّى فِيهِ، ثُمَّ انْصَرَفَ فَنَزَعَهُ نَزْعًا شَدِيدًا كَالْكَارِهِ لَهُ، ثُمَّ قَالَ: لَا يَنْبَغِي هَذَا لِلْمُتَّقِينَ"، تَابَعَهُ عَبْدُ اللَّهِ بْنُ يُوسُفَ، عَنِ اللَّيْثِ، وَقَالَ غَيْرُهُ، فَرُّوجٌ حَرِيرٌ.

ترجمہ: ہم سے قتیبہ بن سعید نے بیان کیا، کہا ہم سے لیث بن سعد نے بیان کیا، ان سے یزید بن ابی حبیب نے، ان سے ابوالخیر نے اور ان سے عقبہ بن عامر رضی اللہ عنہ نے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو ریشم کی فروج (قباء) ہدیہ میں دی گئی۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے اسے پہنا (ریشم کا مردوں کے لیے حرمت کے حکم سے پہلے) اور اسی کو پہنے ہوئے نماز پڑھی۔ پھر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اسے بڑی تیزی کے ساتھ اتار ڈالا جیسے آپ اس سے ناگواری محسوس کرتے ہوں پھر فرمایا کہ یہ متقیوں کے لیے مناسب نہیں ہے۔ اس روایت کی متابعت عبداللہ بن یوسف نے کی ان سے لیث نے اور عبداللہ بن یوسف کے علاوہ دوسروں نے کہا کہ «فروج حریر.» ۔

(صحیح بخاری، انٹرنیشنل نمبر 5801)

☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆

باب نمبر۔22

صحیح بخاری کے مطابق

جھاڑ پھونک کا معاوضہ لینا سنّت ہے

قرآن کے مطابق

قرآنی آیات کو بیچنا جُرم ہے

قرآن مجید میں اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے :

قرآن:

وَلَا تَشْتَرُوْا بِاٰیٰتِیْ ثَمَنًا قَلِیْلًاؕ (44/5)

"میری آیتوں کو تھوڑے مول پر نہ بیچو۔"

{سورۃ المائدۃ سورہ نمبر 5 آیت نمبر 44}

قرآن:

وَلَا تَشْتَرُوْا بِاٰیٰتِیْ ثَمَنًا قَلِیْلًاز (41/2)

ترجمہ: "میری آیتوں کو تھوڑے مول پر نہ بیچو۔"

{سورۃ البقرۃ سورہ نمبر 2 آیت نمبر 41}

ایک جگہ فرمایا :

قرآن:

اِنَّ الَّذِيْنَ يَكْتُمُوْنَ مَآ اَنْزَلَ اللّٰهُ مِنَ الْكِتٰبِ وَيَشْتَرُوْنَ بِهٖ ثَمَنًا قَلِيْلًا لا اُولٰٓئِكَ مَا يَاْكُلُوْنَ فِيْ بُطُوْنِهِمْ اِلَّا النَّارَ وَلَا يُكَلِّمُهُمُ اللّٰهُ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ وَلَا يُزَكِّيْهِمْ صلے ج وَلَهُمْ عَذَابٌ اَلِيْمٌ (174/2)

ترجمہ: ”بے شک جو لوگ اللہ تعالیٰ کی اُتاری ہوئی کتاب چھپاتے ہیں اور اسے تھوڑی تھوڑی سی قیمت پر بیچتے ہیں، یقین مانو کہ یہ اپنے پیٹ میں آگ بھر رہے ہیں، قیامت کے دن اللہ تعالیٰ ان سے بات بھی نہ کرے گا، نہ ان کو پاک کرے گا بلکہ ان کیلئے دردناک عذاب ہے۔“(سورۃ البقرۃ سورہ نمبر 2 آیت نمبر 174)

تھوڑے مول پر نہ بیچو“ کا یہ مطلب نہیں کہ زیادہ معاوضہ مل جائے تو مہنگے داموں فروخت کر دو، اللہ تعالیٰ نے قرآنِ کریم میں دنیا کی ” ہر چیز کو آخرت کے مقابلے میں ”قلیل“ کہا ہے۔ چنانچہ ارشاد ہوتا ہے :

قرآن:

قُلْ مَتَاعُ الدُّنْيَا قَلِيْلٌ ج (77/4)

”آپؐ فرمادیں دنیا کا فائدہ تھوڑا ہے۔“

قرآن:

اَرَضِيْتُمْ بِالْحَيٰوةِ الدُّنْيَا مِنَ الْاٰخِرَةِ ج فَمَا مَتَاعُ الْحَيٰوةِ الدُّنْيَا فِي الْاٰخِرَةِ اِلَّا قَلِيْلٌ (38/9)

ترجمہ: ”کیا تم نے آخرت کے مقابلہ میں دنیا کی زندگی کو پسند کر لیا؟ سو (کچھ بھی) نہیں ہے زندگی کا سامان آخرت کے مقابلہ میں مگر قلیل۔“(سورۃ التوبۃ سورہ نمبر 9 آیت نمبر 38)

لہٰذا مطلب یہ ہے کہ دنیاوی مفاد حاصل کرنے کیلئے دین فروشی مت کرو۔ لیکن صحیح بخاری کی درج ذیل حدیث میں صحابہ کرام رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین اور حضور صلی اللہ علیہ والہ وسلم کو اس جرم کا مرتکب ٹھہرایا جا رہا ہے۔ (نقلِ کفر کفر نہ باشد)۔

حدیث:

حَدَّثَنِي مُحَمَّدُ بْنُ الْمُثَنَّى، حَدَّثَنَا وَهْبٌ، حَدَّثَنَا هِشَامٌ، عَنْ مُحَمَّدٍ، عَنْ مَعْبَدٍ، عَنْ أَبِي سَعِيدٍ الْخُدْرِيِّ، قَالَ: " كُنَّا فِي مَسِيرٍ لَنَا، فَنَزَلْنَا فَجَاءَتْ جَارِيَةٌ، فَقَالَتْ: إِنَّ سَيِّدَ الْحَيِّ سَلِيمٌ، وَإِنَّ نَفَرَنَا غَيْبٌ، فَهَلْ مِنْكُمْ رَاقٍ؟ فَقَامَ مَعَهَا رَجُلٌ مَا كُنَّا نَأْبُنُهُ بِرُقْيَةٍ فَرَقَاهُ، فَبَرَأَ فَأَمَرَ لَهُ بِثَلَاثِينَ شَاةً وَسَقَانَا لَبَنًا، فَلَمَّا رَجَعَ، قُلْنَا لَهُ: أَكُنْتَ تُحْسِنُ رُقْيَةً، أَوْ كُنْتَ تَرْقِي؟ قَالَ: لَا مَا رَقَيْتُ إِلَّا بِأُمِّ الْكِتَابِ، قُلْنَا: لَا تُحْدِثُوا شَيْئًا حَتَّى نَأْتِيَ أَوْ نَسْأَلَ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، فَلَمَّا قَدِمْنَا الْمَدِينَةَ ذَكَرْنَاهُ لِلنَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، فَقَالَ: وَمَا كَانَ يُدْرِيهِ أَنَّهَا رُقْيَةٌ، اقْسِمُوا وَاضْرِبُوا لِي بِسَهْمٍ "، وَقَالَ أَبُو مَعْمَرٍ: حَدَّثَنَا عَبْدُ الْوَارِثِ، حَدَّثَنَا هِشَامٌ، حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ سِيرِينَ، حَدَّثَنِي مَعْبَدُ بْنُ سِيرِينَ، عَنْ أَبِي سَعِيدٍ الْخُدْرِيِّ، بِهَذَا.

ترجمہ: ’’حضرت ابو سعید خدری رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ سفر کے دوران ہم ایک جگہ ٹھہرے ہوئے تھے کہ ہمارے پاس ایک لونڈی آئی اور کہنے لگی کہ اس قبیلے کے سردار کو سانپ نے ڈس لیا ہے اور قبیلے والے موجود نہیں ہیں تو کیا آپ حضرات میں کوئی دَم کرنے والا ہے؟ پس ہم میں سے ایک آدمی اس کے ساتھ اُٹھ کھڑا ہوا، حالانکہ ہم نے نہیں سنا تھا کہ اسے دَم کرنا آتا ہے، پس اس نے دَم کیا اور وہ سردار اچھا ہو گیا۔ سردار نے اسے تیس (30) بکریاں دینے کا حکم دیا اور ہمیں دودھ پلایا۔ جب وہ واپس لوٹا تو ہم نے اس سے کہا، کیا آپ اچھی طرح دَم کرنا جانتے ہیں؟ اس نے کہا، نہیں میں نے دَم تو نہیں کیا، سوائے اس کے کہ سورۃ الفاتحہ پڑھ دی تھی۔ ہم نے طے کیا کہ اس بارے میں ہمیں کچھ نہیں کہنا چاہیے جب تک ہم نبی کریم صلی اللہ علیہ والہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہو کر دریافت نہ کر لیں۔ پس جب ہم مدینہ منورہ میں پہنچے تو ہم نے نبی کریم صلی اللہ علیہ والہ وسلم کے حضور میں اس کا ذکر کیا تو آپؐ نے فرمایا اسے کیسے معلوم ہوا کہ اسے پڑھ کر دَم کیا جا سکتا ہے؟ بہر حال بکریاں بانٹ لو اور ایک حصہ میرا بھی ہو۔‘‘

(صحیح بخاری جلد سوم کتاب التفسیر حدیث نمبر 2 صفحہ نمبر 34، انٹرنیشنل نمبر 5007)

حدیث:

حَدَّثَنِي مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ، حَدَّثَنَا غُنْدَرٌ، حَدَّثَنَا شُعْبَةُ، عَنْ أَبِي بِشْرٍ، عَنْ أَبِي الْمُتَوَكِّلِ، عَنْ أَبِي سَعِيدٍ الْخُدْرِيِّ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ: "أَنَّ نَاسًا مِنْ أَصْحَابِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَتَوْا عَلَى حَيٍّ مِنْ أَحْيَاءِ الْعَرَبِ فَلَمْ يَقْرُوهُمْ، فَبَيْنَمَا هُمْ كَذَلِكَ إِذْ لُدِغَ سَيِّدُ أُولَئِكَ، فَقَالُوا: هَلْ مَعَكُمْ مِنْ دَوَاءٍ أَوْ رَاقٍ، فَقَالُوا: إِنَّكُمْ لَمْ تَقْرُونَا وَلَا نَفْعَلُ حَتَّى تَجْعَلُوا لَنَا جُعْلًا، فَجَعَلُوا لَهُمْ قَطِيعًا مِنَ الشَّاءِ، فَجَعَلَ يَقْرَأُ بِأُمِّ الْقُرْآنِ، وَيَجْمَعُ بُزَاقَهُ، وَيَتْفِلُ، فَبَرَأَ فَأَتَوْا بِالشَّاءِ، فَقَالُوا: لَا نَأْخُذُهُ حَتَّى نَسْأَلَ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، فَسَأَلُوهُ فَضَحِكَ، وَقَالَ: وَمَا أَدْرَاكَ أَنَّهَا رُقْيَةٌ خُذُوهَا وَاضْرِبُوا لِي بِسَهْمٍ".

ترجمہ: مجھ سے محمد بن بشار نے بیان کیا، کہا ہم سے غندر نے، ان سے شعبہ نے، ان سے ابوبشر نے، ان سے ابوالمتوکل نے، ان سے ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ نے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے چند صحابہ درحالت سفر عرب کے ایک قبیلہ پر گزرے۔ قبیلہ والوں نے ان کی ضیافت نہیں کی کچھ دیر بعد اس قبیلہ کے سردار کو بچھو نے کاٹ لیا، اب قبیلہ والوں نے ان صحابہ سے کہا کہ آپ لوگوں کے پاس کوئی دوا یا کوئی جھاڑنے والا ہے۔ صحابہ نے کہا کہ تم لوگوں نے ہمیں مہمان نہیں بنایا اور اب ہم اس وقت تک دم نہیں کریں گے جب تک تم ہمارے لیے اس کی مزدوری نہ مقرر کر دو۔ چنانچہ ان لوگوں نے چند بکریاں دینی منظور کر لیں پھر (ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ) سورۃ فاتحہ پڑھنے لگے اور اس پر دم کرنے میں منہ کا تھوک بھی اس جگہ پر ڈالنے لگے۔ اس سے وہ شخص اچھا ہو گیا۔ چنانچہ قبیلہ والے بکریاں لے کر آئے لیکن صحابہ نے کہا کہ جب تک ہم نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے نہ پوچھ لیں یہ بکریاں نہیں لے سکتے پھر جب نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے پوچھا تو آپ مسکرائے اور فرمایا تمہیں کیسے معلوم ہو گیا تھا کہ سورۃ فاتحہ سے دم بھی کیا جا سکتا ہے، ان بکریوں کو لے لو اور اس میں میرا بھی حصہ لگاؤ۔

(صحیح بخاری جلد سوم کتاب الطب حدیث نمبر 687 صفحہ نمبر 289، انٹرنیشنل نمبر 5736)

حدیث:

حَدَّثَنِي سِيدَانُ بْنُ مُضَارِبٍ أَبُو مُحَمَّدٍ الْبَاهِلِيُّ، حَدَّثَنَا أَبُو مَعْشَرٍ الْبَصْرِيُّ هُوَ صَدُوقٌ يُوسُفُ بْنُ يَزِيدَ الْبَرَّاءُ، قَالَ: حَدَّثَنِي عُبَيْدُ اللَّهِ بْنُ الْأَخْنَسِ أَبُو مَالِكٍ، عَنِ ابْنِ أَبِي مُلَيْكَةَ، عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ: أَنَّ نَفَرًا مِنْ أَصْحَابِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَرُّوا بِمَاءٍ فِيهِمْ لَدِيغٌ أَوْ سَلِيمٌ، فَعَرَضَ لَهُمْ رَجُلٌ مِنْ أَهْلِ الْمَاءِ، فَقَالَ: هَلْ فِيكُمْ مِنْ رَاقٍ؟ إِنَّ فِي الْمَاءِ رَجُلًا لَدِيغًا أَوْ سَلِيمًا، فَانْطَلَقَ رَجُلٌ مِنْهُمْ فَقَرَأَ بِفَاتِحَةِ الْكِتَابِ عَلَى شَاءٍ، فَبَرَأَ، فَجَاءَ بِالشَّاءِ إِلَى أَصْحَابِهِ، فَكَرِهُوا ذَلِكَ، وَقَالُوا: أَخَذْتَ عَلَى كِتَابِ اللَّهِ أَجْرًا، حَتَّى قَدِمُوا الْمَدِينَةَ، فَقَالُوا: يَا رَسُولَ اللَّهِ أَخَذَ عَلَى كِتَابِ اللَّهِ أَجْرًا، فَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: "إِنَّ أَحَقَّ مَا أَخَذْتُمْ عَلَيْهِ أَجْرًا كِتَابُ اللَّهِ".

ترجمہ: ہم سے سیدان بن مضارب ابو محمد باہلی نے بیان کیا، کہا ہم سے ابو معشر یوسف بن یزید البراء نے بیان کیا، کہا کہ مجھ سے عبیداللہ بن اخنس ابومالک نے بیان کیا، ان سے ابن ابی ملیکہ نے اور ان سے ابن عباس رضی اللہ عنہما نے کہ چند صحابہ ایک پانی سے گزرے جس کے پاس کے قبیلہ میں بچھو کا کاٹا ہوا (لدیغ یا سلیم راوی کو ان دونوں الفاظ کے متعلق شبہ تھا) ایک شخص تھا۔ قبیلہ کا ایک شخص ان کے پاس آیا اور کہا کیا آپ لوگوں میں کوئی دم جھاڑ کرنے والا ہے۔ ہمارے قبیلہ میں ایک شخص کو بچھو نے کاٹ لیا ہے چنانچہ صحابہ کی اس جماعت میں سے ایک صحابی اس شخص کے ساتھ گئے اور چند بکریوں کی شرط کے ساتھ اس شخص پر سورۃ فاتحہ پڑھی، اس سے وہ اچھا ہو گیا وہ صاحب شرط کے مطابق بکریاں اپنے ساتھیوں کے پاس لائے تو انہوں نے اسے قبول کر لینا پسند نہیں کیا اور کہا کہ اللہ کی کتاب پر تم نے اجرت لے لی۔ آخر جب سب لوگ مدینہ آئے تو عرض کیا کہ یا رسول اللہ! ان صاحب نے اللہ کی کتاب پر اجرت لے لی ہے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جن چیزوں پر تم اجرت لے سکتے ہو ان میں سے زیادہ اس کی مستحق اللہ کی کتاب ہی ہے۔

(صحیح بخاری جلد سوم کتاب الطب حدیث نمبر 688 صفحہ نمبر 290، انٹر نیشنل نمبر 5737)

حدیث:

حَدَّثَنَا مُوسَى بْنُ إِسْمَاعِيلَ، حَدَّثَنَا أَبُو عَوَانَةَ، عَنْ أَبِي بِشْرٍ، عَنْ أَبِي الْمُتَوَكِّلِ، عَنْ أَبِي سَعِيدٍ: "أَنَّ رَهْطًا مِنْ أَصْحَابِ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ انْطَلَقُوا فِي سَفْرَةٍ سَافَرُوهَا حَتَّى نَزَلُوا بِحَيٍّ مِنْ أَحْيَاءِ الْعَرَبِ،

فَاسْتَضَافُوهُمْ، فَأَبَوْا أَنْ يُضَيِّفُوهُمْ، فَلُدِغَ سَيِّدُ ذَلِكَ الْحَيِّ، فَسَعَوْا لَهُ بِكُلِّ شَيْءٍ لَا يَنْفَعُهُ شَيْءٌ، فَقَالَ بَعْضُهُمْ: لَوْ أَتَيْتُمْ هَؤُلَاءِ الرَّهْطَ الَّذِينَ قَدْ نَزَلُوا بِكُمْ لَعَلَّهُ أَنْ يَكُونَ عِنْدَ بَعْضِهِمْ شَيْءٌ، فَأَتَوْهُمْ، فَقَالُوا: يَا أَيُّهَا الرَّهْطُ إِنَّ سَيِّدَنَا لُدِغَ، فَسَعَيْنَا لَهُ بِكُلِّ شَيْءٍ لَا يَنْفَعُهُ شَيْءٌ، فَهَلْ عِنْدَ أَحَدٍ مِنْكُمْ شَيْءٌ، فَقَالَ بَعْضُهُمْ: نَعَمْ وَاللَّهِ إِنِّي لَرَاقٍ، وَلَكِنْ وَاللَّهِ لَقَدِ اسْتَضَفْنَاكُمْ فَلَمْ تُضَيِّفُونَا، فَمَا أَنَا بِرَاقٍ لَكُمْ حَتَّى تَجْعَلُوا لَنَا جُعْلًا، فَصَالَحُوهُمْ عَلَى قَطِيعٍ مِنَ الْغَنَمِ، فَانْطَلَقَ فَجَعَلَ يَتْفُلُ وَيَقْرَأُ الْحَمْدُ لِلَّهِ رَبِّ الْعَالَمِينَ سورة الفاتحة آية 2، حَتَّى لَكَأَنَّمَا نُشِطَ مِنْ عِقَالٍ، فَانْطَلَقَ يَمْشِي مَا بِهِ قَلَبَةٌ، قَالَ: فَأَوْفَوْهُمْ جُعْلَهُمُ الَّذِي صَالَحُوهُمْ عَلَيْهِ، فَقَالَ بَعْضُهُمْ: اقْسِمُوا، فَقَالَ الَّذِي رَقَى: لَا تَفْعَلُوا حَتَّى نَأْتِيَ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَنَذْكُرَ لَهُ الَّذِي كَانَ، فَنَنْظُرَ مَا يَأْمُرُنَا، فَقَدِمُوا عَلَى رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَذَكَرُوا لَهُ، فَقَالَ: وَمَا يُدْرِيكَ أَنَّهَا رُقْيَةٌ أَصَبْتُمُ اقْسِمُوا وَاضْرِبُوا لِي مَعَكُمْ بِسَهْمٍ".

ترجمہ: ہم سے موسیٰ بن اسماعیل نے بیان کیا، کہا ہم سے ابو عوانہ نے بیان کیا، ان سے ابو بشر (جعفر) ان سے ابوالمتوکل علی بن داؤد نے اور ان سے ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ نے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے چند صحابہ (300 نفر) ایک سفر کے لیے روانہ ہوئے جسے انہیں طے کرنا تھا راستے میں انہوں نے عرب کے ایک قبیلہ میں پڑاؤ کیا اور چاہا کہ قبیلہ والے ان کی مہمانی کریں لیکن انہوں نے انکار کیا، پھر اس قبیلہ کے سردار کو بچھو نے کاٹ لیا اسے اچھا کرنے کی ہر طرح کی کوشش انہوں نے کر ڈالی لیکن کسی سے کچھ فائدہ نہیں ہوا۔ آخر انہیں میں سے کسی نے کہا کہ یہ لوگ جنہوں نے تمہارے قبیلہ میں پڑاؤ کر رکھا ہے ان کے پاس بھی چلو، ممکن ہے ان میں سے کسی کے پاس کوئی منتر ہو۔ چنانچہ وہ صحابہ کے پاس آئے اور کہا لوگو! ہمارے سردار کو بچھو نے کاٹ لیا ہے ہم نے ہر طرح کی بہت کوشش اس کے لیے کر ڈالی لیکن کسی سے کوئی فائدہ نہیں ہوا کیا تم لوگوں میں سے کسی کے پاس اس کے لیے منتر ہے؟ صحابہ میں سے ایک صاحب (ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ) نے کہا کہ ہاں واللہ میں جھاڑنا جانتا ہوں لیکن ہم نے تم سے کہا تھا کہ ہماری مہمانی کرو (ہم مسافر ہیں) تو تم نے انکار کر دیا تھا اس لیے میں بھی اس وقت تک نہیں جھاڑوں گا جب تک تم میرے لیے اس کی مزدوری نہ ٹھہرا دو۔ چنانچہ ان لوگوں نے کچھ بکریوں (30) پر معاملہ کر لیا۔ اب یہ صحابی روانہ ہوئے۔ یہ زمین پر تھوکتے جاتے اور «الحمد للہ رب العالمین» پڑھتے جاتے اس کی برکت سے وہ ایسا ہو گیا جیسے اس کی رسی کھل گئی ہو اور وہ اس طرح چلنے لگا جیسے اسے کوئی تکلیف ہی نہ رہی ہو۔ بیان کیا کہ پھر وعدہ کے

مطابق قبیلہ والوں نے ان صحابی کی مزدوری (30 بکریاں) ادا کر دی بعض لوگوں نے کہا کہ ان کو تقسیم کر لو لیکن جنہوں نے جھاڑا تھا انہوں نے کہا کہ ابھی نہیں، پہلے ہم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوں پوری صورت حال آپ کے سامنے بیان کر دیں پھر دیکھیں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم ہمیں کیا حکم فرماتے ہیں۔ چنانچہ سب لوگ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئے تو آپ سے اس کا ذکر کیا آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ تمہیں کیسے معلوم ہو گیا تھا کہ اس سے دم کیا جا سکتا ہے؟ تم نے اچھا کیا جاؤ ان کو تقسیم کر لو اور میرا بھی اپنے ساتھ ایک حصہ لگاؤ۔

(صحیح بخاری جلد سوم کتاب الطب حدیث نمبر 700 صفحہ نمبر 294، انٹر نیشنل نمبر 5749)

حدیث:

حَدَّثَنَا أَبُو النُّعْمَانِ، حَدَّثَنَا أَبُو عَوَانَةَ، عَنْ أَبِي بِشْرٍ، عَنْ أَبِي الْمُتَوَكِّلِ، عَنْ أَبِي سَعِيدٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ، قَالَ: "انْطَلَقَ نَفَرٌ مِنْ أَصْحَابِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي سَفْرَةٍ سَافَرُوهَا حَتَّى نَزَلُوا عَلَى حَيٍّ مِنْ أَحْيَاءِ الْعَرَبِ، فَاسْتَضَافُوهُمْ، فَأَبَوْا أَنْ يُضَيِّفُوهُمْ، فَلُدِغَ سَيِّدُ ذَلِكَ الْحَيِّ، فَسَعَوْا لَهُ بِكُلِّ شَيْءٍ، لَا يَنْفَعُهُ شَيْءٌ، فَقَالَ بَعْضُهُمْ: لَوْ أَتَيْتُمْ هَؤُلَاءِ الرَّهْطَ الَّذِينَ نَزَلُوا لَعَلَّهُ أَنْ يَكُونَ عِنْدَ بَعْضِهِمْ شَيْءٌ فَأَتَوْهُمْ، فَقَالُوا: يَا أَيُّهَا الرَّهْطُ، إِنَّ سَيِّدَنَا لُدِغَ وَسَعَيْنَا لَهُ بِكُلِّ شَيْءٍ لَا يَنْفَعُهُ، فَهَلْ عِنْدَ أَحَدٍ مِنْكُمْ مِنْ شَيْءٍ؟ فَقَالَ بَعْضُهُمْ: نَعَمْ، وَاللَّهِ إِنِّي لَأَرْقِي، وَلَكِنْ وَاللَّهِ لَقَدِ اسْتَضَفْنَاكُمْ فَلَمْ تُضَيِّفُونَا، فَمَا أَنَا بِرَاقٍ لَكُمْ حَتَّى تَجْعَلُوا لَنَا جُعْلًا فَصَالَحُوهُمْ عَلَى قَطِيعٍ مِنَ الْغَنَمِ، فَانْطَلَقَ يَتْفِلُ عَلَيْهِ، وَيَقْرَأُ: الْحَمْدُ لِلَّهِ رَبِّ الْعَالَمِينَ سورة الفاتحة آية 2، فَكَأَنَّمَا نُشِطَ مِنْ عِقَالٍ فَانْطَلَقَ يَمْشِي وَمَا بِهِ قَلَبَةٌ، قَالَ: فَأَوْفَوْهُمْ جُعْلَهُمُ الَّذِي صَالَحُوهُمْ عَلَيْهِ، فَقَالَ بَعْضُهُمْ: اقْسِمُوا، فَقَالَ: الَّذِي رَقَى، لَا تَفْعَلُوا حَتَّى نَأْتِيَ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، فَنَذْكُرَ لَهُ الَّذِي كَانَ فَنَنْظُرَ مَا يَأْمُرُنَا، فَقَدِمُوا عَلَى رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَذَكَرُوا لَهُ، فَقَالَ: وَمَا يُدْرِيكَ أَنَّهَا رُقْيَةٌ، ثُمَّ قَالَ: قَدْ أَصَبْتُمُ اقْسِمُوا وَاضْرِبُوا لِي مَعَكُمْ سَهْمًا، فَضَحِكَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ "، قَالَ أَبُو عَبْدِ اللَّهِ: وَقَالَ شُعْبَةُ: حَدَّثَنَا أَبُو بِشْرٍ، سَمِعْتُ أَبَا الْمُتَوَكِّلِ بِهَذَا.

ترجمہ: ہم سے ابوالنعمان نے بیان کیا، انہوں نے کہا ہم سے ابوعوانہ نے بیان کیا، ان سے ابوبشر نے بیان کیا، ان سے ابوالمتوکل نے بیان کیا، اوران سے ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ `نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے کچھ صحابہ رضی اللہ عنہم سفر میں تھے۔ دوران سفر میں وہ عرب کے ایک قبیلہ پر اترے۔ صحابہ نے چاہا کہ قبیلہ والے انہیں اپنا مہمان بنالیں، لیکن انہوں نے مہمانی نہیں کی، بلکہ صاف انکار کردیا۔ اتفاق سے اسی قبیلہ کے سردار کو سانپ نے ڈس لیا، قبیلہ والوں نے ہر طرح کی کوشش کرڈالی، لیکن ان کا سردار اچھا نہ ہوا۔ ان کے کسی آدمی نے کہا کہ چلوان لوگوں سے بھی پوچھیں جو یہاں آکر اترے ہیں۔ ممکن ہے کوئی دم جھاڑنے کی چیز ان کے پاس ہو۔ چنانچہ قبیلہ والے ان کے پاس آئے اور کہا کہ بھائیو! ہمارے سردار کو سانپ نے ڈس لیا ہے۔ اس کے لیے ہم نے ہر قسم کی کوشش کرڈالی لیکن کچھ فائدہ نہ ہوا۔ کیا تمہارے پاس کوئی چیز دم کرنے کی ہے؟ ایک صحابی نے کہا کہ قسم اللہ کی میں اسے جھاڑ دوں گا لیکن ہم نے تم سے میزبانی کے لیے کہا تھا اور تم نے اس سے انکار کردیا۔ اس لیے اب میں بھی اجرت کے بغیر نہیں جھاڑ سکتا، آخر بکریوں کے ایک گلے پر ان کا معاملہ طے ہوا۔ وہ صحابی وہاں گئے اور «الحمد للہ رب العالمین» پڑھ پڑھ کر دم کیا۔ ایسا معلوم ہوا جیسے کسی کی رسی کھول دی گئی ہو۔ وہ سردار اٹھ کر چلنے لگا، تکلیف و درد کا نام ونشان بھی باقی نہیں تھا۔ بیان کیا کہ پھر انہوں نے طے شدہ اجرت صحابہ کو ادا کردی۔ کسی نے کہا کہ اسے تقسیم کرلو، لیکن جنہوں نے جھاڑا تھا، وہ بولے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہو کر پہلے ہم آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے اس کا ذکر کرلیں۔ اس کے بعد دیکھیں گے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کیا حکم دیتے ہیں۔ چنانچہ سب حضرات رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم خدمت میں حاضر ہوئے اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے اس کا ذکر کیا۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا یہ تم کو کیسے معلوم ہوا کہ سورۃ فاتحہ بھی ایک رقیہ ہے؟ اس کے بعد آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ تم نے ٹھیک کیا۔ اسے تقسیم کرلو اور ایک میرا حصہ بھی لگاؤ۔ یہ فرما کر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہنس پڑے۔ شعبہ نے کہا کہ ابوالبشر نے ہم سے بیان کیا، انہوں نے ابوالمتوکل سے ایسا ہی سنا۔

(صحیح بخاری جلد اوّل کتاب الاجارہ حدیث نمبر 2120 صفحہ نمبر 834، انٹرنیشنل نمبر 2276)

حدیث نمبر 688 صفحہ نمبر 290، انٹرنیشنل نمبر 5737 میں یہ الفاظ زائد ہیں جو کہ قابل غور ہیں :

"دم کرنے والے صحابی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے ساتھی صحابہؓ نے اس بات کو ناپسند کیا اور کہا کہ آپ نے اللہ کی کتاب پر اُجرت لی ہے چنانچہ وہ مدینہ منورہ جا پہنچے اور عرض گذار ہوئے، یارسول اللہ صلی اللہ علیہ والہ وسلم! انہوں نے اللہ کی کتاب پر اُجرت لی ہے، چنانچہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ والہ وسلم نے فرمایا کہ جن باتوں کی تم مزدوری لیتے ہو، اُن میں اللہ کی کتاب سب سے زیادہ اُجرت کی مستحق ہے۔"

(صحیح بخاری جلد سوم کتاب الطب حدیث نمبر 688 صفحہ نمبر 290، انٹر نیشنل نمبر 5737)

درج بالا روایات میں اس کے علاوہ بھی دلچسپ و حیران کن نقاط موجود ہیں مثلاً :

جلد سوم حدیث نمبر 2، انٹر نیشنل نمبر 5007۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔سانپ نے کاٹا

جلد سوم حدیث نمبر 687، انٹر نیشنل نمبر 5736۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔بچھو نے کاٹا

جلد سوم حدیث نمبر 700، انٹر نیشنل نمبر 5749۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔سانپ نے کاٹا

جلد سوم حدیث نمبر 688، انٹر نیشنل نمبر 5737۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔سانپ یا بچھو نے کاٹا

جلد سوم حدیث نمبر 2120، انٹر نیشنل نمبر 2276۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔سانپ نے کاٹا

صحیح بخاری کی چند روایات ایسی ہیں جن میں بتایا گیا ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ والہ وسلم خود بھی جھاڑ پھونک کیا کرتے تھے، ان روایات کے حوالہ جات پیشِ خدمت ہیں :

(صحیح بخاری جلد سوم کتاب الطب حدیث نمبر 694 صفحہ نمبر 292، انٹر نیشنل نمبر 5743)

(صحیح بخاری جلد سوم کتاب الطب حدیث نمبر 695 صفحہ نمبر 293، انٹر نیشنل نمبر 5744)

(صحیح بخاری جلد سوم کتاب الطب حدیث نمبر 696 صفحہ نمبر 293، انٹر نیشنل نمبر 5745)

(صحیح بخاری جلد سوم کتاب الطب حدیث نمبر 697 صفحہ نمبر 293، انٹر نیشنل نمبر 5746)

(صحیح بخاری جلد سوم کتاب الطب حدیث نمبر 699 صفحہ نمبر 294، انٹر نیشنل نمبر 5748)

(صحیح بخاری جلد سوم کتاب الطب حدیث نمبر 701 صفحہ نمبر 295، انٹر نیشنل نمبر 5750)

(صحیح بخاری جلد سوم کتاب الطب حدیث نمبر 702 صفحہ نمبر 295، انٹر نیشنل نمبر 5751)

حضور ﷺ کی تعلیم۔۔۔ جھاڑ پھونک کیا کرو

اس موضوع پر صحیح بخاری کی چند احادیث ملاحظہ کیجیے :

حدیث:

حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ كَثِيرٍ، أَخْبَرَنَا سُفْيَانُ، قَالَ: حَدَّثَنِي مَعْبَدُ بْنُ خَالِدٍ، قَالَ: سَمِعْتُ عَبْدَ اللَّهِ بْنَ شَدَّادٍ، عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهَا، قَالَتْ: " أَمَرَنِي رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَوْ أَمَرَ أَنْ يُسْتَرْقَى مِنَ الْعَيْنِ ".

ترجمہ: ”ہم سے محمد بن کثیر نے بیان کیا، کہا ہم کو سفیان نے خبر دی، کہا کہ مجھ سے معبد بن خالد نے بیان کیا، کہا کہ میں نے عبداللہ بن شداد سے سنا، ان سے عائشہ رضی اللہ عنہا نے بیان کیا کہ مجھے رسول اللہ صلی اللہ علیہ والہ وسلم نے حکم دیا کہ نظر لگنے کا دَم کیا کروں۔“

(صحیح بخاری جلد سوم کتاب الطب حدیث نمبر 689 صفحہ نمبر 290، انٹر نیشنل نمبر 5738)

حدیث:

حَدَّثَنِي مُحَمَّدُ بْنُ خَالِدٍ، حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ وَهْبِ بْنِ عَطِيَّةَ الدِّمَشْقِيُّ، حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ حَرْبٍ، حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الْوَلِيدِ الزُّبَيْدِيُّ، أَخْبَرَنَا الزُّهْرِيُّ، عَنْ عُرْوَةَ بْنِ الزُّبَيْرِ، عَنْ زَيْنَبَ ابْنَةِ أَبِي سَلَمَةَ، عَنْ أُمِّ سَلَمَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهَا " أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ رَأَى فِي بَيْتِهَا جَارِيَةً فِي وَجْهِهَا سَفْعَةٌ، فَقَالَ: اسْتَرْقُوا لَهَا فَإِنَّ بِهَا النَّظْرَةَ "، تَابَعَهُ عَبْدُ اللَّهِ بْنُ سَالِمٍ، عَنِ الزُّبَيْدِيِّ، وَقَالَ عُقَيْلٌ، عَنِ الزُّهْرِيِّ، أَخْبَرَنِي عُرْوَةُ، عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ.

ترجمہ: ”ہم سے محمد بن خالد نے بیان کیا، کہا ہم سے محمد بن وہب بن عطیہ دمشقی نے بیان کیا، کہا ہم سے محمد بن حرب نے بیان کیا، کہا ہم سے محمد بن ولید زبیدی نے بیان کیا، کہا ہم کو زہری نے خبر دی، انہیں عروہ بن زبیر نے، انہیں زینب بنت ابی سلمہ رضی اللہ عنہا نے اور ان سے ام سلمہ رضی اللہ عنہا نے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ والہ وسلم نے میرے گھر کے اندر ایک لونڈی کو دیکھا جس کے چہرے پر نشانات تھے۔ ارشاد فرمایا کہ اس پر کچھ پڑھ کر دم کرو کیونکہ اس کو نظر لگ گئی ہے۔“

(صحیح بخاری جلد سوم کتاب الطب حدیث نمبر 690 صفحہ نمبر 291، انٹرنیشنل نمبر 5739)

حدیث:

حَدَّثَنَا مُوسَى بْنُ إِسْمَاعِيلَ، حَدَّثَنَا عَبْدُ الْوَاحِدِ، حَدَّثَنَا سُلَيْمَانُ الشَّيْبَانِيُّ، حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّحْمَنِ بْنُ الْأَسْوَدِ، عَنْ أَبِيهِ، قَالَ: "سَأَلْتُ عَائِشَةَ عَنِ الرُّقْيَةِ مِنَ الْحُمَةِ، فَقَالَتْ: رَخَّصَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الرُّقْيَةَ مِنْ كُلِّ ذِي حُمَةٍ".

ترجمہ: ”ہم سے موسیٰ بن اسماعیل نے بیان کیا، کہا ہم سے عبدالواحد نے بیان کیا، کہا ہم سے سلیمان شیبانی نے بیان کیا، کہا ہم سے عبدالرحمٰن بن اسود نے اور ان کے والد نے بیان کیا کہ میں نے حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے زہریلے جانور کے کاٹے پر دَم کرنے کے بارے میں دریافت کیا تو انہوں نے بتایا کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ والہ وسلم نے ہر زہریلے جانور کے کاٹے پر دَم کرنے کی اجازت مرحمت فرمائی ہے۔“

(صحیح بخاری جلد سوم کتاب الطب حدیث نمبر 692 صفحہ نمبر 291، انٹرنیشنل نمبر 5741)

☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆

باب نمبر۔23

صحیح بخاری کے مطابق

عورت سے زبردستی نکاح جائز ہے

قرآن کے مطابق

عورت اور مرد دونوں کا زبردستی نکاح حرام ہے

گزشتہ صفحات میں قرآن کی آیات پیش کی جاچکی ہیں جن میں اللہ تعالیٰ نے کسی بھی عورت سے اس کی رضامندی کے بغیر نکاح کرنے سے سختی سے منع فرمایاہے، امام بخاری رحمۃاللہ تعالیٰ علیہ نے بھی اپنی ''صحیح'' میں ایک حدیث لکھی ہے جو کہ قرآنی تعلیم کے عین مطابق ہے، جس کا ملخّص یہ ہے کہ عورت کی مرضی کے بغیر اس کا نکاح نہ کیا جائے۔ لیکن مذہبی پیشوائیت تو قرآنی آیات تک کو منسوخ کردیتی ہے، یہ تو پھر بھی حدیثِ رسول صلی اللہ علیہ والہ وسلم ہے۔ چنانچہ زبردستی شادی کو جائز قرار دینے کیلئے اسی حدیث میں مذہبی پیشوائیت کا قول بھی شامل کردیا گیا جس سے عورت کو جبراً بیوی بنانا جائز ہوگیا۔ ملاحظہ کیجیے صحیح بخاری کے اصل الفاظ :

حدیث:

حَدَّثَنَا مُسْلِمُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ، حَدَّثَنَا هِشَامٌ، حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ أَبِي كَثِيرٍ، عَنْ أَبِي سَلَمَةَ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ، عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، قَالَ: "لَا تُنْكَحُ الْبِكْرُ حَتَّى تُسْتَأْذَنَ، وَلَا الثَّيِّبُ حَتَّى تُسْتَأْمَرَ، فَقِيلَ: يَا رَسُولَ اللَّهِ، كَيْفَ إِذْنُهَا؟، قَالَ: إِذَا سَكَتَتْ"، وَقَالَ بَعْضُ النَّاسِ: إِنْ لَمْ تُسْتَأْذَنِ الْبِكْرُ وَلَمْ تَزَوَّجْ، فَاحْتَالَ رَجُلٌ فَأَقَامَ شَاهِدَيْ زُورٍ أَنَّهُ تَزَوَّجَهَا بِرِضَاهَا، فَأَثْبَتَ الْقَاضِي نِكَاحَهَا، وَالزَّوْجُ يَعْلَمُ أَنَّ الشَّهَادَةَ بَاطِلَةٌ، فَلَا بَأْسَ أَنْ يَطَأَهَا وَهُوَ تَزْوِيجٌ صَحِيحٌ.

ترجمہ: ”حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ والہ وسلم نے فرمایا: کنواری لڑکی کا نکاح نہ کیا جائے جب تک اس سے اجازت نہ لے لی جائے اور نہ ثیبہ کا جب تک وہ حکم نہ کرے۔ پس پوچھا گیا کہ یارسول اللہ صلی اللہ علیہ والہ وسلم! کنواری سے کس طرح اجازت لی جائے؟ فرمایا کہ جب وہ خاموش ہو جائے (تو یہی اجازت ہے)۔ بعض لوگوں (مذہبی پیشوائوں) کا قول ہے کہ اگر کنواری لڑکی نے اجازت نہ دی اور نہ شادی کی تو ایک شخص نے حیلہ کیا اور دو جھوٹے گواہ کھڑے کر لیے کہ اس نے رضامندی سے شادی کی ہے اور قاضی اس کے نکاح کو برقرار رکھے، حالانکہ خاوند جانتا ہے کہ گواہی باطل ہے تو اس کے ساتھ صحبت کرنے میں کوئی حرج نہیں اور یہ نکاح صحیح ہے۔“

(صحیح بخاری جلد سوم کتاب الحیل حدیث نمبر 1856 صفحہ نمبر 727، انٹرنیشنل نمبر 6968)

حدیث:

حَدَّثَنَا أَبُو نُعَيْمٍ حَدَّثَنَا شَيْبَانُ، عَنْ يَحْيَى، عَنْ أَبِي سَلَمَةَ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ، قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: "لَا تُنْكَحُ الْأَيِّمُ حَتَّى تُسْتَأْمَرَ، وَلَا تُنْكَحُ الْبِكْرُ حَتَّى تُسْتَأْذَنَ، قَالُوا: كَيْفَ إِذْنُهَا؟ قَالَ: أَنْ تَسْكُتَ"، وَقَالَ بَعْضُ النَّاسِ: إِنِ احْتَالَ إِنْسَانٌ بِشَاهِدَيْ زُورٍ عَلَى تَزْوِيجِ امْرَأَةٍ ثَيِّبٍ بِأَمْرِهَا، فَأَثْبَتَ الْقَاضِي نِكَاحَهَا إِيَّاهُ، وَالزَّوْجُ يَعْلَمُ أَنَّهُ لَمْ يَتَزَوَّجْهَا قَطُّ، فَإِنَّهُ يَسَعُهُ هَذَا النِّكَاحُ، وَلَا بَأْسَ بِالْمُقَامِ لَهُ مَعَهَا.

ترجمہ: ہم سے ابونعیم نے بیان کیا، کہا ہم سے شیبان نے بیان کیا، ان سے یحییٰ نے، ان سے ابوسلمہ نے، اور ان سے ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ”کسی بیوہ سے اس وقت تک شادی نہ کی جائے جب تک اس کا حکم نہ معلوم کر لیا جائے اور کسی کنواری سے اس وقت تک نکاح نہ کیا جائے جب تک اس کی اجازت نہ لے لی جائے۔“ صحابہ نے پوچھا: اس کی اجازت کا کیا طریقہ ہے؟ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ”یہ کہ وہ خاموش ہو جائے۔“ پھر بھی بعض لوگ کہتے ہیں کہا اگر کسی شخص نے دو جھوٹے گواہوں کے ذریعہ حیلہ کیا (اور یہ جھوٹ گھڑا) کہ کسی بیوہ عورت سے اس نے اس کی اجازت سے نکاح کیا ہے اور قاضی نے بھی اس مرد سے اس کے نکاح کا فیصلہ کر دیا جبکہ اس مرد کو خوب خبر ہے کہ اس نے اس عورت سے نکاح نہیں کیا ہے تو یہ نکاح جائز ہے اور اس کے لیے اس عورت کے ساتھ رہنا جائز ہو جائے گا۔

(صحیح بخاری جلد سوم کتاب الحیل حدیث نمبر 1858 صفحہ نمبر 728، انٹرنیشنل نمبر 6970)

نیز یہ حدیث بھی دیکھ لیں:

(صحیح بخاری جلد سوم کتاب الحیل حدیث نمبر 1853 صفحہ نمبر 726، انٹرنیشنل نمبر 6965)

☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆

باب نمبر۔24

صحیح بخاری کے مطابق

ماں بیٹی ایک نکاح میں+دو بہنیں ایک نکاح میں، ساس اور سالی سے زنا، لواطت وغیرہ

قرآن کے مطابق

ایسا نکاح حرام ہے

قرآنِ حکیم نے ماں اور بیٹی کو ایک نکاح میں جمع کرنے کو حرام قرار دیا ہے۔ارشادِ باری تعالیٰ ہے :

قرآن:

وَرَبَائِبُكُمُ اللَّاتِي فِي حُجُورِكُم مِّن نِّسَائِكُمُ اللَّاتِي دَخَلْتُم بِهِنَّ فَإِن لَّمْ تَكُونُوا دَخَلْتُم بِهِنَّ فَلَا جُنَاحَ عَلَيْكُمْ (23/4)

ترجمہ:'' (تم پر حرام کی گئیں) تمہاری وہ بیٹیاں جو تمہاری پرورش میں ہیں، تمہاری ان بیبیوں سے، جن سے تم نے صحبت کی، پس اگر تم نے ان سے صحبت نہیں کی تو کچھ گناہ نہیں۔''

{سورۃ النساء سورہ نمبر 4 آیت نمبر 23}

اسی طرح دو بہنوں کو بھی ایک نکاح میں جمع کرنے سے منع کر دیا گیا :

قرآن:

وَاَنْ تَجْمَعُوْا بَيْنَ الْاُخْتَيْنِ اِلَّا مَا قَدْ سَلَفَ ط (23/4)

ترجمہ:" اور یہ کہ (تم پر حرام کیا گیا کہ) تم دو بہنوں کو جمع کرو، مگر جو پہلے گزر چکا۔"(سورۃ النساء سورہ نمبر 4 آیت نمبر 23)

اس کے برعکس صحیح بخاری کی یہ حدیث قابلِ غور ہے :

حدیث:

وَقَالَ لَنَا أَحْمَدُ بْنُ حَنْبَلٍ: حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ سَعِيدٍ، عَنْ سُفْيَانَ، حَدَّثَنِي حَبِيبٌ، عَنْ سَعِيدِ بْنِ جُبَيْرٍ، عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ، حَرُمَ مِنَ النَّسَبِ سَبْعٌ، وَمِنَ الصِّهْرِ سَبْعٌ، ثُمَّ قَرَأَ: حُرِّمَتْ عَلَيْكُمْ أُمَّهَاتُكُمْ سورة النساء آية 23 الْآيَةَ، وَجَمَعَ عَبْدُ اللَّهِ بْنُ جَعْفَرٍ بَيْنَ ابْنَةِ عَلِيٍّ وَامْرَأَةِ عَلِيٍّ، وَقَالَ ابْنُ سِيرِينَ: لَا بَأْسَ بِهِ، وَكَرِهَهُ الْحَسَنُ مَرَّةً، ثُمَّ قَالَ: لَا بَأْسَ بِهِ، وَجَمَعَ الْحَسَنُ بْنُ الْحَسَنِ بْنِ عَلِيٍّ بَيْنَ ابْنَتَيْ عَمٍّ فِي لَيْلَةٍ، وَكَرِهَهُ جَابِرُ بْنُ زَيْدٍ لِلْقَطِيعَةِ، وَلَيْسَ فِيهِ تَحْرِيمٌ لِقَوْلِهِ تَعَالَى: وَأُحِلَّ لَكُمْ مَا وَرَاءَ ذَلِكُمْ سورة النساء آية 24، وَقَالَ عِكْرِمَةُ: عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ، "إِذَا زَنَى بِأُخْتِ امْرَأَتِهِ لَمْ تَحْرُمْ عَلَيْهِ امْرَأَتُهُ"، وَيُرْوَى عَنْ يَحْيَى الْكِنْدِيِّ، عَنِ الشَّعْبِيِّ، وَأَبِي جَعْفَرٍ، فِيمَنْ يَلْعَبُ بِالصَّبِيِّ، إِنْ أَدْخَلَهُ فِيهِ، فَلَا يَتَزَوَّجَنَّ أُمَّهُ، وَيَحْيَى هَذَا غَيْرُ مَعْرُوفٍ وَلَمْ يُتَابَعْ عَلَيْهِ، وَقَالَ عِكْرِمَةُ: عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ: "إِذَا زَنَى بِهَا لَمْ تَحْرُمْ عَلَيْهِ امْرَأَتُهُ"، وَيُذْكَرُ عَنْ أَبِي نَصْرٍ، أَنَّ ابْنَ عَبَّاسٍ حَرَّمَهُ، وَأَبُو نَصْرٍ هَذَا لَمْ يُعْرَفْ بِسَمَاعِهِ مِنَ ابْنِ عَبَّاسٍ، وَيُرْوَى عَنْ عِمْرَانَ بْنِ حُصَيْنٍ، وَجَابِرِ بْنِ زَيْدٍ، وَالْحَسَنِ، وَبَعْضِ أَهْلِ الْعِرَاقِ تَحْرُمُ عَلَيْهِ، وَقَالَ أَبُو هُرَيْرَةَ: "لَا تَحْرُمُ حَتَّى يُلْزِقَ بِالْأَرْضِ يَعْنِي يُجَامِعَ" وَجَوَّزَهُ ابْنُ الْمُسَيَّبِ، وَعُرْوَةُ، وَالزُّهْرِيُّ، وَقَالَ الزُّهْرِيُّ: قَالَ عَلِيٌّ: لَا تَحْرُمُ.

ترجمہ: اور امام احمد بن حنبل نے مجھ سے کہا کہ ہم سے یحییٰ بن سعید قطان نے بیان کیا، انہوں نے سفیان ثوری سے، کہا مجھ سے حبیب بن ابی ثابت نے بیان کیا، انہوں نے سعید بن جبیر سے، انہوں نے ابن عباس رضی اللہ عنہما سے، انہوں نے کہا خون کی رو سے تم پر سات رشتے حرام ہیں اور شادی کی وجہ سے (یعنی سسرال کی طرف سے) سات رشتے بھی۔ انہوں نے یہ آیت پڑھی «حرمت علیکم

أمهاتكم »آخر تک۔اور عبداللہ بن جعفر بن ابی طالب نے علی رضی اللہ عنہ کی صاحبزادی زینب اور علی کی بی بی (لیلیٰ بنت مسعود) دونوں سے نکاح کیا، ان کو جمع کیا اور ابن سیرین نے کہا اس میں کوئی قباحت نہیں ہے اور امام حسن بصری نے ایک بار تو اسے مکروہ کہا پھر کہنے لگے اس میں کوئی قباحت نہیں ہے اور حسن بن حسن بن علی بن ابی طالب نے اپنی دو چچازاد بہنوں کو ایک ساتھ میں نکاح میں لے لیا اور جابر بن زید تابعی نے اس کو مکروہ جانا، اس خیال سے کہ بہنوں میں جلاپا نہ پیدا ہو مگر یہ کچھ حرام نہیں ہے کیونکہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا «وأحل لكم ماوراء ذلكم» کہ ان کے سوا اور سب عورتیں تم کو حلال ہیں۔اور عکرمہ نے ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کیا کہ اگر کسی نے اپنی سالی سے زنا کیا تو اس کی بیوی (سالی کی بہن) اس پر حرام نہ ہو گی۔اور یحییٰ بن قیس کندی سے روایت ہے، انہوں نے شعبی اور جعفر سے، دونوں نے کہا اگر کوئی شخص لواطت کرے اور کسی لونڈے کے دخول کر دے تو اب اس کی ماں سے نکاح نہ کرے۔اور یحییٰ راوی مشہور شخص نہیں ہے اور نہ کسی اور نے اس کے ساتھ ہو کر یہ روایت کی ہے اور عکرمہ نے ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کی کہ اگر کسی نے اپنی ساس سے زنا کیا تو اس کی بیوی اس پر حرام نہ ہو گی۔اور سعید بن مسیب اور عروہ اور زہری نے اس کے متعلق کہا ہے کہ اگر کوئی ساس سے زنا کرے تب بھی اس کی بیٹی یعنی زنا کرنے والے کی بیوی اس پر حرام نہ ہو گی (اس کو رکھ سکتا ہے) اور زہری نے کہا علی رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ اس کی جورو اس پر حرام نہ ہو گی۔

(صحیح بخاری جلد سوم کتاب النکاح باب نمبر 54 صفحہ نمبر 70، انٹرنیشنل نمبر 5105)

☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆

باب نمبر۔25

صحیح بخاری کے مطابق

شراب حلال ہے، مینڈک حلال ہے

قرآن کے مطابق

شراب حرام ہے

قرآنِ مجید میں ارشادِ باری تعالیٰ ہے :

قرآن:

يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْٓا اِنَّمَا الْخَمْرُ وَالْمَيْسِرُ وَالْاَنْصَابُ وَالْاَزْلَامُ رِجْسٌ مِّنْ عَمَلِ الشَّيْطٰنِ فَاجْتَنِبُوْهُ لَعَلَّكُمْ تُفْلِحُوْنَ (90/5)

ترجمہ: ''اے ایمان والو! بات یہی ہے کہ شراب، جُوا اور بُت اور فال نکالنے کے پانسے کے تیر یہ سب گندی باتیں، شیطانی کام ہیں، سو ان سے بچو تا کہ تم فلاح پاؤ۔''

{سورۃ المائدہ سورہ نمبر 5 آیت نمبر 90}

اس آیت میں شراب کے متعلق اللہ تعالیٰ کا حکم بالکل واضح ہے لیکن اہلِ روایات کا خیال ہے کہ یہ آیت ان لوگوں کیلئے ہے جو شراب کے ساتھ دیگر لوازمات مثلاً گوشت وغیرہ کے اہتمام کی استطاعت نہیں رکھتے۔ہاں جو لوگ شراب کے ساتھ مچھلی کا گوشت خریدنے کی بھی

طاقت رکھتے ہیں، انہیں شراب پینے کی اجازت ہے۔ صحیح بخاری کے مطابق اگر یہ دونوں چیزیں اکٹھی استعمال کی جائیں تو شراب نہیں رہتی (گویا پانی بن جاتی ہے) حدیث ملاحظہ کیجیے :

حدیث:

وَقَالَ عُمَرُ صَيْدُهُ مَا اصْطِيدَ، وَطَعَامُهُ مَا رَمَى بِهِ، وَقَالَ أَبُو بَكْرٍ الطَّافِي حَلاَلٌ. وَقَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ طَعَامُهُ مَيْتَتُهُ إِلاَّ مَا قَذِرْتَ مِنْهَا، وَالْجِرِّيُّ لاَ تَأْكُلُهُ الْيَهُودُ وَنَحْنُ نَأْكُلُهُ. وَقَالَ شُرَيْحٌ صَاحِبُ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كُلُّ شَيْءٍ فِي الْبَحْرِ مَذْبُوحٌ. وَقَالَ عَطَاءٌ أَمَّا الطَّيْرُ فَأَرَى أَنْ يَذْبَحَهُ. وَقَالَ ابْنُ جُرَيْجٍ قُلْتُ لِعَطَاءٍ صَيْدُ الأَنْهَارِ وَقِلاَتِ السَّيْلِ أَصَيْدُ بَحْرٍ هُوَ قَالَ نَعَمْ. ثُمَّ تَلاَ: هَذَا عَذْبٌ فُرَاتٌ سَائِغٌ شَرَابُهُ وَهَذَا مِلْحٌ أُجَاجٌ وَمِنْ كُلٍّ تَأْكُلُونَ لَحْمًا طَرِيًّا. وَرَكِبَ الْحَسَنُ - عَلَيْهِ السَّلاَمُ - عَلَى سَرْجٍ مِنْ جُلُودِ كِلاَبِ الْمَاءِ. وَقَالَ الشَّعْبِيُّ لَوْ أَنَّ أَهْلِي أَكَلُوا الضَّفَادِعَ لأَطْعَمْتُهُمْ. وَلَمْ يَرَ الْحَسَنُ بِالسُّلَحْفَاةِ بَأْسًا. وَقَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ كُلْ مِنْ صَيْدِ الْبَحْرِ مَا صَادَهُ نَصْرَانِيٌّ أَوْ يَهُودِيٌّ أَوْ مَجُوسِيٌّ. وَقَالَ أَبُو الدَّرْدَاءِ فِي الْمُرِي ذَبَحَ الْخَمْرَ النِّينَانُ وَالشَّمْسُ.

ترجمہ: عمر رضی اللہ عنہ نے کہا کہ دریا کا شکار وہ ہے جو «تدبیر» یعنی جال وغیرہ سے شکار کیا جائے اور اس کا کھانا وہ ہے جسے پانی نے باہر پھینک دیا ہو۔ ابو بکر رضی اللہ عنہ نے کہا کہ جو دریا کا جانور مر کر پانی کے اوپر تیر کر آئے وہ حلال ہے۔ ابن عباس رضی اللہ عنہما نے کہا کہ ”اس کا کھانا“ سے مراد دریا کا مردار ہے، سوا اس کے جو بگڑ گیا ہو۔ بام، جھینگے، مچھلی کو یہودی نہیں کھاتے، لیکن ہم (فراغت سے) کھاتے ہیں، اور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے صحابی شریح رضی اللہ عنہ نے کہا کہ ہر دریائی جانور مذبوحہ ہے۔ اسے ذبح کی ضرورت نہیں۔ عطاء نے کہا کہ دریائی پرندے کے متعلق میری رائے ہے کہ اسے ذبح کرے۔ ابن جریج نے کہا کہ میں نے عطاء بن ابی رباح سے پوچھا، کیا نہروں کا شکار اور سیلاب کے گڑھوں کا شکار بھی دریائی شکار ہے (کہ اس کا کھانا بلا ذبح جائز ہو) کہا کہ ہاں۔ پھر انہوں نے (دلیل کے طور پر) سورۃ النحل کی اس آیت کی تلاوت کی «هذا عذب فرات سائغ شرابه وهذا ملح أجاج ومن كل تأكلون لحما طريا» کہ ”یہ دریا بہت زیادہ میٹھا ہے اور یہ دوسرا دریا بہت زیادہ کھارا ہے اور تم ان میں سے ہر ایک سے تازہ گوشت (مچھلی) کھاتے ہو۔“ اور حسن رضی اللہ عنہ دریائی کتے کے چمڑے سے بنی ہوئی زین پر سوار ہوئے اور شعبی نے کہا کہ اگر میرے گھر والے مینڈک کھائیں تو میں بھی ان کو

کھلاؤں گااور حسن بصری کچھوا کھانے میں کوئی حرج نہیں سمجھتے تھے۔ابن عباس رضی اللہ عنہمانے کہا کہ دریائی شکار کھاؤخواہ نصرانی نے کیا ہو یا کسی یہودی نے کیا ہو یا مجوسی نے کیا ہو اور ابودرداء رضی اللہ عنہ نے کہا کہ شراب میں مچھلی ڈال دیں اور سورج کی دھوپ اس پر پڑے تو پھر وہ شراب نہیں رہتی۔

(صحیح بخاری جلد سوم کتاب الذبائح باب نمبر 300 صفحہ نمبر 214)

اس حدیث کی تائید میں صحیح بخاری کی ایک اور حدیث بھی موجود ہے جس میں کسی ظالم نے حضورِاقدس صلی اللہ علیہ والہ وسلم کی ذاتِ مطہرہ سے یہ منسوب کردیا ہے کہ (نعوذ باللہ) آپؐ بھی شراب نوشی کیا کرتے تھے۔حدیث ملاحظہ کیجیے :

حدیث:

حَدَّثَنَا عَبْدَانُ، أَخْبَرَنَا عَبْدُ اللَّهِ، أَخْبَرَنَا يُونُسُ، عَنِ الزُّهْرِيِّ، عَنْ سَعِيدِ بْنِ الْمُسَيِّبِ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ: " أُتِيَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَيْلَةَ أُسْرِيَ بِهِ بِقَدَحِ لَبَنٍ وَقَدَحِ خَمْرٍ ".

ترجمہ: ہم سے عبدان نے بیان کیا، انہوں نے کہا ہم کو عبداللہ بن مبارک نے خبر دی، انہوں نے کہا ہم کو یونس نے خبر دی، انہیں زہری نے، انہیں سعید بن مسیب نے اور ان سے ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ شب معراج میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو دودھ اور شراب کے دو پیالے پیش کئے گئے۔

(صحیح بخاری جلد سوم کتاب الاشربہ حدیث نمبر 564 صفحہ نمبر 248، انٹرنیشنل نمبر 5603)

ہم نے پوری حدیث نقل کردی ہے اس لیے کہ کہیں آپ یہ گمان نہ کریں کہ شاید اس سے اگلے الفاظ یہ ہونگے کہ حضور صلی اللہ علیہ والہ وسلم نے شراب کا پیالہ واپس کردیا۔

☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆

باب نمبر-26

صحیح بخاری کے مطابق

چھوت کی بیماری کوئی نہیں

بیکٹیریا، وائرس، اور جراثیم وغیرہ کی حیثیت آج کی جدید میڈیکل سائنس میں تسلیم شدہ ہے اور ان کی وجہ سے مختلف بیماریوں کا ایک انسان یا جانور سے دوسرے انسان یا جانور کو لگ جانا ایک حقیقتِ ثابتہ ہے، قرآن میں ہے کہ :

قرآن:

وَإِذَا مَرِضْتُ فَهُوَ يَشْفِيْنِ (80/26)

ترجمہ: " مرض سے شفا، خدا کے قانون کے مطابق عمل (علاج) کرنے سے ملتی ہے۔"

(مفہوم سورۃ الشوریٰ سورہ نمبر 26 آیت نمبر 80)

اس لحاظ سے چھوت کی کسی بیماری میں مبتلا انسان یا جانور سے الگ رہنا، بیماری سے بچنے کی ایک تدبیر ہے جو کہ قرآن کے منشا کے عین مطابق ہے لیکن صحیح بخاری میں لکھا ہے :

حدیث:

حَدَّثَنَا عَبْدُ الْعَزِيزِ بْنُ عَبْدِ اللَّهِ، حَدَّثَنَا إِبْرَاهِيمُ بْنُ سَعْدٍ، عَنْ صَالِحٍ، عَنِ ابْنِ شِهَابٍ، قَالَ: أَخْبَرَنِي أَبُو سَلَمَةَ بْنُ عَبْدِ الرَّحْمَنِ وَغَيْرُهُ، أَنَّ أَبَا هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ، قَالَ: إِنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، قَالَ: "لَا عَدْوَى وَلَا صَفَرَ، وَلَا هَامَةَ"، فَقَالَ أَعْرَابِيٌّ: يَا رَسُولَ اللَّهِ فَمَا بَالُ إِبِلِي تَكُونُ فِي الرَّمْلِ كَأَنَّهَا الظِّبَاءُ فَيَأْتِي الْبَعِيرُ الْأَجْرَبُ فَيَدْخُلُ بَيْنَهَا فَيُجْرِبُهَا، فَقَالَ: فَمَنْ أَعْدَى الْأَوَّلَ، رَوَاهُ الزُّهْرِيُّ، عَنْ أَبِي سَلَمَةَ، وَسِنَانِ بْنِ أَبِي سِنَانٍ.

ترجمہ: ’’حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ والہ وسلم نے فرمایا کہ نہ کوئی چھوت کی بیماری ہے اور نہ کوئی پیٹ کی بیماری اور اُلو کا جاہلانہ تصور ہے۔ ایک اعرابی عرض گذار ہوا کہ یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ والہ وسلم! میرے اُونٹوں کا کیا حال ہے؟ جو ریت میں ہرنوں کی طرح لیٹتے ہیں یعنی ایک خارشی اُونٹ آکر دوسرے اُونٹوں میں داخل ہوتا ہے اور سب کو خارشی بنا دیتا ہے۔ آپؐ نے فرمایا کہ پھر پہلے اُونٹ کو خارش کس نے لگائی۔؟‘‘

(صحیح بخاری جلد سوم کتاب الطب حدیث نمبر 670 صفحہ نمبر 284، انٹرنیشنل نمبر 5717)

(صحیح بخاری جلد سوم کتاب الطب حدیث نمبر 708 صفحہ نمبر 297، انٹرنیشنل نمبر 5757)

حدیث:

حَدَّثَنِي عَبْدُ اللَّهِ بْنُ مُحَمَّدٍ، حَدَّثَنَا هِشَامُ بْنُ يُوسُفَ، أَخْبَرَنَا مَعْمَرٌ، عَنِ الزُّهْرِيِّ، عَنْ أَبِي سَلَمَةَ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ، قَالَ: قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: "لَا عَدْوَى وَلَا صَفَرَ، وَلَا هَامَةَ"، فَقَالَ أَعْرَابِيٌّ: يَا رَسُولَ اللَّهِ فَمَا بَالُ الْإِبِلِ تَكُونُ فِي الرَّمْلِ كَأَنَّهَا الظِّبَاءُ فَيُخَالِطُهَا الْبَعِيرُ الْأَجْرَبُ، فَيُجْرِبُهَا، فَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: "فَمَنْ أَعْدَى الْأَوَّلَ". وَعَنْ أَبِي سَلَمَةَ: سَمِعَ أَبَا هُرَيْرَةَ بَعْدُ يَقُولُ، قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: "لَا يُورِدَنَّ مُمْرِضٌ عَلَى مُصِحٍّ"، وَأَنْكَرَ أَبُو هُرَيْرَةَ حَدِيثَ الْأَوَّلِ، قُلْنَا أَلَمْ تُحَدِّثْ أَنَّهُ لَا عَدْوَى فَرَطَنَ بِالْحَبَشِيَّةِ، قَالَ أَبُو سَلَمَةَ: فَمَا رَأَيْتُهُ نَسِيَ حَدِيثًا غَيْرَهُ.

ترجمہ: مجھ سے عبداللہ بن محمد مسندی نے بیان کیا، کہا ہم سے ہشام بن یوسف نے بیان کیا، کہا ہم کو معمر نے خبر دی، انہیں زہری نے، انہیں ابوسلمہ بن عبدالرحمن بن عوف نے، ان سے ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ چھوت لگ جانا، صفر کی نحوست اور الو کی نحوست کوئی چیز نہیں۔ ایک دیہاتی نے کہا: یا رسول اللہ! پھر اس اونٹ کے متعلق کیا کہا جائے گا جو ریگستان میں ہرن کی طرح صاف چمکدار ہوتا ہے لیکن خارش والا اونٹ اسے مل جاتا ہے اور اسے بھی خارش لگا دیتا ہے۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا لیکن پہلے اونٹ کو کس نے خارش لگائی تھی؟ اور ابوسلمہ سے روایت ہے انہوں نے ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے سنا کہ انہوں نے بیان کیا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ کوئی شخص اپنے بیمار اونٹوں کو کسی کے صحت مند اونٹوں میں نہ لے جائے۔

ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نے پہلی حدیث کا انکار کیا۔ ہم نے (ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے) عرض کیا کہ آپ ہی نے ہم سے یہ حدیث نہیں بیان کی ہے کہ چھوت یہ نہیں ہوتا پھر وہ (غصہ میں) حبشی زبان بولنے لگے۔ ابوسلمہ بن عبدالرحمٰن نے بیان کیا کہ اس حدیث کے سوا میں نے ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کو اور کوئی حدیث بھولتے نہیں دیکھا۔

(صحیح بخاری جلد سوم کتاب الطب حدیث نمبر 720 صفحہ نمبر 302، انٹر نیشنل نمبر 5770)

(صحیح بخاری جلد سوم کتاب الطب حدیث نمبر 721 صفحہ نمبر 303، انٹر نیشنل نمبر 5772)

حدیث:

حَدَّثَنَا أَبُو الْيَمَانِ، أَخْبَرَنَا شُعَيْبٌ، عَنِ الزُّهْرِيِّ، قَالَ: حَدَّثَنِي أَبُو سَلَمَةَ بْنُ عَبْدِ الرَّحْمَنِ، أَنَّ أَبَا هُرَيْرَةَ، قَالَ: سَمِعْتُ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، يَقُولُ: "لَا عَدْوَى". قَالَ أَبُو سَلَمَةَ بْنُ عَبْدِ الرَّحْمَنِ: سَمِعْتُ أَبَا هُرَيْرَةَ، عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، قَالَ: "لَا تُورِدُوا الْمُمْرِضَ عَلَى الْمُصِحِّ". وَعَنِ الزُّهْرِيِّ، قَالَ: أَخْبَرَنِي سِنَانُ بْنُ أَبِي سِنَانٍ الدُّؤَلِيُّ، أَنَّ أَبَا هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ، قَالَ: إِنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: "لَا عَدْوَى"، فَقَامَ أَعْرَابِيٌّ فَقَالَ: أَرَأَيْتَ الْإِبِلَ تَكُونُ فِي الرِّمَالِ أَمْثَالَ الظِّبَاءِ، فَيَأْتِيهَا الْبَعِيرُ الْأَجْرَبُ فَتَجْرَبُ، قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ "فَمَنْ أَعْدَى الْأَوَّلَ".

ترجمہ: ہم سے ابوالیمان نے بیان کیا، کہا ہم کو شعیب نے خبر دی، ان سے زہری نے بیان کیا، کہا کہ مجھ سے ابوسلمہ بن عبدالرحمٰن بن عوف نے بیان کیا اور ان سے ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ ایک سے دوسرے کو بیماری لگنا فرضی بات ہے۔ ابوسلمہ بن عبدالرحمٰن نے بیان کیا کہ میں نے ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے سنا، ان سے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ بیمار اونٹ کو تندرست اونٹوں کے پاس نہ لے جاؤ۔ اور زہری سے روایت ہے، انہوں نے بیان کیا کہ مجھے سنان بن ابی سنان الدؤلی نے خبر دی اور ان سے ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ ایک سے دوسرے کو بیماری لگنا فرضی بات ہے۔ اس پر ایک دیہاتی نے کھڑے ہو کر پوچھا آپ نے دیکھا ہو گا کہ ایک اونٹ ریگستان میں ہرن جیسا صاف رہتا ہے لیکن

جب وہی ایک خارش والے اونٹ کے پاس آجاتا ہے تو اسے بھی خارش ہو جاتی ہے۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا لیکن پہلے اونٹ کو کس نے خارش لگائی تھی۔

(صحیح بخاری جلد سوم کتاب الطب حدیث نمبر 722 صفحہ نمبر 303، انٹرنیشنل نمبر 5773)

(صحیح بخاری جلد سوم کتاب الطب حدیث نمبر 723 صفحہ نمبر 303، انٹرنیشنل نمبر 5776)

(صحیح بخاری جلد سوم کتاب الطب حدیث نمبر 704 صفحہ نمبر 296، انٹرنیشنل نمبر 5753)

(صحیح بخاری جلد سوم کتاب الطب باب نمبر 414 صفحہ نمبر 281، انٹرنیشنل نمبر 5707)

لطیفہ :

حدیث نمبر 720 میں ان الفاظ کا اضافہ ہے جو کسی لطیفے سے کم نہیں :

" ابو سلمہ کا بیان ہے کہ میں نے اس کے بعد حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو نبی کریم صلی اللہ علیہ والہ وسلم سے روایت کرتے ہوئے سنا کہ بیمار اُونٹ کو تندرست اُونٹوں کے پاس نہ لے جاؤ اور حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے پہلی حدیث کا انکار کیا، ہم نے کہا کہ کیا آپ نے یہ روایت نہیں کی کہ چھوت کی بیماری کوئی چیز نہیں تو انہوں نے حبشی زبان میں کچھ کہا۔ ابو سلمہ کا بیان ہے کہ میں نے نہیں دیکھا کہ وہ اس کے سوا کوئی اور حدیث بھولے ہوں۔"

(صحیح بخاری جلد سوم کتاب الطب حدیث نمبر 720 صفحہ نمبر 302، انٹرنیشنل نمبر 5770)

مکسچر :

حدیث نمبر 722 صفحہ نمبر 303، انٹرنیشنل نمبر 5773 بھی قابلِ غور ہے جس میں دونوں قسم کے عقائد کا مکسچر پیش کیا گیا ہے :

" حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ والہ وسلم نے فرمایا: ایک سے دوسرے کو بیماری لگنا فرضی بات ہے، بیمار اُونٹ کو تندرست اُونٹوں کے پاس نہ لے جاؤ، ایک سے دوسرے کو بیماری لگنا فرضی بات ہے۔"

(صحیح بخاری جلد سوم کتاب الطب حدیث نمبر 722 صفحہ نمبر 303)

شاید آپ یہ سمجھ رہے ہوں کہ اس حدیث ہیں ایک فقرہ "ایک سے دوسرے کو بیماری لگنا فرضی بات ہے" غلطی سے دو دفعہ لکھا گیا ہے لیکن ایسی بات نہیں بلکہ صحیح بخاری میں اسی ترتیب سے لکھا ہوا ہے (تا کہ بات کو متنازعہ بنایا جا سکے)۔

☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆

باب نمبر۔27

صحیح بخاری کے مطابق

اُونٹ کا پیشاب اور گدھی کا دودھ حلال ہے

سوال

کیا منکرینِ قرآن اِسے پیتے ہیں

صحیح بخاری کی ایک بڑی ہی قابلِ غور حدیث ملاحظہ فرمایئے :

حدیث:

وَزَادَ اللَّيْثُ، قَالَ: حَدَّثَنِي يُونُسُ، عَنِ ابْنِ شِهَابٍ، قَالَ: وَسَأَلْتُهُ هَلْ نَتَوَضَّأُ أَوْ نَشْرَبُ أَلْبَانَ الْأُتُنِ، أَوْ مَرَارَةَ السَّبُعِ، أَوْ أَبْوَالَ الْإِبِلِ؟، قَالَ: قَدْ كَانَ الْمُسْلِمُونَ يَتَدَاوَوْنَ بِهَا فَلَا يَرَوْنَ بِذَلِكَ بَأْسًا، فَأَمَّا أَلْبَانُ الْأُتُنِ، فَقَدْ بَلَغَنَا أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نَهَى عَنْ لُحُومِهَا وَلَمْ يَبْلُغْنَا عَنْ أَلْبَانِهَا، أَمْرٌ وَلَا نَهْيٌ، وَأَمَّا مَرَارَةُ السَّبُعِ، قَالَ ابْنُ شِهَابٍ: أَخْبَرَنِي أَبُو إِدْرِيسَ الْخَوْلَانِيُّ، أَنَّ أَبَا ثَعْلَبَةَ الْخُشَنِيَّ، أَخْبَرَهُ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نَهَى عَنْ أَكْلِ كُلِّ ذِي نَابٍ مِنَ السَّبُعِ.

ترجمہ: ”حضرت ابو ثعلبہ خشنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ والہ وسلم نے دانتوں کے ساتھ شکار کرنے والے ہر جانور (درندے) کا گوشت کھانے سے منع فرمایا ہے۔ زہری کا قول ہے کہ میں نے یہ بات سنی تھی یہاں تک کہ میں شام گیا۔ لیث نے اضافہ کرتے ہوئے فرمایا کہ یونس نے ابن شہاب کے حوالے سے کہا اور میں نے ان سے پوچھا کہ کیا ہم گدھی کے دودھ میں وضو کریں اور پی لیں یا درندوں کے پِتّے کھالیں؟ یا اُنٹ کا پیشاب پی لیں؟ فرمایا کہ مسلمان برابر اِنہیں استعمال کرتے رہے ہیں اور اس (اُونٹ کے

پیشاب) میں کوئی حرج شمار نہیں کرتے تھے۔ رہی گدھی کے دودھ کی بات تو ہمیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ والہ وسلم کا یہ ارشادِ گرامی پہنچا ہے کہ آپ نے ہمیں گدھے کے گوشت سے منع فرمایا ہے لیکن گدھی کے دودھ کے بارے میں حکم یا ممانعت کا کوئی ارشاد ہم تک نہیں پہنچا۔ رہی درندوں کے پِتّے کی بات تو ہمیں ابنِ شہاب نے، انہیں ابوادریس خولانی نے، انہیں ابو ثعلبہ خشنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے بتایا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ والہ وسلم نے ہر درندے کا گوشت کھانے سے منع فرمایا ہے۔''

(صحیح بخاری جلد سوم کتاب الطب حدیث نمبر 727 صفحہ نمبر 305، انٹر نیشنل نمبر 5781)

درج ذیل احادیث میں ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ والہ وسلم نے اُونٹوں کا پیشاب پینے کا حکم دیا تھا۔ حوالہ درج ذیل ہے :

(صحیح بخاری جلد سوم کتاب الطب حدیث نمبر 678 صفحہ نمبر 286، انٹر نیشنل نمبر 5727)

(صحیح بخاری، انٹر نیشنل نمبر 5686)(صحیح بخاری، انٹر نیشنل نمبر 233)

(صحیح بخاری، انٹر نیشنل نمبر 3018) (صحیح بخاری، انٹر نیشنل نمبر 4610)

(صحیح بخاری، انٹر نیشنل نمبر 6899)

(صحیح بخاری، انٹر نیشنل نمبر 4192)

(صحیح بخاری، انٹر نیشنل نمبر 6802)

(صحیح بخاری، انٹر نیشنل نمبر 6804)

(صحیح بخاری، انٹر نیشنل نمبر 6805)

(صحیح بخاری، انٹر نیشنل نمبر 1501)

☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆

باب نمبر۔28

صحیح بخاری کے مطابق

مغیرہؓ کے غلام کے بوڑھے ہونے سے پہلے قیامت آجائے گی

قرآن کے مطابق

جب آنکھیں چندھیا جائیں گی، چاند کو گرہن لگ جائے گا، سورج اور چاند جمع کر دیئے جائیں گے تب قیامت آئے گی

(کیا مغیرہؓ کا غلام ابھی بوڑھا نہیں ہوا)

قیامت کب آئے گی؟ اس سوال کا جواب قرآنِ حکیم میں اس طرح دیا گیا ہے :

قرآن:

يَسْـَٔلُ اَيَّانَ يَوْمُ الْقِيٰمَةِ ۔ فَاِذَا بَرِقَ الْبَصَرُ ۙ۔ وَخَسَفَ الْقَمَرُ ۔ وَجُمِعَ الشَّمْسُ وَ الْقَمَرُ (9-6/75)

ترجمہ: " وہ پوچھتا ہے روزِ قیامت کب ہو گا؟۔ پس جب آنکھیں چندھیا جائیں گی اور چاند کو گرہن لگ جائے گا۔ اور سورج اور چاند جمع کر دیئے جائیں گے۔"

{سورۃ القیٰمۃ سورہ نمبر 75 آیت نمبر 6 تا 9}

صحیح بخاری میں اس سوال کا جو جواب دیا گیا ہے، آج کے غیر مسلم اسے پیش کر کے مسلمانوں کا مذاق اُڑاتے ہیں۔ جواب ملاحظہ کیجیے :

حدیث:

حَدَّثَنَا عَمْرُو بْنُ عَاصِمٍ، حَدَّثَنَا هَمَّامٌ، عَنْ قَتَادَةَ، عَنْ أَنَسٍ، أَنَّ رَجُلًا مِنْ أَهْلِ الْبَادِيَةِ أَتَى النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، فَقَالَ: يَا رَسُولَ اللَّهِ، مَتَى السَّاعَةُ قَائِمَةٌ؟ قَالَ: "وَيْلَكَ، وَمَا أَعْدَدْتَ لَهَا؟ قَالَ: مَا أَعْدَدْتُ لَهَا إِلَّا أَنِّي أُحِبُّ اللَّهَ وَرَسُولَهُ، قَالَ: إِنَّكَ مَعَ مَنْ أَحْبَبْتَ " فَقُلْنَا: وَنَحْنُ كَذَلِكَ؟ قَالَ: نَعَمْ، فَفَرِحْنَا يَوْمَئِذٍ فَرَحًا شَدِيدًا، فَمَرَّ غُلَامٌ لِلْمُغِيرَةِ وَكَانَ مِنْ أَقْرَانِي، فَقَالَ: إِنْ أُخِّرَ هَذَا فَلَنْ يُدْرِكَهُ الْهَرَمُ حَتَّى تَقُومَ السَّاعَةُ "، وَاخْتَصَرَهُ شُعْبَةُ، عَنْ قَتَادَةَ، سَمِعْتُ أَنَسًا، عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ.

ترجمہ: ” قتادہ نے حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کی ہے کہ ایک دیہاتی آدمی، نبی کریم صلی اللہ علیہ والہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہو کر عرض گذار ہوا، یارسول اللہ صلی اللہ علیہ والہ وسلم! قیامت کب قائم ہو گی؟ اس دوران حضرت مغیرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا غلام وہاں سے گزرا، آپؐ نے فرمایا کہ اگر یہ زندہ رہا تو اس کے بوڑھے ہونے سے پہلے قیامت قائم ہو جائے گی۔“

(صحیح بخاری جلد سوم کتاب الادب حدیث نمبر 1099 صفحہ نمبر 431، انٹر نیشنل نمبر 6167)

☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆

باب نمبر۔29

صحیح بخاری کے مطابق

زمانہ نبوی میں علی الاعلان زِنا ہوتا تھا

قرآن کے مطابق

حضور صلی اللہ علیہ والہ وسلم کا مبارک زمانہ پاکیزہ ترین زمانہ تھا

صحیح بخاری کی ایک حدیث میں ہے کہ :

حدیث:

حَدَّثَنَا عَبْدُ اللَّهِ بْنُ يُوسُفَ، حَدَّثَنَا اللَّيْثُ، حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ سَعِيدٍ، عَنْ عَبْدِ الرَّحْمَنِ بْنِ الْقَاسِمِ، عَنْ الْقَاسِمِ بْنِ مُحَمَّدٍ، عَنْ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا، " ذُكِرَ التَّلَاعُنُ عِنْدَ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، فَقَالَ: عَاصِمُ بْنُ عَدِيٍّ فِي ذَلِكَ قَوْلًا ثُمَّ انْصَرَفَ، وَأَتَاهُ رَجُلٌ مِنْ قَوْمِهِ يَشْكُو أَنَّهُ وَجَدَ مَعَ أَهْلِهِ رَجُلًا، فَقَالَ عَاصِمٌ: مَا ابْتُلِيتُ بِهَذَا إِلَّا لِقَوْلِي، فَذَهَبَ بِهِ إِلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَأَخْبَرَهُ بِالَّذِي وَجَدَ عَلَيْهِ امْرَأَتَهُ، وَكَانَ ذَلِكَ الرَّجُلُ مُصْفَرًّا قَلِيلَ اللَّحْمِ، سَبِطَ الشَّعَرِ، وَكَانَ الَّذِي ادَّعَى عَلَيْهِ أَنَّهُ وَجَدَهُ عِنْدَ أَهْلِهِ آدَمَ، خَدِلًا كَثِيرَ اللَّحْمِ، فَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: اللَّهُمَّ بَيِّنْ، فَوَضَعَتْ شَبِيهًا بِالرَّجُلِ الَّذِي ذَكَرَ زَوْجُهَا أَنَّهُ وَجَدَهُ عِنْدَهَا، فَلَاعَنَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بَيْنَهُمَا، فَقَالَ رَجُلٌ لِابْنِ عَبَّاسٍ فِي الْمَجْلِسِ: هِيَ الَّتِي قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: لَوْ رَجَمْتُ أَحَدًا بِغَيْرِ بَيِّنَةٍ، رَجَمْتُ هَذِهِ " فَقَالَ: لَا تِلْكَ امْرَأَةٌ كَانَتْ تُظْهِرُ فِي الْإِسْلَامِ السُّوءَ.

ترجمہ: ہم سے عبداللہ بن یوسف نے بیان کیا، انہوں نے کہا ہم سے لیث بن سعد نے بیان کیا، انہوں نے کہا ہم سے یحییٰ بن سعید نے بیان کیا، ان سے عبدالرحمٰن بن قاسم نے بیان کیا، ان سے قاسم بن محمد نے اور ان سے ابن عباس رضی اللہ عنہما نے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی مجلس میں لعان کا ذکر آیا تو عاصم بن عدی رضی اللہ عنہ نے اس پر ایک بات کہی پھر وہ واپس آئے۔ اس کے بعد ان کی قوم کے ایک صاحب یہ شکایت لے کر ان کے پاس آئے کہ انہوں نے اپنی بیوی کے ساتھ غیر مرد کو دیکھا ہے۔ عاصم رضی اللہ عنہ نے اس پر کہا کہ میں اپنی اس بات کی وجہ سے آزمائش میں ڈالا گیا ہوں۔ پھر آپ ان صاحب کو لے کر نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی مجلس میں تشریف لائے اور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو اس کی اطلاع دی جس حالت میں انہوں نے اپنی بیوی کو پایا۔ وہ صاحب زرد رنگ، کم گوشت، سیدھے بالوں والے تھے۔ پھر نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اے اللہ! اس معاملہ کو ظاہر کر دے۔ چنانچہ اس عورت کے یہاں اسی شخص کی شکل کا بچہ پیدا ہوا جس کے متعلق شوہر نے کہا تھا کہ اسے انہوں نے اپنی بیوی کے ساتھ دیکھا ہے پھر نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے دونوں کے درمیان لعان کرایا۔ ابن عباس رضی اللہ عنہما سے مجلس میں ایک صاحب نے کہا کہ یہ وہی تھا جس کے متعلق نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تھا کہ اگر میں کسی کو بلا گواہی کے رجم کر سکتا تو اسے رجم کرتا۔ ابن عباس رضی اللہ عنہما نے کہا کہ نہیں وہ ”عورت تو علی الاعلان بدکاری کرتی تھی۔

(صحیح بخاری جلد سوم کتاب المحاربین حدیث نمبر 1751 صفحہ نمبر 679، انٹرنیشنل نمبر 6856)

(صحیح بخاری جلد سوم کتاب المحاربین حدیث نمبر 1752 صفحہ نمبر 679، انٹرنیشنل نمبر 6855)

اس حدیث میں دو باتیں قابلِ غور ہیں :

(1) اس حدیث میں یہ تاثر دیا جا رہا ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ والہ وسلم کے مبارک زمانے میں زنا کی کثرت تھی اور عورتیں سرِ عام زنا کرواتی تھیں۔ استغفر اللہ۔

(2) دوسرے یہ کہ ایک عورت کے بارے میں حضور صلی اللہ علیہ والہ وسلم کو علم تھا کہ یہ زانیہ ہے لیکن اس کے باوجود آپؐ نے اسے سزا نہ دی۔

کیا حضور صلی اللہ علیہ والہ وسلم سے اس طرح کی توقع رکھنا درست ہے کہ آپؐ کے سامنے اللہ کی حدود کو توڑا جا رہا ہو اور آپؐ خاموش تماشائی بن کر تماشا دیکھتے رہیں؟ باقی رہا رجم کی سزا کا ذکر تو اس کی تفصیل گذشتہ صفحات میں گزر چکی ہے۔

☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆

باب نمبر۔30

صحیح بخاری کے مطابق

حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم مجنون تھے۔

قرآن کے مطابق

حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو مجنون کہنا کفّار کا طریقہ ہے

قرآن میں ہے کہ کفار، حضور صلی اللہ علیہ والہ وسلم کو مجنون کہا کرتے تھے۔

ملاحظہ کیجیے قرآنی حوالہ جات :

قرآن:

وَقَالُوا يَا أَيُّهَا الَّذِي نُزِّلَ عَلَيْهِ الذِّكْرُ إِنَّكَ لَمَجْنُونٌ

ترجمہ: اور (کفار گستاخی کرتے ہوئے) کہتے ہیں: اے وہ شخص جس پر قرآن اتارا گیا ہے! بیشک تم دیوانے ہو۔

(سورۃ الحجر سورہ نمبر 15 آیت نمبر 6)

قرآن:

أَمْ يَقُولُونَ بِهِ جِنَّةٌ

ترجمہ: یا یہ کہتے ہیں کہ اس (رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) کو جنون (لاحق) ہو گیا ہے (سورۃ المومنون سورہ نمبر 23 آیت نمبر 70)

قرآن:

وَإِن يَكَادُ الَّذِينَ كَفَرُوا لَيُزْلِقُونَكَ بِأَبْصَارِهِمْ لَمَّا سَمِعُوا الذِّكْرَ وَيَقُولُونَ إِنَّهُ لَمَجْنُونٌ

ترجمہ: اور بے شک کافر لوگ جب قرآن سنتے ہیں تو ایسے لگتا ہے کہ آپ کو اپنی (حاسدانہ بد) نظروں سے نقصان پہنچانا چاہتے ہیں اور کہتے ہیں کہ یہ تو دیوانہ ہے۔

(سورۃ القلم سورہ نمبر 68 آیت نمبر 51)

قرآن:

ثُمَّ تَوَلَّوْا عَنْهُ وَقَالُوا مُعَلَّمٌ مَّجْنُونٌ

ترجمہ: پھر انہوں نے اس سے منہ پھیر لیا اور (گستاخی کرتے ہوئے) کہنے لگے: (وہ) سکھایا ہوا دیوانہ ہے۔

(سورۃ الدخان سورہ نمبر 44 آیت نمبر 14)

قرآن:

وَيَقُولُونَ أَئِنَّا لَتَارِكُو آلِهَتِنَا لِشَاعِرٍ مَّجْنُونٍ

ترجمہ: اور کہتے تھے: کیا ہم ایک دیوانے شاعر کی خاطر اپنے معبودوں کو چھوڑنے والے ہیں۔

(سورۃ الصّٰفّٰت سورہ نمبر 37 آیت نمبر 36)

قرآن:

أَفْتَرَىٰ عَلَى اللَّهِ كَذِبًا أَم بِهِ جِنَّةٌ

ترجمہ: (یاتو) وہ اللہ پر جھوٹا بہتان باندھتا ہے یا اسے جنون ہے۔

(سورۃ السبا سورہ نمبر 34 آیت نمبر 8)

اللہ تعالیٰ نے حضور صلی اللہ علیہ والہ وسلم کا دفاع کرتے ہوئے فرمایا کہ آپؐ اپنے ربّ کے فضل سے مجنون نہیں ہیں۔ ملاحظہ کیجیے قرآنی حوالہ جات :

قرآن:

مَا أَنتَ بِنِعْمَةِ رَبِّكَ بِمَجْنُونٍ

ترجمہ: (اے حبیبِ مکرّم!) آپ اپنے رب کے فضل سے (ہرگز) دیوانے نہیں ہیں۔

(سورۃ القلم سورہ نمبر 68 آیت نمبر 2)

قرآن:

وَمَا صَاحِبُكُم بِمَجْنُونٍ

ترجمہ: اور (اے لوگو!) یہ تمہیں اپنی صحبت سے نوازنے والے (محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) دیوانے نہیں ہیں (جو فرماتے ہیں وہ حق ہوتا ہے۔ (سورۃ التکویر سورہ نمبر 81 آیت نمبر 22)

قرآن:

فَذَكِّرْ فَمَا أَنتَ بِنِعْمَتِ رَبِّكَ بِكَاهِنٍ وَلَا مَجْنُونٍ

ترجمہ: سو (اے حبیبِ مکرّم!) آپ نصیحت فرماتے رہیں پس آپ اپنے رب کے فضل و کرم سے نہ تو کاہن (یعنی جنّات کے ذریعے خبریں دینے والے) ہیں اور نہ دیوانے۔ (سورۃ الطور سورہ نمبر 52 آیت نمبر 29)

قرآن:

قُلْ إِنَّمَا أَعِظُكُم بِوَاحِدَةٍ ۖ أَن تَقُومُوا لِلَّهِ مَثْنَىٰ وَفُرَادَىٰ ثُمَّ تَتَفَكَّرُوا ۚ مَا بِصَاحِبِكُم مِّن جِنَّةٍ ۚ إِنْ هُوَ إِلَّا نَذِيرٌ لَّكُم بَيْنَ يَدَيْ عَذَابٍ شَدِيدٍ

ترجمہ: فرمادیجئے: میں تمہیں بس ایک ہی (بات کی) نصیحت کرتا ہوں کہ تم اللہ کے لئے (روحانی بیداری اور انتباہ کے حال میں) قیام کرو، دو دو اور ایک ایک، پھر تفکّر کرو (یعنی حقیقت کا معاینہ اور مراقبہ کرو تو تمہیں مشاہدہ ہو جائے گا) کہ تمہیں شرفِ صحبت سے نوازنے والے (رسولِ مکرّم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) ہرگز جنون زدہ نہیں ہیں وہ تو سخت عذاب (کے آنے) سے پہلے تمہیں (بروقت) ڈر سنانے والے ہیں (تاکہ تم غفلت سے جاگ اٹھو)۔

(سورۃ السبا سورہ نمبر 34 آیت نمبر 46)

قرآن:

أَوَلَمْ يَتَفَكَّرُوا ۗ مَا بِصَاحِبِهِم مِّن جِنَّةٍ ۚ إِنْ هُوَ إِلَّا نَذِيرٌ مُّبِينٌ

ترجمہ: کیا انہوں نے غور نہیں کیا کہ انہیں (اپنی) صحبت کے شرف سے نوازنے والے (رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) کو جنون سے کوئی علاقہ نہیں، وہ تو (نافرمانوں کو) صرف واضح ڈر سنانے والے ہیں۔

(سورۃ الاعراف سورہ نمبر 7 آیت نمبر 184)

لیکن صحیح بخاری کی احادیث، حضور صلی اللہ علیہ والہ وسلم کو نعوذ باللہ دیوانہ (مجنون) ثابت کرنے پر تُلی ہوئی ہیں۔ ملاحظہ کیجیے :

حدیث:

حَدَّثَنَا عَمْرُو بْنُ عَلِيِّ بْنِ بَحْرٍ، حَدَّثَنَا يَحْيَى، حَدَّثَنَا سُفْيَانُ، حَدَّثَنَا مُوسَى بْنُ أَبِي عَائِشَةَ، عَنْ عُبَيْدِ اللَّهِ بْنِ عَبْدِ اللَّهِ، عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهَا، قَالَتْ: "لَدَدْنَا النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي مَرَضِهِ، فَقَالَ: لَا تُلِدُّونِي، فَقُلْنَا: كَرَاهِيَةُ الْمَرِيضِ لِلدَّوَاءِ، فَلَمَّا أَفَاقَ، قَالَ: لَا يَبْقَى أَحَدٌ مِنْكُمْ إِلَّا لُدَّ غَيْرَ الْعَبَّاسِ فَإِنَّهُ لَمْ يَشْهَدْكُمْ".

ترجمہ: ''عبید اللہ بن عبد اللہ کا بیان ہے کہ حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے فرمایا: ہم نے مرض کے وقت نبی کریم صلی اللہ علیہ والہ وسلم کے منہ میں دوائی ڈالی تو آپؐ نے فرمایا کہ نہ ڈالو۔ ہم نے کہا کہ مریض کو دوائی سے کراہت ہونے کے باعث فرمایا ہو گا۔ جب آپؐ کو افاقہ ہوا تو فرمایا کہ جتنے گھر کے اندر موجود ہیں ان سب کے منہ میں دوائی ڈالی جائے سوائے حضرت عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے، کیونکہ اس وقت وہ تم میں موجود نہ تھے۔''

(صحیح بخاری جلد سوم کتاب الدیات حدیث نمبر 1780 صفحہ نمبر 690، انٹر نیشنل نمبر 6886)

(صحیح بخاری جلد سوم کتاب الدیات حدیث نمبر 1790 صفحہ نمبر 693، انٹر نیشنل نمبر 6897)

باب نمبر۔31

صحیح بخاری کے مطابق

حضور ﷺ نے کئی بار خودکشی کی کوشش کی۔

قرآن کے مطابق

خودکشی حرام ہے

اللہ تعالیٰ نے قرآنِ مجید فرقانِ حمید میں ارشاد فرمایا :

قرآن:

وَلَا تَايْـَٔسُوْا مِنْ رَّوْحِ اللّٰهِ ؕ اِنَّهٗ لَا يَايْـَٔسُ مِنْ رَّوْحِ اللّٰهِ اِلَّا الْقَوْمُ الْكٰفِرُوْنَ (87/12)

ترجمہ:" اور اللہ کی رحمت سے ناامید نہ ہو، یقیناً ربّ کی رحمت سے ناامید وہی ہوتے ہیں جو کافر ہوتے ہیں۔"

{سورۃ یوسف سورہ نمبر 12 آیت نمبر 87}

قرآن:

قَالَ وَمَنْ يَّقْنَطُ مِنْ رَّحْمَةِ رَبِّهٖۤ اِلَّا الضَّآلُّوْنَ (56/15)

ترجمہ:" (حضرت ابراہیم علیہ السلام نے) کہا کہ اپنے ربّ کی رحمت سے ناامید تو صرف گمراہ اور بہکے ہوئے لوگ ہی ہوتے ہیں۔"

{سورۃ الحجر سورہ نمبر 15 آیت نمبر 56}

قارئین کرام! خودکشی ہمیشہ وہ شخص کرتا ہے جو اللہ تعالیٰ کی رحمت سے مایوس ہو جاتا ہے کیونکہ اگر وہ اللہ تعالیٰ کی رحمت کو پیشِ نظر رکھتا تو کبھی بھی خودکشی نہ کرتا۔ لیکن صحیح بخاری میں لکھا ہے کہ (نعوذ باللہ، نعوذ باللہ، نعوذ باللہ) حضور صلی اللہ علیہ والہ وسلم نے اللہ کی رحمت سے مایوس ہو کر متعدد بار خودکشی کی کوشش کی۔ حدیث ملاحظہ کیجیے :

حدیث:

حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ بُكَيْرٍ حَدَّثَنَا اللَّيْثُ عَنْ عُقَيْلٍ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ. وَحَدَّثَنِي عَبْدُ اللَّهِ بْنُ مُحَمَّدٍ حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّزَّاقِ حَدَّثَنَا مَعْمَرٌ قَالَ الزُّهْرِيُّ فَأَخْبَرَنِي عُرْوَةُ عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهَا أَنَّهَا قَالَتْ أَوَّلُ مَا بُدِئَ بِهِ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مِنَ الْوَحْيِ الرُّؤْيَا الصَّادِقَةُ فِي النَّوْمِ، فَكَانَ لاَ يَرَى رُؤْيَا إِلاَّ جَاءَتْ مِثْلَ فَلَقِ الصُّبْحِ، فَكَانَ يَأْتِي حِرَاءً فَيَتَحَنَّثُ فِيهِ- وَهُوَ التَّعَبُّدُ- اللَّيَالِيَ ذَوَاتِ الْعَدَدِ، وَيَتَزَوَّدُ لِذَلِكَ ثُمَّ يَرْجِعُ إِلَى خَدِيجَةَ فَتُزَوِّدُهُ لِمِثْلِهَا، حَتَّى فَجِئَهُ الْحَقُّ وَهُوَ فِي غَارِ حِرَاءٍ فَجَاءَهُ الْمَلَكُ فِيهِ فَقَالَ اقْرَأْ. فَقَالَ لَهُ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: «فَقُلْتُ مَا أَنَا بِقَارِئٍ فَأَخَذَنِي فَغَطَّنِي حَتَّى بَلَغَ مِنِّي الْجَهْدَ ثُمَّ أَرْسَلَنِي. فَقَالَ اقْرَأْ. فَقُلْتُ مَا أَنَا بِقَارِئٍ. فَأَخَذَنِي فَغَطَّنِي الثَّانِيَةَ حَتَّى بَلَغَ مِنِّي الْجَهْدَ، ثُمَّ أَرْسَلَنِي فَقَالَ اقْرَأْ. فَقُلْتُ مَا أَنَا بِقَارِئٍ. فَغَطَّنِي الثَّالِثَةَ حَتَّى بَلَغَ مِنِّي الْجَهْدُ، ثُمَّ أَرْسَلَنِي فَقَالَ اقْرَأْ بِاسْمِ رَبِّكَ الَّذِي خَلَقَ». حَتَّى بَلَغَ: {مَا لَمْ يَعْلَمْ} فَرَجَعَ بِهَا تَرْجُفُ بَوَادِرُهُ حَتَّى دَخَلَ عَلَى خَدِيجَةَ فَقَالَ: «زَمِّلُونِي زَمِّلُونِي». فَزَمَّلُوهُ حَتَّى ذَهَبَ عَنْهُ الرَّوْعُ فَقَالَ: «يَا خَدِيجَةُ مَا لِي». وَأَخْبَرَهَا الْخَبَرَ وَقَالَ: «قَدْ خَشِيتُ عَلَى نَفْسِي». فَقَالَتْ لَهُ كَلاَّ أَبْشِرْ، فَوَاللَّهِ لاَ يُخْزِيكَ اللَّهُ أَبَدًا، إِنَّكَ لَتَصِلُ الرَّحِمَ، وَتَصْدُقُ الْحَدِيثَ، وَتَحْمِلُ الْكَلَّ، وَتَقْرِي الضَّيْفَ، وَتُعِينُ عَلَى نَوَائِبِ الْحَقِّ. ثُمَّ انْطَلَقَتْ بِهِ خَدِيجَةُ حَتَّى أَتَتْ بِهِ وَرَقَةَ بْنَ نَوْفَلِ بْنِ أَسَدِ بْنِ عَبْدِ الْعُزَّى بْنِ قُصَيٍّ- وَهُوَ ابْنُ عَمِّ خَدِيجَةَ أَخُو أَبِيهَا، وَكَانَ امْرَأً تَنَصَّرَ فِي الْجَاهِلِيَّةِ، وَكَانَ يَكْتُبُ الْكِتَابَ الْعَرَبِيَّ فَيَكْتُبُ بِالْعَرَبِيَّةِ مِنَ الإِنْجِيلِ مَا شَاءَ اللَّهُ أَنْ يَكْتُبَ، وَكَانَ شَيْخًا كَبِيرًا قَدْ عَمِيَ- فَقَالَتْ لَهُ خَدِيجَةُ أَيِ ابْنَ عَمِّ اسْمَعْ مِنِ ابْنِ أَخِيكَ. فَقَالَ وَرَقَةُ ابْنَ أَخِي مَاذَا تَرَى فَأَخْبَرَهُ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَا رَأَى فَقَالَ وَرَقَةُ هَذَا النَّامُوسُ الَّذِي أُنْزِلَ عَلَى مُوسَى، يَا لَيْتَنِي فِيهَا جَذَعًا أَكُونُ حَيًّا، حِينَ يُخْرِجُكَ قَوْمُكَ. فَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: «أَوَمُخْرِجِيَّ هُمْ». فَقَالَ وَرَقَةُ نَعَمْ، لَمْ يَأْتِ رَجُلٌ قَطُّ بِمَا جِئْتَ بِهِ إِلاَّ عُودِيَ، وَإِنْ يُدْرِكْنِي يَوْمُكَ أَنْصُرْكَ

نَصۡرًا مُؤَزَّرًا. ثُمَّ لَمۡ يَنۡشَبۡ وَرَقَةُ أَنۡ تُوُفِّيَ، وَفَتَرَ الۡوَحۡيُ فَتۡرَةً حَتَّى حَزِنَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيۡهِ وَسَلَّمَ فِيمَا بَلَغَنَا حُزۡنًا غَدَا مِنۡهُ مِرَارًا كَيۡ يَتَرَدَّى مِنۡ رُءُوسِ شَوَاهِقِ الۡجِبَالِ، فَكُلَّمَا أَوۡفَى بِذِرۡوَةِ جَبَلٍ لِكَيۡ يُلۡقِيَ مِنۡهُ نَفۡسَهُ تَبَدَّى لَهُ جِبۡرِيلُ فَقَالَ يَا مُحَمَّدُ إِنَّكَ رَسُولُ اللّٰهِ حَقًّا. فَيَسۡكُنُ لِذَلِكَ جَأۡشُهُ وَتَقِرُّ نَفۡسُهُ فَيَرۡجِعُ، فَإِذَا طَالَتۡ عَلَيۡهِ فَتۡرَةُ الۡوَحۡيِ غَدَا لِمِثۡلِ ذَلِكَ، فَإِذَا أَوۡفَى بِذِرۡوَةِ جَبَلٍ تَبَدَّى لَهُ جِبۡرِيلُ فَقَالَ لَهُ مِثۡلَ ذَلِكَ. قَالَ ابۡنُ عَبَّاسٍ: {فَالِقُ الۡإِصۡبَاحِ} ضَوۡءُ الشَّمۡسِ بِالنَّهَارِ، وَضَوۡءُ الۡقَمَرِ بِاللَّيۡلِ.

ترجمہ: ہم سے یحییٰ بن بکیر نے بیان کیا' انہوں نے کہا ہم سے لیث بن سعد نے بیان کیا' ان سے عقیل بن خالد نے بیان کیا' اور ان سے ابن شہاب نے بیان کیا (دوسری سند امام بخاری رحمہ اللہ نے کہا) کہ مجھ سے عبداللہ بن محمد مسندی نے بیان کیا' انہوں نے کہا مجھ سے عبدالرزاق نے بیان کیا' ان سے معمر نے بیان کیا' ان سے زہری نے کہا کہ مجھے عروہ نے خبر دی اور ان سے عائشہ رضی اللہ عنہا عنہما نے بیان کیا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر وحی کی ابتداء سونے کی حالت میں سچے خواب کے ذریعہ ہوئی۔ چنانچہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم جو خواب بھی دیکھتے تو وہ صبح کی روشنی کی طرح سامنے آجاتا اور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم غار حرا میں چلے جاتے اور اس میں تنہا اللہ کی یاد کرتے تھے چند مقررہ دنوں کے لیے (یہاں آتے) اور ان دنوں کا توشہ بھی ساتھ لاتے۔ پھر خدیجہ رضی اللہ عنہا کے پاس واپس تشریف لے جاتے اور وہ پھر اتنا ہی توشہ آپ کے ساتھ کر دیتیں یہاں تک کہ حق آپ کے پاس اچانک آگیا اور آپ غار حرا ہی میں تھے۔ چنانچہ اس میں فرشتہ آپ کے پاس آیا اور کہا کہ پڑھیے۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے اس سے فرمایا کہ میں پڑھا ہوا نہیں ہوں۔ آخر اس نے مجھے پکڑ لیا اور زور سے دابا اور خوب دابا جس کی وجہ سے مجھ کو بہت تکلیف ہوئی۔ پھر اس نے مجھے چھوڑ دیا اور کہا کہ پڑھیے آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے پھر وہی جواب دیا کہ میں پڑھا ہوا نہیں ہوں۔ اس نے مجھے ایسا دابا کہ میں بے قابو ہو گیا یا انہوں نے اپنا زور ختم کر دیا اور پھر چھوڑ کر اس نے مجھ سے کہا کہ پڑھیے اپنے رب کے نام سے جس نے پیدا کیا ہے۔ الفاظ «ما لم يعلم» تک۔ پھر جب آپ صلی اللہ علیہ وسلم خدیجہ رضی اللہ عنہا کے پاس آئے تو آپ کے مونڈھوں کے گوشت (ڈر کے مارے) پھڑک رہے تھے۔ جب گھر میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم داخل ہوئے تو فرمایا کہ مجھے چادر اڑھا دو' مجھے چادر اڑھا دو، چنانچہ آپ کو چادر اڑھا دی گئی اور جب آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا خوف دور ہو گیا تو فرمایا کہ خدیجہ میرا حال کیا ہو گیا ہے؟ پھر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنا سارا حال بیان کیا اور فرمایا کہ مجھے اپنی جان کا ڈر ہے۔ لیکن خدیجہ رضی اللہ عنہا نے کہا اللہ کی قسم ایسا ہرگز نہیں ہو سکتا، آپ خوش رہئیے اللہ تعالیٰ آپ کو کبھی رسوا نہیں کرے گا۔ آپ تو صلہ رحمی

کرتے ہیں، بات سچی بولتے ہیں، ناداروں کا بوجھ اٹھاتے ہیں، مہمان نوازی کرتے ہیں اور حق کی وجہ سے پیش آنے والی مصیبتوں پر لوگوں کی مدد کرتے ہیں۔ پھر آپ کو خدیجہ رضی اللہ عنہا ورقہ بن نوفل بن اسد بن عبد العزیٰ بن قصی کے پاس لائیں جو خدیجہ رضی اللہ عنہا کے والد خویلد کے بھائی کے بیٹے تھے۔ جو زمانہ جاہلیت میں عیسائی ہو گئے تھے اور عربی لکھ لیتے تھے اور وہ جتنا اللہ تعالیٰ چاہتا عربی میں انجیل کا ترجمہ لکھا کرتے تھے، وہ اس وقت بہت بوڑھے ہو گئے تھے اور بینائی بھی جاتی رہی تھی۔ ان سے خدیجہ رضی اللہ عنہا نے کہا: بھائی! اپنے بھتیجے کی بات سنو۔ ورقہ نے پوچھا: بھتیجے تم کیا دیکھتے ہو؟ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے جو دیکھا تھا وہ سنایا تو ورقہ نے کہا کہ یہ تو وہی فرشتہ (جبرائیل علیہ السلام) ہے جو موسیٰ علیہ السلام پر آیا تھا۔ کاش میں اس وقت جوان ہوتا جب تمہیں تمہاری قوم نکال دے گی اور زندہ رہتا نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے پوچھا: کیا یہ مجھے نکالیں گے؟ ورقہ نے کہا کہ ہاں۔ جب بھی کوئی نبی و رسول وہ پیغام لے کر آیا جسے لے کر آپ آئے ہیں تو اس کے ساتھ دشمنی کی گئی اور اگر میں نے تمہارے وہ دن پا لیے تو میں تمہاری بھرپور مدد کروں گا لیکن کچھ ہی دنوں بعد ورقہ کا انتقال ہو گیا اور وحی کا سلسلہ کٹ گیا اور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو اس کی وجہ سے اتنا غم تھا کہ آپ نے کئی مرتبہ پہاڑ کی بلند چوٹی سے اپنے آپ کو گرا دینا چاہا لیکن جب بھی آپ کسی پہاڑ کی چوٹی پر چڑھے تا کہ اس پر سے اپنے آپ کو گرا دیں تو جبرائیل علیہ السلام آپ کے سامنے آ گئے اور کہا کہ یا محمد! آپ یقیناً اللہ کے رسول ہیں۔ اس سے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو سکون ہوتا اور آپ واپس آ جاتے لیکن جب وحی زیادہ دنوں تک رکی رہی تو آپ نے ایک مرتبہ اور ایسا ارادہ کیا لیکن جب پہاڑ کی چوٹی پر چڑھے تو جبرائیل علیہ السلام سامنے آئے اور اسی طرح کی بات پھر کہی۔ ابن عباس رضی اللہ عنہما نے کہا (سورۃ الانعام) میں لفظ «فالق الإصباح» سے مراد دن میں سورج کی روشنی اور رات میں چاند کی روشنی ہے۔

(صحیح بخاری جلد سوم کتاب التعبیر حدیث نمبر 1870 صفحہ نمبر 733، انٹرنیشنل نمبر 6982)

اوپر دی گئی قرآنی آیات پر ایک دفعہ پھر غور فرمائیے کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے کہ ربّ کی رحمت سے مایوس ہونے والا کافر ہوتا ہے (87/12) گمراہ اور بہکا ہوا ہوتا ہے (56/15) پھر اس حدیث پر نظر دوڑائیے اور غور کیجیے کہ یہ سارے القابات کس ہستی کو دیئے جا رہے ہیں۔

☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆

باب نمبر۔32

صحیح بخاری کے مطابق

حضور صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم صحابہؓ پر تھوکتے رہتے تھے

قرآن کے مطابق

حضور صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نہایت نفاست پسند تھے

اِسلام اور پاکیزگی دونوں لازم وملزوم ہیں۔پاکیزگی خواہ جسمانی ہو یا قلبی،اِسلام دونوں کی تاکید کرتا ہے۔اللہ تعالیٰ،قرآنِ مجید میں فرماتا ہے
:

قرآن:

اِنَّ اللہَ یُحِبُّ التَّوَّابِیْنَ وَیُحِبُّ الْمُتَطَهِّرِیْنَ (222/2)

"بے شک اللہ توبہ کرنے والوں اور مطہرین کو دوست رکھتا ہے۔"

{سورۃ البقرۃ سورہ نمبر2 آیت نمبر222}

قرآن:

وَثِیَابَكَ فَطَهِّرْ (4/74)

"اپنے کپڑے پاک رکھو۔"

{سورۃ المدثر سورہ نمبر74 آیت نمبر4}

قرآن:

وَعَهِدْنَآ اِلٰٓى اِبْرٰهِيْمَ وَاِسْمٰعِيْلَ اَنْ طَهِّرَا بَيْتِيَ (125/2)

" ہم نے حکم دیا اِبراہیم اور اِسمٰعیل کو کہ وہ میرا گھر پاک رکھیں۔"

{سورۃ البقرۃ سورہ نمبر 2 آیت نمبر 125}

قرآن:

يٰمَرْيَمُ اِنَّ اللّٰهَ اصْطَفٰىكِ وَطَهَّرَكِ (42/3)

" اے مریم ! بے شک اللہ نے تجھ کو چُن لیا اور تجھ کو پاک کیا۔"

{سورۃ آل عمران سورہ نمبر 3 آیت نمبر 42}

قرآن:

خُذْ مِنْ اَمْوَالِهِمْ صَدَقَةً تُطَهِّرُهُمْ وَتُزَكِّيْهِمْ (103/9)

" آپؐ اِن کے مالوں سے زکوٰۃ لے لیں، آپ اِنہیں پاک اور صاف کر دیں اس سے۔"

{سورۃ التوبہ سورہ نمبر 9 آیت نمبر 103}

قرآن:

وَاللّٰهُ يُحِبُّ الْمُطَّهِّرِيْنَ (108/9)

"اللہ پاک رہنے والوں سے محبت کرتا ہے۔"

{سورۃ التوبہ سورہ نمبر 9 آیت نمبر 108}

قرآن:

وَقَرْنَ فِي بُيُوتِكُنَّ وَلَا تَبَرَّجْنَ تَبَرُّجَ الْجَاهِلِيَّةِ الْأُولَىٰ ۖ وَأَقِمْنَ الصَّلَاةَ وَآتِينَ الزَّكَاةَ وَأَطِعْنَ اللَّهَ وَرَسُولَهُ ۚ إِنَّمَا يُرِيدُ اللَّهُ لِيُذْهِبَ عَنكُمُ الرِّجْسَ أَهْلَ الْبَيْتِ وَيُطَهِّرَكُمْ تَطْهِيرًا

ترجمہ: اور اپنے گھروں میں سکون سے قیام پذیر رہنا اور پرانی جاہلیت کی طرح زیب و زینت کا اظہار مت کرنا، اور نماز قائم رکھنا اور زکوٰۃ دیتے رہنا اور اللہ اور اس کے رسول (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) کی اطاعت گزاری میں رہنا، بس اللہ یہی چاہتا ہے کہ اے (رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے) اہلِ بیت! تم سے ہر قسم کے گناہ کا میل (اور شک و نقص کی گرد تک) دُور کر دے اور تمہیں (کامل) طہارت سے نواز کر بالکل پاک صاف کر دے (سورۃ الاحزاب سورہ نمبر 33 آیت نمبر 33)

قرآن:

يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا إِذَا نَاجَيْتُمُ الرَّسُولَ فَقَدِّمُوا بَيْنَ يَدَيْ نَجْوَاكُمْ صَدَقَةً ۚ ذَٰلِكَ خَيْرٌ لَّكُمْ وَأَطْهَرُ ۚ فَإِن لَّمْ تَجِدُوا فَإِنَّ اللَّهَ غَفُورٌ رَّحِيمٌ

ترجمہ: "اے ایمان والو! جب تم رسول (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) سے کوئی راز کی بات تنہائی میں عرض کرنا چاہو تو اپنی رازدارانہ بات کہنے سے پہلے کچھ صدقہ و خیرات کر لیا کرو، یہ (عمل) تمہارے لئے بہتر اور پاکیزہ تر ہے، پھر اگر (خیرات کے لئے) کچھ نہ پاؤ تو بیشک اللہ بہت بخشنے والا بہت رحم فرمانے والا ہے۔"

{سورۃ المجادلہ سورہ نمبر 58 آیت نمبر 12}

یہ اور اِن جیسی بہت سی دوسری آیات جن کا یہاں ذکر نہ ہو سکا، اِس بات پر دَلالت کرتی ہیں کہ اِسلام میں پاکیزگی کی بڑی اہمیت ہے۔ اِن آیات کے متعلق، اللہ نے حضور صلی اللہ علیہ والہ وسلم کو حکم دیا کہ آپؐ اِن کی پیروی کریں چنانچہ قرآن میں ہے: اِتَّبِعۡ مَآ اُوۡحِیَ اِلَیۡكَ مِنۡ رَّبِّكَ ج {106/6} "اِس وحی کی پیروی کریں جو آپؐ کے ربّ کی طرف سے آپؐ کی طرف آئے۔"

حضور صلی اللہ علیہ والہ وسلم نے اعلان فرمادیا کہ: اِنۡ اَتَّبِعُ اِلَّا مَا یُوۡحٰۤی اِلَیَّ ؕ اِنِّیۡۤ اَخَافُ اِنۡ عَصَیۡتُ رَبِّیۡ عَذَابَ یَوۡمٍ عَظِیۡمٍ {15/10} " میں پیروی نہیں کرتا مگر اس کی جو میری طرف وحی کیا جاتا ہے، اگر میں اپنے ربّ کی نافرمانی کروں تو میں بڑے دن کے عذاب سے ڈرتا ہوں۔"(سورۃ یونس 10 آیت 15)

خلاصہ یہ کہ اللہ نے قرآنِ کریم میں پاکیزگی اختیار کرنے کا حکم دیا اور نبی کریم صلی اللہ علیہ والہ وسلم سے فرمایا کہ میرے اس حکم کی پیروی کرو {106/6} حضور صلی اللہ علیہ والہ وسلم کا فرمان ہے کہ میں وحی کے سوا کسی کی پیروی نہیں کرتا {15/10} ہمارا ایمان ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ والہ وسلم پاکیزگی کے پیکر تھے اور قیامت تک کیلئے آپ ؐ کی سیرت ہمارے لیے نمونہ ہے {21/33} لیکن اس کے برعکس صحیح بخاری میں لکھا ہے کہ :

حدیث:

قَالَ عُرْوَةُ: عَنِ الْمِسْوَرِ، وَمَرْوَانَ، خَرَجَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ زَمَنَ حُدَيْبِيَةَ فَذَكَرَ الْحَدِيثَ، وَمَا تَنَخَّمَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نُخَامَةً إِلَّا وَقَعَتْ فِي كَفِّ رَجُلٍ مِنْهُمْ فَدَلَكَ بِهَا وَجْهَهُ وَجِلْدَهُ.

ترجمہ: "عروہ، مسور اور مروان سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ والہ وسلم حدیبیہ سے تشریف لائے۔ حدیث بیان کرتے ہوئے نبی کریم صلی اللہ علیہ والہ وسلم نے جب بھی تھوک پھینکا تو وہ ان میں سے کسی آدمی کے ہاتھ پر گرا، جسے وہ اپنے منہ اور جسم پر مل لیتا۔"

{Q241 صحیح بخاری جلد اوّل کتاب الوضو باب نمبر 168 صفحہ نمبر 195، انٹرنیشنل نمبر}

حديث:

حَدَّثَنِي عَبْدُ اللَّهِ بْنُ مُحَمَّدٍ، حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّزَّاقِ، أَخْبَرَنَا مَعْمَرٌ، قَالَ: أَخْبَرَنِي الزُّهْرِيُّ، قَالَ: أَخْبَرَنِي عُرْوَةُ بْنُ الزُّبَيْرِ، عَنِ الْمِسْوَرِ بْنِ مَخْرَمَةَ، وَمَرْوَانَ يُصَدِّقُ كُلُّ وَاحِدٍ مِنْهُمَا حَدِيثَ صَاحِبِهِ، قَالَا: "خَرَجَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ زَمَنَ الْحُدَيْبِيَةِ حَتَّى إِذَا كَانُوا بِبَعْضِ الطَّرِيقِ، قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: إِنَّ خَالِدَ بْنَ الْوَلِيدِ بِالْغَمِيمِ فِي خَيْلٍ لِقُرَيْشٍ طَلِيعَةٌ، فَخُذُوا ذَاتَ الْيَمِينِ، فَوَاللَّهِ مَا شَعَرَ بِهِمْ خَالِدٌ حَتَّى إِذَا هُمْ بِقَتَرَةِ الْجَيْشِ، فَانْطَلَقَ يَرْكُضُ نَذِيرًا لِقُرَيْشٍ، وَسَارَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ حَتَّى إِذَا كَانَ بِالثَّنِيَّةِ الَّتِي يُهْبَطُ عَلَيْهِمْ مِنْهَا بَرَكَتْ بِهِ رَاحِلَتُهُ، فَقَالَ النَّاسُ: حَلْ حَلْ، فَأَلَحَّتْ، فَقَالُوا: خَلَأَتِ الْقَصْوَاءُ، خَلَأَتِ الْقَصْوَاءُ، فَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: مَا خَلَأَتِ الْقَصْوَاءُ وَمَا ذَاكَ لَهَا بِخُلُقٍ، وَلَكِنْ حَبَسَهَا حَابِسُ الْفِيلِ، ثُمَّ قَالَ: وَالَّذِي نَفْسِي بِيَدِهِ لَا يَسْأَلُونِي خُطَّةً يُعَظِّمُونَ فِيهَا حُرُمَاتِ اللَّهِ إِلَّا أَعْطَيْتُهُمْ إِيَّاهَا، ثُمَّ زَجَرَهَا فَوَثَبَتْ، قَالَ: فَعَدَلَ عَنْهُمْ حَتَّى نَزَلَ بِأَقْصَى الْحُدَيْبِيَةِ عَلَى ثَمَدٍ قَلِيلِ الْمَاءِ يَتَبَرَّضُهُ النَّاسُ تَبَرُّضًا فَلَمْ يُلَبِّثْهُ النَّاسُ حَتَّى نَزَحُوهُ، وَشُكِيَ إِلَى رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الْعَطَشُ، فَانْتَزَعَ سَهْمًا مِنْ كِنَانَتِهِ، ثُمَّ أَمَرَهُمْ أَنْ يَجْعَلُوهُ فِيهِ، فَوَاللَّهِ مَا زَالَ يَجِيشُ لَهُمْ بِالرِّيِّ حَتَّى صَدَرُوا عَنْهُ، فَبَيْنَمَا هُمْ كَذَلِكَ إِذْ جَاءَ بُدَيْلُ بْنُ وَرْقَاءَ الْخُزَاعِيُّ فِي نَفَرٍ مِنْ قَوْمِهِ مِنْ خُزَاعَةَ، وَكَانُوا عَيْبَةَ نُصْحِ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مِنْ أَهْلِ تِهَامَةَ، فَقَالَ: إِنِّي تَرَكْتُ كَعْبَ بْنَ لُؤَيٍّ، وَعَامِرَ بْنَ لُؤَيٍّ نَزَلُوا أَعْدَادَ مِيَاهِ الْحُدَيْبِيَةِ وَمَعَهُمُ الْعُوذُ الْمَطَافِيلُ وَهُمْ مُقَاتِلُوكَ وَصَادُّوكَ عَنِ الْبَيْتِ، فَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: إِنَّا لَمْ نَجِئْ لِقِتَالِ أَحَدٍ وَلَكِنَّا جِئْنَا مُعْتَمِرِينَ، وَإِنَّ قُرَيْشًا قَدْ نَهِكَتْهُمُ الْحَرْبُ وَأَضَرَّتْ بِهِمْ، فَإِنْ شَاءُوا مَادَدْتُهُمْ مُدَّةً، وَيُخَلُّوا بَيْنِي وَبَيْنَ النَّاسِ فَإِنْ أَظْهَرْ، فَإِنْ شَاءُوا أَنْ يَدْخُلُوا فِيمَا دَخَلَ فِيهِ النَّاسُ فَعَلُوا وَإِلَّا فَقَدْ جَمُّوا، وَإِنْ هُمْ أَبَوْا، فَوَالَّذِي نَفْسِي بِيَدِهِ لَأُقَاتِلَنَّهُمْ عَلَى أَمْرِي هَذَا حَتَّى تَنْفَرِدَ سَالِفَتِي وَلَيُنْفِذَنَّ اللَّهُ أَمْرَهُ، فَقَالَ بُدَيْلٌ: سَأُبَلِّغُهُمْ مَا تَقُولُ، قَالَ: فَانْطَلَقَ حَتَّى أَتَى قُرَيْشًا، قَالَ: إِنَّا قَدْ جِئْنَاكُمْ مِنْ هَذَا الرَّجُلِ، وَسَمِعْنَاهُ يَقُولُ قَوْلًا، فَإِنْ شِئْتُمْ أَنْ نَعْرِضَهُ عَلَيْكُمْ فَعَلْنَا، فَقَالَ سُفَهَاؤُهُمْ: لَا حَاجَةَ لَنَا أَنْ تُخْبِرَنَا عَنْهُ بِشَيْءٍ، وَقَالَ ذَوُو الرَّأْيِ مِنْهُمْ: هَاتِ مَا سَمِعْتَهُ يَقُولُ، قَالَ: سَمِعْتُهُ يَقُولُ كَذَا وَكَذَا، فَحَدَّثَهُمْ بِمَا قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، فَقَامَ عُرْوَةُ بْنُ مَسْعُودٍ، فَقَالَ: أَيْ قَوْمِ، أَلَسْتُمْ بِالْوَالِدِ؟ قَالُوا: بَلَى، قَالَ: أَوَلَسْتُ بِالْوَلَدِ؟ قَالُوا:

بَلَى، قَالَ: فَهَلْ تَتَّهِمُونِي؟ قَالُوا: لَا. قَالَ: أَلَسْتُمْ تَعْلَمُونَ أَنِّي اسْتَنْفَرْتُ أَهْلَ عُكَاظَ، فَلَمَّا بَلَّحُوا عَلَيَّ جِئْتُكُمْ بِأَهْلِي وَوَلَدِي، وَمَنْ أَطَاعَنِي؟ قَالُوا: بَلَى، قَالَ: فَإِنَّ هَذَا قَدْ عَرَضَ لَكُمْ خُطَّةَ رُشْدٍ، اقْبَلُوهَا وَدَعُونِي آتِيهِ، قَالُوا: ائْتِهِ، فَأَتَاهُ، فَجَعَلَ يُكَلِّمُ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، فَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: نَحْوًا مِنْ قَوْلِهِ لِبُدَيْلٍ، فَقَالَ عُرْوَةُ: عِنْدَ ذَلِكَ أَيْ مُحَمَّدُ، أَرَأَيْتَ إِنِ اسْتَأْصَلْتَ أَمْرَ قَوْمِكَ، هَلْ سَمِعْتَ بِأَحَدٍ مِنَ الْعَرَبِ اجْتَاحَ أَهْلَهُ قَبْلَكَ وَإِنْ تَكُنِ الْأُخْرَى، فَإِنِّي وَاللَّهِ لَأَرَى وُجُوهًا وَإِنِّي لَأَرَى أَوْشَابًا مِنَ النَّاسِ خَلِيقًا أَنْ يَفِرُّوا وَيَدَعُوكَ، فَقَالَ لَهُ أَبُو بَكْرٍ الصِّدِّيقُ: امْصُصْ بَظْرَ اللَّاتِ، أَنَحْنُ نَفِرُّ عَنْهُ وَنَدَعُهُ، فَقَالَ: مَنْ ذَا؟ قَالُوا: أَبُو بَكْرٍ، قَالَ: أَمَا وَالَّذِي نَفْسِي بِيَدِهِ لَوْلَا يَدٌ كَانَتْ لَكَ عِنْدِي لَمْ أَجْزِكَ بِهَا لَأَجَبْتُكَ، قَالَ: وَجَعَلَ يُكَلِّمُ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، فَكُلَّمَا تَكَلَّمَ أَخَذَ بِلِحْيَتِهِ وَالْمُغِيرَةُ بْنُ شُعْبَةَ قَائِمٌ عَلَى رَأْسِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَمَعَهُ السَّيْفُ وَعَلَيْهِ الْمِغْفَرُ، فَكُلَّمَا أَهْوَى عُرْوَةُ بِيَدِهِ إِلَى لِحْيَةِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ضَرَبَ يَدَهُ بِنَعْلِ السَّيْفِ، وَقَالَ لَهُ: أَخِّرْ يَدَكَ عَنْ لِحْيَةِ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، فَرَفَعَ عُرْوَةُ رَأْسَهُ، فَقَالَ: مَنْ هَذَا؟ قَالُوا: الْمُغِيرَةُ بْنُ شُعْبَةَ، فَقَالَ: أَيْ غُدَرُ، أَلَسْتُ أَسْعَى فِي غَدْرَتِكَ، وَكَانَ الْمُغِيرَةُ صَحِبَ قَوْمًا فِي الْجَاهِلِيَّةِ، فَقَتَلَهُمْ وَأَخَذَ أَمْوَالَهُمْ، ثُمَّ جَاءَ فَأَسْلَمَ، فَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: أَمَّا الْإِسْلَامَ فَأَقْبَلُ، وَأَمَّا الْمَالَ فَلَسْتُ مِنْهُ فِي شَيْءٍ، ثُمَّ إِنَّ عُرْوَةَ جَعَلَ يَرْمُقُ أَصْحَابَ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِعَيْنَيْهِ، قَالَ: فَوَاللَّهِ مَا تَنَخَّمَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نُخَامَةً إِلَّا وَقَعَتْ فِي كَفِّ رَجُلٍ مِنْهُمْ فَدَلَكَ بِهَا وَجْهَهُ وَجِلْدَهُ، وَإِذَا أَمَرَهُمُ ابْتَدَرُوا أَمْرَهُ، وَإِذَا تَوَضَّأَ كَادُوا يَقْتَتِلُونَ عَلَى وَضُوئِهِ، وَإِذَا تَكَلَّمَ خَفَضُوا أَصْوَاتَهُمْ عِنْدَهُ، وَمَا يُحِدُّونَ إِلَيْهِ النَّظَرَ تَعْظِيمًا لَهُ، فَرَجَعَ عُرْوَةُ إِلَى أَصْحَابِهِ، فَقَالَ: أَيْ قَوْمِ، وَاللَّهِ لَقَدْ وَفَدْتُ عَلَى الْمُلُوكِ وَوَفَدْتُ عَلَى قَيْصَرَ، وَكِسْرَى، وَالنَّجَاشِيِّ، وَاللَّهِ إِنْ رَأَيْتُ مَلِكًا قَطُّ يُعَظِّمُهُ أَصْحَابُهُ مَا يُعَظِّمُ أَصْحَابُ مُحَمَّدٍ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مُحَمَّدًا، وَاللَّهِ إِنْ تَنَخَّمَ نُخَامَةً إِلَّا وَقَعَتْ فِي كَفِّ رَجُلٍ مِنْهُمْ فَدَلَكَ بِهَا وَجْهَهُ وَجِلْدَهُ، وَإِذَا أَمَرَهُمُ ابْتَدَرُوا أَمْرَهُ، وَإِذَا تَوَضَّأَ كَادُوا يَقْتَتِلُونَ عَلَى وَضُوئِهِ، وَإِذَا تَكَلَّمَ خَفَضُوا أَصْوَاتَهُمْ عِنْدَهُ، وَمَا يُحِدُّونَ إِلَيْهِ النَّظَرَ تَعْظِيمًا لَهُ، وَإِنَّهُ قَدْ عَرَضَ عَلَيْكُمْ خُطَّةَ رُشْدٍ فَاقْبَلُوهَا، فَقَالَ رَجُلٌ مِنْ بَنِي كِنَانَةَ: دَعُونِي آتِيهِ، فَقَالُوا: ائْتِهِ، فَلَمَّا أَشْرَفَ عَلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَأَصْحَابِهِ، قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: هَذَا فُلَانٌ، وَهُوَ مِنْ قَوْمٍ يُعَظِّمُونَ الْبُدْنَ، فَابْعَثُوهَا لَهُ، فَبُعِثَتْ لَهُ وَاسْتَقْبَلَهُ النَّاسُ يُلَبُّونَ، فَلَمَّا رَأَى ذَلِكَ، قَالَ: سُبْحَانَ اللَّهِ، مَا يَنْبَغِي لِهَؤُلَاءِ أَنْ يُصَدُّوا عَنِ الْبَيْتِ، فَلَمَّا رَجَعَ إِلَى أَصْحَابِهِ، قَالَ: رَأَيْتُ الْبُدْنَ

قَدْ قُلِّدَتْ وَأُشْعِرَتْ، فَمَا أَرَى أَنْ يُصَدُّوا عَنِ الْبَيْتِ فَقَامَ رَجُلٌ مِنْهُمْ يُقَالُ لَهُ مِكْرَزُ بْنُ حَفْصٍ، فَقَالَ: دَعُونِي آتِيهِ، فَقَالُوا: ائْتِهِ، فَلَمَّا أَشْرَفَ عَلَيْهِمْ، قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: هَذَا مِكْرَزٌ، وَهُوَ رَجُلٌ فَاجِرٌ، فَجَعَلَ يُكَلِّمُ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، فَبَيْنَمَا هُوَ يُكَلِّمُهُ إِذْ جَاءَ سُهَيْلُ بْنُ عَمْرٍو". قَالَ مَعْمَرٌ: فَأَخْبَرَنِي أَيُّوبُ، عَنْ عِكْرِمَةَ، أَنَّهُ لَمَّا جَاءَ سُهَيْلُ بْنُ عَمْرٍو، قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: لَقَدْ سَهُلَ لَكُمْ مِنْ أَمْرِكُمْ. قَالَ مَعْمَرٌ: قَالَ الزُّهْرِيُّ فِي حَدِيثِهِ: فَجَاءَ سُهَيْلُ بْنُ عَمْرٍو، فَقَالَ: هَاتِ اكْتُبْ بَيْنَنَا وَبَيْنَكُمْ كِتَابًا، فَدَعَا النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الْكَاتِبَ، فَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ، قَالَ سُهَيْلٌ: أَمَّا الرَّحْمَنُ، فَوَاللَّهِ مَا أَدْرِي مَا هُوَ، وَلَكِنِ اكْتُبْ بِاسْمِكَ اللَّهُمَّ كَمَا كُنْتَ تَكْتُبُ، فَقَالَ الْمُسْلِمُونَ: وَاللَّهِ لَا نَكْتُبُهَا إِلَّا بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ، فَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: اكْتُبْ بِاسْمِكَ اللَّهُمَّ، ثُمَّ قَالَ: هَذَا مَا قَاضَى عَلَيْهِ مُحَمَّدٌ رَسُولُ اللَّهِ، فَقَالَ سُهَيْلٌ: وَاللَّهِ لَوْ كُنَّا نَعْلَمُ أَنَّكَ رَسُولُ اللَّهِ مَا صَدَدْنَاكَ عَنِ الْبَيْتِ وَلَا قَاتَلْنَاكَ، وَلَكِنِ اكْتُبْ مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ اللَّهِ، فَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: وَاللَّهِ إِنِّي لَرَسُولُ اللَّهِ، وَإِنْ كَذَّبْتُمُونِي اكْتُبْ مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ اللَّهِ، قَالَ الزُّهْرِيُّ: وَذَلِكَ لِقَوْلِهِ: لَا يَسْأَلُونِي خُطَّةً يُعَظِّمُونَ فِيهَا حُرُمَاتِ اللَّهِ إِلَّا أَعْطَيْتُهُمْ إِيَّاهَا، فَقَالَ لَهُ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: عَلَى أَنْ تُخَلُّوا بَيْنَنَا وَبَيْنَ الْبَيْتِ فَنَطُوفَ بِهِ، فَقَالَ سُهَيْلٌ: وَاللَّهِ لَا تَتَحَدَّثُ الْعَرَبُ أَنَّا أُخِذْنَا ضُغْطَةً، وَلَكِنْ ذَلِكَ مِنَ الْعَامِ الْمُقْبِلِ، فَكَتَبَ، فَقَالَ سُهَيْلٌ، وَعَلَى: أَنَّهُ لَا يَأْتِيكَ مِنَّا رَجُلٌ، وَإِنْ كَانَ عَلَى دِينِكَ إِلَّا رَدَدْتَهُ إِلَيْنَا، قَالَ الْمُسْلِمُونَ: سُبْحَانَ اللَّهِ، كَيْفَ يُرَدُّ إِلَى الْمُشْرِكِينَ وَقَدْ جَاءَ مُسْلِمًا؟ فَبَيْنَمَا هُمْ كَذَلِكَ إِذْ دَخَلَ أَبُو جَنْدَلِ بْنُ سُهَيْلِ بْنِ عَمْرٍو يَرْسُفُ فِي قُيُودِهِ، وَقَدْ خَرَجَ مِنْ أَسْفَلِ مَكَّةَ حَتَّى رَمَى بِنَفْسِهِ بَيْنَ أَظْهُرِ الْمُسْلِمِينَ، فَقَالَ سُهَيْلٌ: هَذَا يَا مُحَمَّدُ، أَوَّلُ مَا أُقَاضِيكَ عَلَيْهِ أَنْ تَرُدَّهُ إِلَيَّ، فَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: إِنَّا لَمْ نَقْضِ الْكِتَابَ بَعْدُ، قَالَ: فَوَاللَّهِ إِذًا لَمْ أُصَالِحْكَ عَلَى شَيْءٍ أَبَدًا، قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: فَأَجِزْهُ لِي، قَالَ: مَا أَنَا بِمُجِيزِهِ لَكَ، قَالَ: بَلَى، فَافْعَلْ، قَالَ: مَا أَنَا بِفَاعِلٍ، قَالَ مِكْرَزٌ: بَلْ قَدْ أَجَزْنَاهُ لَكَ، قَالَ أَبُو جَنْدَلٍ: أَيْ مَعْشَرَ الْمُسْلِمِينَ أُرَدُّ إِلَى الْمُشْرِكِينَ، وَقَدْ جِئْتُ مُسْلِمًا، أَلَا تَرَوْنَ مَا قَدْ لَقِيتُ وَكَانَ قَدْ عُذِّبَ عَذَابًا شَدِيدًا فِي اللَّهِ، قَالَ: فَقَالَ عُمَرُ بْنُ الْخَطَّابِ: فَأَتَيْتُ نَبِيَّ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، فَقُلْتُ: أَلَسْتَ نَبِيَّ اللَّهِ حَقًّا؟ قَالَ: بَلَى، قُلْتُ: أَلَسْنَا عَلَى الْحَقِّ وَعَدُوُّنَا عَلَى الْبَاطِلِ؟ قَالَ: بَلَى، قُلْتُ: فَلِمَ نُعْطِي الدَّنِيَّةَ فِي دِينِنَا إِذًا قَالَ: إِنِّي رَسُولُ اللَّهِ، وَلَسْتُ أَعْصِيهِ وَهُوَ نَاصِرِي، قُلْتُ: أَوَلَيْسَ كُنْتَ تُحَدِّثُنَا أَنَّا سَنَأْتِي الْبَيْتَ فَنَطُوفُ بِهِ؟ قَالَ: بَلَى، فَأَخْبَرْتُكَ أَنَّا نَأْتِيهِ

الْعَامَ؟ قَالَ: قُلْتُ لَا، قَالَ: فَإِنَّكَ آتِيهِ وَمُطَّوِّفٌ بِهِ. قَالَ: فَأَتَيْتُ أَبَا بَكْرٍ، فَقُلْتُ: يَا أَبَا بَكْرٍ، أَلَيْسَ هَذَا نَبِيَّ اللَّهِ حَقًّا؟ قَالَ: بَلَى، قُلْتُ: أَلَسْنَا عَلَى الْحَقِّ وَعَدُوُّنَا عَلَى الْبَاطِلِ؟ قَالَ: بَلَى، قُلْتُ: فَلِمَ نُعْطِي الدَّنِيَّةَ فِي دِينِنَا، إِذًا قَالَ: أَيُّهَا الرَّجُلُ إِنَّهُ لَرَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَلَيْسَ يَعْصِي رَبَّهُ وَهُوَ نَاصِرُهُ فَاسْتَمْسِكْ بِغَرْزِهِ، فَوَاللَّهِ إِنَّهُ عَلَى الْحَقِّ، قُلْتُ: أَلَيْسَ كَانَ يُحَدِّثُنَا أَنَّا سَنَأْتِي الْبَيْتَ وَنَطُوفُ بِهِ؟ قَالَ: بَلَى، أَفَأَخْبَرَكَ أَنَّكَ تَأْتِيهِ الْعَامَ؟ قُلْتُ: لَا، قَالَ: فَإِنَّكَ آتِيهِ وَمُطَّوِّفٌ بِهِ. قَالَ الزُّهْرِيُّ: قَالَ عُمَرُ: فَعَمِلْتُ لِذَلِكَ أَعْمَالًا. قَالَ: فَلَمَّا فَرَغَ مِنْ قَضِيَّةِ الْكِتَابِ، قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لِأَصْحَابِهِ: قُومُوا فَانْحَرُوا، ثُمَّ احْلِقُوا، قَالَ: فَوَاللَّهِ مَا قَامَ مِنْهُمْ رَجُلٌ حَتَّى قَالَ ذَلِكَ ثَلَاثَ مَرَّاتٍ، فَلَمَّا لَمْ يَقُمْ مِنْهُمْ أَحَدٌ دَخَلَ عَلَى أُمِّ سَلَمَةَ فَذَكَرَ لَهَا مَا لَقِيَ مِنَ النَّاسِ، فَقَالَتْ أُمُّ سَلَمَةَ: يَا نَبِيَّ اللَّهِ، أَتُحِبُّ ذَلِكَ اخْرُجْ، ثُمَّ لَا تُكَلِّمْ أَحَدًا مِنْهُمْ كَلِمَةً حَتَّى تَنْحَرَ بُدْنَكَ، وَتَدْعُوَ حَالِقَكَ فَيَحْلِقَكَ، فَخَرَجَ فَلَمْ يُكَلِّمْ أَحَدًا مِنْهُمْ حَتَّى فَعَلَ ذَلِكَ نَحَرَ بُدْنَهُ وَدَعَا حَالِقَهُ فَحَلَقَهُ، فَلَمَّا رَأَوْا ذَلِكَ قَامُوا فَنَحَرُوا وَجَعَلَ بَعْضُهُمْ يَحْلِقُ بَعْضًا حَتَّى كَادَ بَعْضُهُمْ يَقْتُلُ بَعْضًا غَمًّا، ثُمَّ جَاءَهُ نِسْوَةٌ مُؤْمِنَاتٌ، فَأَنْزَلَ اللَّهُ تَعَالَى يَأَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا إِذَا جَاءَكُمُ الْمُؤْمِنَاتُ مُهَاجِرَاتٍ فَامْتَحِنُوهُنَّ حَتَّى بَلَغَ بِعِصَمِ الْكَوَافِرِ سورة الممتحنة آية 10، فَطَلَّقَ عُمَرُ يَوْمَئِذٍ امْرَأَتَيْنِ كَانَتَا لَهُ فِي الشِّرْكِ، فَتَزَوَّجَ إِحْدَاهُمَا مُعَاوِيَةُ بْنُ أَبِي سُفْيَانَ، وَالْأُخْرَى صَفْوَانُ بْنُ أُمَيَّةَ، ثُمَّ رَجَعَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِلَى الْمَدِينَةِ فَجَاءَهُ أَبُو بَصِيرٍ رَجُلٌ مِنْ قُرَيْشٍ وَهُوَ مُسْلِمٌ، فَأَرْسَلُوا فِي طَلَبِهِ رَجُلَيْنِ، فَقَالُوا: الْعَهْدَ الَّذِي جَعَلْتَ لَنَا فَدَفَعَهُ إِلَى الرَّجُلَيْنِ، فَخَرَجَا بِهِ حَتَّى بَلَغَا ذَا الْحُلَيْفَةِ، فَنَزَلُوا يَأْكُلُونَ مِنْ تَمْرٍ لَهُمْ، فَقَالَ أَبُو بَصِيرٍ لِأَحَدِ الرَّجُلَيْنِ: وَاللَّهِ إِنِّي لَأَرَى سَيْفَكَ هَذَا يَا فُلَانُ جَيِّدًا فَاسْتَلَّهُ الْآخَرُ، فَقَالَ: أَجَلْ وَاللَّهِ إِنَّهُ لَجَيِّدٌ، لَقَدْ جَرَّبْتُ بِهِ ثُمَّ جَرَّبْتُ، فَقَالَ أَبُو بَصِيرٍ: أَرِنِي أَنْظُرْ إِلَيْهِ فَأَمْكَنَهُ مِنْهُ، فَضَرَبَهُ حَتَّى بَرَدَ وَفَرَّ الْآخَرُ حَتَّى أَتَى الْمَدِينَةَ فَدَخَلَ الْمَسْجِدَ يَعْدُو، فَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ حِينَ رَآهُ: لَقَدْ رَأَى هَذَا ذُعْرًا، فَلَمَّا انْتَهَى إِلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، قَالَ: قُتِلَ وَاللَّهِ صَاحِبِي وَإِنِّي لَمَقْتُولٌ، فَجَاءَ أَبُو بَصِيرٍ، فَقَالَ: يَا نَبِيَّ اللَّهِ، قَدْ وَاللَّهِ أَوْفَى اللَّهُ ذِمَّتَكَ، قَدْ رَدَدْتَنِي إِلَيْهِمْ، ثُمَّ أَنْجَانِي اللَّهُ مِنْهُمْ، قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: وَيْلُ أُمِّهِ مِسْعَرَ حَرْبٍ لَوْ كَانَ لَهُ أَحَدٌ، فَلَمَّا سَمِعَ ذَلِكَ عَرَفَ أَنَّهُ سَيَرُدُّهُ إِلَيْهِمْ، فَخَرَجَ حَتَّى أَتَى سِيفَ الْبَحْرِ، قَالَ: وَيَنْفَلِتُ مِنْهُمْ أَبُو جَنْدَلِ بْنُ سُهَيْلٍ فَلَحِقَ بِأَبِي بَصِيرٍ، فَجَعَلَ لَا يَخْرُجُ مِنْ قُرَيْشٍ رَجُلٌ قَدْ أَسْلَمَ إِلَّا لَحِقَ بِأَبِي بَصِيرٍ حَتَّى اجْتَمَعَتْ مِنْهُمْ عِصَابَةٌ، فَوَاللَّهِ مَا يَسْمَعُونَ بِعِيرٍ خَرَجَتْ لِقُرَيْشٍ إِلَى الشَّأْمِ إِلَّا اعْتَرَضُوا لَهَا، فَقَتَلُوهُمْ وَأَخَذُوا أَمْوَالَهُمْ،

فَأَرْسَلَتْ قُرَيْشٌ إِلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ تُنَاشِدُهُ بِاللَّهِ وَالرَّحِمِ لَمَّا أَرْسَلَ، فَمَنْ أَتَاهُ فَهُوَ آمِنٌ فَأَرْسَلَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِلَيْهِمْ. فَأَنْزَلَ اللَّهُ تَعَالَى وَهُوَ الَّذِي كَفَّ أَيْدِيَهُمْ عَنْكُمْ وَأَيْدِيَكُمْ عَنْهُمْ بِبَطْنِ مَكَّةَ مِنْ بَعْدِ أَنْ أَظْفَرَكُمْ عَلَيْهِمْ حَتَّى بَلَغَ الْحَمِيَّةَ حَمِيَّةَ الْجَاهِلِيَّةِ سورة الفتح آية 24-26. وَكَانَتْ حَمِيَّتُهُمْ أَنَّهُمْ لَمْ يُقِرُّوا أَنَّهُ نَبِيُّ اللَّهِ، وَلَمْ يُقِرُّوا بِ بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ، وَحَالُوا بَيْنَهُمْ وَبَيْنَ الْبَيْتِ. وَقَالَ أَبُو عَبْد اللَّهِ: مَعَرَّةٌ الْعُرُّ الْجَرَبُ تَزَيَّلُوا تَمَيَّزُوا، وَحَمَيْتُ الْقَوْمَ مَنَعْتُهُمْ حِمَايَةً، وَأَحْمَيْتُ الْحِمَى جَعَلْتُهُ حِمًى لَا يُدْخَلُ، وَأَحْمَيْتُ الْحَدِيدَ، وَأَحْمَيْتُ الرَّجُلَ إِذَا أَغْضَبْتَهُ إِحْمَاءً.

ترجمہ: مجھ سے عبداللہ بن محمد مسندی نے بیان کیا' کہا ہم سے عبدالرزاق نے بیان کیا' کہا مجھ کو معمر نے خبر دی' کہا کہ مجھے زہری نے خبر دی' کہا مجھے عروہ بن زبیر نے خبر دی اور ان سے مسور بن مخرمہ رضی اللہ عنہ اور مروان نے' دونوں کے بیان سے ایک دوسرے کی حدیث کی تصدیق بھی ہوتی ہے۔ انہوں نے بیان کیا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم صلح حدیبیہ کے موقع پر (مکہ) جارہے تھے' ابھی آپ صلی اللہ علیہ وسلم راستے ہی میں تھے' فرمایا خالد بن ولید قریش کے (دوسو) سواروں کے ساتھ ہماری نقل و حرکت کا اندازہ لگانے کے لیے مقام غمیم میں مقیم ہے (یہ قریش کا مقدمۃ الجیش ہے) اس لیے تم لوگ داہنی طرف سے جاؤ' پس اللہ کی قسم خالد کو ان کے متعلق کچھ بھی علم نہ ہو سکا اور جب انہوں نے اس لشکر کا غبار اٹھتا ہوا دیکھا تو قریش کو جلدی جلدی خبر دینے گئے۔ ادھر نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم چلتے رہے یہاں تک کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم اس گھاٹی پر پہنچے جس سے مکہ میں اترتے ہیں تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی سواری بیٹھ گئی۔ صحابہ اونٹنی کو اٹھانے کیلئے حل حل کہنے لگے لیکن وہ اپنی جگہ سے نہ اٹھی۔ صحابہ رضی اللہ عنہم نے کہا کہ قصواء اڑ گئی آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا قصواء اڑی نہیں اور نہ یہ اس کی عادت ہے' اسے تو اس ذات نے روک لیا جس نے ہاتھیوں (کے لشکر) کو (مکہ) میں داخل ہونے سے روک لیا تھا۔ پھر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اس ذات کی قسم جس کے ہاتھ میں میری جان ہے قریش جو بھی ایسا مطالبہ رکھیں گے جس میں اللہ کی محرمات کی بڑائی ہو تو میں اس کا مطالبہ منظور کرلوں گا۔ آخر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اونٹنی کو ڈانٹا تو وہ اٹھ گئی۔ راوی نے بیان کیا کہ پھر نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم صحابہ سے آگے نکل گئے اور حدیبیہ کے آخری کنارے ثمد (ایک چشمہ یا گڑھا) پر جہاں پانی کم تھا، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے پڑاؤ کیا۔ لوگ تھوڑا تھوڑا پانی استعمال کرنے لگے، انہوں نے پانی کو ٹھہرنے ہی نہیں دیا، سب کھینچ ڈالا۔ اب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے پیاس کی شکایت کی گئی تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے ترکش میں سے ایک تیر نکال کر دیا کہ

اس گڑھے میں ڈال دیں بخدا تیر گاڑتے ہی پانی انہیں سیر اب کرنے کے لیے ابلنے لگا اور وہ لوگ پوری طرح سیر اب ہو گئے۔ لوگ اسی حال میں تھے کہ بدیل بن ورقاء خزاعی رضی اللہ عنہ اپنی قوم خزاعہ کے کئی آدمیوں کو لے کر حاضر ہوا۔ یہ لوگ تہامہ کے رہنے والے تھے اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے محرم راز بڑے خیر خواہ تھے۔ انہوں نے خبر دی کہ میں کعب بن لوئی اور عامر بن لوئی کو پیچھے چھوڑ کر آرہا ہوں۔ جنہوں نے حدیبیہ کے پانی کے ذخیروں پر اپنا پڑاؤ ڈال دیا ہے' ان کے ساتھ بکثرت دودھ دینے والی اونٹنیاں اپنے نئے نئے بچوں کے ساتھ ہیں۔ وہ آپ سے لڑیں گے اور آپ کے بیت اللہ پہنچنے میں رکاوٹ بنیں گے۔ لیکن آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہم کسی سے لڑنے نہیں آئے ہیں صرف عمرہ کے ارادے سے آئے ہیں اور واقعہ تو یہ ہے (مسلسل لڑائیوں) نے قریش کو بھی کمزور کر دیا ہے اور انہیں بڑا نقصان اٹھانا پڑا ہے' اب اگر وہ چاہیں تو میں ایک مدت ان سے صلح کا معاہدہ کر لوں گا' اس عرصہ میں وہ میرے اور عوام (کفار مشرکین عرب) کے درمیان نہ پڑیں پھر اگر میں کامیاب ہو جاؤں اور (اس کے بعد) وہ چاہیں تو اس دین (اسلام) میں وہ بھی داخل ہو سکتے ہیں (جس میں اور تمام لوگ داخل ہو چکے ہوں گے) لیکن اگر مجھے کامیابی نہیں ہوئی تو انہیں بھی آرام مل جائے گا اور اگر انہیں میری پیش کش سے انکار ہے تو اس ذات کی قسم جس کے ہاتھ میں میری جان ہے جب تک میرا سر تن سے جدا نہیں ہو جاتا، میں اس دین کے لیے برابر لڑتا رہوں گا یا پھر اللہ تعالیٰ اسے نافذ ہی فرما دے گا۔ بدیل رضی اللہ عنہ نے کہا کہ قریش تک آپ کی گفتگو میں پہچاؤں گا چنانچہ وہ واپس ہوئے اور قریش کے یہاں پہنچے اور کہا کہ ہم تمہارے پاس اس شخص (نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم) کے یہاں سے آرہے ہیں اور ہم نے اسے ایک بات کہتے سنا ہے' اگر تم چاہو تو تمہارے سامنے اسے بیان کر سکتے ہیں۔ قریش کے بے وقوفوں نے کہا کہ ہمیں اس کی ضرورت نہیں کہ تم اس شخص کی کوئی بات ہمیں سناؤ۔ جو لوگ صائب الرائے تھے' انہوں نے کہا کہ ٹھیک ہے جو کچھ تم نے سنا ہے ہم سے بیان کر دو۔ انہوں نے کہا کہ میں نے اسے (آپ صلی اللہ علیہ وسلم) کو یہ کہتے سنا ہے اور پھر جو کچھ انہوں نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا تھا' سب بیان کر دیا۔ اس پر عروہ بن مسعود رضی اللہ عنہ (جو اس وقت تک کفار کے ساتھ تھے) کھڑے ہوئے اور کہا اے قوم کے لوگو! کیا تم مجھ پر باپ کی طرح شفقت نہیں رکھتے۔ سب نے کہا کیوں نہیں' ضرور رکھتے ہیں۔ عروہ نے پھر کہا کیا میں بیٹے کی طرح تمہارا خیر خواہ نہیں ہوں' انہوں نے کہا کیوں نہیں۔ عروہ نے پھر کہا تم لوگ مجھ پر کسی قسم کی تہمت لگا سکتے ہو؟ انہوں نے کہا کہ نہیں۔ انہوں نے پوچھا کیا تمہیں معلوم نہیں ہے کہ میں نے عکاظ والوں کو تمہاری مدد کے لیے کہا تھا اور جب انہوں نے انکار کیا تو میں نے اپنے گھرانے' اولاد اور ان تمام لوگوں کو تمہارے پاس لا کر کھڑا کر دیا تھا جنہوں نے میرا کہنا مانا تھا؟ قریش نے کہا کیوں نہیں (آپ کی باتیں

درست ہیں) اس کے بعد انہوں نے کہا دیکھو اب اس شخص (نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم) نے تمہارے سامنے ایک اچھی تجویز رکھی ہے‘ اسے تم قبول کر لو اور مجھے اس کے پاس (گفتگو) کے لیے جانے دو‘ سب نے کہا آپ ضرور جایئے۔ چنانچہ عروہ بن مسعود رضی اللہ عنہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئے اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے گفتگو شروع کی۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان سے بھی وہی باتیں کہیں جو آپ صلی اللہ علیہ وسلم بدیل سے کہہ چکے تھے‘ عروہ رضی اللہ عنہ نے اس وقت کہا۔ اے محمد (صلی اللہ علیہ وسلم)! بتایئے اگر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی قوم کو تباہ کر دیا تو کیا اپنے سے پہلے کسی بھی عرب کے متعلق سنا ہے کہ اس نے اپنے خاندان کا نام و نشان مٹا دیا ہو لیکن اگر دوسری بات واقع ہوئی (یعنی ہم آپ صلی اللہ علیہ وسلم پر غالب ہوئے) تو میں اللہ کی قسم تمہارے ساتھیوں کا منہ دیکھتا ہوں یہ مختلف جنسوں لوگ یہی کریں گے۔ اس وقت یہ سب لوگ بھاگ جائیں گے اور آپ کو تنہا چھوڑ دیں گے۔ اس پر ابو بکر رضی اللہ عنہ بولے «امصص بظر اللات» ۔ کیا ہم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس سے بھاگ جائیں گے اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو تنہا چھوڑ دیں گے۔ عروہ نے پوچھا کون صاحب ہیں؟ لوگوں نے بتایا کہ ابو بکر رضی اللہ عنہ ہیں۔ عروہ نے کہا اس ذات کی قسم جس کے ہاتھ میں میری جان ہے اگر تمہارا مجھ پر ایک احسان نہ ہوتا جس کا اب تک میں بدلہ نہیں دے سکا ہوں تو تمہیں ضرور جواب دیتا۔ بیان کیا کہ وہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے پھر گفتگو کرنے لگے اور گفتگو کرتے ہوئے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی داڑھی مبارک پکڑ لیا کرتے تھے۔ مغیرہ بن شعبہ رضی اللہ عنہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس کھڑے تھے‘ تلوار لٹکائے ہوئے اور سر پر خود پہنے۔ عروہ جب بھی نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی داڑھی مبارک کی طرف اپنا ہاتھ لے جاتے تو مغیرہ رضی اللہ عنہ تلوار کی نیام کو اس کے ہاتھ پر مارتے اور ان سے کہتے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی داڑھی سے اپنا ہاتھ الگ رکھ۔ عروہ رضی اللہ عنہ نے اپنا سر اٹھایا اور پوچھا یہ کون صاحب ہیں؟ لوگوں نے بتایا کہ مغیرہ بن شعبہ۔ عروہ نے انہیں مخاطب کر کے کہا اے دغا باز! کیا میں نے تیری دغا بازی کی سزا سے تجھ کو نہیں بچایا؟ اصل میں مغیرہ رضی اللہ عنہ (اسلام لانے سے پہلے) جاہلیت میں ایک قوم کے ساتھ رہے تھے پھر ان سب کو قتل کر کے ان کا مال لے لیا تھا۔ اس کے بعد (مدینہ) آئے اور اسلام کے حلقہ بگوش ہو گئے (تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں ان کا مال بھی رکھ دیا کہ جو چاہیں اس کے متعلق حکم فرمائیں) لیکن آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تھا کہ تیرا اسلام تو میں قبول کرتا ہوں، رہا یہ مال تو میرا اس سے کوئی واسطہ نہیں۔ کیونکہ وہ دغا بازی سے ہاتھ آیا ہے جسے میں لے نہیں سکتا‘ پھر عروہ رضی اللہ عنہ گھور گھور کر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے اصحاب کی نقل و حرکت دیکھتے رہے۔ پھر راوی نے بیان کیا کہ قسم اللہ کی اگر کبھی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے بلغم بھی تھوکا تو آپ

صلی اللہ علیہ وسلم کے اصحاب نے اپنے ہاتھوں پر اسے لے لیا اور اسے اپنے چہرہ اور بدن پر مل لیا۔ کسی کام کا اگر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے حکم دیا تو اس کی بجاآوری میں ایک دوسرے پر لوگ سبقت لے جانے کی کوشش کرتے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم وضو کرنے لگے تو ایسا معلوم ہوا کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے وضو کے پانی پر لڑائی ہو جائے گی (یعنی ہر شخص اس پانی کو لینے کی کوشش کرتا تھا) جب آپ صلی اللہ علیہ وسلم گفتگو کرنے لگے تو سب پر خاموشی چھا جاتی۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی تعظیم کا یہ حال تھا کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھی نظر بھر کر آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکھ بھی نہیں سکتے تھے۔ خیر عروہ جب اپنے ساتھیوں سے جا کر ملے تو ان سے کہا اے لوگو! قسم اللہ کی میں بادشاہوں کے دربار میں بھی وفد لے کر گیا ہوں، قیصر و کسریٰ اور نجاشی سب کے دربار میں لیکن اللہ کی قسم میں نے کبھی نہیں دیکھا کہ کسی بادشاہ کے ساتھی اس کی اس درجہ تعظیم کرتے ہوں جتنی محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے اصحاب آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی تعظیم کرتے ہیں۔ قسم اللہ کی اگر محمد صلی اللہ علیہ وسلم نے بلغم بھی تھوک دیا تو ان کے اصحاب نے اسے اپنے ہاتھوں میں لے لیا اور اسے اپنے چہرہ اور بدن پر مل لیا۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے انہیں اگر کوئی حکم دیا تو ہر شخص نے اسے بجالانے میں ایک دوسرے پر سبقت کی کوشش کی۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اگر وضو کیا تو ایسا معلوم ہوتا کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے وضو پر لڑائی ہو جائے گی۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے جب گفتگو شروع کی تو ہر طرف خاموشی چھا گئی۔ ان کے دلوں میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی تعظیم کا یہ عالم تھا کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو نظر بھر کر بھی نہیں دیکھ سکتے۔ انہوں نے تمہارے سامنے ایک بھلی صورت رکھی ہے، تمہیں چاہئے کہ اسے قبول کر لو۔ اس پر بنو کنانہ کا ایک شخص بولا کہ اچھا مجھے بھی ان کے یہاں جانے دو، لوگوں نے کہا تم بھی جا سکتے ہو۔ جب یہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے اصحاب رضوان اللہ علیہم اجمعین کے قریب پہنچے تو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ یہ فلاں شخص ہے، ایک ایسی قوم کا فرد جو بیت اللہ کی قربانی کے جانوروں کی تعظیم کرتے ہیں۔ اس لیے قربانی کے جانور اس کے سامنے کر دو۔ صحابہ رضی اللہ عنہم نے قربانی کے جانور اس کے سامنے کر دیئے اور لبیک کہتے ہوئے اس کا استقبال کیا جب اس نے یہ منظر دیکھا تو کہنے لگا کہ سبحان اللہ قطعاً مناسب نہیں ہے کہ ایسے لوگوں کو کعبہ سے روکا جائے۔ اس کے بعد قریش میں سے ایک دوسرا شخص مکرز بن حفص نامی کھڑا ہوا اور کہنے لگا کہ مجھے بھی ان کے یہاں جانے دو۔ سب نے کہا کہ تم بھی جا سکتے ہو جب وہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم اور صحابہ رضی اللہ عنہم سے قریب ہوا تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ یہ مکرز ہے ایک بدترین شخص ہے۔ پھر وہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے گفتگو کرنے لگا۔ ابھی وہ گفتگو کر ہی رہا تھا کہ سہیل بن عمرو آ گیا۔ معمر نے (سابقہ سند کے ساتھ) بیان کیا کہ مجھے ایوب نے خبر دی اور انہیں عکرمہ نے کہ جب سہیل بن عمرو آیا تو

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے (نیک فالی کے طور پر) فرمایا تمہارا معاملہ آسان (سہل) ہو گیا۔ معمر نے بیان کیا کہ زہری نے اپنی حدیث میں اس طرح بیان کیا تھا کہ جب سہیل بن عمرو آیا تو کہنے لگا کہ ہمارے اور اپنے درمیان (صلح) کی ایک تحریر لکھ لو۔ چنانچہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے کاتب کو بلوایا اور فرمایا کہ لکھو «بسم الله الرحمن الرحيم» سہیل کہنے لگا رحمن کو اللہ کی قسم میں نہیں جانتا کہ وہ کیا چیز ہے۔ البتہ تم یوں لکھ سکتے ہو «باسمک اللھم.» جیسے پہلے لکھا کرتے تھے مسلمانوں نے کہا کہ قسم اللہ کی ہمیں «بسم الله الرحمن الرحيم» کے سوا اور کوئی دوسرا جملہ نہ لکھنا چاہئے۔ لیکن آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ «باسمك اللهم.» ہی لکھنے دو۔ پھر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے لکھوایا یہ محمد رسول اللہ کی طرف سے صلح نامہ کی دستاویز ہے۔ سہیل نے کہا اگر ہمیں یہ معلوم ہوتا کہ آپ رسول اللہ ہیں تو نہ ہم آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو کعبہ سے روکتے اور نہ آپ سے جنگ کرتے۔ آپ تو صرف اتنا لکھئے کہ ”محمد بن عبداللہ“ اس پر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اللہ گواہ ہے کہ میں اس کا سچا رسول ہوں خواہ تم میری تکذیب ہی کرتے رہو، لکھو جی ”محمد بن عبداللہ“ زہری نے بیان کیا کہ یہ سب کچھ (نرمی اور رعایت) صرف آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے اس ارشاد کا نتیجہ تھا (جو پہلے بدیل رضی اللہ عنہ سے کہہ چکے تھے) کہ قریش مجھ سے جو بھی ایسا مطالبہ کریں گے جس سے اللہ تعالیٰ کی حرمتوں کی تعظیم مقصود ہو گی تو میں ان کے مطالبے کو ضرور مان لوں گا، اس لیے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے سہیل سے فرمایا لیکن صلح کے لیے پہلی شرط یہ ہو گی کہ تم لوگ ہمیں بیت اللہ کے طواف کرنے کے لیے جانے دو گے۔ سہیل نے کہا قسم اللہ کی ہم (اس سال) ایسا نہیں ہونے دیں گے ورنہ عرب کہیں گے ہم مغلوب ہو گئے تھے (اس لیے ہم نے اجازت دے دی) آئندہ سال کے لیے اجازت ہے۔ چنانچہ یہ بھی لکھ لیا۔ پھر سہیل نے لکھا کہ یہ شرط بھی (لکھ لیجئے) کہ ہماری طرف کا جو شخص بھی آپ کے یہاں جائے گا خواہ وہ آپ کے دین ہی پر کیوں نہ ہو آپ اسے ہمیں واپس کر دیں گے۔ مسلمانوں نے (یہ شرط سن کر کہا) سبحان اللہ! (ایک شخص کو) مشرکوں کے حوالے کس طرح کیا جا سکتا ہے جو مسلمان ہو کر آیا ہو۔ ابھی یہی باتیں ہو رہی تھیں کہ ابوجندل بن سہیل بن عمرو رضی اللہ عنہ اپنی بیڑیوں کو گھسیٹتے ہوئے آ پہنچے، وہ مکہ کے نشیبی علاقے کی طرف سے بھاگے تھے اور اب خود کو مسلمانوں کے سامنے ڈال دیا تھا۔ سہیل نے کہا اے محمد! یہ پہلا شخص ہے جس کے لیے (صلح نامہ کے مطابق) میں مطالبہ کرتا ہوں کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم ہمیں اسے واپس کر دیں۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ ابھی تو ہم نے (صلح نامہ کی اس دفعہ کو) صلح نامہ میں لکھا بھی نہیں ہے (اس لیے جب صلح نامہ طے پا جائے گا اس کے بعد اس کا نفاذ ہونا چاہئے) سہیل کہنے لگا کہ اللہ کی قسم پھر میں کسی بنیاد پر بھی آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے صلح نہیں کروں گا۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اچھا مجھ پر

اس ایک کو دے کر احسان کر دو۔ اس نے کہا کہ میں اس سلسلے میں احسان بھی نہیں کر سکتا۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ نہیں ہمیں احسان کر دینا چاہئے لیکن اس نے یہی جواب دیا کہ میں ایسا کبھی نہیں کر سکتا۔ البتہ مکرز نے کہا کہ چلئے ہم اس کا آپ صلی اللہ علیہ وسلم پر احسان کرتے ہیں مگر (اس کی بات نہیں چلی) ابو جندل رضی اللہ عنہ نے کہا مسلمانوں! میں مسلمان ہو کر آیا ہوں۔ کیا مجھے مشرکوں کے ہاتھ میں دے دیا جائے گا؟ کیا میرے ساتھ جو اذیتیں پہنچائی گئیں تھیں۔ راوی نے بیان کیا کہ عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ نے کہا آخر میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوا اور عرض کیا، کیا یہ واقعہ اور حقیقت نہیں کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم اللہ کے نبی ہیں؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کیوں نہیں! میں نے عرض کیا، کیا ہم حق پر نہیں ہیں اور کیا ہمارے دشمن باطل پر نہیں ہیں؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کیوں نہیں! میں نے کہا پھر اپنے دین کے معاملے میں کیوں دبیں۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا میں اللہ کا رسول ہوں' اس کی حکم عدولی نہیں کر سکتا اور وہی میرا مددگار ہے۔ میں نے کہا کیا آپ صلی اللہ علیہ وسلم ہم سے یہ نہیں فرماتے تھے کہ ہم بیت اللہ جائیں گے اور اس کا طواف کریں گے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ ٹھیک ہے لیکن کیا میں نے تم سے یہ کہا تھا کہ اسی سال ہم بیت اللہ پہنچ جائیں گے۔ عمر رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ میں نے کہا نہیں (آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس قید کے ساتھ نہیں فرمایا تھا) آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ پھر اس میں کوئی شبہ نہیں کہ تم بیت اللہ تک ضرور پہنچو گے اور ایک دن اس کا طواف کرو گے۔ انہوں نے بیان کیا کہ پھر ابو بکر رضی اللہ عنہ کے یہاں گیا اور ان سے بھی یہی پوچھا کہ ابو بکر! کیا یہ حقیقت نہیں کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم اللہ کے نبی ہیں؟ انہوں نے بھی کہا کہ کیوں نہیں۔ میں نے پوچھا کیا ہم حق پر نہیں ہیں؟ اور کیا ہمارے دشمن باطل پر نہیں ہیں؟ انہوں نے کہا کیوں نہیں! میں نے کہا کہ پھر اپنے دین کو کیوں ذلیل کریں۔ ابو بکر رضی اللہ عنہ نے کہا جناب! بلا شک وشبہ وہ اللہ کے رسول ہیں' اور اپنے رب کی حکم عدولی نہیں کر سکتے اور رب ہی ان کا مددگار ہے پس ان کی رسی مضبوطی سے پکڑ لو' اللہ گواہ ہے کہ وہ حق پر ہیں۔ میں نے کہا کیا آپ صلی اللہ علیہ وسلم ہم سے یہ نہیں کہتے تھے کہ عنقریب ہم بیت اللہ پہونچیں گے اور اس کا طواف کریں گے انہوں نے فرمایا کہ یہ بھی صحیح ہے لیکن کیا آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے آپ سے یہ فرمایا تھا کہ اسی سال آپ بیت اللہ پہنچ جائیں گے۔ میں نے کہا کہ نہیں۔ پھر ابو بکر رضی اللہ عنہ نے کہا پھر اس میں بھی کوئی شک وشبہ نہیں کہ آپ ایک نہ ایک دن بیت اللہ پہنچیں گے اور اس کا طواف کریں گے۔ زہری نے بیان کیا کہ عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا بعد میں میں نے اپنی عجلت پسندی کی مکافات کے لیے نیک اعمال کئے۔ پھر جب صلح نامہ سے آپ فارغ ہو چکے تو صحابہ رضوان اللہ علیہم سے فرمایا کہ اب اٹھو اور (جن جانوروں کو ساتھ لائے ہو ان کی) قربانی کر لو اور سر بھی

منڈوالو۔ انہوں نے بیان کیا کہ اللہ گواہ ہے صحابہ میں سے ایک شخص بھی نہ اٹھااور تین مرتبہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ جملہ فرمایا۔ جب کوئی نہ اٹھاتو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم ام سلمہ کے خیمہ میں گئے اوران سے لوگوں کے طرز عمل کا ذکر کیا۔ام سلمہ رضی اللہ عنہا نے کہااے اللہ کے نبی! کیاآپ یہ پسند کریں گے کہ باہر تشریف لے جائیں اور کسی سے کچھ نہ کہیں بلکہ اپنا قربانی کا جانور ذبح کرلیں اور اپنے حجام کو بلالیں جوآپ کے بال مونڈدے۔ چنانچہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم باہر تشریف لائے۔ کسی سے کچھ نہیں کہااور سب کچھ کیا' اپنے جانور کی قربانی کرلی اور اپنے حجام کو بلوایا جس نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے بال مونڈے۔ جب صحابہ نے دیکھاتو وہ بھی ایک دوسرے کے بال مونڈنے لگے' ایسا معلوم ہوتا تھا کہ رنج وغم میں ایک دوسرے سے لڑپڑیں گے۔ پھرآپ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس (مکہ سے) چند مومن عورتیں آئیں تواللہ تعالیٰ نے یہ حکم نازل فرمایا «يا أيها الذين آمنوا إذا جاء كم المؤمنات مهاجرات فامتحنوهن» اے لوگو! جوایمان لاچکے ہو جب تمہارے پاس مومن عورتیں ہجرت کر کے آئیں توان کا امتحان لے «بعصم الكوافر» تک۔اس دن عمر رضی اللہ عنہ نے اپنی دوبیویوں کو طلاق دی جواب تک مسلمان نہ ہوئی تھیں۔ان میں سے ایک نے تو معاویہ بن ابی سفیان رضی اللہ عنہما سے نکاح کرلیا تھااور دوسری سے صفوان بن امیہ نے۔اس کے بعد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مدینہ واپس تشریف لائے تو قریش کے ایک فرد ابوبصیر رضی اللہ عنہ (مکہ سے فرار ہوکر) حاضر ہوئے۔ وہ مسلمان ہوچکے تھے۔قریش نے انہیں واپس لینے کے لیے دوآدمیوں کو بھیجااور انہوں نے آکر کہا کہ ہمارے ساتھ آپ کا معاہدہ ہوچکا ہے۔ چنانچہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ابوبصیر رضی اللہ عنہ کوواپس کردیا۔ قریش کے دونوں افراد جب انہیں واپس لے کر لوٹے اور ذوالحلیفہ پہنچے تو کھجور کھانے کے لیے اترے جوان کے ساتھ تھی۔ابوبصیر رضی اللہ عنہ نے ان میں سے ایک سے فرمایاقسم اللہ کی تمہاری تلوار بہت اچھی معلوم ہوتی ہے۔دوسرے ساتھی نے تلوار نیام سے نکال دی۔ اس شخص نے کہاہاں اللہ کی قسم نہایت عمدہ تلوار ہے' میں اس کا بارہا تجربہ کرچکا ہوں۔ابوبصیر رضی اللہ عنہ اس پر بولے کہ ذرا مجھے بھی تو دکھاؤاور اس طرح اپنے قبضہ میں کرلیا پھراس شخص نے تلوار کے مالک کوایسی ضرب لگائی کہ وہ وہیں ٹھنڈا ہوگیا۔اس کا دوسرا ساتھی بھاگ کر مدینہ آیااور مسجد میں دوڑتا ہوا۔داخل ہوا نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے جب اسے دیکھاتو فرمایا یہ شخص کچھ خوف زدہ معلوم ہوتا ہے۔جب وہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے قریب پہنچا تو کہنے لگا اللہ کی قسم میرا ساتھی تو مارا گیااور میں بھی مارا جاؤں گا (اگرآپ لوگوں نے ابوبصیر کو نہ روکا) اتنے میں ابوبصیر بھی آگئے اور عرض کیا اے اللہ کے نبی! اللہ کی قسم اللہ تعالیٰ نے آپ کی ذمہ داری پوری کردی' آپ مجھے ان کے حوالے کرچکے تھے لیکن اللہ تعالیٰ نے مجھے ان سے نجات دلائی۔آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا (تیری ماں کی خرابی) اگراس

کا کوئی ایک بھی مدد گار ہوتا تو پھر لڑائی کے شعلے بھڑک اٹھتے۔ جب انہوں نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے یہ الفاظ سنے تو سمجھ گئے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم پھر کفار کے حوالے کر دیں گے اس لیے وہاں سے نکل گئے اور سمندر کے کنارے پر آ گئے۔ راوی نے بیان کیا کہ اپنے گھر والوں (مکہ سے) چھوٹ کر ابو جندل بن سہیل رضی اللہ عنہ بھی ابو بصیر رضی اللہ عنہ سے جا ملے اور اب یہ حال تھا کہ قریش کا جو شخص بھی اسلام لاتا (بجائے مدینہ آنے کے) ابو بصیر رضی اللہ عنہ کے یہاں (ساحل سمندر پر) چلا جاتا۔ اس طرح سے ایک جماعت بن گئی اور اللہ گواہ ہے یہ لوگ قریش کے جس قافلے کے متعلق بھی سن لیتے کہ وہ شام جا رہا ہے تو اسے راستے ہی میں روک کر لوٹ لیتے اور قافلہ والوں کو قتل کر دیتے۔ اب قریش نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے یہاں اللہ اور رحم کا واسطہ دے کر درخواست بھیجی کہ آپ کسی کو بھیجیں (ابو بصیر رضی اللہ عنہ اور ان کے دوسرے ساتھیوں کے یہاں کہ وہ قریش کی ایذا سے رک جائیں) اور اس کے بعد جو شخص بھی آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے یہاں جائے گا (مکہ سے) اسے امن ہے۔ چنانچہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کے یہاں اپنا آدمی بھیجا اور اللہ تعالیٰ نے یہ آیت نازل فرمائی «وهو الذى كف أيديهم عنكم وأيديكم عنهم ببطن مكة من بعد أن أظفركم عليهم» ”اور وہ ذات پروردگار جس نے روک دیا تھا تمہارے ہاتھوں کو ان سے اور ان کے ہاتھوں کو تم سے (یعنی جنگ نہیں ہو سکی تھی) وادی مکہ میں (حدیبیہ میں) بعد میں اس کے کہ تم کو غالب کر دیا تھا ان پر یہاں تک کہ بات جاہلیت کے دور کی بے جا حمایت تک پہنچ گئی تھی)۔“ ان کی حمیت (جاہلیت) یہ تھی کہ انہوں نے (معاہدے میں بھی) آپ کے لیے اللہ کے نبی ہونے کا اقرار نہیں کیا اسی طرح انہوں نے «بسم الله الرحمن الرحيم» نہیں لکھنے دیا اور آپ بیت اللہ جانے سے مانع بنے۔

{ صحیح بخاری جلد دوم کتاب الشروط حدیث نمبر 4 صفحہ نمبر 30، انٹرنیشنل نمبر 2731، 2732}

کیا اپنے ساتھیوں پر تھوکنا حضور صلی اللہ علیہ والہ وسلم کی سنّت ہے؟

ایک حدیث میں ہے کہ :

حدیث:

حَدَّثَنِي إِسْحَاقُ، حَدَّثَنَا يَعْقُوبُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ، حَدَّثَنَا أَبِي، عَنِ ابْنِ شِهَابٍ، قَالَ: أَخْبَرَنِي مَحْمُودُ بْنُ الرَّبِيعِ الْأَنْصَارِيُّ، "أَنَّهُ عَقَلَ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَعَقَلَ مَجَّةً مَجَّهَا فِي وَجْهِهِ مِنْ بِئْرٍ كَانَتْ فِي دَارِهِمْ.

ترجمہ: '' محمود بن ربیع، جنہوں نے فرمایا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ والہ وسلم نے اُن کے منہ میں کُلّی فرمائی اُس کنویں کے پانی سے، جو اُن کے گھر میں تھا۔''

{ صحیح بخاری جلد اوّل کتاب الصلوٰۃ حدیث نمبر 797 صفحہ نمبر 389، انٹر نیشنل نمبر 1185}

☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆

باب نمبر۔33

صحیح بخاری کے مطابق

صحابہؓ، اُمّ المومنین کی پٹائی کرتے تھے

قرآن کے مطابق

نبیؐ کی بیویاں، اُمّت کی مائیں ہیں

ارشادِ باری تعالیٰ ہے :

قرآن:

اَلنَّبِيُّ اَوْلٰى بِالْمُؤْمِنِيْنَ مِنْ اَنْفُسِهِمْ وَاَزْوَاجُهٗٓ اُمَّهٰتُهُمْ ط (6/33)

”پیغمبر مومنوں پر، خود اُن سے بھی زیادہ حق رکھنے والے ہیں اور پیغمبر کی بیویاں مومنوں کی مائیں ہیں۔“

{سورۃ الاحزاب سورہ نمبر 33 آیت نمبر 6}

کیا صحابہ کرام رِضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین اپنی مائوں کے ساتھ یہ سلوک کیا کرتے تھے جو صحیح بخاری کی درج ذیل حدیث میں بیان کیا جا رہا ہے :

حدیث:

حَدَّثَنَا عَبْدُ اللَّهِ بْنُ يُوسُفَ، قَالَ: أَخْبَرَنَا مَالِكٌ، عَنْ عَبْدِ الرَّحْمَنِ بْنِ الْقَاسِمِ، عَنْ أَبِيهِ، عَنْ عَائِشَةَ زَوْجِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، قَالَتْ: "خَرَجْنَا مَعَ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي بَعْضِ أَسْفَارِهِ، حَتَّى إِذَا كُنَّا بِالْبَيْدَاءِ أَوْ بِذَاتِ الْجَيْشِ انْقَطَعَ عِقْدٌ لِي، فَأَقَامَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَلَى الْتِمَاسِهِ، وَأَقَامَ النَّاسُ مَعَهُ وَلَيْسُوا عَلَى مَاءٍ، فَأَتَى النَّاسُ إِلَى أَبِي بَكْرٍ الصِّدِّيقِ، فَقَالُوا: أَلَا تَرَى مَا صَنَعَتْ عَائِشَةُ؟ أَقَامَتْ بِرَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَالنَّاسِ وَلَيْسُوا عَلَى مَاءٍ، وَلَيْسَ مَعَهُمْ مَاءٌ، فَجَاءَ أَبُو بَكْرٍ وَرَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَاضِعٌ رَأْسَهُ عَلَى فَخِذِي قَدْ نَامَ، فَقَالَ: حَبَسْتِ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَالنَّاسَ وَلَيْسُوا عَلَى مَاءٍ، وَلَيْسَ مَعَهُمْ مَاءٌ، فَقَالَتْ عَائِشَةُ: فَعَاتَبَنِي أَبُو بَكْرٍ، وَقَالَ مَا شَاءَ اللَّهُ أَنْ يَقُولَ، وَجَعَلَ يَطْعُنُنِي بِيَدِهِ فِي خَاصِرَتِي فَلَا يَمْنَعُنِي مِنَ التَّحَرُّكِ إِلَّا مَكَانُ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَلَى فَخِذِي، فَقَامَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ حِينَ أَصْبَحَ عَلَى غَيْرِ مَاءٍ، فَأَنْزَلَ اللَّهُ آيَةَ التَّيَمُّمِ فَتَيَمَّمُوا، فَقَالَ أُسَيْدُ بْنُ الْحُضَيْرِ: مَا هِيَ بِأَوَّلِ بَرَكَتِكُمْ يَا آلَ أَبِي بَكْرٍ؟ قَالَتْ: فَبَعَثْنَا الْبَعِيرَ الَّذِي كُنْتُ عَلَيْهِ فَأَصَبْنَا الْعِقْدَ تَحْتَهُ".

ترجمہ: "حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے روایت ہے کہ کسی سفر میں ہم رسول اللہ صلی اللہ علیہ والہ وسلم کے ساتھ نکلے، یہاں تک کہ جب بیداء یا ذات الجیش کے مقام پر تھے تو میرا ہار ٹوٹ گیا۔ پس اُس کی تلاش میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ والہ وسلم ٹھہر گئے اور آپؐ کے ساتھ لوگ بھی ٹھہرے اور وہ پانی کی جگہ نہ تھی۔ لوگ حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے پاس آئے اور کہا کہ دیکھتے نہیں کہ عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے یہ کیا کیا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ والہ وسلم کو ٹھہرا دیا اور لوگوں کو بھی، جب کہ وہ پانی کی جگہ پر نہیں ہیں اور نہ اُن کے پاس پانی ہے۔ حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ آئے اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ والہ وسلم میرے زانو پر سر رکھ کر سو رہے تھے۔ فرمایا کہ تم نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ والہ وسلم اور لوگوں کو روک لیا جب کہ وہ پانی کی جگہ پر نہیں ہیں، حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا فرماتی ہیں کہ حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے مجھے ڈانٹا اور جو اللہ نے چاہا میرے لیے کہتے رہے بلکہ میری کوکھ میں گھونسا مارا۔ میں حرکت کرنے سے رُکی رہی کیونکہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ والہ وسلم میرے زانو پر آرام فرما تھے، جب صبح کے وقت رسول اللہ صلی اللہ علیہ والہ وسلم بیدار ہوئے اور پانی نہ تھا تو اللہ تعالیٰ نے تیمم کی آیت نازل فرمادی۔ حضرت اُسید بن

حضیر نے کہا کہ یہ تمہاری پہلی برکت نہیں، حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا فرماتی ہیں کہ ہم نے اُونٹ کو اُٹھایا جس پر میں تھی تو ہم نے ہار کو اس کے نیچے پایا۔"

{ صحیح بخاری جلد اوّل کتاب التیمم حدیث نمبر 324 صفحہ نمبر 225، انٹرنیشنل نمبر 334}

حدیث:

حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ بْنُ سَعِيدٍ، عَنْ مَالِكٍ، عَنْ عَبْدِ الرَّحْمَنِ بْنِ الْقَاسِمِ، عَنْ أَبِيهِ، عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهَا، أَنَّهَا قَالَتْ: "خَرَجْنَا مَعَ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي بَعْضِ أَسْفَارِهِ حَتَّى إِذَا كُنَّا بِالْبَيْدَاءِ أَوْ بِذَاتِ الْجَيْشِ انْقَطَعَ عِقْدٌ لِي فَأَقَامَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَلَى الْتِمَاسِهِ، وَأَقَامَ النَّاسُ مَعَهُ وَلَيْسُوا عَلَى مَاءٍ وَلَيْسَ مَعَهُمْ مَاءٌ فَأَتَى النَّاسُ أَبَا بَكْرٍ، فَقَالُوا: أَلَا تَرَى مَا صَنَعَتْ عَائِشَةُ أَقَامَتْ بِرَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَبِالنَّاسِ مَعَهُ، وَلَيْسُوا عَلَى مَاءٍ وَلَيْسَ مَعَهُمْ مَاءٌ، فَجَاءَ أَبُو بَكْرٍ وَرَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَاضِعٌ رَأْسَهُ عَلَى فَخِذِي قَدْ نَامَ، فَقَالَ: حَبَسْتِ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَالنَّاسَ وَلَيْسُوا عَلَى مَاءٍ وَلَيْسَ مَعَهُمْ مَاءٌ، قَالَتْ: فَعَاتَبَنِي، وَقَالَ: مَا شَاءَ اللَّهُ أَنْ يَقُولَ: وَجَعَلَ يَطْعُنُنِي بِيَدِهِ فِي خَاصِرَتِي فَلَا يَمْنَعُنِي مِنَ التَّحَرُّكِ إِلَّا مَكَانُ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَلَى فَخِذِي، فَنَامَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ حَتَّى أَصْبَحَ عَلَى غَيْرِ مَاءٍ، فَأَنْزَلَ اللَّهُ آيَةَ التَّيَمُّمِ، فَتَيَمَّمُوا، فَقَالَ: أُسَيْدُ بْنُ الْحُضَيْرِ مَا هِيَ بِأَوَّلِ بَرَكَتِكُمْ يَا آلَ أَبِي بَكْرٍ، فَقَالَتْ عَائِشَةُ: فَبَعَثْنَا الْبَعِيرَ الَّذِي كُنْتُ عَلَيْهِ فَوَجَدْنَا الْعِقْدَ تَحْتَهُ

ترجمہ: ہم سے قتیبہ بن سعید نے بیان کیا، ان سے مالک نے، ان سے عبدالرحمٰن بن قاسم نے بیان کیا، ان سے ان کے والد نے بیان کیا اور ان سے عائشہ رضی اللہ عنہا نے بیان کیا کہ ایک سفر میں ہم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ چلے جب ہم مقام بیداء یا مقام ذات الجیش پر پہنچے تو میرا ایک ہار ٹوٹ کر گر گیا، اس لیے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم اس کی تلاش کے لیے وہاں ٹھہر گئے اور صحابہ بھی آپ کے ساتھ ٹھہرے لیکن نہ اس جگہ پانی تھا اور نہ ان کے پاس پانی تھا۔ لوگ ابو بکر رضی اللہ عنہ کے پاس آکر کہنے لگے کہ آپ ملاحظہ نہیں فرماتے، عائشہ رضی اللہ عنہا نے کیا کیا، نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو یہیں روک لیا ہے۔ اتنے صحابہ آپ کے ساتھ ہیں۔ نہ تو یہاں پانی ہے

اورنہ لوگ اپنے ساتھ (پانی) لیے ہوئے ہیں۔ اس کے بعد ابو بکر رضی اللہ عنہ اندر آئے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اس وقت اپنا سر مبارک میری ران پر رکھے ہوئے سو رہے تھے۔ وہ کہنے لگے، تمہاری وجہ سے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو اور سب لوگوں کو رکنا پڑا۔ اب نہ یہاں کہیں پانی ہے اور نہ لوگوں کے پاس پانی ہے۔ عائشہ رضی اللہ عنہا نے بیان کیا کہ ابو بکر رضی اللہ عنہ نے مجھ پر غصہ کیا اور جو کچھ اللہ کو منظور تھا انہوں نے کہا اور اپنے ہاتھ سے میری کوکھ میں کچوکے لگانے لگے۔ میں ضرور تڑپ اٹھتی مگر آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا سر مبارک میری ران پر تھا۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم سوئے رہے۔ جب صبح ہوئی تو پانی نہیں تھا اور اسی موقع پر اللہ تعالیٰ نے تیمم کا حکم نازل فرمایا اور سب نے تیمم کیا۔ اس پر اسید بن حضیر رضی اللہ عنہ نے کہا کہ اے آل ابو بکر! یہ تمہاری کوئی پہلی برکت نہیں ہے۔ عائشہ رضی اللہ عنہا نے بیان کیا کہ پھر ہم نے جب اس اونٹ کو اٹھایا جس پر میں سوار تھی تو ہار اسی کے نیچے ہمیں ملا۔

{صحیح بخاری جلد دوم کتاب الانبیاء حدیث نمبر 869 صفحہ نمبر 401، انٹرنیشنل نمبر 3672}

حدیث:

حَدَّثَنَا إِسْمَاعِيلُ، قَالَ: حَدَّثَنِي مَالِكٌ، عَنْ عَبْدِ الرَّحْمَنِ بْنِ الْقَاسِمِ، عَنْ أَبِيهِ، عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهَا، زَوْجِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، قَالَتْ: " خَرَجْنَا مَعَ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي بَعْضِ أَسْفَارِهِ، حَتَّى إِذَا كُنَّا بِالْبَيْدَاءِ أَوْ بِذَاتِ الْجَيْشِ انْقَطَعَ عِقْدٌ لِي، فَأَقَامَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَلَى الْتِمَاسِهِ وَأَقَامَ النَّاسُ مَعَهُ، وَلَيْسُوا عَلَى مَاءٍ وَلَيْسَ مَعَهُمْ مَاءٌ، فَأَتَى النَّاسُ إِلَى أَبِي بَكْرٍ الصِّدِّيقِ، فَقَالُوا: أَلَا تَرَى مَا صَنَعَتْ عَائِشَةُ؟ أَقَامَتْ بِرَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَبِالنَّاسِ، وَلَيْسُوا عَلَى مَاءٍ وَلَيْسَ مَعَهُمْ مَاءٌ، فَجَاءَ أَبُو بَكْرٍ وَرَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَاضِعٌ رَأْسَهُ عَلَى فَخِذِي قَدْ نَامَ، فَقَالَ: حَبَسْتِ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَالنَّاسَ وَلَيْسُوا عَلَى مَاءٍ وَلَيْسَ مَعَهُمْ مَاءٌ، قَالَتْ عَائِشَةُ: فَعَاتَبَنِي أَبُو بَكْرٍ، وَقَالَ: مَا شَاءَ اللَّهُ أَنْ يَقُولَ، وَجَعَلَ يَطْعُنُنِي بِيَدِهِ فِي خَاصِرَتِي، وَلَا يَمْنَعُنِي مِنَ التَّحَرُّكِ إِلَّا مَكَانُ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَلَى فَخِذِي، فَقَامَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ حَتَّى أَصْبَحَ عَلَى غَيْرِ مَاءٍ، فَأَنْزَلَ اللَّهُ آيَةَ التَّيَمُّمِ فَتَيَمَّمُوا سورة المائدة آية 6، فَقَالَ أُسَيْدُ بْنُ حُضَيْرٍ: مَا هِيَ بِأَوَّلِ بَرَكَتِكُمْ يَا آلَ أَبِي بَكْرٍ، قَالَتْ: فَبَعَثْنَا الْبَعِيرَ الَّذِي كُنْتُ عَلَيْهِ، فَإِذَا الْعِقْدُ تَحْتَهُ ".

ترجمہ: ہم سے اسماعیل بن ابی اویس نے بیان کیا، انہوں نے کہا کہ مجھ سے امام مالک نے بیان کیا، ان سے عبدالرحمٰن بن قاسم نے بیان کیا، ان سے ان کے والد قاسم بن محمد نے بیان کیا اور ان سے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی زوجہ مطہرہ عائشہ رضی اللہ عنہا نے بیان کیا کہ ایک سفر میں ہم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ روانہ ہوئے۔ جب ہم مقام بیداء یا ذات الجیش تک پہنچے تو میرا ہار گم ہو گیا۔ اس لیے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اسے تلاش کروانے کے لیے وہیں قیام کیا اور صحابہ رضی اللہ عنہم نے بھی آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ قیام کیا۔ وہاں کہیں پانی نہیں تھا اور صحابہ رضی اللہ عنہم کے ساتھ بھی پانی نہیں تھا۔ لوگ ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ کے پاس آئے اور کہنے لگے، ملاحظہ نہیں فرماتے، عائشہ رضی اللہ عنہا نے کیا کر رکھا ہے اور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو یہیں ٹھہرا لیا اور ہمیں بھی، حالانکہ یہاں کہیں پانی نہیں ہے اور نہ کسی کے پاس پانی ہے۔ ابو بکر رضی اللہ عنہ (میرے یہاں) آئے۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سر مبارک میری ران پر رکھ کر سو گئے تھے اور کہنے لگے تم نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو اور سب کو روک لیا، حالانکہ یہاں کہیں پانی نہیں ہے اور نہ کسی کے ساتھ پانی ہے۔ عائشہ رضی اللہ عنہا نے بیان کیا کہ ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ مجھ پر بہت خفا ہوئے اور جو اللہ کو منظور تھا مجھے کہا، سنا اور ہاتھ سے میری کوکھ میں کچوکے لگائے۔ میں نے صرف اس خیال سے کوئی حرکت نہیں کی کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم میری ران پر اپنا سر رکھے ہوئے تھے۔ پھر نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم اٹھے اور صبح تک کہیں پانی کا نام و نشان نہیں تھا، پھر اللہ تعالیٰ نے تیمم کی آیت اتاری تو اسید بن حضیر نے کہا کہ آل ابی بکر! یہ تمہاری کوئی پہلی برکت نہیں ہے۔ بیان کیا کہ پھر ہم نے وہ اونٹ اٹھایا جس پر میں سوار تھی تو ہار اسی کے نیچے مل گیا۔

{ صحیح بخاری جلد دوم کتاب التفسیر حدیث نمبر 1720 صفحہ نمبر 796، انٹرنیشنل نمبر 4607}

حدیث:

حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ سُلَيْمَانَ، قَالَ: حَدَّثَنِي ابْنُ وَهْبٍ، قَالَ: أَخْبَرَنِي عَمْرٌو، أَنَّ عَبْدَ الرَّحْمَنِ بْنَ الْقَاسِمِ حَدَّثَهُ، عَنْ أَبِيهِ، عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهَا: "سَقَطَتْ قِلَادَةٌ لِي بِالْبَيْدَاءِ، وَنَحْنُ دَاخِلُونَ الْمَدِينَةَ، فَأَنَاخَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَنَزَلَ، فَثَنَى رَأْسَهُ فِي حَجْرِي رَاقِدًا، أَقْبَلَ أَبُو بَكْرٍ، فَلَكَزَنِي لَكْزَةً شَدِيدَةً، وَقَالَ: حَبَسْتِ النَّاسَ فِي قِلَادَةٍ، فَبِي الْمَوْتُ لِمَكَانِ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَقَدْ أَوْجَعَنِي، ثُمَّ إِنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اسْتَيْقَظَ،

وَحَضَرَتِ الصُّبْحُ، فَالْتُمِسَ الْمَاءُ فَلَمْ يُوجَدْ، فَنَزَلَتْ: يَأَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا إِذَا قُمْتُمْ إِلَى الصَّلَاةِ سورة المائدة آية 6 الْآيَةَ، فَقَالَ أُسَيْدُ بْنُ حُضَيْرٍ: لَقَدْ بَارَكَ اللَّهُ لِلنَّاسِ فِيكُمْ يَا آلَ أَبِي بَكْرٍ، مَا أَنْتُمْ إِلَّا بَرَكَةٌ لَهُمْ.

ترجمہ: ہم سے یحییٰ بن سلیمان نے بیان کیا، کہا کہ مجھ سے عبداللہ بن وہب نے بیان کیا، کہا کہ مجھے عمرو بن حارث نے خبر دی، ان سے عبدالرحمٰن بن قاسم نے بیان کیا، ان سے ان کے والد قاسم نے اور ان سے عائشہ رضی اللہ عنہا نے کہ میرا ہار مقام بیداء میں گم ہو گیا تھا۔ ہم مدینہ واپس آرہے تھے، نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے وہیں اپنی سواری روک دی اور اتر گئے، پھر نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سر مبارک میری گود میں رکھ کر سو رہے تھے کہ ابوبکر رضی اللہ عنہ اندر آگئے اور میرے سینے پر زور سے ہاتھ مار کر فرمایا کہ ایک ہار کے لیے تم نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو روک لیا لیکن نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے آرام کے خیال سے میں بے حس و حرکت بیٹھی رہی حالانکہ مجھے تکلیف ہوئی تھی۔ پھر نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم بیدار ہوئے اور صبح کا وقت ہوا اور پانی کی تلاش ہوئی لیکن کہیں پانی کا نام و نشان نہ تھا۔ اسی وقت یہ آیت اتری «يأيها الذين آمنوا إذا قمتم إلى الصلاة» الخ۔ اسید بن حضیر رضی اللہ عنہ نے کہا: اے آل ابی بکر! تمہیں اللہ تعالیٰ نے لوگوں کے لیے باعث برکت بنایا ہے۔ یقیناً تم لوگوں کے لیے باعث برکت ہو۔ تمہارا ہار گم ہوا اللہ نے اس کی وجہ سے تیمم کی آیت نازل فرما دی جو قیامت تک مسلمانوں کے لیے آسانی اور برکت ہے۔

{ صحیح بخاری جلد دوم کتاب التفسیر حدیث نمبر 1721 صفحہ نمبر 798، انٹرنیشنل نمبر 4608}

حدیث:

حَدَّثَنَا عَبْدُ اللَّهِ بْنُ يُوسُفَ أَخْبَرَنَا مَالِكٌ عَنْ عَبْدِ الرَّحْمَنِ بْنِ الْقَاسِمِ عَنْ أَبِيهِ عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ " عَاتَبَنِي أَبُو بَكْرٍ وَجَعَلَ يَطْعُنُنِي بِيَدِهِ فِي خَاصِرَتِي فَلَا يَمْنَعُنِي مِنَ التَّحَرُّكِ إِلَّا مَكَانُ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَرَأْسُهُ عَلَى فَخِذِي ".

ترجمہ: ہم سے عبداللہ بن یوسف تینسی نے بیان کیا، کہا ہم کو امام مالک نے خبر دی، انہیں عبدالرحمٰن بن قاسم نے، انہیں ان کے والد قاسم بن محمد نے اور ان سے عائشہ رضی اللہ عنہا نے بیان کیا کہ (ان کے والد) ابوبکر رضی اللہ عنہ ان پر غصہ ہوئے اور میری کوکھ میں ہاتھ سے کچوکے لگانے لگے لیکن میں حرکت اس وجہ سے نہ کر سکی کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا سر مبارک میری ران پر رکھا ہوا تھا۔

{ صحیح بخاری جلد سوم کتاب النکاح حدیث نمبر 234 صفحہ نمبر 124، انٹرنیشنل نمبر 5250}

حدیث:

حَدَّثَنَا إِسْمَاعِيلُ، حَدَّثَنِي مَالِكٌ، عَنْ عَبْدِ الرَّحْمَنِ بْنِ الْقَاسِمِ، عَنْ أَبِيهِ، عَنْ عَائِشَةَ، قَالَتْ: " جَاءَ أَبُو بَكْرٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ، وَرَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَاضِعٌ رَأْسَهُ عَلَى فَخِذِي، فَقَالَ: " حَبَسْتِ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَالنَّاسَ وَلَيْسُوا عَلَى مَاءٍ، فَعَاتَبَنِي وَجَعَلَ يَطْعُنُ بِيَدِهِ فِي خَاصِرَتِي، وَلَا يَمْنَعُنِي مِنَ التَّحَرُّكِ، إِلَّا مَكَانُ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، فَأَنْزَلَ اللَّهُ آيَةَ التَّيَمُّمِ ".

ترجمہ: ہم سے اسماعیل نے بیان کیا، انہوں نے کہا مجھ سے امام مالک نے بیان کیا، ان سے عبدالرحمٰن بن القاسم نے بیان کیا، ان سے ان کے والد (قاسم بن محمد) نے بیان کیا اور ان سے عائشہ رضی اللہ عنہا نے بیان کیا کہ ابوبکر رضی اللہ عنہ نے کہا تمہاری وجہ سے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم اور سب لوگوں کو رکنا پڑا جبکہ یہاں پانی بھی نہیں ہے۔ چنانچہ وہ مجھ پر سخت ناراض ہوئے اور اپنے ہاتھ سے میری کوکھ میں مکا مارنے لگے مگر میں نے اپنے جسم میں کسی قسم کی حرکت اس لیے نہیں ہونے دی کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم آرام فرما رہے تھے۔ پھر اللہ تعالیٰ نے تیمم کی آیت نازل کی۔

{صحیح بخاری جلد سوم کتاب المحاربین حدیث نمبر 1740 صفحہ نمبر 676، انٹرنیشنل نمبر 6844}

حدیث:

حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ سُلَيْمَانَ، حَدَّثَنِي ابْنُ وَهْبٍ، أَخْبَرَنِي عَمْرٌو: أَنَّ عَبْدَ الرَّحْمَنِ بْنَ الْقَاسِمِ حَدَّثَهُ، عَنْ أَبِيهِ، عَنْ عَائِشَةَ، قَالَتْ: " أَقْبَلَ أَبُو بَكْرٍ فَلَكَزَنِي لَكْزَةً شَدِيدَةً، وَقَالَ: حَبَسْتِ النَّاسَ فِي قِلَادَةٍ، فَبِي الْمَوْتُ لِمَكَانِ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، وَقَدْ أَوْجَعَنِي نَحْوَهُ ". لَكَزَ وَوَكَزَ: وَاحِدٌ.

ترجمہ: ہم سے یحییٰ بن سلیمان نے بیان کیا، کہا ہم سے ابن وہب نے بیان کیا، انہیں عمرو نے خبر دی، ان سے عبدالرحمٰن بن قاسم نے بیان کیا، ان سے ان کے والد نے اور ان سے عائشہ رضی اللہ عنہا نے بیان کیا کہ ابوبکر رضی اللہ عنہ آئے اور زور سے میرے ایک سخت

گھونسا لگایا اور کہا تو نے ایک ہار کے لیے سب لوگوں کو روک دیا۔ میں اس سے مرنے کے قریب ہو گئی اس قدر مجھ کو درد ہوا لیکن کیا کر سکتی تھی کیونکہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا سر مبارک میری ران پر تھا۔ «لکز» اور «وکز» کے ایک ہی معنی ہیں۔

{صحیح بخاری جلد سوم کتاب المحاربین حدیث نمبر 1741 صفحہ نمبر 676، انٹرنیشنل نمبر 6845}

سوال نمبر۔1

کیا حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ، حضور صلی اللہ علیہ والہ وسلم کے اُمّتی نہیں تھے؟

سوال نمبر۔2

قرآن کی رُو سے کیا حضور صلی اللہ علیہ والہ وسلم کی زوجہ ُمحترمہؓ، حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی ماں نہیں تھیں؟

سوال نمبر۔3

کیا حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ اپنی ماں کے ساتھ ایسا سلوک کر سکتے تھے؟

سوال نمبر۔4

کیا حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو حضور صلی اللہ علیہ والہ وسلم کے آرام کا بھی کچھ پاس نہ تھا؟

صحابہ کرامؓ کے باہمی تعلقات :

قرآنِ مجید میں صحابہ کرام رِضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین کے بارے میں ہے :

قرآن:

مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰهِ ؕ وَالَّذِيْنَ مَعَهٗۤ اَشِدَّآءُ عَلَى الْكُفَّارِ رُحَمَآءُ بَيْنَهُمْ (29/48)

ترجمہ: ”محمدؐ، اللہ کے رسولؐ ہیں اور جو لوگ اِن کے ساتھ ہیں وہ کافروں پر بڑے سخت ہیں، آپس میں رحم دل ہیں۔“

{سورۃ الفتح سورہ نمبر 48 آیت نمبر 29}

نیز ملاحظہ کیجیے:(54/5)

قرآن:

وَاَلَّفَ بَيْنَ قُلُوْبِهِمْ ط لَوْ اَنْفَقْتَ مَا فِى الْاَرْضِ جَمِيْعًا مَّآ اَلَّفْتَ بَيْنَ قُلُوْبِهِمْ وَلٰكِنَّ اللهَ اَلَّفَ بَيْنَهُمْ ط اِنَّهٗ عَزِيْزٌ حَكِيْمٌ" {63/8}

ترجمہ:" اور اُلفت ڈال دی اِن کے دِلوں میں، اگر تم سب کچھ خرچ کر دیتے جو زمین میں ہے اِن کے دِلوں میں اُلفت نہ ڈال سکتے تھے لیکن اللہ نے اِن کے درمیان اُلفت ڈال دی، بے شک وہ غالب حکمت والا ہے۔" {سورۃ الانفال سورہ نمبر 8 آیت نمبر 63}

قرآن:

وَاذْكُرُوْا نِعْمَتَ اللهِ عَلَيْكُمْ اِذْ كُنْتُمْ اَعْدَآءً فَاَلَّفَ بَيْنَ قُلُوْبِكُمْ فَاَصْبَحْتُمْ بِنِعْمَتِهٖٓ اِخْوَانًا ج {103/3}

ترجمہ:" اور اپنے اُوپر اللہ کی نعمت یاد کرو جب تم ایک دوسرے کے دشمن تھے تو اُس نے تمہارے دِلوں میں اُلفت ڈال دی تو تم اُس کے فضل سے بھائی بھائی ہو گئے۔"

{سورۃ آلِ عمران سورہ نمبر 3 آیت نمبر 103}

قرآن:

اِنَّمَا الْمُؤْمِنُوْنَ اِخْوَةٌ {10/49}

" سب مومن بھائی بھائی ہیں۔"

{سورۃ الحجرات سورہ نمبر 49 آیت نمبر 10}

قرآن:

إِنَّ الَّذِينَ آمَنُوا وَعَمِلُوا الصَّالِحَاتِ سَيَجْعَلُ لَهُمُ الرَّحْمَٰنُ وُدًّا {96/19}

ترجمہ: ” بے شک جو لوگ اِیمان لائے اور اُنہوں نے نیک عمل کیے، رحمٰن اُن میں محبت پیدا کر دے گا۔“

{سورۃ مریم سورہ نمبر 19 آیت نمبر 96}

یہ وہ لوگ ہیں جو غُصّہ پی جاتے ہیں اور لوگوں کو معاف کر دیتے ہیں۔ {37/42+134/3}

صحابہ کرام رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین کے بارے میں قرآن کی مندرجہ بالا آیات میں آپ نے پڑھا کہ یہ آپس میں بڑے رحمدل تھے، ایک دوسرے سے محبت کرتے تھے۔اِس بات کی گواہی کون دے رہا ہے...... خود خُدا۔۔ لیکن یہ حدیث کیسے صحیح تسلیم کی جاسکتی ہے جس میں ثابت کیا جارہا ہے کہ صحابہ کرام رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین آپس میں جھگڑتے رہتے تھے۔ ملاحظہ کیجیے :

حدیث:

حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ، حَدَّثَنَا بِشْرُ بْنُ الْمُفَضَّلِ، عَنْ حُمَيْدٍ، قَالَ: قَالَ أَنَسٌ، حَدَّثَنِي عُبَادَةُ بْنُ الصَّامِتِ، قَالَ: خَرَجَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لِيُخْبِرَ النَّاسَ بِلَيْلَةِ الْقَدْرِ فَتَلَاحَى رَجُلَانِ مِنَ الْمُسْلِمِينَ، قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: "خَرَجْتُ لِأُخْبِرَكُمْ فَتَلَاحَى فُلَانٌ وَفُلَانٌ وَإِنَّهَا رُفِعَتْ، وَعَسَى أَنْ يَكُونَ خَيْرًا لَكُمْ، فَالْتَمِسُوهَا فِي التَّاسِعَةِ وَالسَّابِعَةِ وَالْخَامِسَةِ".

ترجمہ: ہم سے مسدد نے بیان کیا، کہا ہم سے بشر بن مفضل نے بیان کیا، ان سے حمید نے بیان کیا، ان سے انس رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ مجھ سے عبادہ بن صامت رضی اللہ عنہ نے کہا، نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم لوگوں کو لیلۃ القدر کی بشارت دینے کے لیے حجرے سے باہر تشریف لائے، لیکن مسلمانوں کے دو آدمی اس وقت آپس میں کسی بات پر لڑنے لگے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ میں تمہیں (لیلۃ القدر کے متعلق) بتانے کے لیے نکلا تھا لیکن فلاں فلاں آپس میں لڑنے لگے اور (میرے علم سے) وہ اٹھالی گئی۔ ممکن ہے کہ یہی تمہارے لیے اچھا ہو۔ اب تم اسے 29 رمضان اور 27 رمضان اور 25 رمضان کی راتوں میں تلاش کرو۔

{صحیح بخاری جلد سوم کتاب الادب حدیث نمبر 986 صفحہ نمبر 389، انٹر نیشنل نمبر 6049}

حدیث:

حَدَّثَنَا عُبَيْدُ اللَّهِ بْنُ مُوسَى، عَنْ إِسْرَائِيلَ، عَنْ أَبِي إِسْحَاقَ، عَنْ الْبَرَاءِ بْنِ عَازِبٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ، قَالَ: "اعْتَمَرَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي ذِي الْقَعْدَةِ، فَأَبَى أَهْلُ مَكَّةَ أَنْ يَدَعُوهُ يَدْخُلُ مَكَّةَ حَتَّى قَاضَاهُمْ عَلَى أَنْ يُقِيمَ بِهَا ثَلَاثَةَ أَيَّامٍ، فَلَمَّا كَتَبُوا الْكِتَابَ كَتَبُوا هَذَا مَا قَاضَى عَلَيْهِ مُحَمَّدٌ رَسُولُ اللَّهِ، فَقَالُوا: لَا نُقِرُّ بِهَا، فَلَوْ نَعْلَمُ أَنَّكَ رَسُولُ اللَّهِ مَا مَنَعْنَاكَ، لَكِنْ أَنْتَ مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ اللَّهِ، قَالَ: أَنَا رَسُولُ اللَّهِ، وَأَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ اللَّهِ، ثُمَّ قَالَ لِعَلِيٍّ: امْحُ رَسُولُ اللَّهِ، قَالَ: لَا، وَاللَّهِ لَا أَمْحُوكَ أَبَدًا، فَأَخَذَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الْكِتَابَ، فَكَتَبَ هَذَا مَا قَاضَى عَلَيْهِ مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ اللَّهِ لَا يَدْخُلُ مَكَّةَ سِلَاحٌ إِلَّا فِي الْقِرَابِ، وَأَنْ لَا يَخْرُجَ مِنْ أَهْلِهَا بِأَحَدٍ إِنْ أَرَادَ أَنْ يَتَّبِعَهُ، وَأَنْ لَا يَمْنَعَ أَحَدًا مِنْ أَصْحَابِهِ أَرَادَ أَنْ يُقِيمَ بِهَا، فَلَمَّا دَخَلَهَا وَمَضَى الْأَجَلُ أَتَوْا عَلِيًّا، فَقَالُوا: قُلْ لِصَاحِبِكَ اخْرُجْ عَنَّا فَقَدْ مَضَى الْأَجَلُ، فَخَرَجَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، فَتَبِعَتْهُمُ ابْنَةُ حَمْزَةَ، يَا عَمِّ، يَا عَمِّ، فَتَنَاوَلَهَا عَلِيُّ بْنُ أَبِي طَالِبٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ، فَأَخَذَ بِيَدِهَا، وَقَالَ لِفَاطِمَةَ عَلَيْهَا السَّلَام: دُونَكِ ابْنَةَ عَمِّكِ حَمَلَتْهَا فَاخْتَصَمَ فِيهَا عَلِيٌّ، وَزَيْدٌ، وَجَعْفَرٌ، فَقَالَ عَلِيٌّ: أَنَا أَحَقُّ بِهَا وَهِيَ ابْنَةُ عَمِّي، وَقَالَ جَعْفَرٌ: ابْنَةُ عَمِّي وَخَالَتُهَا تَحْتِي، وَقَالَ زَيْدٌ: ابْنَةُ أَخِي، فَقَضَى بِهَا النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لِخَالَتِهَا، وَقَالَ: الْخَالَةُ بِمَنْزِلَةِ الْأُمِّ، وَقَالَ لِعَلِيٍّ: أَنْتَ مِنِّي وَأَنَا مِنْكَ، وَقَالَ لِجَعْفَرٍ: أَشْبَهْتَ خَلْقِي وَخُلُقِي، وَقَالَ لِزَيْدٍ: أَنْتَ أَخُونَا وَمَوْلَانَا".

ترجمہ: ہم سے عبیداللہ بن موسیٰ نے بیان کیا اسرائیل سے، ان سے ابواسحاق نے اور ان سے براء بن عازب رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ذی قعدہ کے مہینے میں عمرہ کا احرام باندھا۔ لیکن مکہ والوں نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو شہر میں داخل نہیں ہونے دیا۔ آخر صلح اس پر ہوئی کہ (آئندہ سال) آپ صلی اللہ علیہ وسلم مکہ میں تین روز قیام کریں گے۔ جب صلح نامہ لکھا جانے لگا تو اس میں لکھا گیا کہ یہ وہ صلح نامہ ہے جو محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کیا ہے۔ لیکن مشرکین نے کہا کہ ہم تو اسے نہیں مانتے۔ اگر ہمیں علم ہو جائے کہ آپ اللہ کے رسول ہیں تو ہم آپ کو نہ روکیں۔ بس آپ صرف محمد بن عبداللہ ہیں۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ میں رسول اللہ بھی ہوں اور محمد بن عبداللہ بھی ہوں۔ اس کے بعد آپ نے علی رضی اللہ عنہ سے فرمایا کہ رسول اللہ کا لفظ مٹا دو، انہوں نے عرض کیا نہیں اللہ کی قسم! میں تو یہ لفظ کبھی نہ مٹاؤں گا۔ آخر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے خود دستاویز لی اور لکھا کہ یہ اس کی دستاویز ہے کہ

محمد بن عبداللہ نے اس شرط پر صلح کی ہے کہ مکہ میں وہ ہتھیار میان میں رکھے بغیر داخل نہ ہوں گے۔ اگر مکہ کا کوئی شخص ان کے ساتھ جانا چاہے گا تو وہ اسے ساتھ نہ لے جائیں گے۔ لیکن اگر ان کے اصحاب میں سے کوئی شخص مکہ میں رہنا چاہے گا تو اسے وہ نہ روکیں گے۔ جب (آئندہ سال) آپ صلی اللہ علیہ وسلم مکہ تشریف لے گئے اور (مکہ میں قیام کی) مدت پوری ہو گئی تو قریش علی رضی اللہ عنہ کے پاس آئے اور کہا کہ اپنے صاحب سے کہئے کہ مدت پوری ہو گئی ہے اور اب وہ ہمارے یہاں سے چلے جائیں۔ چنانچہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم مکہ سے روانہ ہونے لگے۔ اس وقت حمزہ رضی اللہ عنہ کی ایک بچی چچا چچا کرتی آئیں۔ علی رضی اللہ عنہ نے انہیں اپنے ساتھ لے لیا، پھر فاطمہ رضی اللہ عنہا کے پاس ہاتھ پکڑ کر لائے اور فرمایا، اپنی چچا زاد بہن کو بھی ساتھ لے لو، انہوں نے اس کو اپنے ساتھ سوار کر لیا، پھر علی، زید اور جعفر رضی اللہ عنہم کا جھگڑا ہوا۔ علی رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ اس کا میں زیادہ مستحق ہوں، یہ میرے چچا کی بچی ہے۔ جعفر رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ یہ میرے بھی چچا کی بچی ہے اور اس کی خالہ میرے نکاح میں بھی ہیں۔ زید رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ میرے بھائی کی بچی ہے۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے بچی کی خالہ کے حق میں فیصلہ کیا اور فرمایا کہ خالہ ماں کی جگہ ہوتی ہے، پھر علی رضی اللہ عنہ سے فرمایا کہ تم مجھ سے ہو اور میں تم سے ہوں۔ جعفر رضی اللہ عنہ سے فرمایا کہ تم صورت اور عادات واخلاق سب میں مجھ سے مشابہ ہو۔ زید رضی اللہ عنہ سے فرمایا کہ تم ہمارے بھائی بھی ہو اور ہمارے مولا بھی۔

{صحیح بخاری جلد اوّل کتاب الصلح حدیث نمبر 2507 صفحہ نمبر 986، انٹر نیشنل نمبر 2699}

حدیث:

حَدَّثَنَا إِسْمَاعِيلُ بْنُ أَبِي أُوَيْسٍ، قَالَ: حَدَّثَنِي أَخِي، عَنْ سُلَيْمَانَ، عَنْ يَحْيَى بْنِ سَعِيدٍ، عَنْ أَبِي الرِّجَالِ مُحَمَّدِ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمَنِ، أَنَّ أُمَّهُ عَمْرَةَ بِنْتَ عَبْدِ الرَّحْمَنِ، قَالَتْ: سَمِعْتُ عَائِشَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهَا، تَقُولُ " سَمِعَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ صَوْتَ خُصُومٍ بِالْبَابِ عَالِيَةٍ أَصْوَاتُهُمَا، وَإِذَا أَحَدُهُمَا يَسْتَوْضِعُ الْآخَرَ وَيَسْتَرْفِقُهُ فِي شَيْءٍ، وَهُوَ يَقُولُ: وَاللَّهِ لَا أَفْعَلُ، فَخَرَجَ عَلَيْهِمَا رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، فَقَالَ: أَيْنَ الْمُتَأَلِّي عَلَى اللَّهِ لَا يَفْعَلُ الْمَعْرُوفَ؟ فَقَالَ: أَنَا يَا رَسُولَ اللَّهِ، وَلَهُ أَيُّ ذَلِكَ أَحَبَّ ".

ترجمہ: ہم سے اسماعیل بن ابی اویس نے بیان کیا، کہا کہ مجھ سے میرے بھائی عبدالحمید نے بیان کیا، ان سے سلیمان بن ہلال نے، ان سے یحییٰ بن سعید نے، ان سے ابوالرجال، محمد بن عبدالرحمٰن نے، ان سے ان کی والدہ عمرہ بنت عبدالرحمٰن نے بیان کیا کہ میں نے عائشہ رضی اللہ عنہا سے سنا، انہوں نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے دروازے پر دو جھگڑا کرنے والوں کی آواز سنی جو بلند ہو گئی تھی۔ واقعہ یہ تھا کہ ایک آدمی دوسرے سے قرض میں کچھ کمی کرنے اور تقاضے میں کچھ نرمی برتنے کے لیے کہہ رہا تھا اور دوسرا کہتا تھا کہ اللہ کی قسم! میں یہ نہیں کروں گا۔ آخر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ان کے پاس گئے اور فرمایا کہ اس بات پر اللہ کی قسم کھانے والے صاحب کہاں ہیں؟ کہ وہ ایک اچھا کام نہیں کریں گے۔ ان صحابی نے عرض کیا، میں ہی ہوں یا رسول اللہ! اب میرا بھائی جو چاہتا ہے وہی مجھ کو بھی پسند ہے۔

{صحیح بخاری جلد اوّل کتاب الصلح حدیث نمبر 2512 صفحہ نمبر 990، انٹر نیشنل نمبر 2705}

حدیث:

حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ بُكَيْرٍ، حَدَّثَنَا اللَّيْثُ، عَنْ جَعْفَرِ بْنِ رَبِيعَةَ، عَنِ الْأَعْرَجِ قَالَ: حَدَّثَنِي عَبْدُ اللَّهِ بْنُ كَعْبِ بْنِ مَالِكٍ، عَنْ كَعْبِ بْنِ مَالِكٍ، "أَنَّهُ كَانَ لَهُ عَلَى عَبْدِ اللَّهِ بْنِ أَبِي حَدْرَدٍ الْأَسْلَمِيِّ مَالٌ، فَلَقِيَهُ، فَلَزِمَهُ حَتَّى ارْتَفَعَتْ أَصْوَاتُهُمَا، فَمَرَّ بِهِمَا النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، فَقَالَ: يَا كَعْبُ، فَأَشَارَ بِيَدِهِ، كَأَنَّهُ يَقُولُ: النِّصْفَ، فَأَخَذَ نِصْفَ مَا لَهُ عَلَيْهِ وَتَرَكَ نِصْفًا".

ترجمہ: ہم سے یحییٰ بن بکیر نے بیان کیا، کہا ہم سے لیث نے بیان کیا، ان سے جعفر بن ربیعہ نے، ان سے اعرج نے بیان کیا کہ مجھ سے عبداللہ بن کعب بن مالک نے بیان کیا اور ان سے کعب بن مالک رضی اللہ عنہ نے کہ عبداللہ بن حدرد اسلمی رضی اللہ عنہ پر ان کا قرض تھا، ان سے ملاقات ہوئی تو انہوں نے ان کا پیچھا کیا، (آخر تکرار میں) دونوں کی آواز بلند ہو گئی۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم ادھر سے گزرے تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا، اے کعب! اور اپنے ہاتھ سے اشارہ کیا، جیسے آپ کہہ رہے ہوں کہ آدھا (قرض کم کردے) چنانچہ انہوں نے آدھا قرض چھوڑ دیا اور آدھا لیا۔

{صحیح بخاری جلد اوّل کتاب الصلح حدیث نمبر 2513 صفحہ نمبر 986، انٹر نیشنل نمبر 2706}

طریقۂ تبلیغ :

حدیث:

حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ، حَدَّثَنَا مُعْتَمِرٌ، قَالَ: سَمِعْتُ أَبِي، أَنَّ أَنَسًا رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ، قَالَ: " قِيلَ لِلنَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: لَوْ أَتَيْتَ عَبْدَ اللَّهِ بْنَ أُبَيٍّ، فَانْطَلَقَ إِلَيْهِ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَرَكِبَ حِمَارًا، فَانْطَلَقَ الْمُسْلِمُونَ يَمْشُونَ مَعَهُ وَهِيَ أَرْضٌ سَبِخَةٌ، فَلَمَّا أَتَاهُ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، فَقَالَ: إِلَيْكَ عَنِّي، وَاللَّهِ لَقَدْ آذَانِي نَتْنُ حِمَارِكَ، فَقَالَ رَجُلٌ مِنَ الْأَنْصَارِ مِنْهُمْ: وَاللَّهِ لَحِمَارُ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَطْيَبُ رِيحًا مِنْكَ، فَغَضِبَ لِعَبْدِ اللَّهِ رَجُلٌ مِنْ قَوْمِهِ فَشَتَمَهُ، فَغَضِبَ لِكُلِّ وَاحِدٍ مِنْهُمَا أَصْحَابُهُ، فَكَانَ بَيْنَهُمَا ضَرْبٌ بِالْجَرِيدِ وَالْأَيْدِي وَالنِّعَالِ "، فَبَلَغَنَا أَنَّهَا أُنْزِلَتْ وَإِنْ طَائِفَتَانِ مِنَ الْمُؤْمِنِينَ اقْتَتَلُوا فَأَصْلِحُوا بَيْنَهُمَا سورة الحجرات آية 9 ".

ترجمہ: ہم سے مسدد نے بیان کیا، کہا ہم سے معتمر نے بیان کیا، کہا کہ میں نے اپنے باپ سے سنا اور ان سے انس رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے عرض کیا گیا، اگر آپ عبداللہ بن ابی کے یہاں تشریف لے چلتے تو بہتر تھا۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم اس کے یہاں ایک گدھے پر سوار ہو کر تشریف لے گئے۔ صحابہ رضوان اللہ علیہم پیدل آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے ہمراہ تھے۔ جدھر سے آپ صلی اللہ علیہ وسلم گزر رہے تھے وہ شور زمین تھی۔ جب نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم اس کے یہاں پہنچے تو وہ کہنے لگا ذرا آپ دور ہی رہئیے آپ کے گدھے کی بو نے میرا دماغ پریشان کر دیا ہے۔ اس پر ایک انصاری صحابی بولے کہ اللہ کی قسم! رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا گدھا تجھ سے زیادہ خوشبودار ہے۔ عبداللہ کی طرف سے اس کی قوم کا ایک شخص اس صحابی کی اس بات پر غصہ ہو گیا اور دونوں نے ایک دوسرے کو برا بھلا کہا۔ پھر دونوں طرف سے دونوں کے حمایتی مشتعل ہو گئے اور ہاتھا پائی، چھڑی اور جوتے تک نوبت پہنچ گئی۔ ہمیں معلوم ہوا ہے کہ یہ آیت اسی موقع پر نازل ہوئی تھی۔ «وإن طائفتان من المؤمنين اقتتلوا فأصلحوا بينهما» ”اگر مسلمانوں کے دو گروہ آپس میں لڑ پڑیں تو ان میں صلح کرا دو۔“

{ صحیح بخاری جلد اوّل کتاب الصلح حدیث نمبر 2500 صفحہ نمبر 983، انٹر نیشنل نمبر 2691}

ہم جانتے ہیں کہ عبداللہ بن ابی، منافق تھا لیکن لڑنے والے لوگ کون تھے ؟دوسری بات یہ بھی یادرکھنی چاہیے کہ حضور صلی اللہ علیہ والہ وسلم، عبداللہ بن ابی کے پاس جنگ کرنے نہیں گئے تھے بلکہ آپؐ تبلیغ کی غرض سے تشریف لے گئے تھے اور تبلیغ کا طریقہ یقیناً یہ نہیں ہوتا۔اس راہ میں تو صبر، حکمت، اچھی گفتگو اور اچھا کردار پیش کرنے کا حکم ہے، جیسا کہ قرآن کا حکم ہے: اُدْعُ اِلٰى سَبِيْلِ رَبِّكَ بِالْحِكْمَةِ وَالْمَوْعِظَةِ الْحَسَنَةِ وَجَادِلْهُمْ بِالَّتِيْ هِيَ اَحْسَنُ ط اِنَّ رَبَّكَ هُوَ اَعْلَمُ بِمَنْ ضَلَّ عَنْ سَبِيْلِهٖ وَهُوَ اَعْلَمُ بِالْمُهْتَدِيْنَ {125/16} ترجمہ: ''اپنے ربّ کی راہ کی طرف لوگوں کو حکمت اور بہترین نصیحت کے ساتھ بلایئے اور ان سے بہترین طریقے سے گفتگو کیجیے یقیناً آپؐ کا ربّ اپنی راہ سے بھٹکنے والوں کو بھی بخوبی جانتا ہے اور وہ راہ یافتہ لوگوں سے بھی پورا واقف ہے۔''

☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆

باب نمبر۔34

صحیح بخاری کے مطابق

جس عورت پر چوری کا شک ہو، اُسے سب لوگوں کے سامنے اَلف ننگا کر کے اُس کی تلاشی لی جائے

قرآن کے مطابق

اللہ نے لغو باتوں اور لغو کاموں سے منع کیا ہے

اِرشادِ باری تعالیٰ ہے :

قرآن:

اِنَّ الَّذِیۡنَ یُحِبُّوۡنَ اَنۡ تَشِیۡعَ الۡفَاحِشَۃُ فِی الَّذِیۡنَ اٰمَنُوۡا لَھُمۡ عَذَابٌ اَلِیۡمٌ ۙ فِی الدُّنۡیَا وَ الۡاٰخِرَۃِ ط(19/24)

ترجمہ:" جو لوگ پسند کرتے ہیں کہ مومنوں میں بے حیائی پھیلے، اُن کیلئے دُنیا و آخرت میں دَردناک عذاب ہے۔"

{سورۃ النور سورہ نمبر 24 آیت نمبر 19}

قرآن:

قُلْ إِنَّمَا حَرَّمَ رَبِّيَ الْفَوَاحِشَ مَا ظَهَرَ مِنْهَا وَمَا بَطَنَ (33/7)

ترجمہ: ’’ اے نبی صلی اللہ علیہ والہ وسلم !آپؐ فرمادیں کہ اللہ نے بے حیائیوں کو حرام قرار دیا ہے خواہ یہ ظاہر ہوں یا پوشیدہ۔‘‘

{سورۃ الاعراف سورہ نمبر 7 آیت نمبر 33}

قرآن:

وَلَا تَقْرَبُوا الْفَوَاحِشَ مَا ظَهَرَ مِنْهَا وَمَا بَطَنَ ج (151/6)

ترجمہ: ’’ اور بے حیائی کے قریب بھی نہ جاؤ خواہ یہ کھلی ہو یا چھپی ہو۔‘‘

{سورۃ الانعام سورہ نمبر 6 آیت نمبر 151}

قرآن:

وَالَّذِيْنَ يَجْتَنِبُوْنَ كَبٰٓئِرَ الْاِثْمِ وَالْفَوَاحِشَ (37/42)

ترجمہ: ’’ اِیمان والے کبیرہ گناہوں اور بے حیائی سے بچتے ہیں۔‘‘

{سورۃ الشوریٰ سورہ نمبر 42 آیت نمبر 37}

مزید حوالہ جات: (72/55,25/3,28/135,23/3)

جنّت میں بھی لغویت نہ ہو گی۔ (35/25,78/23,56/62,52/19)

اِن آیات میں آپ نے ایک خاص بات نوٹ کی ہو گی کہ بے حیائی کا کام کرنا تو بڑی دُور کی بات ہے، اللہ تعالیٰ نے بے حیائی کی بات سننے سے بھی منع فرمایا ہے لیکن صحیح بخاری کی مندرجہ ذیل روایت دیکھ کر سخت حیرانگی ہوتی ہے کہ حدیث کی کتاب میں اِس قسم کے واقعات داخل کرنے کا آخر کیا مقصد تھا :

حدیث:

حَدَّثَنَا عُبَيْدُ بْنُ إِسْمَاعِيلَ، قَالَ: حَدَّثَنَا أَبُو أُسَامَةَ، عَنْ هِشَامٍ، عَنْ أَبِيهِ، عَنْ عَائِشَةَ، "أَنَّ وَلِيدَةً كَانَتْ سَوْدَاءَ لِحَيٍّ مِنَ الْعَرَبِ فَأَعْتَقُوهَا، فَكَانَتْ مَعَهُمْ، قَالَتْ: فَخَرَجَتْ صَبِيَّةٌ لَهُمْ عَلَيْهَا وِشَاحٌ أَحْمَرُ مِنْ سُيُورٍ، قَالَتْ: فَوَضَعَتْهُ أَوْ وَقَعَ مِنْهَا، فَمَرَّتْ بِهِ حُدَيَّاةٌ وَهُوَ مُلْقًى، فَحَسِبَتْهُ لَحْمًا فَخَطِفَتْهُ، قَالَتْ: فَالْتَمَسُوهُ فَلَمْ يَجِدُوهُ، قَالَتْ: فَاتَّهَمُونِي بِهِ، قَالَتْ: فَطَفِقُوا يُفَتِّشُونَ حَتَّى فَتَّشُوا قُبُلَهَا، قَالَتْ: وَاللَّهِ إِنِّي لَقَائِمَةٌ مَعَهُمْ إِذْ مَرَّتِ الْحُدَيَّاةُ فَأَلْقَتْهُ، قَالَتْ: فَوَقَعَ بَيْنَهُمْ، قَالَتْ: فَقُلْتُ: هَذَا الَّذِي اتَّهَمْتُمُونِي بِهِ، زَعَمْتُمْ وَأَنَا مِنْهُ بَرِيئَةٌ وَهُوَ ذَا هُوَ، قَالَتْ: فَجَاءَتْ إِلَى رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَأَسْلَمَتْ، قَالَتْ عَائِشَةُ: فَكَانَ لَهَا خِبَاءٌ فِي الْمَسْجِدِ أَوْ حِفْشٌ، قَالَتْ: فَكَانَتْ تَأْتِينِي فَتَحَدَّثُ عِنْدِي، قَالَتْ: فَلَا تَجْلِسُ عِنْدِي مَجْلِسًا إِلَّا قَالَتْ: وَيَوْمَ الْوِشَاحِ مِنْ أَعَاجِيبِ رَبِّنَا أَلَا إِنَّهُ مِنْ بَلْدَةِ الْكُفْرِ أَنْجَانِي قَالَتْ عَائِشَةُ: فَقُلْتُ لَهَا: مَا شَأْنُكِ لَا تَقْعُدِينَ مَعِي مَقْعَدًا إِلَّا قُلْتِ هَذَا؟ قَالَتْ: فَحَدَّثَتْنِي بِهَذَا الْحَدِيثِ".

ترجمہ: ''حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے روایت ہے کہ عرب کے کسی قبیلے کی ایک سیاہ فام لونڈی تھی جس کو اُنہوں نے آزاد کر دیا اور وہ اُن کے ساتھ تھی۔ اُن کی ایک دوشیزہ باہر نکلی، اُس نے سُرخ چمڑے کا ہار پہنا ہوا تھا جس میں موتی جڑے ہوئے تھے، وہ اُس نے اُتار کر رکھ دیا یا گر گیا۔ اُس پڑے ہوئے کے پاس سے چیل گزری اور گوشت سمجھ کر اُس پر جھپٹی۔ اُسے تلاش کیا گیا لیکن نہ ملا۔ اُنہوں نے مجھ پر اِلزام لگایا اور میری تلاشی لی یہاں تک کہ شرمگاہ بھی دیکھی۔ خُدا کی قسم! میں اُن کے پاس کھڑی تھی جبکہ چیل گزری اور اُسے گرا دیا۔ وہ اُن کے درمیان میں گرا۔ میں نے کہا کہ وہ یہی تو ہے جس کا تم اپنے گمان سے مجھ پر اِلزام لگاتے ہو حالانکہ میں اِس سے بَری ہوں یہ بالکل وہی ہے۔''

{ صحیح بخاری جلد اوّل کتاب الصلوٰۃ حدیث نمبر 423 صفحہ نمبر 264، انٹرنیشنل نمبر 439}

صحیح بخاری جلد دوم میں بھی یہی حدیث آئی ہے جہاں ایک اور انکشاف کیا گیا ہے کہ جب لوگ میری شرمگاہ کی تلاشی لے رہے تھے اور مجھے مار اپیٹا جا رہا تھا، اُس وقت میرے اِرد گرد بہت سے لوگ یہ سارا منظر دیکھ رہے تھے۔ مکمل حدیث ملاحظہ فرمائیں :

حدیث:

حَدَّثَنِي فَرْوَةُ بْنُ أَبِي الْمَغْرَاءِ، أَخْبَرَنَا عَلِيُّ بْنُ مُسْهِرٍ، عَنْ هِشَامٍ، عَنْ أَبِيهِ، عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهَا، قَالَتْ: "أَسْلَمَتِ امْرَأَةٌ سَوْدَاءُ لِبَعْضِ الْعَرَبِ وَكَانَ لَهَا حِفْشٌ فِي الْمَسْجِدِ، قَالَتْ: فَكَانَتْ تَأْتِينَا فَتَحَدَّثُ عِنْدَنَا فَإِذَا فَرَغَتْ مِنْ حَدِيثِهَا، قَالَتْ: وَيَوْمُ الْوِشَاحِ مِنْ تَعَاجِيبِ رَبِّنَا أَلَا إِنَّهُ مِنْ بَلْدَةِ الْكُفْرِ أَنْجَانِي فَلَمَّا أَكْثَرَتْ، قَالَتْ لَهَا عَائِشَةُ: وَمَا يَوْمُ الْوِشَاحِ، قَالَتْ: خَرَجَتْ جُوَيْرِيَةٌ لِبَعْضِ أَهْلِي وَعَلَيْهَا وِشَاحٌ مِنْ أَدَمٍ فَسَقَطَ مِنْهَا، فَانْحَطَّتْ عَلَيْهِ الْحُدَيَّا وَهِيَ تَحْسِبُهُ لَحْمًا، فَأَخَذَتْ فَاتَّهَمُونِي بِهِ فَعَذَّبُونِي، حَتَّى بَلَغَ مِنْ أَمْرِي أَنَّهُمْ طَلَبُوا فِي قُبُلِي، فَبَيْنَا هُمْ حَوْلِي وَأَنَا فِي كَرْبِي إِذْ أَقْبَلَتِ الْحُدَيَّا حَتَّى وَازَتْ بِرُءُوسِنَا ثُمَّ أَلْقَتْهُ فَأَخَذُوهُ، فَقُلْتُ: لَهُمْ هَذَا الَّذِي اتَّهَمْتُمُونِي بِهِ وَأَنَا مِنْهُ بَرِيئَةٌ".

ترجمہ: مجھ سے فروہ بن ابی المغراء نے بیان کیا، کہا ہم کو علی بن مسہر نے خبر دی، انہیں ہشام نے، انہیں ان کے والد نے اور ان سے عائشہ رضی اللہ عنہا نے بیان کیا کہ ایک کالی عورت جو کسی عرب کی باندی تھی اسلام لائی اور مسجد میں اس کے رہنے کے لیے ایک کوٹھری تھی۔ عائشہ رضی اللہ عنہا نے بیان کیا وہ ہمارے یہاں آیا کرتی اور باتیں کیا کرتی تھی، لیکن جب باتوں سے فارغ ہو جاتی تو وہ یہ شعر پڑھتی ”اور ہار والا دن بھی ہمارے رب کے عجائب قدرت میں سے ہے، کہ اسی نے (بفضلہ) کفر کے شہر سے مجھے چھڑایا۔“ اس نے جب کئی مرتبہ یہ شعر پڑھا تو عائشہ رضی اللہ عنہا نے اس سے دریافت کیا کہ ہار والے دن کا قصہ کیا ہے؟ اس نے بیان کیا کہ میرے مالکوں کے گھرانے کی ایک لڑکی (جو نئی دولہن تھی) لال چمڑے کا ایک ہار باندھے ہوئے تھی۔ وہ باہر نکلی تو اتفاق سے وہ گر گیا۔ ایک چیل کی اس پر نظر پڑی اور وہ اسے گوشت سمجھ کر اٹھا لے گئی۔ لوگوں نے مجھ پر اس کی چوری کی تہمت لگائی اور مجھے سزائیں دینی شروع کیں۔ یہاں تک کہ میری شرمگاہ کی بھی تلاشی لی۔ خیر وہ ابھی میرے چاروں طرف جمع ہی تھے اور میں اپنی مصیبت میں مبتلا تھی کہ چیل آئی اور ہمارے

سروں کے بالکل اوپر اڑنے لگی۔ پھر اس نے وہی ہار نیچے گرا دیا۔ لوگوں نے اسے اٹھا لیا تو میں نے ان سے کہا اسی کے لیے تم لوگ مجھے اتہام لگا رہے تھے حالانکہ میں بے گناہ تھی۔

{ صحیح بخاری جلد دوم کتاب المناقب حدیث نمبر 1018 صفحہ نمبر 459، انٹر نیشنل نمبر 3835}

حدیث:

" حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ والہ وسلم نے فرمایا کہ ایک عورت نے اپنے بیٹے کو آواز دی اور وہ اپنے عبادت خانے میں تھا۔ والدہ نے کہا اے جریج! اُس نے کہا اے اللہ میری والدہ اور نماز۔ والدہ نے دوبارہ اور سہ بارہ کہا تو جریج نے وہی جواب دیا۔ والدہ نے کہا اے اللہ! جریج نہ مرے یہاں تک کہ کسی زانیہ کا منہ دیکھ لے۔"

{ صحیح بخاری جلد اوّل ابواب التہجد حدیث نمبر ب 1127/ صفحہ نمبر 501}

{ صحیح بخاری، انٹر نیشنل نمبر 3436}

☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆

باب نمبر۔35

صحیح بخاری کے مطابق

کوئی نہیں جانتا کہ رحمِ مادر میں کیا ہے اور بارش کب برسے گی

قرآن کے مطابق

اِنسان یہ علم حاصل کر سکتا ہے

ارشادِ خداوندی ہے :

قرآن:

اِنَّ اللّٰہَ عِنۡدَہٗ عِلۡمُ السَّاعَۃِ ج وَیُنَزِّلُ الۡغَیۡثَ ج وَیَعۡلَمُ مَا فِی الۡاَرۡحَامِ ط وَمَا تَدۡرِیۡ نَفۡسٌ مَّا ذَا تَکۡسِبُ غَدًا ط وَمَا تَدۡرِیۡ نَفۡسٌ م بِاَیِّ اَرۡضٍ تَمُوۡتُ ط اِنَّ اللّٰہَ عَلِیۡمٌ خَبِیۡرٌ {34/31}

ترجمہ: ”بے شک اللہ ہی کے پاس ہے قیامت کا علم، وہی بارش نازل کرتا ہے اور وہ جانتا ہے جو ماں کے رحم میں ہے، اور کوئی شخص نہیں جانتا کہ وہ کل کیا کرے گا اور کوئی شخص نہیں جانتا کہ کس زمین میں مرے گا، بے شک اللہ علم والا خبردار ہے۔“

{سورۃ لقمٰن سورہ نمبر 31 آیت نمبر 34}

اِس آیت میں جن اُمور کے بارے میں اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے کہ کوئی شخص نہیں جانتا یعنی اِس کا علم صرف اور صرف خُدا کو ہے، وہ تین ہیں :

(1) قیامت کا علم کہ کب آئے گی۔

(2)اِنسان کل کیا کرے گا۔

(3)اِنسان کس زمین میں مرے گا۔

مذکورہ بالاآیت میں دو باتیں اور بھی بیان کی گئیں ہیں :

(1)وہی بارش نازل کرتا ہے۔

(2)وہ جانتا ہے جوماں کے رحم میں ہے۔

اِن دو کے بارے میں اللہ تعالیٰ نے صرف اِتنا فرمایا ہے کہ اِن کا علم خُدا کے پاس بھی ہے لیکن یہ نہیں فرمایا کہ اِنسان اِن دو کا علم حاصل نہیں کر سکے گا۔ اگر اِن دواُمور کے بارے میں بھی قرآن میں آجاتا کہ اِنسان اِن کے بارے میں علم حاصل نہیں کر سکے گا تو یہ بات حقیقت کے خلاف ہوتی کیونکہ آج بارش کے بارے میں پیشگی بتادیا جاتا ہے کہ کہاں برسے گی اور یہ بھی بتادیا جاتا ہے کہ عورت کے رحم میں بچہ ہے یا بچی۔ قرآن کی اس واضح آیت کے مقابلے میں صحیح بخاری میں ایک حدیث وضع کرکے غیر مسلموں کو اِعتراض کا موقع فراہم کیا گیا ہے، ملاحظہ کیجیے:

حدیث:

حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ يُوسُفَ، قَالَ: حَدَّثَنَا سُفْيَانُ، عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ دِينَارٍ، عَنِ ابْنِ عُمَرَ، قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: "مِفْتَاحُ الْغَيْبِ خَمْسٌ لَا يَعْلَمُهَا إِلَّا اللَّهُ، لَا يَعْلَمُ أَحَدٌ مَا يَكُونُ فِي غَدٍ، وَلَا يَعْلَمُ أَحَدٌ مَا يَكُونُ فِي الْأَرْحَامِ، وَلَا تَعْلَمُ نَفْسٌ مَاذَا تَكْسِبُ غَدًا، وَمَا تَدْرِي نَفْسٌ بِأَيِّ أَرْضٍ تَمُوتُ، وَمَا يَدْرِي أَحَدٌ مَتَى يَجِيءُ الْمَطَرُ".

ترجمہ: ”ہم سے محمد بن یوسف فریابی نے بیان کیا، انہوں نے کہا کہ ہم سے سفیان ثوری نے بیان کیا، انہوں نے کہا کہ ہم سے عبداللہ بن دینار نے بیان کیا، اوران سے عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہمانے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ غیب کی کنجیاں پانچ چیزیں

ہیں جنہیں اللہ تعالیٰ کے سوا کوئی نہیں جانتا یعنی کوئی نہیں جانتا کہ کل کیا ہوگا، اور کوئی نہیں جانتا کہ رحموں میں کیا ہے اور کوئی نہیں جانتا "کہ کل کیا کمائے گا اور کوئی نہیں جانتا کہ کس زمین میں مرے گا اور کوئی نہیں جانتا کہ بارش کب برسے گی۔

{صحیح بخاری جلد اوّل ابواب الاستسقاء حدیث نمبر 978 صفحہ نمبر 449، انٹر نیشنل نمبر 1039}

حدیث:

حَدَّثَنِي إِبْرَاهِيمُ بْنُ الْمُنْذِرِ، حَدَّثَنَا مَعْنٌ، قَالَ: حَدَّثَنِي مَالِكٌ، عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ دِينَارٍ، عَنْ ابْنِ عُمَرَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا، أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: "مَفَاتِحُ الْغَيْبِ خَمْسٌ لَا يَعْلَمُهَا إِلَّا اللَّهُ: لَا يَعْلَمُ مَا فِي غَدٍ إِلَّا اللَّهُ، وَلَا يَعْلَمُ مَا تَغِيضُ الْأَرْحَامُ إِلَّا اللَّهُ، وَلَا يَعْلَمُ مَتَى يَأْتِي الْمَطَرُ أَحَدٌ إِلَّا اللَّهُ، وَلَا تَدْرِي نَفْسٌ بِأَيِّ أَرْضٍ تَمُوتُ، وَلَا يَعْلَمُ مَتَى تَقُومُ السَّاعَةُ إِلَّا اللَّهُ".

ترجمہ: مجھ سے ابراہیم بن المنذر نے بیان کیا، انہوں نے کہا ہم سے معن بن عیسیٰ نے بیان کیا، انہوں نے کہا کہ مجھ سے امام مالک نے بیان کیا، ان سے عبداللہ بن دینار نے اور ان سے عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما نے بیان کیا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ غیب کی پانچ کنجیاں ہیں جنہیں اللہ کے سوا کوئی نہیں جانتا۔ اللہ کے سوا کوئی نہیں جانتا کہ کل کیا ہونے والا ہے، اللہ کے سوا کوئی نہیں جانتا کہ عورتوں کے رحم میں کیا کمی بیشی ہوتی رہتی ہے، اللہ کے سوا کوئی نہیں جانتا کہ بارش کب برسے گی، کوئی شخص نہیں جانتا کہ اس کی موت کہاں ہوگی اور اللہ کے سوا کوئی نہیں جانتا کہ قیامت کب قائم ہوگی۔

{صحیح بخاری جلد دوم کتاب التفسیر حدیث نمبر 1808 صفحہ نمبر 848، انٹر نیشنل نمبر 4697}

☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆

باب نمبر۔36

صحیح بخاری کے مطابق

حضور صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم سُودی کاروبار کرتے تھے

قرآن کے مطابق

سُودی کاروبار حرام ہے

قرآن کے پیش کردہ معاشی نظام کا زرّیں اُصول ہے کہ معاوضہ محنت کا ہے، سرمائے کا نہیں۔ نظامِ سرمایہ داری کے پیروکاروں کو اِس اُصول کی سمجھ نہیں آرہی تھی، اِس لیے وہ کہتے تھے کہ " تجارت اور سُود ایک ہی چیز ہے" {275/2}۔ اُنہیں یہ سمجھ میں نہیں آرہا تھا کہ ایک شخص ایک کاروبار میں ایک سو {100} روپے لگا کر ایک ماہ میں بیس {20} روپے منافع کماتا ہے جسے قرآن جائز قرار دیتا ہے جبکہ دوسری طرف ایک شخص ایک سو {100} روپے کسی دوسرے آدمی کو بطور قرض دیتا ہے اور ایک ماہ بعد وہ بھی بیس {20} روپے بطور سُود کماتا ہے، یہ بیس روپے کیسے حرام ہو جاتے ہیں؟ فرمایا "اللہ نے تجارت کو حلال کیا اور سُود کو حرام کیا ہے" {275/2}۔

تجارت میں چونکہ اِنسان سرمائے کے ساتھ محنت بھی کرتا ہے اِس لیے وہ جو کچھ اصل زر سے زائد لے رہا ہوتا ہے وہ دراصل اپنی محنت کا معاوضہ ہوتا ہے نہ کہ سرمائے کا، اِس لیے یہ حلال ہے جبکہ سُود میں چونکہ محنت نہیں ہوتی لہٰذا اللہ نے اِسے حرام قرار دیا ہے۔ المختصر یہ کہ ہر وہ مال جو سرمائے کے بل بوتے پر اور محنت کے بغیر حاصل ہو جائے، حرام ہے جیسے سُودی قرضے دینا، زمین خرید کر مزارعوں کو کاشت کرکے {INVEST} کیلئے دے دینا اور پیداوار کا ایک حصّہ بِلا محنت ہتھیا لینا، مکان کرایہ پر دینا، کسی دوسرے کے کاروبار میں روپیہ بِلا محنت منافع میں حصّہ دار بن جانا، بینک میں روپیہ جمع کرا دینا اور بغیر محنت کے منافع لینا وغیرہ۔

قرآن کی اِن واضح ہدایات کی روشنی میں ایک مسلمان کبھی سوچ بھی نہیں سکتا کہ حضور صلی اللہ علیہ والہ وسلم یا صحابہ کرام رِضوان اللہ تعالٰی علیہم اجمعین سُودی کاروبار کرتے ہوں گے لیکن صحیح بخاری میں لکھا ہے کہ :

حدیث:

حَدَّثَنَا مُوسَى بْنُ إِسْمَاعِيلَ، حَدَّثَنَا جُوَيْرِيَةُ بْنُ أَسْمَاءَ، عَنْ نَافِعٍ، عَنْ عَبْدِ اللَّهِ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ، قَالَ: أَعْطَى رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ خَيْبَرَ الْيَهُودَ، أَنْ يَعْمَلُوهَا وَيَزْرَعُوهَا، وَلَهُمْ شَطْرُ مَا يَخْرُجُ مِنْهَا، وَأَنَّ ابْنَ عُمَرَ حَدَّثَهُ، أَنَّ الْمَزَارِعَ كَانَتْ تُكْرَى عَلَى شَيْءٍ سَمَّاهُ نَافِعٌ لَا أَحْفَظُهُ.

ترجمہ: ” حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالٰی عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ والہ وسلم نے خیبر کی زمین اُنہیں (یہودیوں کو) دی کہ وہ کام اور کاشتکاری کریں اور پیداوار کا نصف اُن کیلیئے ہوگا۔ حضرت رافع بن خدیج رضی اللہ تعالٰی عنہ نے نبی کریم صلی اللہ علیہ والہ وسلم سے روایت کی ہے کہ آپؐ نے ٹھیکے پر مزارع کو زمین دینے سے منع فرمایا ہے۔“

{ صحیح بخاری جلد اوّل کتاب الاجارہ حدیث نمبر 2129 صفحہ نمبر 837، انٹر نیشنل نمبر 2285}

آپ نے غور فرمایا کہ دِین کو متنازعہ بنانے کیلیئے ایک ہی حدیث میں مزارعت کو حضور صلی اللہ علیہ والہ وسلم کی سُنّت بھی قرار دیا جارہا ہے اور اُسے حرام بھی قرار دیا جارہا ہے۔ کیا روایاتی مُلّا بتا سکتے ہیں کہ اِس حدیث پر کیسے عمل کیا جائے گا؟

حدیث:

وَقَالَ ابْنُ سِيرِينَ: لَيْسَ لِأَهْلِهِ أَنْ يُخْرِجُوهُ إِلَى تَمَامِ الْأَجَلِ، وَقَالَ الْحَكَمُ، وَالْحَسَنُ، وَإِيَاسُ بْنُ مُعَاوِيَةَ: تُمْضَى الْإِجَارَةُ إِلَى أَجَلِهَا، وَقَالَ ابْنُ عُمَرَ: أَعْطَى النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ خَيْبَرَ بِالشَّطْرِ، فَكَانَ ذَلِكَ عَلَى عَهْدِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَأَبِي بَكْرٍ، وَصَدْرًا مِنْ خِلَافَةِ عُمَرَ، وَلَمْ يُذْكَرْ أَنَّ أَبَا بَكْرٍ، وَعُمَرَ جَدَّدَا الْإِجَارَةَ بَعْدَ مَا قُبِضَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ.

ترجمہ: ’’ حضرت ابنِ عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ والہ وسلم نے خیبر کی زمین ٹھیکے پر دی اور یہ نبی کریم صلی اللہ علیہ والہ وسلم، حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ اور حضرت عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے اِبتدائی دَورِ خلافت میں رہی۔‘‘

{ صحیح بخاری جلد اوّل کتاب الاجارہ باب نمبر 1420 صفحہ نمبر 837، انٹر نیشنل نمبر باب 2285}

☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆

باب نمبر۔37

صحیح بخاری کے مطابق

حضورؐ کا حکم کہ مشرکوں کے بچوں اور عورتوں کو قتل کر دو

قرآن کے مطابق

ایک اِنسان کا قتل، پوری اِنسانیت کا قتل ہے

اِرشادِ باری تعالیٰ ہے :

قرآن:

وَلَا تَقْتُلُوا النَّفْسَ الَّتِیْ حَرَّمَ اللّٰہُ اِلَّا بِالْحَقِّ ط ذٰلِکُمْ وَصّٰکُمْ بِہٖ لَعَلَّکُمْ تَعْقِلُوْنَ(151/6)

ترجمہ: ” جس کا قتل کرنا اللہ نے حرام کر دیا ہے اُس کو قتل مت کرو ہاں مگر حق کے ساتھ یہ تمہیں حکم دیا(گیا) ہے تاکہ تم سمجھو۔“

{سورۃ الانعام سورہ نمبر6 آیت نمبر 151}

نیز دیکھیے سورۃ بنی اسرائیل سورہ نمبر 17 آیت نمبر 33

قرآن:

اَنَّہٗ مَنْ قَتَلَ نَفْسًا م بِغَیْرِ نَفْسٍ اَوْ فَسَادٍ فِی الْاَرْضِ فَکَاَنَّمَا قَتَلَ النَّاسَ جَمِیْعًا ط وَمَنْ اَحْیَاھَا فَکَاَنَّمَآ اَحْیَا النَّاسَ جَمِیْعًا ط (32/5)

ترجمہ: ” بے شک کسی ایک اِنسان کو قتل کرنا گویا پوری اِنسانیت کو قتل کرنا ہے اور کسی ایک اِنسان کی جان بچانا گویا پوری اِنسانیت کی جان بچانا ہے۔“

(سورۃ المائدہ سورہ نمبر 5 آیت نمبر 32)

اسلام جنگ کے دوران بھی زیادتی کرنے سے منع فرماتا ہے، چنانچہ اِرشادِ خُداوندی ہے :

قرآن:

وَقَاتِلُوا فِي سَبِيلِ اللهِ الَّذِينَ يُقَاتِلُونَكُمْ وَلَا تَعْتَدُوا ط إِنَّ اللهَ لَا يُحِبُّ الْمُعْتَدِينَ (190/2)

” اور تم اللہ کے راستے میں اُن سے لڑو جو تم سے لڑتے ہیں اور زیادتی نہ کرو بے شک اللہ زیادتی کرنے والوں کو پسند نہیں کرتا۔ “

{سورۃ البقرۃ سورہ نمبر 2 آیت نمبر 190}

صحیح احادیث میں آتا ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ والہ وسلم نے صحابہ کرام رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین کو ہدایت کر رکھی تھی کہ دورانِ جنگ عورتوں، بچوں، حتّی کہ درختوں کو بھی نقصان نہ پہنچانا۔ لیکن صحیح بخاری میں حضور صلی اللہ علیہ والہ وسلم کی ذاتِ اقدس پر یہ کیا الزام لگایا جارہا ہے، ملاحظہ کیجیے :

حدیث:

حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ عَبْدِ اللَّهِ، حَدَّثَنَا سُفْيَانُ، حَدَّثَنَا الزُّهْرِيُّ، عَنْ عُبَيْدِ اللَّهِ، عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ، عَنِ الصَّعْبِ بْنِ جَثَّامَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمْ، قَالَ: مَرَّ بِيَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِالْأَبْوَاءِ أَوْ بِوَدَّانَ وَسُئِلَ عَنْ أَهْلِ الدَّارِ يُبَيَّتُونَ مِنَ الْمُشْرِكِينَ فَيُصَابُ مِنْ نِسَائِهِمْ وَذَرَارِيِّهِمْ، قَالَ: هُمْ مِنْهُمْ وَسَمِعْتُهُ، يَقُولُ: لَا حِمَى إِلَّا لِلَّهِ وَلِرَسُولِهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ".

ترجمہ: ''حضرت صعب بن جثامہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ والہ وسلم کا ''ابواء'' یا ''بودان'' کو مقام پر میرے پاس سے گذر ہوا تو آپؐ سے اُن مشرکوں کے بچوں اور عورتوں کے بارے میں دریافت کیا گیا جو رات کو اپنے گھروں میں سوئے ہوئے ہوتے ہیں اور (بوقتِ شب خون) قتل کر دیئے جاتے ہیں، فرمایا وہ بھی تو اُن میں سے ہیں۔''

{صحیح بخاری جلد دوم کتاب الجہاد والسیر حدیث نمبر 266 صفحہ نمبر 138، انٹرنیشنل نمبر 3012}

☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆

باب نمبر۔38

صحیح بخاری کے مطابق

بیوی کو بِلاوجہ طلاق دے کر نئی شادی کرنے کو حضور صلی اللہ علیہ والہ وسلم نے پسند فرمایا

قرآن کے مطابق

یہ حضور صلی اللہ علیہ والہ وسلم کا قولِ مبارک نہیں ہو سکتا

{یہ شہوت پرستی ہے، مومن کا شیوہ نہیں}

قارئینِ کرام! گزشتہ موضوع کے تحت ایک طویل حدیث بیان کی گئی ہے جس میں ابوزراع کی سابقہ بیوی نے ابوزراع کے بارے میں کہا" ایک دن ایسا ہوا کہ میں دودھ سے مکھن نکال رہی تھی۔(صبح ہی صبح)ابوزرعہ باہر گیا اچانک اس نے ایک عورت دیکھی جس کے دو بچے چیتوں کی طرح اس کی کمر کے تلے دواناروں سے کھیل رہے تھے(مراد اس کی دونوں چھاتیاں ہیں جو انار کی طرح تھیں)۔ابوزرعہ نے مجھ کو طلاق دے کر اس عورت سے نکاح کر لیا۔"

اپنی بیوی کو بغیر کسی معقول وجہ کے طلاق دینا مومن کا شیوہ نہیں لیکن اِسی حدیث میں حضور صلی اللہ علیہ والہ وسلم سے یہ الفاظ منسوب کیے گئے ہیں کہ "

حدیث:

،قَالَتْ عَائِشَةُ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: كُنْتُ لَكِ كَأَبِي زَرْعٍ لِأُمِّ زَرْعٍ". قَالَ أَبُو عَبْد اللَّهِ، قَالَ سَعِيدُ بْنُ سَلَمَةَ: عَنْ هِشَامٍ، وَلَا تُعَشِّشُ بَيْتَنَا تَعْشِيشًا، قَالَ أَبُو عَبْد اللَّهِ: وَقَالَ بَعْضُهُمْ: فَأَتَقَمَّحُ بِالْمِيمِ وَهَذَا أَصَحُّ.

ترجمہ: " رسول اللہ صلی اللہ علیہ والہ وسلم نے حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے فرمایا کہ میں بھی تمہارے لیے اُسی طرح ہوں جیسے اُمّ زراع کیلئے ابوزراع۔"

{ صحیح بخاری جلد سوم کتاب ا لنکاح حدیث نمبر 174 صفحہ نمبر 100، انٹرنیشنل نمبر 5189}

سوال یہ پیدا ہوتا ہے کہ کیا حضور صلی اللہ علیہ والہ وسلم نے اپنی زندگی میں کسی عورت سے نکاح کرنے کی خاطر اپنی کسی بیوی کو ناحق طلاق دی تھی؟

☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆

باب نمبر۔39

صحیح بخاری کے مطابق

عورت کو جنسی غلام بنا کر رکھو

قرآن کے مطابق

عورت و مرد ایک دوسرے کے زوج ہیں

قرآن نے میاں بیوی کو ایک دوسرے کا زوج کہا ہے، زوج کے معنی ہیں رفیق، ساتھی، ہم آہنگ۔ (جیسے ٹانگے کے دونوں پہیّے ایک دوسرے کے زوج ہوتے ہیں یا دوسری مثال میں دونوں جُوتے ایک دوسرے کے زوج ہوتے ہیں)۔ قرآنِ حکیم کی متعدد سورتوں میں میاں بیوی کو زوج کہا گیا ہے چند حوالہ جات ملاحظہ کیجیے :

قرآن:

سورۃ الاحزاب سورہ نمبر 33 آیت نمبر 4

سورۃ الاحزاب سورہ نمبر 33 آیت نمبر

سورۃ الاحزاب سورہ نمبر 33 آیت نمبر 33

سورۃ الاحزاب سورہ نمبر 33 آیت نمبر 37

سورۃ الاحزاب سورہ نمبر 33 آیت نمبر 50

سورۃ الاحزاب سورہ نمبر 33 آیت نمبر 52

سورۃ الاحزاب سورہ نمبر 33 آیت نمبر 59

سورۃ التحریم سورہ نمبر 66 آیت نمبر 5

سورۃ النساء سورہ نمبر 4 آیت نمبر 20

سورۃ النساء سورہ نمبر 4 آیت نمبر 12

سورۃ البقرۃ سورہ نمبر 2 آیت نمبر 102

سورۃ البقرۃ سورہ نمبر 2 آیت نمبر 230

سورۃ البقرۃ سورہ نمبر 2 آیت نمبر 232

سورۃ البقرۃ سورہ نمبر 2 آیت نمبر 234

سورۃ البقرۃ سورہ نمبر 2 آیت نمبر 240

سورۃ الانبیاء سورہ نمبر 21 آیت نمبر 90

سورۃ الرعد سورہ نمبر 13 آیت نمبر 38

سورۃ النحل سورہ نمبر 16 آیت نمبر 72

سورۃ التوبۃ سورہ نمبر 9 آیت نمبر 24

سورۃ التغابن سورہ نمبر 64 آیت 14 تا 15

سورۃ الممتحنۃ سورہ نمبر 60 آیت نمبر 11

سورۃالفرقان سورہ نمبر25آیت نمبر74

سورۃالمومنون سورہ نمبر23آیت نمبر6

سورۃالنور سورہ نمبر24آیت نمبر6

سورۃالمعارج سورہ نمبر70آیت نمبر30

قرآن کےاِس موٴقف کے برعکس صحیح بخاری میں عورت کو جنسی غلام کی شکل میں پیش کیا جارہاہے۔ملاحظہ کیجیے :

حدیث:

حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ، حَدَّثَنَا ابْنُ أَبِي عَدِيٍّ، عَنْ شُعْبَةَ، عَنْ سُلَيْمَانَ، عَنْ أَبِي حَازِمٍ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ، عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، قَالَ: "إِذَا دَعَا الرَّجُلُ امْرَأَتَهُ إِلَى فِرَاشِهِ فَأَبَتْ أَنْ تَجِيءَ لَعَنَتْهَا الْمَلَائِكَةُ حَتَّى تُصْبِحَ".

ترجمہ:”حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ والہ وسلم نے فرمایا کہ جب کوئی آدمی اپنی بیوی کو “اپنے بستر پر بلائے لیکن وہ آنے سے اِنکار کردے تو صبح تک فرشتے اُس عورت پر لعنت بھیجتے رہتے ہیں۔

{صحیح بخاری جلد سوم کتاب النکاح حدیث نمبر178 صفحہ نمبر106،انٹرنیشنل نمبر5193}

حدیث:

حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَرْعَرَةَ، حَدَّثَنَا شُعْبَةُ، عَنْ قَتَادَةَ، عَنْ زُرَارَةَ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ، قَالَ: قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: "إِذَا بَاتَتِ الْمَرْأَةُ مُهَاجِرَةً فِرَاشَ زَوْجِهَا لَعَنَتْهَا الْمَلَائِكَةُ حَتَّى تَرْجِعَ".

ترجمہ: ہم سے محمد بن عرعرہ نے بیان کیا، انہوں نے کہا ہم سے شعبہ نے بیان کیا، ان سے قتادہ نے بیان کیا، ان سے زرارہ نے بیان کیا اور ان سے ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اگر عورت اپنے شوہر سے ناراضگی کی وجہ سے اس کے بستر سے الگ تھلگ رات گزارنے تو فرشتے اس پر اس وقت تک لعنت بھیجتے ہیں جب تک وہ اپنی اس حرکت سے باز نہ آجائے۔

{ صحیح بخاری جلد سوم کتاب النکاح حدیث نمبر 179 صفحہ نمبر 106، انٹرنیشنل نمبر 5194 }

جیسا کہ اوپر بتایا گیا ہے کہ مرد و عورت ایک دوسرے کے زوج ہیں، اس طرح ان دونوں کے ایک دوسرے پر حقوق و فرائض ہیں، مندرجہ بالا حدیث میں بتایا جارہا ہے کہ اگر عورت مرد کے بلانے پر انکار کرے تو فرشتے صبح تک لعنت بھیجتے رہتے ہیں، سوال یہ ہے کہ عورت کے اپنی کسی مجبوری، کسی ذہنی پریشانی یا کسی بھی وجہ سے انکار کرنے کے باوجود اگر مرد پھر بھی اصرار کرے تو اس مرد پر فرشتے کتنے عرصے تک لعنت کریں گے؟

☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆

باب نمبر۔40

صحیح بخاری کے مطابق

آواز یا بدبُو نہ آئے تو وُضو نہیں ٹُوٹتا

قرآن کی صرف دو آیات پیشِ خدمت ہیں اِن کے بعد وہ احادیث پیش کی جائیں گی جن میں کہا گیا ہے کہ اگر آواز یا بدبُو نہ آئے تو وُضو نہیں ٹُوٹتا۔ تعجب ہے کہ ایسی احادیث کو حضور صلی اللہ علیہ والہ وسلم سے منسوب کرنے سے دِین کی کونسی خدمت کی جا رہی ہے۔اِرشادِ باری تعالٰی ہے :

قرآن:

يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا إِذَا قُمْتُمْ إِلَى الصَّلَاةِ فَاغْسِلُوا وُجُوهَكُمْ وَأَيْدِيَكُمْ إِلَى الْمَرَافِقِ وَامْسَحُوا بِرُءُوسِكُمْ وَأَرْجُلَكُمْ إِلَى الْكَعْبَيْنِ ۚ وَإِن كُنتُمْ جُنُبًا فَاطَّهَّرُوا ۚ وَإِن كُنتُم مَّرْضَىٰ أَوْ عَلَىٰ سَفَرٍ أَوْ جَاءَ أَحَدٌ مِّنكُم مِّنَ الْغَائِطِ أَوْ لَامَسْتُمُ النِّسَاءَ فَلَمْ تَجِدُوا مَاءً فَتَيَمَّمُوا صَعِيدًا طَيِّبًا فَامْسَحُوا بِوُجُوهِكُمْ وَأَيْدِيكُم مِّنْهُ ۚ مَا يُرِيدُ اللَّهُ لِيَجْعَلَ عَلَيْكُم مِّنْ حَرَجٍ وَلَٰكِن يُرِيدُ لِيُطَهِّرَكُمْ وَلِيُتِمَّ نِعْمَتَهُ عَلَيْكُمْ لَعَلَّكُمْ تَشْكُرُونَ {6/5

ترجمہ: ”اے اِیمان والو! جب تم نماز کیلئے اُٹھو تو دھولو اپنے منہ اور اپنے ہاتھ کہنیوں تک اور اپنے سروں کا مسح کرو اور اپنے پاؤں ٹخنوں تک اور اگر تم ناپاک ہو تو خوب پاک ہو جاؤ اور اگر تم بیمار ہو یا سفر میں ہو یا تم میں سے کوئی بیت الخلاء سے آئے یا تم نے عورتوں سے صحبت کی پھر نہ پاؤ پانی تو پاک مٹی سے تیمم کرلو۔اس سے اپنے منہ اور ہاتھوں کا مسح کرلو۔اللہ نہیں چاہتا کہ تم پر کوئی تنگی کرے لیکن چاہتا ہے کہ تمہیں پاک کرے اور یہ کہ اپنی نعمت پوری کرے تم پر، تاکہ تم احسان مانو۔“ (سورۂ المائدہ 5 آیت 6)

قرآن:

يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا لَا تَقْرَبُوا الصَّلَاةَ وَأَنتُمْ سُكَارَىٰ حَتَّىٰ تَعْلَمُوا مَا تَقُولُونَ وَلَا جُنُبًا إِلَّا عَابِرِي سَبِيلٍ حَتَّىٰ تَغْتَسِلُوا ۚ وَإِن كُنتُم مَّرْضَىٰ أَوْ عَلَىٰ سَفَرٍ أَوْ جَاءَ أَحَدٌ مِّنكُم مِّنَ الْغَائِطِ أَوْ لَامَسْتُمُ النِّسَاءَ فَلَمْ تَجِدُوا مَاءً فَتَيَمَّمُوا صَعِيدًا طَيِّبًا فَامْسَحُوا بِوُجُوهِكُمْ وَأَيْدِيكُمْ ۗ إِنَّ اللَّهَ كَانَ عَفُوًّا غَفُورًا {43/4}

ترجمہ: ”اے اِیمان والو! تم نماز کے نزدیک نہ جاؤ جب تم نشہ کی حالت میں ہو، یہاں تک کہ سمجھنے لگو جو کہتے ہو اور نہ (اُس وقت جبکہ) غسل کی حاجت ہو سوائے حالتِ سفر کے، یہاں تک کہ تم غسل کر لو اور اگر تم مریض ہو یا سفر میں ہو یا تم سے کوئی بیت الخلاء سے آئے یا تم عورتوں کے پاس گئے (ہم صحبت ہوئے) پھر تم نے پانی نہ پایا تو پاک مٹی سے تیمم کرو، مسح کر لو اپنے منہ اور اپنے ہاتھوں کا، بے شک اللہ معاف کرنے والا بخشنے والا ہے۔“

{سورۃ النساء 4 آیت نمبر 43}

قرآن کے مقابلے میں صحیح بخاری کی حدیث پڑھیے اور جھومیے :

حدیث:

حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ عَبْدِ اللهِ، قَالَ: حَدَّثَنَا سُفْيَانُ، قَالَ: حَدَّثَنَا الزُّهْرِيُّ، عَنْ سَعِيدِ بْنِ الْمُسَيِّبِ. ح وَعَنْ عَبَّادِ بْنِ تَمِيمٍ، عَنْ عَمِّهِ، أَنَّهُ شَكَا إِلَى رَسُولِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الرَّجُلُ الَّذِي يُخَيَّلُ إِلَيْهِ أَنَّهُ يَجِدُ الشَّيْءَ فِي الصَّلَاةِ، فَقَالَ: "لَا يَنْفَتِلْ أَوْ لَا يَنْصَرِفْ حَتَّى يَسْمَعَ صَوْتًا أَوْ يَجِدَ رِيحًا".

ترجمہ: ”عباد بن تمیم نے اپنے چچا جان سے روایت کی ہے کہ اُنھوں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ والہ وسلم سے شکایت کی کہ جس شخص کو ”نماز میں خیال گزرے کہ شاید کچھ ہو گیا ہے؟ فرمایا کہ نماز نہ توڑے یا ختم نہ کرے یہاں تک کہ آواز سُنے یا بدبُو پائے۔

(صحیح بخاری جلد اول کتاب الوضو باب نمبر 99 حدیث نمبر 137 صفحہ نمبر 164، انٹر نیشنل نمبر 137)

حدیث:

حَدَّثَنَا أَبُو الْوَلِيدِ، قَالَ: حَدَّثَنَا ابْنُ عُيَيْنَةَ، عَنِ الزُّهْرِيِّ، عَنْ عَبَّادِ بْنِ تَمِيمٍ، عَنْ عَمِّهِ، عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، قَالَ: "لَا يَنْصَرِفُ حَتَّى يَسْمَعَ صَوْتًا أَوْ يَجِدَ رِيحًا".

ترجمہ: ہم سے ابوالولید نے بیان کیا، کہا ہم سے ابن عیینہ نے، وہ زہری سے، وہ عباد بن تمیم سے، وہ اپنے چچا سے، وہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کرتے ہیں کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ (نمازی نماز سے) اس وقت تک نہ پھرے جب تک (ریح کی) آواز نہ سن لے یا اس کی بو نہ پالے۔

(صحیح بخاری جلد اول کتاب الوضو حدیث نمبر 175 صفحہ نمبر 176، انٹر نیشنل نمبر 177)

حدیث:

حَدَّثَنَا أَبُو نُعَيْمٍ، حَدَّثَنَا ابْنُ عُيَيْنَةَ، عَنِ الزُّهْرِيِّ، عَنْ عَبَّادِ بْنِ تَمِيمٍ، عَنْ عَمِّهِ، قَالَ: "شُكِيَ إِلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، الرَّجُلُ يَجِدُ فِي الصَّلَاةِ شَيْئًا، أَيَقْطَعُ الصَّلَاةَ؟ قَالَ: لَا، حَتَّى يَسْمَعَ صَوْتًا أَوْ يَجِدَ رِيحًا"، وَقَالَ ابْنُ أَبِي حَفْصَةَ: عَنِ الزُّهْرِيِّ: لَا وُضُوءَ إِلَّا فِيمَا وَجَدْتَ الرِّيحَ، أَوْ سَمِعْتَ الصَّوْتَ.

ترجمہ: ہم سے ابونعیم فضل بن دکین نے بیان کیا، کہا کہ ہم سے سفیان بن عیینہ نے بیان کیا، ان سے زہری نے، ان سے عباد بن تمیم نے اور ان سے ان کے چچا عبداللہ بن زید مازنی رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے ایک ایسے شخص کا ذکر آیا جسے نماز میں کچھ شبہ ہوا نکلنے کا ہو جاتا ہے۔ آیا اسے نماز توڑ دینی چاہئے؟ فرمایا کہ نہیں۔ جب تک وہ آواز نہ سن لے یا بدبو نہ محسوس کر لے (اس وقت تک نماز نہ توڑے) ابن ابی حفصہ نے زہری سے بیان کیا (ایسے شخص پر) وضو واجب نہیں جب تک حدث کی بدبو نہ محسوس کرے یا آواز نہ سن لے۔

(صحیح بخاری جلد اول کتاب البیوع باب نمبر 1280 حدیث نمبر 1919 صفحہ نمبر 772، انٹر نیشنل نمبر 2056)

☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆

باب نمبر۔41

صحیح بخاری کے مطابق

کتّے کے جوٹھے پانی سے وُضو درست

قرآن کے مطابق

پاک پانی سے وُضو کرنا ضروری ہےسورۂ نساء آیت 43اور سورۂ المائدہ آیت 6کا مکمل ترجمہ گذشتہ صفحات پر بیان کیا گیا ہے جس میں اللہ نے وُضو کے متعلق بھی تفصیلاً بیان کیا ہے اور فرمایا کہ اللہ چاہتا ہے کہ تمہیں پاک کر دے۔ تیمم کا ذِکر بھی اُن دو آیات میں آیا ہے جس میں فرمایا کہ تیمم کیلئے بھی ''پاک مٹی'' کا اِنتخاب ضروری ہے لیکن اِن روایات کا کیا کیا جائے جن میں تعلیم یہ دی جا رہی ہے کہ جس پانی میں کتّا منہ ڈال دے اُس سے وضو کرنا درست ہے۔ کہتے ہیں اندھوں میں کانا راجہ ہوتا ہے۔ایک صاحب سفیان ثوری فرماتے ہیں کہ چونکہ اِس پانی کے وُضو سے دِل میں کھٹکا سا ہوتا ہے لہٰذا پہلے اِس پانی سے وُضو کرے اور پھر بعد میں تیمم کرے تاکہ کھٹکا نہ رہے۔ یعنی پہلے اس پلید پانی سے وُضو کرلو اور بعد میں پاک مٹی سے تیمم۔ یہ ہے دِین! آیئے پوری حدیث لفظ بہ لفظ آپ کے سامنے بمعہ حوالہ جات پیش کرتے ہیں :

حدیث:

وَكَانَ عَطَاءٌ لاَ يَرَى بِهِ بَأْسًا أَنْ يُتَّخَذَ مِنْهَا الْخُيُوطُ وَالْحِبَالُ، وَسُؤْرِ الْكِلاَبِ وَمَمَرِّهَا فِي الْمَسْجِدِ. وَقَالَ الزُّهْرِيُّ إِذَا وَلَغَ فِي إِنَاءٍ لَيْسَ لَهُ وَضُوءٌ غَيْرُهُ يَتَوَضَّأُ بِهِ. وَقَالَ سُفْيَانُ هَذَا الْفِقْهُ بِعَيْنِهِ، يَقُولُ اللَّهُ تَعَالَى: {فَلَمْ تَجِدُوا مَاءً فَتَيَمَّمُوا} وَهَذَا مَاءٌ، وَفِي النَّفْسِ مِنْهُ شَيْءٌ، يَتَوَضَّأُ بِهِ وَيَتَيَمَّمُ.

ترجمہ: ''وہ پانی جس سے آدمی کے بال دھوئے جائیں۔ عطاء ان سے ڈوریاں اور رسیاں بنانے میں مضائقہ نہیں سمجھتے تھے اور کتّے کے جھوٹے اور اُن کے مسجد سے گزرنے میں۔ زُہری نے کہا کہ کتّا جب برتن میں منہ ڈال دے اور اس کے سوا وضو کیلئے اور پانی نہ ہو تو اُسی

سے وضو کرے۔سفیان ثوری کا قول ہے کہ یہ فقہ بالکل حکمِ خداوندی کے مطابق ہے کہ جب تم پانی نہ پاؤ تو تیمم کرلو اور یہ بھی پانی ہے۔ چونکہ اِس سے دِل میں کھٹکا سا ہوتا ہے لہٰذا اِس سے وُضو کرے اور تیمم بھی کرے۔

{ صحیح بخاری جلداوّل کتاب الوضو باب نمبر128 صفحہ نمبر174،انٹر نیشنل نمبر باب 33}

ایک اور خاص بات آپ تک پہنچانی ہے کہ صحیح بخاری جلداوّل کتاب الوضو باب 129 حدیث نمبر171 صفحہ نمبر175،انٹر نیشنل نمبر 172 میں لکھاہے :

حدیث:

حَدَّثَنَا عَبْدُ اللَّهِ بْنُ يُوسُفَ، عَنْ مَالِكٍ، عَنْ أَبِي الزِّنَادِ، عَنِ الْأَعْرَجِ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ، قَالَ: إِنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، قَالَ: "إِذَا شَرِبَ الْكَلْبُ فِي إِنَاءِ أَحَدِكُمْ فَلْيَغْسِلْهُ سَبْعًا".

ترجمہ:"حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہسے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ والہ وسلم نے فرمایا: جب کتّا تم میں سے کسی کے برتن سے پی لے تو وہ اُسے سات دفعہ دھوئے۔"

{ صحیح بخاری جلداوّل کتاب الوضو باب 129 حدیث نمبر171 صفحہ نمبر175،انٹر نیشنل نمبر 172 }

میرا خیال ہے کہ آپ کو اِس یونانی فلسفے کی سمجھ آگئی ہو گی کہ کتّے کے منہ مارنے سے برتن تو پلید ہو جاتا ہے اِس لئے اِسے سات دفعہ دھونا ضروری ہے لیکن اِس پانی سے وُضو کرنے سے اِنسان پاک ہو جاتا ہے اور نماز پڑھ سکتا ہے۔

☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆

باب نمبر۔42

صحیح بخاری کے مطابق

زِنا حلال ہے

قرآن کے مطابق

زِنا جرم ہے

اللہ تعالیٰ نے آزاد مرد اور عورت کے زِنا کرنے کی سزا سو {100} کوڑے مقرر کی ہے {2/24} اور فرمایا کہ لونڈیوں کو زِنا کرنے پر آدھی سزا یعنی {50} کوڑے مارے جائیں {25/4} لیکن صحیح بخاری میں ایک نئی سزا دریافت کی گئی ہے یعنی اگر کوئی غلام کسی کنواری لونڈی سے زنا کرے تو اس کی سزا شہر بدری ہے، اگر کوئی آزاد مرد کسی کنواری لونڈی سے زنا کرے تو اس کی سزا یہ ہے کہ لونڈی کی قیمت میں جتنی کمی واقع ہوگئی ہے وہ حکومت کو ادا کرے اور اگر کوئی آزاد مرد کسی ثیبہ لونڈی سے زنا کرے تو اس کی سزا یہ ہے کہ وہ اس ثیبہ لونڈی کو خریدنے کا پابند ہوگا۔اِسے پڑھیے اور مذہبی پیشوائیت کی عقل کا ماتم کیجیے :

حدیث:

وَقَالَ اللَّيْثُ، حَدَّثَنِي نَافِعٌ، أَنَّ صَفِيَّةَ بِنْتَ أَبِي عُبَيْدٍ أَخْبَرَتْهُ: أَنَّ عَبْدًا مِنْ رَقِيقِ الْإِمَارَةِ وَقَعَ عَلَى وَلِيدَةٍ مِنَ الْخُمُسِ، فَاسْتَكْرَهَهَا حَتَّى اقْتَضَّهَا، فَجَلَدَهُ عُمَرُ الْحَدَّ، وَنَفَاهُ، وَلَمْ يَجْلِدِ الْوَلِيدَةَ مِنْ أَجْلِ أَنَّهُ اسْتَكْرَهَهَا، قَالَ الزُّهْرِيُّ: فِي الْأَمَةِ الْبِكْرِ يَفْتَرِعُهَا الْحُرُّ، يُقِيمُ ذَلِكَ الْحَكَمُ مِنَ الْأَمَةِ الْعَذْرَاءِ بِقَدْرِ قِيمَتِهَا، وَيُجْلَدُ، وَلَيْسَ فِي الْأَمَةِ الثَّيِّبِ فِي قَضَاءِ الْأَئِمَّةِ غُرْمٌ، وَلَكِنْ عَلَيْهِ الْحَدُّ.

ترجمہ: ''اور لیث بن سعد نے بیان کیا کہ مجھ سے نافع نے بیان کیا، انہیں صفیہ بنت ابی عبید نے خبر دی کہ حکومت کے غلاموں میں سے ایک نے حصہ خمس کی ایک باندی سے صحبت کر لی اور اس کے ساتھ زبردستی کر کے اس کی بکارت توڑ دی تو عمر رضی اللہ عنہ نے غلام پر حد جاری کرائی اور اسے شہر بدر بھی کر دیا لیکن باندی پر حد نہیں جاری کی۔ کیونکہ غلام نے اس کے ساتھ زبردستی کی تھی۔ زہری نے ایسی کنواری باندی کے متعلق کہا جس کے ساتھ کسی آزاد نے ہمبستری کر لی ہو کہ حاکم کنواری باندی میں اس کی وجہ سے اس شخص سے اتنے دام بھر لے جتنے بکارت جاتے رہنے کی وجہ سے اس کے دام کم ہو گئے ہیں اور اس کو کوڑے بھی لگائے اگر آزاد مرد ثیبہ لونڈی سے زنا کرے تب خریدے۔ اماموں نے یہ حکم نہیں دیا ہے کہ اس کو کچھ مالی تاوان دینا پڑے گا بلکہ صرف حد لگائی جائے گی۔''

(صحیح بخاری جلد سوم کتاب الاکراہ باب نمبر 1043 صفحہ نمبر 720، انٹرنیشنل نمبر 6949)

☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆

باب نمبر۔43

صحیح بخاری کے مطابق

عورتیں ننگی ہو کر نماز پڑھیں

قرآن کے مطابق

نماز کیلئے کپڑے پہننا ضروری ہیں

اللہ تعالیٰ نے قرآن حکیم میں دنیا کے تمام انسانوں کو مخاطب کر کے فرمایا کہ ہم نے لباس اُتارا ہے جس کا مقصد ستر ڈھانکنا بھی ہے اور یہ تمہاری زینت بھی ہے :

قرآن:

قُلۡ مَنۡ حَرَّمَ زِيۡنَةَ اللّٰهِ الَّتِىۡۤ اَخۡرَجَ لِعِبَادِهٖ وَالطَّيِّبٰتِ مِنَ الرِّزۡقِ ط قُلۡ هِىَ لِلَّذِيۡنَ اٰمَنُوۡا فِى الۡحَيٰوةِ الدُّنۡيَا خَالِصَةً يَّوۡمَ الۡقِيٰمَةِ ط كَذٰلِكَ نُفَصِّلُ الۡاٰيٰتِ لِقَوۡمٍ يَّعۡلَمُوۡنَ {32/7}

ترجمہ: ”آپ فرمادیں کس نے حرام کی ہے اللہ کی (وہ) زینت جو اس نے اپنے بندوں کے لئے نکالی (پیدا) کی ہے، اور ایک رزق، آپ فرما دیں یہ دنیا کی زندگی میں اُن لوگوں کے لئے ہے جو ایمان لائے اور خالص طور پر قیامت کے دن (انہیں کا حصہ ہے)، اسی طرح ہم آیتیں ہم کھول کر بیان کرتے ہیں اس گروہ کے لئے جو جانتے ہیں۔“

قرآن:

يَابَنِي آدَمَ قَدْ أَنزَلْنَا عَلَيْكُمْ لِبَاسًا يُوَارِي سَوْآتِكُمْ وَرِيشًا وَلِبَاسُ التَّقْوَىٰ ذَٰلِكَ خَيْرٌ ذَٰلِكَ مِنْ آيَاتِ اللَّهِ لَعَلَّهُمْ يَذَّكَّرُونَ (26/7)

ترجمہ: ''اے اولادِ آدم! ہم نے تم پر اُتارا لباس جو ڈھانکے تمہارے ستر، اور (موجبِ) زینت ہو، اور پرہیزگاری کا لباس سب سے بہتر ہے، یہ (لباس) اللہ کی نشانیوں سے ہے تاکہ وہ غور کریں۔''

صحیح بخاری کی ایک روایت اِس طرح ہے:

حدیث:

حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ، حَدَّثَنَا يَزِيدُ بْنُ زُرَيْعٍ، عَنْ خَالِدٍ، عَنْ عِكْرِمَةَ، عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهَا، قَالَتْ: "اعْتَكَفَتْ مَعَ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ امْرَأَةٌ مِنْ أَزْوَاجِهِ مُسْتَحَاضَةٌ، فَكَانَتْ تَرَى الْحُمْرَةَ وَالصُّفْرَةَ، فَرُبَّمَا وَضَعْنَا الطَّسْتَ تَحْتَهَا وَهِيَ تُصَلِّي".

ترجمہ: ''حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے فرمایا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ والہ وسلم کے ساتھ اُن کی ازواجِ مطہراتؓ میں سے ایک نے اِعتکاف کیا جو مستحاضہ تھیں۔ وہ سُرخی اور زردی دیکھتیں تو بعض ہم اُن کے نیچے پلیٹ رکھ دیا کرتیں اور وہ نماز پڑھا کرتیں تھیں''۔

(صحیح بخاری جلد اول کتاب الاعتکاف حدیث نمبر 1900 صفحہ نمبر 764، انٹرنیشنل نمبر 2037)

اِس حدیث پر ہم کوئی لمبی چوڑی بحث نہیں کرنا چاہتے۔ درج ذیل چند احادیث کے حوالہ جات پیش کئے جارہے ہیں جن میں بتایا گیا ہے کہ ازواجِ مطہراتؓ کے پاس حیض کی حالت کیلئے علیٰحدہ سے کپڑے موجود ہوتے تھے۔ اِس لئے پلیٹ رکھنے والی بات سمجھ نہیں آتی۔ ملاحظہ فرمائیں:

حديث:

حَدَّثَنَا مُعَاذُ بْنُ فَضَالَةَ، قَالَ: حَدَّثَنَا هِشَامٌ، عَنْ يَحْيَى، عَنْ أَبِي سَلَمَةَ، عَنْ زَيْنَبَ بِنْتِ أَبِي سَلَمَةَ، عَنْ أُمِّ سَلَمَةَ، قَالَتْ: "بَيْنَا أَنَا مَعَ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مُضْطَجِعَةً فِي خَمِيلَةٍ حِضْتُ، فَانْسَلَلْتُ فَأَخَذْتُ ثِيَابَ حِيضَتِي، فَقَالَ: أَنُفِسْتِ؟ فَقُلْتُ: نَعَمْ، فَدَعَانِي فَاضْطَجَعْتُ مَعَهُ فِي الْخَمِيلَةِ".

ترجمہ: ہم سے معاذ بن فضالہ نے بیان کیا، کہا ہم سے ہشام دستوائی نے یحییٰ بن ابی کثیر سے، وہ ابو سلمہ سے، وہ زینب بنت ابی سلمہ سے، وہ ام سلمہ سے، انہوں نے بتلایا کہ میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ ایک چادر میں لیٹی ہوئی تھی کہ مجھے حیض آگیا، میں چپکے سے چلی گئی اور حیض کے کپڑے بدل لیے، آپ نے پوچھا کیا تجھ کو حیض آگیا ہے۔ میں نے کہا، جی ہاں! پھر مجھے آپ نے بلالیا اور میں آپ کے ساتھ چادر میں لیٹ گئی۔

(صحیح بخاری جلد اول کتاب الحیض باب نمبر 224 حدیث نمبر 314 صفحہ نمبر 222، انٹر نیشنل نمبر 323)

حديث:

حَدَّثَنَا قَبِيصَةُ، قَالَ: حَدَّثَنَا سُفْيَانُ، عَنْ مَنْصُورٍ، عَنْ إِبْرَاهِيمَ، عَنِ الْأَسْوَدِ، عَنْ عَائِشَةَ، قَالَتْ: "كُنْتُ أَغْتَسِلُ أَنَا وَالنَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مِنْ إِنَاءٍ وَاحِدٍ كِلَانَا جُنُبٌ. وَكَانَ يَأْمُرُنِي فَأَتَّزِرُ فَيُبَاشِرُنِي وَأَنَا حَائِضٌ. وَكَانَ يُخْرِجُ رَأْسَهُ إِلَيَّ وَهُوَ مُعْتَكِفٌ فَأَغْسِلُهُ وَأَنَا حَائِضٌ".

ترجمہ: حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے روایت ہے کہ میں اور نبی کریم ﷺ ایک ہی برتن سے غسل کر لیا کرتے اور دونوں جنبی ہوتے اور حکم فرمانے پر ازار باندھ لیتی تو مجھ سے اختلاط فرماتے حالانکہ حائضہ ہوتی اور حالت اعتکاف میں اپنا سر میری طرف نکال دیتے تو میں حائضہ ہو کر دھو دیتی۔

(صحیح بخاری جلد اول کتاب الحیض باب نمبر 207 حدیث نمبر 292 صفحہ نمبر 214، انٹر نیشنل نمبر 299)

حدیث:

حَدَّثَنَا إِسْمَاعِيلُ بْنُ خَلِيلٍ، قَالَ: أَخْبَرَنَا عَلِيُّ بْنُ مُسْهِرٍ، قَالَ: أَخْبَرَنَا أَبُو إِسْحَاقَ هُوَ الشَّيْبَانِيُّ، عَنْ عَبْدِ الرَّحْمَنِ بْنِ الْأَسْوَدِ، عَنْ أَبِيهِ، عَنْ عَائِشَةَ، قَالَتْ: " كَانَتْ إِحْدَانَا إِذَا كَانَتْ حَائِضًا فَأَرَادَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنْ يُبَاشِرَهَا أَمَرَهَا أَنْ تَتَّزِرَ فِي فَوْرِ حَيْضَتِهَا، ثُمَّ يُبَاشِرُهَا، قَالَتْ: وَأَيُّكُمْ يَمْلِكُ إِرْبَهُ كَمَا كَانَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَمْلِكُ إِرْبَهُ "، تَابَعَهُ خَالِدٌ، وَجَرِيرٌ، عَنِ الشَّيْبَانِيِّ.

ترجمہ: ہم سے اسماعیل بن خلیل نے بیان کیا، کہا ہم سے علی بن مسہر نے، ہم سے ابواسحاق سلیمان بن فیروز شیبانی نے عبدالرحمٰن بن اسود کے واسطہ سے، وہ اپنے والد اسود بن یزید سے، وہ عائشہ رضی اللہ عنہا سے کہ آپ نے فرمایا ہم ازواج میں سے کوئی جب حائضہ ہوتی، اس حالت میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اگر مباشرت کا ارادہ کرتے تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم ازار باندھنے کا حکم دے دیتے باوجود حیض کی زیادتی کے۔ پھر بدن سے بدن ملاتے، آپ نے کہا تم میں ایسا کون ہے جو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی طرح اپنی شہوت پر قابو رکھتا ہو۔ اس حدیث کی متابعت خالد اور جریر نے شیبانی کی روایت سے کی ہے۔

(صحیح بخاری جلد اول کتاب الحیض حدیث نمبر 293 صفحہ نمبر 214، انٹرنیشنل نمبر 302)

حدیث:

حَدَّثَنَا أَبُو النُّعْمَانِ، قَالَ: حَدَّثَنَا عَبْدُ الْوَاحِدِ، قَالَ: حَدَّثَنَا الشَّيْبَانِيُّ، قَالَ: حَدَّثَنَا عَبْدُ اللَّهِ بْنُ شَدَّادٍ، قَالَ: سَمِعْتُ مَيْمُونَةَ، " كَانَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِذَا أَرَادَ أَنْ يُبَاشِرَ امْرَأَةً مِنْ نِسَائِهِ أَمَرَهَا فَاتَّزَرَتْ وَهِيَ حَائِضٌ "، وَرَوَاهُ سُفْيَانُ، عَنِ الشَّيْبَانِيِّ.

ترجمہ: ہم سے ابوالنعمان محمد بن فضل نے بیان کیا، انہوں نے کہا ہم سے عبدالواحد بن زیاد نے بیان کیا، انہوں نے کہا ہم سے ابواسحاق شیبانی نے بیان کیا، انہوں نے کہا ہم سے عبداللہ بن شداد نے بیان کیا، انہوں نے کہا میں نے میمونہ سے سنا، انہوں نے کہا کہ جب نبی

کریم صلی اللہ علیہ وسلم اپنی بیویوں میں سے کسی سے مباشرت کرنا چاہتے اور وہ حائضہ ہوتی، توآپ صلی اللہ علیہ وسلم کے حکم سے، وہ پہلے ازار باندھ لیتیں۔اور سفیان نے شیبانی سے اس کو روایت کیا ہے۔

(صحیح بخاری جلد اول کتاب الحیض حدیث نمبر 294 صفحہ نمبر 214،انٹر نیشنل نمبر 303)

دوسری بات یہ کہ نماز پڑھتے ہوئے حالت قیام میں پلیٹ صرف اُسی صورت میں کسی حد تک فائدہ مند ثابت ہوسکتی ہے جب اِنسان بالکل ننگا ہو، کیا مذہبی پیشوائیت اُمّ المومنینؓ کا ننگے ہو کر نماز پڑھنا ثابت کرنا چاہتی ہے۔۔۔۔۔۔۔؟

☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆

باب نمبر۔44

صحیح بخاری کے مطابق

عُزل جائز ہے۔

قرآن کے مطابق

عُزل ناجائز ہے۔

قرآن میں نکاح کے سلسلے میں فرمایا گیا ہے کہ اِس کا مقصد محض شہوت رانی نہیں ہونا چاہیے، چنانچہ اِرشادِ باری تعالیٰ ہے :

قرآن:

وَاُحِلَّ لَکُمۡ مَّا وَرَآءَ ذٰلِکُمۡ اَنۡ تَبۡتَغُوۡا بِاَمۡوَالِکُمۡ مُّحۡصِنِیۡنَ غَیۡرَ مُسٰفِحِیۡنَ ط(24/4)

ترجمہ:" اوران کے سواسب عورتیں تمہارے لئے حلال کی گئیں ہیں بشر طیکہ تم چاہواپنے مالوں سے قید نکاح میں لانے کو،نہ کہ ہوس رانی کو۔"(سورۃالنساء4آیت نمبر24)

قرآن:

نِسَاؤُكُمۡ حَرۡثٌ لَّكُمۡ فَأۡتُوا حَرۡثَكُمۡ أَنَّىٰ شِئۡتُمۡ ۖ (223/2)

ترجمہ:" تمہاری عورتیں تمہاری کھیتی ہیں پس اپنی کھیتی میں آؤجب چاہو۔"(سورۃالبقرۃ2آیت نمبر223)

عورتوں کو کھیتی سے تشبیہ دے کر یہ بات سمجھائی جارہی ہے کہ اِن سے وظیفۂ زوجیت کا مقصد اولاد حاصل کرنا ہونا چاہیے نہ کہ محض شہوت رانی۔کسان کھیتی میں ہل چلاتا ہے تو اُس کا مقصد فصل حاصل کرنا ہوتا ہے۔

قرآن:

اُحِلَّ لَکُمۡ لَیۡلَةَ الصِّیَامِ الرَّفَثُ اِلٰی نِسَآئِکُمۡ ط هُنَّ لِبَاسٌ لَّکُمۡ وَاَنۡتُمۡ لِبَاسٌ لَّهُنَّ ط عَلِمَ اللّٰهُ اَنَّکُمۡ کُنۡتُمۡ تَخۡتَانُوۡنَ اَنۡفُسَکُمۡ فَتَابَ عَلَیۡکُمۡ وَعَفَا عَنۡکُمۡ ج فَالۡئٰنَ بَاشِرُوۡهُنَّ وَابۡتَغُوۡا مَا کَتَبَ اللّٰهُ لَکُمۡ ص {187/2}

ترجمہ:"تمہارے لئے جائز کر دیا گیا روزہ کی رات میں اپنی عورتوں سے بے پردہ ہونا، وہ تمہارے لیے لباس ہیں اور تم اُن کیلئے لباس ہو ،اللہ نے جان لیا کہ تم اپنے تیئں خیانت کرتے تھے سو اُس نے تم کو معاف کر دیا اور تم سے درگذر کی پس اب اُن سے ملو اور جو اللہ نے تمہارے لیے لکھ دیا ہے، طلب کرو۔"(سورة البقرة 2 آیت نمبر 187)

اِس آیت میں بھی مباشرت کا مقصد اولاد حاصل کرنا بتایا جارہا ہے لیکن صحیح بخاری کی احادیث میں محض شہوت رانی کی نیّت سے اپنی عورتوں کے پاس جانا جائز قرار دیا گیا ہے۔ملاحظہ کیجیے :

حدیث:

حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ، حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ سَعِيدٍ، عَنْ ابْنِ جُرَيْجٍ، عَنْ عَطَاءٍ، عَنْ جَابِرٍ، قَالَ: " كُنَّا نَعْزِلُ عَلَى عَهْدِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ".

" عطاء نے حضرت جابر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کی ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ والہ وسلم کے زمانہ میں ہم عزل کیا کرتے تھے۔"

(صحیح بخاری جلد سوم کتاب النکاح حدیث نمبر 192 صفحہ نمبر 111، انٹرنیشنل نمبر 5207)

حدیث:

حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ عَبْدِ اللَّهِ، حَدَّثَنَا سُفْيَانُ، قَالَ عَمْرٌو: أَخْبَرَنِي عَطَاءٌ، سَمِعَ جَابِرًا رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ، قَالَ: " كُنَّا نَعْزِلُ وَالْقُرْآنُ يَنْزِلُ ". وعَنْ عَطَاءٍ، عَنْ جَابِرٍ، قَالَ: " كُنَّا نَعْزِلُ عَلَى عَهْدِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَالْقُرْآنُ يَنْزِلُ ".

ترجمہ: ”عطاء کا بیان ہے کہ میں نے حضرت جابر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو فرماتے ہوئے سُنا کہ جب قرآنِ کریم نازل ہو رہا تھا تو ہم عزل کیا کرتے تھے۔ دوسری روایت میں ہے کہ حضرت جابر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ والہ وسلم کے مبارک زمانہ میں ہم عزل کیا کرتے تھے حالانکہ قرآنِ مجید نازل ہو رہا تھا۔“

(صحیح بخاری جلد سوم کتاب النکاح حدیث نمبر 193 صفحہ نمبر 111، انٹرنیشنل نمبر 5208)

اِس کے علاوہ چند احادیث ایسی ہیں جن میں صحابہ کرام رِضوان اللہ علیہم اجمعین، رسول اللہ صلی اللہ علیہ والہ وسلم سے قیدی عورتوں سے عزل کرنے سے متعلق اِستفسار کر رہے ہیں اور حضور صلی اللہ علیہ والہ وسلم فرما رہے ہیں کہ عزل کرو یا نہ کرو، جس جان کا پیدا ہونا لکھا جا چکا ہے وہ پیدا ہو کر رہے گی۔ حوالہ جات نوٹ فرمالیں :

حدیث:

حَدَّثَنَا أَبُو الْيَمَانِ، أَخْبَرَنَا شُعَيْبٌ، عَنِ الزُّهْرِيِّ، قَالَ: أَخْبَرَنِي ابْنُ مُحَيْرِيزٍ: أَنَّ أَبَا سَعِيدٍ الْخُدْرِيَّ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ أَخْبَرَهُ، أَنَّهُ بَيْنَمَا هُوَ جَالِسٌ عِنْدَ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، قَالَ: يَا رَسُولَ اللَّهِ، " إِنَّا نُصِيبُ سَبْيًا فَنُحِبُّ الْأَثْمَانَ، فَكَيْفَ تَرَى فِي الْعَزْلِ؟ فَقَالَ: أَوَإِنَّكُمْ تَفْعَلُونَ ذَلِكَ، لَا عَلَيْكُمْ أَنْ لَا تَفْعَلُوا ذَلِكُمْ، فَإِنَّهَا لَيْسَتْ نَسَمَةٌ كَتَبَ اللَّهُ أَنْ تَخْرُجَ إِلَّا هِيَ خَارِجَةٌ ".

ترجمہ: ہم سے ابوالیمان نے بیان کیا، کہا کہ ہم کو شعیب نے خبر دی، ان سے زہیر نے بیان کیا کہ مجھے ابن محیریز نے خبر دی اور انہیں ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ نے خبر دی، کہ وہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر تھے۔ (ایک انصاری صحابی نے) نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے پوچھا کہ یا رسول اللہ! لڑائی میں ہم لونڈیوں کے پاس جماع کے لیے جاتے ہیں۔ ہمارا ارادہ انہیں بیچنے کا بھی ہوتا ہے۔ تو

آپ عزل کر لینے کے متعلق کیا فرماتے ہیں؟اس پر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا،اچھا تم لوگ ایسا کرتے ہو؟اگر تم ایسا نہ کرو پھر بھی کوئی حرج نہیں۔اس لیے کہ جس روح کی بھی پیدائش اللہ تعالیٰ نے قسمت میں لکھ دی ہے وہ پیدا ہو کر ہی رہے گی۔

(صحیح بخاری جلد اول کتاب البیوع حدیث نمبر 2077 صفحہ نمبر 820،انٹرنیشنل نمبر 2229)

حدیث:

حَدَّثَنَا عَبْدُ اللَّهِ بْنُ يُوسُفَ، أَخْبَرَنَا مَالِكٌ، عَنْ رَبِيعَةَ بْنِ أَبِي عَبْدِ الرَّحْمَنِ، عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ يَحْيَى بْنِ حَبَّانَ، عَنْ ابْنِ مُحَيْرِيزٍ، قَالَ: رَأَيْتُ أَبَا سَعِيدٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ، فَسَأَلْتُهُ، فَقَالَ: خَرَجْنَا مَعَ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي غَزْوَةِ بَنِي الْمُصْطَلِقِ، فَأَصَبْنَا سَبْيًا مِنْ سَبْيِ الْعَرَبِ، فَاشْتَهَيْنَا النِّسَاءَ، فَاشْتَدَّتْ عَلَيْنَا الْعُزْبَةُ، وَأَحْبَبْنَا الْعَزْلَ، فَسَأَلْنَا رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، فَقَالَ: "مَا عَلَيْكُمْ أَنْ لَا تَفْعَلُوا مَا مِنْ نَسَمَةٍ كَائِنَةٍ إِلَى يَوْمِ الْقِيَامَةِ إِلَّا وَهِيَ كَائِنَةٌ".

ترجمہ: ہم سے عبداللہ بن یوسف نے بیان کیا، کہا کہ ہم کو امام مالک نے خبر دی، انہیں ربیعہ بن ابی عبدالرحمٰن نے، انہیں محمد بن یحییٰ بن حبان نے، ان سے ابن محیریز نے کہ میں نے ابو سعید رضی اللہ عنہ کو دیکھا تو ان سے ایک سوال کیا، آپ نے جواب میں کہا کہ ہم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ غزوہ بنی مصطلق کے لیے نکلے۔اس غزوے میں ہمیں (قبیلہ بنی مصطلق کے) عرب قیدی ہاتھ آئے (راستے ہی میں) ہمیں عورتوں کی خواہش ہوئی اور عورت سے الگ رہنا ہم کو مشکل ہو گیا۔ہم نے چاہا کہ عزل کر لیں۔جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے اس بارے میں پوچھا تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا، تم عزل کر سکتے ہو، اس میں کوئی قباحت نہیں لیکن جن روحوں کی بھی قیامت تک کے لیے پیدائش مقدر ہو چکی ہے وہ تو ضرور پیدا ہو کر رہیں گی۔

(صحیح بخاری جلد اول کتاب العتق حدیث نمبر 2362 صفحہ نمبر 925،انٹرنیشنل نمبر 2542)

دیگر حوالہ جات یہ ہیں :

(صحیح بخاری جلد دوم ابواب المغازی حدیث نمبر 1302 صفحہ نمبر 595)

(صحیح بخاری جلد سوم کتاب ا لنکاح حدیث نمبر194 صفحہ نمبر111)

(صحیح بخاری جلد سوم کتاب القدر حدیث نمبر1513 صفحہ نمبر587)

☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆

باب نمبر۔45

صحیح بخاری کے مطابق

صحابہؓ، حضور صلی اللہ علیہ والہ وسلم کا حکم نہیں مانتے تھے

قرآن کے مطابق

صحابہؓ حضور صلی اللہ علیہ والہ وسلم کا حکم مانتے تھے

اللہ تعالیٰ نے قرآنِ کریم میں اِرشاد فرمایا :

قرآن:

فَلَا وَرَبِّكَ لَا يُؤْمِنُونَ حَتّٰى يُحَكِّمُوكَ فِيمَا شَجَرَ بَيْنَهُمْ ثُمَّ لَا يَجِدُوا فِيٓ أَنْفُسِهِمْ حَرَجًا مِّمَّا قَضَيْتَ وَيُسَلِّمُوا تَسْلِيمًا

(65/4)

ترجمہ:" پس قسم ہے آپؐ کے ربّ کی وہ مومن نہ ہونگے جب تک آپؐ کو منصف نہ بنائیں اُس جھگڑے میں جو اُن کے درمیان اُٹھّے پھر وہ اپنے دِلوں میں آپؐ کے فیصلہ سے کوئی تنگی نہ پائیں اور اُس کو خوشی سے تسلیم کرلیں۔"(سورۃ النساء4 آیت نمبر65)

صحیح بخاری میں ہے کہ صحابہ کرام رِضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین، حضور صلی اللہ علیہ والہ وسلم کے فیصلوں کو نعوذ باللہ ردّ کردیا کرتے تھے۔ ملاحظہ کیجیے :

حديث:

حَدَّثَنَا أَبُو الْيَمَانِ، أَخْبَرَنَا شُعَيْبٌ، عَنِ الزُّهْرِيِّ، قَالَ: أَخْبَرَنِي عُرْوَةُ بْنُ الزُّبَيْرِ، "أَنَّ الزُّبَيْرَ كَانَ يُحَدِّثُ أَنَّهُ خَاصَمَ رَجُلًا مِنَ الْأَنْصَارِ قَدْ شَهِدَ بَدْرًا إِلَى رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي شِرَاجٍ مِنَ الْحَرَّةِ، كَانَا يَسْقِيَانِ بِهِ كِلَاهُمَا، فَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لِلزُّبَيْرِ: اسْقِ يَا زُبَيْرُ، ثُمَّ أَرْسِلْ إِلَى جَارِكَ، فَغَضِبَ الْأَنْصَارِيُّ، فَقَالَ: يَا رَسُولَ اللَّهِ، آنْ كَانَ ابْنَ عَمَّتِكَ؟ فَتَلَوَّنَ وَجْهُ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، ثُمَّ قَالَ: اسْقِ، ثُمَّ احْبِسْ حَتَّى يَبْلُغَ الْجَدْرَ، فَاسْتَوْعَى رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ حِينَئِذٍ حَقَّهُ لِلزُّبَيْرِ، وَكَانَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَبْلَ ذَلِكَ أَشَارَ عَلَى الزُّبَيْرِ بِرَأْيٍ سَعَةٍ لَهُ وَلِلْأَنْصَارِيِّ، فَلَمَّا أَحْفَظَ الْأَنْصَارِيُّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اسْتَوْعَى لِلزُّبَيْرِ حَقَّهُ فِي صَرِيحِ الْحُكْمِ". قَالَ عُرْوَةُ: قَالَ الزُّبَيْرُ: وَاللَّهِ مَا أَحْسِبُ هَذِهِ الْآيَةَ نَزَلَتْ إِلَّا فِي ذَلِكَ فَلَا وَرَبِّكَ لَا يُؤْمِنُونَ حَتَّى يُحَكِّمُوكَ فِيمَا شَجَرَ بَيْنَهُمْ سورة النساء آية 65 الْآيَةَ.

ترجمہ: ''حضرت زبیر رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ اُنہوں نے ایک انصاری کے ساتھ جھگڑا کیا جو غزوۂ بدر میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ والہ وسلم کی طرف سے شریک ہوا تھا۔ ایک پتھریلی زمین کی نالی پر جھگڑا تھا جس سے دونوں پانی پلایا کرتے تھے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ والہ وسلم نے حضرت زبیر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے فرمایا کہ اے زبیرؓ! تم پانی پلا لو پھر اپنے ہمسائے کی طرف بھیج دو۔ پس انصاری نے ناراض ہو کر کہا، یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ والہ وسلم! وہ آپؐ کے پھوپھی زاد بھائی ہیں، پس رسول اللہ صلی اللہ علیہ والہ وسلم کے چہرے کا رنگ بدل گیا اور فرمایا کہ پانی پلا لینا اور پھر روک لینا یہاں تک کہ منڈیروں تک لبریز ہو جائے۔''

(صحیح بخاری جلد اوّل کتاب الصلح حدیث نمبر 2515 صفحہ نمبر 911، انٹر نیشنل نمبر 2708)

☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆

باب نمبر۔46

صحیح بخاری کے مطابق

صحابہؓ چور تھے۔

قرآن کے مطابق

یہ ہستیاں چور نہیں تھیں

قرآنِ حکیم میں اللہ تعالیٰ نے اِرشاد فرمایا :

قرآن:

وَالسَّارِقُ وَالسَّارِقَةُ فَاقْطَعُوا أَيْدِيَهُمَا جَزَاءً بِمَا كَسَبَا نَكَالًا مِّنَ اللَّهِ وَاللَّهُ عَزِيزٌ حَكِيمٌ ﴿٣٨﴾ فَمَن تَابَ مِن بَعْدِ ظُلْمِهِ وَأَصْلَحَ فَإِنَّ اللَّهَ يَتُوبُ عَلَيْهِ إِنَّ اللَّهَ غَفُورٌ رَّحِيمٌ (39-38/5)

ترجمہ:'' چور مرد اور چور عورت دونوں کے ہاتھ کاٹ دو، یہ سزا ہے اُس کی جو اُنہوں نے کیا، عبرت ہے اللہ کی طرف سے اور اللہ غالب حکمت والا ہے۔ پس جس نے توبہ کی اپنے ظلم کے بعد اور اِصلاح کرلی تو بے شک اللہ اُس کی توبہ قبول کرتا ہے، بیشک اللہ بخشنے والا مہربان ہے۔''(سورۃ المائدہ سورہ نمبر5 آیت نمبر38تا39)

حضور صلی اللہ علیہ والہ وسلم، اُمّت سے چوری نہ کرنے کی بھی بیعت لیتے تھے۔

قرآن:

يَاأَيُّهَا النَّبِيُّ إِذَا جَاءَكَ الْمُؤْمِنَاتُ يُبَايِعْنَكَ عَلَى أَن لَّا يُشْرِكْنَ بِاللَّهِ شَيْئًا وَلَا يَسْرِقْنَ وَلَا يَزْنِينَ وَلَا يَقْتُلْنَ أَوْلَادَهُنَّ وَلَا يَأْتِينَ بِبُهْتَانٍ يَفْتَرِينَهُ بَيْنَ أَيْدِيهِنَّ وَأَرْجُلِهِنَّ وَلَا يَعْصِينَكَ فِي مَعْرُوفٍ فَبَايِعْهُنَّ وَاسْتَغْفِرْ لَهُنَّ اللَّهَ إِنَّ اللَّهَ غَفُورٌ رَّحِيمٌ

ترجمہ: اے نبی! جب آپ کی خدمت میں مومن عورتیں اس بات پر بیعت کرنے کے لئے حاضر ہوں کہ وہ اللہ کے ساتھ کسی چیز کو شریک نہیں ٹھہرائیں گی اور چوری نہیں کریں گی اور بدکاری نہیں کریں گی اور اپنی اولاد کو قتل نہیں کریں گی اور اپنے ہاتھوں اور پاؤں کے درمیان سے کوئی جھوٹا بہتان گھڑ کر نہیں لائیں گی (یعنی اپنے شوہر کو دھوکہ دیتے ہوئے کسی غیر کے بچے کو اپنے پیٹ سے جنا ہوا نہیں بتائیں گی) اور (کسی بھی) امرِ شریعت میں آپ کی نافرمانی نہیں کریں گی، تو آپ اُن سے بیعت لے لیا کریں اور اُن کے لئے اللہ سے بخشش طلب فرمائیں، بیشک اللہ بڑا بخشنے والا نہایت مہربان ہے۔

(سورۃ الممتحنہ سورہ نمبر 60 آیت نمبر 12)

اللہ تعالیٰ نے چوری کو جرم قرار دیا ہے جبکہ صحیح بخاری کی درج ذیل حدیث میں حضور صلی اللہ علیہ والہ وسلم کے جانثاروں کو اِس جُرم کا مرتکب ٹھہرانے کی کوشش کی جا رہی ہے۔ حدیث ملاحظہ کیجیے:

حدیث:

وقَالَ لِي عَلِيُّ بْنُ عَبْدِ اللَّهِ، حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ آدَمَ، حَدَّثَنَا ابْنُ أَبِي زَائِدَةَ، عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ أَبِي الْقَاسِمِ، عَنْ عَبْدِ الْمَلِكِ بْنِ سَعِيدِ بْنِ جُبَيْرٍ، عَنْ أَبِيهِ، عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا، قَالَ: "خَرَجَ رَجُلٌ مِنْ بَنِي سَهْمٍ مَعَ تَمِيمٍ الدَّارِيِّ، وَعَدِيِّ بْنِ بَدَّاءٍ، فَمَاتَ السَّهْمِيُّ بِأَرْضٍ لَيْسَ بِهَا مُسْلِمٌ، فَلَمَّا قَدِمَا بِتَرِكَتِهِ فَقَدُوا جَامًا مِنْ فِضَّةٍ مُخَوَّصًا مِنْ ذَهَبٍ، فَأَحْلَفَهُمَا رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، ثُمَّ وُجِدَ الْجَامُ بِمَكَّةَ، فَقَالُوا: ابْتَعْنَاهُ مِنْ تَمِيمٍ، وَعَدِيٍّ، فَقَامَ

رَجُلَانِ مِنْ أَوْلِيَائِهِ، فَحَلَفَا لَشَهَادَتُنَا أَحَقُّ مِنْ شَهَادَتِهِمَا، وَإِنَّ الْجَامَ لِصَاحِبِهِمْ، قَالَ: وَفِيهِمْ نَزَلَتْ هَذِهِ الْآيَةُ "يَأَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا شَهَادَةُ بَيْنِكُمْ إِذَا حَضَرَ أَحَدَكُمُ الْمَوْتُ سورة المائدة آية 106".

ترجمہ: "امام بخاری رحمہ اللہ نے کہا مجھ سے علی بن عبداللہ مدینی نے کہا ہم سے یحییٰ بن آدم نے' کہا ہم سے ابن ابی زائدہ نے' انہوں نے محمد بن ابی القاسم سے' انہوں نے عبدالملک بن سعید بن جبیر سے' انہوں نے اپنے باپ سے' کہا ہم سے کہ حضرت ابن عبّاس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ بنی سہم کا ایک آدمی، تمیم داریؓ اور عدی بن بداءؓ کے ساتھ سفر کو نکلا۔ پس ایسے ملک میں سہمی کا اِنتقال ہو گیا جہاں مسلمان کوئی نہ تھا۔ جب وہ اُس کے سامان کو لے کر واپس لوٹے اور وہ اُس کے ورثاء کو دیا تو سامان میں چاندی کا وہ جام نہ تھا جس پر سنہری نقش و نگار تھے۔ بارگاہِ رسالتؐ میں شکایت پہنچائی گئی تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ والہ وسلم نے اُن دونوں سے قسم لی، وہ قسم کھا گئے۔ اِس کے بعد مکہ مکرمہ سے وہ جام مل گیا اور مالکوں نے بتایا کہ ہم نے اِسے تمیم داریؓ اور عدی بن بداءؓ سے خریدا تھا۔ اس وقت میت کے دو عزیز (عمرو بن العاص اور مطلب کھڑے ہوئے اور انہوں نے قسم کھائی کہ یہ ہماری گواہی تمیم اور عدی کی گواہی سے زیادہ معتبر ہے' یہ گلاس میت ہی کا ہے۔ عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما نے کہا ان ہی کے بارے میں یہ آیت نازل ہوئی «یا أیها الذین آمنوا شهادة بینكم» آخر آیت تک۔"

(صحیح بخاری جلد دوم کتاب الوصایا باب نمبر 44 صفحہ نمبر 58، انٹرنیشنل نمبر 2780)

☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆

باب نمبر۔47

صحیح بخاری کے مطابق

حضور صلی اللہ علیہ والہ وسلم کے اِنتقال کے بعد صحابہؓ مرتد ہو گئے تھے

قرآن کے مطابق

صحابہؓ پکے مومن تھے

حضور صلی اللہ علیہ والہ وسلم کی جماعت میں مومنین کے ساتھ ساتھ منافقین بھی شامل ہو گئے تھے جو مسلمانوں کیلیئے بہت نقصان دہ ثابت ہو رہے تھے لیکن اللہ تعالیٰ نے خود اس کا ذمہ لیا کہ وہ خبیث کو طیّب سے الگ کر دے گا۔ چنانچہ حضور صلی اللہ علیہ والہ وسلم کی حیاتِ مبارکہ میں ہی یہ سب منافقین چھٹ کر علیحدہ ہو چکے تھے۔ فرمانِ خداوندی ہے :

قرآن:

مَا كَانَ اللّٰهُ لِيَذَرَ الْمُؤْمِنِيْنَ عَلٰى مَآ اَنْتُمْ عَلَيْهِ حَتّٰى يَمِيْزَ الْخَبِيْثَ مِنَ الطَّيِّبِ ط (179/3)

"جس حال پر تم ہو اسی پر اللہ ایمان والوں کو نہ چھوڑدے گا جب تک کہ پاک اور ناپاک کو الگ الگ نہ کر دے۔"

{سورۃ آل عمران سورہ نمبر 3 آیت نمبر 179}

قرآن اس جماعت کے سپرد کیا گیا جس کے متعلق اللہ نے ضمانت دی تھی کہ وہ اس کا انکار (کفر) کرنے والے نہ ہوں گے :

قرآن:

أُولَٰٓئِكَ الَّذِيْنَ اٰتَيْنٰهُمُ الْكِتٰبَ وَالْحُكْمَ وَالنُّبُوَّةَ ج فَاِنْ يَّكْفُرْ بِهَا هٰٓؤُلَآءِ فَقَدْ وَكَّلْنَا بِهَا قَوْمًا لَّيْسُوْا بِهَا بِكٰفِرِيْنَ

(89/6)

ترجمہ: ''یہ لوگ ایسے تھے کہ ہم نے ان کو کتاب اور حکمت اور نبوّت عطا کی تھی سو اگر یہ لوگ نبوّت کا انکار کریں تو ہم نے اس کیلئے ایسے بہت سے لوگ مقرر کر دیئے ہیں جو اس کے منکر نہیں ہیں۔''

{سورۃ الانعام سورہ نمبر 6 آیت نمبر 89}

صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین کے بارے میں فرمایا کہ وہ اللہ سے راضی اور اللہ ان سے راضی ہوا :

قرآن:

وَالسّٰبِقُوْنَ الْاَوَّلُوْنَ مِنَ الْمُهٰجِرِيْنَ وَالْاَنْصَارِ وَالَّذِيْنَ اتَّبَعُوْهُمْ بِاِحْسَانٍ لا رَّضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمْ وَرَضُوْا عَنْهُ (100/9)

ترجمہ: '' اور جو مہاجرین اور انصار سابق اور مقدّم ہیں اور جتنے لوگ اخلاص کے ساتھ ان کے پیرو ہیں اللہ ان سب سے راضی ہوا اور وہ سب اس سے راضی ہوئے۔'' (سورۃ توبہ سورہ نمبر 9 آیت نمبر 100)

قرآن:

لَقَدْ رَضِيَ اللّٰهُ عَنِ الْمُؤْمِنِيْنَ اِذْ يُبَايِعُوْنَكَ تَحْتَ الشَّجَرَةِ (18/48)

ترجمہ: ''یقیناً اللہ تعالیٰ مومنوں سے خوش ہو گیا جبکہ وہ درخت تلے تجھ سے بیعت کر رہے تھے۔''

(سورۃ الفتح سورہ نمبر 48 آیت نمبر 18)

قرآن:

وَعَدَ اللّٰهُ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ مِنْهُمْ مَّغْفِرَةً وَّاَجْرًا عَظِيْمًا (29/48)

ترجمہ: ” ایمان والوں اور نیک اعمال والوں سے اللہ نے بخشش کا اور بہت بڑے ثواب کا وعدہ کیا ہے۔“

{سورۃ الفتح سورہ نمبر 48 آیت نمبر 29}

قرآن:

وَالَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَهَاجَرُوْا وَجٰهَدُوْا فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ وَالَّذِيْنَ اٰوَوْا وَّنَصَرُوْٓا اُولٰٓئِكَ هُمُ الْمُؤْمِنُوْنَ حَقًّا ؕ لَهُمْ مَّغْفِرَةٌ وَّرِزْقٌ كَرِيْمٌ (74/8)

ترجمہ: ”جو لوگ ایمان لائے اور ہجرت کی (یعنی مہاجرین) اور جہاد کیا (مجاہدین) اللہ کے راستے میں اور جن لوگوں نے ٹھکانہ دیا اور مدد کی، وہی لوگ (صحابہ کرامؓ) سچے مومن ہیں، ان کیلئے مغفرت اور رزقِ کریم ہے۔“ (سورۃ الانفال سورہ نمبر 8 آیت نمبر 74)

صحابہ کرام رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین کے بارے میں آپ نے قرآنِ مجید کی آیات میں پڑھا کہ یہ لوگ سچے مومن تھے، اللہ ان مقدس ہستیوں سے راضی ہو گیا اور یہ مقدس ہستیاں، اللہ سے راضی ہو گئیں، لیکن صحیح بخاری میں اس کے بالکل اُلٹ لکھا ہے ملاحظہ کیجیے:

حدیث:

حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ يُوسُفَ، حَدَّثَنَا سُفْيَانُ، عَنِ الْمُغِيرَةِ بْنِ النُّعْمَانِ، عَنْ سَعِيدِ بْنِ جُبَيْرٍ، عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا، قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: "تُحْشَرُونَ حُفَاةً عُرَاةً غُرْلًا ثُمَّ قَرَأَ كَمَا بَدَأْنَا أَوَّلَ خَلْقٍ نُعِيدُهُ وَعْدًا عَلَيْنَا إِنَّا كُنَّا فَاعِلِينَ سورة الأنبياء آية 104 فَأَوَّلُ مَنْ يُكْسَى إِبْرَاهِيمُ ثُمَّ يُؤْخَذُ بِرِجَالٍ مِنْ أَصْحَابِي ذَاتَ الْيَمِينِ وَذَاتَ الشِّمَالِ فَأَقُولُ أَصْحَابِي، فَيُقَالُ: إِنَّهُمْ لَمْ يَزَالُوا مُرْتَدِّينَ عَلَى أَعْقَابِهِمْ مُنْذُ فَارَقْتَهُمْ، فَأَقُولُ: كَمَا قَالَ الْعَبْدُ الصَّالِحُ عِيسَى ابْنُ مَرْيَمَ وَكُنْتُ عَلَيْهِمْ شَهِيدًا مَا دُمْتُ فِيهِمْ فَلَمَّا تَوَفَّيْتَنِي

كُنْتَ أَنْتَ الرَّقِيبَ عَلَيْهِمْ وَأَنْتَ عَلَى كُلِّ شَيْءٍ شَهِيدٌ {117} إِنْ تُعَذِّبْهُمْ فَإِنَّهُمْ عِبَادُكَ وَإِنْ تَغْفِرْ لَهُمْ فَإِنَّكَ أَنْتَ الْعَزِيزُ الْحَكِيمُ {118} سورة المائدة آية 117-118. قَالَ مُحَمَّدُ بْنُ يُوسُفَ الْفَرَبْرِيُّ ذُكِرَ عَنْ أَبِي عَبْدِ اللَّهِ عَنْ قَبِيصَةَ قَالَ هُمُ الْمُرْتَدُّونَ الَّذِينَ ارْتَدُّوا عَلَى عَهْدِ أَبِي بَكْرٍ فَقَاتَلَهُمْ أَبُو بَكْرٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ.

ترجمہ: ”ہم سے محمد بن یوسف نے بیان کیا، انہوں نے کہا ہم سے سفیان نے بیان کیا، انہوں نے کہا کہ ہم سے مغیرہ بن نعمان نے، انہیں سعید بن جبیر نے اور ان سے عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما نے بیان کیا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ”(قیامت کے دن) تم لوگ ننگے پاؤں، ننگے بدن اور بغیر ختنہ کے اٹھائے جاؤ گے۔ پھر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس آیت کی تلاوت کی ”جس طرح ہم نے انہیں پہلی مرتبہ پیدا کیا تھا اسی طرح ہم دوبارہ لوٹائیں گے، یہ ہماری جانب سے وعدہ ہے اور بیشک ہم اسے کرنے والے ہیں۔“ پھر سب سے پہلے ابراہیم علیہ السلام کو کپڑا پہنایا جائے گا۔ پھر میرے دائیں اور بائیں چند ساتھیوں کو پکڑ لیا جائے گا، میں کہوں گا، یہ تو میرے صحابی ہیں، کہا جائے گا، بے شک یہ مرتد ہو گئے تھے۔ میں اس وقت وہی کہوں گا جو عبد صالح عیسیٰ ابن مریم علیہما السلام نے کہا تھا کہ جب تک میں ان میں موجود تھا ان کی نگرانی کرتا رہا لیکن جب تو نے مجھے اٹھا لیا تو تو ہی ان کا نگہبان ہے اور تو ہر چیز پر نگہبان ہے۔ آیت «العزیز الحکیم» تک۔ محمد بن یوسف نے بیان کیا کہ ابوعبداللہ سے روایت ہے اور ان سے قبیصہ نے بیان کیا کہ یہ وہ مرتدین ہیں جنہوں نے ابو بکر رضی اللہ عنہ کے عہد خلافت میں کفر اختیار کیا تھا اور جن سے ابو بکر رضی اللہ عنہ نے جنگ کی تھی۔“

(صحیح بخاری جلد دوم کتاب الانبیاء حدیث نمبر 667 صفحہ نمبر 322، انٹر نیشنل نمبر 3447)

روایت کے آخر میں محمد بن یوسف سے کہلوایا جا رہا ہے کہ یہ وہ مسلمان تھے جن سے حضرت ابو بکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے ان کے ارتداد کے باعث جنگ کی تھی جبکہ حدیث کے یہ الفاظ ” ثُمَّ يُؤْخَذُ بِرِجَالٍ مِنْ أَصْحَابِي ذَاتَ الْيَمِينِ وَذَاتَ الشِّمَالِ فَأَقُولُ أَصْحَابِي“ بتا رہے ہیں کہ حضور ﷺ نے ان کو صحابی فرمایا ہے، اگر وہ مرتد ہو کر کافر ہو گئے تھے تو قیامت کے دن ان کا حضور ﷺ کے ساتھ کھڑا ہونا بنتا ہی نہیں۔

☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆

باب نمبر۔48

صحیح بخاری کے مطابق

خلافت کیلئے صحابہؓ آپس میں لڑے

قرآن کے مطابق

صحابہؓ آپس میں رحمدل اور نرم خُو تھے

صحیح بخاری کی ایک حدیث ملاحظہ کیجیے :

حدیث:

حَدَّثَنَا إِسْمَاعِيلُ بْنُ عَبْدِ اللَّهِ، حَدَّثَنَا سُلَيْمَانُ بْنُ بِلَالٍ، عَنْ هِشَامِ بْنِ عُرْوَةَ، قَالَ: أَخْبَرَنِي عُرْوَةُ بْنُ الزُّبَيْرِ، عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهَا زَوْجِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَاتَ وَأَبُو بَكْرٍ بِالسُّنْحِ، قَالَ إِسْمَاعِيلُ: يَعْنِي بِالْعَالِيَةِ، فَقَامَ عُمَرُ، يَقُولُ: وَاللَّهِ مَا مَاتَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، قَالَتْ: وَقَالَ عُمَرُ: وَاللَّهِ مَا كَانَ يَقَعُ فِي نَفْسِي إِلَّا ذَاكَ وَلَيَبْعَثَنَّهُ اللَّهُ فَلَيَقْطَعَنَّ أَيْدِيَ رِجَالٍ وَأَرْجُلَهُمْ فَجَاءَ أَبُو بَكْرٍ فَكَشَفَ عَنْ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَبَّلَهُ، قَالَ: بِأَبِي أَنْتَ وَأُمِّي طِبْتَ حَيًّا وَمَيِّتًا، وَالَّذِي نَفْسِي بِيَدِهِ لَا يُذِيقُكَ اللَّهُ الْمَوْتَتَيْنِ أَبَدًا ثُمَّ خَرَجَ، فَقَالَ: "أَيُّهَا الْحَالِفُ عَلَى رِسْلِكَ"، فَلَمَّا تَكَلَّمَ أَبُو بَكْرٍ جَلَسَ عُمَرُ. فَحَمِدَ اللَّهَ أَبُو بَكْرٍ وَأَثْنَى عَلَيْهِ، وَقَالَ: "أَلَا مَنْ كَانَ يَعْبُدُ مُحَمَّدًا صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَإِنَّ مُحَمَّدًا قَدْ مَاتَ، وَمَنْ كَانَ يَعْبُدُ اللَّهَ فَإِنَّ اللَّهَ حَيٌّ لَا يَمُوتُ"، وَقَالَ: إِنَّكَ مَيِّتٌ وَإِنَّهُمْ مَيِّتُونَ سورۃ الزمر آیۃ 30، وَقَالَ: وَمَا مُحَمَّدٌ إِلَّا رَسُولٌ قَدْ خَلَتْ مِنْ قَبْلِهِ الرُّسُلُ أَفَإِنْ مَاتَ أَوْ قُتِلَ انْقَلَبْتُمْ عَلَى أَعْقَابِكُمْ وَمَنْ يَنْقَلِبْ عَلَى عَقِبَيْهِ فَلَنْ يَضُرَّ اللَّهَ شَيْئًا وَسَيَجْزِي اللَّهُ الشَّاكِرِينَ سورۃ آل عمران آیۃ 144، قَالَ: فَنَشَجَ النَّاسُ يَبْكُونَ، قَالَ: وَاجْتَمَعَتِ الْأَنْصَارُ إِلَى

سَعْدِ بْنِ عُبَادَةَ فِي سَقِيفَةِ بَنِي سَاعِدَةَ، فَقَالُوا: مِنَّا أَمِيرٌ وَمِنْكُمْ أَمِيرٌ فَذَهَبَ إِلَيْهِمْ أَبُو بَكْرٍ, وَعُمَرُ بْنُ الْخَطَّابِ, وَأَبُو عُبَيْدَةَ بْنُ الْجَرَّاحِ، فَذَهَبَ عُمَرُ يَتَكَلَّمُ فَأَسْكَتَهُ أَبُو بَكْرٍ وَكَانَ عُمَرُ، يَقُولُ: وَاللَّهِ مَا أَرَدْتُ بِذَلِكَ إِلَّا أَنِّي قَدْ هَيَّأْتُ كَلَامًا قَدْ أَعْجَبَنِي خَشِيتُ أَنْ لَا يَبْلُغَهُ أَبُو بَكْرٍ ثُمَّ تَكَلَّمَ أَبُو بَكْرٍ فَتَكَلَّمَ أَبْلَغَ النَّاسِ، فَقَالَ: فِي كَلَامِهِ نَحْنُ الْأُمَرَاءُ وَأَنْتُمْ الْوُزَرَاءُ، فَقَالَ: حُبَابُ بْنُ الْمُنْذِرِ لَا وَاللَّهِ لَا نَفْعَلُ مِنَّا أَمِيرٌ وَمِنْكُمْ أَمِيرٌ، فَقَالَ أَبُو بَكْرٍ: لَا وَلَكِنَّا الْأُمَرَاءُ وَأَنْتُمْ الْوُزَرَاءُ هُمْ أَوْسَطُ الْعَرَبِ دَارًا وَأَعْرَبُهُمْ أَحْسَابًا, فَبَايِعُوا عُمَرَ أَوْ أَبَا عُبَيْدَةَ بْنَ الْجَرَّاحِ، فَقَالَ عُمَرُ: بَلْ نُبَايِعُكَ أَنْتَ فَأَنْتَ سَيِّدُنَا وَخَيْرُنَا, وَأَحَبُّنَا إِلَى رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ, فَأَخَذَ عُمَرُ بِيَدِهِ فَبَايَعَهُ وَبَايَعَهُ النَّاسُ، فَقَالَ: قَائِلٌ قَتَلْتُمْ سَعْدَ بْنَ عُبَادَةَ، فَقَالَ: عُمَرُ قَتَلَهُ اللَّهُ.

ترجمہ: ” نبی کریم صلی اللہ علیہ والہ وسلم کی زوجہ مطہرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا فرماتی ہیں کہ جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ والہ وسلم کا وصال ہوا تو حضرت ابو بکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ مقام سُنح میں تھے۔ اسمٰعیل راوی کا قول ہے کہ وہ مدینہ منورہ کا بالائی حصہ ہے۔ پس حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کھڑے ہو کر کہنے لگے: خدا کی قسم، رسول اللہ صلی اللہ علیہ والہ وسلم نے وفات نہیں پائی۔ حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کا بیان ہے کہ حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا: خدا کی قسم میرے دل میں یہی بات سمائی ہوئی تھی کہ اللہ تعالیٰ آپ کو ضرور تندرست کر کے اٹھائے گا اور ضرور آپ کافروں کے ہاتھ پیر کاٹیں گے۔ پس حضرت ابو بکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ آ گئے تو انہوں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ والہ وسلم کے اوپر سے کپڑا ہٹایا، آپ کو بوسہ دیا اور کہنے لگے کہ میرے ماں باپ آپ پر قربان، آپ حیات و ممات دونوں میں پاکیزہ رہے۔ قسم ہے اس ذات کی جس کے قبضے میں میری جان ہے، اللہ تعالیٰ آپ کو موت کا مزہ دوبارہ پھر کبھی نہیں چکھائے گا۔ پھر آپ باہر نکلے اور فرمایا: اے قسم کھانے والے! صبر سے کام لے۔ جب حضرت ابو بکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے کلام کیا تو حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ بیٹھ گئے۔ پس حضرت ابو بکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اللہ تعالیٰ کی حمد و ثنا بیان کرنے کے بعد فرمایا: سن لو! جو شخص حضرت محمد مصطفی صلی اللہ علیہ والہ وسلم کی عبادت کرتا تھا تو یقیناً وہ وفات پا چکے ہیں اور جو اللہ تعالیٰ کی عبادت کرتا تھا تو اس کا خدا زندہ ہے اور کبھی نہیں مرے گا... راوی کا بیان ہے کہ لوگ بے اختیار رونے لگے۔ وہ فرماتے ہیں کہ انصار، حضرت سعد بن عبادہ کے ہاں سقیفہ بنی ساعدہ میں جمع ہو کر کہنے لگے کہ ایک امیر ہم میں سے ہو اور ایک آپ (مہاجرین) میں سے۔ پس حضرت ابو بکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ، حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ اور حضرت ابو عبیدہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ ان کے پاس تشریف لے گئے۔ حضرت عمر بولنے لگے تو حضرت ابو بکر رضی

اللہ تعالیٰ عنہ نے انہیں روکا۔ حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کہہ رہے تھے: میں یہ کبھی نہ کہتا لیکن میرے دل میں ایک ایسی بات آئی جس نے مجھے حیران کر دیا، پس میں حضرت ابو بکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ تک وہ بات نہ پہنچانے سے ڈرا۔ پھر حضرت ابو بکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے گفتگو شروع کی اور بلیغ لفظوں میں کلام فرمایا۔ انہوں نے فرمایا کہ امارت ہماری ہے اور وزارت آپ کی۔ اس پر حضرت حباب بن منذر نے کہا کہ خدا کی قسم ایسا نہیں ہوگا بلکہ ایک امیر ہم میں سے اور ایک آپ میں سے ہوگا۔ حضرت ابو بکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا: ایسا نہ کیجیے، بلکہ امیر ہم میں سے ہوں اور وزارت آپ کی ہو کیونکہ رہائش کے لحاظ سے قریش کی مرکزی حیثیت ہے اور حسب و نسب کی رُو سے یہی بہترین شمار ہوتے ہیں۔ پس آپ حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ یا حضرت ابو عبیدہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ میں سے کسی کے ہاتھ پر بیعت کر لیجیے۔ پس حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے کہا کہ ہم تو آپ کے ہاتھ پر بیعت کریں گے کیونکہ آپ ہمارے سردار، ہم میں سب سے بہتر اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ والہ وسلم کے سب سے زیادہ منظورِ نظر ہیں۔ پس حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے ان کا ہاتھ پکڑا اور بیعت کر لی پھر دوسرے تمام حضرات نے بھی بیعت کر لی۔ اس وقت کسی نے کہہ دیا کہ آپ حضرات نے سعد بن عبادہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو قتل کر دیا۔ حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا اگر یہ قتل ہے تو پھر اللہ نے کیا ہے۔"

(صحیح بخاری جلد دوم کتاب الانبیاء حدیث نمبر 867 صفحہ نمبر 399، انٹرنیشنل نمبر 3667)

اس حدیث میں چند باتیں حقیقت کے خلاف معلوم ہوتی ہیں مثلاً :

(1) حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی قرآن سے لاعلمی؟

حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو قرآن پر بہت زیادہ عبور حاصل تھا، اس لیے یہ کیسے تسلیم کیا جا سکتا ہے کہ آپ اتنی سی بات بھی نہ سمجھ سکے کہ حضور صلی اللہ علیہ والہ وسلم ایک طبعی زندگی بھی رکھتے ہیں، اور طبعی زندگی، خدا کے طبعی قانون کے مطابق ایک دن ختم ہو جاتی ہے، پھر اللہ تعالیٰ نے قرآنِ مجید میں یہ بات واضح الفاظ میں بیان کر دی ہے کہ آپ نے بھی ایک دن اس دنیا سے تشریف لے جانا ہے۔ قرآن میں ہے: اِنَّكَ مَيِّتٌ وَّاِنَّهُمْ مَّيِّتُوْنَ {30/39} ترجمہ": یقیناً خود آپ کو بھی موت آئے گی اور یہ سب بھی مرنے والے ہیں۔"

(سورۃ الزمر 39 آیت 30)

قرآن کی اس وضاحت کے بعد حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا یہ عقیدہ ہو نہیں سکتا تھا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ والہ وسلم فوت نہیں ہو سکتے اور آپ دوبارہ تشریف لائیں گے اور منافقین کو قتل کریں گے بلکہ حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے ساتھ ساتھ تمام صحابہ کرام رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین کا عقیدہ قرآنی تعلیم کے عین مطابق تھا۔ قرین قیاس یہ بات ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ والہ وسلم کے انتقال کے وقت بیرونی خطرات کے ساتھ ساتھ مدینے میں کثرت سے منافقین کا گروہ موجود تھا جو کہ مملکت کے خلاف سر اُٹھانے کے مواقع کی تلاش میں تھا، دوسری طرف رسول اللہ صلی اللہ علیہ والہ وسلم نے ابھی اسی صبح ایک جری لشکر حضرت اسامہ بن زید رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی زیرِ سرکردگی روم کے خلاف روانہ کیا تھا، اس تناظر میں روایت کا یہ حصہ درست تسلیم کیا جا سکتا ہے کہ جس میں حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے حضور صلی اللہ علیہ والہ وسلم کے انتقال کی خبر کو فوری طور پر عام کرنے سے سختی سے منع کر دیا۔ آپ نے اس حقیقت کو بھانپ لیا تھا کہ ان حالات میں سربراہِ مملکت کی وفات کی خبر اس وقت تک عام نہیں ہونی چاہیے جب تک کہ اس کے جانشین کا تقرر نہ ہو جائے یعنی مملکت کو کسی وقت بھی سربراہ کے بغیر نہیں رہنا چاہیے۔

(2) صحابہ کرام رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین کا جھگڑا؟

اس روایت میں ایک جگہ صحابہ کرام رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین کو امارت کیلئے لڑتے ہوئے دکھایا گیا ہے، اس بات کے خلاف، قرآن کی شہادت سے بڑی اور کون سی شہادت ہو سکتی ہے۔ قرآن میں ہے :

قرآن:

اَذِلَّةٍ عَلَى الْمُؤْمِنِيْنَ اَعِزَّةٍ عَلَى الْكٰفِرِيْنَ ز (54/5)

"مومن دوسرے مومنوں کیلئے نرم دل اور کافروں کیلئے سخت ہوتے ہیں۔" (مفہوم سورۃ المائدہ سورہ نمبر 5 آیت نمبر 54)

قرآن:

أَشِدَّاءُ عَلَى الْكُفَّارِ رُحَمَاءُ بَيْنَهُمْ (29/48)

ترجمہ: ” مومن کفّار کیلئے سخت، مومنین کیلئے رحم دل (نرم خُو) ہوتے ہیں۔ “

{مفہوم سورۃ الفتح سورہ نمبر 48 آیت نمبر 29}

قرآن:

وَاَلَّفَ بَيۡنَ قُلُوۡبِهِمۡ ‌ؕ لَوۡ اَنۡفَقۡتَ مَا فِى الۡاَرۡضِ جَمِيۡعًا مَّاۤ اَلَّفۡتَ بَيۡنَ قُلُوۡبِهِمۡ وَلٰـكِنَّ اللّٰهَ اَلَّفَ بَيۡنَهُمۡ‌ ؕ اِنَّهٗ عَزِيۡزٌ حَكِيۡمٌ (63/8)

” اللہ نے صحابہ کرام رضوان اللہ تعالٰی علیہم اجمعین کے درمیان اُلفت ڈال دی تھی۔ “(مفہوم سورۃ الانفال سورہ نمبر 8 آیت نمبر 63)

قرآن:

اِنَّ الَّذِيۡنَ اٰمَنُوۡا وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ سَيَجۡعَلُ لَهُمُ الرَّحۡمٰنُ وُدًّا (96/19)

ترجمہ: ” جو لوگ ایمان لائے اور نیک عمل کرتے رہے، رحمٰن ان میں محبت پیدا کر دے گا۔ “(مفہوم سورۃ مریم سورہ نمبر 19 آیت نمبر 96)

(3) نسلی تفاخر :

اس روایت میں ایک جگہ صحابہ کرام رضوان اللہ تعالٰی علیہم اجمعین کو نسلی تفاخر کا اظہار کرتے ہوئے دکھایا گیا ہے جو کہ قرآنی تعلیم کے یکسر خلاف ہے اور ہمارا ایمان ہے کہ صحابہ کرام رضوان اللہ تعالٰی علیہم اجمعین، قرآن کا انکار کرنے والی ہستیاں نہ تھے۔ فرمانِ خداوندی ہے :

قرآن:

يَا أَيُّهَا النَّاسُ إِنَّا خَلَقْنَاكُم مِّن ذَكَرٍ وَأُنثَىٰ وَجَعَلْنَاكُمْ شُعُوبًا وَقَبَائِلَ لِتَعَارَفُوا ۚ إِنَّ أَكْرَمَكُمْ عِندَ اللَّهِ أَتْقَاكُمْ ۚ إِنَّ اللَّهَ عَلِيمٌ خَبِيرٌ (13/49)

ترجمہ:" اے لوگو! بے شک ہم نے تمہیں ایک مرد اور ایک عورت سے پیدا کیا، اور تمہیں بنایا ذاتیں اور قبیلے تاکہ تم ایک دوسرے کی شناخت کرو، بے شک اللہ کے نزدیک تم میں سب سے بڑا عزت والا وہ ہے جو سب سے زیادہ پرہیز گار ہے، بے شک اللہ جاننے والا خبر دار ہے۔" {سورۃ الحجرات سورہ نمبر 49 آیت نمبر 13}

قرآن:

وَلِكُلٍّ دَرَجٰتٌ مِّمَّا عَمِلُوْا ۚ وَلِيُوَفِّيَهُمْ اَعْمَالَهُمْ وَهُمْ لَا يُظْلَمُوْنَ (19/46)

ترجمہ:" اور ہر ایک کو اپنے اپنے اعمال کے مطابق درجے ملیں گے تاکہ انہیں ان کے اعمال کے پورے بدلے دے اور ان پر ظلم نہ کیا جائے۔" (سورۃ الاحقاف سورہ نمبر 46 آیت نمبر 19)

قرآن:

وَلَقَدْ كَرَّمْنَا بَنِيْٓ اٰدَمَ (70/17)

ترجمہ:" اور ہم نے اولادِ آدم (تمام انسانوں) کو بڑی عزت دی ہے۔"

{سورۃ بنی اسرائیل سورہ نمبر 17 آیت نمبر 70}

☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆

باب نمبر۔49

صحیح بخاری کے مطابق

صحابہؓ شراب پیتے تھے

قرآن کے مطابق

شراب حرام کردی گئی ہے

اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے :

قرآن:

يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا إِنَّمَا الْخَمْرُ وَالْمَيْسِرُ وَالْأَنصَابُ وَالْأَزْلَامُ رِجْسٌ مِّنْ عَمَلِ الشَّيْطَانِ فَاجْتَنِبُوهُ لَعَلَّكُمْ تُفْلِحُونَ(90/5)

ترجمہ:'' اے ایمان والو! بات یہی ہے کہ شراب اور جوا اور تھان اور فال نکالنے کے پانسے کے تیر یہ سب گندی باتیں، شیطانی کام ہیں ان سے بالکل الگ رہو تاکہ تم فلاح یاب ہو۔''

{سورۃ المائدۃ سورہ نمبر 5 آیت نمبر 90}

قرآن:

اِنَّمَا يُرِيْدُ الشَّيْطٰنُ اَنْ يُّوْقِعَ بَيْنَكُمُ الْعَدَاوَةَ وَالْبَغْضَآءَ فِي الْخَمْرِ وَالْمَيْسِرِ وَيَصُدَّكُمْ عَنْ ذِكْرِ اللهِ وَعَنِ الصَّلٰوةِ ج فَهَلْ اَنْتُمْ مُّنْتَهُوْنَ(91/5)

ترجمہ: ''شیطان تو یوں چاہتا ہے کہ شراب اور جُوئے کے ذریعے سے تمہارے آپس میں عداوت اور بغض واقع کروادے اور اللہ کی یاد سے اور نماز سے تم کو باز رکھے سو اب بھی باز آجاؤ۔''

{سورۃ المائدۃ سورہ نمبر 5 آیت نمبر 91}

قرآن:

يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا لَا تَقْرَبُوا الصَّلَاةَ وَأَنتُمْ سُكَارَىٰ حَتَّىٰ تَعْلَمُوا مَا تَقُولُونَ (43/4)

ترجمہ: ''ایمان والو! جب تم ہوش کی حالت میں نہ ہو یعنی تمہیں معلوم نہ ہو کہ کیا کہہ رہے ہو (خواہ اس کی وجہ کوئی بھی ہو) تو اجتماعِ صلوۃ میں شریک نہ ہو، اس صلوۃ سے کیا فائدہ جس میں تم سمجھو ہی نہیں کہ کیا کہہ رہے ہو۔'' (مفہوم سورۃ النساء سورہ نمبر 4 آیت نمبر 43)

قرآن:

يَسْـَٔلُونَكَ عَنِ الْخَمْرِ وَالْمَيْسِرِ ط قُلْ فِيهِمَآ إِثْمٌ كَبِيرٌ وَّمَنَافِعُ لِلنَّاسِ ز وَإِثْمُهُمَآ أَكْبَرُ مِن نَّفْعِهِمَا ط (219/2)

ترجمہ: '' نشہ آور اشیاء میں کچھ فائدہ بھی ہے (جب انہیں دوائوں وغیرہ میں استعمال کیا جائے) لیکن ان کا نقصان، ان کے عارضی نفع کے مقابلے میں کہیں زیادہ ہلاکت انگیز ہے۔''

{مفہوم سورۃ البقرۃ سورہ نمبر 2 آیت نمبر 219 }

ان آیات سے ایک چیز تو واضح ہو کر سامنے آرہی ہے کہ اللہ تعالیٰ مومنوں کو شراب سے دُور رکھنا چاہتا ہے۔ ہمارا ایمان ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ والہ وسلم کی تبلیغ کی بدولت صحابہ کرام رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین شراب کے قریب بھی نہ جاتے تھے کیونکہ یہ لوگ حضور صلی اللہ علیہ والہ وسلم کے تعلیم و تربیت یافتہ تھے، لیکن صحیح بخاری کی اس حدیث میں صحابہ کرام رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین کو شرابی ثابت کیا جارہا ہے۔ یہ وہ صحیح بخاری ہے جس کے متعلق مذہبی پیشوائیت کا اعلان ہے کہ اس کی ایک بھی حدیث کا انکار کفر ہے۔ مذکورہ حدیث میں بتایا گیا ہے کہ :

حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو حضور صلی اللہ علیہ والہ وسلم نے دو عدد اونٹنیاں دیں، حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے ارادہ کیا کہ ان اونٹنیوں پر تجارت کر کے حضور صلی اللہ علیہ والہ وسلم کی لختِ جگر حضرت فاطمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کی رُخصتی کا بندوبست کروں گا۔ حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ اونٹنیوں کیلئے پالان، رسیاں اور تھیلے وغیرہ لے کر آئے تو دیکھا کہ حضرت حمزہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اونٹنیوں کے کوہان کاٹ دیئے ہیں اور ان کے پیٹ چاک کر کے ان کی کلیجیاں نکال لی ہیں۔ حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ رونے لگے۔ حضرت حمزہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ شراب پی کر مجرا دیکھ رہے تھے۔ بات یہ ہوئی کہ رقاصہ اور گلوکارہ لونڈی نے گاتے ہوئے کہا تھا کہ 'اے حمزہ! ان موٹی اونٹنیوں کو کاٹ لو' چنانچہ حضرت حمزہ رضی اللہ تعالیٰ اُٹھے اور اونٹنیوں کے کوہان کاٹے اور پیٹ چاک کر کے کلیجیاں نکال لیں۔ حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے حضور صلی اللہ علیہ والہ وسلم سے حضرت حمزہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی شکایت کی، حضور صلی اللہ علیہ والہ وسلم، حضرت حمزہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے پاس تشریف لے گئے لیکن حضرت حمزہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نشے میں دھت تھے لہٰذا آپ واپس تشریف لے آئے۔ یہ تھا اس حدیث کا خلاصہ اور آیئے اب پوری حدیث بمعہ حوالہ ملاحظہ کیجیے :

حدیث:

حَدَّثَنَا عَبْدَانُ، أَخْبَرَنَا عَبْدُ اللَّهِ، أَخْبَرَنَا يُونُسُ. ح وحَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ صَالِحٍ، حَدَّثَنَا عَنْبَسَةُ، حَدَّثَنَا يُونُسُ، عَنْ الزُّهْرِيِّ، أَخْبَرَنَا عَلِيُّ بْنُ حُسَيْنٍ، أَنَّ حُسَيْنَ بْنَ عَلِيٍّ عَلَيْهِمُ السَّلَام أَخْبَرَهُ، أَنَّ عَلِيًّا، قَالَ: كَانَتْ لِي شَارِفٌ مِنْ نَصِيبِي مِنَ الْمَغْنَمِ يَوْمَ بَدْرٍ, وَكَانَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَعْطَانِي مِمَّا أَفَاءَ اللَّهُ عَلَيْهِ مِنَ الْخُمُسِ يَوْمَئِذٍ, فَلَمَّا أَرَدْتُ أَنْ أَبْتَنِيَ بِفَاطِمَةَ عَلَيْهَا السَّلَام بِنْتِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ, وَاعَدْتُ رَجُلًا صَوَّاغًا فِي بَنِي قَيْنُقَاعَ أَنْ يَرْتَحِلَ مَعِي فَنَأْتِيَ بِإِذْخِرٍ, فَأَرَدْتُ أَنْ أَبِيعَهُ مِنَ الصَّوَّاغِينَ فَنَسْتَعِينَ بِهِ فِي وَلِيمَةِ عُرْسِي, فَبَيْنَا أَنَا أَجْمَعُ لِشَارِفَيَّ مِنَ الْأَقْتَابِ وَالْغَرَائِرِ وَالْحِبَالِ وَشَارِفَايَ مُنَاخَانِ إِلَى جَنْبِ حُجْرَةِ رَجُلٍ مِنَ الْأَنْصَارِ حَتَّى جَمَعْتُ مَا جَمَعْتُ, فَإِذَا أَنَا بِشَارِفَيَّ قَدْ أُجِبَّتْ أَسْنِمَتُهَا وَبُقِرَتْ خَوَاصِرُهُمَا وَأُخِذَ مِنْ أَكْبَادِهِمَا, فَلَمْ أَمْلِكْ عَيْنَيَّ حِينَ رَأَيْتُ الْمَنْظَرَ، قُلْتُ: مَنْ فَعَلَ هَذَا؟ قَالُوا: فَعَلَهُ حَمْزَةُ بْنُ عَبْدِ الْمُطَّلِبِ وَهُوَ فِي هَذَا الْبَيْتِ فِي شَرْبٍ مِنَ الْأَنْصَارِ عِنْدَهُ قَيْنَةٌ وَأَصْحَابُهُ، فَقَالَتْ: فِي غِنَائِهَا أَلَا يَا حَمْزُ لِلشُّرُفِ النِّوَاءِ, فَوَثَبَ حَمْزَةُ إِلَى السَّيْفِ, فَأَجَبَّ أَسْنِمَتَهُمَا وَبَقَرَ خَوَاصِرَهُمَا وَأَخَذَ مِنْ أَكْبَادِهِمَا، قَالَ عَلِيٌّ: فَانْطَلَقْتُ حَتَّى أَدْخُلَ عَلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَعِنْدَهُ زَيْدُ بْنُ حَارِثَةَ

وَعَرَفَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الَّذِي لَقِيتُ, فَقَالَ: "مَا لَكَ. قُلْتُ: يَا رَسُولَ اللّٰهِ مَا رَأَيْتُ كَالْيَوْمِ عَدَا حَمْزَةُ عَلَى نَاقَتَيَّ فَأَجَبَّ أَسْنِمَتَهُمَا وَبَقَرَ خَوَاصِرَهُمَا وَهُوَ ذَا فِي بَيْتٍ مَعَهُ شَرْبٌ, فَدَعَا النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِرِدَائِهِ فَارْتَدَى, ثُمَّ انْطَلَقَ يَمْشِي وَاتَّبَعْتُهُ أَنَا وَزَيْدُ بْنُ حَارِثَةَ حَتَّى جَاءَ الْبَيْتَ الَّذِي فِيهِ حَمْزَةُ فَاسْتَأْذَنَ عَلَيْهِ, فَأُذِنَ لَهُ فَطَفِقَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَلُومُ حَمْزَةَ فِيمَا فَعَلَ, فَإِذَا حَمْزَةُ ثَمِلٌ مُحْمَرَّةٌ عَيْنَاهُ, فَنَظَرَ حَمْزَةُ إِلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ, ثُمَّ صَعَّدَ النَّظَرَ فَنَظَرَ إِلَى رُكْبَتِهِ ثُمَّ صَعَّدَ النَّظَرَ فَنَظَرَ إِلَى وَجْهِهِ, ثُمَّ قَالَ حَمْزَةُ: وَهَلْ أَنْتُمْ إِلَّا عَبِيدٌ لِأَبِي, فَعَرَفَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنَّهُ ثَمِلٌ, فَنَكَصَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَلَى عَقِبَيْهِ الْقَهْقَرَى فَخَرَجَ وَخَرَجْنَا مَعَهُ".

ترجمہ: "حضرت امام حسین بن علی علیہما السلام فرماتے ہیں کہ مجھے حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے بتایا کہ غزوۂ بدر کے مالِ غنیمت سے میرے حصے میں ایک اونٹنی آئی اور ایک اونٹنی مجھے رسول اللہ صلی اللہ علیہ والہ وسلم نے مالِ فَے کے اپنے خمس میں سے اسی روز مرحمت فرمائی تھی۔ اس وقت میں نے ارادہ کرلیا کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ والہ وسلم کی لختِ جگر حضرت فاطمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کی رخصتی کا بندوبست کروں۔ پس میں نے اپنے ساتھ بنی قینقاع کے ایک سنار کو تیار کیا تاکہ ہم دونوں جاکر اونٹنیوں پر اذخر گھاس لائیں۔ میری غرض یہ تھی کہ اسے بیچ کر نکاح کے ولیمہ کا بندوبست کیا جائے۔ پس اس خیال سے میں پالان، رسیاں اور تھیلے وغیرہ فراہم کر رہا تھا اور اونٹنیاں میں نے ایک انصاری کے مکان کے سامنے بٹھادی تھیں۔ جب سامان لے کر میں اونٹنیوں کے پاس آیا تو کیا دیکھتا ہوں کہ کسی نے ان کے کوہان کاٹ رکھے ہیں اور پیٹ چاک کر کے کلیجیاں نکال لی ہیں۔ یہ منظر دیکھ کر میری آنکھوں سے آنسو جاری ہو گئے۔ میں نے پوچھا کہ یہ حرکت کس نے کی ہے؟ لوگوں نے بتایا کہ یہ حضرت حمزہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی کارگزاری ہے جو بعض انصار کے ساتھ اس گھر میں بیٹھے شراب پی رہے ہیں، ایک لونڈی ان کے پاس گارہی ہے اور یار دوستوں کا مجمع لگا ہوا ہے۔ بات یہ ہوئی کہ لونڈی نے گاتے ہوئے کہا تھا کہ اے حمزہ! ان موٹی اونٹنیوں کو کاٹ لو۔ چنانچہ حضرت حمزہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ تلوار لے کر اُٹھے، اونٹنیوں کے کوہان کاٹے اور پیٹ چاک کر کے کلیجیاں نکال لیں۔ حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ میں نبی کریم صلی اللہ علیہ والہ وسلم کی بارگاہِ بے کس پناہ میں حاضر ہو گیا اور آپ کے پاس حضرت زید بن حارثہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ بھی موجود تھے۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ والہ وسلم نے مجھے دیکھتے ہی میری کتابِ غم پڑھ لی اور فرمایا: تمہیں کیا ہو گیا ہے؟ میں عرض گزار ہوا، یارسول اللہ صلی اللہ علیہ والہ وسلم! آج

جیسا افسوسناک دن مجھ پر پہلے کبھی نہیں آیا، حضرت حمزہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے میری اونٹنیوں پر ستم ڈھایا کہ ان کے کوہان کاٹ ڈالے اور ان کے پیٹ چاک کر کے کلیجیاں نکال لی ہیں۔ وہ اس وقت ایک گھر میں بیٹھے ہوئے شراب پی رہے ہیں۔ پس نبی کریم صلی اللہ علیہ والہ وسلم نے اپنی ردائے مبارک منگوائی، اسے اوپر ڈالا اور چل پڑے۔ میں اور حضرت زید بن حارثہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ بھی آپ کے پیچھے چل دیئے، یہاں تک کہ اس گھر تک پہنچ گئے جس میں حضرت حمزہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ تھے۔ آپ نے اجازت طلب فرمائی۔ اجازت ملنے پر نبی کریم صلی اللہ علیہ والہ وسلم مکان کے اندر داخل ہوئے اور اس حرکت پر حضرت حمزہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو ملامت کی اور فرمایا کہ یہ تم نے کیا کیا؟ لیکن حضرت حمزہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ شراب کے نشے میں چُور تھے اور ان کی آنکھیں سرخ ہو رہی تھیں۔ حضرت حمزہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے نبی کریم صلی اللہ علیہ والہ وسلم کی جانب دیکھا، پھر آپ کے کندھوں تک نظر اُٹھائی، پھر پُر نُور چہرے کو دیکھ کر کہنے لگے: اچھا، تم لوگ میرے والد ماجد (حضرت عبد المطلب) کے غلام ہو۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ والہ وسلم نے ملاحظہ فرمالیا کہ اس وقت ان کے ہوش و حواس ٹھکانے نہیں ہیں تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ والہ وسلم واپس لوٹ آئے اور ہم بھی آپ کے ساتھ واپس آگئے۔"

(صحیح بخاری جلد دوم کتاب المغازی حدیث نمبر 1180 صفحہ نمبر 537، انٹر نیشنل نمبر 4003)

غزوہ بدر میں شراب نوشی :

صحیح بخاری کی ایک حدیث میں ہے :

حدیث:

أَخْبَرَنِي عَبْدُ اللَّهِ بْنُ مُحَمَّدٍ, حَدَّثَنَا سُفْيَانُ, عَنْ عَمْرٍو, عَنْ جَابِرٍ, قَالَ: " اصْطَبَحَ الْخَمْرَ يَوْمَ أُحُدٍ نَاسٌ ثُمَّ قُتِلُوا شُهَدَاءَ ".

ترجمہ: "حضرت جابر رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ یوں معلوم ہوتا ہے کہ غزوہ بدر کے روز بعض حضرات نے صبح کے وقت شراب پی اور مقابلے کے وقت جام شہادت نوش کر گئے۔"

(صحیح بخاری جلد دوم کتاب المغازی حدیث نمبر 1215 صفحہ نمبر 556، انٹر نیشنل نمبر 4044)

غزوہ اُحد میں شراب نوشی :

صحیح بخاری کی حدیث ملاحظہ کیجیے :

حدیث:

حَدَّثَنَا صَدَقَةُ بْنُ الْفَضْلِ، أَخْبَرَنَا ابْنُ عُيَيْنَةَ، عَنْ عَمْرٍو، عَنْ جَابِرٍ، قَالَ: "صَبَّحَ أُنَاسٌ غَدَاةَ أُحُدٍ الْخَمْرَ، فَقُتِلُوا مِنْ يَوْمِهِمْ جَمِيعًا شُهَدَاءَ، وَذَلِكَ قَبْلَ تَحْرِيمِهَا".

ترجمہ: ”حضرت جابر رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ غزوہ اُحد کی صبح کو بعض مسلمانوں نے شراب پی اور سب میدانِ جنگ میں قتل ہو کر جامِ شہادت نوش کر گئے، یہ اس وقت کی بات ہے جب شراب حرام نہیں ہوئی تھی۔“

(صحیح بخاری جلد دوم کتاب التفسیر حدیث نمبر 1731 صفحہ نمبر 802 انٹرنیشنل نمبر 4618)

☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆

باب نمبر۔50

صحیح بخاری کے مطابق

صحابہؓ کا جہاد سے فرار

قرآن کے مطابق

جہاد سے فرار، منافقین کا کام ہے

قرآن کی ان چند آیات کو ذرا غور سے پڑھیے گا، پھر بات آپ کی سمجھ میں آئے گی :

قرآن:

كُتِبَ عَلَيْكُمُ الْقِتَالُ (216/2)

ترجمہ: ’’ تم پر جنگ فرض کی گئی ہے۔‘‘

{سورۃ البقرۃ سورہ نمبر 2 آیت نمبر 216}

قرآن:

فَلَمَّا كُتِبَ عَلَيْهِمُ الْقِتَالُ إِذَا فَرِيقٌ مِّنْهُمْ يَخْشَوْنَ النَّاسَ كَخَشْيَةِ اللَّهِ أَوْ أَشَدَّ خَشْيَةً ج وَقَالُوا رَبَّنَا لِمَ كَتَبْتَ عَلَيْنَا الْقِتَالَ ج لَوْلَا أَخَّرْتَنَا إِلَىٰ أَجَلٍ قَرِيبٍ ط قُلْ مَتَاعُ الدُّنْيَا قَلِيلٌ ج وَالْآخِرَةُ خَيْرٌ لِّمَنِ اتَّقَىٰ قف وَلَا تُظْلَمُونَ فَتِيلًا (77/4)

ترجمہ:'' پھر جب ان پر جنگ فرض ہوئی تو ان میں سے ایک فریق لوگوں سے ڈرتا ہے جیسے اللہ کا ڈر ہو یا اس سے بھی زیادہ۔ اور وہ کہتے ہیں اے ہمارے رب! تُو نے ہم پر جنگ کیوں فرض کر دی، ہمیں اور تھوڑی مدت کیوں نہ مہلت دی۔ (اے نبی صلی اللہ علیہ والہ وسلم) کہہ دیں دنیا کا فائدہ تھوڑا ہے اور آخرت بہتر ہے پرہیزگار کیلئے اور تم پر ظلم نہ ہوگا دھاگے کے برابر بھی۔'' (سورۃ النساء سورہ نمبر 4 آیت نمبر 77)

قرآن:

وَقَاتِلُوا فِيْ سَبِيْلِ اللهِ (244/2)

ترجمہ:''اور اللہ کے راستہ میں لڑو۔''

{سورۃ البقرۃ سورہ نمبر 2 آیت نمبر 244}

قرآن:

وَمَا لَكُمْ لَا تُقَاتِلُوْنَ فِيْ سَبِيْلِ الله (75/4)

ترجمہ:'' تمہیں کیا ہو گیا ہے کہ تم اللہ کے راستے میں نہیں لڑتے۔''

{سورۃ النساء سورہ نمبر 4 آیت نمبر 75}

قرآن:

يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا مَا لَكُمْ إِذَا قِيلَ لَكُمُ انفِرُوا فِي سَبِيلِ اللَّهِ اثَّاقَلْتُمْ إِلَى الْأَرْضِ ۚ أَرَضِيتُم بِالْحَيَاةِ الدُّنْيَا مِنَ الْآخِرَةِ ۚ فَمَا مَتَاعُ الْحَيَاةِ الدُّنْيَا فِي الْآخِرَةِ إِلَّا قَلِيلٌ (38/9)

ترجمہ: "اے ایمان والو! تمہیں کیا ہو گیا ہے کہ جب تمہیں کہا جاتا ہے کہ اللہ کی راہ میں کوچ کرو تو تم گرے جاتے ہو زمین پر، کیا تم نے آخرت کے مقابلہ میں دنیا کی زندگی کو پسند کر لیا ہے۔"

{سورۃ توبہ سورہ نمبر 9 آیت نمبر 38}

قرآن:

لَا يَسْتَوِى الْقٰعِدُوْنَ مِنَ الْمُؤْمِنِيْنَ غَيْرُ اُولِى الضَّرَرِ وَالْمُجٰهِدُوْنَ فِىْ سَبِيْلِ اللّٰهِ بِاَمْوَالِهِمْ وَاَنْفُسِهِمْ ط (95/4)

ترجمہ: "اللہ کی راہ میں اپنے مالوں اور اپنی جانوں سے جہاد کرنے والے اور بغیر عذر بیٹھ رہنے والے مسلمان برابر نہیں۔"

{سورۃ النساء سورہ نمبر 4 آیت نمبر 95}

قرآن:

وَمَنْ يُّوَلِّهِمْ يَوْمَئِذٍ دُبُرَهٗٓ اِلَّا مُتَحَرِّفًا لِّقِتَالٍ اَوْ مُتَحَيِّزًا اِلٰى فِئَةٍ فَقَدْ بَآءَ بِغَضَبٍ مِّنَ اللّٰهِ وَمَاْوٰىهُ جَهَنَّمُ ؕ وَبِئْسَ الْمَصِيْرُ (16/8)

ترجمہ: " جو میدانِ جنگ سے پیٹھ دکھا کر بھاگ جائے، اس کا ٹھکانہ جہنم ہے اور یہ بُرا ٹھکانہ ہے۔"

{سورۃ الانفال سورہ نمبر 8 آیت نمبر 16}

قرآن:

فَاِذَآ اُنْزِلَتْ سُوْرَةٌ مُّحْكَمَةٌ وَّذُكِرَ فِيْهَا الْقِتَالُ ۙ رَاَيْتَ الَّذِيْنَ فِىْ قُلُوْبِهِمْ مَّرَضٌ يَّنْظُرُوْنَ اِلَيْكَ نَظَرَ الْمَغْشِىِّ عَلَيْهِ مِنَ الْمَوْتِ ط فَاَوْلٰى لَهُمْ (20/47)

ترجمہ: ”جن کے دلوں میں بیماری ہے وہ جب جنگ کا نام سنتے ہیں تو وہ آپ کی طرف ایسے دیکھتے ہیں جیسے ان پر موت کی بے ہوشی طاری ہو گئی ہو۔ سو خرابی ہے ان کیلئے۔“

{سورۃ محمد سورہ نمبر 47 آیت نمبر 20}

قرآن:

وَلِيَعْلَمَ الَّذِينَ نَافَقُوا صلے ج وَقِيلَ لَهُمْ تَعَالَوْا قَاتِلُوا فِي سَبِيلِ اللّٰهِ أَوِ ادْفَعُوا ط قَالُوا لَوْ نَعْلَمُ قِتَالًا لَّاتَّبَعْنٰكُمْ ط هُمْ لِلْكُفْرِ يَوْمَئِذٍ أَقْرَبُ مِنْهُمْ لِلْإِيمَانِ ج (167/3)

ترجمہ: ”کہا گیا آؤ اللہ کی راہ میں لڑو یا دفاع کرو تو منافق بولے اگر ہم جنگ جانتے تو ضرور تمہارا ساتھ دیتے، وہ اس دن کفر سے زیادہ قریب تھے بہ نسبت ایمان کے۔“

{سورۃ آل عمران سورہ نمبر 3 آیت نمبر 167}

جنگ کے متعلق آپ نے قرآنِ مجید کی چند آیات ملاحظہ فرمائیں۔ اب ذرا دل پر ہاتھ رکھ کر درج ذیل حدیث پڑھیے اور غور کیجیے کہ مذکورہ بالا آیاتِ قرآنی کی رُو سے حضرت عثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو کس گروہ میں شامل کرنے کی کوششیں کی جا رہی ہیں:

حدیث:

حَدَّثَنَا عَبْدَانُ أَخْبَرَنَا أَبُو حَمْزَةَ عَنْ عُثْمَانَ بْنِ مَوْهَبٍ قَالَ جَاءَ رَجُلٌ حَجَّ الْبَيْتَ فَرَأَى قَوْمًا جُلُوسًا فَقَالَ مَنْ هَؤُلَاءِ الْقُعُودُ قَالُوا هَؤُلَاءِ قُرَيْشٌ. قَالَ مَنِ الشَّيْخُ قَالُوا ابْنُ عُمَرَ. فَأَتَاهُ فَقَالَ: إِنِّي سَائِلُكَ عَنْ شَيْءٍ أَتُحَدِّثُنِي، قَالَ أَنْشُدُكَ بِحُرْمَةِ هَذَا الْبَيْتِ أَتَعْلَمُ أَنَّ عُثْمَانَ بْنَ عَفَّانَ فَرَّ يَوْمَ أُحُدٍ قَالَ نَعَمْ. قَالَ فَتَعْلَمُهُ تَغَيَّبَ عَنْ بَدْرٍ فَلَمْ يَشْهَدْهَا قَالَ نَعَمْ. قَالَ فَتَعْلَمُ أَنَّهُ تَخَلَّفَ عَنْ بَيْعَةِ الرُّضْوَانِ فَلَمْ يَشْهَدْهَا قَالَ نَعَمْ. قَالَ فَكَبَّرَ. قَالَ ابْنُ عُمَرَ تَعَالَ لِأُخْبِرَكَ وَلِأُبَيِّنَ لَكَ عَمَّا سَأَلْتَنِي عَنْهُ، أَمَّا فِرَارُهُ يَوْمَ أُحُدٍ فَأَشْهَدُ أَنَّ اللّٰهَ عَفَا عَنْهُ، وَأَمَّا تَغَيُّبُهُ عَنْ بَدْرٍ فَإِنَّهُ كَانَ تَحْتَهُ بِنْتُ رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَكَانَتْ مَرِيضَةً، فَقَالَ لَهُ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: «إِنَّ لَكَ

أَجْرَ رَجُلٍ مِمَّنْ شَهِدَ بَدْرًا وَسَهْمَهُ». وَأَمَّا تَغَيُّبُهُ عَنْ بَيْعَةِ الرُّضْوَانِ فَإِنَّهُ لَوْ كَانَ أَحَدٌ أَعَزَّ بِبَطْنِ مَكَّةَ مِنْ عُثْمَانَ بْنِ عَفَّانَ لَبَعَثَهُ مَكَانَهُ, فَبَعَثَ عُثْمَانَ, وَكَانَ بَيْعَةُ الرُّضْوَانِ بَعْدَمَا ذَهَبَ عُثْمَانُ إِلَى مَكَّةَ فَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِيَدِهِ الْيُمْنَى: «هَذِهِ يَدُ عُثْمَانَ». فَضَرَبَ بِهَا عَلَى يَدِهِ فَقَالَ: «هَذِهِ لِعُثْمَانَ». اذْهَبْ بِهَذَا الآنَ مَعَكَ.

ترجمہ: ''ہم سے عبدان نے بیان کیا، کہا ہم کو ابوحمزہ نے خبر دی، ان سے عثمان بن موہب نے بیان کیا کہ ایک صاحب بیت اللہ کے حج کے لیے آئے تھے۔ دیکھا کہ کچھ لوگ بیٹھے ہوئے ہیں۔ پوچھا کہ یہ بیٹھے ہوئے کون لوگ ہیں؟ لوگوں نے بتایا کہ یہ قریش ہیں۔ پوچھا کہ ان میں شیخ کون ہیں؟ بتایا کہ ابن عمر رضی اللہ عنہما۔ وہ صاحب ابن عمر رضی اللہ عنہما کے پاس آئے اور ان سے کہا کہ میں آپ سے ایک بات پوچھتا ہوں۔ آپ مجھ سے واقعات (صحیح) بیان کر دیجئیے۔ اس گھر کی حرمت کی قسم دے کر میں آپ سے پوچھتا ہوں۔ کیا آپ کو معلوم ہے کہ عثمان رضی اللہ عنہ نے غزوہ احد کے موقع پر راہ فرار اختیار کی تھی؟ انہوں نے کہا کہ ہاں صحیح ہے۔ انہوں نے پوچھا آپ کو یہ بھی معلوم ہے عثمان رضی اللہ عنہ بدر کی لڑائی میں شریک نہیں تھے؟ کہا کہ ہاں یہ بھی ہوا تھا۔ انہوں نے پوچھا اور آپ کو یہ بھی معلوم ہے کہ وہ بیعت رضوان (صلح حدیبیہ) میں بھی پیچھے رہ گئے تھے اور حاضر نہ ہو سکے تھے؟ انہوں نے کہا کہ ہاں یہ بھی صحیح ہے۔ اس پر ان صاحب نے (مارے خوشی کے) اللہ اکبر کہا لیکن ابن عمر رضی اللہ عنہما نے کہا۔ یہاں آؤ میں تمہیں بتاؤں گا اور جو سوالات تم نے کئے ہیں ان کی میں تمہارے سامنے تفصیل بیان کر دوں گا۔ احد کی لڑائی میں فرار سے متعلق جو تم نے کہا تو میں گواہی دیتا ہوں کہ اللہ تعالیٰ نے ان کی غلطی معاف کر دی ہے۔ بدر کی لڑائی میں ان کے نہ ہونے کے متعلق جو تم نے کہا تو اس کی وجہ یہ تھی۔ کہ ان کے نکاح میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی صاحبزادی (رقیہ رضی اللہ عنہا) تھیں اور وہ بیمار تھیں۔ آپ نے فرمایا تھا کہ تمہیں اس شخص کے برابر ثواب ملے گا جو بدر کی لڑائی میں شریک ہو گا اور اسی کے برابر مال غنیمت سے حصہ بھی ملے گا۔ بیعت رضوان میں ان کی عدم شرکت کا جہاں تک سوال ہے تو وادی مکہ میں عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ سے زیادہ کوئی شخص ہر دل عزیز ہوتا تو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم ان کے بجائے اسی کو بھیجتے۔ اس لیے عثمان رضی اللہ عنہ کو وہاں بھیجنا پڑا اور بیعت رضوان اس وقت ہوئی جب وہ مکہ میں تھے۔ (بیعت لیتے ہوئے) نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے دائیں ہاتھ کو اٹھا کر فرمایا کہ یہ عثمان کا ہاتھ ہے اور اسے اپنے (بائیں) ہاتھ پر مار کر فرمایا کہ یہ بیعت عثمان کی طرف سے ہے۔ اب جا سکتے ہو۔ البتہ میری باتوں کو یاد رکھنا۔''

(صحیح بخاری جلد دوم کتاب المغازی حدیث نمبر 1236 صفحہ نمبر 563، انٹرنیشنل نمبر 4066)

حدیث کے ان الفاظ ’’ لیکن غزوۂ اُحد سے فرار ہونے کے متعلق میں گواہی دیتا ہوں کہ اللہ تعالیٰ نے انہیں معاف فرما دیا۔‘‘ سے حضرت عثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ پر فردِ جرم عائد کی جا رہی ہے اور جنگ سے فرار ہونے والوں کے متعلق اللہ کا فرمان آپ اوپر پڑھ ہی چکے ہیں۔

اس حدیث میں حضرت عثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے غزوۂ بدر اور بیعتِ رضوان میں عدم شرکت کا بھی ذکر ہے لیکن وہاں کوئی قابلِ اعتراض بات موجود نہیں تھی، اس لئے ہم نے اس کا ذکر نہیں کیا۔

☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆

باب نمبر۔51

صحیح بخاری کے مطابق

صحابہؓ بہتان باز تھے

قرآن کے مطابق

صحابہؓ بہتان باز نہیں تھے

: قرآنِ کریم میں ہے

قرآن:

وَالَّذِيْنَ يَرْمُوْنَ الْمُحْصَنٰتِ ثُمَّ لَمْ يَاْتُوْا بِاَرْبَعَةِ شُهَدَآءَ فَاجْلِدُوْهُمْ ثَمٰنِيْنَ جَلْدَةً وَّلَا تَقْبَلُوْا لَهُمْ شَهَادَةً اَبَدًا ج وَاُولٰٓئِكَ هُمُ الْفٰسِقُوْنَ (4/24)

ترجمہ: ”جو لوگ پاکدامن عورتوں کے خلاف ناحق الزام لگائیں اور پھر اپنے قول کی شہادت میں چار گواہ نہ لا سکیں تو اس جرم کی سزا یہ ہے کہ ایسے شخص کو اسّی (80) کوڑے لگائیں جائیں اور کبھی اس کی گواہی قبول نہ کی جائے، یہی نافرمان لوگ ہیں۔“

{سورۃ النور سورہ نمبر 24 آیت نمبر 4}

قرآن:

وَالَّذِيْنَ يُؤْذُوْنَ الْمُؤْمِنِيْنَ وَالْمُؤْمِنٰتِ بِغَيْرِ مَا اكْتَسَبُوْا فَقَدِ احْتَمَلُوْا بُهْتَانًا وَّاِثْمًا مُّبِيْنًا (58/33)

ترجمہ:"اور جو لوگ مومن مردوں اور مومن عورتوں کو ایذا دیتے ہیں بغیر اس کے کہ انہوں نے کچھ کیا ہو تو البتہ انہوں نے اُٹھایا بہتان اور صریح گناہ۔"

(سورۃ الاحزاب سورہ نمبر 33 آیت نمبر 58)

قرآن:

اِنَّ الَّذِيْنَ يُحِبُّوْنَ اَنْ تَشِيْعَ الْفَاحِشَةُ فِي الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا لَهُمْ عَذَابٌ اَلِيْمٌ لا فِي الدُّنْيَا وَالْاٰخِرَةِ ط وَاللّٰهُ يَعْلَمُ وَاَنْتُمْ لَا تَعْلَمُوْنَ (19/24)

ترجمہ:"بے شک جو لوگ پسند کرتے ہیں کہ مومنوں میں بے حیائی پھیلے، ان کیلئے دنیا اور آخرت میں دردناک عذاب ہے، اور اللہ جانتا ہے جو تم نہیں جانتے۔"(سورۃ النور سورہ نمبر 24 آیت نمبر 19)

قرآن کی ان واضح ہدایات کی موجودگی میں کیا کوئی صحابیؓ کسی پر کوئی ناحق الزام لگا سکتا ہے؟ میرا جواب تو نفی میں ہے لیکن صحیح بخاری میں کیا لکھا ہے ملاحظہ کیجیے :

حدیث:"حضرت عروہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ یہ بھی فرماتے ہیں کہ بہتان لگانے والوں میں سے حضرت حسان بن ثابت رضی اللہ تعالیٰ عنہ، حضرت مسطح بن اثاثہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ اور حضرت حمنہ بنت جحش رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے سوا مجھے اور کسی کے نام کا علم نہیں ہے، ہاں ان کی ایک جماعت تھی، جیسا کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے اور ان لوگوں کی قیادت عبداللہ بن ابی بن سلول کر رہا تھا۔"

پوری حدیث بمعہ ترجمہ اس طرح ہے :

حدیث:

حَدَّثَنَا عَبْدُ الْعَزِيزِ بْنُ عَبْدِ اللَّهِ, حَدَّثَنَا إِبْرَاهِيمُ بْنُ سَعْدٍ, عَنْ صَالِحٍ, عَنِ ابْنِ شِهَابٍ, قَالَ: حَدَّثَنِي عُرْوَةُ بْنُ الزُّبَيْرِ, وَسَعِيدُ بْنُ الْمُسَيِّبِ, وَعَلْقَمَةُ بْنُ وَقَّاصٍ, وَعُبَيْدُ اللَّهِ بْنُ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ عُتْبَةَ بْنِ مَسْعُودٍ, عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ

اللّٰهُ عَنْهَا ,زَوْجِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ حِينَ قَالَ لَهَا: أَهْلُ الْإِفْكِ مَا قَالُوا وَكُلُّهُمْ حَدَّثَنِي طَائِفَةً مِنْ حَدِيثِهَا
وَبَعْضُهُمْ كَانَ أَوْعَى لِحَدِيثِهَا مِنْ بَعْضٍ ,وَأَثْبَتَ لَهُ اقْتِصَاصًا وَقَدْ وَعَيْتُ عَنْ كُلِّ رَجُلٍ مِنْهُمُ الْحَدِيثَ الَّذِي
حَدَّثَنِي عَنْ عَائِشَةَ ,وَبَعْضُ حَدِيثِهِمْ يُصَدِّقُ بَعْضًا وَإِنْ كَانَ بَعْضُهُمْ أَوْعَى لَهُ مِنْ بَعْضٍ ,قَالُوا: قَالَتْ عَائِشَةُ:
كَانَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِذَا أَرَادَ سَفَرًا أَقْرَعَ بَيْنَ أَزْوَاجِهِ فَأَيُّهُنَّ خَرَجَ سَهْمُهَا خَرَجَ بِهَا رَسُولُ اللّٰهِ
صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَعَهُ ,قَالَتْ عَائِشَةُ: فَأَقْرَعَ بَيْنَنَا فِي غَزْوَةٍ غَزَاهَا فَخَرَجَ فِيهَا سَهْمِي ,فَخَرَجْتُ مَعَ رَسُولِ اللّٰهِ
صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بَعْدَ مَا أُنْزِلَ الْحِجَابُ فَكُنْتُ أُحْمَلُ فِي هَوْدَجِي وَأُنْزَلُ فِيهِ ,فَسِرْنَا حَتَّى إِذَا فَرَغَ رَسُولُ اللّٰهِ
صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مِنْ غَزْوَتِهِ تِلْكَ وَقَفَلَ دَنَوْنَا مِنَ الْمَدِينَةِ قَافِلِينَ آذَنَ لَيْلَةً بِالرَّحِيلِ ,فَقُمْتُ حِينَ آذَنُوا
بِالرَّحِيلِ فَمَشَيْتُ حَتَّى جَاوَزْتُ الْجَيْشَ ,فَلَمَّا قَضَيْتُ شَأْنِي أَقْبَلْتُ إِلَى رَحْلِي فَلَمَسْتُ صَدْرِي فَإِذَا عِقْدٌ لِي مِنْ
جَزْعِ ظَفَارِ قَدِ انْقَطَعَ ,فَرَجَعْتُ فَالْتَمَسْتُ عِقْدِي فَحَبَسَنِي ابْتِغَاؤُهُ ,قَالَتْ: وَأَقْبَلَ الرَّهْطُ الَّذِينَ كَانُوا يُرَحِّلُونِي
فَاحْتَمَلُوا هَوْدَجِي فَرَحَلُوهُ عَلَى بَعِيرِي الَّذِي كُنْتُ أَرْكَبُ عَلَيْهِ وَهُمْ يَحْسِبُونَ أَنِّي فِيهِ وَكَانَ النِّسَاءُ إِذْ ذَاكَ خِفَافًا
لَمْ يَهْبُلْنَ وَلَمْ يَغْشَهُنَّ اللَّحْمُ ,إِنَّمَا يَأْكُلْنَ الْعُلْقَةَ مِنَ الطَّعَامِ فَلَمْ يَسْتَنْكِرِ الْقَوْمُ خِفَّةَ الْهَوْدَجِ حِينَ رَفَعُوهُ
وَحَمَلُوهُ ,وَكُنْتُ جَارِيَةً حَدِيثَةَ السِّنِّ ,فَبَعَثُوا الْجَمَلَ فَسَارُوا وَوَجَدْتُ عِقْدِي بَعْدَ مَا اسْتَمَرَّ الْجَيْشُ فَجِئْتُ
مَنَازِلَهُمْ وَلَيْسَ بِهَا مِنْهُمْ دَاعٍ وَلَا مُجِيبٌ ,فَتَيَمَّمْتُ مَنْزِلِي الَّذِي كُنْتُ بِهِ وَظَنَنْتُ أَنَّهُمْ سَيَفْقِدُونِي فَيَرْجِعُونَ
إِلَيَّ ,فَبَيْنَا أَنَا جَالِسَةٌ فِي مَنْزِلِي غَلَبَتْنِي عَيْنِي فَنِمْتُ ,وَكَانَ صَفْوَانُ بْنُ الْمُعَطَّلِ السُّلَمِيُّ ثُمَّ الذَّكْوَانِيُّ مِنْ وَرَاءِ
الْجَيْشِ فَأَصْبَحَ عِنْدَ مَنْزِلِي فَرَأَى سَوَادَ إِنْسَانٍ نَائِمٍ فَعَرَفَنِي حِينَ رَآنِي ,وَكَانَ رَآنِي قَبْلَ الْحِجَابِ فَاسْتَيْقَظْتُ
بِاسْتِرْجَاعِهِ حِينَ عَرَفَنِي فَخَمَّرْتُ وَجْهِي بِجِلْبَابِي وَوَاللّٰهِ مَا تَكَلَّمْنَا بِكَلِمَةٍ وَلَا سَمِعْتُ مِنْهُ كَلِمَةً غَيْرَ اسْتِرْجَاعِهِ,
وَهَوَى حَتَّى أَنَاخَ رَاحِلَتَهُ فَوَطِئَ عَلَى يَدِهَا فَقُمْتُ إِلَيْهَا فَرَكِبْتُهَا فَانْطَلَقَ يَقُودُ بِي الرَّاحِلَةَ حَتَّى أَتَيْنَا الْجَيْشَ
مُوغِرِينَ فِي نَحْرِ الظَّهِيرَةِ وَهُمْ نُزُولٌ ,قَالَتْ: فَهَلَكَ مَنْ هَلَكَ وَكَانَ الَّذِي تَوَلَّى كِبْرَ الْإِفْكِ عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ أُبَيٍّ ابْنُ
سَلُولَ ,قَالَ عُرْوَةُ: أُخْبِرْتُ أَنَّهُ كَانَ يُشَاعُ وَيُتَحَدَّثُ بِهِ عِنْدَهُ فَيُقِرُّهُ وَيَسْتَمِعُهُ وَيَسْتَوْشِيهِ ,وَقَالَ عُرْوَةُ أَيْضًا:
لَمْ يُسَمَّ مِنْ أَهْلِ الْإِفْكِ أَيْضًا إِلَّا حَسَّانُ بْنُ ثَابِتٍ ,وَمِسْطَحُ بْنُ أُثَاثَةَ ,وَحَمْنَةُ بِنْتُ جَحْشٍ فِي نَاسٍ آخَرِينَ لَا عِلْمَ لِي
بِهِمْ غَيْرَ أَنَّهُمْ عُصْبَةٌ كَمَا قَالَ اللّٰهُ تَعَالَى ,وَإِنَّ كِبْرَ ذَلِكَ يُقَالُ لَهُ عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ أُبَيٍّ ابْنُ سَلُولَ ,قَالَ عُرْوَةُ: كَانَتْ
عَائِشَةُ تَكْرَهُ أَنْ يُسَبَّ عِنْدَهَا حَسَّانُ وَتَقُولُ: إِنَّهُ الَّذِي قَالَ: فَإِنَّ أَبِي وَوَالِدَهُ وَعِرْضِي لِعِرْضِ مُحَمَّدٍ مِنْكُمْ وِقَاءُ

قَالَتْ عَائِشَةُ: فَقَدِمْنَا الْمَدِينَةَ فَاشْتَكَيْتُ حِينَ قَدِمْتُ شَهْرًا وَالنَّاسُ يُفِيضُونَ فِي قَوْلِ أَصْحَابِ الْإِفْكِ, لَا أَشْعُرُ بِشَيْءٍ مِنْ ذَلِكَ وَهُوَ يَرِيبُنِي فِي وَجَعِي أَنِّي لَا أَعْرِفُ مِنْ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اللُّطْفَ الَّذِي كُنْتُ أَرَى مِنْهُ حِينَ أَشْتَكِي, إِنَّمَا يَدْخُلُ عَلَيَّ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَيُسَلِّمُ, ثُمَّ يَقُولُ: " كَيْفَ تِيكُمْ ", ثُمَّ يَنْصَرِفُ فَذَلِكَ يَرِيبُنِي وَلَا أَشْعُرُ بِالشَّرِّ حَتَّى خَرَجْتُ حِينَ نَقَهْتُ, فَخَرَجْتُ مَعَ أُمِّ مِسْطَحٍ قِبَلَ الْمَنَاصِعِ وَكَانَ مُتَبَرَّزَنَا وَكُنَّا لَا نَخْرُجُ إِلَّا لَيْلًا إِلَى لَيْلٍ وَذَلِكَ قَبْلَ أَنْ نَتَّخِذَ الْكُنُفَ قَرِيبًا مِنْ بُيُوتِنَا, قَالَتْ: وَأَمْرُنَا أَمْرُ الْعَرَبِ الْأُوَلِ فِي الْبَرِّيَّةِ قِبَلَ الْغَائِطِ, وَكُنَّا نَتَأَذَّى بِالْكُنُفِ أَنْ نَتَّخِذَهَا عِنْدَ بُيُوتِنَا, قَالَتْ: فَانْطَلَقْتُ أَنَا وَأُمُّ مِسْطَحٍ وَهِيَ ابْنَةُ أَبِي رُهْمِ بْنِ الْمُطَّلِبِ بْنِ عَبْدِ مَنَافٍ وَأُمُّهَا بِنْتُ صَخْرِ بْنِ عَامِرٍ خَالَةُ أَبِي بَكْرٍ الصِّدِّيقِ وَابْنُهَا مِسْطَحُ بْنُ أُثَاثَةَ بْنِ عَبَّادِ بْنِ الْمُطَّلِبِ, فَأَقْبَلْتُ أَنَا وَأُمُّ مِسْطَحٍ قِبَلَ بَيْتِي حِينَ فَرَغْنَا مِنْ شَأْنِنَا, فَعَثَرَتْ أُمُّ مِسْطَحٍ فِي مِرْطِهَا, فَقَالَتْ: تَعِسَ مِسْطَحٌ, فَقُلْتُ لَهَا: بِئْسَ مَا قُلْتِ, أَتَسُبِّينَ رَجُلًا شَهِدَ بَدْرًا, فَقَالَتْ: أَيْ هَنْتَاهْ وَلَمْ تَسْمَعِي مَا قَالَ؟ قَالَتْ: وَقُلْتُ مَا قَالَ, فَأَخْبَرَتْنِي بِقَوْلِ أَهْلِ الْإِفْكِ, قَالَتْ: فَازْدَدْتُ مَرَضًا عَلَى مَرَضِي, فَلَمَّا رَجَعْتُ إِلَى بَيْتِي دَخَلَ عَلَيَّ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَسَلَّمَ, ثُمَّ قَالَ: " كَيْفَ تِيكُمْ ", فَقُلْتُ لَهُ: أَتَأْذَنُ لِي أَنْ آتِيَ أَبَوَيَّ, قَالَتْ: وَأُرِيدُ أَنْ أَسْتَيْقِنَ الْخَبَرَ مِنْ قِبَلِهِمَا, قَالَتْ: فَأَذِنَ لِي رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ, فَقُلْتُ لِأُمِّي: يَا أُمَّتَاهْ مَاذَا يَتَحَدَّثُ النَّاسُ؟ قَالَتْ: يَا بُنَيَّةُ هَوِّنِي عَلَيْكِ فَوَاللَّهِ لَقَلَّمَا كَانَتِ امْرَأَةٌ قَطُّ وَضِيئَةً عِنْدَ رَجُلٍ يُحِبُّهَا لَهَا ضَرَائِرُ إِلَّا كَثَّرْنَ عَلَيْهَا, قَالَتْ: فَقُلْتُ سُبْحَانَ اللَّهِ أَوَلَقَدْ تَحَدَّثَ النَّاسُ بِهَذَا؟ قَالَتْ: فَبَكَيْتُ تِلْكَ اللَّيْلَةَ حَتَّى أَصْبَحْتُ لَا يَرْقَأُ لِي دَمْعٌ وَلَا أَكْتَحِلُ بِنَوْمٍ, ثُمَّ أَصْبَحْتُ أَبْكِي, قَالَتْ: وَدَعَا رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَلِيَّ بْنَ أَبِي طَالِبٍ, وَأُسَامَةَ بْنَ زَيْدٍ حِينَ اسْتَلْبَثَ الْوَحْيُ يَسْأَلُهُمَا وَيَسْتَشِيرُهُمَا فِي فِرَاقِ أَهْلِهِ, قَالَتْ: فَأَمَّا أُسَامَةُ فَأَشَارَ عَلَى رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِالَّذِي يَعْلَمُ مِنْ بَرَاءَةِ أَهْلِهِ وَبِالَّذِي يَعْلَمُ لَهُمْ فِي نَفْسِهِ, فَقَالَ أُسَامَةُ: أَهْلَكَ وَلَا نَعْلَمُ إِلَّا خَيْرًا, وَأَمَّا عَلِيٌّ فَقَالَ: يَا رَسُولَ اللَّهِ لَمْ يُضَيِّقِ اللَّهُ عَلَيْكَ وَالنِّسَاءُ سِوَاهَا كَثِيرٌ وَسَلِ الْجَارِيَةَ تَصْدُقْكَ, قَالَتْ: فَدَعَا رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بَرِيرَةَ فَقَالَ: " أَيْ بَرِيرَةُ هَلْ رَأَيْتِ مِنْ شَيْءٍ يَرِيبُكِ؟ " قَالَتْ لَهُ بَرِيرَةُ: وَالَّذِي بَعَثَكَ بِالْحَقِّ مَا رَأَيْتُ عَلَيْهَا أَمْرًا قَطُّ أَغْمِصُهُ, غَيْرَ أَنَّهَا جَارِيَةٌ حَدِيثَةُ السِّنِّ تَنَامُ عَنْ عَجِينِ أَهْلِهَا, فَتَأْتِي الدَّاجِنُ فَتَأْكُلُهُ, قَالَتْ: فَقَامَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مِنْ يَوْمِهِ فَاسْتَعْذَرَ مِنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ أُبَيٍّ وَهُوَ عَلَى الْمِنْبَرِ, فَقَالَ: " يَا مَعْشَرَ الْمُسْلِمِينَ مَنْ يَعْذِرُنِي مِنْ رَجُلٍ قَدْ بَلَغَنِي عَنْهُ

أَذَاهُ فِي أَهْلِي, وَاللَّهِ مَا عَلِمْتُ عَلَى أَهْلِي إِلَّا خَيْرًا وَلَقَدْ ذَكَرُوا رَجُلًا مَا عَلِمْتُ عَلَيْهِ إِلَّا خَيْرًا, وَمَا يَدْخُلُ عَلَى أَهْلِي إِلَّا
مَعِي ", قَالَتْ فَقَامَ سَعْدُ بْنُ مُعَاذٍ أَخُو بَنِي عَبْدِ الْأَشْهَلِ, فَقَالَ: أَنَا يَا رَسُولَ اللَّهِ, أَعْذِرُكَ فَإِنْ كَانَ مِنَ الْأَوْسِ
ضَرَبْتُ عُنُقَهُ, وَإِنْ كَانَ مِنْ إِخْوَانِنَا مِنَ الْخَزْرَجِ أَمَرْتَنَا فَفَعَلْنَا أَمْرَكَ, قَالَتْ: فَقَامَ رَجُلٌ مِنَ الْخَزْرَجِ وَكَانَتْ أُمُّ
حَسَّانَ بِنْتَ عَمِّهِ مِنْ فَخِذِهِ وَهُوَ سَعْدُ بْنُ عُبَادَةَ وَهُوَ سَيِّدُ الْخَزْرَجِ, قَالَتْ: وَكَانَ قَبْلَ ذَلِكَ رَجُلًا صَالِحًا وَلَكِنِ
احْتَمَلَتْهُ الْحَمِيَّةُ, فَقَالَ لِسَعْدٍ: كَذَبْتَ لَعَمْرُ اللَّهِ لَا تَقْتُلُهُ وَلَا تَقْدِرُ عَلَى قَتْلِهِ, وَلَوْ كَانَ مِنْ رَهْطِكَ مَا أَحْبَبْتَ أَنْ
يُقْتَلَ فَقَامَ أُسَيْدُ بْنُ حُضَيْرٍ وَهُوَ ابْنُ عَمِّ سَعْدٍ, فَقَالَ لِسَعْدِ بْنِ عُبَادَةَ: كَذَبْتَ لَعَمْرُ اللَّهِ لَنَقْتُلَنَّهُ فَإِنَّكَ مُنَافِقٌ
تُجَادِلُ عَنِ الْمُنَافِقِينَ, قَالَتْ: فَثَارَ الْحَيَّانِ الْأَوْسُ, وَالْخَزْرَجُ حَتَّى هَمُّوا أَنْ يَقْتَتِلُوا وَرَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ
وَسَلَّمَ قَائِمٌ عَلَى الْمِنْبَرِ, قَالَتْ: فَلَمْ يَزَلْ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يُخَفِّضُهُمْ حَتَّى سَكَتُوا وَسَكَتَ,
قَالَتْ: فَبَكَيْتُ يَوْمِي ذَلِكَ كُلَّهُ لَا يَرْقَأُ لِي دَمْعٌ وَلَا أَكْتَحِلُ بِنَوْمٍ, قَالَتْ: وَأَصْبَحَ أَبَوَايَ عِنْدِي, وَقَدْ بَكَيْتُ
لَيْلَتَيْنِ وَيَوْمًا لَا يَرْقَأُ لِي دَمْعٌ وَلَا أَكْتَحِلُ بِنَوْمٍ حَتَّى إِنِّي لَأَظُنُّ أَنَّ الْبُكَاءَ فَالِقٌ كَبِدِي, فَبَيْنَا أَبَوَايَ جَالِسَانِ
عِنْدِي وَأَنَا أَبْكِي, فَاسْتَأْذَنَتْ عَلَيَّ امْرَأَةٌ مِنَ الْأَنْصَارِ فَأَذِنْتُ لَهَا فَجَلَسَتْ تَبْكِي مَعِي, قَالَتْ: فَبَيْنَا نَحْنُ عَلَى ذَلِكَ
دَخَلَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَلَيْنَا فَسَلَّمَ ثُمَّ جَلَسَ, قَالَتْ: وَلَمْ يَجْلِسْ عِنْدِي مُنْذُ قِيلَ مَا قِيلَ
قَبْلَهَا وَقَدْ لَبِثَ شَهْرًا لَا يُوحَى إِلَيْهِ فِي شَأْنِي بِشَيْءٍ, قَالَتْ: فَتَشَهَّدَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ حِينَ جَلَسَ,
ثُمَّ قَالَ: أَمَّا بَعْدُ يَا عَائِشَةُ إِنَّهُ بَلَغَنِي عَنْكِ كَذَا وَكَذَا فَإِنْ كُنْتِ بَرِيئَةً فَسَيُبَرِّئُكِ اللَّهُ, وَإِنْ كُنْتِ أَلْمَمْتِ بِذَنْبٍ
فَاسْتَغْفِرِي اللَّهَ وَتُوبِي إِلَيْهِ, فَإِنَّ الْعَبْدَ إِذَا اعْتَرَفَ ثُمَّ تَابَ تَابَ اللَّهُ عَلَيْهِ", قَالَتْ: فَلَمَّا قَضَى رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ
عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَقَالَتَهُ قَلَصَ دَمْعِي حَتَّى مَا أُحِسُّ مِنْهُ قَطْرَةً, فَقُلْتُ لِأَبِي: أَجِبْ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَنِّي
فِيمَا قَالَ, فَقَالَ أَبِي: وَاللَّهِ مَا أَدْرِي مَا أَقُولُ لِرَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ, فَقُلْتُ لِأُمِّي: أَجِيبِي رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى
اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِيمَا قَالَ, قَالَتْ أُمِّي: وَاللَّهِ مَا أَدْرِي مَا أَقُولُ لِرَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ, فَقُلْتُ وَأَنَا جَارِيَةٌ
حَدِيثَةُ السِّنِّ لَا أَقْرَأُ مِنَ الْقُرْآنِ كَثِيرًا: إِنِّي وَاللَّهِ لَقَدْ عَلِمْتُ لَقَدْ سَمِعْتُمْ هَذَا الْحَدِيثَ حَتَّى اسْتَقَرَّ فِي أَنْفُسِكُمْ
وَصَدَّقْتُمْ بِهِ, فَلَئِنْ قُلْتُ لَكُمْ إِنِّي بَرِيئَةٌ لَا تُصَدِّقُونِي, وَلَئِنِ اعْتَرَفْتُ لَكُمْ بِأَمْرٍ وَاللَّهُ يَعْلَمُ أَنِّي مِنْهُ بَرِيئَةٌ,
لَتُصَدِّقُنِّي فَوَاللَّهِ لَا أَجِدُ لِي وَلَكُمْ مَثَلًا إِلَّا أَبَا يُوسُفَ حِينَ قَالَ: فَصَبْرٌ جَمِيلٌ وَاللَّهُ الْمُسْتَعَانُ عَلَى مَا تَصِفُونَ, ثُمَّ
تَحَوَّلْتُ وَاضْطَجَعْتُ عَلَى فِرَاشِي وَاللَّهُ يَعْلَمُ أَنِّي حِينَئِذٍ بَرِيئَةٌ, وَأَنَّ اللَّهَ مُبَرِّئِي بِبَرَاءَتِي, وَلَكِنْ وَاللَّهِ مَا كُنْتُ أَظُنُّ أَنَّ

اللهَ مُنْزِلٌ فِي شَأْنِي وَحْيًا يُتْلَى لَشَأْنِي فِي نَفْسِي كَانَ أَحْقَرَ مِنْ أَنْ يَتَكَلَّمَ اللَّهُ فِيَّ بِأَمْرٍ, وَلَكِنْ كُنْتُ أَرْجُو أَنْ يَرَى رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي النَّوْمِ رُؤْيَا يُبَرِّئُنِي اللَّهُ بِهَا, فَوَاللَّهِ مَا رَامَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَجْلِسَهُ وَلَا خَرَجَ أَحَدٌ مِنْ أَهْلِ الْبَيْتِ حَتَّى أُنْزِلَ عَلَيْهِ, فَأَخَذَهُ مَا كَانَ يَأْخُذُهُ مِنَ الْبُرَحَاءِ حَتَّى إِنَّهُ لَيَتَحَدَّرُ مِنْهُ مِنَ الْعَرَقِ مِثْلُ الْجُمَانِ, وَهُوَ فِي يَوْمٍ شَاتٍ مِنْ ثِقَلِ الْقَوْلِ الَّذِي أُنْزِلَ عَلَيْهِ, قَالَتْ: فَسُرِّيَ عَنْ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَهُوَ يَضْحَكُ فَكَانَتْ أَوَّلَ كَلِمَةٍ تَكَلَّمَ بِهَا أَنْ قَالَ: "يَا عَائِشَةُ أَمَّا اللَّهُ فَقَدْ بَرَّأَكِ", قَالَتْ: فَقَالَتْ لِي أُمِّي قُومِي إِلَيْهِ, فَقُلْتُ وَاللَّهِ لَا أَقُومُ إِلَيْهِ فَإِنِّي لَا أَحْمَدُ إِلَّا اللَّهَ عَزَّ وَجَلَّ, قَالَتْ: وَأَنْزَلَ اللَّهُ تَعَالَى إِنَّ الَّذِينَ جَاءُوا بِالإِفْكِ عُصْبَةٌ مِنْكُمْ سورة النور آية 11 الْعَشْرَ الْآيَاتِ, ثُمَّ أَنْزَلَ اللَّهُ هَذَا فِي بَرَاءَتِي, قَالَ أَبُو بَكْرٍ الصِّدِّيقُ: وَكَانَ يُنْفِقُ عَلَى مِسْطَحِ بْنِ أُثَاثَةَ لِقَرَابَتِهِ مِنْهُ وَفَقْرِهِ, وَاللَّهِ لَا أُنْفِقُ عَلَى مِسْطَحٍ شَيْئًا أَبَدًا بَعْدَ الَّذِي قَالَ لِعَائِشَةَ مَا قَالَ, فَأَنْزَلَ اللَّهُ: وَلا يَأْتَلِ أُولُو الْفَضْلِ مِنْكُمْ إِلَى قَوْلِهِ غَفُورٌ رَحِيمٌ سورة النور آية 22 قَالَ أَبُو بَكْرٍ الصِّدِّيقُ: بَلَى وَاللَّهِ إِنِّي لَأُحِبُّ أَنْ يَغْفِرَ اللَّهُ لِي فَرَجَعَ إِلَى مِسْطَحٍ النَّفَقَةَ الَّتِي كَانَ يُنْفِقُ عَلَيْهِ, وَقَالَ: وَاللَّهِ لَا أَنْزِعُهَا مِنْهُ أَبَدًا, قَالَتْ عَائِشَةُ: وَكَانَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ سَأَلَ زَيْنَبَ بِنْتَ جَحْشٍ عَنْ أَمْرِي, فَقَالَ لِزَيْنَبَ: "مَاذَا عَلِمْتِ أَوْ رَأَيْتِ؟" فَقَالَتْ: يَا رَسُولَ اللَّهِ أَحْمِي سَمْعِي وَبَصَرِي وَاللَّهِ مَا عَلِمْتُ إِلَّا خَيْرًا, قَالَتْ عَائِشَةُ: وَهِيَ الَّتِي كَانَتْ تُسَامِينِي مِنْ أَزْوَاجِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَعَصَمَهَا اللَّهُ بِالْوَرَعِ, قَالَتْ: وَطَفِقَتْ أُخْتُهَا حَمْنَةُ تُحَارِبُ لَهَا فَهَلَكَتْ فِيمَنْ هَلَكَ, قَالَ ابْنُ شِهَابٍ: فَهَذَا الَّذِي بَلَغَنِي مِنْ حَدِيثِ هَؤُلَاءِ الرَّهْطِ, ثُمَّ قَالَ عُرْوَةُ: قَالَتْ عَائِشَةُ: وَاللَّهِ إِنَّ الرَّجُلَ الَّذِي قِيلَ لَهُ مَا قِيلَ لَيَقُولُ سُبْحَانَ اللَّهِ, فَوَالَّذِي نَفْسِي بِيَدِهِ مَا كَشَفْتُ مِنْ كَنَفِ أُنْثَى قَطُّ, قَالَتْ: ثُمَّ قُتِلَ بَعْدَ ذَلِكَ فِي سَبِيلِ اللَّهِ.

ترجمہ: ہم سے عبدالعزیز بن عبداللہ اویسی نے بیان کیا‘ کہا ہم سے ابراہیم بن سعد نے بیان کیا‘ ان سے صالح بن کیسان نے‘ ان سے ابن شہاب نے بیان کیا‘ انہوں نے کہا کہ مجھ سے عروہ بن زبیر‘ سعید بن مسیب‘ علقمہ بن وقاص اور عبیداللہ بن عبداللہ بن عتبہ بن مسعود نے بیان کیا اور ان سے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی زوجہ مطہرہ عائشہ رضی اللہ عنہا نے کہ جب اہل افک (یعنی تہمت لگانے والوں) نے ان کے متعلق وہ سب کچھ کہا جو انہیں کہنا تھا (ابن شہاب نے بیان کیا کہ) تمام حضرات نے (جن چار حضرات کے نام انہوں نے روایت کے سلسلے میں لیے ہیں) مجھ سے عائشہ رضی اللہ عنہا کی حدیث کا ایک ایک ٹکڑا بیان کیا۔ یہ بھی تھا کہ ان میں سے بعض کو یہ

قصہ زیادہ بہتر طریقہ پر یاد تھا اور عمدگی سے یہ قصہ بیان کرتا تھا اور میں نے ان میں سے ہر ایک کی روایت یاد رکھی جو اس نے عائشہ رضی اللہ عنہا سے یاد رکھی تھی۔ اگرچہ بعض لوگوں کو دوسرے لوگوں کے مقابلے میں روایت زیادہ بہتر طریقہ پر یاد تھی۔ پھر بھی ان میں باہم ایک کی روایت دوسرے کی روایت کی تصدیق کرتی ہے۔ ان لوگوں نے بیان کیا کہ عائشہ رضی اللہ عنہا نے بیان کیا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جب سفر کا ارادہ کرتے تو ازواج مطہرات رضی اللہ عنہن کے درمیان قرعہ ڈالا کرتے تھے اور جس کا نام آتا تو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم انہیں اپنے ساتھ سفر میں لے جاتے۔ عائشہ رضی اللہ عنہا نے بیان کیا کہ ایک غزوہ کے موقع پر جب آپ نے قرعہ ڈالا تو میرا نام نکلا اور میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ سفر میں روانہ ہوئی۔ یہ واقعہ پردہ کے حکم کے نازل ہونے کے بعد کا ہے۔ چنانچہ مجھے ہودج سمیت اٹھا کر سوار کر دیا جاتا اور اسی کے ساتھ اتارا جاتا۔ اس طرح ہم روانہ ہوئے۔ پھر جب نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم اپنے اس غزوہ سے فارغ ہو گئے تو واپس ہوئے۔ واپسی میں اب ہم مدینہ کے قریب تھے (اور ایک مقام پر پڑاؤ تھا) جہاں سے آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے کوچ کا رات کے وقت اعلان کیا۔ کوچ کا اعلان ہو چکا تھا تو میں کھڑی ہوئی اور تھوڑی دور چل کر لشکر کے حدود سے آگے نکل گئی۔ پھر قضائے حاجت سے فارغ ہو کر میں اپنی سواری کے پاس پہنچی۔ وہاں پہنچ کر جو میں نے اپنا سینہ ٹٹولا تو ظفار (یمن کا ایک شہر) کے مہرہ کا بنا ہوا میرا ہار غائب تھا۔ اب میں پھر واپس ہوئی اور اپنا ہار تلاش کرنے لگی۔ اس تلاش میں دیر ہو گئی۔ انہوں نے بیان کیا کہ جو لوگ مجھے سوار کیا کرتے تھے وہ آئے اور میرے ہودج کو اٹھا کر انہوں نے میرے اونٹ پر رکھ دیا۔ جس پر میں سوار ہوا کرتی تھی۔ انہوں نے سمجھا کہ میں ہودج کے اندر ہی موجود ہوں۔ ان دنوں عورتیں بہت ہلکی پھلکی ہوتی تھیں۔ ان کے جسم میں زیادہ گوشت نہیں ہوتا تھا کیونکہ بہت معمولی خوراک انہیں ملتی تھی۔ اس لیے اٹھانے والوں نے جب اٹھایا تو ہودج کے ہلکے پن میں انہیں کوئی فرق معلوم نہیں ہوا۔ یوں بھی اس وقت میں ایک کم عمر لڑکی تھی۔ غرض اونٹ کو اٹھا کر وہ بھی روانہ ہو گئے۔ جب لشکر گزر گیا تو مجھے بھی اپنا ہار مل گیا۔ میں ڈیرے پر آئی تو وہاں کوئی بھی نہ تھا۔ نہ پکارنے والا نہ جواب دینے والا۔ اس لیے میں وہاں آئی جہاں میرا اصل ڈیرہ تھا۔ مجھے یقین تھا کہ جلد ہی میرے نہ ہونے کا انہیں علم ہو جائے گا اور مجھے لینے کے لیے وہ واپس لوٹ آئیں گے۔ اپنی جگہ پر بیٹھے بیٹھے میری آنکھ لگ گئی اور میں سو گئی۔ صفوان بن معطل سلمی الذکوانی رضی اللہ عنہ لشکر کے پیچھے پیچھے آ رہے تھے۔ (تاکہ لشکر کی کوئی چیز گم ہو گئی ہو تو وہ اٹھا لیں) انہوں نے ایک سوئے انسان کا سایہ دیکھا اور جب (قریب آ کر) مجھے دیکھا تو پہچان گئے پردہ سے پہلے وہ مجھے دیکھ چکے تھے۔ مجھے جب وہ پہچان گئے تو انا للہ پڑھنا شروع کیا اور ان کی آواز سے میں جاگ اٹھی اور فوراً اپنی چادر سے میں نے اپنا چہرہ چھپا لیا۔ اللہ کی قسم! میں نے ان سے ایک لفظ بھی

نہیں کہااور نہ سوا اناللہ کے میں نے ان کی زبان سے کوئی لفظ سنا۔ وہ سواری سے اتر گئے اور اسے انہوں نے بٹھا کر اس کی اگلی ٹانگ کو موڑ دیا (تا کہ بغیر کسی مدد کے ام المؤمنین اس پر سوار ہو سکیں) میں اٹھی اور اس پر سوار ہو گئی۔ اب وہ سواری کو آگے سے پکڑے ہوئے لے کر چلے۔ جب ہم لشکر کے قریب پہنچے تو ٹھیک دوپہر کا وقت تھا۔ لشکر پڑاؤ کئے ہوئے تھا۔ ام المؤمنین رضی اللہ عنہا نے بیان کیا کہ پھر جسے ہلاک ہونا تھا وہ ہلاک ہوا۔ اصل میں تہمت کا بیڑا عبداللہ بن ابی ابن سلول (منافق) نے اٹھا رکھا تھا۔ عروہ نے بیان کیا کہ مجھے معلوم ہوا کہ وہ اس تہمت کا چرچا کرتا اور اس کی مجلسوں میں اس کا تذکرہ ہوا کرتا۔ وہ اس کی تصدیق کرتا' خوب غور اور توجہ سے سنتا اور پھیلانے کے لیے خوب کھود کرید کرتا۔ عروہ نے پہلی سند کے حوالے سے یہ بھی کہا کہ حسان بن ثابت' مسطح بن اثاثہ اور حمنہ بنت جحش کے سوا تہمت لگانے میں شریک کسی کا بھی نام نہیں لیا کہ مجھے ان کا علم ہوتا۔ اگرچہ اس میں شریک ہونے والے بہت سے تھے۔ جیسا کہ اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا (کہ جن لوگوں نے تہمت لگائی ہے وہ بہت سے ہیں) لیکن اس معاملہ میں سب سے بڑھ چڑھ کر حصہ لینے والا عبداللہ بن ابی ابن سلول تھا۔ عروہ نے بیان کیا کہ عائشہ اس پر بڑی خفگی کا اظہار کرتی تھیں۔ اگر ان کے سامنے حسان بن ثابت رضی اللہ عنہ کو برا بھلا کہا جاتا' آپ فرماتیں کہ یہ شعر حسان ہی نے کہا ہے کہ ''میرے والد اور میرے والد کے والد اور میری عزت' محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی عزت کی حفاظت کے لیے تمہارے سامنے ڈھال بنی رہیں گی۔'' عائشہ رضی اللہ عنہا نے بیان کیا کہ پھر ہم مدینہ پہنچ گئے اور وہاں پہنچتے ہی میں بیمار ہو گئی تو ایک مہینے تک بیمار ہی رہی۔ اس عرصہ میں لوگوں میں تہمت لگانے والوں کی افواہوں کا بڑا چرچا رہا لیکن میں ایک بات بھی نہیں سمجھ رہی تھی البتہ اپنے مرض کے دوران ایک چیز سے مجھے بڑا شبہ ہوتا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی وہ محبت و عنایت میں نہیں محسوس کرتی تھی جس کو پہلے جب بھی بیمار ہوتی میں دیکھ چکی تھی۔ آپ میرے پاس تشریف لاتے' سلام کرتے اور دریافت فرماتے کیسی طبیعت ہے؟ صرف اتنا پوچھ کر واپس تشریف لے جاتے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے اس طرز عمل سے مجھے شبہ ہوتا تھا۔ لیکن شر (جو پھیل چکا تھا) اس کا مجھے کوئی احساس نہیں تھا۔ مرض سے جب افاقہ ہوا تو میں ام مسطح کے ساتھ مناصع کی طرف گئی۔ مناصع (مدینہ کی آبادی سے باہر) ہمارے رفع حاجت کی جگہ تھی۔ ہم یہاں صرف رات کے وقت جاتے تھے۔ یہ اس سے پہلے کی بات ہے۔ جب بیت الخلاء ہمارے گھروں کے قریب بن گئے تھے۔ ام المؤمنین نے بیان کیا کہ ابھی ہم عرب قدیم کے طریقے پر عمل کرتے اور میدان میں رفع حاجت کے لیے جایا کرتے تھے اور ہمیں اس سے تکلیف ہوتی تھی کہ بیت الخلاء ہمارے گھروں کے قریب بنائے جائیں۔ انہوں نے بیان کیا کہ الغرض میں اور ام مسطح (رفع حاجت کے لیے) گئے۔ ام مسطح ابی رہم بن عبد المطلب بن عبد مناف کی بیٹی ہیں۔ ان

کی والدہ صخر بن عامر کی بیٹی ہیں اور وہ ابوبکر رضی اللہ عنہ کی خالہ تھیں۔ انہی کے بیٹے مسطح بن اثاثہ بن عباد بن مطلب رضی اللہ عنہ ہیں۔ پھر میں اور ام مسطح حاجت سے فارغ ہو کر اپنے گھر کی طرف واپس آ رہے تھے کہ ام مسطح اپنی چادر میں الجھ گئیں اور ان کی زبان سے نکلا کہ مسطح ذلیل ہو۔ میں نے کہا' آپ نے بری بات زبان سے نکالی' ایک ایسے شخص کو آپ برا کہہ رہی ہیں جو بدر کی لڑائی میں شریک ہو چکا ہے۔ انہوں نے اس پر کہا کیوں مسطح کی باتیں تم نے نہیں سنیں؟ ام المؤمنین نے بیان کیا کہ میں نے پوچھا کہ انہوں نے کیا کہا ہے؟ بیان کیا' پھر انہوں نے تہمت لگانے والوں کی باتیں سنائیں۔ بیان کیا کہ ان باتوں کو سن کر میرا مرض اور بڑھ گیا۔ جب میں اپنے گھر واپس آئی تو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم میرے پاس تشریف لائے اور سلام کے بعد دریافت فرمایا کہ کیسی طبیعت ہے؟ میں نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے عرض کیا کہ کیا آپ مجھے اپنے والدین کے گھر جانے کی اجازت مرحمت فرمائیں گے؟ ام المؤمنین نے بیان کیا کہ میرا ارادہ یہ تھا کہ ان سے اس خبر کی تصدیق کروں گی۔ انہوں نے بیان کیا کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھے اجازت دے دی۔ میں نے اپنی والدہ سے (گھر جا کر) پوچھا کہ آخر لوگوں میں کس طرح کی افواہیں ہیں؟ انہوں نے فرمایا کہ بیٹی! فکر نہ کر' اللہ کی قسم! ایسا شاید ہی کہیں ہوا ہو کہ ایک خوبصورت عورت کسی ایسے شوہر کے ساتھ ہو جو اس سے محبت بھی رکھتا ہو اور اس کی سوکنیں بھی ہوں اور پھر اس پر تہمتیں نہ لگائی گئی ہوں۔ اس کی عیب جوئی نہ کی گئی ہو۔ ام المؤمنین نے بیان کیا کہ میں نے اس پر کہا کہ سبحان اللہ (میری سوکنوں سے اس کا کیا تعلق) اس کا تو عام لوگوں میں چرچا ہے۔ انہوں نے بیان کیا کہ ادھر پھر جو میں نے رونا شروع کیا تو رات بھر روتی رہی اسی طرح صبح ہو گئی اور میرے آنسو کسی طرح نہ تھمتے تھے اور نہ نیند ہی آتی تھی۔ بیان کیا کہ ادھر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ اور اسامہ بن زید رضی اللہ عنہما کو اپنی بیوی کو علیحدہ کرنے کے متعلق مشورہ کرنے کے لیے بلایا کیونکہ اس سلسلے میں اب تک آپ پر وحی نازل نہیں ہوئی تھی۔ بیان کیا کہ اسامہ رضی اللہ عنہ نے تو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو اسی کے مطابق مشورہ دیا جو وہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی بیوی (مراد خود اپنی ذات سے ہے) کی پاکیزگی اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی ان سے محبت کے متعلق جانتے تھے۔ چنانچہ انہوں نے کہا کہ آپ کی بیوی میں مجھے خیر و بھلائی کے سوا اور کچھ معلوم نہیں ہے لیکن علی رضی اللہ عنہ نے کہا: یا رسول اللہ! اللہ تعالیٰ نے آپ پر کوئی تنگی نہیں رکھی ہے اور عورتیں بھی ان کے علاوہ بہت ہیں۔ آپ ان کی باندی (بریرہ رضی اللہ عنہا) سے بھی دریافت فرما لیں وہ حقیقت حال بیان کر دے گی۔ بیان کیا کہ پھر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے بریرہ رضی اللہ عنہا کو بلایا اور ان سے دریافت فرمایا کہ کیا تم نے کوئی ایسی بات دیکھی ہے جس سے تمہیں (عائشہ پر) شبہ ہوا ہو۔ بریرہ رضی اللہ عنہا نے کہا: اس ذات کی قسم! جس نے آپ کو حق کے ساتھ

مبعوث کیا۔ میں نے ان کے اندر کوئی ایسی چیز نہیں دیکھی جو بری ہو۔ اتنی بات ضرور ہے کہ وہ ایک نو عمر لڑکی ہیں' آٹا گوندھ کر سو جاتی ہیں اور بکری آ کر اسے کھا جاتی ہے۔ انہوں نے بیان کیا کہ اس دن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے صحابہ رضی اللہ عنہم کو خطاب کیا اور منبر پر کھڑے ہو کر عبداللہ بن ابی (منافق) کا معاملہ رکھا۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ اے گروہ مسلمین! اس شخص کے بارے میں میری کون مدد کرے گا جس کی اذیتیں اب میری بیوی کے معاملے تک پہنچ گئی ہیں۔ اللہ کی قسم کہ میں نے اپنی بیوی میں خیر کے سوا اور کوئی چیز نہیں دیکھی اور نام بھی ان لوگوں نے ایک ایسے شخص (صفوان بن معطل رضی اللہ عنہ جو ام المؤمنین کو اپنے اونٹ پر لائے تھے) کا لیا ہے جس کے بارے میں بھی میں خیر کے سوا اور کچھ نہیں جانتا۔ وہ جب بھی میرے گھر آئے تو میرے ساتھ ہی آئے۔ ام المؤمنین رضی اللہ عنہا نے بیان کیا کہ اس پر سعد بن معاذ رضی اللہ عنہ قبیلہ بنو اسہل کے ہم رشتہ کھڑے ہوئے اور عرض کیا میں، یا رسول اللہ! آپ کی مدد کروں گا۔ اگر وہ شخص قبیلہ اوس کا ہوا تو میں اس کی گردن مار دوں گا اور اگر وہ ہمارے قبیلہ کا ہو آپ کا اس کے متعلق بھی جو حکم ہو گا ہم بجا لائیں گے۔ ام المؤمنین نے بیان کیا کہ اس پر قبیلہ خزرج کے ایک صحابی کھڑے ہوئے۔ حسان کی والدہ ان کی چچازاد بہن تھیں یعنی سعد بن عبادہ رضی اللہ عنہ وہ قبیلہ خزرج کے سردار تھے اور اس سے پہلے بڑے صالح اور مخلصین میں تھے لیکن آج قبیلہ کی حمیت ان پر غالب آ گئی۔ انہوں نے سعد رضی اللہ عنہ کو مخاطب کر کے کہا: اللہ کی قسم! تم جھوٹے ہو' تم اسے قتل نہیں کر سکتے، اور نہ تمہارے اندر اتنی طاقت ہے۔ اگر وہ تمہارے قبیلہ کا ہوتا تو تم اس کے قتل کا نام نہ لیتے۔ اس کے بعد اسید بن حضیر رضی اللہ عنہ جو سعد بن عبادہ رضی اللہ عنہ کے چچیرے بھائی تھے کھڑے ہوئے اور سعد بن عبادہ رضی اللہ عنہ کو مخاطب کر کے کہا: اللہ کی قسم! تم جھوٹے ہو' ہم اسے ضرور قتل کریں گے۔ اب اس میں شبہ نہیں رہا کہ تم بھی منافق ہو' تم منافقوں کی طرف سے مدافعت کرتے ہو۔ اتنے میں اوس و خزرج کے دونوں قبیلے بھڑک اٹھے اور ایسا معلوم ہوتا تھا کہ آپس ہی میں لڑ پڑیں گے۔ اس وقت تک رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم منبر پر ہی تشریف فرما تھے۔ ام المؤمنین عائشہ رضی اللہ عنہا نے بیان کیا کہ پھر آپ صلی اللہ علیہ وسلم سب کو خاموش کرانے لگے۔ سب حضرات چپ ہو گئے اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم بھی خاموش ہو گئے۔ ام المؤمنین عائشہ رضی اللہ عنہا نے بیان کیا کہ میں اس روز پورا دن روتی رہی۔ نہ میرا آنسو تھمتا تھا اور نہ آنکھ لگتی تھی۔ بیان کیا کہ صبح کے وقت میرے والدین میرے پاس آئے۔ دو راتیں اور ایک دن میرا روتے ہوئے گزر گیا تھا۔ اس پورے عرصہ میں نہ میرا آنسو رکا اور نہ نیند آئی۔ ایسا معلوم ہوتا تھا کہ روتے روتے میرا کلیجہ پھٹ جائے گا۔ ابھی میرے والدین میرے پاس ہی بیٹھے ہوئے تھے اور میں روئے جا رہی تھی کہ قبیلہ انصار کی ایک خاتون نے اندر آنے کی اجازت

چاہی۔ میں نے انہیں اجازت دے دی اور وہ بھی میرے ساتھ بیٹھ کر رونے لگیں۔ بیان کیا کہ ہم ابھی اسی حالت میں تھے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تشریف لائے۔ آپ نے سلام کیا اور بیٹھ گئے۔ بیان کیا کہ جب سے مجھ پر تہمت لگائی گئی تھی، آپ صلی اللہ علیہ وسلم میرے پاس نہیں بیٹھے تھے۔ ایک مہینہ گزر گیا تھا اور میرے بارے میں آپ کو وحی کے ذریعہ کوئی اطلاع نہیں دی گئی تھی۔ بیان کیا کہ بیٹھنے کے بعد آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے کلمہ شہادت پڑھا پھر فرمایا ''امابعد'' اے عائشہ! مجھے تمہارے بارے میں اس اس طرح کی خبریں ملی ہیں، اگر تم واقعی اس معاملہ میں پاک وصاف ہو تو اللہ تمہاری پاکی خود بیان کر دے گا لیکن اگر تم نے کسی گناہ کا قصد کیا تھا تو اللہ کی مغفرت چاہو اور اس کے حضور میں توبہ کرو کیونکہ بندہ جب (اپنے گناہوں کا) اعتراف کر لیتا ہے اور پھر اللہ کی بارگاہ میں توبہ کرتا ہے تو اللہ تعالیٰ اس کی توبہ قبول کر لیتا ہے۔ ام المؤمنین عائشہ رضی اللہ عنہا نے بیان کیا کہ جب آپ صلی اللہ علیہ وسلم اپنا کلام پورا کر چکے تو میرے آنسو اس طرح خشک ہو گئے کہ ایک قطرہ بھی محسوس نہیں ہوتا تھا۔ میں نے پہلے اپنے والد سے کہا کہ میری طرف سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو ان کے کلام کا جواب دیں۔ والد نے فرمایا: اللہ کی قسم! میں کچھ نہیں جانتا کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے مجھے کیا کہنا چاہیے۔ پھر میں نے اپنی والدہ سے کہا کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے جو کچھ فرمایا ہے وہ اس کا جواب دیں۔ والدہ نے بھی یہی کہا۔ اللہ کی قسم! مجھے کچھ نہیں معلوم کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے مجھے کیا کہنا چاہیے۔ اس لیے میں نے خود ہی عرض کیا۔ حالانکہ میں بہت کم عمر لڑکی تھی اور قرآن مجید بھی میں نے زیادہ نہیں پڑھا تھا کہ اللہ کی قسم! مجھے بھی معلوم ہوا ہے کہ آپ لوگوں نے اس طرح کی افواہوں پر کان دھرا اور بات آپ لوگوں کے دلوں میں اتر گئی اور آپ لوگوں نے اس کی تصدیق کی۔ اب اگر میں یہ کہوں کہ میں اس تہمت سے بری ہوں تو آپ لوگ میری تصدیق نہیں کریں گے اگر اور اس گناہ کا اقرار کر لوں اور اللہ تعالیٰ خوب جانتا ہے کہ میں اس سے بری ہوں تو آپ لوگ اس کی تصدیق کرنے لگ جائیں گے۔ پس اللہ کی قسم! میری اور لوگوں کی مثال یوسف علیہ السلام کے والد جیسی ہے۔ جب انہوں نے کہا تھا «فصبر جميل والله المستعان على ما تصفون» (یوسف: 18) ''پس صبر جمیل بہتر ہے اور اللہ ہی کی مدد درکار ہے اس بارے میں جو کچھ تم کہہ رہے ہو'' پھر میں نے اپنا رخ دوسری طرف کر لیا اور اپنے بستر پر لیٹ گئی۔ اللہ خوب جانتا تھا کہ میں اس معاملہ میں قطعاً بری تھی اور وہ خود میری برات ظاہر کرے گا۔ کیونکہ میں واقعی بری تھی لیکن اللہ کی قسم! مجھے اس کا کوئی وہم و گمان بھی نہ تھا کہ اللہ تعالیٰ وحی کے ذریعہ قرآن مجید میں میرے معاملے کی صفائی اتارے گا کیونکہ میں اپنے کو اس سے بہت کمتر سمجھتی تھی کہ اللہ تعالیٰ میرے معاملہ میں خود کوئی کلام فرمائے، مجھے تو صرف اتنی امید تھی کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کوئی خواب دیکھیں گے جس کے ذریعہ اللہ تعالیٰ میری

برات کر دے گا لیکن اللہ کی قسم ! ابھی نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم مجلس سے اٹھے بھی نہیں تھے اور نہ اور کوئی گھر کا آدمی وہاں سے اٹھا تھا کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم پر وحی نازل ہونی شروع ہوئی اور آپ پر وہ کیفیت طاری ہوئی جو وحی کی شدت میں طاری ہوتی تھی۔ موتیوں کی طرح پسینے کے قطرے آپ کے چہرے سے گرنے لگے۔ حالانکہ سردی کا موسم تھا۔ یہ اس وحی کی وجہ سے تھا جو آپ پر نازل ہو رہی تھی۔

ام المؤمنین رضی اللہ عنہا نے بیان کیا کہ پھر آپ کی وہ کیفیت ختم ہوئی تو آپ تبسم فرما رہے تھے۔ سب سے پہلا کلمہ جو آپ کی زبان مبارک سے نکلا وہ یہ تھا۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اے عائشہ ! اللہ نے تمہاری برات نازل کر دی ہے۔ انہوں نے بیان کیا کہ اس پر میری والدہ نے کہا کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے کھڑی ہو جاؤ۔ میں نے کہا' نہیں اللہ کی قسم ! میں آپ کے سامنے نہیں کھڑی ہوں گی۔ میں اللہ عزوجل کے سوا اور کسی کی حمد و ثنا نہیں کروں گی (کہ اسی نے میری برات نازل کی ہے) بیان کیا کہ اللہ تعالیٰ نے نازل فرمایا «إن الذين جاءوا بالإفك» ”جو لوگ تہمت تراشی میں شریک ہوئے ہیں“ دس آیتیں اس سلسلہ میں نازل فرمائیں۔

جب اللہ تعالیٰ نے (سورۃ النور میں) یہ آیتیں میری برات کے لیے نازل فرمائیں تو ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ (جو مسطح بن اثاثہ کے اخراجات' ان سے قرابت اور ان کی محتاجی کی وجہ سے خود اٹھاتے تھے) نے کہا: اللہ کی قسم ! مسطح نے جب عائشہ کے متعلق اس طرح کی تہمت تراشی میں حصہ لیا تو میں اس پر اب کبھی کچھ خرچ نہیں کروں گا۔ اس پر اللہ تعالیٰ نے یہ آیت نازل کی «ولا يأتل أولو الفضل منكم» یعنی ”اہل فضل اور اہل ہمت قسم نہ کھائیں“ سے «غفور رحيم» تک (کیونکہ مسطح رضی اللہ عنہ یا دوسرے مومنین کی اس میں شرکت محض غلط فہمی کی بنا پر تھی)۔ چنانچہ ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے کہا کہ اللہ کی قسم ! میری تمنا ہے کہ اللہ تعالیٰ مجھے اس کہنے پر معاف کر دے اور مسطح کو جو کچھ دیا کرتے تھے' اسے پھر دینے لگے اور کہا کہ اللہ کی قسم ! اب اس وظیفہ کو میں کبھی بند نہیں کروں گا۔

عائشہ رضی اللہ عنہا نے بیان کیا کہ میرے معاملے میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ام المؤمنین زینب بنت جحش رضی اللہ عنہا سے بھی مشورہ کیا تھا۔ آپ نے ان سے پوچھا کہ عائشہ کے متعلق کیا معلومات ہیں تمہیں یا ان میں تم نے کیا چیز دیکھی ہے ؟ انہوں نے عرض کیا: یا رسول اللہ ! میں اپنی آنکھوں اور کانوں کو محفوظ رکھتی ہوں (کہ ان کی طرف خلاف واقعہ نسبت کروں) اللہ کی قسم ! میں ان کے بارے میں خیر کے سوا اور کچھ نہیں جانتی۔ عائشہ رضی اللہ عنہا نے بیان کیا کہ زینب ہی تمام ازواج مطہرات میں میرے مقابل کی تھیں لیکن اللہ تعالیٰ نے ان کے تقویٰ اور پاکبازی کی وجہ سے انہیں محفوظ رکھا۔ بیان کیا کہ البتہ ان کی بہن حمنہ نے غلط راستہ اختیار کیا اور ہلاک ہونے والوں کے ساتھ وہ بھی ہلاک ہوئی تھیں۔ ابن شہاب نے بیان کیا کہ یہی تھی وہ تفصیل اس حدیث کی جو ان اکابر کی طرف سے مجھ تک پہنچی

تھی۔ پھر عروہ نے بیان کیا کہ عائشہ رضی اللہ عنہا نے بیان کیا کہ اللہ کی قسم! جن صحابی کے ساتھ یہ تہمت لگائی گئی تھی وہ (اپنے پر اس تہمت کو سن کر) کہتے، سبحان اللہ، اس ذات کی قسم! جس کے ہاتھ میں میری جان ہے، میں نے آج تک کسی عورت کا پردہ نہیں کھولا۔ ام المؤمنین رضی اللہ عنہا نے بیان کیا کہ پھر اس واقعہ کے بعد وہ اللہ کے راستے میں شہید ہو گئے تھے۔

(صحیح بخاری جلد دوم ابواب المغازی حدیث نمبر 1305 صفحہ نمبر 598، انٹر نیشنل نمبر 4141)

حدیث:

حَدَّثَنَا عُثْمَانُ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ, حَدَّثَنَا عَبْدَةُ, عَنْ هِشَامٍ, عَنْ أَبِيهِ, قَالَ: ذَهَبْتُ أَسُبُّ حَسَّانَ عِنْدَ عَائِشَةَ, فَقَالَتْ: لَا تَسُبَّهُ فَإِنَّهُ كَانَ يُنَافِحُ عَنْ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ, وَقَالَتْ عَائِشَةُ: اسْتَأْذَنَ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي هِجَاءِ الْمُشْرِكِينَ, قَالَ: "كَيْفَ بِنَسَبِي؟" قَالَ: لَأَسُلَّنَّكَ مِنْهُمْ كَمَا تُسَلُّ الشَّعَرَةُ مِنَ الْعَجِينِ. حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عُقْبَةَ, حَدَّثَنَا عُثْمَانُ بْنُ فَرْقَدٍ, سَمِعْتُ هِشَامًا, عَنْ أَبِيهِ, قَالَ: سَبَبْتُ حَسَّانَ وَكَانَ مِمَّنْ كَثَّرَ عَلَيْهَا.

ترجمہ: ہم سے عثمان بن ابی شیبہ نے بیان کیا، کہا ہم سے عبدہ بن سلیمان نے بیان کیا، ان سے ہشام نے، ان سے ان کے والد نے بیان کیا کہ میں عائشہ رضی اللہ عنہا کے سامنے حسان بن ثابت رضی اللہ عنہ کو برا کہنے لگا تو انہوں نے کہا کہ انہیں برا نہ کہو، کیونکہ وہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف سے کفار کو جواب دیتے تھے اور عائشہ رضی اللہ عنہا نے بیان کیا کہ انہوں نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے مشرکین قریش کی ہجو کہنے کی اجازت چاہی تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ پھر میرے نسب کا کیا ہوگا؟ حسان رضی اللہ عنہ نے کہا کہ میں آپ کو ان سے اس طرح الگ کر لوں گا جیسے بال گندھے ہوئے آٹے سے کھینچ لیا جاتا ہے۔ اور محمد بن عقبہ (امام بخاری رحمہ اللہ کے شیخ) نے بیان کیا، ہم سے عثمان بن فرقد نے بیان کیا، کہا میں نے ہشام سے سنا، انہوں نے اپنے والد سے، انہوں نے بیان کیا کہ میں نے حسان بن ثابت رضی اللہ عنہ کو برا بھلا کہا کیونکہ انہوں نے بھی عائشہ رضی اللہ عنہا پر تہمت لگانے میں بہت حصہ لیا تھا۔

(صحیح بخاری جلد دوم ابواب المغازی حدیث نمبر 1309 صفحہ نمبر 605، انٹر نیشنل نمبر 4145)

حدیث:

حَدَّثَنِي بِشْرُ بْنُ خَالِدٍ, أَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ جَعْفَرٍ, عَنْ شُعْبَةَ, عَنْ سُلَيْمَانَ, عَنْ أَبِي الضُّحَى, عَنْ مَسْرُوقٍ, قَالَ: "دَخَلْنَا عَلَى عَائِشَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهَا وَعِنْدَهَا حَسَّانُ بْنُ ثَابِتٍ يُنْشِدُهَا شِعْرًا يُشَبِّبُ بِأَبْيَاتٍ لَهُ وَقَالَ: حَصَانٌ رَزَانٌ مَا تُزَنُّ بِرِيبَةٍ وَتُصْبِحُ غَرْثَى مِنْ لُحُومِ الْغَوَافِلِ فَقَالَتْ لَهُ عَائِشَةُ: لَكِنَّكَ لَسْتَ كَذَلِكَ, قَالَ مَسْرُوقٌ: فَقُلْتُ لَهَا: لِمَ تَأْذَنِينَ لَهُ أَنْ يَدْخُلَ عَلَيْكِ وَقَدْ قَالَ اللَّهُ تَعَالَى: وَالَّذِي تَوَلَّى كِبْرَهُ مِنْهُمْ لَهُ عَذَابٌ عَظِيمٌ سورة النور آية 11 فَقَالَتْ: وَأَيُّ عَذَابٍ أَشَدُّ مِنَ الْعَمَى, قَالَتْ لَهُ: إِنَّهُ كَانَ يُنَافِحُ أَوْ يُهَاجِي عَنْ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ.

ترجمہ: مجھ سے بشر بن خالد نے بیان کیا، ہم کو محمد بن جعفر نے خبر دی، انہیں شعبہ نے، انہیں سلیمان نے، انہیں ابوالضحیٰ نے اور ان سے مسروق نے بیان کیا کہ ہم عائشہ رضی اللہ عنہا کی خدمت میں حاضر ہوئے تو ان کے یہاں حسان بن ثابت رضی اللہ عنہ موجود تھے اور ام المؤمنین رضی اللہ عنہا کو اپنے اشعار سنا رہے تھے۔ ایک شعر تھا جس کا ترجمہ یہ ہے۔ وہ سنجیدہ اور پاک دامن ہیں جس پر کبھی تہمت نہیں لگائی گئی، وہ ہر صبح بھوکی ہو کر نادان بہنوں کا گوشت نہیں کھاتی۔ اس پر عائشہ رضی اللہ عنہا نے کہا لیکن تم تو ایسے نہیں ثابت ہوئے۔ مسروق نے بیان کیا کہ پھر میں نے عائشہ رضی اللہ عنہا سے عرض کیا، آپ انہیں اپنے یہاں آنے کی اجازت کیوں دیتی ہیں۔ جبکہ اللہ تعالیٰ ان کے متعلق فرما چکا ہے «والذی تولی کبرہ منھم لہ عذاب عظیم» ”اور ان میں وہ شخص جو تہمت لگانے میں سب سے زیادہ ذمہ دار ہے اس کے لیے بڑا عذاب ہوگا۔“ اس پر ام المؤمنین نے فرمایا کہ نابینا ہو جانے سے سخت عذاب اور کیا ہوگا (حسان رضی اللہ عنہ کی بصارت آخر عمر میں چلی گئی تھی) عائشہ رضی اللہ عنہا نے ان سے کہا کہ حسان رضی اللہ عنہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی حمایت کیا کرتے تھے۔

(صحیح بخاری جلد دوم ابواب المغازی حدیث نمبر 1310 صفحہ نمبر 605، انٹرنیشنل نمبر 4146)

حضور صلی اللہ علیہ والہ وسلم کے زمانے میں کچھ لوگوں نے کسی پاکدامن عورت پر جھوٹا الزام لگا دیا تھا، قرآن نے اس واقعہ کا ذکر کر کے مومنوں کو چند ضروری ہدایات دیں جن کا ذکر سورۃ النور کی آیات 11 تا 19 میں ہے۔ احادیث کی رُو سے مذکورہ بالا الزام حضرت عائشہ

صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا پر لگایا گیا تھا لیکن قرآن میں یہ کہیں نہیں لکھا ہوا۔ اس واقعے کو حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے منسوب کرنا بذاتِ خود ایک الزام تراشی ہے لہٰذا اس سے اجتناب کرنا چاہیے۔

حدیث نمبر 1305 میں آگے چل کر صحابہ کرام رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین کی ایک گفتگو پیش کی گئی ہے جس میں وہ ایک دوسرے پر الزام تراشی کر رہے ہیں۔ ملاحظہ کیجیے :

"اس پر حضرت اسید بن حضیر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کھڑے ہو گئے جو حضرت سعد بن معاذ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے چچازاد بھائی تھے۔ پس انہوں نے حضرت سعد بن عبادہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے کہا کہ آپ غلط کہہ رہے ہیں، ہم اسے ضرور قتل کریں گے اور معلوم ہو گیا کہ آپ بھی منافق ہیں، اسی لیے تو منافقوں کا دفاع کر رہے ہیں، اس پر قبیلہ اوس اور قبیلہ خزرج کے لوگ ایک دوسرے کے مقابل تن گئے اور خطرہ پیدا ہو گیا تھا کہ کہیں آپس میں دست و گریبان نہ ہو جائیں۔"

(صحیح بخاری جلد دوم ابواب المغازی حدیث نمبر 1305 صفحہ نمبر 598، انٹرنیشنل نمبر 4141)

☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆

باب نمبر۔52

صحیح بخاری کے مطابق

صحابہؓ جھگڑالو تھے

قرآن کے مطابق

صحابہؓ آپس میں رحمدل اور نرم خُو تھے

قرآنِ مجید میں صحابہ کرام رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین کے بارے میں ہے :

قرآن:

مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰہِ ط وَالَّذِیْنَ مَعَہٗٓ اَشِدَّآءُ عَلَی الْکُفَّارِ رُحَمَآءُ بَیْنَھُمْ (29/48)

”محمد،اللہ کے رسول ہیں اور جو لوگ ان کے ساتھ ہیں وہ کافروں پر بڑے سخت ہیں،آپس میں رحم دل ہیں۔“

{سورۃ الفتح سورہ نمبر 48 آیت نمبر 29}

قرآن:

وَاَلَّفَ بَیْنَ قُلُوْبِھِمْ ط لَوْ اَنْفَقْتَ مَا فِی الْاَرْضِ جَمِیْعًا مَّآ اَلَّفْتَ بَیْنَ قُلُوْبِھِمْ وَلٰکِنَّ اللّٰہَ اَلَّفَ بَیْنَھُمْ ط اِنَّہٗ عَزِیْزٌ حَکِیْمٌ (63/8)

ترجمہ: ”اور الفت ڈال دی ان کے دلوں میں، اگر تم سب کچھ خرچ کر دیتے جو زمین میں ہے ان کے دلوں میں الفت نہ ڈال سکتے تھے لیکن اللہ نے ان کے درمیان الفت ڈال دی، بے شک وہ غالب حکمت والا ہے۔“

(سورۃ الانفال سورہ نمبر 8 آیت نمبر 63)

قرآن:

وَاذْكُرُوْا نِعْمَتَ اللّٰهِ عَلَيْكُمْ اِذْ كُنْتُمْ اَعْدَآءً فَاَلَّفَ بَيْنَ قُلُوْبِكُمْ فَاَصْبَحْتُمْ بِنِعْمَتِهٖٓ اِخْوَانًا ج (103/3)

ترجمہ: ”اور اپنے اوپر اللہ کی نعمت یاد کرو جب تم ایک دوسرے کے دشمن تھے تو اُس نے تمہارے دلوں میں الفت ڈال دی تو تم اس کے فضل سے بھائی بھائی ہو گئے۔“

{سورۃ آلِ عمران سورہ نمبر 3 آیت نمبر 103}

قرآن:

اِنَّمَا الْمُؤْمِنُوْنَ اِخْوَةٌ (10/49)

”سب مومن بھائی بھائی ہیں۔“

{سورۃ الحجرات سورہ نمبر 49 آیت نمبر 10}

قرآن:

اِنَّ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ سَيَجْعَلُ لَهُمُ الرَّحْمٰنُ وُدًّا (96/19)

”بے شک جو لوگ ایمان لائے اور انہوں نے نیک عمل کیے، رحمٰن ان میں محبت پیدا کر دے گا۔“

{سورۃ مریم سورہ نمبر 19 آیت نمبر 96}

صحابہ کرام رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین کے بارے میں قرآن کی مندرجہ بالاآیات میں آپ نے پڑھا کہ یہ آپس میں بڑے رحمدل تھے، ایک دوسرے سے محبت کرتے تھے۔اس بات کی گواہی کون دے رہا ہے......خود خُدا... لیکن یہ حدیث کیسے صحیح تسلیم کی جاسکتی ہے جس میں ثابت کیا جارہا ہے کہ صحابہ کرام رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین آپس میں کدورت، بغض اور عناد رکھتے تھے۔حدیث ملاحظہ کیجیے :

حدیث:

حَدَّثَنِي أَحْمَدُ بْنُ عُثْمَانَ، حَدَّثَنَا شُرَيْحُ بْنُ مَسْلَمَةَ، حَدَّثَنَا إِبْرَاهِيمُ بْنُ يُوسُفَ بْنِ إِسْحَاقَ بْنِ أَبِي إِسْحَاقَ، حَدَّثَنِي أَبِي، عَنْ أَبِي إِسْحَاقَ، سَمِعْتُ الْبَرَاءَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ، بَعَثَنَا رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَعَ خَالِدِ بْنِ الْوَلِيدِ إِلَى الْيَمَنِ، قَالَ: ثُمَّ بَعَثَ عَلِيًّا بَعْدَ ذَلِكَ مَكَانَهُ، فَقَالَ: "مُرْ أَصْحَابَ خَالِدٍ مَنْ شَاءَ مِنْهُمْ أَنْ يُعَقِّبَ مَعَكَ فَلْيُعَقِّبْ، وَمَنْ شَاءَ فَلْيُقْبِلْ"، فَكُنْتُ فِيمَنْ عَقَّبَ مَعَهُ، قَالَ: فَغَنِمْتُ أَوَاقٍ ذَوَاتِ عَدَدٍ.

ترجمہ:" حضرت بریرہ بن حصیب رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو حضرت خالد رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے خمس کا مال لینے کیلئے بھیجا اور میں حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے کدورت رکھتا تھا، کیونکہ انہوں نے غسل کیا تھا، میں نے حضرت خالد رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے بھی اس کا ذکر کیا کہ کیا آپ اس کی طرف نہیں دیکھتے؟ جب ہم نبی کریم صلی اللہ علیہ والہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئے تو میں نے آپ کے حضور یہ بات عرض کر دی۔آپ نے فرمایا، اے بریرہ! کیا تم علی (رضی اللہ تعالیٰ عنہ) سے کدورت رکھتے ہو؟ میں نے اثبات میں جواب دیا تو آپ نے فرمایا، علی (رضی اللہ تعالیٰ عنہ) سے کدورت نہ رکھو کیونکہ خمس میں ان کا حصہ تو اس سے بھی زیادہ ہے۔"

(صحیح بخاری جلد دوم ابواب المغازی حدیث نمبر 1479 صفحہ نمبر 680، انٹرنیشنل نمبر 4349)

ایک اور حدیث میں ہے :

حدیث:

حَدَّثَنَا آدَمُ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ، حَدَّثَنَا قَتَادَةُ قَالَ: سَمِعْتُ زُرَارَةَ بْنَ أَوْفَى، عَنْ عِمْرَانَ بْنِ حُصَيْنٍ، أَنَّ رَجُلًا عَضَّ يَدَ رَجُلٍ، فَنَزَعَ يَدَهُ مِنْ فَمِهِ، فَوَقَعَتْ ثَنِيَّتَاهُ، فَاخْتَصَمُوا إِلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، فَقَالَ: "يَعَضُّ أَحَدُكُمْ أَخَاهُ كَمَا يَعَضُّ الْفَحْلُ لَا دِيَةَ لَكَ".

ترجمہ:" زرارہ بن اوفی نے حضرت عمران بن حصین سے روایت کی ہے کہ ایک آدمی نے دوسرے آدمی کے ہاتھ پر دانتوں سے کاٹا۔ دوسرے نے اس کے منہ سے اپنا ہاتھ کھینچ لیا جس کے باعث اس کے اگلے دو دانت ٹوٹ کر گر گئے۔ پس وہ جھگڑے کو نبی کریم صلی اللہ علیہ والہ وسلم کی بارگاہ میں لے گئے۔آپ نے فرمایا کہ تم ایک دوسرے کے ہاتھ اُونٹوں کی طرح کاٹتے ہو لہٰذا تمہیں دیت نہیں ملے گی۔

(صحیح بخاری جلد سوم کتاب الدیات حدیث نمبر 1785 صفحہ نمبر 692 انٹر نیشنل نمبر 6892)

حدیث:

حَدَّثَنَا أَبُو عَاصِمٍ، عَنِ ابْنِ جُرَيْجٍ، عَنْ عَطَاءٍ، عَنْ صَفْوَانَ بْنِ يَعْلَى، عَنْ أَبِيهِ، قَالَ: خَرَجْتُ فِي غَزْوَةٍ، "فَعَضَّ رَجُلٌ، فَانْتَزَعَ ثَنِيَّتَهُ، فَأَبْطَلَهَا النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ".

ترجمہ: ہم سے ابو عاصم نے بیان کیا، ان سے ابن جریج نے، ان سے عطاء نے، ان سے صفوان بن یعلیٰ نے اور ان سے ان کے والد نے کہ میں ایک غزوہ میں باہر تھا اور ایک شخص نے دانت سے کاٹ لیا تھا جس کی وجہ سے اس کے آگے کے دانت ٹوٹ گئے تھے پھر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس مقدمہ کو باطل قرار دے کر اس کی دیت نہیں دلائی۔

(صحیح بخاری جلد سوم کتاب الدیات حدیث نمبر 1786 صفحہ نمبر 692، انٹر نیشنل نمبر 6893)

☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆

باب نمبر۔53

صحیح بخاری کے مطابق

صحابہ کرامؓ جھوٹ بولتے تھے

قرآن کے مطابق

صحابہ کرامؓ جھوٹ نہیں بولتے تھے

جھوٹ کے متعلق قرآن مجید میں بیسیوں آیات موجود ہیں، ہم ان میں سے دو ایک یہاں پیش کرتے ہیں، ارشاد باری تعالیٰ ہے :

قرآن:

إِنَّ اللَّهَ لَا يَهْدِي مَنْ هُوَ كَاذِبٌ كَفَّارٌ (39/3)

ترجمہ: یقیناً اللہ اس شخص کو ہدایت نہیں فرماتا جو جھوٹا ہے، بڑا ناشکر گزار ہے۔ (سورۃ الزمر 39 آیت نمبر 3)

قرآن:

وَلَا تَقُولُوا لِمَا تَصِفُ أَلْسِنَتُكُمُ الْكَذِبَ هَٰذَا حَلَالٌ وَهَٰذَا حَرَامٌ لِّتَفْتَرُوا عَلَى اللَّهِ الْكَذِبَ ۚ إِنَّ الَّذِينَ يَفْتَرُونَ عَلَى اللَّهِ الْكَذِبَ لَا يُفْلِحُونَ (16/116)

ترجمہ: ”اور وہ جھوٹ مت کہا کرو جو تمہاری زبانیں بیان کرتی رہتی ہیں کہ یہ حلال ہے اور یہ حرام ہے اس طرح کہ تم اللہ پر جھوٹا بہتان باندھو، بیشک جو لوگ اللہ پر جھوٹا بہتان باندھتے ہیں وہ (کبھی) فلاح نہیں پائیں گے۔“ (سورۃ النحل 16 آیت نمبر 116)

صحیح بخاری کی ایک حدیث ملاحظہ کیجیے :

حدیث:

حَدَّثَنَا عُمَرُ بْنُ حَفْصٍ، حَدَّثَنَا أَبِي، حَدَّثَنَا الْأَعْمَشُ، حَدَّثَنَا أَبُو صَالِحٍ، قَالَ: حَدَّثَنِي أَبُو هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ، قَالَ: قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: "أَفْضَلُ الصَّدَقَةِ مَا تَرَكَ غِنًى، وَالْيَدُ الْعُلْيَا خَيْرٌ مِنَ الْيَدِ السُّفْلَى، وَابْدَأْ بِمَنْ تَعُولُ". تَقُولُ الْمَرْأَةُ: إِمَّا أَنْ تُطْعِمَنِي وَإِمَّا أَنْ تُطَلِّقَنِي، وَيَقُولُ الْعَبْدُ: أَطْعِمْنِي وَاسْتَعْمِلْنِي، وَيَقُولُ الِابْنُ: أَطْعِمْنِي إِلَى مَنْ تَدَعُنِي، فَقَالُوا: يَا أَبَا هُرَيْرَةَ، سَمِعْتَ هَذَا مِنْ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، قَالَ: لَا، هَذَا مِنْ كِيسِ أَبِي هُرَيْرَةَ.

ترجمہ: ’’ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ والہ وسلم نے فرمایا کہ سب سے افضل صدقہ وہ ہے جس کے بعد امیری قائم رہے اور اوپر والا ہاتھ نیچے والے ہاتھ سے بہتر ہے اور ابتداء ان سے کرو جو زیرِ کفالت ہیں، یہ نہ ہو کہ عورت بھی کہے کہ مجھے کھانا دو ورنہ طلاق دے دو، غلام کہے کہ مجھے کھانا دو اور مجھ سے کام لو اور بیٹا کہے کہ مجھے کھانا دو اور کس کے سہارے پر مجھے چھوڑتے ہو۔ لوگوں نے (اس بیان کردہ حدیث پر شک کرتے ہوئے) دریافت کیا کہ اے ابوہریرہؓ! کیا یہ بات آپ نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ والہ وسلم سے سنی ہے؟ (تو راز فاش ہونے پر) جواب دیا کہ نہیں یہ کچھ ابوہریرہ اپنے پلے سے کہہ رہا ہے۔‘‘

(صحیح بخاری جلد سوم کتاب النفقات حدیث نمبر 323 صفحہ نمبر 161، انٹرنیشنل نمبر 5355)

غور فرمائیے! حدیث کے شروع میں حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرما رہے ہیں کہ یہ نبی کریم صلی اللہ علیہ والہ وسلم کی حدیث ہے لیکن جب لوگوں نے معنی خیز انداز سے سوالات کرنا شروع کر دیئے تو فوراً فرمایا کہ نہیں یہ تو میں اپنے پلے سے کہہ رہا ہوں۔

اگر اس حدیث کو صحیح تسلیم کر لیا جائے تو حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو جھوٹا اور جھوٹی حدیثیں گھڑنے والا ماننا پڑے گا۔ کیا قرآن نے صحابہ کرام رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین کا یہی کردار بیان کیا ہے؟ کیا اس طرح کی حدیثوں کے انکار سے انسان کافر ہو جاتا ہے؟

☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆

باب نمبر۔54

صحیح بخاری کے مطابق

صحابہؓ بخیل اور کنجوس

قرآن کے مطابق

صحابہؓ ایسے نہیں تھے

اللہ تعالیٰ نے قرآنِ مجید میں منافقین کے بارے میں ارشاد فرمایا :

قرآن:

وَمِنۡهُمۡ مَّنۡ عٰهَدَ اللّٰهَ لَئِنۡ اٰتٰٮنَا مِنۡ فَضۡلِهٖ لَنَصَّدَّقَنَّ وَلَنَكُوۡنَنَّ مِنَ الصّٰلِحِيۡنَ ۰ فَلَمَّاۤ اٰتٰٮهُمۡ مِّنۡ فَضۡلِهٖ بَخِلُوۡا بِهٖ وَتَوَلَّوْا وَّهُمۡ مُّعۡرِضُوۡنَ (9/75-76)

ترجمہ: ”ان میں وہ بھی ہیں جنہوں نے اللہ سے عہد کیا تھا کہ اگر وہ ہمیں اپنے فضل سے مال دے گا تو ہم ضرور صدقہ و خیرات کریں گے اور پکی طرح نیکوکاروں میں ہو جائیں گے۔ لیکن جب اللہ نے اپنے فضل سے انہیں دیا تو یہ اس میں بخیلی کرنے لگے اور ٹال مٹول کر کے منہ موڑ لیا۔“

{سورۃ التوبۃ سورہ نمبر 9 آیت نمبر 75 تا 76}

قرآن:

وَاَمَّا مَنۡۢ بَخِلَ وَاسۡتَغۡنٰى ۰ وَكَذَّبَ بِالۡحُسۡنٰى ۰ فَسَنُيَسِّرُهٗ لِلۡعُسۡرٰى ۰ وَمَا يُغۡنِىۡ عَنۡهُ مَالُهٗۤ اِذَا تَرَدّٰىؕ (92/8-11)

ترجمہ: ” لیکن جس نے بخیلی کی اور بے پرواہی برتی۔ اور نیک بات کی تکذیب کی۔ تو ہم بھی اس کی تنگی و مشکل کے سامان میسر کر دیں گے۔ اس کا مال اسے (اوندھا) گرنے کے وقت کچھ کام نہ آئے گا۔“

(سورۃ الیل سورہ نمبر 92 آیت نمبر 8 تا 11)

قرآن:

وَلَا يَحْسَبَنَّ الَّذِيْنَ يَبْخَلُوْنَ بِمَآ اٰتٰىهُمُ اللّٰهُ مِنْ فَضْلِهٖ هُوَ خَيْرًا لَّهُمْ ط بَلْ هُوَ شَرٌّ لَّهُمْ ط سَيُطَوَّقُوْنَ مَا بَخِلُوْا بِهٖ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ ط وَلِلّٰهِ مِيْرَاثُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ ط وَاللّٰهُ بِمَا تَعْمَلُوْنَ خَبِيْرٌ (180/3)

ترجمہ: ” جنہیں اللہ تعالیٰ نے اپنے فضل سے کچھ دے رکھا ہے وہ اس میں اپنی کنجوسی کو اپنے لیے بہتر خیال نہ کریں بلکہ وہ ان کیلئے بدتر ہے، عنقریب قیامت والے دن یہ اپنی کنجوسی کی چیز کے طوق ڈالے جائیں گے، آسمانوں اور زمین کی میراث اللہ تعالیٰ ہی کیلئے اور جو کچھ تم کر رہے ہو، اس سے اللہ تعالیٰ آگاہ ہے۔“

{سورۃ آلِ عمران سورہ نمبر 3 آیت نمبر 180}

قرآن:

الَّذِينَ يَبْخَلُونَ وَيَأْمُرُونَ النَّاسَ بِالْبُخْلِ وَيَكْتُمُونَ مَا آتَاهُمُ اللَّهُ مِن فَضْلِهِ وَأَعْتَدْنَا لِلْكَافِرِينَ عَذَابًا مُّهِينًا (37/4)

ترجمہ: ” جو لوگ خود بخیلی کرتے ہیں اور دوسروں کو بھی بخیلی کرنے کو کہتے ہیں اور اللہ تعالیٰ نے جو اپنا فضل انہیں دے رکھا ہے اسے چھپا لیتے ہیں ہم نے ان کافروں کیلئے ذلّت کی مار تیار کر رکھی ہے۔“

{سورۃ النساء سورہ نمبر 4 آیت نمبر 37}

نیز دیکھیے :

{سورۃ الحدید سورہ نمبر 57 آیت نمبر 24}

قرآن:

هَاَنْتُمْ هٰٓؤُلَآءِ تُدْعَوْنَ لِتُنْفِقُوْا فِىْ سَبِيْلِ اللّٰهِ ج فَمِنْكُمْ مَّنْ يَّبْخَلُ ج وَمَنْ يَّبْخَلْ فَاِنَّمَا يَبْخَلُ عَنْ نَّفْسِهٖ ط وَاللّٰهُ الْغَنِىُّ وَاَنْتُمُ الْفُقَرَآءُ ج وَاِنْ تَتَوَلَّوْا يَسْتَبْدِلْ قَوْمًا غَيْرَكُمْ لا ثُمَّ لَا يَكُوْنُوْٓا اَمْثَالَكُمْ (38/47)

ترجمہ: ”جو بخل کرتا ہے، وہ دراصل اپنے آپ سے ہی بخل کرتا ہے، ایسی روش رکھنے والی قوم تباہ ہو جاتی ہے اور اس کی جگہ دوسری قوم لے لیتی ہے جس کی روشِ زندگی اس قسم کی نہیں ہوتی۔“

{سورۃ محمد سورہ نمبر 47 آیت نمبر 38}

قرآن

وَاَمَّا مَا يَنْفَعُ النَّاسَ فَيَمْكُثُ فِى الْاَرْضِ ط (17/13)

” بقا اسی قوم یا نظام کو حاصل ہوتی ہے جو تمام نوعِ انسان کی نفع بخشی کی ضمانت دے۔“

{مفہوم سورۃ الرعد سورہ نمبر 13 آیت نمبر 17}

دوسری طرف صحیح بخاری میں صحابہ کرام رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین کو بخیل ثابت کیا جا رہا ہے۔ ملاحظہ کیجیے :

حدیث:

حَدَّثَنَا ابْنُ مُقَاتِلٍ، أَخْبَرَنَا عَبْدُ اللَّهِ، أَخْبَرَنَا يُونُسُ، عَنِ ابْنِ شِهَابٍ، أَخْبَرَنِي عُرْوَةُ، أَنَّ عَائِشَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهَا، قَالَتْ: "جَاءَتْ هِنْدٌ بِنْتُ عُتْبَةَ، فَقَالَتْ: يَا رَسُولَ اللَّهِ، إِنَّ أَبَا سُفْيَانَ رَجُلٌ مِسِّيكٌ، فَهَلْ عَلَيَّ حَرَجٌ أَنْ أُطْعِمَ مِنَ الَّذِي لَهُ عِيَالَنَا؟ قَالَ: لَا، إِلَّا بِالْمَعْرُوفِ".

ترجمہ: ”حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا فرماتی ہیں کہ ہند بن عتبہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا بارگاہِ رسالت میں حاضر ہو کر عرض گذار ہوئیں کہ یارسول اللہ صلی اللہ علیہ والہ وسلم! بے شک ابوسفیان رضی اللہ تعالیٰ عنہ (ان کے خاوند) بخیل ہیں۔ پس کیا میرے اوپر حرج ہے کہ ان کے مال سے اپنے بچوں کو کھلا پلا دیا کروں۔ فرمایا ایسا نہ کرنا مگر جو دستور کے مطابق ہو۔“

(صحیح بخاری جلد سوم کتاب النفقات حدیث نمبر 327 صفحہ نمبر 165، انٹرنیشنل نمبر 5359)

حدیث:

حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الْمُثَنَّى، حَدَّثَنَا يَحْيَى، عَنْ هِشَامٍ، قَالَ: أَخْبَرَنِي أَبِي، عَنْ عَائِشَةَ، أَنَّ هِنْدَ بِنْتَ عُتْبَةَ، قَالَتْ: "يَا رَسُولَ اللَّهِ، إِنَّ أَبَا سُفْيَانَ رَجُلٌ شَحِيحٌ وَلَيْسَ يُعْطِينِي مَا يَكْفِينِي وَوَلَدِي إِلَّا مَا أَخَذْتُ مِنْهُ وَهُوَ لَا يَعْلَمُ، فَقَالَ: خُذِي مَا يَكْفِيكِ وَوَلَدَكِ بِالْمَعْرُوفِ".

ترجمہ: ”ہم سے محمد بن مثنیٰ نے بیان کیا، کہا ہم سے یحییٰ نے بیان کیا، ان سے ہشام نے، کہا کہ مجھے میرے والد (عروہ نے) خبر دی اور انہیں عائشہ رضی اللہ عنہا نے کہ ہند بنت عتبہ نے عرض کیا: یارسول اللہ! ابوسفیان (ان کے شوہر) بخیل ہیں اور مجھے اتنا نہیں دیتے جو میرے اور میرے بچوں کے لیے کافی ہو سکے۔ ہاں اگر میں ان کی لاعلمی میں ان کے مال میں سے لے لوں (تو کام چلتا ہے)۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ تم دستور کے موافق اتنا لے سکتی ہو جو تمہارے اور تمہارے بچوں کے لیے کافی ہو سکے۔

(صحیح بخاری جلد سوم کتاب النفقات حدیث نمبر 332 صفحہ نمبر 168، انٹرنیشنل نمبر 5364)

حدیث:

حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ يُوسُفَ، حَدَّثَنَا سُفْيَانُ، عَنْ هِشَامِ بْنِ عُرْوَةَ، عَنْ أَبِيهِ، عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهَا، قَالَتْ هِنْدُ: " يَا رَسُولَ اللَّهِ، إِنَّ أَبَا سُفْيَانَ رَجُلٌ شَحِيحٌ، فَهَلْ عَلَيَّ جُنَاحٌ أَنْ آخُذَ مِنْ مَالِهِ مَا يَكْفِينِي وَبَنِيَّ؟ قَالَ: خُذِي بِالْمَعْرُوفِ ".

ترجمہ: ’’ہم سے محمد بن یوسف نے بیان کیا، ان سے سفیان ثوری نے بیان کیا، ان سے ہشام بن عروہ نے، ان سے ان کے والد نے اور ان سے عائشہ رضی اللہ عنہا نے بیان کیا کہ ہند نے عرض کیا: یا رسول اللہ! ابوسفیان بخیل ہیں۔ اگر میں ان کے مال سے اتنا (ان سے پوچھے بغیر) لے لیا کروں جو میرے اور میرے بچوں کو کافی ہو تو کیا اس میں کوئی گناہ ہے؟ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ دستور کے مطابق لے لیا کرو۔

(صحیح بخاری جلد سوم کتاب النفقات حدیث نمبر 338 صفحہ نمبر 172، انٹرنیشنل نمبر 5370)

ان احادیث کو پڑھنے کے بعد مہربانی فرما کر اس سے ماقبل مندرج آیاتِ قرآنی کو دوبارہ پڑھیے اور سوچیے کہ صحابہ کرام رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین کو کیا ثابت کرنے کی کوشش کی گئی ہے۔ صحابہ کرام رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین کا مرتبہ تو بہت بلند ہے، اللہ تعالیٰ نے قرآنِ مجید میں عام مومنین کی خصوصیت یہ بیان فرمائی ہے کہ ’’جو رزق اللہ نے انہیں دیا ہے وہ اس میں سے ضرورت مندوں کی ضروریات کو پورا کرنے کیلئے خرچ کرتے ہیں۔‘‘ (7/57, 38/16,42/54,32/60,28/35,23/3,22/17,8/3,3/2)

قرآن کے ان واضح دلائل کے باوجود کیا اب بھی صحابہ کرام رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین کو بخیل کہنا ’’دین‘‘ ہے اور ایسی حدیثوں کا انکار کرنے والا کافر؟

☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆

باب نمبر۔55

صحیح بخاری کے مطابق

صحابہ کرامؓ ایک دوسرے کو گالیاں دیتے تھے

قرآن کے مطابق

صحابہؓ آپس میں رحمدل اور نرم خُو تھے

قرآنِ کریم میں ارشادِ باری تعالیٰ ہے :

قرآن:

وَلَا تَقْرَبُوا الْفَوَاحِشَ مَا ظَهَرَ مِنْهَا وَمَا بَطَنَ ج (151/6)

" اور بے حیائی کے قریب بھی نہ جاؤ، جو ان میں سے کھلی ہو یا چھپی ہوئی ہو۔" (سورۃ الانعام سورہ نمبر 6 آیت نمبر 151)

قرآن:

قُلْ إِنَّمَا حَرَّمَ رَبِّيَ الْفَوَاحِشَ مَا ظَهَرَ مِنْهَا وَمَا بَطَنَ (33/7)

" آپ فرمادیں میرے ربّ نے تو حرام قرار دیا ہے بے حیائیوں کو، ان میں جو ظاہر ہیں اور جو پوشیدہ ہیں۔"

{سورۃ الاعراف سورہ نمبر 7 آیت نمبر 33}

ایمان والوں کے بارے میں فرمایا :

قرآن:

وَالَّذِيْنَ يَجْتَنِبُوْنَ كَبٰٓئِرَ الْاِثْمِ وَالْفَوَاحِشَ وَاِذَا مَا غَضِبُوْا هُمْ يَغْفِرُوْنَ (37/42)

" اور جو بچتے ہیں بڑے گناہوں سے اور بے حیائیوں سے اور جب وہ غصے میں ہوتے ہیں تو معاف کر دیتے ہیں۔"

{سورۃ الشوریٰ سورہ نمبر 42 آیت نمبر 37}

قرآن:

اَلَّذِيْنَ يَجْتَنِبُوْنَ كَبٰٓئِرَ الْاِثْمِ وَالْفَوَاحِشَ اِلَّا اللَّمَمَ ط (32/53)

قرآن:

اِنَّ الَّذِيْنَ يُحِبُّوْنَ اَنْ تَشِيْعَ الْفَاحِشَةُ فِي الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا لَهُمْ عَذَابٌ اَلِيْمٌ لا فِي الدُّنْيَا وَالْاٰخِرَةِ ط (19/24)

ترجمہ: " بے شک جو لوگ پسند کرتے ہیں کہ مومنوں میں بے حیائی پھیلے، ان کیلئے دنیا اور آخرت میں دردناک عذاب ہے۔"

{سورۃ النور سورہ نمبر 24 آیت نمبر 19}

تحریر کو مختصر کرنے کیلئے چند مزید آیات کے صرف حوالہ جات پیشِ خدمت ہیں :

سورۃ آل عمران سورہ نمبر 3 آیت نمبر 135۔ سورۃ المومنون سورہ نمبر 23 آیت نمبر 3۔ سورۃ القصص سورہ نمبر 28 آیت نمبر 55۔ سورۃ الفرقان سورہ نمبر 25 آیت نمبر 72۔

جنتی زندگی کا ذکر کرتے ہوئے فرمایا کہ اس میں بھی لغویت نہیں ہوگی، ملاحظہ فرمائیے :

سورۃ مریم سورہ نمبر 19 آیت نمبر 62۔ سورۃ الطور سورہ نمبر 52 آیت نمبر 23۔ سورۃ الواقعہ سورہ نمبر 56 آیت نمبر 25۔ سورۃ النبا سورہ نمبر 78 آیت نمبر 35۔

ان آیات میں آپ نے ایک خاص بات نوٹ کی ہو گی کہ بے حیائی کا کام کرنا تو بڑی دُور کی بات ہے، اللہ تعالیٰ نے سورۃ القصص آیت نمبر 55 میں بے حیائی کی بات سننے سے بھی منع فرمایا ہے اور سورۃ الانعام آیت نمبر 151 میں تو یہاں تک فرمادیا کہ بے حیائی کے قریب بھی مت جاؤ۔ لیکن درج ذیل احادیث میں صحابہ کرام رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین کی شان میں گستاخی کی گئی ہے کہ وہ ایک دوسرے کو گالیاں دیتے تھے۔ کیا ایسی حدیثوں کا ردّ کر کے صحابہ کرام رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین کا دفاع کرنے والا منکرِ حدیث ہوتا ہے؟

پہلی حدیث ملاحظہ کیجیے :

حدیث:

حَدَّثَنَا عُثْمَانُ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ، حَدَّثَنَا جَرِيرٌ، عَنِ الْأَعْمَشِ، عَنْ عَدِيِّ بْنِ ثَابِتٍ، حَدَّثَنَا سُلَيْمَانُ بْنُ صُرَدٍ، قَالَ: اسْتَبَّ رَجُلَانِ عِنْدَ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَنَحْنُ عِنْدَهُ جُلُوسٌ وَأَحَدُهُمَا يَسُبُّ صَاحِبَهُ مُغْضَبًا قَدِ احْمَرَّ وَجْهُهُ، فَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: "إِنِّي لَأَعْلَمُ كَلِمَةً لَوْ قَالَهَا لَذَهَبَ عَنْهُ مَا يَجِدُ، لَوْ قَالَ: أَعُوذُ بِاللَّهِ مِنَ الشَّيْطَانِ الرَّجِيمِ"، فَقَالُوا لِلرَّجُلِ: أَلَا تَسْمَعُ مَا يَقُولُ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، قَالَ: إِنِّي لَسْتُ بِمَجْنُونٍ.

ترجمہ: ” عدی بن ثابت کا بیان ہے کہ حضرت سلیمان بن صرد رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ والہ وسلم کے حضور دو آدمیوں (صحابہؓ) نے ایک دوسرے کو گالی دی اور ہم بھی وہاں بیٹھے ہوئے تھے۔ ان میں سے ایک اپنے ساتھی کو غصّے میں گالی دے رہا تھا اور اس کا چہرہ سرخ ہو گیا تھا، تو نبی کریم صلی اللہ علیہ والہ وسلم نے فرمایا کہ میں ایک ایسا کلمہ جانتا ہوں کہ اگر اسے کہہ لے تو اس کا غصّہ جاتا رہے، فرمایا کہ وہ اعوذ باللہ من الشیطٰن الرجیم ہے۔ لوگوں نے اس سے کہا تُو سنتا نہیں کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ والہ وسلم کیا فرماتے ہیں، اس نے کہا کہ میں کوئی پاگل نہیں ہوں۔“

(صحیح بخاری جلد سوم کتاب الادب حدیث نمبر 1047 صفحہ نمبر 411، انٹرنیشنل نمبر 6115)

حضور صلی اللہ علیہ والہ وسلم کے تربیت یافتہ صحابہ کرام رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین کے بارے میں یہ کہنا کہ وہ ایک دوسرے کو گالیاں دیتے تھے، بہت بڑا الزام ہے۔ اس پر مستزاد یہ کہ ایک صحابیؓ، حضور صلی اللہ علیہ والہ وسلم کی موجودگی میں دوسرے کو گالیاں دے رہے

ہیں، یہ اس سے بڑا الزام اور ظلم ہے۔ کیا صحابہ کرام رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین کو حضور صلی اللہ علیہ والہ وسلم کی موجودگی کا بھی کچھ پاس نہ تھا؟

ایک حدیث اس طرح ہے :

حدیث:

حَدَّثَنِي عُمَرُ بْنُ حَفْصٍ، حَدَّثَنَا أَبِي، حَدَّثَنَا الْأَعْمَشُ، عَنِ الْمَعْرُورِ هُوَ ابْنُ سُوَيْدٍ، عَنْ أَبِي ذَرٍّ، قَالَ: رَأَيْتُ عَلَيْهِ بُرْدًا وَعَلَى غُلَامِهِ بُرْدًا، فَقُلْتُ: لَوْ أَخَذْتَ هَذَا فَلَبِسْتَهُ كَانَتْ حُلَّةً وَأَعْطَيْتَهُ ثَوْبًا آخَرَ، فَقَالَ: كَانَ بَيْنِي وَبَيْنَ رَجُلٍ كَلَامٌ وَكَانَتْ أُمُّهُ أَعْجَمِيَّةً، فَنِلْتُ مِنْهَا فَذَكَرَنِي إِلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ لِي: "أَسَابَبْتَ فُلَانًا؟" قُلْتُ: نَعَمْ، قَالَ: "أَفَنِلْتَ مِنْ أُمِّهِ؟" قُلْتُ: نَعَمْ، قَالَ: "إِنَّكَ امْرُؤٌ فِيكَ جَاهِلِيَّةٌ" قُلْتُ عَلَى حِينِ سَاعَتِي: هَذِهِ مِنْ كِبَرِ السِّنِّ، قَالَ: "نَعَمْ، هُمْ إِخْوَانُكُمْ جَعَلَهُمُ اللَّهُ تَحْتَ أَيْدِيكُمْ، فَمَنْ جَعَلَ اللَّهُ أَخَاهُ تَحْتَ يَدِهِ فَلْيُطْعِمْهُ مِمَّا يَأْكُلُ وَلْيُلْبِسْهُ مِمَّا يَلْبَسُ، وَلَا يُكَلِّفُهُ مِنَ الْعَمَلِ مَا يَغْلِبُهُ، فَإِنْ كَلَّفَهُ مَا يَغْلِبُهُ فَلْيُعِنْهُ عَلَيْهِ".

ترجمہ: ”مجھ سے عمر بن حفص بن غیاث نے بیان کیا، کہا مجھ سے میرے والد نے بیان کیا، کہا ہم سے اعمش نے بیان کیا، ان سے معرور نے اور ان سے ابوذر رضی اللہ عنہ نے، معرور کا بیان ہے کہ میں نے حضرت ابوذر غفاری رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے اوپر ایک چادر دیکھی اور اسی طرح کی چادر ان کے غلام کے زیبِ تن تھی۔ میں نے کہا اگر آپ اسے لے لیتے تو آپ کا جوڑا مکمل ہو جاتا اور اسے دوسرا کپڑا دے دیتے۔ انہوں نے فرمایا کہ میرے اور اس آدمی کے درمیان ایک راز کی بات ہے کہ اس کی والدہ عجمی تھی، میں نے اس کو گالی دی تو اس نے نبی کریم صلی اللہ علیہ والہ وسلم سے میرا ذکر کیا۔ چنانچہ آپؐ نے مجھ سے فرمایا کیا تم نے فلاں کو گالی دی؟ میں نے کہا ہاں۔ فرمایا کیا تم نے اس کی والدہ کو گالی دی؟ میں نے کہا ہاں۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ تمہارے اندر ابھی جاہلیت کی بو باقی ہے۔ میں نے عرض کیا: یارسول اللہ! اس بڑھاپے میں بھی؟ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ ہاں یاد رکھو یہ (غلام بھی) تمہارے بھائی ہیں، اللہ تعالیٰ نے انہیں تمہاری ماتحتی میں دیا ہے، پس اللہ تعالیٰ جس کی ماتحتی میں بھی اس کے بھائی کو رکھے اسے چاہیئے کہ جو وہ کھائے اسے بھی کھلائے اور

جو وہ پہنے اسے بھی پہنائے اور اسے ایسا کام کرنے کے لیے نہ کہے، جو اس کے بس میں نہ ہو اگر اسے کوئی ایسا کام کرنے کے لیے کہنا ہی پڑے تو اس کام میں اس کی مدد کرے۔

(صحیح بخاری جلد سوم کتاب الادب حدیث نمبر 987 صفحہ نمبر 389، انٹرنیشنل نمبر 6050)

اسی موضوع کی ایک اور حدیث ہے جس میں حضرت عروہ بن زبیر رضی اللہ تعالیٰ عنہ، حضرت حسان رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو گالیاں دے رہے ہیں۔

حدیث:

حَدَّثَنَا مُحَمَّدٌ، حَدَّثَنَا عَبْدَةُ، أَخْبَرَنَا هِشَامُ بْنُ عُرْوَةَ، عَنْ أَبِيهِ، عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهَا، قَالَتْ: اسْتَأْذَنَ حَسَّانُ بْنُ ثَابِتٍ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي هِجَاءِ الْمُشْرِكِينَ، فَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: "فَكَيْفَ بِنَسَبِي"، فَقَالَ حَسَّانُ: لَأَسُلَّنَّكَ مِنْهُمْ كَمَا تُسَلُّ الشَّعَرَةُ مِنَ الْعَجِينِ، وَعَنْ هِشَامِ بْنِ عُرْوَةَ، عَنْ أَبِيهِ، قَالَ: ذَهَبْتُ أَسُبُّ حَسَّانَ عِنْدَ عَائِشَةَ، فَقَالَتْ: "لَا تَسُبُّهُ، فَإِنَّهُ كَانَ يُنَافِحُ عَنْ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ".

ترجمہ: ہم سے محمد بن سلام نے بیان کیا، کہا ہم سے عبدہ نے بیان کیا، کہا ہم کو ہشام بن عروہ نے خبر دی، انہیں ان کے والد نے اور ان سے عائشہ رضی اللہ عنہا نے کہا کہ حسان بن ثابت رضی اللہ عنہ نے مشرکین کی ہجو کرنے کی اجازت چاہی تو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ ان کا اور میرا خاندان تو ایک ہی ہے (پھر تو میں بھی اس ہجو میں شریک ہو جاؤں گا)۔ حسان رضی اللہ عنہ نے کہا کہ میں ہجو سے آپ کو اس طرح صاف نکال دوں گا جس طرح گندھے ہوئے آٹے سے بال نکال لیا جاتا ہے۔ اور ہشام بن عروہ سے روایت ہے، ان سے ان کے والد نے بیان کیا کہ میں حسان بن ثابت رضی اللہ عنہ کو عائشہ رضی اللہ عنہا کی مجلس میں برا کہنے لگا تو انہوں نے کہا کہ حسان کو برا بھلا نہ کہو، وہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف سے مشرکوں کو جواب دیتا تھا۔

(صحیح بخاری جلد سوم کتاب الادب حدیث نمبر 1082 صفحہ نمبر 425، انٹرنیشنل نمبر 6150)

قارئین کرام ! یہ الزامات ان ہستیوں پر لگائے جارہے ہیں جن کے بارے میں اللہ نے فرمایا کہ یہ تمام صحابہؓ ایک دوسرے کے دوست ہیں {72/8} ان میں باہمی محبت ومودت تھی {29/48} یہ دوسروں کو اپنے اوپر ترجیح دیتے تھے {9/59} خدا نے ان کے درمیان باہمی اُلفت ڈال دی تھی {103/3+63/8} یہ حضور صلی اللہ علیہ والہ وسلم کی پیروی کرتے تھے {64/8} خدا نے انہیں بھائی بھائی بنادیا تھا {103/3+10/49} خدا ان سے راضی ہو گیا اور وہ خدا سے راضی ہو گئے {100/9+18/48}۔

☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆

باب نمبر۔56

صحیح بخاری کے مطابق

صحابہؓ، حضور صلی اللہ علیہ والہ وسلم کی حکم عدولی کرتے تھے

قرآن کے مطابق

صحابہؓ حضور صلی اللہ علیہ والہ وسلم کا حکم مانتے تھے

قرآنِ کریم میں ارشادِ باری تعالیٰ ہے :

قرآن:

قُلۡ اِنۡ كُنۡتُمۡ تُحِبُّوۡنَ اللّٰهَ فَاتَّبِعُوۡنِىۡ يُحۡبِبۡكُمُ اللّٰهُ وَيَغۡفِرۡ لَـكُمۡ ذُنُوۡبَكُمۡ‌ؕ وَاللّٰهُ غَفُوۡرٌ رَّحِيۡمٌ (31/3)

ترجمہ: ’’ آپ کہہ دیں اگر تم اللہ سے محبت رکھتے ہو تو میری پیروی کرو، اللہ تم سے محبت کرے گا، اور تمہارے گناہ بخش دے گا، اور اللہ بخشنے والا مہربان ہے۔‘‘

{سورۃ آلِ عمران سورہ نمبر 3 آیت نمبر 31}

قرآن:

مَنۡ يُّطِعِ الرَّسُوۡلَ فَقَدۡ اَطَاعَ اللّٰهَ‌ ۚ وَمَنۡ تَوَلّٰى فَمَاۤ اَرۡسَلۡنٰكَ عَلَيۡهِمۡ حَفِيۡظًا (80/4)

’’ جس نے رسولؐ کی اطاعت کی پس تحقیق اس نے اللہ کی اطاعت کی، اور جس نے رُوگردانی کی تو ہم نے آپؐ کو ان پر نگہبان نہیں بھیجا۔‘‘

{سورۃ النساء سورہ نمبر 4 آیت نمبر 80}

قرآن:

کوئی شخص مومن نہیں ہو سکتا جب تک کہ رسول ؐ کو اپنا حکم تسلیم نہ کرلے۔

{سورۃ النساء سورہ نمبر 4 آیت نمبر 65}

قرآن:

رسول ؐ کی اطاعت بہت ضروری ہے۔

{سورۃ النساء سورہ نمبر 4 آیت نمبر 46}

قرآن:

رسول ؐ کی اطاعت کرو۔

سورۃ آل عمران سورہ نمبر 3 آیت نمبر 32۔ سورۃ آل عمران سورہ نمبر 3 آیت نمبر 132۔ سورۃ آل عمران سورہ نمبر 3 آیت نمبر 172 ۔ سورۃ النساء سورہ نمبر 4 آیت نمبر 59۔ سورۃ المائدۃ سورہ نمبر 5 آیت نمبر 92۔ سورۃ الانفال سورہ نمبر 8 آیت نمبر 1۔ سورۃ الانفال سورہ نمبر 8 آیت نمبر 20۔ سورۃ الانفال سورہ نمبر 8 آیت نمبر 24۔ سورۃ التوبۃ سورہ نمبر 9 آیت نمبر 59۔ سورۃ التوبۃ سورہ نمبر 9 آیت نمبر 70۔ سورۃ الزخرف سورہ نمبر 43 آیت نمبر 33۔ سورۃ الحجرات سورہ نمبر 49 آیت نمبر 14۔ سورۃ المجادلہ سورہ نمبر 58 آیت نمبر 13۔ سورۃ التغابن سورہ نمبر 64 آیت نمبر 12)

قرآن:

صحابہ کرام رضوان اللہ تعالی علیہم اجمعین، نبی کریم صلی اللہ علیہ والہ وسلم کی کامل پیروی کرتے تھے۔

سورۃالتوبۃ سورہ نمبر9آیت نمبر100۔ سورۃالانفال سورہ نمبر8آیت نمبر64۔ سورۃالتوبۃ سورہ نمبر9آیت نمبر117۔ سورۃ یوسف} سورہ نمبر12آیت نمبر108۔ سورۃالشعراء سورہ نمبر26آیت نمبر215۔ سورۃالبقرۃ سورہ نمبر2آیت نمبر285۔ سورۃالنساء سورہ نمبر4آیت نمبر46۔ سورۃالمائدۃ سورہ نمبر5آیت نمبر7۔ سورۃالنور سورہ نمبر24آیت نمبر51{

غور کیجیے اللہ تعالیٰ، قرآنِ مجید میں اعلان فرمارہاہے کہ صحابہ کرام رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین، حضور صلی اللہ علیہ والہ وسلم کی کامل پیروی کیاکرتے تھے لیکن صحیح بخاری یوں ہے کہ صحابہ کرامؓ، حضور صلی اللہ علیہ والہ وسلم کے احکامات کو کوئی اہمیت نہ دیتے تھے۔ ملاحظہ کیجیے چند احادیث :

حدیث:

حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ سُلَيْمَانَ، قَالَ: حَدَّثَنِي ابْنُ وَهْبٍ، قَالَ: أَخْبَرَنِي يُونُسُ، عَنِ ابْنِ شِهَابٍ، عَنْ عُبَيْدِ اللَّهِ بْنِ عَبْدِ اللَّهِ، عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ، قَالَ: "لَمَّا اشْتَدَّ بِالنَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَجَعُهُ، قَالَ: ائْتُونِي بِكِتَابٍ أَكْتُبُ لَكُمْ كِتَابًا لَا تَضِلُّوا بَعْدَهُ، قَالَ عُمَرُ: إِنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ غَلَبَهُ الْوَجَعُ وَعِنْدَنَا كِتَابُ اللَّهِ حَسْبُنَا، فَاخْتَلَفُوا وَكَثُرَ اللَّغَطُ، قَالَ: قُومُوا عَنِّي وَلَا يَنْبَغِي عِنْدِي التَّنَازُعُ، فَخَرَجَ ابْنُ عَبَّاسٍ، يَقُولُ: إِنَّ الرَّزِيَّةَ كُلَّ الرَّزِيَّةِ مَا حَالَ بَيْنَ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَبَيْنَ كِتَابِهِ".

ترجمہ: ”عبیداللہ بن عبداللہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت ابنِ عبّاس رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا کہ جب نبی کریم صلی اللہ علیہ والہ وسلم کی علالت بڑھ گئی تو فرمایا کہ میرے پاس لکھنے کی چیزیں لاؤ تاکہ میں تحریر لکھ دوں جو تم میرے بعد گمراہ نہ ہو سکو۔ حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے کہا کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ والہ وسلم پر مرض کا غلبہ ہے اور اللہ کی کتاب ہمارے پاس موجود ہے جو کافی ہے۔ اس پر اختلاف کیا گیا اور بڑا شور وغُل ہوا۔ فرمایا کہ میرے پاس سے اُٹھ جاؤ اور میرے پاس جھگڑا مناسب نہیں ہے۔ حضرت ابنِ

عبّاس رضی اللہ تعالیٰ عنہ یہ کہتے ہوئے باہر نکلے کہ ہائے مصیبت، ایسی مصیبت جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ والہ وسلم اور آپؐ کی تحریر کے درمیان میں حائل ہو گئی۔"

{صحیح بخاری جلد اوّل کتاب العلم حدیث نمبر 114 صفحہ نمبر 154، انٹر نیشنل نمبر 114}

حدیث:

حَدَّثَنَا إِبْرَاهِيمُ بْنُ مُوسَى، حَدَّثَنَا هِشَامٌ، عَنْ مَعْمَرٍ، وحَدَّثَنِي عَبْدُ اللَّهِ بْنُ مُحَمَّدٍ، حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّزَّاقِ، أَخْبَرَنَا مَعْمَرٌ، عَنْ الزُّهْرِيِّ، عَنْ عُبَيْدِ اللَّهِ بْنِ عَبْدِ اللَّهِ، عَنْ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا، قَالَ: لَمَّا حُضِرَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَفِي الْبَيْتِ رِجَالٌ فِيهِمْ عُمَرُ بْنُ الْخَطَّابِ، قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: هَلُمَّ أَكْتُبْ لَكُمْ كِتَابًا لَا تَضِلُّوا بَعْدَهُ، فَقَالَ عُمَرُ: إِنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَدْ غَلَبَ عَلَيْهِ الْوَجَعُ وَعِنْدَكُمُ الْقُرْآنُ حَسْبُنَا كِتَابُ اللَّهِ، فَاخْتَلَفَ أَهْلُ الْبَيْتِ فَاخْتَصَمُوا، مِنْهُمْ مَنْ يَقُولُ قَرِّبُوا يَكْتُبْ لَكُمُ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كِتَابًا لَنْ تَضِلُّوا بَعْدَهُ، وَمِنْهُمْ مَنْ يَقُولُ مَا قَالَ عُمَرُ، فَلَمَّا أَكْثَرُوا اللَّغْوَ وَالِاخْتِلَافَ عِنْدَ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: قُومُوا، قَالَ عُبَيْدُ اللَّهِ: فَكَانَ ابْنُ عَبَّاسٍ يَقُولُ إِنَّ الرَّزِيَّةَ كُلَّ الرَّزِيَّةِ مَا حَالَ بَيْنَ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَبَيْنَ أَنْ يَكْتُبَ لَهُمْ ذَلِكَ الْكِتَابَ مِنَ اخْتِلَافِهِمْ وَلَغَطِهِمْ.

ترجمہ: ہم سے ابراہیم بن موسیٰ نے بیان کیا، کہا ہم سے ہشام بن عروہ نے بیان کیا، ان سے معمر نے (دوسری سند) اور مجھ سے عبداللہ بن محمد نے بیان کیا، کہا ہم سے عبدالرزاق نے بیان کیا، کہا ہم کو معمر نے خبر دی، انہیں زہری نے، انہیں عبیداللہ بن عبداللہ نے اور ان سے ابن عباس رضی اللہ عنہما نے بیان کیا کہ جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات کا وقت قریب آیا تو گھر میں کئی صحابہ موجود تھے۔ عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ بھی وہیں موجود تھے۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ لاؤ میں تمہارے لیے ایک تحریر لکھ دوں تا کہ اس کے بعد تم غلط راہ پر نہ چلو۔ عمر رضی اللہ عنہ نے اس پر کہا کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم اس وقت سخت تکلیف میں ہیں اور تمہارے پاس قرآن مجید تو موجود ہے ہی، ہمارے لیے اللہ کی کتاب کافی ہے۔ اس مسئلہ پر گھر میں موجود صحابہ کا اختلاف ہو گیا اور بحث کرنے لگے۔ بعض صحابہ کہتے تھے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو (لکھنے کی چیزیں) دے دو تا کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم ایسی تحریر لکھ دیں جس کے بعد تم گمراہ نہ ہو سکو اور بعض صحابہ وہ کہتے تھے جو عمر رضی اللہ عنہ نے کہا تھا۔ جب نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس اختلاف اور بحث بڑھ گئی

تو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ یہاں سے چلے جاؤ۔ عبید اللہ نے بیان کیا کہ ابن عباس رضی اللہ عنہما کہا کرتے تھے کہ سب سے زیادہ افسوس یہی ہے کہ ان کے اختلاف اور بحث کی وجہ سے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے وہ تحریر نہیں لکھی جو آپ مسلمانوں کے لیے لکھنا چاہتے تھے۔

{صحیح بخاری جلد سوم کتاب المرضیٰ حدیث نمبر 629 صفحہ نمبر 269، انٹرنیشنل نمبر 5669}

یہ واقعہ قرآن کے خلاف تو ہے ہی، بعض دوسرے ذرائع بھی اس کو غلط ثابت کرتے ہیں مثلاً یہ کہ مذکورہ بالا واقعہ کے وقت کثرت سے صحابہ کرام رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین موجود تھے لیکن حضرت عبداللہ بن عبّاس رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے سوا اس کے متعلق ایک لفظ بھی منقول نہیں۔ حضرت عبداللہ بن عبّاس رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی عمر اس وقت تیرہ (13) یا چودہ (14) سال کی تھی اور وہ خود اُس وقت وہاں موجود بھی نہ تھے۔ ایک اور قابلِ غور بات یہ ہے کہ یہ واقعہ جمعرات کا بتایا جاتا ہے اور نبی کریم صلی اللہ علیہ والہ وسلم اس کے بعد چار دن تک زندہ رہے، حضور صلی اللہ علیہ والہ وسلم کا اِنتقال سوموار کو ہوا اور اس دوران میں آپؐ کی حالت بھی نسبتاً بہتر ہو گئی تھی، اگر آپؐ نے کچھ تحریر کرانا ہوتا تو اس کیلئے چار دن کی مدّت موجود تھی لیکن اس سلسلہ میں کہیں ایک لفظ بھی مذکور نہیں کہ حضور صلی اللہ علیہ والہ وسلم نے کچھ لکھوایا ہو یا اس واقعہ کی یاددہانی ہی کرائی ہو، اس کے برعکس ان دنوں میں آپؐ نے اور بہت سی ہدایات ارشاد فرمائیں :

حدیث:

حَدَّثَنَا عُمَرُ بْنُ حَفْصِ بْنِ غِيَاثٍ، قَالَ: حَدَّثَنِي أَبِي، قَالَ: حَدَّثَنَا الْأَعْمَشُ، عَنْ إِبْرَاهِيمَ، عَنِ الْأَسْوَدِ، قَالَ: " كُنَّا عِنْدَ عَائِشَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهَا فَذَكَرْنَا الْمُوَاظَبَةَ عَلَى الصَّلَاةِ وَالتَّعْظِيمَ لَهَا، قَالَتْ: " لَمَّا مَرِضَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَرَضَهُ الَّذِي مَاتَ فِيهِ فَحَضَرَتِ الصَّلَاةُ فَأُذِّنَ، فَقَالَ: مُرُوا أَبَا بَكْرٍ فَلْيُصَلِّ بِالنَّاسِ، فَقِيلَ لَهُ: إِنَّ أَبَا بَكْرٍ رَجُلٌ أَسِيفٌ، إِذَا قَامَ فِي مَقَامِكَ لَمْ يَسْتَطِعْ أَنْ يُصَلِّيَ بِالنَّاسِ، وَأَعَادَ فَأَعَادُوا لَهُ، فَأَعَادَ الثَّالِثَةَ، فَقَالَ: إِنَّكُنَّ صَوَاحِبُ يُوسُفَ مُرُوا أَبَا بَكْرٍ فَلْيُصَلِّ بِالنَّاسِ، فَخَرَجَ أَبُو بَكْرٍ فَصَلَّى فَوَجَدَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مِنْ نَفْسِهِ خِفَّةً، فَخَرَجَ يُهَادَى بَيْنَ رَجُلَيْنِ كَأَنِّي أَنْظُرُ رِجْلَيْهِ تَخُطَّانِ مِنَ الْوَجَعِ، فَأَرَادَ أَبُو بَكْرٍ أَنْ يَتَأَخَّرَ، فَأَوْمَأَ إِلَيْهِ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنْ مَكَانَكَ، ثُمَّ أُتِيَ بِهِ حَتَّى جَلَسَ إِلَى جَنْبِهِ، قِيلَ لِلْأَعْمَشِ: وَكَانَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ

وَسَلَّمَ يُصَلِّي وَأَبُو بَكْرٍ يُصَلِّي بِصَلَاتِهِ وَالنَّاسُ يُصَلُّونَ بِصَلَاةِ أَبِي بَكْرٍ، فَقَالَ بِرَأْسِهِ: نَعَمْ ". رَوَاهُ أَبُو دَاوُدَ، عَنْ شُعْبَةَ، عَنِ الْأَعْمَشِ بَعْضَهُ، وَزَادَ أَبُو مُعَاوِيَةَ جَلَسَ، عَنْ يَسَارِ أَبِي بَكْرٍ، فَكَانَ أَبُو بَكْرٍ يُصَلِّي قَائِمًا.

ترجمہ: ”جب نبی کریم صلی اللہ علیہ والہ وسلم بیمار ہوئے جس میں وصال فرمایا تھا تو نماز کا وقت ہونے پر اذان کہی گئی۔ فرمایا: ابو بکرؓ سے کہو کہ لوگوں کو نماز پڑھائیں۔ عرض کی گئی کہ ابو بکرؓ نرم دل آدمی ہیں، جب آپؐ کی جگہ پر کھڑے ہونگے تو لوگوں کو نماز نہ پڑھا سکیں گے۔ آپؐ نے دوبارہ فرمایا تو دوبارہ عرض کی گئی، سہ بارہ فرمانے پر ارشاد ہوا کہ تم حضرت یوسف علیہ السلام کو گھیرنے والیوں کی طرح ہو، ابو بکرؓ سے کہو کہ لوگوں کو نماز پڑھائیں۔“

{صحیح بخاری جلد اوّل کتاب الاذان حدیث نمبر 629 صفحہ نمبر 332، انٹرنیشنل نمبر 664}

حدیث:

حَدَّثَنَا إِسْحَاقُ بْنُ نَصْرٍ، قَالَ: حَدَّثَنَا حُسَيْنٌ، عَنْ زَائِدَةَ، عَنْ عَبْدِ الْمَلِكِ بْنِ عُمَيْرٍ، قَالَ: حَدَّثَنِي أَبُو بُرْدَةَ، عَنْ أَبِي مُوسَى، قَالَ: " مَرِضَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَاشْتَدَّ مَرَضُهُ، فَقَالَ: مُرُوا أَبَا بَكْرٍ فَلْيُصَلِّ بِالنَّاسِ، قَالَتْ عَائِشَةُ: إِنَّهُ رَجُلٌ رَقِيقٌ، إِذَا قَامَ مَقَامَكَ لَمْ يَسْتَطِعْ أَنْ يُصَلِّيَ بِالنَّاسِ، قَالَ: مُرُوا أَبَا بَكْرٍ فَلْيُصَلِّ بِالنَّاسِ، فَعَادَتْ، فَقَالَ: مُرِي أَبَا بَكْرٍ فَلْيُصَلِّ بِالنَّاسِ، فَإِنَّكُنَّ صَوَاحِبُ يُوسُفَ، فَأَتَاهُ الرَّسُولُ، فَصَلَّى بِالنَّاسِ فِي حَيَاةِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ".

ترجمہ: ہم سے اسحاق بن نصر نے بیان کیا، کہا کہ ہم سے حسین بن علی بن ولید نے زائدہ بن قدامہ سے بیان کیا، انہوں نے عبدالملک بن عمیر سے، کہا کہ مجھ سے ابو بردہ عامر نے بیان کیا، انہوں نے ابو موسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ سے، آپ نے فرمایا کہ آپ نے فرمایا کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم بیمار ہوئے اور جب بیماری شدت اختیار کر گئی تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ ابو بکر (رضی اللہ عنہ) سے کہو کہ وہ لوگوں کو نماز پڑھائیں۔ اس پر عائشہ رضی اللہ عنہا بولیں کہ وہ نرم دل ہیں جب آپ کی جگہ کھڑے ہوں گے تو ان کے لیے نماز پڑھانا مشکل ہوگا۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے پھر فرمایا کہ ابو بکر سے کہو کہ وہ نماز پڑھائیں۔ عائشہ رضی اللہ عنہا نے پھر وہی بات کہی۔ آپ صلی

اللہ علیہ وسلم نے پھر فرمایا کہ ابو بکر سے کہو کہ نماز پڑھائیں، تم لوگ صواحب یوسف (زلیخا) کی طرح (باتیں بناتی) ہو۔آخر ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ کے پاس آدمی بلانے آیا اور آپ نے لوگوں کو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی زندگی میں ہی نماز پڑھائی۔

{صحیح بخاری جلد اوّل کتاب الاذان حدیث نمبر 642 صفحہ نمبر 336، انٹر نیشنل نمبر 678}

حدیث:

حَدَّثَنَا عَبْدُ اللَّهِ بْنُ يُوسُفَ، قَالَ: أَخْبَرَنَا مَالِكٌ، عَنْ هِشَامِ بْنِ عُرْوَةَ، عَنْ أَبِيهِ، عَنْ عَائِشَةَ أُمِّ الْمُؤْمِنِينَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهَا، أَنَّهَا قَالَتْ: " إِنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ فِي مَرَضِهِ: مُرُوا أَبَا بَكْرٍ يُصَلِّي بِالنَّاسِ، قَالَتْ عَائِشَةُ: قُلْتُ إِنَّ أَبَا بَكْرٍ إِذَا قَامَ فِي مَقَامِكَ لَمْ يُسْمِعِ النَّاسَ مِنَ الْبُكَاءِ، فَمُرْ عُمَرَ فَلْيُصَلِّ لِلنَّاسِ، فَقَالَتْ عَائِشَةُ: فَقُلْتُ لِحَفْصَةَ قُولِي لَهُ إِنَّ أَبَا بَكْرٍ إِذَا قَامَ فِي مَقَامِكَ لَمْ يُسْمِعِ النَّاسَ مِنَ الْبُكَاءِ فَمُرْ عُمَرَ فَلْيُصَلِّ لِلنَّاسِ، فَفَعَلَتْ حَفْصَةُ، فَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: مَهْ إِنَّكُنَّ لَأَنْتُنَّ صَوَاحِبُ يُوسُفَ، مُرُوا أَبَا بَكْرٍ فَلْيُصَلِّ لِلنَّاسِ، فَقَالَتْ حَفْصَةُ لِعَائِشَةَ: مَا كُنْتُ لِأُصِيبَ مِنْكِ خَيْرًا

ترجمہ: ہم سے عبداللہ بن یوسف تنیسی نے بیان کیا، انہوں نے کہا کہ ہمیں امام مالک رحمہ اللہ نے ہشام بن عروہ سے خبر دی، انہوں نے اپنے باپ عروہ بن زبیر سے، انہوں نے عائشہ رضی اللہ عنہا سے، انہوں نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی بیماری میں فرمایا کہ ابو بکر (رضی اللہ عنہ) سے نماز پڑھانے کے لیے کہو۔ عائشہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ میں نے عرض کیا کہ ابو بکر آپ کی جگہ کھڑے ہوں گے تو روتے روتے وہ (قرآن مجید) سنا نہ سکیں گے، اس لیے آپ عمر رضی اللہ عنہ سے کہیئے کہ وہ نماز پڑھائیں۔ آپ فرماتی تھیں کہ میں نے حفصہ رضی اللہ عنہا سے کہا کہ وہ بھی کہیں کہ اگر ابو بکر آپ کی جگہ کھڑے ہوئے تو روتے روتے لوگوں کو (قرآن) نہ سنا سکیں گے۔ اس لیے عمر رضی اللہ عنہ سے کہیئے کہ وہ نماز پڑھائیں۔ حفصہ رضی اللہ عنہا (ام المؤمنین اور عمر رضی اللہ عنہ کی صاحبزادی)

نے بھی اسی طرح کہا تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ خاموش رہو۔ تم صواحب یوسف کی طرح ہو۔ ابو بکر سے کہو کہ وہ لوگوں کو نماز پڑھائیں۔ پس حفصہ رضی اللہ عنہ نے عائشہ رضی اللہ عنہا سے کہا۔ بھلا مجھ کو کہیں تم سے بھلائی پہنچ سکتی ہے؟

{صحیح بخاری جلد اوّل کتاب الاذان حدیث نمبر 643 صفحہ نمبر 336، انٹر نیشنل نمبر 679}

حدیث:

حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ سُلَيْمَانَ، قَالَ: حَدَّثَنَا ابْنُ وَهْبٍ، قَالَ: حَدَّثَنِي يُونُسُ، عَنِ ابْنِ شِهَابٍ، عَنْ حَمْزَةَ بْنِ عَبْدِ اللَّهِ، أَنَّهُ أَخْبَرَهُ، عَنْ أَبِيهِ، قَالَ: "لَمَّا اشْتَدَّ بِرَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَجَعُهُ قِيلَ لَهُ فِي الصَّلَاةِ، فَقَالَ: مُرُوا أَبَا بَكْرٍ فَلْيُصَلِّ بِالنَّاسِ، قَالَتْ عَائِشَةُ: إِنَّ أَبَا بَكْرٍ رَجُلٌ رَقِيقٌ إِذَا قَرَأَ غَلَبَهُ الْبُكَاءُ، قَالَ: مُرُوهُ فَيُصَلِّي، فَعَاوَدَتْهُ، قَالَ: مُرُوهُ فَيُصَلِّي، إِنَّكُنَّ صَوَاحِبُ يُوسُفَ". تَابَعَهُ الزُّبَيْدِيُّ، وَابْنُ أَخِي الزُّهْرِيِّ، وَإِسْحَاقُ بْنُ يَحْيَى الْكَلْبِيُّ، عَنِ الزُّهْرِيِّ، وَقَالَ عُقَيْلٌ، وَمَعْمَرٌ، عَنِ الزُّهْرِيِّ، عَنْ حَمْزَةَ، عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ.

ترجمہ: ہم سے یحییٰ بن سلیمان نے بیان کیا، کہا کہ مجھ سے عبداللہ بن وہب نے بیان کیا، کہا کہ مجھ سے یونس بن یزید ایلی نے ابن شہاب سے بیان کیا، انہوں نے حمزہ بن عبداللہ سے، انہوں نے اپنے باپ عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے خبر دی کہ جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی بیماری شدت اختیار کر گئی اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے نماز کے لیے کہا گیا تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ ابو بکر سے کہو کہ وہ نماز پڑھائیں۔ عائشہ رضی اللہ عنہا نے عرض کیا کہ ابو بکر کچے دل کے آدمی ہیں۔ جب وہ قرآن مجید پڑھتے ہیں تو بہت رونے لگتے ہیں۔ لیکن آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ ان ہی سے کہو کہ نماز پڑھائیں۔ دوبارہ انہوں نے پھر وہی عذر دہرایا۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے پھر فرمایا کہ ان سے نماز پڑھانے کے لیے کہو۔ تم تو بالکل صواحب یوسف کی طرح ہو۔ اس حدیث کی متابعت محمد بن ولید زبیدی اور زہری کے بھتیجے اور اسحاق بن یحییٰ کلبی نے زہری سے کی ہے اور عقیل اور معمر نے زہری سے، انہوں نے حمزہ بن عبداللہ بن عمر سے، انہوں نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے۔

{صحیح بخاری جلد اوّل کتاب الاذان حدیث نمبر 646 صفحہ نمبر 337، انٹر نیشنل نمبر 682}

حدیث:

حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ، قَالَ: حَدَّثَنَا عَبْدُ اللَّهِ بْنُ دَاوُدَ، قَالَ: حَدَّثَنَا الْأَعْمَشُ، عَنْ إِبْرَاهِيمَ، عَنِ الْأَسْوَدِ، عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهَا، قَالَتْ: "لَمَّا مَرِضَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَرَضَهُ الَّذِي مَاتَ فِيهِ أَتَاهُ بِلَالٌ يُؤْذِنُهُ بِالصَّلَاةِ، فَقَالَ: مُرُوا أَبَا بَكْرٍ فَلْيُصَلِّ، قُلْتُ: إِنَّ أَبَا بَكْرٍ رَجُلٌ أَسِيفٌ إِنْ يَقُمْ مَقَامَكَ يَبْكِي فَلَا يَقْدِرُ عَلَى الْقِرَاءَةِ، فَقَالَ: مُرُوا أَبَا بَكْرٍ فَلْيُصَلِّ، فَقُلْتُ: مِثْلَهُ، فَقَالَ: فِي الثَّالِثَةِ أَوِ الرَّابِعَةِ إِنَّكُنَّ صَوَاحِبُ يُوسُفَ مُرُوا أَبَا بَكْرٍ فَلْيُصَلِّ، فَصَلَّى وَخَرَجَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يُهَادَى بَيْنَ رَجُلَيْنِ كَأَنِّي أَنْظُرُ إِلَيْهِ يَخُطُّ بِرِجْلَيْهِ الْأَرْضَ، فَلَمَّا رَآهُ أَبُو بَكْرٍ ذَهَبَ يَتَأَخَّرُ فَأَشَارَ إِلَيْهِ أَنْ صَلِّ فَتَأَخَّرَ أَبُو بَكْرٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ، وَقَعَدَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِلَى جَنْبِهِ وَأَبُو بَكْرٍ يُسْمِعُ النَّاسَ التَّكْبِيرَ"، تَابَعَهُ مُحَاضِرٌ، عَنِ الْأَعْمَشِ.

ترجمہ: ہم سے مسدد بن مسرہد نے بیان کیا، کہا کہ ہم سے عبداللہ بن داؤد نے بیان کیا، کہا کہ ہم سے اعمش نے ابراہیم نخعی سے بیان کیا، انہوں نے اسود سے، انہوں نے عائشہ رضی اللہ عنہا سے کہ آپ نے بتلایا کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے مرض الوفات میں بلال رضی اللہ عنہ نماز کی اطلاع دینے کے لیے حاضر خدمت ہوئے۔ آپ نے فرمایا کہ ابوبکر سے نماز پڑھانے کے لیے کہو۔ میں نے عرض کیا کہ ابوبکر کچے دل کے آدمی ہیں اگر آپ کی جگہ کھڑے ہوں گے تو رو دیں گے اور قرآت نہ کر سکیں گے۔ آپ نے فرمایا کہ ابوبکر سے کہو وہ نماز پڑھائیں۔ میں نے وہی عذر پھر دہرایا۔ پھر آپ نے تیسری یا چوتھی مرتبہ فرمایا کہ تم لوگ تو بالکل صواحب یوسف کی طرح ہو۔ ابوبکر سے کہو کہ وہ نماز پڑھائیں۔ خیر ابوبکر رضی اللہ عنہ نے نماز شروع کرادی۔ پھر نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم (اپنا مزاج ذرا ہلکا پاکر) دو آدمیوں کا سہارا لیے ہوئے باہر تشریف لائے۔ گویا میری نظروں کے سامنے وہ منظر ہے کہ آپ کے قدم زمین پر نشان کر رہے تھے۔ ابوبکر آپ کو دیکھ کر پیچھے ہٹنے لگے۔ لیکن آپ نے اشارہ سے انہیں نماز پڑھانے کے لیے کہا۔ ابوبکر پیچھے ہٹ گئے اور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم ان کے بازو میں بیٹھے۔ ابوبکر رضی اللہ عنہ لوگوں کو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی تکبیر سنا رہے تھے۔ عبداللہ بن داؤد کے ساتھ اس حدیث کو محاضر نے بھی اعمش سے روایت کیا ہے۔

{صحیح بخاری جلد اوّل کتاب الاذان حدیث نمبر 674 صفحہ نمبر 348، انٹرنیشنل نمبر 712}

حدیث:

حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ بْنُ سَعِيدٍ، قَالَ: حَدَّثَنَا أَبُو مُعَاوِيَةَ، عَنِ الْأَعْمَشِ، عَنْ إِبْرَاهِيمَ، عَنِ الْأَسْوَدِ، عَنْ عَائِشَةَ، قَالَتْ: "لَمَّا ثَقُلَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ جَاءَ بِلَالٌ يُوذِنُهُ بِالصَّلَاةِ، فَقَالَ: مُرُوا أَبَا بَكْرٍ أَنْ يُصَلِّيَ بِالنَّاسِ، فَقُلْتُ: يَا رَسُولَ اللَّهِ، إِنَّ أَبَا بَكْرٍ رَجُلٌ أَسِيفٌ وَإِنَّهُ مَتَى مَا يَقُمْ مَقَامَكَ لَا يُسْمِعُ النَّاسَ فَلَوْ أَمَرْتَ عُمَرَ، فَقَالَ: مُرُوا أَبَا بَكْرٍ يُصَلِّي بِالنَّاسِ، فَقُلْتُ لِحَفْصَةَ: قُولِي لَهُ إِنَّ أَبَا بَكْرٍ رَجُلٌ أَسِيفٌ وَإِنَّهُ مَتَى يَقُمْ مَقَامَكَ لَا يُسْمِعُ النَّاسَ فَلَوْ أَمَرْتَ عُمَرَ، قَالَ: إِنَّكُنَّ لَأَنْتُنَّ صَوَاحِبُ يُوسُفَ مُرُوا أَبَا بَكْرٍ أَنْ يُصَلِّيَ بِالنَّاسِ، فَلَمَّا دَخَلَ فِي الصَّلَاةِ وَجَدَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي نَفْسِهِ خِفَّةً، فَقَامَ يُهَادَى بَيْنَ رَجُلَيْنِ وَرِجْلَاهُ يَخُطَّانِ فِي الْأَرْضِ حَتَّى دَخَلَ الْمَسْجِدَ، فَلَمَّا سَمِعَ أَبُو بَكْرٍ حِسَّهُ ذَهَبَ أَبُو بَكْرٍ يَتَأَخَّرُ فَأَوْمَأَ إِلَيْهِ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، فَجَاءَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ حَتَّى جَلَسَ عَنْ يَسَارِ أَبِي بَكْرٍ، فَكَانَ أَبُو بَكْرٍ يُصَلِّي قَائِمًا وَكَانَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يُصَلِّي قَاعِدًا يَقْتَدِي أَبُو بَكْرٍ بِصَلَاةِ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَالنَّاسُ مُقْتَدُونَ بِصَلَاةِ أَبِي بَكْرٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ".

ترجمہ: ہم سے قتیبہ بن سعید نے بیان کیا، انہوں نے کہا کہ ہم سے ابو معاویہ محمد بن حازم نے بیان کیا، انہوں نے اعمش کے واسطے سے بیان کیا، انہوں نے ابراہیم نخعی سے، انہوں نے اسود سے، انہوں نے عائشہ رضی اللہ عنہا سے۔ آپ نے بتلایا کہ ` نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم زیادہ بیمار ہو گئے تھے تو بلال رضی اللہ عنہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو نماز کی خبر دینے آئے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ ابو بکر سے نماز پڑھانے کے لیے کہو۔ میں نے کہا کہ یا رسول اللہ! ابو بکر ایک نرم دل آدمی ہیں اور جب بھی وہ آپ کی جگہ کھڑے ہوں گے لوگوں کو (شدت گریہ کی وجہ سے) آواز نہیں سنا سکیں گے۔ اس لیے اگر عمر رضی اللہ عنہ سے کہتے تو بہتر تھا۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ ابو بکر سے نماز پڑھانے کے لیے کہو۔ پھر میں نے حفصہ رضی اللہ عنہا سے کہا کہ تم کہو کہ ابو بکر نرم دل آدمی ہیں اور اگر آپ کی جگہ کھڑے ہوئے تو لوگوں کو اپنی آواز نہیں سنا سکیں گے۔ اس لیے اگر عمر سے کہیں تو بہتر ہو گا۔ اس پر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ تم لوگ صواحب یوسف سے کم نہیں ہو۔ ابو بکر سے کہو کہ نماز پڑھائیں۔ جب ابو بکر رضی اللہ عنہ نماز پڑھانے لگے تو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے مرض میں کچھ ہلکا پن محسوس فرمایا اور دو آدمیوں کا سہارا لے کر کھڑے ہو گئے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاؤں زمین پر

نشان کررہے تھے۔اس طرح چل کرآپ صلی اللہ علیہ وسلم مسجد میں داخل ہوئے۔جب ابو بکر نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی آہٹ پائی تو پیچھے ہٹنے لگے اس لیے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اشارہ سے روکا پھر نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم ابو بکر رضی اللہ عنہ کے بائیں طرف بیٹھ گئے تو ابو بکر کھڑے ہو کر نماز پڑھ رہے تھے۔اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم بیٹھ کر۔ابو بکر رضی اللہ عنہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی اقتداء کررہے تھے اور لوگ ابو بکر رضی اللہ عنہ کی اقتداء۔

{ صحیح بخاری جلد اوّل کتاب الاذان حدیث نمبر 675 صفحہ نمبر 348،انٹر نیشنل نمبر 713}

حدیث:

حَدَّثَنَا إِسْمَاعِيلُ، قَالَ: حَدَّثَنَا مَالِكُ بْنُ أَنَسٍ، عَنْ هِشَامِ بْنِ عُرْوَةَ، عَنْ أَبِيهِ، عَنْ عَائِشَةَ أُمِّ الْمُؤْمِنِينَ، " أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، قَالَ فِي مَرَضِهِ: مُرُوا أَبَا بَكْرٍ يُصَلِّي بِالنَّاسِ، قَالَتْ عَائِشَةُ: قُلْتُ إِنَّ أَبَا بَكْرٍ إِذَا قَامَ فِي مَقَامِكَ لَمْ يُسْمِعِ النَّاسَ مِنَ الْبُكَاءِ فَمُرْ عُمَرَ فَلْيُصَلِّ، فَقَالَ: مُرُوا أَبَا بَكْرٍ فَلْيُصَلِّ لِلنَّاسِ، قَالَتْ عَائِشَةُ لِحَفْصَةَ: قُولِي لَهُ إِنَّ أَبَا بَكْرٍ إِذَا قَامَ فِي مَقَامِكَ لَمْ يُسْمِعِ النَّاسَ مِنَ الْبُكَاءِ فَمُرْ عُمَرَ فَلْيُصَلِّ لِلنَّاسِ، فَفَعَلَتْ حَفْصَةُ، فَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: مَهْ إِنَّكُنَّ لَأَنْتُنَّ صَوَاحِبُ يُوسُفَ، مُرُوا أَبَا بَكْرٍ فَلْيُصَلِّ لِلنَّاسِ، قَالَتْ حَفْصَةُ لِعَائِشَةَ: مَا كُنْتُ لِأُصِيبَ مِنْكِ خَيْرًا ".

ترجمہ: ہم سے اسماعیل بن ابی اویس نے بیان کیا، کہا کہ ہم سے امام مالک بن انس نے ہشام بن عروہ سے بیان کیا، انہوں نے اپنے باپ سے، انہوں نے ام المؤمنین عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے کہ ` رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مرض الوفات میں فرمایا کہ ابو بکر سے لوگوں کو نماز پڑھانے کے لیے کہو۔عائشہ رضی اللہ عنہا کہتی ہیں کہ میں نے عرض کی کہ ابو بکر اگر آپ کی جگہ کھڑے ہوئے تو رونے کی وجہ سے لوگوں کو اپنی آواز نہ سنا سکیں گے۔اس لیے آپ عمر رضی اللہ عنہ سے فرمایئے کہ وہ نماز پڑھائیں۔آپ نے پھر فرمایا کہ نہیں ابو بکر ہی سے نماز پڑھانے کے لیے کہو۔عائشہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ میں نے حفصہ رضی اللہ عنہا سے کہا کہ تم بھی تو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے عرض کرو کہ اگر ابو بکر آپ کی جگہ کھڑے ہوئے تو آپ کو یاد کر کے گریہ وزاری کی وجہ سے لوگوں کو قرآن نہ سنا سکیں گے۔اس لیے عمر رضی اللہ عنہ سے کہئے کہ وہ نماز پڑھائیں۔حفصہ رضی اللہ عنہا نے بھی کہہ دیا۔اس پر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے

فرمایا۔بس چپ رہو، تم لوگ صواحب یوسف سے کسی طرح کم نہیں ہو۔ابو بکر سے کہو کہ وہ نماز پڑھائیں۔بعد میں حفصہ رضی اللہ عنہا نے عائشہ رضی اللہ عنہا سے کہا۔بھلا مجھ کو تم سے کہیں بھلائی ہونی ہے۔

{ صحیح بخاری جلد اوّل کتاب الاذان حدیث نمبر 678 صفحہ نمبر 350، انٹر نیشنل نمبر 716}

حدیث:

حَدَّثَنَا بَدَلُ بْنُ الْمُحَبَّرِ، أَخْبَرَنَا شُعْبَةُ، عَنْ سَعْدِ بْنِ إِبْرَاهِيمَ، قَالَ: سَمِعْتُ عُرْوَةَ بْنَ الزُّبَيْرِ، عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهَا، أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، قَالَ: "لَهَا مُرِي أَبَا بَكْرٍ يُصَلِّي بِالنَّاسِ، قَالَتْ: إِنَّهُ رَجُلٌ أَسِيفٌ مَتَى يَقُمْ مَقَامَكَ رَقَّ فَعَادَ فَعَادَتْ، قَالَ: شُعْبَةُ، فَقَالَ: فِي الثَّالِثَةِ أَوِ الرَّابِعَةِ إِنَّكُنَّ صَوَاحِبُ يُوسُفَ مُرُوا أَبَا بَكْرٍ".

ترجمہ: ہم سے بدل بن محبر نے بیان کیا' کہا ہم کو شعبہ نے خبر دی' ان سے سعد بن ابراہیم نے بیان کیا' انہوں نے عروہ بن زبیر سے سنا اور انہوں نے عائشہ رضی اللہ عنہا سے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے (مرض الموت میں) ان سے فرمایا"ابو بکر سے کہو کہ لوگوں کو نماز پڑھائیں' عائشہ رضی اللہ عنہا نے عرض کیا کہ وہ بہت نرم دل ہیں' آپ کی جگہ جب کھڑے ہوں گے تو ان پر رقت طاری ہو جائے گی۔نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے انہیں دوبارہ یہی حکم دیا۔لیکن انہوں نے بھی دوبارہ یہی عذر بیان کیا' شعبہ نے بیان کیا کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے تیسری یا چوتھی مرتبہ فرمایا کہ تم تو یوسف علیہ السلام کی ساتھ والیاں ہو۔(ظاہر میں کچھ باطن میں کچھ) ابو بکر رضی اللہ عنہ سے کہو نماز پڑھائیں۔

{ صحیح بخاری جلد دوم کتاب الانبیاء حدیث نمبر 610 صفحہ نمبر 292، انٹر نیشنل نمبر 3384}

حدیث:

حَدَّثَنَا الرَّبِيعُ بْنُ يَحْيَى الْبَصْرِيُّ، حَدَّثَنَا زَائِدَةُ، عَنْ عَبْدِ الْمَلِكِ بْنِ عُمَيْرٍ، عَنْ أَبِي بُرْدَةَ بْنِ أَبِي مُوسَى عَنْ أَبِيهِ، قَالَ: مَرِضَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، فَقَالَ: " مُرُوا أَبَا بَكْرٍ فَلْيُصَلِّ بِالنَّاسِ، فَقَالَتْ عَائِشَةُ: إِنَّ أَبَا بَكْرٍ رَجُلٌ كَذَا، فَقَالَ: مِثْلَهُ، فَقَالَتْ: مِثْلَهُ، فَقَالَ: مُرُوا أَبَا بَكْرٍ فَإِنَّكُنَّ صَوَاحِبُ يُوسُفَ فَأَمَّ أَبُو بَكْرٍ فِي حَيَاةِ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ "، فَقَالَ: حُسَيْنٌ، عَنْ زَائِدَةَ رَجُلٌ رَقِيقٌ.

ترجمہ: ہم سے ربیع بن یحییٰ بصریٰ نے بیان کیا' کہا ہم سے زائدہ نے بیان کیا' ان سے عبدالملک بن عمیر نے' ان سے ابو بردہ بن ابی موسیٰ نے اوران سے ان کے والدنے بیان کیا کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم جب بیمار پڑے تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ ابو بکر سے کہو کہ لوگوں کو نماز پڑھائیں۔ عائشہ رضی اللہ عنہا نے عرض کیا کہ ابو بکر رضی اللہ عنہ نہایت نرم دل انسان ہیں لیکن نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے دوبارہ یہی حکم فرمایا اورانہوں نے بھی وہی عذر دہرایا۔ آخر نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ ان سے کہو نماز پڑھائیں۔ تم تو یوسف کی ساتھ والیاں ہو۔ (ظاہر کچھ باطن کچھ) چنانچہ ابو بکر رضی اللہ عنہ نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی زندگی میں امامت کی اور حسین بن علی جعفی نے زائدہ سے «رجل رقيق.» کے الفاظ نقل کئے کہ ابو بکر نرم دل آدمی ہیں۔

{صحیح بخاری جلد دوم کتاب الانبیاء حدیث نمبر 611 صفحہ نمبر 292، انٹرنیشنل نمبر 3385}

اسی طرح ایک حدیث میں آتا ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ والہ وسلم نے وصال کے روزے رکھنے سے منع فرمایا لیکن صحابہ کرام رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین نے حضور صلی اللہ علیہ والہ وسلم کا حکم ماننے سے انکار کر دیا۔ حدیث ملاحظہ کیجیے:

حدیث:

حَدَّثَنَا أَبُو الْيَمَانِ، أَخْبَرَنَا شُعَيْبٌ، عَنِ الزُّهْرِيِّ، قَالَ: حَدَّثَنِي أَبُو سَلَمَةَ بْنُ عَبْدِ الرَّحْمَنِ، أَنَّ أَبَا هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ، قَالَ: " نَهَى رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَنِ الْوِصَالِ فِي الصَّوْمِ "، فَقَالَ لَهُ رَجُلٌ مِنَ الْمُسْلِمِينَ: إِنَّكَ

تُوَاصِلُ يَا رَسُولَ اللَّهِ، قَالَ: وَأَيُّكُمْ مِثْلِي، إِنِّي أَبِيتُ يُطْعِمُنِي رَبِّي وَيَسْقِينِ، فَلَمَّا أَبَوْا أَنْ يَنْتَهُوا عَنِ الْوِصَالِ، وَاصَلَ بِهِمْ يَوْمًا، ثُمَّ يَوْمًا، ثُمَّ رَأَوْا الْهِلَالَ، فَقَالَ: لَوْ تَأَخَّرَ لَزِدْتُكُمْ، كَالتَّنْكِيلِ لَهُمْ حِينَ أَبَوْا أَنْ يَنْتَهُوا.

ترجمہ: ”حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ والہ وسلم نے وصال کے روزے رکھنے سے منع فرمایا تو مسلمانوں میں سے ایک شخص عرض گذار ہوا کہ یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ والہ وسلم! آپؐ تو وصال کے روزے رکھتے ہیں، فرمایا کہ تم میں میری مثل کون ہے؟ بے شک میں رات گزارتا ہوں تو میرا ربّ مجھے کھلاتا اور پلاتا ہے۔ جب آپؐ کے روکنے کے باوجود وہ روزے ملانے سے نہ رُکے تو آپؐ نے ایک روز ملایا پھر اگلا روز ملایا تو چاند نظر آگیا۔ فرمایا کہ اگر یہ مؤخر ہو جاتا تو میں تمھارے ساتھ زیادہ ملائے جاتا۔ یہ اس بات کی تنبیہ تھی کہ وہ حضرات روکنے سے بھی نہیں رُکے تھے۔“

{صحیح بخاری جلد اوّل کتاب الصیام حدیث نمبر 1833 صفحہ نمبر 745، انٹرنیشنل نمبر 1965}

حدیث:

حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ بُكَيْرٍ، حَدَّثَنَا اللَّيْثُ، عَنْ عُقَيْلٍ، عَنِ ابْنِ شِهَابٍ، حَدَّثَنَا أَبُو سَلَمَةَ، أَنَّ أَبَا هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ، قَالَ: " نَهَى رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، عَنِ الْوِصَالِ، فَقَالَ لَهُ رِجَالٌ مِنَ الْمُسْلِمِينَ: فَإِنَّكَ يَا رَسُولَ اللَّهِ تُوَاصِلُ؟ فَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: أَيُّكُمْ مِثْلِي، إِنِّي أَبِيتُ يُطْعِمُنِي رَبِّي وَيَسْقِينِ، فَلَمَّا أَبَوْا أَنْ يَنْتَهُوا عَنِ الْوِصَالِ، وَاصَلَ بِهِمْ يَوْمًا، ثُمَّ يَوْمًا، ثُمَّ رَأَوْا الْهِلَالَ، فَقَالَ: لَوْ تَأَخَّرَ لَزِدْتُكُمْ كَالْمُنَكِّلِ بِهِمْ، حِينَ أَبَوْا "، تَابَعَهُ شُعَيْبٌ، وَيَحْيَى بْنُ سَعِيدٍ، وَيُونُسُ، عَنِ الزُّهْرِيِّ، وَقَالَ عَبْدُ الرَّحْمَنِ بْنُ خَالِدٍ، عَنِ ابْنِ شِهَابٍ، عَنْ سَعِيدٍ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ، عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ.

ترجمہ: ہم سے یحییٰ بن بکیر نے بیان کیا، کہا ہم سے لیث بن سعد نے بیان کیا، ان سے عقیل نے، ان سے ابن شہاب نے، ان سے ابو سلمہ نے بیان کیا اور ان سے ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے وصال (مسلسل افطار کے بغیر کئی دن کے روزے رکھنے) سے منع فرمایا تو بعض صحابہ نے عرض کیا: یا رسول اللہ! آپ خود تو وصال کرتے ہیں۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ تم میں سے کون مجھ جیسا ہے؟ میرا تو حال یہ ہے کہ مجھے میرا رب کھلاتا ہے اور پلاتا ہے لیکن وصال کرنے سے صحابہ نہیں رکے تو نبی کریم صلی اللہ

علیہ وسلم نے ان کے ساتھ ایک دن کے بعد دوسرے دن کا وصال کیا پھر اس کے بعد لوگوں نے چاند دیکھ لیا۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اگر (عید کا) چاند نہ دکھائی دیتا تو میں اور وصال کرتا۔ یہ آپ نے تنبیہاً فرمایا تھا کیونکہ وہ وصال کرنے پر مصر تھے۔ اس روایت کی متابعت شعیب، یحییٰ بن سعید اور یونس نے زہری سے کی ہے اور عبدالرحمٰن بن خالد فہمی نے بیان کیا، ان سے ابن شہاب نے، ان سے سعید بن مسیب نے اور ان سے ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے بیان کیا۔

{ صحیح بخاری جلد سوم کتاب المحاربین حدیث نمبر 1747 صفحہ نمبر 678، انٹرنیشنل نمبر 6851}

حدیث:

حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ بْنُ سَعِيدٍ، حَدَّثَنَا أَبُو عَوَانَةَ، عَنْ قَتَادَةَ، عَنْ أَنَسٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ، أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ رَأَى رَجُلًا يَسُوقُ بَدَنَةً، فَقَالَ لَهُ: " ارْكَبْهَا، فَقَالَ: يَا رَسُولَ اللَّهِ، إِنَّهَا بَدَنَةٌ، قَالَ: فِي الثَّالِثَةِ أَوْ فِي الرَّابِعَةِ ارْكَبْهَا، وَيْلَكَ أَوْ وَيْحَكَ ".

ترجمہ: ”حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ والہ وسلم نے ایک آدمی کو دیکھا جو اپنے اُونٹ کو ہانک کر لے جا رہا تھا، آپؐ نے اس سے فرمایا، سوار ہو جاؤ، وہ عرض گذار ہوا، یارسول اللہ صلی اللہ علیہ والہ وسلم ! یہ قربانی کا اُونٹ ہے، آپؐ نے تیسری یا چوتھی دفعہ فرمایا کہ سوار ہو جا تیرے لیے خرابی ہے یا تجھ پر افسوس ہے۔“

{ صحیح بخاری جلد دوم کتاب الوصایا حدیث نمبر 27 صفحہ نمبر 48، انٹرنیشنل نمبر 2754}

حدیث:

حَدَّثَنَا إِسْمَاعِيلُ، حَدَّثَنَا مَالِكٌ، عَنْ أَبِي الزِّنَادِ، عَنْ الْأَعْرَجِ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ، أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ رَأَى رَجُلًا يَسُوقُ بَدَنَةً، فَقَالَ: ارْكَبْهَا، قَالَ: يَا رَسُولَ اللَّهِ، إِنَّهَا بَدَنَةٌ، قَالَ: ارْكَبْهَا، وَيْلَكَ فِي الثَّانِيَةِ أَوْ فِي الثَّالِثَةِ ".

ترجمہ: ہم سے اسمٰعیل بن ابی اویس نے بیان کیا، کہا ہم سے امام مالک نے بیان کیا، ان سے ابوالزناد نے، ان نے اعرج سے اور ان ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے دیکھا کہ ایک صاحب قربانی کا اونٹ ہانکے لیے جا رہے ہیں۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اس پر سوار ہو جا لیکن انہوں نے معذرت کی کہ یا رسول اللہ! یہ تو قربانی کا ہے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے پھر فرمایا کہ سوار بھی ہو جا۔ افسوس! یہ کلمہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے تیسری یا چوتھی مرتبہ فرمایا تھا۔

{صحیح بخاری جلد دوم کتاب الوصایا حدیث نمبر 28 صفحہ نمبر 48، انٹرنیشنل نمبر 2755}

حدیث:

حَدَّثَنَا مُوسَى بْنُ إِسْمَاعِيلَ، حَدَّثَنَا هَمَّامٌ، عَنْ قَتَادَةَ، عَنْ أَنَسٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ، أَنّ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ رَأَى رَجُلًا يَسُوقُ بَدَنَةً فَقَالَ: " ارْكَبْهَا " قَالَ: إِنَّهَا بَدَنَةٌ، قَالَ: " ارْكَبْهَا "، قَالَ: إِنَّهَا بَدَنَةٌ، قَالَ: " ارْكَبْهَا وَيْلَكَ ".

ترجمہ: ہم سے موسیٰ بن اسماعیل نے بیان کیا، کہا ہم سے ہمام بن یحییٰ نے بیان کیا، ان سے قتادہ نے اور ان سے انس رضی اللہ عنہ نے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک شخص کو دیکھا کہ قربانی کے لیے ایک اونٹنی ہانکے لیے جا رہا ہے۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اس پر سوار ہو کر جا، انہوں نے کہا کہ یہ تو قربانی کا جانور ہے۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ سوار ہو جا، افسوس «ویلک» دوسری یا تیسری مرتبہ یہ فرمایا۔

{صحیح بخاری جلد سوم کتاب الادب حدیث نمبر 1091 صفحہ نمبر 428، انٹرنیشنل نمبر 6159}

حدیث:

حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ بْنُ سَعِيدٍ، عَنْ مَالِكٍ، عَنْ أَبِي الزِّنَادِ، عَنِ الْأَعْرَجِ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ، أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ رَأَى رَجُلًا يَسُوقُ بَدَنَةً، فَقَالَ لَهُ: " ارْكَبْهَا " قَالَ: يَا رَسُولَ اللَّهِ إِنَّهَا بَدَنَةٌ، قَالَ: " ارْكَبْهَا وَيْلَكَ " فِي الثَّانِيَةِ أَوْ فِي الثَّالِثَةِ.

ترجمہ: مجھ سے قتیبہ بن سعید نے بیان کیا، وہ امام مالک سے روایت کرتے ہیں، وہ ابوالزناد سے، وہ اعرج سے، وہ ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک شخص کو دیکھا کہ قربانی کا اونٹ ہنکائے جا رہا ہے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس سے کہا کہ تو اس پر سوار ہو جا۔ اس نے عرض کیا: یارسول اللہ! یہ تو قربانی کا اونٹ ہے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے دوسری بار یا تیسری بار فرمایا کہ تیری خرابی ہو، تو سوار ہو جا۔

{صحیح بخاری جلد سوم کتاب الادب حدیث نمبر 1092 صفحہ نمبر 429، انٹرنیشنل نمبر 6160}

حدیث:

حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ عَبْدِ اللَّهِ، حَدَّثَنَا جَرِيرُ بْنُ عَبْدِ الْحَمِيدِ، عَنْ أَبِي إِسْحَاقَ الشَّيْبَانِيِّ، عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ أَبِي أَوْفَى، قَالَ: " كُنَّا فِي سَفَرٍ مَعَ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، فَلَمَّا غَرَبَتِ الشَّمْسُ، قَالَ لِرَجُلٍ: انْزِلْ فَاجْدَحْ لِي، قَالَ: يَا رَسُولَ اللَّهِ، لَوْ أَمْسَيْتَ، ثُمَّ قَالَ: انْزِلْ فَاجْدَحْ، قَالَ: يَا رَسُولَ اللَّهِ، لَوْ أَمْسَيْتَ إِنَّ عَلَيْكَ نَهَارًا، ثُمَّ قَالَ: انْزِلْ فَاجْدَحْ، فَنَزَلَ فَجَدَحَ لَهُ فِي الثَّالِثَةِ، فَشَرِبَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، ثُمَّ أَوْمَأَ بِيَدِهِ إِلَى الْمَشْرِقِ، فَقَالَ: إِذَا رَأَيْتُمُ اللَّيْلَ قَدْ أَقْبَلَ مِنْ هَا هُنَا فَقَدْ أَفْطَرَ الصَّائِمُ ".

ترجمہ: ” حضرت عبداللہ بن اوفی رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ ایک سفر میں ہم رسول اللہ صلی اللہ علیہ والہ وسلم کے ہمراہ تھے، جب سورج غروب ہو گیا تو آپؐ نے ایک شخص سے فرمایا کہ اُتر کر میرے لیے ستّو گھول دو۔ وہ عرض گذار ہوا، یارسول اللہ صلی اللہ علیہ والہ وسلم! شام ہونے دیجئے، آپؐ نے دوسری مرتبہ فرمایا کہ اُتر کر میرے لیے ستّو گھول دو۔ وہ عرض پرداز ہوا، یارسول اللہ صلی اللہ علیہ والہ وسلم! شام ہو جانے دیجئے، ابھی تو دن کھڑا ہے۔ آپؐ نے تیسری مرتبہ فرمایا کہ اُتر کر میرے لیے ستّو گھول دو۔ پس وہ اُترا اور تیسری مرتبہ فرمانے پر آپؐ کیلئے ستّو گھول دیئے۔“

{صحیح بخاری جلد سوم کتاب الطلاق حدیث نمبر 274 صفحہ نمبر 143، انٹرنیشنل نمبر 5297}

☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆

باب نمبر۔57

صحیح بخاری کے مطابق

صحابہؓ کی عدم توجہی سے مسجدِ نبویؐ میں بلغم اور کتّوں کا فضلہ

قرآن کے مطابق

صحابہؓ، صفائی پسند تھے

اللہ تعالیٰ نے قرآنِ مجید میں مساجد کو پاک صاف رکھنے کا حکم دیا ہے۔ فرمانِ خُداوندی ہے :

قرآن:

وَعَهِدْنَآ اِلٰٓى اِبْرٰهٖمَ وَاِسْمٰعِيْلَ اَنْ طَهِّرَا بَيْتِىَ لِلطَّآئِفِيْنَ وَالْعٰكِفِيْنَ وَالرُّكَّعِ السُّجُوْدِ (125/2)

ترجمہ: '' ہم نے حکم دیا اِبراہیم علیہ السلام اور اِسماعیل علیہ السلام کو کہ وہ میرا گھر پاک رکھیں طواف، اِعتکاف، رُکوع اور سجود کرنے والوں کیلیئے۔''(سورۃ البقرۃ سورہ نمبر2 آیت نمبر125)

حضرت اِبراہیم علیہ السلام کو ایک اور مقام پر حکم ملا کہ :

قرآن:

وَّطَهِّرْ بَيْتِىَ لِلطَّآئِفِيْنَ وَالْقَآئِمِيْنَ وَالرُّكَّعِ السُّجُوْدِ (26/22)

'' میرے گھر کو طواف، قیام، رُکوع اور سجود کرنے والوں کیلیئے پاک صاف رکھنا۔''(سورۃ الحج سورہ نمبر22 آیت نمبر26)

وہ گھر جن میں خُدا کا ذِکر ہوتا ہے،" اُنہیں بلند کرنے کا حکم"۔

قرآن:

فِيْ بُيُوْتٍ اَذِنَ اللّٰهُ اَنْ تُرْفَعَ وَيُذْكَرَ فِيْهَا اسْمُهٗ لا يُسَبِّحُ لَهٗ فِيْهَا بِالْغُدُوِّ وَالْاٰصَالِ (36/24)

ترجمہ:" اُن گھروں میں جن کے بلند کرنے، اور جن میں اپنے نام کی یاد کا اللہ تعالیٰ نے حکم دیا ہے وہاں صبح و شام اللہ تعالیٰ کی تسبیح بیان کرتے ہیں۔"(سورۃ النور سورہ نمبر 24 آیت نمبر 36)

ظاہر ہے کہ مسجد میں گندگی پھیلانے سے تو انہیں بلند نہیں کیا جا سکتا۔

قرآن:

وَمَنْ اَظْلَمُ مِمَّنْ مَّنَعَ مَسٰجِدَ اللّٰهِ اَنْ يُّذْكَرَ فِيْهَا اسْمُهٗ وَسَعٰى فِيْ خَرَابِهَا ط اُولٰٓئِكَ مَا كَانَ لَهُمْ اَنْ يَّدْخُلُوْهَآ اِلَّا خَآئِفِيْنَ ہط لَهُمْ فِي الدُّنْيَا خِزْيٌ وَّلَهُمْ فِي الْاٰخِرَةِ عَذَابٌ عَظِيْمٌ (114/2)

ترجمہ:" اس شخص سے بڑھ کر ظالم کون ہے جو اللہ تعالیٰ کی مسجدوں میں اللہ تعالیٰ کے ذکر کیے جانے سے روکے اور ان کی بربادی کی کوشش کرے، ایسے لوگوں کو خوف کھاتے ہوئے ہی اس میں جانا چاہیے، ان کیلئے دنیا میں بھی رُسوائی ہے اور آخرت میں بھی بڑا عذاب ہے۔"(سورۃ البقرۃ سورہ نمبر 2 آیت نمبر 114)

مسجد میں گندگی پھیلانا یا گندگی دیکھ کر اُسے صاف نہ کرنا بھی اللہ کے ذکر سے روکنے کے مترادف ہے۔ اللہ تعالیٰ کا فرمان تو یہ ہے کہ "ہر نماز کے وقت اپنی زینت اِختیار کرو" {31/7} اور فرمایا کہ مساجد کو آباد کرنا مومنوں ہی کا کام ہے {18/9} مشرکین انہیں آباد نہیں کیا کرتے {17/9}۔

مسجد کی صفائی کے بارے میں قرآنی تعلیم کے مطالعے کے بعد صحیح بخاری کی چند احادیث ملاحظہ کیجیے :

قرآن:

وَقَالَ أَحْمَدُ بْنُ شَبِيبٍ: حَدَّثَنَا أَبِي، عَنْ يُونُسَ، عَنِ ابْنِ شِهَابٍ، قَالَ: حَدَّثَنِي حَمْزَةُ بْنُ عَبْدِ اللَّهِ، عَنْ أَبِيهِ، قَالَ: كَانَتِ الْكِلَابُ تَبُولُ وَتُقْبِلُ وَتُدْبِرُ فِي الْمَسْجِدِ فِي زَمَانِ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، فَلَمْ يَكُونُوا يَرُشُّونَ شَيْئًا مِنْ ذَلِكَ.

ترجمہ: "حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ والہ وسلم کے زمانۂ مبارک میں کتّے مسجد میں آتے جاتے تھے لیکن لوگ اس جگہ پر کچھ نہیں چھڑکتے تھے۔"

{صحیح بخاری جلد اوّل کتاب الوضو حدیث نمبر 172 صفحہ نمبر 175، انٹرنیشنل نمبر 174}

یہ روایت اگر کتّوں کے مسجد میں آجانے تک محدود ہوتی تو شاید اس میں کوئی قابلِ اعتراض پہلو سامنے نہ آتا کہ کتّا چونکہ ایک جانور ہے اور جانور منع کرنے کے باوجود بار بار غلطی کر سکتا ہے لیکن افسوسناک بات یہ بیان کی گئی ہے کہ کتّوں کے مسجد میں پیشاب و پاخانہ کرنے پر صحابہ کرام رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین مسجد کی صفائی نہیں کرتے تھے۔ قرآن میں آپ نے پڑھا کہ اللہ تعالیٰ نے مسجد کو صاف رکھنے کا حکم دیا ہے جبکہ صحابہؓ کی شان کو کم کرنے کیلئے یہ سب کچھ گھڑا گیا ہے۔

مسجد کی صفائی کے حوالے سے درج ذیل حدیث بھی قابلِ غور ہے :

حدیث:

حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ، قَالَ: حَدَّثَنَا إِسْمَاعِيلُ بْنُ جَعْفَرٍ، عَنْ حُمَيْدٍ، عَنْ أَنَسٍ، أَنّ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ رَأَى نُخَامَةً فِي الْقِبْلَةِ، فَشَقَّ ذَلِكَ عَلَيْهِ حَتَّى رُئِيَ فِي وَجْهِهِ، فَقَامَ فَحَكَّهُ بِيَدِهِ، فَقَالَ: "إِنَّ أَحَدَكُمْ إِذَا قَامَ فِي صَلَاتِهِ فَإِنَّهُ يُنَاجِي رَبَّهُ أَوْ إِنَّ رَبَّهُ بَيْنَهُ وَبَيْنَ الْقِبْلَةِ، فَلَا يَبْزُقَنَّ أَحَدُكُمْ قِبَلَ قِبْلَتِهِ، وَلَكِنْ عَنْ يَسَارِهِ أَوْ تَحْتَ قَدَمَيْهِ، ثُمَّ أَخَذَ طَرَفَ رِدَائِهِ فَبَصَقَ فِيهِ، ثُمَّ رَدَّ بَعْضَهُ عَلَى بَعْضٍ، فَقَالَ: أَوْ يَفْعَلُ هَكَذَا".

ترجمہ: ''حضرت انس بن مالک رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ والہ وسلم نے قبلہ کی جانب بلغم دیکھا، یہ بات آپ ؐ کو ناگوار ہوئی اور چہرۂ انور سے ظاہر ہوئی۔ آپ ؐ کھڑے ہوئے اور ہاتھ سے اُسے صاف کر دیا اور فرمایا کہ تم میں سے جب کوئی نماز میں کھڑا ہوتا ہے تو وہ اپنے ربّ سے مناجات کرتا ہے یا اس کے اور قبلہ کے درمیان، اس کا ربّ ہوتا ہے پس تم قبلہ کی جانب نہ تھوکا کرو بلکہ بائیں جانب یا پَیروں کے نیچے۔ پھر اپنی چادر کا ایک پلو لے کر اس میں تھوکا، پھر دوسرے حصّے پر الٹے پلٹے اور فرمایا کہ یا ایسا کرے۔''

{صحیح بخاری جلد اوّل کتاب الصلوٰۃ حدیث نمبر 393 صفحہ نمبر 252، انٹر نیشنل نمبر 405}

دیگر احادیث :

{صحیح بخاری جلد اوّل کتاب الصلوٰۃ حدیث نمبر 394 صفحہ نمبر 253، انٹر نیشنل نمبر 406}

{صحیح بخاری جلد اوّل کتاب الصلوٰۃ حدیث نمبر 395 صفحہ نمبر 253، انٹر نیشنل نمبر 407}

{صحیح بخاری جلد اوّل کتاب الصلوٰۃ حدیث نمبر 396 صفحہ نمبر 253، انٹر نیشنل نمبر 408}

{صحیح بخاری جلد اوّل کتاب الصلوٰۃ حدیث نمبر 397 صفحہ نمبر 253، انٹر نیشنل نمبر 410}

{صحیح بخاری جلد اوّل کتاب الصلوٰۃ حدیث نمبر 398 صفحہ نمبر 254، انٹر نیشنل نمبر 412}

{صحیح بخاری جلد اوّل کتاب الصلوٰۃ حدیث نمبر 399 صفحہ نمبر 254، انٹر نیشنل نمبر 413}

{صحیح بخاری جلد اوّل کتاب الصلوٰۃ حدیث نمبر 400 صفحہ نمبر 254، انٹر نیشنل نمبر 414}

{صحیح بخاری جلد اوّل کتاب الصلوٰۃ حدیث نمبر 401 صفحہ نمبر 254، انٹر نیشنل نمبر 415}

{صحیح بخاری جلد اوّل کتاب الصلوٰۃ حدیث نمبر 402 صفحہ نمبر 254، انٹر نیشنل نمبر 416}

{صحیح بخاری جلد اوّل کتاب الصلوٰۃ حدیث نمبر 403 صفحہ نمبر 255، انٹر نیشنل نمبر 417}

{ صحیح بخاری جلد اوّل کتاب مواقیت الصلوٰۃ حدیث نمبر 503 صفحہ نمبر 294، انٹر نیشنل نمبر 531}

{ صحیح بخاری جلد اوّل کتاب مواقیت الصلوٰۃ حدیث نمبر 504 صفحہ نمبر 294، انٹر نیشنل نمبر 532}

{ صحیح بخاری جلد اوّل ابوابِ تہجد حدیث نمبر 1134 صفحہ نمبر 503، انٹر نیشنل نمبر 1213}

{ صحیح بخاری جلد اوّل ابوابِ تہجد حدیث نمبر 1135 صفحہ نمبر 503، انٹر نیشنل نمبر 1214}

اگر آج کوئی مسلمان، مسجد میں نماز کے دوران اپنے بائیں پاؤں کے نیچے قیمتی قالین پر بلغم تھوک کر یہ دعویٰ کرے کہ اس نے حدیث پر عمل کیا ہے تو کیا اس کو حدیث پر عمل کرنے کی بنا پر شاباش دی جائے گی یا اس کام سے منع کرنے والوں کو منکرِ حدیث کے لقب سے نوازا جائے گا؟

☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆

باب نمبر۔58

صحیح بخاری کے مطابق

صحابہ کرامؓ پر الزامات کی بارش

قرآن کے مطابق

صحابہ کرامؓ پکے مومن تھے

صحیح بخاری کی ایک حدیث کو پہلے غور سے پڑھیے :

حدیث:

حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ عَبْدِ اللَّهِ، قَالَ: حَدَّثَنَا يَعْقُوبُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ بْنِ سَعْدٍ، قَالَ: حَدَّثَنِي أَبِي، عَنْ صَالِحِ بْنِ كَيْسَانَ، قَالَ: حَدَّثَنَا نَافِعٌ، أَنَّ عَبْدَ اللَّهِ أَخْبَرَهُ "أَنَّ الْمَسْجِدَ كَانَ عَلَى عَهْدِ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَبْنِيًّا بِاللَّبِنِ، وَسَقْفُهُ الْجَرِيدُ، وَعُمُدُهُ خَشَبُ النَّخْلِ، فَلَمْ يَزِدْ فِيهِ أَبُو بَكْرٍ شَيْئًا، وَزَادَ فِيهِ عُمَرُ، وَبَنَاهُ عَلَى بُنْيَانِهِ فِي عَهْدِ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِاللَّبِنِ وَالْجَرِيدِ وَأَعَادَ عُمُدَهُ خَشَبًا، ثُمَّ غَيَّرَهُ عُثْمَانُ فَزَادَ فِيهِ زِيَادَةً كَثِيرَةً وَبَنَى جِدَارَهُ بِالْحِجَارَةِ الْمَنْقُوشَةِ وَالْقَصَّةِ وَجَعَلَ عُمُدَهُ مِنْ حِجَارَةٍ مَنْقُوشَةٍ وَسَقَفَهُ بِالسَّاجِ".

ترجمہ: ”نافع سے روایت ہے کہ حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اُنہیں بتایا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ والہ وسلم کے عہدِ مبارک میں مسجدِ نبویؐ کچی اینٹوں سے بنائی گئی تھی اور اس کی چھت شاخوں کی تھی اور کھجور کی لکڑی کے ستون تھے، حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اِس میں کوئی اِضافہ نہیں کیا۔ حضرت عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اِس میں اِضافہ کیا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ والہ وسلم کے عہدِ مبارک کی بنیادوں پر کچی اینٹوں، شاخوں اور کھجور کی لکڑی کے ستونوں سے تعمیر کیا۔ پھر حضرت عثمان رضی

اللہ تعالیٰ عنہ نے اِس میں تبدیلی کی اور اِس میں بہت سا اِضافہ کیا اور اِس کی دیواریں منقش پتھروں اور چونے سے تعمیر کیں اور اِس کے ستون منقش پتھروں سے بنائے اور چھت ساگوان کی لکڑی سے بنوائی۔“

{صحیح بخاری جلد اوّل کتاب الصلوٰۃ حدیث نمبر 430 صفحہ نمبر 267، انٹر نیشنل نمبر 446}

اِس روایت کا آخری حصّہ خاص طور پر قابلِ غور ہے، جس میں بتایا گیا ہے کہ حضرت عثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے مسجدِ نبوی ؐ کی تعمیر میں :

(1) بہت سا اِضافہ کیا۔

(2) اِس کی دیواریں منقش پتھروں اور چونے سے تعمیر کیں۔

(3) اِس کے ستون منقش پتھروں سے بنائے۔

(4) اِس کی چھت ساگوان کی لکڑی سے بنوائی۔

گویا حضرت عثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے مسجدِ نبوی ؐ کو آراستہ کیا۔

لیکن آپ اِس روایت کا کیا کریں گے جس میں کہا گیا ہے کہ مسجدِ نبوی ؐ کو سُرخ یا زرد کرنا :

(1) لوگوں کو فتنے میں ڈالنا ہے۔

(2) مسجد کی آبادکاری کو روکنا ہے۔

(3) یہ یہود و نصاریٰ کا عمل ہے۔

غور کریں کہ یہ الزامات کس محترم ہستی (حضرت عثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ) پر لگائے جا رہے ہیں۔ یقیناً اب آپ وہ روایت پڑھنے کیلئے بے چین ہو رہے ہوں گے تو ملاحظہ کیجیے :

حدیث:

وَقَالَ أَبُو سَعِيدٍ: كَانَ سَقْفُ الْمَسْجِدِ مِنْ جَرِيدِ النَّخْلِ، وَأَمَرَ عُمَرُ بِبِنَاءِ الْمَسْجِدِ، وَقَالَ: أَكِنَّ النَّاسَ مِنَ الْمَطَرِ وَإِيَّاكَ أَنْ تُحَمِّرَ أَوْ تُصَفِّرَ فَتَفْتِنَ النَّاسَ، وَقَالَ أَنَسٌ: يَتَبَاهَوْنَ بِهَا ثُمَّ لَا يَعْمُرُونَهَا إِلَّا قَلِيلًا، وَقَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ: لَتُزَخْرِفُنَّهَا كَمَا زَخْرَفَتِ الْيَهُودُ وَالنَّصَارَى.

ترجمہ: " حضرت ابو سعید نے فرمایا کہ مسجد کی چھت کھجور کی شاخوں کی تھی اور حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے مسجدِ نبویؐ تعمیر کرنے کا حکم دیا تو فرمایا کہ میں لوگوں کو بارش سے بچانا چاہتا ہوں اور سُرخ یا زرد کرنے سے بچنا ورنہ لوگ فتنے میں پڑ جائیں گے۔ حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا کہ لوگ اِس پر فخر زیادہ کریں گے پھر اِنہیں آباد کم کریں گے۔ حضرت ابنِ عبّاس رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا کہ تم یہود و نصاریٰ کی طرح اِنہیں آراستہ کرو گے۔"

{صحیح بخاری جلد اوّل کتاب الصلوٰۃ باب نمبر 303 صفحہ نمبر 267 انٹر نیشنل نمبر باب نمبر 62}

گزشتہ صفحات میں زینت اِختیار کرنے کے بارے میں آپ نسبتاً تفصیل سے پڑھ چکے ہیں۔ یہاں ہم قرآنِ کریم کی صرف ایک آیت پیش کر رہے ہیں، جس سے ثابت ہوتا ہے کہ حضرت عثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا مسجدِ نبویؐ کی خوبصورتی میں اِضافہ کرنا درست تھا اور آپؓ پر یہ الزام کہ آپؓ نے لوگوں کو فتنے میں ڈالا، مسجد کی آبادکاری میں رُکاوٹ ڈالی یا آپؓ نے یہود و نصاریٰ والا کام کیا سراسر غلط ہے۔ اللہ تعالیٰ نے قرآنِ حکیم میں فرمایا ہے :

قرآن:

قُلْ مَنْ حَرَّمَ زِيْنَةَ اللّٰهِ الَّتِيْٓ اَخْرَجَ لِعِبَادِهٖ وَالطَّيِّبٰتِ مِنَ الرِّزْقِ ط قُلْ هِيَ لِلَّذِيْنَ اٰمَنُوْا فِي الْحَيٰوةِ الدُّنْيَا خَالِصَةً يَّوْمَ الْقِيٰمَةِ ط كَذٰلِكَ نُفَصِّلُ الْاٰيٰتِ لِقَوْمٍ يَّعْلَمُوْنَ (32/7)

ترجمہ: ” آپؐ فرمادیں کس نے حرام کی ہے اللہ کی وہ زِینت جواُس نے اپنے بندوں کیلئے نکالی (پیدا کی ہے) اور پاک رِزق، آپؐ فرمادیں یہ دُنیا کی زندگی میں اُن لوگوں کیلئے ہے جواِیمان لائے اور خالص طور پر قیامت کے دِن (اُنہیں کا حصّہ ہے) اِسی طرح ہم آیتیں مفصّل بیان کرتے ہیں اُس گروہ کیلئے جو جانتے ہیں (علم والے ہیں)۔

{سورۃ الاعراف سورہ نمبر 7 آیت نمبر 32}

☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆

باب نمبر۔59

صحیح بخاری کے مطابق

بزرگ ہستیوں پر گالی گلوچ کا اِلزام

قرآن کے مطابق

مومن لغویات سے اِجتناب کرتے ہیں

ارشادِ باری تعالیٰ ہے کہ :

قرآن:

قَدۡ اَفۡلَحَ الۡمُؤۡمِنُوۡنَ۔ الَّذِيۡنَ هُمۡ فِىۡ صَلَاتِهِمۡ خَاشِعُوۡنَ۔ وَالَّذِيۡنَ هُمۡ عَنِ اللَّغۡوِ مُعۡرِضُوۡنَ (3-1/23)

" یقیناًاِیمان والوں نے فلاح پائی جواپنی نماز میں خشوع کرتے ہیںاور جو لغویات سے منہ موڑ لیتے ہیں۔"

{سورۃالمومنون سورہ نمبر23آیت نمبر1تا3}

صحابہ کرام رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین، حضور صلی اللہ علیہ والہ وسلم کے تربیّت یافتہ تھے،اُن کی زبانوں پر گالی گلوچ نہ تھابلکہ پاکیزہ گفتگو تھی لیکن صحیح بخاری میں ہے کہ یہ آپس میں ایک دوسرے کو گالیاں دِیا کرتے تھے۔ ملاحظہ کیجیے :

حدیث:

حَدَّثَنَا عَمْرُو بْنُ عَوْنٍ، قَالَ: حَدَّثَنَا هُشَيْمٌ، عَنْ أَبِي بِشْرٍ، عَنْ عِكْرِمَةَ، قَالَ: "رَأَيْتُ رَجُلًا عِنْدَ الْمَقَامِ يُكَبِّرُ فِي كُلِّ خَفْضٍ وَرَفْعٍ وَإِذَا قَامَ وَإِذَا وَضَعَ، فَأَخْبَرْتُ ابْنَ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ، قَالَ: أَوَلَيْسَ تِلْكَ صَلَاةَ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَا أُمَّ لَكَ".

ترجمہ: " عمرو بن عون، ہشیم، ابو بشر، عکرمہ سے روایت ہے کہ میں نے مقامِ ابراہیم کے پاس ایک آدمی کو دیکھا کہ جھکتے اور اُٹھتے تکبیر کہتا اور جب کھڑا ہوتا اور جب بیٹھتا تب بھی۔ میں نے حضرت ابنِ عبّاس رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو بتایا تو فرمایا کہ تمہاری ماں مرے کیا یہ نبی کریم صلی اللہ علیہ والہ وسلم کی نماز نہیں۔"

{ صحیح بخاری جلد اوّل کتاب الاذان حدیث نمبر 748 صفحہ نمبر 371، انٹر نیشنل نمبر 787}

حدیث:

حَدَّثَنَا مُوسَى بْنُ إِسْمَاعِيلَ، قَالَ: أَخْبَرَنَا هَمَّامٌ، عَنْ قَتَادَةَ، عَنْ عِكْرِمَةَ، قَالَ: "صَلَّيْتُ خَلْفَ شَيْخٍ o بِمَكَّةَ فَكَبَّرَ ثِنْتَيْنِ وَعِشْرِينَ تَكْبِيرَةً، فَقُلْتُ لِابْنِ عَبَّاسٍ: إِنَّهُ أَحْمَقُ، فَقَالَ: ثَكِلَتْكَ أُمُّكَ، سُنَّةُ أَبِي الْقَاسِمِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ"، وَقَالَ مُوسَى حَدَّثَنَا أَبَانُ، حَدَّثَنَا قَتَادَةُ، حَدَّثَنَا عِكْرِمَةُ.

ترجمہ: " موسیٰ بن اسماعیل، ہمام، قتادہ، عکرمہ سے روایت ہے کہ میں نے مکہ مکرمہ میں ایک بزرگ کے پیچھے نماز پڑھی تو اُس نے بائیس (22) تکبیریں کہیں۔ میں نے حضرت ابنِ عبّاس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے کہا کہ وہ احمق ہے، اُنہوں نے فرمایا تمہاری ماں روئے، یہ تو ابو القاسم کی سنّت ہے۔"

{ صحیح بخاری جلد اوّل کتاب الاذان حدیث نمبر 749 صفحہ نمبر 371، انٹر نیشنل نمبر 788}

حدیث:

حَدَّثَنَا مُحَاضِرٌ، حَدَّثَنَا الْأَعْمَشُ، عَنْ إِبْرَاهِيمَ، عَنِ الْأَسْوَدِ، عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهَا، قَالَتْ: "خَرَجْنَا مَعَ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَا نَذْكُرُ إِلَّا الْحَجَّ، فَلَمَّا قَدِمْنَا أَمَرَنَا أَنْ نَحِلَّ، فَلَمَّا كَانَتْ لَيْلَةُ النَّفْرِ حَاضَتْ صَفِيَّةُ بِنْتُ حُيَيٍّ، فَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: حَلْقَى عَقْرَى، مَا أُرَاهَا إِلَّا حَابِسَتَكُمْ، ثُمَّ قَالَ: كُنْتِ طُفْتِ يَوْمَ النَّحْرِ؟، قَالَتْ: نَعَمْ، قَالَ: فَانْفِرِي، قُلْتُ: يَا رَسُولَ اللَّهِ، إِنِّي لَمْ أَكُنْ حَلَلْتُ، قَالَ: فَاعْتَمِرِي مِنَ التَّنْعِيمِ، فَخَرَجَ مَعَهَا أَخُوهَا فَلَقِينَاهُ مُدَّلِجًا، فَقَالَ: مَوْعِدُكِ مَكَانَ كَذَا وَ كَذَا".

ترجمہ: ”´ابوعبداللہ (امام بخاری رحمہ اللہ) نے کہا، محمد بن سلام نے (اپنی روایت میں) یہ زیادتی کی ہے کہ ہم سے محاضر نے بیان کیا، ان سے اعمش نے بیان کیا، ان سے ابراہیم نخعی نے، ان سے اسود نے اور ان سے عائشہ رضی اللہ عنہا نے بیان کیا کہ ہم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ (حجتہ الوداع) میں مدینہ سے نکلے تو ہماری زبانوں پر صرف حج کا ذکر تھا۔ جب ہم مکہ پہنچ گئے تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ہمیں احرام کھول دینے کا حکم دیا، روانگی کی رات میں حضرت صفیہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کو حیض آگیا۔ عرض گذار ہوئیں کہ میرے خیال میں آپ حضرات کو میں روک لوں گی، فرمایا کہ بانجھ، سر منڈی، کیا تم نے یوم النحر کو طواف کیا تھا۔ عرض گذار ہوئیں ہاں۔ فرمایا تو پھر چلو۔ (عائشہ رضی اللہ عنہا نے اپنے متعلق کہا کہ) میں نے کہا کہ یا رسول اللہ! میں نے احرام نہیں کھولا ہے آپ نے فرمایا کہ تم تنعیم سے عمرہ کا احرام باندھ لو (اور عمرہ کر لو) چنانچہ عائشہ رضی اللہ عنہا کے ساتھ ان کے بھائی گئے (عائشہ رضی اللہ عنہا نے) فرمایا کہ ہم رات کے آخر میں واپس لوٹ رہے تھے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے ملاقات ہوئی، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تھا کہ ہم تمہارا انتظار فلاں جگہ کریں گے۔“

{صحیح بخاری جلد اوّل کتاب المناسک حدیث نمبر 1649 صفحہ نمبر 681، انٹر نیشنل نمبر 1772}

حدیث:

حَدَّثَنَا سُلَيْمَانُ بْنُ حَرْبٍ، حَدَّثَنَا شُعْبَةُ، عَنِ الْحَكَمِ، عَنْ إِبْرَاهِيمَ، عَنِ الْأَسْوَدِ، عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهَا، قَالَتْ: لَمَّا أَرَادَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنْ يَنْفِرَ، إِذَا صَفِيَّةُ عَلَى بَابِ خِبَائِهَا كَئِيبَةً، فَقَالَ لَهَا: "عَقْرَى أَوْ حَلْقَى إِنَّكِ لَحَابِسَتُنَا، أَكُنْتِ أَفَضْتِ يَوْمَ النَّحْرِ؟ قَالَتْ: نَعَمْ، قَالَ: فَانْفِرِي إِذًا".

ترجمہ: اسود سے حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے فرمایا کہ رسول اللہ ﷺ نے جب حج سے فارغ ہو کر واپسی کا ارادہ فرمایا تو حضرت صفیہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا اپنے خیمے کے دروازے پر افسوس کی حالت میں کھڑی تھیں، آپ نے ان سے فرمایا: سر منڈی یا ہلاک ہونی! کیا تم ہمیں واپس ہونے سے روکو گی؟ کیا تم قربانی کے روز ارکان ادا کر چکی ہو؟ انہوں نے اثبات میں جواب دیا تو آپ نے فرمایا: پھر تو ہمارے ساتھ چلو۔"

{صحیح بخاری جلد سوم کتاب الطلاق حدیث نمبر 302 صفحہ نمبر 153، انٹر نیشنل نمبر 5329}

حدیث:

حَدَّثَنَا آدَمُ، حَدَّثَنَا شُعْبَةُ، حَدَّثَنَا الْحَكَمُ، عَنْ إِبْرَاهِيمَ، عَنِ الْأَسْوَدِ، عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهَا، قَالَتْ: "أَرَادَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنْ يَنْفِرَ، فَرَأَى صَفِيَّةَ عَلَى بَابِ خِبَائِهَا كَئِيبَةً حَزِينَةً لِأَنَّهَا حَاضَتْ، فَقَالَ: عَقْرَى حَلْقَى، لُغَةٌ لِقُرَيْشٍ إِنَّكِ لَحَابِسَتُنَا، ثُمَّ قَالَ: أَكُنْتِ أَفَضْتِ يَوْمَ النَّحْرِ، يَعْنِي الطَّوَافَ قَالَتْ: نَعَمْ، قَالَ: فَانْفِرِي إِذًا".

ترجمہ: "اسود کا بیان ہے کہ حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے فرمایا کہ نبی کریم ﷺ نے واپسی کا ارادہ فرمایا تو دیکھا کہ حضرت صفیہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا اپنے خیمے کے دروازے پر حزن و یاس کی تصویر بنی کھڑی تھیں کیونکہ انہیں حیض آگیا تھا آپ نے قریش کے محاورے میں فرمایا کہ سر کٹی! کیا تم ہمیں روکنے والی ہو؟ پھر فرمایا کہ کیا تم قربانی کے روز والا واپسی کا طواف کر چکی ہو؟ انہوں نے جواب دیا ہاں۔ فرمایا کہ پھر تو تم بھی چلو۔"

{صحیح بخاری جلد سوم کتاب الادب حدیث نمبر 1089 صفحہ نمبر 428، انٹر نیشنل نمبر 6157}

حضور صلی اللہ علیہ والہ وسلم نے حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے فرمایا تمہارا داہنا ہاتھ خاک آلود ہو :

حدیث:

حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ بُكَيْرٍ، حَدَّثَنَا اللَّيْثُ، عَنْ عُقَيْلٍ، عَنِ ابْنِ شِهَابٍ، عَنْ عُرْوَةَ، عَنْ عَائِشَةَ، قَالَتْ: إِنَّ أَفْلَحَ أَخَا أَبِي الْقُعَيْسِ اسْتَأْذَنَ عَلَيَّ بَعْدَ مَا نَزَلَ الْحِجَابُ، فَقُلْتُ: وَاللَّهِ لَا آذَنُ لَهُ حَتَّى أَسْتَأْذِنَ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، فَإِنَّ أَخَا أَبِي الْقُعَيْسِ لَيْسَ هُوَ أَرْضَعَنِي، وَلَكِنْ أَرْضَعَتْنِي امْرَأَةُ أَبِي الْقُعَيْسِ، فَدَخَلَ عَلَيَّ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، فَقُلْتُ: يَا رَسُولَ اللَّهِ، إِنَّ الرَّجُلَ لَيْسَ هُوَ أَرْضَعَنِي وَلَكِنْ أَرْضَعَتْنِي امْرَأَتُهُ، قَالَ: "ائْذَنِي لَهُ فَإِنَّهُ عَمُّكِ تَرِبَتْ يَمِينُكِ" قَالَ عُرْوَةُ: فَبِذَلِكَ كَانَتْ عَائِشَةُ تَقُولُ: حَرِّمُوا مِنَ الرَّضَاعَةِ مَا يَحْرُمُ مِنَ النَّسَبِ.

ترجمہ: ہم سے یحییٰ بن بکیر نے بیان کیا کہا ہم سے لیث بن سعد نے بیان، ان سے عقیل نے، ان سے ابن شہاب نے، ان سے عروہ نے اوران سے عائشہ رضی اللہ عنہا نے بیان کیا کہ ابو قعیس کے بھائی افلح (میرے رضاعی چچا نے) مجھ سے پردہ کا حکم نازل ہونے کے بعد اندر آنے کی اجازت چاہی، میں نے کہا کہ اللہ کی قسم جب تک نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم اجازت نہ دیں گے میں اندر آنے کی اجازت نہیں دوں گی۔ کیونکہ ابو قعیس کے بھائی نے مجھے دودھ نہیں پلایا بلکہ ابو قعیس کی بیوی نے دودھ پلایا ہے۔ پھر جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تشریف لائے تو میں نے عرض کیا: یارسول اللہ! مرد نے تو مجھے دودھ نہیں پلایا تھا، دودھ تو ان کی بیوی نے پلایا تھا، نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ انہیں اندر آنے کی اجازت دے دو، کیونکہ وہ تمہارے چچا ہیں، تمہارا داہنا ہاتھ خاک آلود ہو۔ عروہ نے کہا کہ اسی وجہ سے عائشہ رضی اللہ عنہا کہتی تھیں کہ جتنے رشتے خون کی وجہ سے حرام ہوتے ہیں وہ رضاعت سے بھی حرام ہی سمجھو۔

{ صحیح بخاری جلد سوم کتاب الادب حدیث نمبر 1088 صفحہ نمبر 427، انٹر نیشنل نمبر 6156}

یہ الفاظ اس ہستی سے منسوب کئے جارہے ہیں جن کے بارے میں ربّ تعالیٰ نے فرمایا ہے کہ آپؐ تمام جہانوں کیلئے رحمت ہیں، اور آپؐ اخلاقِ انسانی کے بلند ترین مقام پر فائز ہیں (القرآن)۔

مختلف مواقع پر مختلف صحابہ کرامؓ سے فرمایا "تیری خرابی ہو" ملاحظہ کریں :

حدیث:

حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ مُقَاتِلٍ أَبُو الْحَسَنِ، أَخْبَرَنَا عَبْدُ اللَّهِ، أَخْبَرَنَا الْأَوْزَاعِيُّ، قَالَ: حَدَّثَنِي ابْنُ شِهَابٍ، عَنْ حُمَيْدِ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمَنِ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ، "أَنَّ رَجُلًا أَتَى رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، فَقَالَ: يَا رَسُولَ اللَّهِ هَلَكْتُ، قَالَ: وَيْحَكَ، قَالَ: وَقَعْتُ عَلَى أَهْلِي فِي رَمَضَانَ، قَالَ: أَعْتِقْ رَقَبَةً، قَالَ: مَا أَجِدُهَا، قَالَ: فَصُمْ شَهْرَيْنِ مُتَتَابِعَيْنِ، قَالَ: لَا أَسْتَطِيعُ، قَالَ: فَأَطْعِمْ سِتِّينَ مِسْكِينًا، قَالَ: مَا أَجِدُ، فَأُتِيَ بِعَرَقٍ فَقَالَ خُذْهُ فَتَصَدَّقْ بِهِ، فَقَالَ: يَا رَسُولَ اللَّهِ، أَعَلَى غَيْرِ أَهْلِي، فَوَالَّذِي نَفْسِي بِيَدِهِ مَا بَيْنَ طُنُبَيِ الْمَدِينَةِ أَحْوَجُ مِنِّي، فَضَحِكَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ حَتَّى بَدَتْ أَنْيَابُهُ، قَالَ: خُذْهُ"، تَابَعَهُ يُونُسُ، عَنِ الزُّهْرِيِّ، وَقَالَ عَبْدُ الرَّحْمَنِ بْنُ خَالِدٍ، عَنِ الزُّهْرِيِّ وَيْلَكَ.

ترجمہ: ہم سے محمد بن مقاتل ابوالحسن نے بیان کیا، کہا ہم کو عبداللہ بن مبارک نے خبر دی، کہا ہم کو امام اوزاعی نے خبر دی، کہا کہ مجھ کو ابن شہاب نے خبر دی، بیان کیا ان سے حمید بن عبدالرحمٰن نے اور ان سے ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نے کہ ایک صحابی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوا اور عرض کیا: یا رسول اللہ! میں تو تباہ ہو گیا۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا، تیری خرابی ہو (کیا بات ہوئی؟) انہوں نے کہا کہ میں نے رمضان میں اپنی بیوی سے صحبت کر لی۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ پھر ایک غلام آزاد کر۔ انہوں نے عرض کیا کہ میرے پاس غلام ہے ہی نہیں۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ پھر دو مہینے متواتر روزے رکھ۔ اس نے کہا کہ اس کی مجھ میں طاقت نہیں۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ پھر ساٹھ مسکینوں کو کھانا کھلا۔ کہا کہ اتنا بھی میں اپنے پاس نہیں پاتا۔ اس کے بعد کھجور کا ایک ٹوکرا آیا تو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اسے لے اور صدقہ کر دے۔ انہوں نے عرض کیا: یا رسول اللہ! کیا اپنے گھر والوں کے سوا کسی اور کو؟ اس ذات کی قسم جس کے ہاتھ میں میری جان ہے! سارے مدینہ کے دونوں طنابوں یعنی دونوں کناروں میں مجھ سے زیادہ کوئی محتاج نہیں۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم اس پر اتنا ہنس دیئے کہ آپ کے آگے کے دندان مبارک دکھائی دینے لگے۔ فرمایا کہ جاؤ تم ہی لے لو۔ اوزاعی کے ساتھ اس حدیث کو یونس نے بھی زہری سے روایت کیا اور عبدالرحمٰن بن خالد نے زہری سے اس حدیث میں بجائے لفظ «ویحك» کے لفظ «ويلك.» روایت کیا ہے (معنی دونوں کے ایک ہی ہیں)۔

{صحیح بخاری جلد سوم کتاب الادب حدیث نمبر 1096 صفحہ نمبر 430، انٹرنیشنل نمبر 6164}

حدیث:

حَدَّثَنَا سُلَيْمَانُ بْنُ عَبْدِ الرَّحْمَنِ، حَدَّثَنَا الْوَلِيدُ، حَدَّثَنَا أَبُو عَمْرٍو الْأَوْزَاعِيُّ، قَالَ: حَدَّثَنِي ابْنُ شِهَابٍ الزُّهْرِيُّ، عَنْ عَطَاءِ بْنِ يَزِيدَ اللَّيْثِيِّ، عَنْ أَبِي سَعِيدٍ الْخُدْرِيِّ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ: يَا رَسُولَ اللَّهِ، أَخْبِرْنِي عَنِ الْهِجْرَةِ فَقَالَ: "وَيْحَكَ إِنَّ شَأْنَ الْهِجْرَةِ شَدِيدٌ، فَهَلْ لَكَ مِنْ إِبِلٍ؟ " قَالَ: نَعَمْ، قَالَ: "فَهَلْ تُؤَدِّي صَدَقَتَهَا؟ قَالَ: نَعَمْ، قَالَ: "فَاعْمَلْ مِنْ وَرَاءِ الْبِحَارِ، فَإِنَّ اللَّهَ لَنْ يَتِرَكَ مِنْ عَمَلِكَ شَيْئًا".

ترجمہ: ہم سے سلیمان بن عبدالرحمٰن نے بیان کیا، انہوں نے کہا ہم سے ولید نے بیان کیا، انہوں نے کہا ہم سے ابوعمرو اوزاعی نے بیان کیا، کہا کہ مجھ سے ابن شہاب زہری نے بیان کیا، ان سے عطاء بن یزید لیثی نے اور ان سے ابوسعید خدری نے کہ ایک دیہاتی نے کہا: یا رسول اللہ! ہجرت کے بارے میں مجھے کچھ بتائیے (اس کی نیت ہجرت کی تھی)۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ تیری خرابی ہو! ہجرت کو تو نے کیا سمجھا ہے یہ بہت مشکل ہے۔ تمہارے پاس کچھ اونٹ ہیں۔ انہوں نے عرض کیا کہ جی ہاں، نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے دریافت فرمایا کیا تم ان کی زکوٰۃ ادا کرتے ہو؟ انہوں نے عرض کیا کہ جی ہاں، فرمایا کہ پھر سات سمندر پار عمل کرتے رہو۔ اللہ تمہارے کسی عمل کے ثواب کو ضائع نہ کرے گا۔

{صحیح بخاری جلد سوم کتاب الادب حدیث نمبر 1097 صفحہ نمبر 431، انٹرنیشنل نمبر 6165}

حدیث:

حَدَّثَنَا عَبْدُ اللَّهِ بْنُ عَبْدِ الْوَهَّابِ، حَدَّثَنَا خَالِدُ بْنُ الْحَارِثِ، حَدَّثَنَا شُعْبَةُ، عَنْ وَاقِدِ بْنِ مُحَمَّدِ بْنِ زَيْدٍ، سَمِعْتُ أَبِي، عَنِ ابْنِ عُمَرَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا، عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: "وَيْلَكُمْ أَوْ وَيْحَكُمْ " قَالَ شُعْبَةُ: شَكَّ هُوَ "لَا تَرْجِعُوا بَعْدِي كُفَّارًا يَضْرِبُ بَعْضُكُمْ رِقَابَ بَعْضٍ "، وَقَالَ النَّضْرُ: عَنْ شُعْبَةَ " وَيْحَكُمْ "، وَقَالَ عُمَرُ بْنُ مُحَمَّدٍ: عَنْ أَبِيهِ "وَيْلَكُمْ أَوْ وَيْحَكُمْ".

ترجمہ: ہم سے عبداللہ بن عبدالوہاب نے بیان کیا، انہوں نے کہا ہم سے خالد بن حارث نے بیان کیا، ان سے شعبہ نے بیان کیا، ان سے واقد بن محمد بن زید نے بیان کیا، انہوں نے ان کے والد سے سنا اور انہوں نے عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے بیان کیا کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تمہاری خرابی یا تم پر افسوس، شعبہ نے بیان کیا کہ شک ان کے شیخ (واقد بن محمد کو) تھا۔ میرے بعد تم کافر نہ ہو جانا کہ ایک دوسرے کی گردن مارنے لگو۔ اور نضر نے شعبہ سے بیان کیا «**ویحکم**» اور عمر بن محمد نے اپنے والد سے «**ویلکم**» یا «**ویحکم**» کے لفظ نقل کئے ہیں۔

{صحیح بخاری جلد سوم کتاب الادب حدیث نمبر 1098 صفحہ نمبر 431، انٹر نیشنل نمبر 6166}

حدیث:

حَدَّثَنَا عَمْرُو بْنُ عَاصِمٍ، حَدَّثَنَا هَمَّامٌ، عَنْ قَتَادَةَ، عَنْ أَنَسٍ، أَنَّ رَجُلًا مِنْ أَهْلِ الْبَادِيَةِ أَتَى النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، فَقَالَ: يَا رَسُولَ اللَّهِ، مَتَى السَّاعَةُ قَائِمَةٌ؟ قَالَ: "وَيْلَكَ، وَمَا أَعْدَدْتَ لَهَا؟ قَالَ: مَا أَعْدَدْتُ لَهَا إِلَّا أَنِّي أُحِبُّ اللَّهَ وَرَسُولَهُ، قَالَ: إِنَّكَ مَعَ مَنْ أَحْبَبْتَ" فَقُلْنَا: وَنَحْنُ كَذَلِكَ؟ قَالَ: نَعَمْ، فَفَرِحْنَا يَوْمَئِذٍ فَرَحًا شَدِيدًا، فَمَرَّ غُلَامٌ لِلْمُغِيرَةِ وَكَانَ مِنْ أَقْرَانِي، فَقَالَ: إِنْ أُخِّرَ هَذَا فَلَنْ يُدْرِكَهُ الْهَرَمُ حَتَّى تَقُومَ السَّاعَةُ"، وَاخْتَصَرَهُ شُعْبَةُ، عَنْ قَتَادَةَ، سَمِعْتُ أَنَسًا، عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ.

ترجمہ: ہم سے عمرو بن عاصم نے بیان کیا، کہا ہم سے ہمام بن یحییٰ نے بیان کیا، ان سے قتادہ نے اور ان سے انس نے کہ ایک بدوی نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوا اور پوچھا: یا رسول اللہ! قیامت کب آئے گی؟ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا، تمہاری خرابی ہو، تم نے اس قیامت کے لیے کیا تیاری کر لی ہے؟ انہوں نے عرض کیا میں نے اس کے لیے تو کوئی تیاری نہیں کی ہے البتہ میں اللہ اور اس کے رسول سے محبت رکھتا ہوں۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ پھر تم قیامت کے دن ان کے ساتھ ہو، جس سے تم محبت رکھتے ہو۔ ہم نے عرض کیا اور ہمارے ساتھ بھی یہی معاملہ ہو گا؟ فرمایا کہ ہاں۔ ہم اس دن بہت زیادہ خوش ہوئے، پھر مغیرہ کے ایک غلام وہاں سے گزرے وہ میرے ہم عمر تھے۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اگر یہ بچہ زندہ رہا تو اس کے بڑھاپا آنے سے پہلے قیامت قائم ہو جائے گی۔

{صحیح بخاری جلد سوم کتاب الادب حدیث نمبر 1099 صفحہ نمبر 431، انٹر نیشنل نمبر 6167}

☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆

باب نمبر۔60

صحیح بخاری کے مطابق

صحابہؓ ضرورت سے زائد مال وزر جمع رکھتے تھے

قرآن کے مطابق

ضرورت سے زائد مال ودولت جمع کرنا حرام ہے

قرآن:

وَيَسْئَلُوْنَكَ مَاذَا يُنْفِقُوْنَ ط قُلِ الْعَفْوَ ط (219/2)

"آپؐ سے سوال کرتے ہیں کہ کیا کچھ خرچ کریں، آپؐ فرمادیں کہ تمہاری ضروریات سے جو بھی زائد ہے وہ سارے کا سارا خرچ کردو۔"

{سورۃ البقرۃ سورہ نمبر2 آیت نمبر219}

قرآن:

وَالَّذِيْنَ يَكْنِزُوْنَ الذَّهَبَ وَالْفِضَّةَ وَلَا يُنْفِقُوْنَهَا فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ لا فَبَشِّرْهُمْ بِعَذَابٍ اَلِيْمٍ (34/9)

"جو لوگ سونا چاندی جمع کرکے رکھتے ہیں اور اُسے اللہ کی راہ میں خرچ نہیں کرتے، سو اُنہیں دردناک عذاب کی خوشخبری دو۔"

{سورۃ التوبہ سورہ نمبر9 آیت نمبر35}

قرآن:

كَلَّا ۖ إِنَّهَا لَظَىٰ ۔ نَزَّاعَةً لِّلشَّوَىٰ ۔ تَدْعُوا مَنْ أَدْبَرَ وَتَوَلَّىٰ ۔ وَجَمَعَ فَأَوْعَىٰ (18-15/70)

" بے شک بھڑکتی ہوئی آگ ہے، کھال اُدھیڑنے والی، وہ بلاتی ہے جس نے پیٹھ پھیری اور منہ پھیر لیا اور مال جمع کیا اور اُسے بند رکھا۔"

{سورۃ المعارج سورہ نمبر 70 آیت نمبر 15 تا 18}

قرآن:

وَيْلٌ لِّكُلِّ هُمَزَةٍ لُّمَزَةٍ ۔ الَّذِي جَمَعَ مَالًا وَعَدَّدَهُ ۔ يَحْسَبُ أَنَّ مَالَهُ أَخْلَدَهُ ۔ كَلَّا ۖ لَيُنبَذَنَّ فِي الْحُطَمَةِ ۔ وَمَا أَدْرَاكَ مَا الْحُطَمَةُ ۔ نَارُ اللَّهِ الْمُوقَدَةُ ۔ الَّتِي تَطَّلِعُ عَلَى الْأَفْئِدَةِ ۔ إِنَّهَا عَلَيْهِم مُّؤْصَدَةٌ ۔ فِي عَمَدٍ مُّمَدَّدَةٍ (9-1/104)

ترجمہ:" خرابی ہے ہر طعنہ زن، عیب جُو کیلئے جس نے مال جمع کیا اور اُسے گِن گِن کر رکھا، وہ گمان کرتا ہے کہ اُس کا مال اُسے ہمیشہ رکھے گا، ہرگز نہیں وہ ضرور حطمہ میں ڈالا جائے گا اور تم کیا سمجھے حطمہ کیا ہے؟ اللہ کی بھڑکائی ہوئی آگ جو دِلوں تک جا پہنچے گی، وہ اُن پر بند کی ہوئی ہے لمبے لمبے ستونوں میں۔"

{سورۃ الھمزۃ سورہ نمبر 104 آیت نمبر 1 تا 9}

جو بخل کرتے ہیں اُن کیلئے ذلّت والا عذاب ہے۔

قرآن:

الَّذِينَ يَبْخَلُونَ وَيَأْمُرُونَ النَّاسَ بِالْبُخْلِ وَيَكْتُمُونَ مَا آتَاهُمُ اللَّهُ مِن فَضْلِهِ وَأَعْتَدْنَا لِلْكَافِرِينَ عَذَابًا مُّهِينًا

(37/4)

ترجمہ: ” اور جو لوگ بخل کرتے ہیں اور لوگوں کو بخل سکھاتے ہیں، اور وہ چھپاتے ہیں جو اللہ نے اُنہیں اپنے فضل سے دیا، اور ہم نے (ان) کافروں کیلئے تیار کر رکھا ہے ذِلّت والا عذاب۔“

{سورۃ النساء سورہ نمبر 4 آیت نمبر 37}

بخل کرو گے تو اللہ دوسری قوم کو لے آئے گا۔

قرآن:

هَٰٓأَنتُمۡ هَٰٓؤُلَآءِ تُدۡعَوۡنَ لِتُنفِقُواْ فِي سَبِيلِ ٱللَّهِ ج فَمِنكُم مَّن يَبۡخَلُ ج وَمَن يَبۡخَلۡ فَإِنَّمَا يَبۡخَلُ عَن نَّفۡسِهِۦ ط وَٱللَّهُ ٱلۡغَنِيُّ وَأَنتُمُ ٱلۡفُقَرَآءُ ج وَإِن تَتَوَلَّوۡاْ يَسۡتَبۡدِلۡ قَوۡمًا غَيۡرَكُمۡ لا ثُمَّ لَا يَكُونُوٓاْ أَمۡثَٰلَكُم (38/47)

ترجمہ: ” ہاں! تم ہی وہ لوگ ہو، تمہیں پکارا جاتا ہے کہ اللہ کے راستے میں خرچ کرو، پھر تم میں سے کوئی ایسا ہے جو بخل کرتا ہے اور جو بخل کرتا ہے تو اِس کے سوا نہیں کہ وہ اپنے آپ سے بخل کرتا ہے اور اللہ بے نیاز ہے اور تم (خود اس کے) محتاج ہو اور اگر تم رُو گردانی کرو گے تو وہ تمہارے سوا (تمہاری جگہ) کوئی دوسری قوم بدل دے گا اور وہ تمہارے جیسے نہ ہوں گے۔“

{سورۃ محمد سورہ نمبر 47 آیت نمبر 38}

قرآن:

وَأَمَّا مَنۢ بَخِلَ وَٱسۡتَغۡنَىٰ ۔ وَكَذَّبَ بِٱلۡحُسۡنَىٰ ۔ فَسَنُيَسِّرُهُۥ لِلۡعُسۡرَىٰ ۔ وَمَا يُغۡنِي عَنۡهُ مَالُهُۥٓ إِذَا تَرَدَّىٰٓ (11-8/92)

ترجمہ: ” اور جس نے بخل کیا اور بے پرواہ رہا اور جھٹلایا اچھی بات کو، پس ہم عنقریب اُس کیلئے دُشواری آسان کر دیں گے اور اُس کا مال اُس کو فائدہ نہ دے گا جب وہ نیچے گرے گا۔“

{سورۃ الیل سورہ نمبر 92 آیت نمبر 8 تا 11}

قرآن:

لَا يَكُوْنَ دُوْلَةًۢ بَيْنَ الْاَغْنِيَآءِ مِنْكُمْ ط (7/59)

" دولت مالداروں کے ہاتھوں میں ہی گردش نہ کرتی رہے۔"

{سورۃ الحشر سورہ نمبر 59 آیت نمبر 7}

مال ودولت، وجہ ُتقربِ خداوندی نہیں۔

قرآن:

وَمَآ اَمْوَالُكُمْ وَلَآ اَوْلَادُكُمْ بِالَّتِيْ تُقَرِّبُكُمْ عِنْدَنَا زُلْفٰٓى اِلَّا مَنْ اٰمَنَ وَعَمِلَ صَالِحًا ز فَاُولٰٓئِكَ لَهُمْ جَزَآءُ الضِّعْفِ بِمَا عَمِلُوْا وَهُمْ فِي الْغُرُفٰتِ اٰمِنُوْنَ (37/34)

ترجمہ: "اور نہیں تمہارے مال اور اولاد (ایسے) کہ تمہیں درجہ میں ہمارے نزدیک کردیں، مگر جو اِیمان لایا اور اُس نے اچھے عمل کیے تو اُن ہی لوگوں کیلئے دوگنی جزا ہے اُس کے بدلے جو اُنہوں نے کیا، اور وہ بالاخانوں میں اِطمینان سے ہوں گے۔"

{سورۃ سبا سورہ نمبر 34 آیت نمبر 37}

قرآن کی اِن آیات کے برعکس صحیح بخاری کے مطابق صحابہ کرام رِضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین کی مالی حالت ملاحظہ کیجیے :

حدیث:

حَدَّثَنَا سَعِيدُ بْنُ يَحْيَى، حَدَّثَنَا أَبِي، حَدَّثَنَا الْأَعْمَشُ، عَنْ شَقِيقٍ، عَنْ أَبِي مَسْعُودٍ الْأَنْصَارِيِّ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ، قَالَ: " كَانَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِذَا أَمَرَنَا بِالصَّدَقَةِ انْطَلَقَ أَحَدُنَا إِلَى السُّوقِ فَتَحَامَلَ فَيُصِيبُ الْمُدَّ، وَإِنَّ لِبَعْضِهِمُ الْيَوْمَ لَمِائَةَ أَلْفٍ ".

ترجمہ: ” حضرت ابو مسعود انصاری رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ والہ وسلم جب ہمیں صدقہ کا حکم فرماتے تو ہم میں سے کوئی مزدوری کرنے بازار کی طرف چلا جاتا اور ایک مُدّ حاصل کرتا جبکہ آج ہم میں سے بعض کے پاس لاکھ لاکھ درہم بھی ہیں۔“

{ صحیح بخاری جلد اوّل کتاب الزکوۃ حدیث نمبر 1326 صفحہ نمبر 572، انٹر نیشنل نمبر 1416}

☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆

باب نمبر۔61

صحیح بخاری کے مطابق

پانچ کروڑ دو لاکھ

قرآن کے مطابق

ضرورت سے زائد مال جمع کرنا حرام ہے

قرآن کی رُو سے مومن کا صاحبِ مال و دولت ہونا کوئی بُرائی نہیں بلکہ اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے :

قرآن:

وَمَنۡ اَعۡرَضَ عَنۡ ذِكۡرِىۡ فَاِنَّ لَهٗ مَعِيۡشَةً ضَنۡكًا (124/20)

ترجمہ:'' جس نے میرے ذِکر(احکامِ خُداوندی) سے اِعراض برتا تو بے شک اُس کی روزی تنگ ہو جائے گی۔''

{سورۃ طٰہٰ سورہ نمبر20 آیت نمبر124}

لیکن اِس کے ساتھ ساتھ یہ بھی فرمایا کہ جب مال و دولت تمہاری ضروریات سے زائد ہو جائے تو اُس ''زائد از ضرورت'' دولت کو اللہ کی راہ، میں خرچ کردو جیسا کہ قرآن میں ہے کہ :

قرآن:

وَيَسۡـَٔلُوۡنَكَ مَاذَا يُنۡفِقُوۡنَ ۙ قُلِ الۡعَفۡوَ ؕ (219/2)

ترجمہ: ” اور آپؐ سے پوچھتے ہیں کہ کیا کچھ خرچ کریں، آپؐ فرمادیں جو بھی تمہاری ضروریات سے زائد ہو۔“

{سورۃ البقرہ سورہ نمبر 2 آیت نمبر 219}

ہمارا اِیمان ہے کہ صحابہ کرام رِضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین، قرآنی تعلیم پر عمل کرتے ہوئے زائد از ضرورت دولت ضرورتمندوں، میں خرچ کر دیا کرتے تھے لیکن صحیح بخاری میں لکھا ہوا ہے کہ :

حدیث:

”حضرت زبیر رضی اللہ تعالیٰ عنہ شہید ہوگئے اور اُنہوں نے پیچھے کوئی دِرہم ودِینار نہیں چھوڑا ماسوائے زمین کے، جن میں سے ایک غابہ ہے نیز گیارہ مکان مدینہ منورہ میں، دو بصرے میں، ایک کُوفے میں اور ایک مصرمیں... حضرت زبیر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی چار بیویاں تھیں ،ایک تہائی حصّہ تقسیم سے علیحدہ رکھا گیا، بموجبِ وصیّت اُن کی ہر ایک بیوی کو دو لاکھ دس ہزار ملے۔ یوں حضرت زبیر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا سارا مال پانچ کروڑ دو لاکھ کا ہوا۔“

{ صحیح بخاری جلد دوم کتاب الجہاد والسیر حدیث نمبر 370 صفحہ نمبر 182، انٹر نیشنل نمبر 3129}

پوری حدیث اس طرح ہے :

حدیث:

حَدَّثَنَا إِسْحَاقُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ، قَالَ: قُلْتُ: لِأَبِي أُسَامَةَ أَحَدَّثَكُمْ هِشَامُ بْنُ عُرْوَةَ، عَنْ أَبِيهِ، عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ الزُّبَيْرِ، قَالَ: لَمَّا وَقَفَ الزُّبَيْرُ يوم الجمل دعاني فقمت إلى جنبه، فقال: يابني إنه لا يقتل اليوم إلا ظالم أو مظلوم، وإني لا أراني إلا سأقتل اليوم مظلوما وإن من أكبر همي لديني أفترى يبقى ديننا من مالنا شيئا، فقال: يابني بع مالنا فاقض ديني وأوصى بالثلث وثلثه لبنيه يعني بني عبد الله بن الزبير، يَقُولُ: ثُلُثُ الثُّلُثِ فَإِنْ فَضَلَ مِنْ مَالِنَا فَضْلٌ بَعْدَ قَضَاءِ الدَّيْنِ شَيْءٌ فَثُلُثُهُ لِوَلَدِكَ، قَالَ هِشَامٌ: وَكَانَ بَعْضُ وَلَدِ عَبْدِ اللَّهِ قَدْ وَازَى بَعْضَ بَنِي الزُّبَيْرِ خُبَيْبٌ وَعَبَّادٌ وَلَهُ يَوْمَئِذٍ تِسْعَةُ بَنِينَ وَتِسْعُ بَنَاتٍ، قَالَ عَبْدُ اللَّهِ: فَجَعَلَ يُوصِينِي بِدَيْنِهِ، وَيَقُولُ: يَا بُنَيِّ إِنْ

عَجَزْتَ عَنْهُ فِي شَيْءٍ فَاسْتَعِنْ عَلَيْهِ مَوْلَايَ، قَالَ: فَوَاللَّهِ مَا دَرَيْتُ مَا أَرَادَ حَتَّى، قُلْتُ: يَا أَبَتِ مَنْ مَوْلَاكَ، قَالَ: اللَّهُ، قَالَ: فَوَاللَّهِ مَا وَقَعْتُ فِي كُرْبَةٍ مِنْ دَيْنِهِ إِلَّا، قُلْتُ: يَا مَوْلَى الزُّبَيْرِ اقْضِ عَنْهُ دَيْنَهُ فَيَقْضِيهِ فَقُتِلَ الزُّبَيْرُ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ وَلَمْ يَدَعْ دِينَارًا وَلَا دِرْهَمًا إِلَّا أَرَضِينَ مِنْهَا الْغَابَةُ وَإِحْدَى عَشْرَةَ دَارًا بِالْمَدِينَةِ وَدَارَيْنِ بِالْبَصْرَةِ وَدَارًا بِالْكُوفَةِ وَدَارًا بِمِصْرَ، قَالَ: وَإِنَّمَا كَانَ دَيْنُهُ الَّذِي عَلَيْهِ أَنَّ الرَّجُلَ كَانَ يَأْتِيهِ بِالْمَالِ، فَيَسْتَوْدِعُهُ إِيَّاهُ، فَيَقُولُ الزُّبَيْرُ: لَا وَلَكِنَّهُ سَلَفٌ فَإِنِّي أَخْشَى عَلَيْهِ الضَّيْعَةَ وَمَا وَلِيَ إِمَارَةً قَطُّ، وَلَا جِبَايَةَ خَرَاجٍ وَلَا شَيْئًا إِلَّا أَنْ يَكُونَ فِي غَزْوَةٍ مَعَ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَوْ مَعَ أَبِي بَكْرٍ وَعُمَرَ وَعُثْمَانَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمْ، قَالَ عَبْدُ اللَّهِ بْنُ الزُّبَيْرِ: فَحَسَبْتُ مَا عَلَيْهِ مِنَ الدَّيْنِ فَوَجَدْتُهُ أَلْفَيْ أَلْفٍ وَمِائَتَيْ أَلْفٍ، قَالَ: فَلَقِيَ حَكِيمُ بْنُ حِزَامٍ عَبْدَ اللَّهِ بْنَ الزُّبَيْرِ، فَقَالَ: يَا ابْنَ أَخِي كَمْ عَلَى أَخِي مِنَ الدَّيْنِ فَكَتَمَهُ، فَقَالَ: مِائَةُ أَلْفٍ، فَقَالَ: حَكِيمٌ وَاللَّهِ مَا أُرَى أَمْوَالَكُمْ تَسَعُ لِهَذِهِ، فَقَالَ لَهُ: عَبْدُ اللَّهِ أَفَرَأَيْتَكَ إِنْ كَانَتْ أَلْفَيْ أَلْفٍ وَمِائَتَيْ أَلْفٍ، قَالَ: مَا أُرَاكُمْ تُطِيقُونَ هَذَا فَإِنْ عَجَزْتُمْ عَنْ شَيْءٍ مِنْهُ فَاسْتَعِينُوا بِي، قَالَ: وَكَانَ الزُّبَيْرُ اشْتَرَى الْغَابَةَ بِسَبْعِينَ وَمِائَةِ أَلْفٍ فَبَاعَهَا عَبْدُ اللَّهِ بِأَلْفِ أَلْفٍ وَسِتِّ مِائَةِ أَلْفٍ ثُمَّ قَامَ، فَقَالَ: مَنْ كَانَ لَهُ عَلَى الزُّبَيْرِ حَقٌّ فَلْيُوَافِنَا بِالْغَابَةِ، فَأَتَاهُ عَبْدُ اللَّهِ بْنُ جَعْفَرٍ وَكَانَ لَهُ عَلَى الزُّبَيْرِ أَرْبَعُ مِائَةِ أَلْفٍ، فَقَالَ لِعَبْدِ اللَّهِ: إِنْ شِئْتُمْ تَرَكْتُهَا لَكُمْ، قَالَ عَبْدُ اللَّهِ: لَا، قَالَ: فَإِنْ شِئْتُمْ جَعَلْتُمُوهَا فِيمَا تُؤَخِّرُونَ إِنْ أَخَّرْتُمْ، فَقَالَ عَبْدُ اللَّهِ: لَا، قَالَ: قَالَ: فَاقْطَعُوا لِي قِطْعَةً، فَقَالَ عَبْدُ اللَّهِ: لَكَ مِنْ هَاهُنَا إِلَى هَاهُنَا، قَالَ: فَبَاعَ مِنْهَا فَقَضَى دَيْنَهُ فَأَوْفَاهُ وَبَقِيَ مِنْهَا أَرْبَعَةُ أَسْهُمٍ وَنِصْفٌ، فَقَدِمَ عَلَى مُعَاوِيَةَ وَعِنْدَهُ عَمْرُو بْنُ عُثْمَانَ وَالْمُنْذِرُ بْنُ الزُّبَيْرِ وَابْنُ زَمْعَةَ، فَقَالَ لَهُ مُعَاوِيَةُ: كَمْ قُوِّمَتِ الْغَابَةُ، قَالَ: كُلُّ سَهْمٍ مِائَةَ أَلْفٍ، قَالَ: كَمْ بَقِيَ، قَالَ: أَرْبَعَةُ أَسْهُمٍ وَنِصْفٌ، قَالَ الْمُنْذِرُ بْنُ الزُّبَيْرِ: قَدْ أَخَذْتُ سَهْمًا بِمِائَةِ أَلْفٍ، قَالَ عَمْرُو بْنُ عُثْمَانَ: قَدْ أَخَذْتُ سَهْمًا بِمِائَةِ أَلْفٍ، وَقَالَ ابْنُ زَمْعَةَ: قَدْ أَخَذْتُ سَهْمًا بِمِائَةِ أَلْفٍ، فَقَالَ مُعَاوِيَةُ: كَمْ بَقِيَ، فَقَالَ: سَهْمٌ وَنِصْفٌ، قَالَ: قَدْ أَخَذْتُهُ بِخَمْسِينَ وَمِائَةِ أَلْفٍ، قَالَ: وَبَاعَ عَبْدُ اللَّهِ بْنُ جَعْفَرٍ نَصِيبَهُ مِنْ مُعَاوِيَةَ بِسِتِّ مِائَةِ أَلْفٍ، فَلَمَّا فَرَغَ ابْنُ الزُّبَيْرِ مِنْ قَضَاءِ دَيْنِهِ، قَالَ: بَنُو الزُّبَيْرِ اقْسِمْ بَيْنَنَا مِيرَاثَنَا، قَالَ: لَا وَاللَّهِ لَا أَقْسِمُ بَيْنَكُمْ حَتَّى أُنَادِيَ بِالْمَوْسِمِ أَرْبَعَ سِنِينَ أَلَا مَنْ كَانَ لَهُ عَلَى الزُّبَيْرِ دَيْنٌ فَلْيَأْتِنَا فَلْنَقْضِهِ، قَالَ: فَجَعَلَ كُلَّ سَنَةٍ يُنَادِي بِالْمَوْسِمِ فَلَمَّا مَضَى أَرْبَعُ سِنِينَ قَسَمَ بَيْنَهُمْ، قَالَ: فَكَانَ لِلزُّبَيْرِ أَرْبَعُ نِسْوَةٍ وَرَفَعَ الثُّلُثَ، فَأَصَابَ كُلَّ امْرَأَةٍ أَلْفُ أَلْفٍ وَمِائَتَا أَلْفٍ فَجَمِيعُ مَالِهِ خَمْسُونَ أَلْفَ أَلْفٍ وَمِائَتَا أَلْفٍ.

ترجمہ: ہم سے اسحاق بن ابراہیم نے بیان کیا' کہا کہ میں نے ابواسامہ سے پوچھا' کیا آپ لوگوں سے ہشام بن عروہ نے یہ حدیث اپنے والد سے بیان کی ہے کہ ان سے عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہما نے کہا کہ جمل کی جنگ کے موقع پر جب زبیر رضی اللہ عنہ کھڑے ہوئے تو مجھے بلایا میں ان کے پہلو میں جا کر کھڑا ہو گیا' انہوں نے کہا بیٹے! آج کی لڑائی میں ظالم مارا جائے گا یا مظلوم میں سمجھتا ہوں کہ آج میں مظلوم قتل کیا جاؤں گا اور مجھے سب سے زیادہ فکر اپنے قرضوں کی ہے۔ کیا تمہیں بھی کچھ اندازہ ہے کہ قرض ادا کرنے کے بعد ہمارا کچھ مال بچ سکے گا؟ پھر انہوں نے کہا بیٹے! ہمارا مال فروخت کر کے اس سے قرض ادا کر دینا۔ اس کے بعد انہوں نے ایک تہائی کی میرے لیے اور اس تہائی کے تیسرے حصہ کی وصیت میرے بچوں کے لیے کی' یعنی عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہ کے بچوں کے لیے۔ انہوں نے فرمایا تھا کہ اس تہائی کے تین حصے کر لینا اور اگر قرض کی ادائیگی کے بعد ہمارے اموال میں سے کچھ بچ جائے تو اس کا ایک تہائی تمہارے بچوں کے لیے ہو گا۔ ہشام راوی نے بیان کیا کہ عبداللہ رضی اللہ عنہ کے بعض لڑکے زبیر رضی اللہ عنہ کے لڑکوں کے ہم عمر تھے۔ جیسے خبیب اور عباد۔ اور زبیر رضی اللہ عنہ کے اس وقت نو لڑکے اور نو لڑکیاں تھیں۔ عبداللہ بن زبیر نے بیان کیا کہ پھر زبیر رضی اللہ عنہ مجھے اپنے قرض کے سلسلے میں وصیت کرنے لگے اور فرمانے لگے کہ بیٹا! اگر قرض ادا کرنے سے عاجز ہو جاؤ تو میرے مالک و مولا سے اس میں مدد چاہنا۔ عبداللہ نے بیان کیا کہ قسم اللہ کی! میں ان کی بات نہ سمجھ سکا' میں نے پوچھا کہ بابا آپ کے مولا کون ہیں؟ انہوں نے فرمایا کہ اللہ پاک! عبداللہ نے بیان کیا' قسم اللہ کی! قرض ادا کرنے میں جو بھی دشواری سامنے آئی تو میں نے اسی طرح دعا کی' کہ اے زبیر کے مولا! ان کی طرف سے ان کا قرض ادا کرا دے اور ادائیگی کی صورت پیدا ہو جاتی تھی۔ چنانچہ جب زبیر رضی اللہ عنہ (اسی موقع پر) شہید ہو گئے تو انہوں نے ترکہ میں درہم و دینار نہیں چھوڑے بلکہ ان کا ترکہ کچھ تو اراضی کی صورت میں تھا اور اسی میں غابہ کی زمین بھی شامل تھی۔ گیارہ مکانات مدینہ میں تھے' دو مکان بصرہ میں تھے' ایک مکان کوفہ میں تھا اور ایک مصر میں تھا۔ عبداللہ نے بیان کیا کہ ان پر جو اتنا سارا قرض ہو گیا تھا اس کی صورت یہ ہوئی تھی کہ جب ان کے پاس کوئی شخص اپنا مال لے کر امانت رکھنے آتا تو آپ اسے کہتے کہ نہیں البتہ اس صورت میں رکھ سکتا ہوں کہ یہ میرے ذمے بطور قرض رہے۔ کیونکہ مجھے اس کے ضائع ہو جانے کا بھی خوف ہے۔ زبیر رضی اللہ عنہ کسی علاقے کے امیر کبھی نہیں بنے تھے۔ نہ وہ خراج وصول کرنے پر کبھی مقرر ہوئے اور نہ کوئی دوسرا عہدہ انہوں نے قبول کیا' البتہ انہوں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ غزوات میں شریک ہوتے رہے۔ اور پھر حضرت ابوبکر صدیقؓ، حضرت عمر فاروقؓ اور حضرت عثمان غنیؓ کے ساتھ۔ حضرت عبداللہ بن زبیرؓ فرماتے ہیں کہ میں نے ان کے قرضے کا حساب کیا تو دو کروڑ اور دولاکھ پایا۔ عبداللہ بن زبیر فرماتے ہیں کہ پھر مجھ سے حضرت حکیم بن حزام ملے اور فرمایا: اے بھتیجے! میرے بھائی پر کتنا قرض ہے؟ تو میں نے چھپاتے ہوئے جواب دیا، ایک لاکھ۔ حضرت حکیم نے فرمایا: مجھے تو تمہارے مال میں اسے ادا کرنے کی وسعت نظر نہیں آتی۔ حضرت عبداللہ نے جواب دیا اگر آپ دیکھتے کہ یہ دو کروڑ دولاکھ ہے، تو، فرمایا میں تو نہیں دیکھتا کہ تم اسے ادا کر سکو گے۔ پس اگر تم اس کی ادائیگی

سے عاجز آجاؤ تو مجھ سے مدد حاصل کر لینا۔ حضرت عبداللہ بن زبیر فرماتے ہیں کہ (والد محترم) حضرت زبیر نے اپنی غابہ والی زمین ایک لاکھ ستر ہزار میں خریدی تھی، حضرت عبداللہ نے اسے سولہ لاکھ میں فروخت کر دیا۔ پھر کھڑے ہوئے اور اعلان فرمایا کہ جس کا حضرت زبیر پر قرضہ ہو وہ ہم سے وصول کرنے غابہ میں آجائے۔ تو حضرت عبداللہ بن جعفر پہنچ گئے اور ان کے حضرت زبیر پر چار لاکھ تھے، انہوں نے حضرت عبداللہ بن زبیر سے کہا کہ اگر آپ چاہیں تو میں قرضہ چھوڑ دوں، یعنی معاف کر دیتا ہوں، انہوں نے جواب دیا نہیں، پھر انہوں نے کہا اچھا میرے قرضے کو سب سے آخر میں رکھ لو، عبداللہ بن زبیر نے جواب دیا نہیں، تو انہوں نے کہا مجھے اس زمین کا ایک قطعہ دے دو، اس پر عبداللہ بن زبیر نے جواب دیا کہ اچھا یہاں سے وہاں تک کی زمین تمہاری ہو گی، غابہ کی زمین سے یہ بیچ کر ان کا قرض ادا کیا، جب یہ پورا ادا ہو گیا تو ان کے اس زمین سے ساڑھے چار حصے باقی بچے، پھر یہ حضرت معاویہ کی خدمت میں حاضر ہوئے، ان کے پاس عمرو بن عثمان، منذر بن زبیر اور ابن زمعہ موجود تھے۔ حضرت معاویہ نے پوچھا غابہ کی کتنی قیمت لگی؟ جواب دیا ہر حصے کے ایک لاکھ، دریافت کیا کتنے حصے باقی رہ گئے ہیں؟ جواب دیا ساڑھے چار۔ منذر بن زبیر کہنے لگے کہ ایک لاکھ میں ایک حصہ میں نے لے لیا، عمرو بن عثمان گویا ہوئے ایک حصہ میں نے ایک لاکھ میں لے لیا، ابن زمعہ بولے ایک لاکھ میں ایک حصہ میرا ہو گیا، حضرت معاویہ نے دریافت کیا کہ اب کتنے حصے بچے؟ انہوں نے جواب دیا ڈیڑھ۔ انہوں نے فرمایا میں نے یہ حصہ ڈیڑھ میں خرید لیا، عبداللہ بن زبیر فرماتے ہیں کہ عبداللہ بن جعفر نے اپنا حصہ چھ لاکھ میں حضرت معاویہ کو فروخت کر دیا، عبداللہ بن زبیر جب قرضے کی ادائیگی سے فارغ ہو گئے تو حضرت زبیر کے دوسرے صاحبزادے میراث کی تقسیم کا مطالبہ کرنے لگے، حضرت عبداللہ نے جواب دیا کہ میں اسے فی الحال تمہارے درمیان تقسیم نہیں کروں گا یہاں تک کہ متواتر چار سال حج کے موقع پر اعلان کر لوں کہ جس کا (والد محترم) حضرت زبیر پر قرضہ ہو تو وہ ہمارے پاس آئے تاکہ ہم اس کا قرضہ چکا دیں، پس وہ حج کے موقع پر چار سال تک برابر منادی کرتے رہے، جب چار سال گزر گئے تو انہوں نے حصہ داروں میں مال تقسیم کر دیا۔ حضرت زبیر کی چار بیویاں تھیں، ایک تہائی حصہ تقسیم سے علیحدہ رکھا گیا، بموجب وصیت تو ان کی ہر ایک بیوی کو دو لاکھ دس ہزار ملے، یوں حضرت زبیر کا سارا مال پانچ کروڑ اور دو لاکھ کا ہوا۔

{ صحیح بخاری جلد دوم کتاب الجہاد والسیر حدیث نمبر 370 صفحہ نمبر 182، انٹر نیشنل نمبر 3129}

اِس موضوع پر مزید احادیث کے حوالہ جات ملاحظہ ہوں :

حدیث:

حَدَّثَنَا مُوسَى بْنُ إِسْمَاعِيلَ، حَدَّثَنَا أَبُو عَوَانَةَ، عَنْ حُصَيْنٍ، عَنْ عَمْرِو بْنِ مَيْمُونٍ، قَالَ: رَأَيْتُ عُمَرَ بْنَ الْخَطَّابِ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَبْلَ أَنْ يُصَابَ بِأَيَّامٍ بِالْمَدِينَةِ وَقَفَ عَلَى حُذَيْفَةَ بْنِ الْيَمَانِ وَعُثْمَانَ بْنِ حُنَيْفٍ، قَالَ: " كَيْفَ فَعَلْتُمَا أَتَخَافَانِ أَنْ تَكُونَا قَدْ حَمَّلْتُمَا الْأَرْضَ مَا لَا تُطِيقُ؟، قَالَا: حَمَّلْنَاهَا أَمْرًا هِيَ لَهُ مُطِيقَةٌ مَا فِيهَا كَبِيرُ فَضْلٍ، قَالَ: انْظُرَا أَنْ تَكُونَا حَمَّلْتُمَا الْأَرْضَ مَا لَا تُطِيقُ، قَالَ: قَالَا لَا، فَقَالَ عُمَرُ: لَئِنْ سَلَّمَنِي اللَّهُ لَأَدَعَنَّ أَرَامِلَ أَهْلِ الْعِرَاقِ لَا يَحْتَجْنَ إِلَى رَجُلٍ بَعْدِي أَبَدًا، قَالَ: فَمَا أَتَتْ عَلَيْهِ إِلَّا رَابِعَةٌ حَتَّى أُصِيبَ، قَالَ: إِنِّي لَقَائِمٌ مَا بَيْنِي وَبَيْنَهُ إِلَّا عَبْدُ اللَّهِ بْنُ عَبَّاسٍ غَدَاةَ أُصِيبَ وَكَانَ إِذَا مَرَّ بَيْنَ الصَّفَّيْنِ، قَالَ: اسْتَوُوا حَتَّى إِذَا لَمْ يَرَ فِيهِنَّ خَلَلًا تَقَدَّمَ فَكَبَّرَ وَرُبَّمَا قَرَأَ سُورَةَ يُوسُفَ أَوِ النَّحْلَ أَوْ نَحْوَ ذَلِكَ فِي الرَّكْعَةِ الْأُولَى حَتَّى يَجْتَمِعَ النَّاسُ فَمَا هُوَ إِلَّا أَنْ كَبَّرَ فَسَمِعْتُهُ، يَقُولُ: قَتَلَنِي أَوْ أَكَلَنِي الْكَلْبُ حِينَ طَعَنَهُ فَطَارَ الْعِلْجُ بِسِكِّينٍ ذَاتِ طَرَفَيْنِ لَا يَمُرُّ عَلَى أَحَدٍ يَمِينًا وَلَا شِمَالًا إِلَّا طَعَنَهُ، حَتَّى طَعَنَ ثَلَاثَةَ عَشَرَ رَجُلًا مَاتَ مِنْهُمْ سَبْعَةٌ، فَلَمَّا رَأَى ذَلِكَ رَجُلٌ مِنَ الْمُسْلِمِينَ طَرَحَ عَلَيْهِ بُرْنُسًا، فَلَمَّا ظَنَّ الْعِلْجُ أَنَّهُ مَأْخُوذٌ نَحَرَ نَفْسَهُ وَتَنَاوَلَ عُمَرُ يَدَ عَبْدِ الرَّحْمَنِ بْنِ عَوْفٍ، فَقَدَّمَهُ فَمَنْ يَلِي عُمَرَ فَقَدْ رَأَى الَّذِي أَرَى وَأَمَّا نَوَاحِي الْمَسْجِدِ فَإِنَّهُمْ لَا يَدْرُونَ غَيْرَ أَنَّهُمْ قَدْ فَقَدُوا صَوْتَ عُمَرَ، وَهُمْ يَقُولُونَ: سُبْحَانَ اللَّهِ سُبْحَانَ اللَّهِ، فَصَلَّى بِهِمْ عَبْدُ الرَّحْمَنِ صَلَاةً خَفِيفَةً فَلَمَّا انْصَرَفُوا، قَالَ: يَا ابْنَ عَبَّاسٍ انْظُرْ مَنْ قَتَلَنِي فَجَالَ سَاعَةً ثُمَّ جَاءَ، فَقَالَ: غُلَامُ الْمُغِيرَةِ، قَالَ: الصَّنَعُ، قَالَ: نَعَمْ، قَالَ: قَاتَلَهُ اللَّهُ لَقَدْ أَمَرْتُ بِهِ مَعْرُوفًا الْحَمْدُ لِلَّهِ الَّذِي لَمْ يَجْعَلْ مِيتَتِي بِيَدِ رَجُلٍ يَدَّعِي الْإِسْلَامَ قَدْ كُنْتَ أَنْتَ وَأَبُوكَ تُحِبَّانِ أَنْ تَكْثُرَ الْعُلُوجُ بِالْمَدِينَةِ وَكَانَ الْعَبَّاسُ أَكْثَرَهُمْ رَقِيقًا، فَقَالَ: إِنْ شِئْتَ فَعَلْتُ أَيْ إِنْ شِئْتَ قَتَلْنَا، قَالَ: كَذَبْتَ بَعْدَ مَا تَكَلَّمُوا بِلِسَانِكُمْ وَصَلَّوْا قِبْلَتَكُمْ وَحَجُّوا حَجَّكُمْ فَاحْتُمِلَ إِلَى بَيْتِهِ فَانْطَلَقْنَا مَعَهُ وَكَأَنَّ النَّاسَ لَمْ تُصِبْهُمْ مُصِيبَةٌ قَبْلَ يَوْمَئِذٍ فَقَائِلٌ، يَقُولُ: لَا بَأْسَ وَقَائِلٌ، يَقُولُ: أَخَافُ عَلَيْهِ فَأُتِيَ بِنَبِيذٍ فَشَرِبَهُ، فَخَرَجَ مِنْ جَوْفِهِ، ثُمَّ أُتِيَ بِلَبَنٍ فَشَرِبَهُ فَخَرَجَ مِنْ جُرْحِهِ، فَعَلِمُوا أَنَّهُ مَيِّتٌ فَدَخَلْنَا عَلَيْهِ وَجَاءَ النَّاسُ يُثْنُونَ عَلَيْهِ وَجَاءَ رَجُلٌ شَابٌّ، فَقَالَ: أَبْشِرْ يَا أَمِيرَ الْمُؤْمِنِينَ بِبُشْرَى اللَّهِ لَكَ مِنْ صُحْبَةِ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَقَدَمٍ فِي الْإِسْلَامِ مَا قَدْ عَلِمْتَ ثُمَّ وَلِيتَ فَعَدَلْتَ ثُمَّ شَهَادَةٌ، قَالَ: وَدِدْتُ أَنَّ ذَلِكَ كَفَافٌ لَا عَلَيَّ وَلَا لِي فَلَمَّا أَدْبَرَ إِذَا إِزَارُهُ يَمَسُّ الْأَرْضَ، قَالَ: رُدُّوا عَلَيَّ الْغُلَامَ، قَالَ: يَا ابْنَ أَخِي

ارْفَعْ ثَوْبَكَ فَإِنَّهُ أَبْقَى لِثَوْبِكَ وَأَتْقَى لِرَبِّكَ يَا عَبْدَ اللَّهِ بْنَ عُمَرَ انْظُرْ مَا عَلَيَّ مِنَ الدَّيْنِ فَحَسَبُوهُ فَوَجَدُوهُ سِتَّةً وَثَمَانِينَ أَلْفًا أَوْ نَحْوَهُ قَالَ: إِنْ وَفَى لَهُ مَالُ آلِ عُمَرَ فَأَدِّهِ مِنْ أَمْوَالِهِمْ وَإِلَّا فَسَلْ فِي بَنِي عَدِيِّ بْنِ كَعْبٍ، فَإِنْ لَمْ تَفِ أَمْوَالُهُمْ فَسَلْ فِي قُرَيْشٍ وَلَا تَعْدُهُمْ إِلَى غَيْرِهِمْ فَأَدِّ عَنِّي هَذَا الْمَالَ، انْطَلِقْ إِلَى عَائِشَةَ أُمِّ الْمُؤْمِنِينَ فَقُلْ يَقْرَأُ عَلَيْكِ عُمَرُ السَّلَامَ وَلَا تَقُلْ أَمِيرُ الْمُؤْمِنِينَ فَإِنِّي لَسْتُ الْيَوْمَ لِلْمُؤْمِنِينَ أَمِيرًا، وَقُلْ يَسْتَأْذِنُ عُمَرُ بْنُ الْخَطَّابِ أَنْ يُدْفَنَ مَعَ صَاحِبَيْهِ فَسَلَّمَ وَاسْتَأْذَنَ ثُمَّ دَخَلَ عَلَيْهَا فَوَجَدَهَا قَاعِدَةً تَبْكِي، فَقَالَ: يَقْرَأُ عَلَيْكِ عُمَرُ بْنُ الْخَطَّابِ السَّلَامَ وَيَسْتَأْذِنُ أَنْ يُدْفَنَ مَعَ صَاحِبَيْهِ، فَقَالَتْ: كُنْتُ أُرِيدُهُ لِنَفْسِي وَلَأُوثِرَنَّ بِهِ الْيَوْمَ عَلَى نَفْسِي، فَلَمَّا أَقْبَلَ قِيلَ هَذَا عَبْدُ اللَّهِ بْنُ عُمَرَ قَدْ جَاءَ، قَالَ: ارْفَعُونِي فَأَسْنَدَهُ رَجُلٌ إِلَيْهِ، فَقَالَ: مَا لَدَيْكَ، قَالَ: الَّذِي تُحِبُّ يَا أَمِيرَ الْمُؤْمِنِينَ أَذِنَتْ، قَالَ: الْحَمْدُ لِلَّهِ مَا كَانَ مِنْ شَيْءٍ أَهَمُّ إِلَيَّ مِنْ ذَلِكَ فَإِذَا أَنَا قَضَيْتُ فَاحْمِلُونِي ثُمَّ سَلِّمْ فَقُلْ يَسْتَأْذِنُ عُمَرُ بْنُ الْخَطَّابِ فَإِنْ أَذِنَتْ لِي فَأَدْخِلُونِي وَإِنْ رَدَّتْنِي رُدُّونِي إِلَى مَقَابِرِ الْمُسْلِمِينَ، وَجَاءَتْ أُمُّ الْمُؤْمِنِينَ حَفْصَةُ وَالنِّسَاءُ تَسِيرُ مَعَهَا فَلَمَّا رَأَيْنَاهَا قُمْنَا، فَوَلَجَتْ عَلَيْهِ فَبَكَتْ عِنْدَهُ سَاعَةً وَاسْتَأْذَنَ الرِّجَالُ فَوَلَجَتْ دَاخِلًا لَهُمْ فَسَمِعْنَا بُكَاءَهَا مِنَ الدَّاخِلِ، فَقَالُوا: أَوْصِ يَا أَمِيرَ الْمُؤْمِنِينَ اسْتَخْلِفْ، قَالَ: مَا أَجِدُ أَحَدًا أَحَقَّ بِهَذَا الْأَمْرِ مِنْ هَؤُلَاءِ النَّفَرِ أَوِ الرَّهْطِ الَّذِينَ تُوُفِّيَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَهُوَ عَنْهُمْ رَاضٍ فَسَمَّى عَلِيًّا، وَعُثْمَانَ، وَالزُّبَيْرَ، وَطَلْحَةَ، وَسَعْدًا، وَعَبْدَ الرَّحْمَنِ، وَقَالَ: يَشْهَدُكُمْ عَبْدُ اللَّهِ بْنُ عُمَرَ وَلَيْسَ لَهُ مِنَ الْأَمْرِ شَيْءٌ كَهَيْئَةِ التَّعْزِيَةِ لَهُ فَإِنْ أَصَابَتِ الْإِمْرَةُ سَعْدًا فَهُوَ ذَاكَ وَإِلَّا فَلْيَسْتَعِنْ بِهِ أَيُّكُمْ مَا أُمِّرَ فَإِنِّي لَمْ أَعْزِلْهُ عَنْ عَجْزٍ وَلَا خِيَانَةٍ، وَقَالَ: "أُوصِي الْخَلِيفَةَ مِنْ بَعْدِي بِالْمُهَاجِرِينَ الْأَوَّلِينَ أَنْ يَعْرِفَ لَهُمْ حَقَّهُمْ وَيَحْفَظَ لَهُمْ حُرْمَتَهُمْ، وَأُوصِيهِ بِالْأَنْصَارِ خَيْرًا الَّذِينَ تَبَوَّءُوا الدَّارَ وَالْإِيمَانَ مِنْ قَبْلِهِمْ أَنْ يُقْبَلَ مِنْ مُحْسِنِهِمْ وَأَنْ يُعْفَى عَنْ مُسِيئِهِمْ وَأُوصِيهِ بِأَهْلِ الْأَمْصَارِ خَيْرًا فَإِنَّهُمْ رِدْءُ الْإِسْلَامِ وَجُبَاةُ الْمَالِ وَغَيْظُ الْعَدُوِّ، وَأَنْ لَا يُؤْخَذَ مِنْهُمْ إِلَّا فَضْلُهُمْ عَنْ رِضَاهُمْ وَأُوصِيهِ بِالْأَعْرَابِ خَيْرًا فَإِنَّهُمْ أَصْلُ الْعَرَبِ وَمَادَّةُ الْإِسْلَامِ أَنْ يُؤْخَذَ مِنْ حَوَاشِي أَمْوَالِهِمْ وَتُرَدَّ عَلَى فُقَرَائِهِمْ، وَأُوصِيهِ بِذِمَّةِ اللَّهِ وَذِمَّةِ رَسُولِهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنْ يُوفَى لَهُمْ بِعَهْدِهِمْ وَأَنْ يُقَاتَلَ مِنْ وَرَائِهِمْ وَلَا يُكَلَّفُوا إِلَّا طَاقَتَهُمْ". فَلَمَّا قُبِضَ خَرَجْنَا بِهِ فَانْطَلَقْنَا نَمْشِي فَسَلَّمَ عَبْدُ اللَّهِ بْنُ عُمَرَ، قَالَ: يَسْتَأْذِنُ عُمَرُ بْنُ الْخَطَّابِ، قَالَتْ: أَدْخِلُوهُ فَأُدْخِلَ فَوُضِعَ هُنَالِكَ مَعَ صَاحِبَيْهِ فَلَمَّا فُرِغَ مِنْ دَفْنِهِ اجْتَمَعَ هَؤُلَاءِ الرَّهْطُ، فَقَالَ: عَبْدُ الرَّحْمَنِ اجْعَلُوا أَمْرَكُمْ إِلَى ثَلَاثَةٍ مِنْكُمْ، فَقَالَ: الزُّبَيْرُ قَدْ جَعَلْتُ أَمْرِي إِلَى عَلِيٍّ، فَقَالَ: طَلْحَةُ قَدْ

جَعَلْتُ أَمْرِي إِلَى عُثْمَانَ، وَقَالَ سَعْدٌ: قَدْ جَعَلْتُ أَمْرِي إِلَى عَبْدِ الرَّحْمَنِ بْنِ عَوْفٍ، فَقَالَ عَبْدُ الرَّحْمَنِ: أَيُّكُمَا تَبَرَّأَ مِنْ هَذَا الْأَمْرِ فَنَجْعَلُهُ إِلَيْهِ وَاللَّهُ عَلَيْهِ وَالْإِسْلَامُ لَيَنْظُرَنَّ أَفْضَلَهُمْ فِي نَفْسِهِ فَأُسْكِتَ الشَّيْخَانِ، فَقَالَ عَبْدُ الرَّحْمَنِ: أَفَتَجْعَلُونَهُ إِلَيَّ وَاللَّهُ عَلَيَّ أَنْ لَا آلُ عَنْ أَفْضَلِكُمْ، قَالَا: نَعَمْ فَأَخَذَ بِيَدِ أَحَدِهِمَا، فَقَالَ: لَكَ قَرَابَةٌ مِنْ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَالْقَدَمُ فِي الْإِسْلَامِ مَا قَدْ عَلِمْتَ فَاللَّهُ عَلَيْكَ لَئِنْ أَمَّرْتُكَ لَتَعْدِلَنَّ وَلَئِنْ أَمَّرْتُ عُثْمَانَ لَتَسْمَعَنَّ وَلَتُطِيعَنَّ ثُمَّ خَلَا بِالْآخَرِ، فَقَالَ لَهُ: مِثْلَ ذَلِكَ فَلَمَّا أَخَذَ الْمِيثَاقَ، قَالَ: ارْفَعْ يَدَكَ يَا عُثْمَانُ فَبَايَعَهُ فَبَايَعَ لَهُ عَلِيٌّ وَوَلَجَ أَهْلُ الدَّارِ فَبَايَعُوهُ.

ترجمہ: ہم سے موسیٰ بن اسماعیل نے بیان کیا، کہا ہم سے ابو عوانہ نے بیان کیا، ان سے حصین نے، ان سے عمرو بن میمون نے بیان کیا کہ میں نے عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ کو زخمی ہونے سے چند دن پہلے مدینہ میں دیکھا کہ وہ حذیفہ بن یمان اور عثمان بن حنیف رضی اللہ عنہما کے ساتھ کھڑے تھے اور ان سے یہ فرما رہے تھے کہ (عراق کی اراضی کے لیے، جس کا انتظام خلافت کی جانب سے ان کے سپرد کیا گیا تھا) تم لوگوں نے کیا کیا ہے؟ کیا تم لوگوں کو یہ اندیشہ تو نہیں ہے کہ تم نے زمین کا اتنا محصول لگا دیا ہے جس کی گنجائش نہ ہو۔ ان لوگوں نے جواب دیا کہ ہم نے ان پر خراج کا اتنا ہی بار ڈالا ہے جسے ادا کرنے کی زمین میں طاقت ہے، اس میں کوئی زیادتی نہیں کی گئی ہے۔ عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ دیکھو پھر سمجھ لو کہ تم نے ایسی جمع تو نہیں لگائی ہے جو زمین کی طاقت سے باہر ہو۔ راوی نے بیان کیا کہ ان دونوں نے کہا کہ ایسا نہیں ہونے پائے گا، اس کے بعد عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ اگر اللہ تعالیٰ نے مجھے زندہ رکھا تو میں عراق کی بیوہ عورتوں کے لیے اتنا کر دوں گا کہ پھر میرے بعد کسی کی محتاج نہیں رہیں گی۔ راوی عمرو بن میمون نے بیان کیا کہ ابھی اس گفتگو پر چوتھا دن ہی آیا تھا کہ عمر رضی اللہ عنہ زخمی کر دیئے گئے۔ عمرو بن میمون نے بیان کیا کہ جس صبح کو آپ زخمی کئے گئے، میں (فجر کی نماز کے انتظار میں) صف کے اندر کھڑا تھا اور میرے اور ان کے درمیان عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما کے سوا اور کوئی نہیں تھا عمر رضی اللہ عنہ کی عادت تھی کہ جب صف سے گزرتے تو فرماتے جاتے کہ صفیں سیدھی کر لو اور جب دیکھتے کہ صفوں میں کوئی خلل نہیں رہ گیا ہے تب آگے (مصلی پر) بڑھتے اور تکبیر کہتے۔ آپ (فجر کی نماز کی) پہلی رکعت میں عموماً سورۃ یوسف یا سورۃ النحل یا اتنی ہی طویل کوئی سورت پڑھتے یہاں تک کہ لوگ جمع ہو جاتے۔ اس دن ابھی آپ نے تکبیر ہی کہی تھی کہ میں نے سنا، آپ فرما رہے ہیں کہ مجھے قتل کر دیا یا کتے نے کاٹ لیا۔ ابولولو نے آپ کو زخمی کر دیا تھا۔ اس کے بعد وہ بدبخت اپنا دو دھاری خنجر لیے دوڑنے لگا اور دائیں اور بائیں جدھر بھی پھرتا تو لوگوں کو زخمی کرتا

جاتا۔اس طرح اس نے تیرہ آدمیوں کو زخمی کر دیا جن میں سات حضرات نے شہادت پائی۔ مسلمانوں میں سے ایک صاحب (حطان نامی) نے یہ صورت حال دیکھی تو انہوں نے اس پر اپنی چادر ڈال دی۔اس بدبخت کو جب یقین ہو گیا کہ اب پکڑ لیا جائے گا تو اس نے خود اپنا بھی گلا کاٹ لیا، پھر عمر رضی اللہ عنہ نے عبدالرحمٰن بن عوف رضی اللہ عنہ کا ہاتھ پکڑ کر انہیں آگے بڑھا دیا (عمرو بن میمون نے بیان کیا کہ) جو لوگ عمر رضی اللہ عنہ کے قریب تھے انہوں نے بھی وہ صورت حال دیکھی جو میں دیکھ رہا تھا لیکن جو لوگ مسجد کے کنارے پر تھے (پیچھے کی صفوں میں) تو انہیں کچھ معلوم نہیں ہو سکا، البتہ چونکہ عمر رضی اللہ عنہ کی قرآت (نماز میں) انہوں نے نہیں سنی تو سبحان اللہ! سبحان اللہ! کہتے رہے۔آخر عبدالرحمٰن بن عوف رضی اللہ عنہ نے لوگوں کو بہت ہلکی نماز پڑھائی۔ پھر جب لوگ نماز سے پلٹے تو عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا: ابن عباس! دیکھو مجھے کس نے زخمی کیا ہے؟ ابن عباس رضی اللہ عنہما نے تھوڑی دیر گھوم پھر کر دیکھا اور آکر فرمایا کہ مغیرہ رضی اللہ عنہ کے غلام (ابولولو) نے آپ کو زخمی کیا ہے۔ عمر رضی اللہ عنہ نے دریافت فرمایا، وہی جو کاریگر ہے؟ جواب دیا کہ جی ہاں، اس پر عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا اللہ اسے برباد کرے میں نے تو اسے اچھی بات کہی تھی (جس کا اس نے یہ بدلا دیا) اللہ تعالیٰ کا شکر ہے کہ اس نے میری موت کسی ایسے شخص کے ہاتھوں نہیں مقدر کی جو اسلام کا مدعی ہو۔ تم اور تمہارے والد (عباس رضی اللہ عنہ) اس کے بہت ہی خواہشمند تھے کہ عجمی غلام مدینہ میں زیادہ سے زیادہ لائے جائیں۔ یوں بھی ان کے پاس غلام بہت تھے، اس پر ابن عباس رضی اللہ عنہما نے عرض کیا، اگر آپ فرمائیں تو ہم بھی کر گزریں۔ مقصد یہ تھا کہ اگر آپ چاہیں تو ہم (مدینہ میں مقیم عجمی غلاموں کو) قتل کر ڈالیں۔ عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا: یہ انتہائی غلط فکر ہے، خصوصاً جب کہ تمہاری زبان میں وہ گفتگو کرتے ہیں، تمہارے قبلہ کی طرف رخ کر کے نماز ادا کرتے ہیں اور تمہاری طرح حج کرتے ہیں۔ پھر عمر رضی اللہ عنہ کو ان کے گھر اٹھا کر لایا گیا اور ہم آپ کے ساتھ ساتھ آئے۔ ایسا معلوم ہوتا تھا جیسے لوگوں پر کبھی اس سے پہلے اتنی بڑی مصیبت آئی ہی نہیں تھی، بعض تو یہ کہتے تھے کہ کچھ نہیں ہو گا۔ (اچھے ہو جائیں گے) اور بعض کہتے تھے کہ آپ کی زندگی خطرہ میں ہے۔اس کے بعد کھجور کا پانی لایا گیا۔اسے آپ نے پیا تو وہ آپ کے پیٹ سے باہر نکل آیا۔ پھر دودھ لایا گیا اسے بھی جوں ہی آپ نے پیا زخم کے راستے وہ بھی باہر نکل آیا۔اب لوگوں کو یقین ہو گیا کہ آپ کی شہادت یقینی ہے۔ پھر ہم اندر آ گئے اور لوگ آپ کی تعریف بیان کرنے لگے، اتنے میں ایک نوجوان اندر آیا اور کہنے لگا یا امیر المؤمنین! آپ کو خوشخبری ہو اللہ تعالیٰ کی طرف سے آپ نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی صحبت اٹھائی۔ ابتداء میں اسلام لانے کا شرف حاصل کیا جو آپ کو معلوم ہے۔ پھر آپ خلیفہ بنائے گئے اور آپ نے پورے انصاف سے حکومت کی، پھر شہادت پائی، عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا میں تو اس پر بھی خوش تھا کہ

ان باتوں کی وجہ سے برابر پر میرا معاملہ ختم ہو جاتا، نہ ثواب ہوتا اور نہ عذاب۔ جب وہ نوجوان جانے لگا تو اس کا تہبند (ازار) لٹک رہا تھا، عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا اس لڑکے کو میرے پاس واپس بلا لاؤ (جب وہ آئے تو) آپ نے فرمایا: میرے بھتیجے! یہ اپنا کپڑا اوپر اٹھائے رکھو کہ اس سے تمہارا کپڑا بھی زیادہ دنوں چلے گا اور تمہارے رب سے تقویٰ کا بھی باعث ہے۔ اے عبداللہ بن عمر! دیکھو مجھ پر کتنا قرض ہے؟ جب لوگوں نے آپ پر قرض کا شمار کیا تو تقریباً چھیاسی (86) ہزار نکلا۔ عمر رضی اللہ عنہ نے اس پر فرمایا کہ اگر یہ قرض آل عمر کے مال سے ادا ہو سکے تو انہی کے مال سے اس کو ادا کرنا ورنہ پھر بنی عدی بن کعب سے کہنا، اگر ان کے مال کے بعد بھی ادائیگی نہ ہو سکے تو قریش سے کہنا، ان کے سوا کسی سے امداد نہ طلب کرنا اور میری طرف سے اس قرض کو ادا کر دینا۔ اچھا اب ام المؤمنین عائشہ رضی اللہ عنہا کے یہاں جاؤ اور ان سے عرض کرو کہ عمر نے آپ کی خدمت میں سلام عرض کیا ہے۔ امیر المؤمنین (میرے نام کے ساتھ) نہ کہنا، کیونکہ اب میں مسلمانوں کا امیر نہیں رہا ہوں، تو ان سے عرض کرنا کہ عمر بن خطاب نے آپ سے اپنے دونوں ساتھیوں کے ساتھ دفن ہونے کی اجازت چاہی ہے۔ عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما نے (عائشہ رضی اللہ عنہا کی خدمت میں حاضر ہو کر) سلام کیا اور اجازت لے کر اندر داخل ہوئے۔ دیکھا کہ آپ بیٹھی رو رہی ہیں۔ پھر کہا کہ عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ نے آپ کو سلام کہا ہے اور اپنے دونوں ساتھیوں کے ساتھ دفن ہونے کی اجازت چاہی ہے، عائشہ رضی اللہ عنہا نے کہا: میں نے اس جگہ کو اپنے لیے منتخب کر رکھا تھا لیکن آج میں انہیں اپنے پر ترجیح دوں گی، پھر جب ابن عمر رضی اللہ عنہما واپس آئے تو لوگوں نے بتایا کہ عبداللہ آ گئے تو عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ مجھے اٹھاؤ۔ ایک صاحب نے سہارا دے کر آپ کو اٹھایا۔ آپ نے دریافت کیا کیا خبر لائے؟ کہا کہ جو آپ کی تمنا تھی اے امیر المؤمنین! عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا الحمدللہ۔ اس سے اہم چیز اب میرے لیے کوئی نہیں رہ گئی تھی۔ لیکن جب میری وفات ہو چکے اور مجھے اٹھا کر (دفن کے لیے) لے چلو تو پھر میرا سلام ان سے کہنا اور عرض کرنا کہ عمر بن خطاب (رضی اللہ عنہ) نے آپ سے اجازت چاہی ہے۔ اگر وہ میرے لیے اجازت دے دیں تب تو وہاں دفن کرنا اور اگر اجازت نہ دیں تو مسلمانوں کے قبرستان میں دفن کرنا۔ اس کے بعد ام المؤمنین حفصہ رضی اللہ عنہا آئیں۔ ان کے ساتھ کچھ دوسری خواتین بھی تھیں، جب ہم نے انہیں دیکھا تو ہم اٹھ گئے۔ آپ عمر رضی اللہ عنہ کے قریب آئیں اور وہاں تھوڑی دیر تک آنسو بہاتی رہیں۔ پھر جب مردوں نے اندر آنے کی اجازت چاہی تو وہ مکان کے اندرونی حصہ میں چلی گئیں اور ہم نے ان کے رونے کی آواز سنی پھر لوگوں نے عرض کیا امیر المؤمنین! خلافت کے لیے کوئی وصیت کر دیجئیے، فرمایا کہ خلافت کا میں ان حضرات سے زیادہ اور کسی کو مستحق نہیں پاتا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اپنی وفات تک جن سے راضی اور خوش تھے پھر آپ نے علی، عثمان،

زبیر، طلحہ، سعد اور عبدالرحمٰن بن عوف کا نام لیا اور یہ بھی فرمایا کہ عبداللہ بن عمر کو بھی صرف مشورہ کی حد تک شریک رکھنا لیکن خلافت سے انہیں کوئی سروکار نہیں رہے گا۔ جیسے آپ نے ابن عمر رضی اللہ عنہما کی تسکین کے لیے یہ فرمایا ہو۔ پھر اگر خلافت سعد کو مل جائے تو وہ اس کے اہل ہیں اور اگر وہ نہ ہو سکیں تو جو شخص بھی خلیفہ ہو وہ اپنے زمانہ خلافت میں ان کا تعاون حاصل کرتا رہے۔ کیونکہ میں نے ان کو (کوفہ کی گورنری سے) نااہلی یا کسی خیانت کی وجہ سے معزول نہیں کیا ہے اور عمر نے فرمایا: میں اپنے بعد ہونے والے خلیفہ کو مہاجرین اولین کے بارے میں وصیت کرتا ہوں کہ وہ ان کے حقوق پہچانے اور ان کے احترام کو ملحوظ رکھے اور میں اپنے بعد ہونے والے خلیفہ کو وصیت کرتا ہوں کہ وہ انصار کے ساتھ بہتر معاملہ کرے جو دارالہجرت اور دارالایمان (مدینہ منورہ) میں (رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی تشریف آوری سے پہلے سے) مقیم ہیں۔ (خلیفہ کو چاہیے) کہ وہ ان کے نیکوں کو نوازے اور ان کے بروں کو معاف کر دیا کرے اور میں ہونے والے خلیفہ کو وصیت کرتا ہوں کہ شہری آبادی کے ساتھ بھی اچھا معاملہ رکھے کہ یہ لوگ اسلام کی مدد، مال جمع کرنے کا ذریعہ اور (اسلام کے) دشمنوں کے لیے ایک مصیبت ہیں اور یہ کہ ان سے وہی وصول کیا جائے جو ان کے پاس فاضل ہو اور ان کی خوشی سے لیا جائے اور میں ہونے والے خلیفہ کو بدویوں کے ساتھ بھی اچھا معاملہ کرنے کی وصیت کرتا ہوں کہ وہ اصل عرب ہیں اور اسلام کی جڑ ہیں اور یہ کہ ان سے ان کا بچا کھچا مال وصول کیا جائے اور انہیں کے محتاجوں میں تقسیم کر دیا جائے اور میں ہونے والے خلیفہ کو اللہ اور اس کے رسول کے عہد کی نگہداشت کی (جو اسلامی حکومت کے تحت غیر مسلموں سے کیا ہے) وصیت کرتا ہوں کہ ان سے کئے گئے عہد کو پورا کیا جائے، ان کی حفاظت کے لیے جنگ کی جائے اور ان کی حیثیت سے زیادہ ان پر بوجھ نہ ڈالا جائے، جب عمر رضی اللہ عنہ کی وفات ہو گئی تو ہم وہاں سے ان کو لے کر (عائشہ رضی اللہ عنہا) کے حجرہ کی طرف آئے۔ عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما نے سلام کیا اور عرض کیا کہ عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ نے اجازت چاہی ہے۔ ام المؤمنین نے کہا انہیں یہیں دفن کیا جائے۔ چنانچہ وہ وہیں دفن ہوئے، پھر جب لوگ دفن سے فارغ ہو چکے تو وہ جماعت (جن کے نام عمر رضی اللہ عنہ نے وفات سے پہلے بتائے تھے) جمع ہوئی عبدالرحمٰن بن عوف نے کہا: تمہیں اپنا معاملہ اپنے ہی میں سے تین آدمیوں کے سپرد کر دینا چاہیے اس پر زبیر رضی اللہ عنہ نے کہا کہ میں نے اپنا معاملہ علی رضی اللہ عنہ کے سپرد کیا۔ طلحہ رضی اللہ عنہ نے کہا کہ میں اپنا معاملہ عثمان رضی اللہ عنہ کے سپرد کرتا ہوں اور سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ نے کہا کہ میں نے اپنا معاملہ عبدالرحمٰن بن عوف کے سپرد کیا۔ اس کے بعد عبدالرحمٰن بن عوف رضی اللہ عنہ نے (عثمان اور علی رضی اللہ عنہما کو مخاطب کر کے) کہا کہ آپ دونوں حضرات میں سے جو بھی خلافت سے اپنی برات ظاہر کرے ہم اسی کو خلافت دیں گے اور اللہ اس کا

نگراں و نگہبان ہو گا اور اسلام کے حقوق کی ذمہ داری اس پر لازم ہو گی۔ ہر شخص کو غور کرنا چاہیے کہ اس کے خیال میں کون افضل ہے، اس پر یہ دونوں حضرات خاموش ہو گئے تو عبدالرحمٰن بن عوف رضی اللہ عنہ نے کہا: کیا آپ حضرات اس انتخاب کی ذمہ داری مجھ پر ڈالتے ہیں، اللہ کی قسم کہ میں آپ حضرات میں سے اسی کو منتخب کروں گا جو سب میں افضل ہو گا۔ ان دونوں حضرات نے کہا کہ جی ہاں، پھر آپ نے ان دونوں میں سے ایک کا ہاتھ پکڑا اور فرمایا کہ آپ کی قرابت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے ہے اور ابتداء میں اسلام لانے کا شرف بھی۔ جیسا کہ آپ کو خود ہی معلوم ہے، پس اللہ آپ کا نگران ہے کہ اگر میں آپ کو خلیفہ بنادوں تو کیا آپ عدل و انصاف سے کام لیں گے اور اگر عثمان رضی اللہ عنہ کو خلیفہ بنادوں تو کیا آپ ان کے احکام سنیں گے اور ان کی اطاعت کریں گے؟ اس کے بعد دوسرے صاحب کو تنہائی میں لے گئے اور ان سے بھی یہی کہا اور جب ان سے وعدہ لے لیا تو فرمایا: اے عثمان! اپنا ہاتھ بڑھایئے۔ چنانچہ انہوں نے ان سے بیعت کی اور علی رضی اللہ عنہ نے بھی ان سے بیعت کی، پھر اہل مدینہ آئے اور سب نے بیعت کی۔

{ صحیح بخاری جلد دوم کتاب المناقب حدیث نمبر 897 صفحہ نمبر 414، انٹرنیشنل نمبر 3700}

حدیث:

حَدَّثَنَا إِسْحَاقُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ، قَالَ: قُلْتُ لِأَبِي أُسَامَةَ: أَحَدَّثَكُمْ زَائِدَةُ، عَنْ سُلَيْمَانَ، عَنْ شَقِيقٍ، عَنْ أَبِي مَسْعُودٍ الْأَنْصَارِيِّ، قَالَ: " كَانَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَأْمُرُ بِالصَّدَقَةِ، فَيَحْتَالُ أَحَدُنَا حَتَّى يَجِيءَ بِالْمُدِّ، وَإِنَّ لِأَحَدِهِمُ الْيَوْمَ مِائَةَ أَلْفٍ، كَأَنَّهُ يُعَرِّضُ بِنَفْسِهِ ".

ترجمہ: ہم سے اسحاق بن ابراہیم نے بیان کیا، کہا کہ میں نے ابو اسامہ (حماد بن اسامہ) سے پوچھا، آپ حضرات سے زائدہ بن قدامہ نے بیان کیا تھا کہ ان سے سلیمان نے، ان سے شقیق نے اور ان سے ابو مسعود انصاری نے بیان کیا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم صدقہ کی ترغیب دیتے تھے تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے بعض صحابہ مزدوری کر کے لاتے اور (بڑی مشکل سے) ایک مد کا صدقہ کر سکتے لیکن آج انہیں میں بعض ایسے ہیں جن کے پاس لاکھوں درہم ہیں۔ غالباً ان کا اشارہ خود اپنی طرف تھا (حماد نے کہا ہاں سچ ہے)۔

{ صحیح بخاری جلد دوم کتاب التفسیر حدیث نمبر 1780 صفحہ نمبر 828، انٹرنیشنل نمبر 4669}

☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆

باب نمبر۔62

صحیح بخاری کے مطابق

حضرت عمرؓ، حضورؐ کے مہمانوں کو پتھر مارتے تھے

قرآن کے مطابق

تمام صحابہؓ صاحبِ کردار ہستیاں تھیں

قرآنِ کریم کی سورۃالنساء سورہ نمبر4آیت نمبر65 کے مطابق اِنسان اُس وقت تک مومن نہیں ہو سکتا جب تک کہ وہ حضور صلی اللہ علیہ والہ وسلم کے فیصلے کو خوشی سے تسلیم نہ کرلے۔ایک اور مقام پر ارشادِ باری تعالیٰ ہے :

قرآن:

وَمَا كَانَ لِمُؤْمِنٍ وَّلَا مُؤْمِنَةٍ اِذَا قَضَى اللّٰهُ وَرَسُوْلُهٗٓ اَمْرًا اَنْ يَّكُوْنَ لَهُمُ الْخِيَرَةُ مِنْ اَمْرِهِمْ ط وَمَنْ يَّعْصِ اللّٰهَ وَرَسُوْلَهٗ فَقَدْ ضَلَّ ضَلٰلًا مُّبِيْنًا (36/33)

ترجمہ:" اگراللہ اوراُس کے رسول صلی اللہ علیہ والہ وسلم کسی کام کا فیصلہ کردیں تو کسی مومن مرد یا عورت کو کوئی اِختیار باقی نہیں رہتا(کہ اُس فیصلے سے انکار کریں)اور جواللہ اوراُس کے رسول صلی اللہ علیہ والہ وسلم کی نافرمانی کرے گا تو وہ صریح گمراہی میں جاپڑا۔"

{سورۃالاحزاب سورہ نمبر33آیت نمبر36}

نبی کریم صلی اللہ علیہ والہ وسلم کے تربیت یافتہ صحابہ کرام رِضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین کی تعریف وتوصیف،اللہ تعالیٰ بھی قرآنِ مجید میں کرتا ہے(متعلقہ آیات سابقہ صفحات میں لکھی جاچکی ہیں)۔یہی وہ صحابہ کرام رِضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین ہیں جنھوں نے وہ نظام قائم کیا جو

حضور صلی اللہ علیہ والہ وسلم نے اُنہیں عطا فرمایا تھا۔اِن صحابہ کرام رِضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین میں حضرت عمرِ فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا اِسمِ گرامی بڑا ممتاز نظر آتا ہے،یہی وہ شخصیّت ہیں جن کے زمانے میں اِسلام اپنے پورے جوبن پر نظر آتا ہے،اِس لیے یہ اندازہ لگانا مشکل نہیں کہ اِن کی کردار کشی کے پیچھے کس کا ہاتھ ہو سکتا ہے۔مذکورہ روایت آپ کو دعوتِ فکر دے رہی ہے :

حدیث:

حَدَّثَنَا إِبْرَاهِيمُ بْنُ مُوسَى، أَخْبَرَنَا هِشَامٌ، عَنْ مَعْمَرٍ، عَنِ الزُّهْرِيِّ، عَنِ ابْنِ الْمُسَيَّبِ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ، قَالَ: "بَيْنَا الْحَبَشَةُ يَلْعَبُونَ عِنْدَ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِحِرَابِهِمْ، دَخَلَ عُمَرُ فَأَهْوَى إِلَى الْحَصَى فَحَصَبَهُمْ بِهَا، فَقَالَ: دَعْهُمْ يَا عُمَرُ ". وَزَادَ عَلِيٌّ، حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّزَّاقِ، أَخْبَرَنَا مَعْمَرٌ فِي الْمَسْجِدِ".

ترجمہ:"حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ کچھ حبشی اپنی برچھیوں کے ساتھ نبی کریم صلی اللہ علیہ والہ وسلم کے حضور کھیل رہے تھے۔حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ آئے تو کنکریوں (چھوٹے چھوٹے پتھروں) کی طرف جھکے اور اُٹھا کر اُنہیں ماریں۔آپؐ نے فرمایا،اے عمر! اِنہیں رہنے دو۔عبدالرزاق کی روایت میں اتنا زیادہ ہے کہ وہ مسجد میں تھے۔"

{صحیح بخاری جلد دوم کتاب الجہاد والسیر حدیث نمبر 162 صفحہ نمبر 99،انٹرنیشنل نمبر 2901}

اندازہ لگایئے کہ ایک کام جو حضور صلی اللہ علیہ والہ وسلم کی رضامندی سے مسجد میں کیا جارہا ہے اور حضور صلی اللہ علیہ والہ وسلم خود بھی اُسے بڑے اِنہماک سے دیکھ رہے ہیں، کیا ایسا ممکن ہے کہ حضرت عمرِ فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اُسے ناپسند فرمایا ہوگا اور آتے ہی حبشیوں کو پتھر مارنے شروع کر دیئے ہونگے۔کیا اُنہیں حضور صلی اللہ علیہ والہ وسلم کی موجودگی کا بھی کچھ پاس نہ تھا؟

☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆

صحیح بخاری کے مطابق

صحابہؓ چوری چھپے شادیاں کر لیتے تھے

قرآن کے مطابق

مرد و زن کے چوری چھپے والے تعلقات منع ہیں

اللہ تعالیٰ نے سورۃ النساء سورہ نمبر 4 آیت نمبر 25 میں چوری چھپے والے تعلقات سے منع فرمایا ہے۔ایک صحیح حدیث میں بھی اِرشاد ہوتا ہے کہ نکاح ایسے طریقے سے کرنا چاہیے کہ زیادہ سے زیادہ لوگوں کو اُس نکاح کی خبر ہو جائے یعنی نکاح علی الاعلان ہونا چاہیے۔

دوسری طرف صحیح بخاری میں بیان کیا جا رہا ہے کہ صحابہ کرام رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین شادی کرتے تو حضور صلی اللہ علیہ والہ وسلم کو بھی اُس میں شرکت کی دعوت نہ دیتے تھے، یہ واقعہ اُس وقت کا بیان کیا جاتا ہے جب مسلمان مکّہ سے ہجرت کر کے نئے نئے مدینہ آئے تھے، مطلب یہ کہ مسلمانوں کی تعداد نہایت قلیل تھی۔ مذکورہ حدیث کے اِلفاظ کچھ یوں ہیں :

حدیث:

حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ كَثِيرٍ، عَنْ سُفْيَانَ، عَنْ حُمَيْدٍ الطَّوِيلِ، قَالَ: سَمِعْتُ أَنَسَ بْنَ مَالِكٍ، قَالَ: قَدِمَ عَبْدُ الرَّحْمَنِ بْنُ عَوْفٍ فَآخَى النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بَيْنَهُ وَبَيْنَ سَعْدِ بْنِ الرَّبِيعِ الْأَنْصَارِيِّ، وَعِنْدَ الْأَنْصَارِيِّ امْرَأَتَانِ، فَعَرَضَ عَلَيْهِ أَنْ يُنَاصِفَهُ أَهْلَهُ وَمَالَهُ، فَقَالَ: بَارَكَ اللَّهُ لَكَ فِي أَهْلِكَ وَمَالِكَ، دُلُّونِي عَلَى السُّوقِ، فَأَتَى السُّوقَ فَرَبِحَ شَيْئًا مِنْ أَقِطٍ وَشَيْئًا مِنْ سَمْنٍ، فَرَآهُ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بَعْدَ أَيَّامٍ وَعَلَيْهِ وَضَرٌ مِنْ صُفْرَةٍ، فَقَالَ: " مَهْيَمْ يَا عَبْدَ الرَّحْمَنِ "، فَقَالَ: تَزَوَّجْتُ أَنْصَارِيَّةً، قَالَ: فَمَا سُقْتَ إِلَيْهَا، قَالَ: وَزْنَ نَوَاةٍ مِنْ ذَهَبٍ، قَالَ: أَوْلِمْ وَلَوْ بِشَاةٍ.

ترجمہ: ”حضرت عبدالرحمٰن بن عوف رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اس کو روایت کیا ہے۔ حمید طویل کا بیان ہے کہ میں نے حضرت انس بن مالک رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو فرماتے ہوئے سنا کہ جب ہجرت کر کے حضرت عبدالرحمٰن بن عوف رضی اللہ تعالیٰ عنہ آئے تو نبی کریم صلی اللہ علیہ والہ وسلم نے ان کے اور حضرت سعد بن ربیع انصاری رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے درمیان اخوت قائم فرمادی۔ حضرت سعد انصاری رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی دو بیویاں تھیں، اُنہوں نے اُن سے کہا کہ ایک بیوی اور آدھا مال لے لیجیے، اُنہوں نے کہا کہ اللہ تعالیٰ آپ کے اہل وعیال اور مال میں برکت دے، مجھے تو صرف بازار کا راستہ بتادیجیے۔ چنانچہ اُنہوں نے بازار جاکر خرید وفروخت کے ذریعے کچھ پنیر اور گھی کمالیا۔ یہ اِسی طرح کرتے رہے جبکہ کچھ دِنوں کے بعد اُنہیں نبی کریم صلی اللہ علیہ والہ وسلم نے دیکھا کہ اُن کے کپڑوں پر زردی کے نشانات تھے۔ اِرشاد فرمایا اے عبدالرحمٰن! یہ کیا بات ہے؟ عرض گذار ہوئے: میں نے ایک انصاری عورت سے شادی کرلی ہے۔ دریافت فرمایا کہ مہر کتنا دیا ہے؟ عرض کی: ایک گھٹلی کے برابر سونا۔ اِرشاد ہوا: اب ولیمہ بھی تو دو، خواہ ایک ہی بکری کا ہو۔“

{صحیح بخاری جلد سوم کتاب النکاح حدیث نمبر 65 صفحہ نمبر 58، انٹرنیشنل نمبر 5072}

مزید حوالہ جات:

{صحیح بخاری جلد سوم کتاب النکاح حدیث نمبر 134 صفحہ نمبر 87، انٹرنیشنل نمبر 5148}

{صحیح بخاری جلد سوم کتاب النکاح حدیث نمبر 139 صفحہ نمبر 89، انٹرنیشنل نمبر 5153}

{صحیح بخاری جلد سوم کتاب النکاح حدیث نمبر 141 صفحہ نمبر 90، انٹرنیشنل نمبر 5155}

☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆

صحیح بخاری کے مطابق

صحابہ کرامؓ نے بے وضو نمازیں پڑھیں

قرآن کے مطابق

حضور صلی اللہ علیہ والہ وسلم کے تربیّت یافتہ پاکیزہ لوگ تھے

صحیح بخاری اور دِیگر کُتبِ احادیث کے مطابق تیمم کا حکم نازل ہونے سے پہلے نماز کی ادائیگی کیلئے وضو فرض تھا، لیکن درج ذیل حدیث میں یہ بیان کیا جارہا ہے کہ صحابہ کرام رِضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین نے پانی نہ ملنے کی صورت میں بے وضو حالت میں نمازیں پڑھیں۔ سوال یہ پیدا ہوتا ہے کہ جب نماز کیلئے وضو فرض تھا (اور تیمم کا حکم ابھی نہیں آیا تھا) تو یہ کیسے ممکن ہے کہ صحابہ کرام رِضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین نے ایک ایسے فرض کو ترک کر دیا جس کے بغیر نماز ہی نہیں ہوتی، اِس کے ساتھ ساتھ مذکورہ روایت میں ہے کہ صحابہ کرام رِضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین نے بغیر وُضو نماز پڑھنے کے بعد حضور صلی اللہ علیہ والہ وسلم سے اِس بات کا تذکرہ کیا، جس پر تیمم کی آیت نازل ہو گئی۔ حالانکہ اِس حدیث کے گھڑنے والے کو یہ معلوم نہیں کہ وُضو اور تیمم کا حکم ایک ہی آیت یعنی سورۃ المائدہ سورہ نمبر 5 آیت نمبر 6 میں آیا ہے۔ {تیمم کا ذِکر ایک اور مقام یعنی سورۃ النساء سورہ نمبر 4 آیت نمبر 43 پر بھی آیا ہے لیکن وہاں غسل کے ذِکر کے ساتھ ہے}۔ ملاحظہ کیجیے مذکورہ حدیث :

حدیث:

حَدَّثَنَا إِسْحَاقُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ، حَدَّثَنَا عَبْدَةُ، حَدَّثَنَا هِشَامُ بْنُ عُرْوَةَ، عَنْ أَبِيهِ، عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهَا، قَالَتْ: " هَلَكَتْ قِلَادَةٌ لِأَسْمَاءَ، فَبَعَثَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي طَلَبِهَا رِجَالًا، فَحَضَرَتِ الصَّلَاةُ وَلَيْسُوا عَلَى وُضُوءٍ وَلَمْ

يَجِدُوا مَاءً، فَصَلَّوْا وَهُمْ عَلَى غَيْرِ وُضُوءٍ، فَذَكَرُوا ذَلِكَ لِلنَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَأَنْزَلَ اللَّهُ آيَةَ التَّيَمُّمِ "، زَادَ ابْنُ نُمَيْرٍ، عَنْ هِشَامٍ، عَنْ أَبِيهِ، عَنْ عَائِشَةَ اسْتَعَارَتْ مِنْ أَسْمَاءَ.

ترجمہ:" عروہ بن زبیر کا بیان ہے کہ حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے فرمایا کہ ہار گُم ہو گیا جو حضرت اسماء رضی اللہ تعالیٰ عنہا کا تھا تو نبی کریم صلی اللہ علیہ والہ وسلم نے اُس کی تلاش میں کئی آدمی بھیجے۔ چنانچہ نماز کا وقت ہو گیا اور لوگ باوضو نہ تھے لیکن اُنہیں پانی نہ مِلا تو اُنہوں نے بغیر وُضو کے نمازیں پڑھیں اور نبی کریم صلی اللہ علیہ والہ وسلم سے اِس اَمر کا تذکرہ کیا، پس اللہ تعالیٰ نے تیمم کی آیت نازل فرمادی۔"

{ صحیح بخاری جلد سوم کتاب اللباس حدیث نمبر 826 صفحہ نمبر 340، انٹرنیشنل نمبر 5882}

☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆

باب نمبر۔65

صحیح بخاری کے مطابق

صحابہؓ گندے لوگ تھے اور اُن سے بدبُو آتی تھی

قرآن کے مطابق

صحابہؓ صاف ستھرے لوگ تھے

فرمانِ خداوندی ہے :

قرآن میں اللہ نے فرمایا کہ :

قرآن:

اِنَّ اللہَ یُحِبُّ التَّوَّابِیْنَ وَیُحِبُّ الْمُتَطَھِّرِیْنَ (222/2)

ترجمہ: ’’بیشک اللہ توبہ کرنے والوں اور پاک صاف رہنے والوں کو دوست رکھتا ہے‘‘۔

{سورۃ البقرۃ 2 آیت نمبر 222}

سوچنے کی بات ہے کہ جو لوگ دن میں کم از کم پانچ مرتبہ وضو کرتے تھے وہ گندے کیسے ہو سکتے ہیں اور ہم کیسے مان لیں کہ ان سے بدبو آتی تھی۔ ہمارا اِیمان ہے کہ صحابہ کرام رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین قرآن کی اِس ھدایت پر عمل کرتے ہوئے صاف ستھرے رہتے تھے لیکن صحیح بخاری یہاں ہے کہ صحابہ کرام رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین (العیاذ باللہ) گندے مندے رہتے تھے یہاں تک کہ اُن سے بدبُو آتی تھی۔ روایت یہ ہے :

حدیث:

حَدَّثَنِي مُحَمَّدٌ، حَدَّثَنَا عَبْدُ اللَّهِ بْنُ يَزِيدَ، حَدَّثَنَا سَعِيدٌ، قَالَ: حَدَّثَنِي أَبُو الْأَسْوَدِ، عَنْ عُرْوَةَ، قَالَ: قَالَتْ عَائِشَةُ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهَا، "كَانَ أَصْحَابُ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عُمَّالَ أَنْفُسِهِمْ، وَكَانَ يَكُونُ لَهُمْ أَرْوَاحٌ، فَقِيلَ لَهُمْ: لَوِ اغْتَسَلْتُمْ "، رَوَاهُ هَمَّامٌ، عَنْ هِشَامٍ، عَنْ أَبِيهِ، عَنْ عَائِشَةَ.

ترجمہ: ”حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے فرمایا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ والہ وسلم کے اصحاب خود کماتے تھے اور اُن سے بُو آتی تھی اُن سے کہا جاتا کہ کاش! آپ نہا لیتے“۔

{صحیح بخاری جلد اول کتاب البیوع حدیث نمبر 1932 صفحہ نمبر 776، انٹر نیشنل نمبر 2071}

☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆

باب نمبر۔66

صحیح بخاری کے مطابق

اُمّ المومنینؓ اور صحابہؓ لالچی تھے۔

قرآن کے مطابق

یہ ہستیاں لالچی نہیں تھیں۔

اللہ تعالیٰ نے قرآنِ کریم میں فرمایا کہ :

قرآن:

وَأُحْضِرَتِ الْأَنْفُسُ الشُّحَّ ط(128/4)

ترجمہ: ”طمع ہر ہر نفس میں شامل کر دی گئی ہے “

{سورۃ النساء سورہ نمبر4 آیت نمبر128}

لیکن :

قرآن:

وَمَنْ يُّوقَ شُحَّ نَفْسِهٖ فَأُولٰٓئِكَ هُمُ الْمُفْلِحُوْنَ

{59/9}+{64/16}

”اور جو شخص اپنے نفس کی حرص سے محفوظ رکھا جائے وہی کامیاب ہے۔“

{سورۃ التغابن سورہ نمبر 64 آیت نمبر 16 اور سورۃ الحشر سورہ نمبر 59 آیت نمبر 9}

ہمارا ایمان ہے کہ اُمہات المومنینؓ اور صحابہ کرام رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین، اُنہیں کامیاب لوگوں میں شامل تھے جو طمع و لالچ سے بچے ہوئے تھے لیکن صحیح بخاری میں اِن ہستیوں کو لالچی اور موقع پرست ثابت کرنے کی کوشش کی جارہی ہے ملاحظہ کیجیے :

حدیث:

حَدَّثَنَا إِسْمَاعِيلُ، حَدَّثَنَا مَالِكٌ، عَنْ هِشَامِ بْنِ عُرْوَةَ، عَنْ أَبِيهِ، عَنْ عَائِشَةَ، قَالَتْ: جَاءَتْنِي بَرِيرَةُ، فَقَالَتْ: كَاتَبْتُ أَهْلِي عَلَى تِسْعِ أَوَاقٍ فِي كُلِّ عَامٍ أُوقِيَّةٌ، فَأَعِينِينِي، فَقَالَتْ: إِنْ أَحَبُّوا أَنْ أَعُدَّهَا لَهُمْ وَيَكُونَ وَلَاؤُكِ لِي، فَعَلْتُ، فَذَهَبَتْ بَرِيرَةُ إِلَى أَهْلِهَا، فَقَالَتْ لَهُمْ، فَأَبَوْا عَلَيْهَا، فَجَاءَتْ مِنْ عِنْدِهِمْ وَرَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ جَالِسٌ، فَقَالَتْ: إِنِّي قَدْ عَرَضْتُ ذَلِكِ عَلَيْهِمْ، فَأَبَوْا إِلَّا أَنْ يَكُونَ الْوَلَاءُ لَهُمْ، فَسَمِعَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، فَأَخْبَرَتْ عَائِشَةُ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، فَقَالَ: خُذِيهَا وَاشْتَرِطِي لَهُمُ الْوَلَاءَ، فَإِنَّمَا الْوَلَاءُ لِمَنْ أَعْتَقَ، فَفَعَلَتْ عَائِشَةُ، ثُمَّ قَامَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي النَّاسِ، فَحَمِدَ اللَّهَ وَأَثْنَى عَلَيْهِ، ثُمَّ قَالَ: "مَا بَالُ رِجَالٍ يَشْتَرِطُونَ شُرُوطًا لَيْسَتْ فِي كِتَابِ اللَّهِ، مَا كَانَ مِنْ شَرْطٍ لَيْسَ فِي كِتَابِ اللَّهِ فَهُوَ بَاطِلٌ، وَإِنْ كَانَ مِائَةَ شَرْطٍ قَضَاءُ اللَّهِ أَحَقُّ وَشَرْطُ اللَّهِ أَوْثَقُ، وَإِنَّمَا الْوَلَاءُ لِمَنْ أَعْتَقَ".

ترجمہ: ”حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے روایت ہے کہ اُنہوں نے فرمایا کہ میرے پاس بریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا آئیں اور کہا کہ میں نے اپنے مالکوں سے اِس طرح نو (9) اوقیہ پر آزاد ہونے کا معاہدہ کیا ہے کہ ہر سال ایک اوقیہ ادا کروں گی تو آپؓ اِس سلسلے میں میری مدد فرمائیں۔ حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے فرمایا کہ اگر وہ لوگ رضامند ہو جائیں تو میں اِس شرط پر تمہاری پوری قیمت یکمشت ادا کر دوں کہ تمہاری میراث میرے لیے ہو۔“

(صحیح بخاری جلد دوم کتاب الشروط حدیث نمبر 2 صفحہ نمبر 25، انٹر نیشنل نمبر 2729)

(صحیح بخاری جلد دوم کتاب الشروط حدیث نمبر 7 صفحہ نمبر 37، انٹر نیشنل نمبر 2735)

ایک حدیث کچھ اِس طرح ہے :

حدیث:

حَدَّثَنَا إِسْحَاقُ أَخْبَرَنَا بِشْرُ بْنُ شُعَيْبٍ، حَدَّثَنِي أَبِي، عَنِ الزُّهْرِيِّ، قَالَ: أَخْبَرَنِي عَبْدُ اللَّهِ بْنُ كَعْبٍ، أَنَّ عَبْدَ اللَّهِ بْنَ عَبَّاسٍ، أَخْبَرَهُ، أَنَّ عَلِيًّا يَعْنِي ابْنَ أَبِي طَالِبٍ خَرَجَ مِنْ عِنْدِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ. ح وحَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ صَالِحٍ، حَدَّثَنَا عَنْبَسَةُ، حَدَّثَنَا يُونُسُ، عَنِ ابْنِ شِهَابٍ، قَالَ: أَخْبَرَنِي عَبْدُ اللَّهِ بْنُ كَعْبِ بْنِ مَالِكٍ، أَنَّ عَبْدَ اللَّهِ بْنَ عَبَّاسٍ، أَخْبَرَهُ: أَنَّ عَلِيَّ بْنَ أَبِي طَالِبٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ خَرَجَ مِنْ عِنْدِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي وَجَعِهِ الَّذِي تُوُفِّيَ فِيهِ، فَقَالَ النَّاسُ: يَا أَبَا حَسَنٍ، كَيْفَ أَصْبَحَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ؟ قَالَ: "أَصْبَحَ بِحَمْدِ اللَّهِ بَارِئًا"، فَأَخَذَ بِيَدِهِ الْعَبَّاسُ، فَقَالَ: أَلَا تَرَاهُ أَنْتَ وَاللَّهِ بَعْدَ الثَّلَاثِ عَبْدُ الْعَصَا وَاللَّهِ إِنِّي لَأُرَى رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ سَيُتَوَفَّى فِي وَجَعِهِ، وَإِنِّي لَأَعْرِفُ فِي وُجُوهِ بَنِي عَبْدِ الْمُطَّلِبِ الْمَوْتَ، فَاذْهَبْ بِنَا إِلَى رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَنَسْأَلَهُ فِيمَنْ يَكُونُ الْأَمْرُ؟ فَإِنْ كَانَ فِينَا، عَلِمْنَا ذَلِكَ، وَإِنْ كَانَ فِي غَيْرِنَا أَمَرْنَاهُ فَأَوْصَى بِنَا، قَالَ عَلِيٌّ: "وَاللَّهِ لَئِنْ سَأَلْنَاهَا رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَيَمْنَعُنَا لَا يُعْطِينَاهَا النَّاسُ أَبَدًا، وَإِنِّي لَا أَسْأَلُهَا رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَبَدًا".

ترجمہ:" عبداللہ بن کعب کا بیان ہے کہ مجھے حضرت عبداللہ بن عبّاس رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے بتایا کہ حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ، نبی کریم صلی اللہ علیہ والہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئے۔ عبداللہ بن کعب بن مالک کا بیان ہے کہ مجھے حضرت عبداللہ بن عبّاس رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے بتایا کہ حضرت علی بن ابو طالب رضی اللہ تعالیٰ عنہ اس مرض کے اندر نبی کریم صلی اللہ علیہ والہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئے جس کے اندر آپؐ کا وصال ہوا۔ لوگوں نے کہا کہ اے ابوالحسن، رسول اللہ صلی اللہ علیہ والہ وسلم کے مزاج کیسے ہیں؟ فرمایا اللہ کا شکر ہے کہ بہتر حالت میں ہیں۔ اس پر حضرت عبّاس رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اُن کا ہاتھ پکڑا اور فرمایا: کیا تم دیکھتے نہیں کہ تین دن کے بعد خدا کی قسم تم لاٹھی سے ہانکے جاؤ گے۔ خدا کی قسم، بے شک میں نے دیکھ لیا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ والہ وسلم عنقریب اِس بیماری میں وفات پا جائیں گے کیونکہ میں نے بنی عبدالمطلب کے چہرے موت کے وقت دیکھے ہیں۔ پس ہمیں چاہیے کہ جا کر رسول اللہ صلی اللہ علیہ والہ وسلم سے اس امر کا سوال کریں کہ خلافت کن کے پاس رہے گی۔ اگر وہ ہم میں ہو گی تو ہمیں علم ہو جائے گا اور اگر ہمارے سوا

دوسرے لوگوں میں رہے گی تو ہم عرض کریں گے کہ ہمارے لیے وصیّت فرمادی جائے۔ حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے کہا کہ خدا کی قسم، اگر ہم نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ والہ وسلم سے یہ بات پوچھی اور آپؐ نے اِنکار فرمادیا تو لوگ کبھی ہمیں خلافت نہیں دیں گے۔ لہٰذا میں تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ والہ وسلم سے یہ کبھی نہیں پوچھوں گا۔"

(صحیح بخاری جلد سوم کتاب الاستذان حدیث نمبر 1195 صفحہ نمبر 472، انٹرنیشنل نمبر 6266)

اِس حدیث میں آپ نے ملاحظہ فرمایا کہ ایک طرف حضور صلی اللہ علیہ والہ وسلم موت وحیات کی کشمکش میں ہیں جبکہ دوسری طرف حضرت عبداللہ بن عبّاس رضی اللہ تعالیٰ عنہ اور حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو خلافت کی پڑی ہوئی ہے۔ دوسری بات یہ کہ دونوں حضرات خلافت کو غیر اخلاقی طریقے سے بھی حاصل کرنے پر راضی نظر آتے ہیں، حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے حضور صلی اللہ علیہ والہ وسلم سے خلافت کا سوال نہیں کیا تو صرف اس خوف سے کہ کہیں آپؐ اِنکار نہ کردیں۔ اِس طرح کی سوچ کو حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ اور حضرت ابنِ عبّاس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے منسوب کرنا دِین کی کون سی خدمت ہے...؟

....

صحیح بخاری کے مطابق

اللہ انسان سے گناہ کرواتا ہے

قرآن کے مطابق

اِنسان اپنے گناہ کا خود ذِمہ دار ہے

اللہ تعالیٰ نے قرآنِ کریم میں اِرشاد فرمایا :

قرآن:

اِنَّ الصَّلٰوةَ كَانَتۡ عَلَى الۡمُؤۡمِنِيۡنَ كِتٰبًا مَّوۡقُوۡتًا (103/4)

ترجمہ: ''بے شک نماز مومنوں پر مقررہ اوقات میں فرض ہے''۔

(سورۃ النساء 4 آیت 103)

حضور صلی اللہ علیہ والہ وسلم نے خود بھی نمازوں کو مقررہ اوقات میں ادا کیا اور صحابہ کرام رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین کو بھی اِس کا حکم دیا۔ صحابہ کرام رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین کے بارے میں قرآن میں ہے کہ وہ حضور صلی اللہ علیہ والہ وسلم کے احکامات کی اتباع کرتے تھے۔ {64/8} لیکن درج ذیل حدیث میں یہ ثابت کرنے کی کوشش کی گئی ہے کہ حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ، وقتِ مقررہ پر مسجد میں آکر نماز ادا نہیں کرتے تھے۔ اِس طرح وہ حضور صلی اللہ علیہ والہ وسلم کے حکم یعنی نماز کو وقتِ مقررہ پر مسجد میں آکر ادا کیا جائے، کی (نعوذ باللہ) عدولی کرتے تھے :

حدیث:

حَدَّثَنَا أَبُو الْيَمَانِ, قَالَ: أَخْبَرَنَا شُعَيْبٌ, عَنِ الزُّهْرِيِّ, قَالَ: أَخْبَرَنِي عَلِيُّ بْنُ حُسَيْنٍ أَنَّ حُسَيْنَ بْنَ عَلِيٍّ أَخْبَرَهُ, أَنَّ عَلِيَّ بْنَ أَبِي طَالِبٍ أَخْبَرَهُ, "أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ طَرَقَهُ وَفَاطِمَةَ بِنْتَ النَّبِيِّ عَلَيْهِ السَّلَام لَيْلَةً فَقَالَ: أَلَا تُصَلِّيَانِ؟, فَقُلْتُ: يَا رَسُولَ اللَّهِ أَنْفُسُنَا بِيَدِ اللَّهِ فَإِذَا شَاءَ أَنْ يَبْعَثَنَا بَعَثَنَا, فَانْصَرَفَ حِينَ قُلْنَا ذَلِكَ وَلَمْ يَرْجِعْ إِلَيَّ شَيْئًا, ثُمَّ سَمِعْتُهُ وَهُوَ مُوَلٍّ يَضْرِبُ فَخِذَهُ, وَهُوَ يَقُولُ: وَكَانَ الْإِنْسَانُ أَكْثَرَ شَيْءٍ جَدَلًا".

ترجمہ: ''حسین بن علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اُنہیں بتایا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ والہ وسلم ایک رات اُن کے اور فاطمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے پاس تشریف لائے اور فرمایا کہ کیا تم دونوں نماز نہیں پڑھتے؟ میں عرض گزار ہوا کہ یارسول اللہ صلی اللہ علیہ والہ وسلم ہماری جانیں اللہ تعالیٰ کے قبضے میں ہیں، جب وہ ہمیں اُٹھانا چاہے تو اُٹھ جاتے ہیں۔ جب ہم نے یہ کہا تو آپ صلی اللہ علیہ والہ وسلم لوٹ گئے اور ہماری طرف بالکل متوجہ نہ ہوئے۔ پھر میں نے سُنا کر آپ صلی اللہ علیہ والہ وسلم ران پر ہاتھ مار کر فرما رہے تھے، اور اِنسان سب سے بڑھ کر جھگڑالو ہے۔''

{صحیح بخاری جلد اول ابواب التقصیر الصلوٰۃ حدیث 1055 صفحہ 477، انٹرنیشنل نمبر 1127}

آپ نے غور فرمایا کہ حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے یہ عقیدہ منسوب کیا جارہا ہے کہ جو کچھ کرواتا ہے، اللہ ہی کرواتا ہے۔ اِنسان اپنی مرضی سے کچھ بھی نہیں کر سکتا جبکہ یہ بات قرآن کے بالکل خلاف ہے۔ اللہ تعالیٰ نے قرآن میں فرمایا کہ یہ مشرکین کا عقیدہ ہے:

قرآن:

سَيَقُولُ الَّذِينَ أَشْرَكُوا لَوْ شَاءَ اللَّهُ مَا أَشْرَكْنَا وَلَا آبَاؤُنَا وَلَا حَرَّمْنَا مِنْ شَيْءٍ ط كَذَٰلِكَ كَذَّبَ الَّذِينَ مِنْ قَبْلِهِمْ حَتَّىٰ ذَاقُوا بَأْسَنَا ط قُلْ هَلْ عِنْدَكُمْ مِنْ عِلْمٍ فَتُخْرِجُوهُ لَنَا ط إِنْ تَتَّبِعُونَ إِلَّا الظَّنَّ وَإِنْ أَنْتُمْ إِلَّا تَخْرُصُونَ

(148/6)

ترجمہ: ’’مشرکین یوں کہیں گے کہ اگراللہ تعالیٰ کو منظور ہوتا تو نہ ہم شرک کرتے اور نہ ہمارے باپ دادااور نہ ہم کسی چیز کو حرام کہہ سکتے‘‘۔

{سورۃالانعام6آیت148}

قرآن:

وَقَالَ الَّذِيْنَ اَشْرَكُوْا لَوْ شَآءَ اللّٰهُ مَا عَبَدْنَا مِنْ دُوْنِهٖ مِنْ شَيْءٍ نَّحْنُ وَلَآ اٰبَآؤُنَا وَلَا حَرَّمْنَا مِنْ دُوْنِهٖ مِنْ شَيْءٍ ط كَذٰلِكَ فَعَلَ الَّذِيْنَ مِنْ قَبْلِهِمْ ج فَهَلْ عَلَى الرُّسُلِ اِلَّا الْبَلٰغُ الْمُبِيْنُ {35/16}

ترجمہ: ’’مشرک لوگوں نے کہا کہ اگراللہ تعالیٰ چاہتا تو ہم اور ہمارے باپ دادا اُس کے سوا کسی اور کی عبادت ہی نہ کرتے نہ اُس کے فرمان کے بغیر کسی چیز کو حرام کرتے‘‘۔

{سورۃالنحل16آیت35}

قرآن:

وَقَالُوْا لَوْ شَآءَ الرَّحْمٰنُ مَا عَبَدْنٰهُمْ ط مَا لَهُمْ بِذٰلِكَ مِنْ عِلْمٍ ق اِنْ هُمْ اِلَّا يَخْرُصُوْنَ (20/43)

ترجمہ: ’’اور کہتے ہیں اگراللہ چاہتا تو ہم اُن کی عبادت نہ کرتے، اُنہیں اِس کی کچھ خبر نہیں، یہ تو صرف اٹکل پچو (جھوٹ باتیں) کہتے ہیں‘‘۔

{سورۃالذخرف43آیت20}

سورۃ یٰسین میں آتا ہے :

قرآن:

وَاِذَا قِیۡلَ لَهُمۡ اَنۡفِقُوۡا مِمَّا رَزَقَكُمُ اللّٰهُ ۙ قَالَ الَّذِیۡنَ كَفَرُوۡا لِلَّذِیۡنَ اٰمَنُوۡۤا اَنُطۡعِمُ مَنۡ لَّوۡ یَشَآءُ اللّٰهُ اَطۡعَمَهٗۤ ٭ۖ اِنۡ اَنۡتُمۡ اِلَّا فِیۡ ضَلٰلٍ مُّبِیۡنٍ (47/36)

ترجمہ: ''اوراِن سے جب کہا جاتا ہے کہ اللہ کے دیئے ہوئے میں سے کچھ خرچ کرو تو یہ کفّار ایمان والوں کو جواب دیتے ہیں کہ ہم اُنہیں کیوں کھلائیں جنہیں اللہ تعالیٰ چاہتا تو خود کھلا پلا دیتا''۔

آپ نے دیکھا کہ اللہ تعالیٰ نے قرآنِ کریم میں مشرکین کا جو عقیدہ بیان کیا ہے وہی عقیدہ مذکورہ بالا حدیث میں حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ جیسی مقدس ہستی کے ساتھ منسوب کیا جارہا ہے۔ کیا اِس قسم کی حدیثوں کا اِنکار کرنے سے بندہ منکرِ حدیث بن جاتا ہے جن میں صحابہ کرام رِضوان اللہ تعالیٰ کی شان میں گستاخی کی گئی ہو۔۔۔؟

☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆

باب نمبر۔68

صحیح بخاری کے مطابق

عمل سے جنّت نہیں ملے گی

قرآن کے مطابق

عمل سے جنّت ملے گی

اللہ تعالیٰ نے قرآنِ مجید میں اس بات کو متعدد مقامات پر دہرایا ہے کہ انسان، جنت میں صرف اپنے اچھے اعمال کی بنیاد پر جائے گا۔چند قرآنی حوالہ جات ملاحظہ ہوں :

قرآن:

سورۃالانعام سورہ نمبر6آیت نمبر127

سورۃالنحل سورہ نمبر16آیت نمبر32

سورۃالزخرف سورہ نمبر43آیت نمبر72

سورۃالاحقاف سورہ نمبر46آیت نمبر14

سورۃالاحقاف سورہ نمبر46آیت نمبر16

سورۃالطور سورہ نمبر52آیت نمبر19

سورۃ الواقعہ سورہ نمبر 56 آیت نمبر 24

سورۃ الحاقہ سورہ نمبر 69 آیت نمبر 24

سورۃ الدھر سورہ نمبر 76 آیت نمبر 22

سورۃ المرسلٰت سورہ نمبر 77 آیت نمبر 43

سورۃ الغاشیہ سورہ نمبر 88 آیت نمبر 8 تا 9

سورۃ لقمٰن سورہ نمبر 31 آیت نمبر 8

سورۃ الکہف سورہ نمبر 18 آیت نمبر 30 تا 31

سورۃ مریم سورہ نمبر 19 آیت نمبر 60 تا 61

سورۃ البینہ سورہ نمبر 98 آیت نمبر 8

سورۃ الرعد سورہ نمبر 13 آیت نمبر 23

سورۃ یونس سورہ نمبر 10 آیت نمبر 9

سورۃ الکہف سورہ نمبر 18 آیت نمبر 107

سورۃ الحج سورہ نمبر 22 آیت نمبر 56

سورۃ الصٰفٰت سورہ نمبر 37 آیت 40 تا 42

سورۃ البقرہ سورہ نمبر 2 آیت نمبر 25

سورۃ البقرہ سورہ نمبر 2 آیت نمبر 82

سورۃ النساء سورہ نمبر 4 آیت نمبر 57

سورۃ النساء سورہ نمبر 4 آیت نمبر 122

سورۃ الاعراف سورہ نمبر 7 آیت نمبر 42

سورۃ ابراہیم سورہ نمبر 14 آیت نمبر 23

سورۃ مریم سورہ نمبر 19 آیت نمبر 60

سورۃ الحج سورہ نمبر 22 آیت نمبر 14

سورۃ الحج سورہ نمبر 22 آیت نمبر 23 تا 24

سورۃ العنکبوت سورہ نمبر 29 آیت نمبر 58

سورۃ یٰس سورہ نمبر 36 آیت نمبر 26

سورۃ المومن سورہ نمبر 40 آیت نمبر 40

سورۃ الشوریٰ سورہ نمبر 42 آیت نمبر 22

سورۃ الزخرف سورہ نمبر 43 آیت نمبر 69

سورۃ المعارج سورہ نمبر 70 آیت 22 تا 35

سورۃ الدھر سورہ نمبر 76 آیت نمبر 7 تا 12

سورۃ المومنون سورہ نمبر 23 آیت 1 تا 11

سورۃ الفرقان سورہ نمبر 25 آیت 70 تا 76

لیکن صحیح بخاری کی درج ذیل احادیث میں حضور صلی اللہ علیہ والہ وسلم سے یہ الفاظ منسوب کیے جارہے ہیں کہ انسان اچھے اعمال کی وجہ سے جنت میں نہیں جائے گا بلکہ یہ خدا کی مرضی پر منحصر ہے، جس پر وہ اپنا فضل اور رحمت کرے گا صرف وہی جنت کا حقدار ہو گا۔ لیجیے مذکورہ حدیث آپ بھی پڑھیے :

حدیث:

حَدَّثَنَا أَبُو الْيَمَانِ، أَخْبَرَنَا شُعَيْبٌ، عَنِ الزُّهْرِيِّ، قَالَ: أَخْبَرَنِي أَبُو عُبَيْدٍ مَوْلَى عَبْدِ الرَّحْمَنِ بْنِ عَوْفٍ، أَنَّ أَبَا هُرَيْرَةَ، قَالَ: سَمِعْتُ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ: "لَنْ يُدْخِلَ أَحَدًا عَمَلُهُ الْجَنَّةَ، قَالُوا: وَلَا أَنْتَ يَا رَسُولَ اللَّهِ؟، قَالَ: لَا وَلَا أَنَا، إِلَّا أَنْ يَتَغَمَّدَنِي اللَّهُ بِفَضْلٍ وَرَحْمَةٍ، فَسَدِّدُوا وَقَارِبُوا، وَلَا يَتَمَنَّيَنَّ أَحَدُكُمُ الْمَوْتَ، إِمَّا مُحْسِنًا، فَلَعَلَّهُ أَنْ يَزْدَادَ خَيْرًا، وَإِمَّا مُسِيئًا فَلَعَلَّهُ أَنْ يَسْتَعْتِبَ".

ترجمہ: ”حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا بیان ہے کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ والہ وسلم کو فرماتے ہوئے سنا کہ کسی شخص کا عمل اس کو جنت میں داخل نہیں کر سکے گا، لوگ عرض گذار ہوئے یارسول اللہ صلی اللہ علیہ والہ وسلم! کیا آپکا بھی، فرمایا کہ نہیں، مگر یہ کہ اللہ تعالیٰ اپنی آغوشِ فضل و رحمت میں ڈھانپ لے۔“

(صحیح بخاری جلد سوم کتاب المرضیٰ حدیث نمبر 633 صفحہ نمبر 271، انٹرنیشنل نمبر 5673)

حدیث:

حَدَّثَنَا آدَمُ، حَدَّثَنَا ابْنُ أَبِي ذِئْبٍ، عَنْ سَعِيدٍ الْمَقْبُرِيِّ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ، قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: "لَنْ يُنَجِّيَ أَحَدًا مِنْكُمْ عَمَلُهُ"، قَالُوا: وَلَا أَنْتَ يَا رَسُولَ اللَّهِ؟ قَالَ: "وَلَا أَنَا، إِلَّا أَنْ يَتَغَمَّدَنِي اللَّهُ بِرَحْمَةٍ سَدِّدُوا، وَقَارِبُوا وَاغْدُوا، وَرُوحُوا وَشَيْءٌ مِنَ الدُّلْجَةِ وَالْقَصْدَ الْقَصْدَ تَبْلُغُوا".

ترجمہ: ”ہم سے آدم بن ابی ایاس نے بیان کیا، کہا ہم سے ابن ابی ذئب نے بیان کیا، ان سے سعید مقبری نے اور ان سے ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ”تم سے کسی شخص کو اس کا عمل نجات نہیں دلا سکے گا۔“ صحابہ نے عرض کی اور

آپ کو بھی نہیں یا رسول اللہ ؟ فرمایا "اور مجھے بھی نہیں، سوا اس کے کہ اللہ تعالیٰ مجھے اپنی رحمت کے سایہ میں لے لے۔ پس تم کو چاہیئے کہ درستی کے ساتھ عمل کرو اور میانہ روی اختیار کرو۔ صبح اور شام، اسی طرح رات کو ذرا سا چل لیا کرو اور اعتدال کے ساتھ چلا کرو منزل مقصود کو پہنچ جاؤ گے۔"

(صحیح بخاری جلد سوم کتاب الرقاق حدیث نمبر 1383 صفحہ نمبر 540، انٹر نیشنل نمبر 6463)

حدیث:

حَدَّثَنَا عَبْدُ الْعَزِيزِ بْنُ عَبْدِ اللَّهِ، حَدَّثَنَا سُلَيْمَانُ، عَنْ مُوسَى بْنِ عُقْبَةَ، عَنْ أَبِي سَلَمَةَ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمَنِ، عَنْ عَائِشَةَ، أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: "سَدِّدُوا، وَقَارِبُوا وَاعْلَمُوا أَنْ لَنْ يُدْخِلَ أَحَدَكُمْ عَمَلُهُ الْجَنَّةَ، وَأَنَّ أَحَبَّ الْأَعْمَالِ إِلَى اللَّهِ أَدْوَمُهَا وَإِنْ قَلَّ".

ترجمہ: "ہم سے عبد العزیز بن عبد اللہ نے بیان کیا، کہا ہم سے سلیمان نے بیان کیا، ان سے موسیٰ بن عقبہ نے، ان سے ابو سلمہ بن عبد الرحمٰن نے اور ان سے عائشہ رضی اللہ عنہا نے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا "درمیانی چال اختیار کرو اور بلند پروازی نہ کرو اور عمل کرتے رہو، تم میں سے کسی کا عمل اسے جنت میں نہیں داخل کر سکے گا، میرے نزدیک سب سے پسندیدہ عمل وہ ہے جس پر ہمیشگی کی جائے خواہ کم ہی کیوں نہ ہو۔"

(صحیح بخاری جلد سوم کتاب الرقاق حدیث نمبر 1384 صفحہ نمبر 541 انٹر نیشنل نمبر 6464)

حدیث:

حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ عَبْدِ اللَّهِ، حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الزِّبْرِقَانِ، حَدَّثَنَا مُوسَى بْنُ عُقْبَةَ، عَنْ أَبِي سَلَمَةَ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمَنِ، عَنْ عَائِشَةَ، عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، قَالَ: "سَدِّدُوا، وَقَارِبُوا، وَأَبْشِرُوا، فَإِنَّهُ لَا يُدْخِلُ أَحَدًا الْجَنَّةَ عَمَلُهُ"، قَالُوا: وَلَا أَنْتَ يَا رَسُولَ اللَّهِ، قَالَ: "وَلَا أَنَا، إِلَّا أَنْ يَتَغَمَّدَنِي اللَّهُ بِمَغْفِرَةٍ وَرَحْمَةٍ"، قَالَ أَظُنُّهُ عَنْ أَبِي النَّضْرِ، عَنْ أَبِي

سَلَمَةَ، عَنْ عَائِشَةَ، وَقَالَ عَفَّانُ، حَدَّثَنَا وُهَيْبٌ، عَنْ مُوسَى بْنِ عُقْبَةَ، قَالَ: سَمِعْتُ أَبَا سَلَمَةَ، عَنْ عَائِشَةَ، عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: "سَدِّدُوا وَأَبْشِرُوا". قَالَ مُجَاهِدٌ: قَوْلًا سَدِيدًا وَسَدَادًا صِدْقًا.

ترجمہ: ’’ ہم سے علی بن عبداللہ نے بیان کیا، کہا ہم سے محمد بن زبرقان نے، کہا ہم سے موسیٰ بن عقبہ نے، ان سے ابو سلمہ بن عبدالرحمٰن نے، ان سے عائشہ رضی اللہ عنہا نے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ’’دیکھو جو نیک کام کرو ٹھیک طور سے کرو اور حد سے نہ بڑھ جاؤ بلکہ اس کے قریب رہو (میانہ روی اختیار کرو) اور خوش رہو اور یاد رکھو کہ کوئی بھی اپنے عمل کی وجہ سے جنت میں نہیں جائے گا۔ صحابہ نے عرض کیا: اور آپ بھی نہیں یا رسول اللہ! فرمایا اور میں بھی نہیں۔ سوا اس کے کہ اللہ اپنی مغفرت و رحمت کے سایہ میں مجھے ڈھانک لے۔ مدینی نے بیان کیا کہ میرا خیال ہے کہ موسیٰ بن عقبہ نے یہ حدیث ابو سلمہ سے ابوالنصر کے واسطے سے سنی ہے، ابو سلمہ نے عائشہ رضی اللہ عنہا سے۔ اور عفان بن مسلم نے بیان کیا کہ ہم سے وہیب نے بیان کیا، ان سے موسیٰ بن عقبہ نے بیان کیا، کہا کہ میں نے ابو سلمہ رضی اللہ عنہ سے سنا اور انہوں نے عائشہ رضی اللہ عنہا سے اور انہوں نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ’’درستی کے ساتھ عمل کرو اور خوش رہو۔‘‘ اور مجاہد نے بیان کیا کہ «سدادا سدیدا» ہر دو کے معنٰی صدق کے ہیں۔‘‘

(صحیح بخاری جلد سوم کتاب الرقاق حدیث نمبر 1387 صفحہ نمبر 541، انٹرنیشنل نمبر 6467)

اس خلافِ قرآن عقیدے کی تصدیق دیگر حدیثوں سے بھی ہوتی ہے مثلاً درج ذیل حدیث میں تعلیم دی جا رہی ہے کہ لاش جلانے سے مردے کی بخشش ہو جاتی ہے :

ہندووانہ تدفین سے بخشش :

حدیث:

حَدَّثَنَا عُثْمَانُ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ، حَدَّثَنَا جَرِيرٌ، عَنْ مَنْصُورٍ، عَنْ رِبْعِيٍّ، عَنْ حُذَيْفَةَ، عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، قَالَ: "كَانَ رَجُلٌ مِمَّنْ كَانَ قَبْلَكُمْ يُسِيءُ الظَّنَّ بِعَمَلِهِ، فَقَالَ لِأَهْلِهِ: إِذَا أَنَا مُتُّ فَخُذُونِي، فَذَرُّونِي فِي الْبَحْرِ فِي يَوْمٍ صَائِفٍ، فَفَعَلُوا بِهِ، فَجَمَعَهُ اللَّهُ، ثُمَّ قَالَ: مَا حَمَلَكَ عَلَى الَّذِي صَنَعْتَ، قَالَ: مَا حَمَلَنِي إِلَّا مَخَافَتُكَ فَغَفَرَ لَهُ".

ترجمہ: "حضرت حذیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ والہ وسلم نے فرمایا: کسی پہلی امّت کا کوئی آدمی تھا جس کا اپنے اعمال کے بارے میں بُرا گمان تھا، چنانچہ اس نے اپنے گھر والوں کو وصیّت کی کہ جب میں مر جاؤں تو میرے جسم کے ذرے ذرے بنا لینا۔ پس جس روز سخت ہوا چلے تو میری خاک کو سمندر میں اُڑا دینا، چنانچہ انہوں نے اس کے ساتھ یہی کیا۔ پس اللہ تعالیٰ نے اس کو اکٹھا کر کے فرمایا تو نے جو کیا اس پر کس چیز نے تجھے آمادہ کیا؟ عرض گذار ہوا کہ تیرے ڈر (خوف) نے مجھے ایسا کرنے پر آمادہ کیا، پس اسے بخش دیا گیا۔"

(صحیح بخاری جلد سوم کتاب الرقاق حدیث نمبر 1400 صفحہ نمبر 546، انٹرنیشنل نمبر 6480)

حدیث:

حَدَّثَنَا مُوسَى، حَدَّثَنَا مُعْتَمِرٌ، سَمِعْتُ أَبِي، حَدَّثَنَا قَتَادَةُ، عَنْ عُقْبَةَ بْنِ عَبْدِ الْغَافِرِ، عَنْ أَبِي سَعِيدٍ الْخُدْرِيِّ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ، عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: "ذَكَرَ رَجُلًا فِيمَنْ كَانَ سَلَفَ أَوْ قَبْلَكُمْ آتَاهُ اللَّهُ مَالًا وَوَلَدًا يَعْنِي أَعْطَاهُ، قَالَ: فَلَمَّا حُضِرَ، قَالَ لِبَنِيهِ: أَيَّ أَبٍ كُنْتُ لَكُمْ، قَالُوا: خَيْرَ أَبٍ، قَالَ: فَإِنَّهُ لَمْ يَبْتَئِرْ عِنْدَ اللَّهِ خَيْرًا، فَسَّرَهَا قَتَادَةُ: لَمْ يَدَّخِرْ وَإِنْ يَقْدَمْ عَلَى اللَّهِ يُعَذِّبْهُ، فَانْظُرُوا فَإِذَا مُتُّ، فَأَحْرِقُونِي حَتَّى إِذَا صِرْتُ فَحْمًا، فَاسْحَقُونِي أَوْ قَالَ: فَاسْهَكُونِي، ثُمَّ إِذَا كَانَ رِيحٌ عَاصِفٌ فَأَذْرُونِي فِيهَا، فَأَخَذَ مَوَاثِيقَهُمْ عَلَى ذَلِكَ وَرَبِّي، فَفَعَلُوا، فَقَالَ اللَّهُ: كُنْ، فَإِذَا رَجُلٌ قَائِمٌ، ثُمَّ قَالَ: أَيْ عَبْدِي، مَا حَمَلَكَ عَلَى مَا فَعَلْتَ، قَالَ: مَخَافَتُكَ أَوْ فَرَقٌ مِنْكَ فَمَا تَلَافَاهُ أَنْ رَحِمَهُ اللَّهُ".

فَحَدَّثْتُ أَبَا عُثْمَانَ، فَقَالَ: سَمِعْتُ سَلْمَانَ غَيْرَ أَنَّهُ زَادَ: فَأَذْرُونِي فِي الْبَحْرِ أَوْ كَمَا حَدَّثَ، وَقَالَ مُعَاذٌ، حَدَّثَنَا شُعْبَةُ، عَنْ قَتَادَةَ، سَمِعْتُ عُقْبَةَ، سَمِعْتُ أَبَا سَعِيدٍ الْخُدْرِيَّ، عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ.

ترجمہ: ہم سے موسیٰ بن اسماعیل نے بیان کیا، کہا ہم سے معتمر نے بیان کیا، کہا میں نے اپنے والد سے سنا، ان سے قتادہ نے بیان کیا، ان سے عقبہ بن عبدالغافر نے اور ان سے ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ نے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے پچھلی امتوں کے ایک شخص کا ذکر فرمایا کہ اللہ تعالیٰ نے اسے مال واولاد عطا فرمائی تھی۔ فرمایا کہ جب اس کی موت کا وقت آیا تو اس نے اپنے لڑکوں سے پوچھا، باپ کی حیثیت سے میں نے کیسا اپنے آپ کو ثابت کیا؟ لڑکوں نے کہا کہ بہترین باپ۔ پھر اس شخص نے کہا کہ اس نے اللہ کے پاس کوئی نیکی نہیں جمع کی ہے۔ قتادہ نے «لم یبتئر» کی تفسیر «لم یدخر» کہ نہیں جمع کی، سے کی ہے۔ اور اس نے یہ بھی کہا کہ اگر اسے اللہ کے حضور میں پیش کیا گیا تو اللہ تعالیٰ اسے عذاب دے گا (اس نے اپنے لڑکوں سے کہا کہ) دیکھو، جب میں مر جاؤں تو میری لاش کو جلا دینا اور جب میں کوئلہ ہو جاؤں تو مجھے پیس دینا اور کسی تیز ہوا کے دن مجھے اس میں اڑا دینا۔ اس نے اپنے لڑکوں سے اس پر وعدہ لیا چنانچہ لڑکوں نے اس کے ساتھ ایسا ہی کیا۔ پھر اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ ہو جا۔ چنانچہ وہ ایک مرد کی شکل میں کھڑا نظر آیا۔ پھر فرمایا، میرے بندے! یہ جو تو نے کرایا ہے اس پر تجھے کس چیز نے آمادہ کیا تھا؟ اس نے کہا کہ تیرے خوف نے۔ اللہ تعالیٰ نے اس کا بدلہ یہ دیا کہ اس پر رحم فرمایا۔ میں نے یہ حدیث عثمان سے بیان کی تو انہوں نے بیان کیا کہ میں نے سلمان سے سنا۔ البتہ انہوں نے یہ لفظ بیان کیے کہ ”مجھے دریا میں بہا دینا“ یا جیسا کہ انہوں نے بیان کیا اور معاذ نے بیان کیا کہ ہم سے شعبہ نے بیان کیا، ان سے قتادہ نے، انہوں نے عقبہ سے سنا، انہوں نے ابوسعید رضی اللہ عنہ سے سنا اور انہوں نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے۔

(صحیح بخاری جلد سوم کتاب الرقاق حدیث نمبر 1401 صفحہ نمبر 546، انٹرنیشنل نمبر 6481)

ایک حدیث میں ہے :

حدیث:

حَدَّثَنَا عَبْدَانُ، أَخْبَرَنَا عَبْدُ اللَّهِ، أَخْبَرَنَا يُونُسُ، عَنِ الزُّهْرِيِّ، قَالَ: حَدَّثَنِي أَبُو سَلَمَةَ، عَنْ أَبِي سَعِيدٍ الْخُدْرِيِّ، عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، قَالَ: "مَا اسْتُخْلِفَ خَلِيفَةٌ إِلَّا لَهُ بِطَانَتَانِ: بِطَانَةٌ تَأْمُرُهُ بِالْخَيْرِ وَتَحُضُّهُ عَلَيْهِ، وَبِطَانَةٌ تَأْمُرُهُ بِالشَّرِّ وَتَحُضُّهُ عَلَيْهِ، وَالْمَعْصُومُ مَنْ عَصَمَ اللَّهُ".

ترجمہ: ’’حضرت ابو سعید خدری رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ والہ وسلم نے فرمایا: کسی کو خلیفہ نہیں بنایا جاتا مگر اس کے دو باطن ہوتے ہیں۔ ایک اسے بھلائی کا حکم دیتا ہے اور اس کی جانب رغبت دلاتا ہے، دوسرا اسے برائی کا حکم دیتا ہے اور اس کی جانب رغبت کرتا ہے لیکن بچتا وہی ہے جس کو اللہ بچائے۔‘‘

(صحیح بخاری جلد سوم کتاب القدر حدیث نمبر 1521 صفحہ نمبر 591، انٹرنیشنل نمبر 6611)

☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆

صحیح بخاری کے مطابق

جنّت کیسے ملتی ہے......

قرآن کے مطابق

جنّت اعمالِ صالحہ سے ملتی ہے

قرآنِ کریم میں ہے کہ اِنسان جنّت کا حقدار اُسی صورت میں ہوتا ہے جب وہ اپنی زندگی قرآنی اصولوں کی پیروی میں گزارے۔ جنّت، دو رکعات نفل پڑھنے سے، جُمعہ پڑھنے سے یا تسبیح کے دانوں پر چند الفاظ دُہرا لینے سے نہیں ملتی بلکہ اس کے حصول کیلئے اعمالِ صالحہ بہت ضروری ہیں، اِسی لیے قرآن نے مختلف مقامات پر مختلف کاموں کا ذِکر کر کے بات واضح کر دی ہے کہ یہ وہ کام ہیں جو جنّت میں داخلے کا سبب بنیں گے۔ اللہ تعالیٰ، قرآن میں فرماتا ہے :

قرآن:

لَيۡسَ الۡبِرَّ اَنۡ تُوَلُّوۡا وُجُوۡهَكُمۡ قِبَلَ الۡمَشۡرِقِ وَالۡمَغۡرِبِ وَلٰكِنَّ الۡبِرَّ مَنۡ اٰمَنَ بِاللّٰهِ وَالۡيَوۡمِ الۡاٰخِرِ وَالۡمَلٰٓئِكَةِ وَالۡكِتٰبِ وَالنَّبِيّٖنَ ج وَاٰتَى الۡمَالَ عَلٰى حُبِّهٖ ذَوِى الۡقُرۡبٰى وَالۡيَتٰمٰى وَالۡمَسٰكِيۡنَ وَابۡنَ السَّبِيۡلِ لا وَالسَّآئِلِيۡنَ وَفِى الرِّقَابِ ج وَاَقَامَ الصَّلٰوةَ وَاٰتَى الزَّكٰوةَ ج وَالۡمُوۡفُوۡنَ بِعَهۡدِهِمۡ اِذَا عٰهَدُوۡا ج وَالصّٰبِرِيۡنَ فِى الۡبَاۡسَآءِ وَالضَّرَّآءِ وَحِيۡنَ الۡبَاۡسِ ط اُولٰٓئِكَ الَّذِيۡنَ صَدَقُوۡا ط وَاُولٰٓئِكَ هُمُ الۡمُتَّقُوۡنَ (177/2)

ترجمہ: ”نیکی یہ نہیں کہ تم اپنے منہ مشرق یا مغرب کی طرف کر لو بلکہ نیکی یہ ہے کہ تم اللہ، قیامت، فرشتوں، کتابوں اور نبیوں پر ایمان لاؤ اور (اِس کا عملی ثبوت دیتے ہوئے) اللہ کی محبت میں اپنا مال رشتہ داروں کو دو اور یتیموں، مسکینوں اور مسافروں کو اور سوال کرنے

والوں کو اور گردنوں کے آزاد کرانے میں اور جو نماز قائم کرے اور زکوٰۃ ادا کرے اور جب وعدہ کریں تو اُسے پورا کریں اور صبر کرنے والے سختی میں اور تکلیف میں اور جنگ کے وقت، یہی لوگ سچے ہیں اور یہی لوگ پرہیزگار ہیں۔

{سورۃ البقرۃ سورہ نمبر 2 آیت نمبر 177}

قرآن:

الَّذِيْنَ يُنْفِقُوْنَ فِي السَّرَّآءِ وَالضَّرَّآءِ وَالْكٰظِمِيْنَ الْغَيْظَ وَالْعَافِيْنَ عَنِ النَّاسِ ط وَاللهُ يُحِبُّ الْمُحْسِنِيْنَ (134/3)

ترجمہ: ''جو خرچ کرتے ہیں خوشی اور تکلیف میں اور غصّہ پی جاتے ہیں اور لوگوں کو معاف کر دیتے ہیں، اور اللہ دوست رکھتا ہے نیکی کرنے والوں کو۔'' (سورۃ آل عمران سورہ نمبر 3 آیت نمبر 134)

قرآن:

فَالَّذِيْنَ هَاجَرُوْا وَاُخْرِجُوْا مِنْ دِيَارِهِمْ وَاُوْذُوْا فِيْ سَبِيْلِيْ وَقٰتَلُوْا وَقُتِلُوْا لَاُكَفِّرَنَّ عَنْهُمْ سَيِّاٰتِهِمْ وَلَاُدْخِلَنَّهُمْ جَنّٰتٍ تَجْرِيْ مِنْ تَحْتِهَا الْاَنْهٰرُ ج ثَوَابًا مِّنْ عِنْدِ اللهِ ط وَاللهُ عِنْدَهٗ حُسْنُ الثَّوَابِ (195/3)

ترجمہ: '' سو جن لوگوں نے ہجرت کی اور اپنے شہروں سے نکالے گئے اور لڑے اور مارے گئے، میں اُن کی بُرائیاں اُن سے ضرور دُور کر دُوں گا، اور اُنہیں باغات میں داخل کروں گا، جن کے نیچے نہریں بہتی ہیں، یہ اللہ کی طرف سے بدلہ ہے اور اللہ کے پاس اچھا بدلہ ہے۔''

{سورۃ آل عمران سورہ نمبر 3 آیت نمبر 195}

''جنّت، ایمان اور اعمالِ صالحہ سے ملتی ہے۔''

(سورۃ الانعام سورہ نمبر 6 آیت نمبر 127۔ سورۃ الاعراف سورہ نمبر 7 آیت نمبر 42۔ سورۃ النحل سورہ نمبر 16 آیت نمبر 32۔ سورۃ العنکبوت سورہ نمبر 29 آیت نمبر 58۔ سورۃ السجدۃ سورہ نمبر 32 آیت نمبر 19)

''لوگوں کو چاہیے کہ یہ نعمت حاصل کرنے کیلئے عملِ صالح کریں۔''

{سورۃ الصّٰفّٰت سورہ نمبر 37 آیت نمبر 61}

طوالت کے خوف سے صرف حوالہ جات پیشِ خدمت ہیں :

قرآن:

سورۃ الزخرف سورہ نمبر 43 آیت نمبر 72

سورۃ الاحقاف سورہ نمبر 46 آیت نمبر 14

سورۃ الاحقاف سورہ نمبر 46 آیت نمبر 16

سورۃ الطور سورہ نمبر 52 آیت نمبر 19

سورۃ الواقعہ سورہ نمبر 56 آیت نمبر 24

سورۃ الحاقۃ سورہ نمبر 69 آیت نمبر 24

سورۃ الدھر سورہ نمبر 76 آیت نمبر 22

سورۃ المرسلٰت سورہ نمبر 77 آیت نمبر 43

سورۃ الغاشیۃ سورہ نمبر 88 آیت نمبر 8 تا 9

سورۃ لقمٰن سورہ نمبر 31 آیت نمبر 8

سورۃ الکہف سورہ نمبر 18 آیت نمبر 30 تا 31

سورۃ مریم سورہ نمبر 19 آیت نمبر 60 تا 61

سورۃ البینۃ سورہ نمبر 98 آیت نمبر 8

سورۃ الرعد سورہ نمبر 13 آیت نمبر 23

سورۃ یونس سورہ نمبر 10 آیت نمبر 9

سورۃ الکہف سورہ نمبر 18 آیت نمبر 107

سورۃ الحج سورہ نمبر 22 آیت نمبر 56

سورۃ الصّٰفّٰت سورہ نمبر 37 آیت 40 تا 42

سورۃ البقرۃ سورہ نمبر 2 آیت نمبر 25

سورۃ البقرۃ سورہ نمبر 2 آیت نمبر 82

سورۃ النساء سورہ نمبر 4 آیت نمبر 57

سورۃ النساء سورہ نمبر 4 آیت نمبر 122

سورۃ الاعراف سورہ نمبر 7 آیت نمبر 42

سورۃ ابراہیم سورہ نمبر 14 آیت نمبر 23

سورۃ مریم سورہ نمبر 19 آیت نمبر 60

سورۃ الحج سورہ نمبر 14 آیت نمبر 14

سورۃ الحج سورہ نمبر 22 آیت نمبر 23 تا 24

سورۃ العنکبوت سورہ نمبر 29 آیت نمبر 58

سورۃ یٰسٓ سورہ نمبر 36 آیت نمبر 26

سورۃ المومن سورہ نمبر 40 آیت نمبر 40

سورۃالشوریٰ سورہ نمبر42آیت نمبر 22

سورۃالزخرف سورہ نمبر43آیت نمبر 69

سورۃالمعارج سورہ نمبر70آیت 22تا35

سورۃالدھر سورہ نمبر76آیت نمبر7تا12

سورۃالمومنون سورہ نمبر23آیت 1تا11

سورۃالفرقان سورہ نمبر25آیت 70تا76

یہ توقرآنی تعلیم تھی کہ جنّت اعمالِ صالحہ سے ملتی ہے لیکن صحیح بخاری کے مطابق جنّت کیسے ملتی ہے،ملاحظہ کیجیے :

جس نے اللہ کومان لیاوہ جہنّم میں نہ جائے گا۔

حدیث:

حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ، قَالَ: حَدَّثَنَا مُعْتَمِرٌ، قَالَ: سَمِعْتُ أَبِي، قَالَ: سَمِعْتُ أَنَسًا، قَالَ: ذُكِرَ لِي أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، قَالَ لِمُعَاذٍ: "مَنْ لَقِيَ اللَّهَ لَا يُشْرِكُ بِهِ شَيْئًا دَخَلَ الْجَنَّةَ، قَالَ: أَلَا أُبَشِّرُ النَّاسَ، قَالَ: لَا إِنِّي أَخَافُ أَنْ يَتَّكِلُوا".

ترجمہ: ” ہم سے مسدد نے بیان کیا،ان سے معتمر نے بیان کیا،انہوں نے اپنے باپ سے سنا،انہوں نے انس رضی اللہ عنہ سے سنا،وہ کہتے ہیں کہ مجھ سے بیان کیا گیا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک روز معاذ رضی اللہ عنہ سے فرمایا کہ جو شخص اللہ سے اس کیفیت کے ساتھ ملاقات کرے کہ اس نے اللہ کے ساتھ کسی کو شریک نہ کیا ہو،وہ (یقیناً) جنت میں داخل ہو گا،معاذ بولے،یارسول اللہ! کیا میں اس بات کی لوگوں کو بشارت نہ سنا دوں؟آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا نہیں،مجھے خوف ہے کہ لوگ اس پر بھروسہ کر بیٹھیں گے۔“

{صحیح بخاری جلداوّل کتاب العلم حدیث نمبر129 صفحہ نمبر161،انٹرنیشنل نمبر129}

نماز میں آمین کہنے سے سابقہ گناہ معاف :

حدیث:

حَدَّثَنَا عَبْدُ اللَّهِ بْنُ يُوسُفَ, أَخْبَرَنَا مَالِكٌ, عَنْ سُمَيٍّ, عَنْ أَبِي صَالِحٍ, عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ, أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: "إِذَا قَالَ الْإِمَامُ غَيْرِ الْمَغْضُوبِ عَلَيْهِمْ وَلَا الضَّالِّينَ سورة الفاتحة آية 7، فَقُولُوا: آمِينَ، فَمَنْ وَافَقَ قَوْلُهُ قَوْلَ الْمَلَائِكَةِ غُفِرَ لَهُ مَا تَقَدَّمَ مِنْ ذَنْبِهِ".

ترجمہ: ”ہم سے عبداللہ بن یوسف نے بیان کیا، کہا ہم کو امام مالک نے خبر دی، انہیں سمی نے، انہیں ابو صالح نے اور ان سے ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ”جب امام «غير المغضوب عليهم ولا الضالين» کہے تو تم «آمين» کہو کیونکہ جس کا یہ کہنا ملائکہ کے کہنے کے ساتھ ہو جائے اس کی تمام پچھلی خطائیں معاف ہو جاتی ہیں۔“

{صحیح بخاری جلد دوم کتاب التفسیر حدیث نمبر 1592 صفحہ نمبر 734، انٹر نیشنل نمبر 4475}

نماز کے باہر آمین کہنے سے جنّت :

حدیث:

حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ عَبْدِ اللَّهِ، حَدَّثَنَا سُفْيَانُ، قَالَ الزُّهْرِيُّ: حَدَّثَنَاهُ، عَنْ سَعِيدِ بْنِ الْمُسَيِّبِ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ، عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، قَالَ: "إِذَا أَمَّنَ الْقَارِئُ فَأَمِّنُوا، فَإِنَّ الْمَلَائِكَةَ تُؤَمِّنُ فَمَنْ وَافَقَ تَأْمِينُهُ تَأْمِينَ الْمَلَائِكَةِ، غُفِرَ لَهُ مَا تَقَدَّمَ مِنْ ذَنْبِهِ".

ترجمہ: ”ہم سے علی بن عبداللہ نے بیان کیا، کہا ہم سے سفیان نے بیان کیا کہ زہری نے بیان کیا کہ ہم سے سعید بن مسیب نے بیان کیا اور ان سے ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ”جب پڑھنے والا آمین کہے تو تم بھی آمین کہو کیونکہ اس وقت ملائکہ بھی آمین کہتے ہیں اور جس کی آمین ملائکہ کی آمین کے ساتھ ہوتی ہے اس کے پچھلے گناہ معاف کر دیئے جاتے ہیں۔“

{صحیح بخاری جلد سوم کتاب الدعوات حدیث نمبر 1325 صفحہ نمبر 518، انٹر نیشنل نمبر 6402}

جس کے تین بچے فوت ہو جائیں جو سنِ بلوغ کو نہ پہنچے ہوں، وہ جنّت میں داخل ہوگا :

حدیث:

حَدَّثَنَا أَبُو مَعْمَرٍ، حَدَّثَنَا عَبْدُ الْوَارِثِ، حَدَّثَنَا عَبْدُ الْعَزِيزِ، عَنْ أَنَسٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ, قَالَ: قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: "مَا مِنَ النَّاسِ مِنْ مُسْلِمٍ يُتَوَفَّى لَهُ ثَلَاثٌ لَمْ يَبْلُغُوا الْحِنْثَ إِلَّا أَدْخَلَهُ اللَّهُ الْجَنَّةَ بِفَضْلِ رَحْمَتِهِ إِيَّاهُمْ".

ترجمہ: ”ہم سے ابو معمر نے بیان کیا، کہا کہ ہم سے عبدالوارث نے، ان سے عبدالعزیز نے اور ان سے انس رضی اللہ عنہ نے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ کسی مسلمان کے اگر تین بچے مر جائیں جو بلوغت کو نہ پہنچے ہوں تو اللہ تعالیٰ اس رحمت کے نتیجے میں جو ان بچوں سے وہ رکھتا ہے مسلمان (بچے کے باپ اور ماں) کو بھی جنت میں داخل کرے گا۔“

{صحیح بخاری جلد اوّل کتاب الجنائز حدیث نمبر 1170 صفحہ نمبر 516، انٹرنیشنل نمبر 1248}

حدیث:

حَدَّثَنَا مُسْلِمٌ، حَدَّثَنَا شُعْبَةُ، حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّحْمَنِ بْنُ الْأَصْبَهَانِيِّ، عَنْ ذَكْوَانَ، عَنْ أَبِي سَعِيدٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ، "أَنَّ النِّسَاءَ قُلْنَ لِلنَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: اجْعَلْ لَنَا يَوْمًا، فَوَعَظَهُنَّ, وَقَالَ: أَيُّمَا امْرَأَةٍ مَاتَ لَهَا ثَلَاثَةٌ مِنَ الْوَلَدِ كَانُوا حِجَابًا مِنَ النَّارِ, قَالَتِ امْرَأَةٌ: وَاثْنَانِ، قَالَ: وَاثْنَانِ".

ترجمہ: ”ہم سے مسلم بن ابراہیم نے بیان کیا، کہا کہ ہم سے شعبہ نے، ان سے عبدالرحمٰن بن عبداللہ اصبہانی نے، ان سے ذکوان نے اور ان سے ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ نے کہ عورتوں نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے درخواست کی کہ ہمیں بھی نصیحت کرنے کے لیے آپ ایک دن خاص فرما دیجئیے۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے (ان کی درخواست منظور فرماتے ہوئے ایک خاص دن میں) ان کو وعظ فرمایا اور بتلایا کہ جس عورت کے تین بچے مر جائیں تو وہ اس کے لیے جہنم سے پناہ بن جاتے ہیں۔ اس پر ایک عورت نے پوچھا: یا رسول اللہ! اگر کسی کے دو ہی بچے مریں؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ دو بچوں پر بھی۔“

{صحیح بخاری جلد اوّل کتاب الجنائز حدیث نمبر 1171 صفحہ نمبر 517، انٹرنیشنل نمبر 1249}

حدیث:

حَدَّثَنَا عَلِيٌّ، حَدَّثَنَا سُفْيَانُ، قَالَ: سَمِعْتُ الزُّهْرِيَّ، عَنْ سَعِيدِ بْنِ الْمُسَيِّبِ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ، عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: "لَا يَمُوتُ لِمُسْلِمٍ ثَلَاثَةٌ مِنَ الْوَلَدِ فَيَلِجَ النَّارَ إِلَّا تَحِلَّةَ الْقَسَمِ "، قَالَ أَبُو عَبْد اللَّهِ: وَإِنْ مِنْكُمْ إِلَّا وَارِدُهَا.

ترجمہ: ” ہم سے علی نے بیان کیا، ان سے سفیان نے، انہوں نے کہا کہ میں نے زہری سے سنا، انہوں نے سعید بن مسیب سے سنا اور انہوں نے ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ کسی کے اگر تین بچے مر جائیں تو وہ دوزخ میں نہیں جائے گا اور اگر جائے گا بھی تو صرف قسم پوری کرنے کے لیے۔ ابو عبداللہ امام بخاری رحمہ اللہ فرماتے ہیں۔ (قرآن کی آیت یہ ہے) تم میں سے ہر ایک کو دوزخ کے اوپر سے گزرنا ہو گا۔“

{ صحیح بخاری جلد اوّل کتاب الجنائز حدیث نمبر 1172 صفحہ نمبر 517، انٹرنیشنل نمبر 1251 }

حدیث:

حَدَّثَنَا إِسْمَاعِيلُ، قَالَ: حَدَّثَنِي مَالِكٌ، عَنْ ابْنِ شِهَابٍ، عَنْ ابْنِ الْمُسَيَّبِ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ، أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، قَالَ: "لَا يَمُوتُ لِأَحَدٍ مِنَ الْمُسْلِمِينَ ثَلَاثَةٌ مِنَ الْوَلَدِ، تَمَسُّهُ النَّارُ، إِلَّا تَحِلَّةَ الْقَسَمِ".

ترجمہ: ” ہم سے اسماعیل بن ابی اویس نے بیان کیا، انہوں نے کہا مجھ سے امام مالک نے، انہوں نے ابن شہاب سے روایت کیا، انہوں نے سعید بن مسیب سے روایت کیا، انہوں نے ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کیا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا" جس مسلمان کے تین بچے مر جائیں تو اس کو دوزخ کی آگ نہیں چھوئے گی مگر صرف قسم اتارنے کے لیے۔“

{ صحیح بخاری جلد سوم کتاب الایمان والنذور حدیث نمبر 1563 صفحہ نمبر 607، انٹرنیشنل نمبر 6656 }

جس نے اللہ کے ننانوے نام یاد کر لیے وہ جنّت میں جائے گا :

حدیث:

حَدَّثَنَا أَبُو الْيَمَانِ، أَخْبَرَنَا شُعَيْبٌ، حَدَّثَنَا أَبُو الزِّنَادِ، عَنِ الْأَعْرَجِ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ، أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، قَالَ: "إِنَّ لِلَّهِ تِسْعَةً وَتِسْعِينَ اسْمًا مِائَةً إِلَّا وَاحِدًا مَنْ أَحْصَاهَا دَخَلَ الْجَنَّةَ".

ترجمہ: '' ہم سے ابوالیمان نے بیان کیا' کہا کہ ہم کو شعیب نے خبر دی' ان سے ابوالزناد نے بیان کیا' ان سے اعرج نے اور ان سے ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا''اللہ تعالیٰ کے ننانوے نام ہیں یعنی ایک کم سو۔ جو شخص ان سب کو محفوظ رکھے گا وہ جنت میں داخل ہوگا۔''

{صحیح بخاری جلد دوم کتاب الشروط حدیث نمبر 9 صفحہ نمبر 38، انٹرنیشنل نمبر 2736}

قبر پر درخت کی ٹہنی رکھنے سے مردے کے عذاب میں تخفیف :

حدیث:

حَدَّثَنَا يَحْيَى، حَدَّثَنَا وَكِيعٌ، عَنِ الْأَعْمَشِ، قَالَ: سَمِعْتُ مُجَاهِدًا، يُحَدِّثُ عَنْ طَاوُسٍ، عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا، قَالَ: مَرَّ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَلَى قَبْرَيْنِ فَقَالَ: "إِنَّهُمَا لَيُعَذَّبَانِ وَمَا يُعَذَّبَانِ فِي كَبِيرٍ، أَمَّا هَذَا فَكَانَ لَا يَسْتَتِرُ مِنْ بَوْلِهِ، وَأَمَّا هَذَا فَكَانَ يَمْشِي بِالنَّمِيمَةِ" ثُمَّ دَعَا بِعَسِيبٍ رَطْبٍ فَشَقَّهُ بِاثْنَيْنِ، فَغَرَسَ عَلَى هَذَا وَاحِدًا وَعَلَى هَذَا وَاحِدًا، ثُمَّ قَالَ: "لَعَلَّهُ يُخَفَّفُ عَنْهُمَا مَا لَمْ يَيْبَسَا".

ترجمہ: '' ہم سے یحییٰ بن موسیٰ بلخی نے بیان کیا، کہا ہم سے وکیع نے بیان کیا، ان سے اعمش نے بیان کیا، انہوں نے مجاہد سے سنا، وہ طاؤس سے بیان کرتے تھے اور وہ ابن عباس رضی اللہ عنہما سے، انہوں نے بیان کیا کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم دو قبروں کے پاس سے گزرے اور فرمایا کہ ان دونوں مردوں کو عذاب ہو رہا ہے اور یہ کسی بڑے گناہ کی وجہ سے عذاب میں گرفتار نہیں ہیں بلکہ یہ (ایک قبر کا

مردہ) اپنے پیشاب کی چھینٹوں سے نہیں بچتا تھا (یا پیشاب کرتے وقت پردہ نہیں کرتا تھا) اور یہ (دوسری قبر والا مردہ) چغل خور تھا، پھر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک ہری شاخ منگائی اور اسے دو ٹکڑوں میں توڑ کر دونوں قبروں پر گاڑ دیا اس کے بعد فرمایا کہ جب تک یہ شاخیں سوکھ نہ جائیں اس وقت تک شاید ان دونوں کا عذاب ہلکا رہے۔"

{صحیح بخاری جلد سوم کتاب الادب حدیث نمبر 989 صفحہ نمبر 390، انٹر نیشنل نمبر 6052}

حدیث:

حَدَّثَنَا ابْنُ سَلَامٍ، أَخْبَرَنَا عُبَيْدَةُ بْنُ حُمَيْدٍ أَبُو عَبْدِ الرَّحْمَنِ، عَنْ مَنْصُورٍ، عَنْ مُجَاهِدٍ، عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ، قَالَ: خَرَجَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مِنْ بَعْضِ حِيطَانِ الْمَدِينَةِ، فَسَمِعَ صَوْتَ إِنْسَانَيْنِ يُعَذَّبَانِ فِي قُبُورِهِمَا، فَقَالَ: " يُعَذَّبَانِ وَمَا يُعَذَّبَانِ فِي كَبِيرٍ وَإِنَّهُ لَكَبِيرٌ، كَانَ أَحَدُهُمَا لَا يَسْتَتِرُ مِنَ الْبَوْلِ، وَكَانَ الْآخَرُ يَمْشِي بِالنَّمِيمَةِ، ثُمَّ دَعَا بِجَرِيدَةٍ فَكَسَرَهَا بِكِسْرَتَيْنِ أَوْ ثِنْتَيْنِ، فَجَعَلَ كِسْرَةً فِي قَبْرِ هَذَا وَكِسْرَةً فِي قَبْرِ هَذَا، فَقَالَ: "لَعَلَّهُ يُخَفَّفُ عَنْهُمَا مَا لَمْ يَيْبَسَا".

ترجمہ: " ہم سے محمد بن سلام نے بیان کیا، کہا ہم کو عبیدہ بن عبدالرحمٰن نے خبر دی، انہیں منصور بن معمر نے، انہیں مجاہد نے اور ان سے ابن عباس رضی اللہ عنہما نے بیان کیا کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم مدینہ منورہ کے کسی باغ سے تشریف لائے تو آپ نے دو (مردہ) انسانوں کی آواز سنی جنہیں ان کی قبروں میں عذاب دیا جا رہا تھا پھر نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ انہیں عذاب ہو رہا ہے اور کسی بڑے گناہ کی وجہ سے انہیں عذاب نہیں ہو رہا ہے۔ ان میں سے ایک شخص پیشاب کے چھینٹوں سے نہیں بچتا تھا اور دوسرا چغل خور تھا۔ پھر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے کھجور کی ایک ہری شاخ منگوائی اور اسے دو حصوں میں توڑا اور ایک ٹکڑا ایک کی قبر پر اور دوسرا دوسرے کی قبر پر گاڑ دیا۔ پھر فرمایا شاید کہ ان کے عذاب میں اس وقت تک کے لیے کمی کر دی جائے، جب تک یہ سوکھ نہ جائیں۔"

{صحیح بخاری جلد سوم کتاب الادب حدیث نمبر 992 صفحہ نمبر 392، انٹر نیشنل نمبر 6055}

جس نے دن میں سو مرتبہ سبحان اللہ وبحمدہ کہا اس کی تمام خطائیں معاف کر دی جاتی ہیں، اگرچہ وہ سمندر کے جھاگ کے برابر ہوں :

حدیث:

حَدَّثَنَا عَبْدُ اللَّهِ بْنُ مَسْلَمَةَ، عَنْ مَالِكٍ، عَنْ سُمَيٍّ، عَنْ أَبِي صَالِحٍ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ، أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، قَالَ: "مَنْ قَالَ: سُبْحَانَ اللَّهِ وَبِحَمْدِهِ فِي يَوْمٍ مِائَةَ مَرَّةٍ، حُطَّتْ خَطَايَاهُ، وَإِنْ كَانَتْ مِثْلَ زَبَدِ الْبَحْرِ".

ترجمہ: ”ہم سے عبداللہ بن مسلمہ نے بیان کیا، ان سے امام مالک نے بیان کیا، ان سے سمی نے بیان کیا، ان سے ابو صالح نے بیان کیا اور ان سے ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ”جس نے «سبحان الله وبحمده.» دن میں سو مرتبہ کہا، اس کے گناہ معاف کر دیئے جاتے ہیں، خواہ سمندر کی جھاگ کے برابر ہی کیوں نہ ہوں۔“

{صحیح بخاری جلد سوم کتاب الدعوات حدیث نمبر 1327 صفحہ نمبر 519، انٹر نیشنل نمبر 6405}

جس نے حج کر لیا اُس کے سارے گناہ معاف :

حدیث:

حَدَّثَنَا آدَمُ، حَدَّثَنَا شُعْبَةُ، حَدَّثَنَا سَيَّارٌ أَبُو الْحَكَمِ، قَالَ: سَمِعْتُ أَبَا حَازِمٍ، قَالَ: سَمِعْتُ أَبَا هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ، قَالَ: سَمِعْتُ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، يَقُولُ: "مَنْ حَجَّ لِلَّهِ فَلَمْ يَرْفُثْ وَلَمْ يَفْسُقْ رَجَعَ كَيَوْمِ وَلَدَتْهُ أُمُّهُ".

ترجمہ: ”ہم سے آدم بن ابی ایاس نے بیان کیا، کہا کہ ہم سے شعبہ نے بیان کیا، کہا کہ ہم سے سیار ابو الحکم نے بیان کیا، کہا کہ میں نے ابو حازم سے سنا، انہوں نے بیان کیا کہ میں نے ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے سنا اور انہوں نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا کہ آپ صلی اللہ

علیہ وسلم نے فرمایا جس شخص نے اللہ کے لیے اس شان کے ساتھ حج کیا کہ نہ کوئی فحش بات ہوئی اور نہ کوئی گناہ تو وہ اس دن کی طرح واپس ہو گا جیسے اس کی ماں نے اسے جنا تھا۔"

{ صحیح بخاری جلد اوّل کتاب المناسک حدیث نمبر 1424 صفحہ نمبر 608، انٹرنیشنل نمبر 1521}

زِنا اور چوری کرتے رہو، صرف شرک نہ کرو تو تم جنّتی ہو :

حدیث:

حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ، حَدَّثَنَا ابْنُ أَبِي عَدِيٍّ، عَنْ شُعْبَةَ، عَنْ حَبِيبِ بْنِ أَبِي ثَابِتٍ، عَنْ زَيْدِ بْنِ وَهْبٍ، عَنْ أَبِي ذَرٍّ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ، قَالَ: قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، قَالَ لِي جِبْرِيلُ: "مَنْ مَاتَ مِنْ أُمَّتِكَ لَا يُشْرِكُ بِاللَّهِ شَيْئًا دَخَلَ الْجَنَّةَ، أَوْ لَمْ يَدْخُلِ النَّارَ، قَالَ: وَإِنْ زَنَى وَإِنْ سَرَقَ، قَالَ: وَإِنْ".

ترجمہ: " ہم سے محمد بن بشار نے بیان کیا، کہا ہم سے ابن ابی عدی نے بیان کیا، ان سے شعبہ نے، ان سے حبیب بن ابی ثابت نے، ان سے زید بن وہب نے اور ان سے ابوذر رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا "جبرائیل علیہ السلام کہہ گئے ہیں کہ تمہاری امت کا جو آدمی اس حالت میں مرے گا کہ وہ اللہ تعالیٰ کے ساتھ کسی کو شریک نہ ٹھہراتا رہا ہو گا، تو وہ جنت میں داخل ہو گا یا (آپ نے یہ فرمایا کہ) جہنم میں داخل نہیں ہو گا۔ خواہ اس نے اپنی زندگی میں زنا کیا ہو، خواہ چوری کی ہو، اور خواہ زنا اور چوری کرتا ہو۔"

{ صحیح بخاری جلد دوم کتاب بدا الخلق حدیث نمبر 455 صفحہ نمبر 231، انٹرنیشنل نمبر 3222}

دو رکعات نماز پڑھنے سے سابقہ گناہ معاف :

حدیث:

حَدَّثَنَا سَعْدُ بْنُ حَفْصٍ، حَدَّثَنَا شَيْبَانُ، عَنْ يَحْيَى، عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ إِبْرَاهِيمَ الْقُرَشِيِّ، قَالَ: أَخْبَرَنِي مُعَاذُ بْنُ عَبْدِ الرَّحْمَنِ، أَنَّ حُمْرَانَ بْنَ أَبَانَ، أَخْبَرَهُ، قَالَ: أَتَيْتُ عُثْمَانَ بْنَ عَفَّانَ بِطَهُورٍ وَهُوَ جَالِسٌ عَلَى الْمَقَاعِدِ، فَتَوَضَّأَ فَأَحْسَنَ الْوُضُوءَ، ثُمَّ قَالَ: رَأَيْتُ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ تَوَضَّأَ وَهُوَ فِي هَذَا الْمَجْلِسِ فَأَحْسَنَ الْوُضُوءَ، ثُمَّ قَالَ: "مَنْ تَوَضَّأَ مِثْلَ هَذَا الْوُضُوءِ، ثُمَّ أَتَى الْمَسْجِدَ فَرَكَعَ رَكْعَتَيْنِ، ثُمَّ جَلَسَ غُفِرَ لَهُ مَا تَقَدَّمَ مِنْ ذَنْبِهِ، قَالَ: وَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: لَا تَغْتَرُّوا".

ترجمہ: ” ہم سے سعد بن حفص نے بیان کیا، انہوں نے کہا ہم سے شیبان بن عبدالرحمٰن نے بیان کیا، ان سے یحییٰ نے بیان کیا، ان سے محمد بن ابراہیم قرشی نے بیان کیا کہ مجھے معاذ بن عبدالرحمٰن نے خبر دی، انہیں حمران بن ابان نے خبر دی، انہوں نے کہا کہ میں عثمان رضی اللہ عنہ کے لیے وضو کا پانی لے کر آیا وہ چبوترے پر بیٹھے ہوئے تھے، پھر انہوں نے اچھی طرح وضو کیا۔ اس کے بعد کہا کہ میں نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو اسی جگہ وضو کرتے ہوئے دیکھا تھا۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے اچھی طرح وضو کیا، پھر فرمایا کہ جس نے اس طرح وضو کیا اور پھر مسجد میں آکر دو رکعت نماز پڑھی تو اس کے پچھلے گناہ معاف ہو جاتے ہیں۔ بیان کیا کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے اس پر یہ بھی فرمایا کہ اس پر مغرور نہ ہو جاؤ۔“

{صحیح بخاری جلد سوم کتاب الرقاق حدیث نمبر 1354 صفحہ نمبر 529، انٹرنیشنل نمبر 6433}

جس نے رمضان کے روزے رکھے، اس کے سابقہ گناہ معاف :

حدیث:

حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ سَلَامٍ، قَالَ: أَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ فُضَيْلٍ، قَالَ: حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ سَعِيدٍ، عَنْ أَبِي سَلَمَةَ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ، قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: "مَنْ صَامَ رَمَضَانَ إِيمَانًا وَاحْتِسَابًا غُفِرَ لَهُ مَا تَقَدَّمَ مِنْ ذَنْبِهِ".

ترجمہ: ”ہم نے ابن سلام نے بیان کیا، انہوں نے کہا کہ ہمیں محمد بن فضیل نے خبر دی، انہوں نے کہا کہ ہم سے یحییٰ بن سعید نے بیان کیا، انہوں نے ابو سلمہ سے روایت کی، وہ ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے نقل کرتے ہیں کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جس نے رمضان کے روزے ایمان اور خالص نیت کے ساتھ رکھے اس کے پچھلے گناہ بخش دیئے گئے۔“

{صحیح بخاری جلد اوّل کتاب الایمان حدیث نمبر 37 صفحہ نمبر 119، انٹر نیشنل نمبر 38}

رمضان میں قیام کرنے سے سابقہ گناہ بخش دیئے جاتے ہیں:

حدیث:

حَدَّثَنَا إِسْمَاعِيلُ، قَالَ: حَدَّثَنِي مَالِكٌ، عَنِ ابْنِ شِهَابٍ، عَنْ حُمَيْدِ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمَنِ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ، أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، قَالَ: "مَنْ قَامَ رَمَضَانَ إِيمَانًا وَاحْتِسَابًا غُفِرَ لَهُ مَا تَقَدَّمَ مِنْ ذَنْبِهِ".

ترجمہ: ”ہم سے اسماعیل نے بیان کیا، انہوں نے کہا کہ مجھ سے امام مالک رحمہ اللہ نے بیان کیا، انہوں نے ابن شہاب سے نقل کیا، انہوں نے حمید بن عبدالرحمٰن سے، انہوں نے ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جو کوئی رمضان میں (راتوں کو) ایمان رکھ کر اور ثواب کے لیے عبادت کرے اس کے اگلے گناہ بخش دیئے جاتے ہیں۔“

{صحیح بخاری جلد اوّل کتاب الایمان حدیث نمبر 36 صفحہ نمبر 119، انٹر نیشنل نمبر 37}

شبِ قدر میں قیام کرنے سے سابقہ گناہ معاف:

حدیث:

حَدَّثَنَا أَبُو الْيَمَانِ، قَالَ: أَخْبَرَنَا شُعَيْبٌ، قَالَ: حَدَّثَنَا أَبُو الزِّنَادِ، عَنِ الْأَعْرَجِ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ، قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: "مَنْ يَقُمْ لَيْلَةَ الْقَدْرِ إِيمَانًا وَاحْتِسَابًا غُفِرَ لَهُ مَا تَقَدَّمَ مِنْ ذَنْبِهِ".

ترجمہ : ” ہم سے ابوالیمان نے بیان کیا، انہیں شعیب نے خبر دی، کہا ان سے ابوالزناد نے اعرج کے واسطے سے بیان کیا، اعرج نے ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے نقل کیا، وہ کہتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا، جو شخص شب قدر ایمان کے ساتھ محض ثواب آخرت کے لیے ذکر و عبادت میں گزارے، اس کے گزشتہ گناہ بخش دیئے جاتے ہیں۔“

{ صحیح بخاری جلد اوّل کتاب الایمان حدیث نمبر 34 صفحہ نمبر 119، انٹر نیشنل نمبر 35}

جس نے جمعہ پڑھ لیا، دوسرے جمعے تک کے گناہ بخش دیئے جاتے ہیں :

حدیث:

حَدَّثَنَا عَبْدَانُ، قَالَ: أَخْبَرَنَا عَبْدُ اللَّهِ، قَالَ: أَخْبَرَنَا ابْنُ أَبِي ذِئْبٍ، عَنْ سَعِيدٍ الْمَقْبُرِيِّ، عَنْ أَبِيهِ، عَنْ ابْنِ وَدِيعَةَ، حَدَّثَنَا سَلْمَانُ الْفَارِسِيُّ، قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: "مَنِ اغْتَسَلَ يَوْمَ الْجُمُعَةِ وَتَطَهَّرَ بِمَا اسْتَطَاعَ مِنْ طُهْرٍ، ثُمَّ ادَّهَنَ أَوْ مَسَّ مِنْ طِيبٍ، ثُمَّ رَاحَ فَلَمْ يُفَرِّقْ بَيْنَ اثْنَيْنِ فَصَلَّى مَا كُتِبَ لَهُ، ثُمَّ إِذَا خَرَجَ الْإِمَامُ أَنْصَتَ غُفِرَ لَهُ مَا بَيْنَهُ وَبَيْنَ الْجُمُعَةِ الْأُخْرَى".

ترجمہ : ” ہم سے عبدان نے بیان کیا، انہوں نے کہا کہ ہمیں عبداللہ بن مبارک نے خبر دی انہوں نے کہا کہ ہمیں ابن ابی ذئب نے خبر دی، انہیں سعید مقبری نے، انہیں ان کے باپ ابوسعید نے، انہیں عبداللہ بن ودیعہ نے، انہیں سلمان فارسی رضی اللہ عنہ نے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جس نے جمعہ کے دن غسل کیا اور خوب پاکی حاصل کی اور تیل یا خوشبو استعمال کی، پھر جمعہ کے لیے چلا اور دو آدمیوں کے بیچ میں نہ گھسا اور جتنی اس کی قسمت میں تھی، نماز پڑھی، پھر جب امام باہر آیا اور خطبہ شروع کیا تو خاموش ہو گیا، اس کے اس جمعہ سے دوسرے جمعہ تک کے تمام گناہ بخش دیئے جائیں گے۔“

{ صحیح بخاری جلد اوّل کتاب الجمعہ حدیث نمبر 861 صفحہ نمبر 409، انٹر نیشنل نمبر 910}

جس نے گواہی دی کہ اللہ معبود ہے اور محمد رسول ہیں، وہ جہنّم سے آزاد :

حدیث:

حَدَّثَنَا إِسْحَاقُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ، قَالَ: حَدَّثَنَا مُعَاذُ بْنُ هِشَامٍ، قَالَ: حَدَّثَنِي أَبِي، عَنْ قَتَادَةَ، قَالَ: حَدَّثَنَا أَنَسُ بْنُ مَالِكٍ، أَنّ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، وَمُعَاذٌ رَدِيفُهُ عَلَى الرَّحْلِ، قَالَ: يَا مُعَاذَ بْنَ جَبَلٍ، قَالَ: لَبَّيْكَ يَا رَسُولَ اللَّهِ وَسَعْدَيْكَ، قَالَ: يَا مُعَاذُ، قَالَ: لَبَّيْكَ يَا رَسُولَ اللَّهِ وَسَعْدَيْكَ ثَلَاثًا، قَالَ: " مَا مِنْ أَحَدٍ يَشْهَدُ أَنْ لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ وَأَنَّ مُحَمَّدًا رَسُولُ اللَّهِ صِدْقًا مِنْ قَلْبِهِ، إِلَّا حَرَّمَهُ اللَّهُ عَلَى النَّارِ، قَالَ: يَا رَسُولَ اللَّهِ أَفَلَا أُخْبِرُ بِهِ النَّاسَ فَيَسْتَبْشِرُوا، قَالَ: إِذًا يَتَّكِلُوا "، وَأَخْبَرَ بِهَا مُعَاذٌ عِنْدَ مَوْتِهِ تَأَثُّمًا.

ترجمہ: ” ہم سے اسحاق بن ابراہیم نے بیان کیا، کہا ہم سے معاذ بن ہشام نے بیان کیا، اس نے کہا کہ میرے باپ نے قتادہ کے واسطے سے نقل کیا، وہ انس بن مالک سے روایت کرتے ہیں کہ (ایک مرتبہ) معاذ بن جبل رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پیچھے سواری پر سوار تھے، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا، اے معاذ! میں نے عرض کیا، حاضر ہوں یا رسول اللہ! آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے (دوبارہ) فرمایا، اے معاذ! میں نے عرض کیا، حاضر ہوں اے اللہ کے رسول! آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے (سہ بارہ) فرمایا، اے معاذ! میں نے عرض کیا، حاضر ہوں، اے اللہ کے رسول، تین بار ایسا ہوا۔ (اس کے بعد) آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جو شخص سچے دل سے اس بات کی گواہی دے کہ اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں ہے اور محمد صلی اللہ علیہ وسلم اللہ کے سچے رسول ہیں، اللہ تعالیٰ اس کو (دوزخ کی) آگ پر حرام کر دیتا ہے۔ میں نے کہا یا رسول اللہ! کیا اس بات سے لوگوں کو باخبر نہ کردوں تاکہ وہ خوش ہو جائیں؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا (اگر تم یہ خبر سناؤ گے) تو لوگ اس پر بھروسہ کر بیٹھیں گے (اور عمل چھوڑ دیں گے) معاذ رضی اللہ عنہ نے انتقال کے وقت یہ حدیث اس خیال سے بیان فرمادی کہ کہیں حدیث رسول چھپانے کے گناہ پر ان سے آخرت میں مواخذہ نہ ہو۔“

{ صحیح بخاری جلد اوّل کتاب العلم حدیث نمبر 128 صفحہ نمبر 160، انٹر نیشنل نمبر 128}

جس نے لاالہ الااللہ پڑھ لیا وہ جہنّم سے نکال لیا جائے گا :

حدیث:

حَدَّثَنَا مُسْلِمُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ، قَالَ: حَدَّثَنَا هِشَامٌ، قَالَ: حَدَّثَنَا قَتَادَةُ، عَنْ أَنَسٍ، عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، قَالَ: "يَخْرُجُ مِنَ النَّارِ مَنْ قَالَ لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ وَفِي قَلْبِهِ وَزْنُ شَعِيرَةٍ مِنْ خَيْرٍ، وَيَخْرُجُ مِنَ النَّارِ مَنْ قَالَ لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ وَفِي قَلْبِهِ وَزْنُ بُرَّةٍ مِنْ خَيْرٍ، وَيَخْرُجُ مِنَ النَّارِ مَنْ قَالَ لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ وَفِي قَلْبِهِ وَزْنُ ذَرَّةٍ مِنْ خَيْرٍ". قَالَ أَبُو عَبْدِ اللَّهِ: قَالَ أَبَانُ: حَدَّثَنَا قَتَادَةُ، حَدَّثَنَا أَنَسٌ، عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، مِنْ إِيمَانٍ مَكَانَ مِنْ خَيْرٍ.

ترجمہ: ”ہم سے مسلم بن ابراہیم نے بیان کیا، ان سے ہشام نے، ان سے قتادہ نے انس کے واسطے سے نقل کیا، وہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کرتے ہیں کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جس شخص نے «لا إله إلا الله» کہہ لیا اور اس کے دل میں جو برابر بھی (ایمان) ہے تو وہ (ایک نہ ایک دن) دوزخ سے ضرور نکلے گا اور دوزخ سے وہ شخص (بھی) ضرور نکلے گا جس نے کلمہ پڑھا اور اس کے دل میں گیہوں کے دانہ برابر خیر ہے اور دوزخ سے وہ (بھی) نکلے گا جس نے کلمہ پڑھا اور اس کے دل میں اک ذرہ برابر بھی خیر ہے۔ ابوعبداللہ (امام بخاری رحمہ اللہ) فرماتے ہیں کہ ابان نے بروایت قتادہ بواسطہ انس رضی اللہ عنہ رسول صلی اللہ علیہ وسلم سے «خیر» کی جگہ «ایمان» کا لفظ نقل کیا ہے۔“

{صحیح بخاری جلد اوّل کتاب الایمان حدیث نمبر 42 صفحہ نمبر 122، انٹرنیشنل نمبر 44}

اب فیصلہ آپ کے ہاتھ میں ہے کہ یہ احادیث حضور صلی اللہ علیہ والہ وسلم سے غلط منسوب کردی گئیں ہیں یا واقعی رسول اللہ صلی اللہ علیہ والہ وسلم نے یہ کچھ فرمایا تھا جو قرآن کے خلاف تھا۔ یقیناً آپ مجھ سے اِتفاق کریں گے کہ حضور صلی اللہ علیہ والہ وسلم نے قرآن کے خلاف کچھ نہیں فرمایا تھا۔

☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆

باب نمبر۔70

صحیح بخاری کے مطابق

اللہ، اِنسانوں کو اچھا یا بُرا بنا دیتا ہے

قرآن کے مطابق

اِنسان اپنے عمل سے اچھا یا بُرا بن جاتا ہے

اللہ تعالیٰ نے قرآنِ مجید میں ارشاد فرمایا :

قرآن:

وَقُلِ الۡحَقُّ مِنۡ رَّبِّكُمۡ قف فَمَنۡ شَآءَ فَلۡيُؤۡمِنۡ وَّمَنۡ شَآءَ فَلۡيَكۡفُرۡ لا (29/18)

ترجمہ: ”آپ کہہ دیں حق تمہارے ربّ کی طرف سے ہے، پس جو چاہے سو ایمان لائے اور جو چاہے اِس کا اِنکار کردے۔“

{سورۃ الکہف سوہ نمبر 18 آیت نمبر 29}

قرآن:

كُلُّ نَفۡسٍۭ بِمَا كَسَبَتۡ رَهِيۡنَةٌ (38/74)

ترجمہ: ”ہر شخص اپنے اعمال کے بدلے گروی ہے۔“

{سورۃ المدثر سورہ نمبر 74 آیت نمبر 38}

اِنسان اپنے اعمال سے اچھا یا بُرا بنتا ہے اور اپنے اعمال سے جنّتی یا دوزخی ہوتا ہے لیکن صحیح بخاری کی تعلیم ملاحظہ فرمایئے کہ اِنسان خواہ ساری زندگی اعمالِ صالحہ کرتارہے اگر اللہ نے اُسے دوزخی لکھا ہوا ہے تو ساری زندگی کے اعمالِ صالحہ اُسے جنّت میں نہیں لے جاسکتے :

حدیث:

حَدَّثَنَا عُثْمَانُ, قَالَ: حَدَّثَنِي جَرِيرٌ, عَنْ مَنْصُورٍ, عَنْ سَعْدِ بْنِ عُبَيْدَةَ, عَنْ أَبِي عَبْدِ الرَّحْمَنِ, عَنْ عَلِيٍّ رَضِىَ اللّٰهُ عَنْهُ, قَالَ: " كُنَّا فِي جَنَازَةٍ فِي بَقِيعِ الْغَرْقَدِ, فَأَتَانَا النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَعَدَ, وَقَعَدْنَا حَوْلَهُ وَمَعَهُ مِخْصَرَةٌ فَنَكَّسَ فَجَعَلَ يَنْكُتُ بِمِخْصَرَتِهِ, ثُمَّ قَالَ: مَا مِنْكُمْ مِنْ أَحَدٍ مَا مِنْ نَفْسٍ مَنْفُوسَةٍ إِلَّا كُتِبَ مَكَانُهَا مِنَ الْجَنَّةِ وَالنَّارِ, وَإِلَّا قَدْ كُتِبَ شَقِيَّةً أَوْ سَعِيدَةً, فَقَالَ رَجُلٌ: يَا رَسُولَ اللَّهِ أَفَلَا نَتَّكِلُ عَلَى كِتَابِنَا وَنَدَعُ الْعَمَلَ, فَمَنْ كَانَ مِنَّا مِنْ أَهْلِ السَّعَادَةِ فَسَيَصِيرُ إِلَى عَمَلِ أَهْلِ السَّعَادَةِ, وَأَمَّا مَنْ كَانَ مِنَّا مِنْ أَهْلِ الشَّقَاوَةِ فَسَيَصِيرُ إِلَى عَمَلِ أَهْلِ الشَّقَاوَةِ, قَالَ: أَمَّا أَهْلُ السَّعَادَةِ فَيُيَسَّرُونَ لِعَمَلِ السَّعَادَةِ, وَأَمَّا أَهْلُ الشَّقَاوَةِ فَيُيَسَّرُونَ لِعَمَلِ الشَّقَاوَةِ, ثُمَّ قَرَأَ: فَأَمَّا مَنْ أَعْطَى وَاتَّقَى سورة الليل آية 5 ".

ترجمہ: ” حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا کہ ہم بقیع غرقد میں ایک جنازے کے ساتھ تھے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ والہ وسلم ہمارے پاس تشریف لے آئے۔آپؐ بیٹھ گئے اور ہم بھی آپؐ کے گرد بیٹھ گئے۔آپؐ کے پاس ایک چھڑی تھی تو چھڑی کو زمین پر مارتے رہے پھر فرمایا تم میں سے کوئی ذِی رُوح ایسا نہیں کہ اُس کا ٹھکانہ جنّت یا جہنّم میں لکھ نہ دیا گیا ہو اور یہ بھی لکھ دیا گیا ہے کہ وہ شقی ہے یا سعید۔ایک شخص عرض گذار ہوا، یارسول اللہ صلی اللہ علیہ والہ وسلم! ہم اپنے لکھے ہوئے پر بھروسہ نہ کریں اور عمل نہ چھوڑدیں؟ پس جو ہم میں سے سعادت مند ہوگا وہ سعادت مندوں جیسے کام کرے گا اور جو ہم میں سے بدبخت ہوگا وہ بدبختوں جیسے کام کرے گا۔فرمایا کہ سعادت مندوں کیلئے سعادت کے کام آسان کردیئے جاتے ہیں اور بدبختوں کیلئے بدبختی والے عمل آسان کردیئے جاتے ہیں۔پھر آپؐ نے یہ آیت پڑھی ’(ترجمہ) جس نے دیا اور پرہیزگاری اِختیار کی۔“

{ صحیح بخاری جلد اوّل کتاب الجنائز حدیث نمبر 1272 صفحہ نمبر 553، انٹرنیشنل نمبر 1362}

حدیث:

حَدَّثَنَا أَبُو نُعَيْمٍ، حَدَّثَنَا سُفْيَانُ، عَنْ الْأَعْمَشِ، عَنْ سَعْدِ بْنِ عُبَيْدَةَ، عَنْ أَبِي عَبْدِ الرَّحْمَنِ السُّلَمِيِّ، عَنْ عَلِيٍّ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ، قَالَ: كُنَّا مَعَ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي بَقِيعِ الْغَرْقَدِ فِي جَنَازَةٍ، فَقَالَ: " مَا مِنْكُمْ مِنْ أَحَدٍ إِلَّا وَقَدْ كُتِبَ مَقْعَدُهُ مِنَ الْجَنَّةِ، وَمَقْعَدُهُ مِنَ النَّارِ "، فَقَالُوا: يَا رَسُولَ اللَّهِ، أَفَلَا نَتَّكِلُ؟ فَقَالَ: " اعْمَلُوا فَكُلٌّ مُيَسَّرٌ، ثُمَّ قَرَأَ فَأَمَّا مَنْ أَعْطَى وَاتَّقَى وَصَدَّقَ بِالْحُسْنَى إِلَى قَوْلِهِ لِلْعُسْرَى سورة الليل آية 5-10.

ترجمہ: ”ہم سے ابونعیم نے بیان کیا، کہا ہم سے سفیان بن عیینہ نے بیان کیا، ان سے اعمش نے، ان سے سعد بن عبیدہ نے، ان سے ابوعبدالرحمٰن سلمی نے اور ان سے علی رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ ہم نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ بقیع الغرقد (مدینہ منورہ کے قبرستان) میں ایک جنازہ میں تھے۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے اس موقع پر فرمایا کہ تم میں کوئی ایسا نہیں جس کا ٹھکانا جنت یا جہنم میں لکھا نہ جا چکا ہو۔ صحابہ نے عرض کیا: یا رسول اللہ! پھر کیوں نہ ہم اپنی تقدیر پر بھروسہ کر لیں۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ عمل کرتے رہو کہ ہر شخص کو اسی عمل کی توفیق ملتی رہتی ہے (جس کے لیے وہ پیدا کیا گیا ہے) پھر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے آیت «فأما من أعطى واتقى * وصدق بالحسنى» آخر تک پڑھی۔ یعنی ہم اس کے لیے نیک کام آسان کر دیں گے۔“

{صحیح بخاری جلد دوم کتاب التفسیر حدیث نمبر 2055 صفحہ نمبر 1006، انٹرنیشنل نمبر 4945}

{صحیح بخاری جلد دوم کتاب التفسیر حدیث نمبر 2056 صفحہ نمبر 1007، انٹرنیشنل نمبر B4945}

{صحیح بخاری جلد دوم کتاب التفسیر حدیث نمبر 2057 صفحہ نمبر 1007، انٹرنیشنل نمبر 4946}

{صحیح بخاری جلد دوم کتاب التفسیر حدیث نمبر 2058 صفحہ نمبر 1007، انٹرنیشنل نمبر 4947}

{صحیح بخاری جلد دوم کتاب التفسیر حدیث نمبر 2059 صفحہ نمبر 1008، انٹرنیشنل نمبر 4948}

{صحیح بخاری جلد دوم کتاب التفسیر حدیث نمبر 2060 صفحہ نمبر 1008، انٹرنیشنل نمبر 4949}

{صحیح بخاری جلد سوم کتاب القدر حدیث نمبر 1515 صفحہ نمبر 588، انٹرنیشنل نمبر 6605}

حدیث:

حَدَّثَنَا الْحَسَنُ بْنُ الرَّبِيعِ، حَدَّثَنَا أَبُو الْأَحْوَصِ، عَنِ الْأَعْمَشِ، عَنْ زَيْدِ بْنِ وَهْبٍ، قَالَ عَبْدُ اللَّهِ، حَدَّثَنَا رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَهُوَ الصَّادِقُ الْمَصْدُوقُ، قَالَ: "إِنَّ أَحَدَكُمْ يُجْمَعُ خَلْقُهُ فِي بَطْنِ أُمِّهِ أَرْبَعِينَ يَوْمًا، ثُمَّ يَكُونُ عَلَقَةً مِثْلَ ذَلِكَ، ثُمَّ يَكُونُ مُضْغَةً مِثْلَ ذَلِكَ، ثُمَّ يَبْعَثُ اللَّهُ مَلَكًا فَيُؤْمَرُ بِأَرْبَعِ كَلِمَاتٍ، وَيُقَالُ لَهُ: اكْتُبْ عَمَلَهُ وَرِزْقَهُ وَأَجَلَهُ وَشَقِيٌّ أَوْ سَعِيدٌ، ثُمَّ يُنْفَخُ فِيهِ الرُّوحُ فَإِنَّ الرَّجُلَ مِنْكُمْ لَيَعْمَلُ حَتَّى مَا يَكُونُ بَيْنَهُ وَبَيْنَ الْجَنَّةِ إِلَّا ذِرَاعٌ فَيَسْبِقُ عَلَيْهِ كِتَابُهُ فَيَعْمَلُ بِعَمَلِ أَهْلِ النَّارِ، وَيَعْمَلُ حَتَّى مَا يَكُونُ بَيْنَهُ وَبَيْنَ النَّارِ إِلَّا ذِرَاعٌ فَيَسْبِقُ عَلَيْهِ الْكِتَابُ فَيَعْمَلُ بِعَمَلِ أَهْلِ الْجَنَّةِ".

ترجمہ: ”حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ والہ وسلم نے فرمایا کہ جب بچہ اپنی والدہ کے بطن میں ہوتا ہے تو اللہ تعالیٰ ایک فرشتے کو بھیجتا ہے اور چار باتوں کا حکم دیتا ہے یعنی اس سے کہا جاتا ہے کہ اس کا عمل، رزق، موت اور شقی یا سعید، یہ چار باتیں لکھ دے۔“

{صحیح بخاری جلد دوم کتاب بدا الخلق حدیث نمبر 441 صفحہ نمبر 226، انٹر نیشنل نمبر 3208}

{صحیح بخاری جلد دوم کتاب الانبیاء حدیث نمبر 559 صفحہ نمبر 263، انٹر نیشنل نمبر 3332}

{صحیح بخاری جلد دوم کتاب الانبیاء حدیث نمبر 560 صفحہ نمبر 263، انٹر نیشنل نمبر 3333}

حدیث:

حَدَّثَنَا أَبُو الْوَلِيدِ هِشَامُ بْنُ عَبْدِ الْمَلِكِ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ أَنْبَأَنِي سُلَيْمَانُ الْأَعْمَشُ قَالَ: سَمِعْتُ زَيْدَ بْنَ وَهْبٍ عَنْ عَبْدِ اللَّهِ قَالَ: حَدَّثَنَا رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَهُوَ الصَّادِقُ الْمَصْدُوقُ قَالَ: «إِنَّ أَحَدَكُمْ يُجْمَعُ فِي بَطْنِ أُمِّهِ أَرْبَعِينَ يَوْمًا، ثُمَّ عَلَقَةً مِثْلَ ذَلِكَ، ثُمَّ يَكُونُ مُضْغَةً مِثْلَ ذَلِكَ، ثُمَّ يَبْعَثُ اللَّهُ مَلَكًا فَيُؤْمَرُ بِأَرْبَعٍ بِرِزْقِهِ، وَأَجَلِهِ، وَشَقِيٌّ، أَوْ سَعِيدٌ، فَوَاللَّهِ إِنَّ أَحَدَكُمْ - أَوِ الرَّجُلَ - يَعْمَلُ بِعَمَلِ أَهْلِ النَّارِ، حَتَّى مَا يَكُونُ بَيْنَهُ وَبَيْنَهَا غَيْرُ بَاعٍ

أَوْ ذِرَاعٍ، فَيَسْبِقُ عَلَيْهِ الْكِتَابُ، فَيَعْمَلُ بِعَمَلِ أَهْلِ الْجَنَّةِ، فَيَدْخُلُهَا، وَإِنَّ الرَّجُلَ لَيَعْمَلُ بِعَمَلِ أَهْلِ الْجَنَّةِ، حَتَّى مَا يَكُونُ بَيْنَهُ وَبَيْنَهَا غَيْرُ ذِرَاعٍ أَوْ ذِرَاعَيْنِ، فَيَسْبِقُ عَلَيْهِ الْكِتَابُ، فَيَعْمَلُ بِعَمَلِ أَهْلِ النَّارِ، فَيَدْخُلُهَا». قَالَ آدَمُ إِلَّا ذِرَاعٌ.

" حضور صلی اللہ علیہ والہ وسلم نے فرمایا کہ اِنسان کی پیدائش سے پہلے اُس کا رِزق، عمر، بد بخت یا نیک بخت ہونا لکھ دیا جاتا ہے۔ "

{ صحیح بخاری جلد سوم کتاب القدر حدیث نمبر 1505 صفحہ نمبر 585، انٹر نیشنل نمبر 6594 }

{ صحیح بخاری جلد سوم کتاب القدر حدیث نمبر 1506 صفحہ نمبر 585، انٹر نیشنل نمبر 6595 }

حدیث:

حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ، قَالَ: حَدَّثَنَا حَمَّادٌ، عَنْ عُبَيْدِ اللَّهِ بْنِ أَبِي بَكْرٍ، عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ، عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، قَالَ: "إِنَّ اللَّهَ عَزَّ وَجَلَّ وَكَّلَ بِالرَّحِمِ مَلَكًا يَقُولُ يَا رَبِّ نُطْفَةٌ، يَا رَبِّ عَلَقَةٌ، يَا رَبِّ مُضْغَة

ترجمہ: "حضرت انس بن مالک رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ والہ وسلم نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ نے رحم پر ایک فرشتہ مقرر کیا ہوا ہے جو کہتا ہے اے نطفہ کے ربّ! اے جمے ہوئے خون کے ربّ! اے لوتھڑے کے ربّ! جب اللہ تعالیٰ کو وہ پیدا کرنا منظور ہوتا ہے تو وہ فرما دیتا ہے کہ نر ہے یا مادہ، بد بخت ہے یا نیک بخت، رِزق کتنا ہے اور عمر کتنی ہے، پس وہ اُس کی ماں کے پیٹ میں لکھ دیتا ہے۔"

{ صحیح بخاری جلد اوّل کتاب الحیض حدیث نمبر 309 صفحہ نمبر 219، انٹر نیشنل نمبر 318 }

☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆

باب نمبر۔71

صحیح بخاری کے مطابق

متعہ جائز ہے

اِنسان کو وہی کچھ ملتاہے جس کی وہ کوشش کرتا ہے۔اس موضوع سے متعلق قرآنی آیات گزشتہ صفحات میں بیان کی جاچکی ہیں۔یہاں صرف صحیح بخاری کی ایک حدیث پیش کی جاتی ہے :

حدیث:

حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ بْنُ سَعِيدٍ، حَدَّثَنَا جَرِيرٌ، عَنْ إِسْمَاعِيلَ، عَنْ قَيْسٍ، قَالَ: قَالَ عَبْدُ اللَّهِ: " كُنَّا نَغْزُو مَعَ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَلَيْسَ لَنَا شَيْءٌ، فَقُلْنَا: أَلَا نَسْتَخْصِي؟ فَنَهَانَا عَنْ ذَلِكَ، ثُمَّ رَخَّصَ لَنَا أَنْ نَنْكِحَ الْمَرْأَةَ بِالثَّوْبِ، ثُمَّ قَرَأَ عَلَيْنَا: يَأَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا لا تُحَرِّمُوا طَيِّبَاتِ مَا أَحَلَّ اللَّهُ لَكُمْ وَلا تَعْتَدُوا إِنَّ اللَّهَ لا يُحِبُّ الْمُعْتَدِينَ سورة المائدة آية 87 وَقَالَ أَصْبَغُ: أَخْبَرَنِي ابْنُ وَهْبٍ، عَنْ يُونُسَ بْنِ يَزِيدَ، عَنْ ابْنِ شِهَابٍ، عَنْ أَبِي سَلَمَةَ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ، قَالَ: قُلْتُ: يَا رَسُولَ اللَّهِ، إِنِّي رَجُلٌ شَابٌّ، وَأَنَا أَخَافُ عَلَى نَفْسِي الْعَنَتَ، وَلَا أَجِدُ مَا أَتَزَوَّجُ بِهِ النِّسَاءَ، فَسَكَتَ عَنِّي، ثُمَّ قُلْتُ: مِثْلَ ذَلِكَ فَسَكَتَ عَنِّي، ثُمَّ قُلْتُ: مِثْلَ ذَلِكَ فَسَكَتَ عَنِّي، ثُمَّ قُلْتُ: مِثْلَ ذَلِكَ، فَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: " يَا أَبَا هُرَيْرَةَ جَفَّ الْقَلَمُ بِمَا أَنْتَ لَاقٍ فَاخْتَصِ عَلَى ذَلِكَ أَوْ ذَرْ ".".

ترجمہ: ” ہم سے قتیبہ بن سعید نے بیان کیا، کہا ہم سے جریر نے، ان سے اسمٰعیل بن ابی خالد بجلی نے، ان سے قیس بن ابی حازم نے بیان کیا اور ان سے عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ ہم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ جہاد کو جایا کرتے تھے اور ہمارے پاس روپیہ نہ تھا (کہ ہم شادی کر لیتے) اس لیے ہم نے عرض کیا ہم اپنے کو خصی کیوں نہ کرا لیں لیکن نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ہمیں اس سے منع فرمایا۔ پھر ہمیں اس کی اجازت دے دی کہ ہم کسی عورت سے ایک کپڑے پر (ایک مدت تک کے لیے) نکاح کر

لیں۔آپ نے ہمیں قرآن مجید کی یہ آیت پڑھ کر سنائی «يا أيها الذين آمنوا لا تحرموا طيبات ما أحل الله لكم ولا تعتدوا إن الله لا يحب المعتدين» کہ ”ایمان لانے والو! وہ پاکیزہ چیزیں مت حرام کرو جو تمہارے لیے اللہ تعالیٰ نے حلال کی ہیں اور حد سے آگے نہ بڑھو، بیشک اللہ حد سے آگے بڑھنے والوں کو پسند نہیں کرتا۔“ اور اصبغ نے کہا کہ مجھے ابن وہب نے خبر دی، انہیں یونس بن یزید نے، انہیں ابن شہاب نے، انہیں ابوسلمہ نے اور ان سے ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے عرض کیا کہ یا رسول اللہ! میں نوجوان ہوں اور مجھے اپنے پر زنا کا خوف رہتا ہے۔ میرے پاس کوئی ایسی چیز نہیں جس پر میں کسی عورت سے شادی کر لوں۔ آپ میری یہ بات سن کر خاموش رہے۔ دوبارہ میں نے اپنی یہی بات دہرائی لیکن آپ اس مرتبہ بھی خاموش رہے۔ سہ بارہ میں نے عرض کیا آپ پھر بھی خاموش رہے۔ میں نے چوتھی مرتبہ عرض کیا آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اے ابوہریرہ! جو کچھ تم کرو گے اسے (لوح محفوظ میں) لکھ کر قلم خشک ہو چکا ہے۔ خواہ اب تم خصی ہو جاؤ یا باز رہو۔ یعنی خصی ہونا بیکار محض ہے۔“

{ صحیح بخاری جلد سوم کتاب النکاح حدیث نمبر 67 صفحہ نمبر 59، انٹرنیشنل نمبر 5075}

کالے کوئلے صبح سویرے نہ بول غماں دی بولی

نہ وس میرے نہ وس تیرے، جو لکھیا پینڑاں چھولی

☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆

باب نمبر۔72

صحیح بخاری کے مطابق

تصویر حرام ہے

قرآن کے مطابق

تصویر حرام نہیں

صحیح بخاری میں تصویر بنانے کے بارے میں بہت سی احادیث آئی ہیں، قرآن کی وضاحت سے پہلے چند ایک ملاحظہ کیجیے :

حدیث:

حَدَّثَنَا عَبْدُ اللَّهِ بْنُ عَبْدِ الْوَهَّابِ، حَدَّثَنَا يَزِيدُ بْنُ زُرَيْعٍ، أَخْبَرَنَا عَوْفٌ، عَنْ سَعِيدِ بْنِ أَبِي الْحَسَنِ، قَالَ: كُنْتُ عِنْدَ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ، إِذْ أَتَاهُ رَجُلٌ، فَقَالَ: يَا أَبَا عَبَّاسٍ، إِنِّي إِنْسَانٌ، إِنَّمَا مَعِيشَتِي مِنْ صَنْعَةِ يَدِي، وَإِنِّي أَصْنَعُ هَذِهِ التَّصَاوِيرَ. فَقَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ: لَا أُحَدِّثُكَ إِلَّا مَا سَمِعْتُ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، يَقُولُ، سَمِعْتُهُ يَقُولُ: "مَنْ صَوَّرَ صُورَةً فَإِنَّ اللَّهَ مُعَذِّبُهُ حَتَّى يَنْفُخَ فِيهَا الرُّوحَ، وَلَيْسَ بِنَافِخٍ فِيهَا أَبَدًا، فَرَبَا الرَّجُلُ رَبْوَةً شَدِيدَةً وَاصْفَرَّ وَجْهُهُ"، فَقَالَ: وَيْحَكَ إِنْ أَبَيْتَ إِلَّا أَنْ تَصْنَعَ، فَعَلَيْكَ بِهَذَا الشَّجَرِ كُلِّ شَيْءٍ لَيْسَ فِيهِ رُوحٌ، قَالَ أَبُو عَبْد اللَّهِ: سَمِعَ سَعِيدُ بْنُ أَبِي عَرُوبَةَ، مِنَ النَّضْرِ بْنِ أَنَسٍ هَذَا الْوَاحِدَ.

ترجمہ: ”سعید بن ابوالحسن سے روایت ہے کہ میں حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے پاس تھا جبکہ ایک آدمی نے آکر عرض کی: اے ابوالعباس! میں ایسا آدمی ہوں جس کا ذریعۂ معاش دستکاری ہے اور میں یہ تصویریں بناتا ہوں۔ پس حضرت ابنِ عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا کہ میں تمہیں نہیں بتاؤں گا مگر وہی جو میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ والہ وسلم کو فرماتے ہوئے سُنا ہے کہ جو تصویر

بنائے گا اُسے اللہ تعالیٰ عذاب دے گا یہاں تک کہ وہ اُس میں رُوح پھونک دے اور وہ کبھی بھی اُس میں جان نہیں ڈال سکے گا۔ چنانچہ اُس آدمی نے سرد آہ بھری اور اُس کا چہرہ زرد ہو گیا فرمایا تم پر افسوس ہے، اگر بنانا ہی ہے تو اس درخت جیسی کسی بھی بے جان چیز کی تصویر بنا لیا کرو"۔

(صحیح بخاری جلد اول کتاب البیوع حدیث نمبر 2073 صفحہ نمبر 818، انٹر نیشنل نمبر 2225)

حدیث:

حَدَّثَنَا مُحَمَّدٌ، أَخْبَرَنَا مَخْلَدٌ، أَخْبَرَنَا ابْنُ جُرَيْجٍ، عَنْ إِسْمَاعِيلَ بْنِ أُمَيَّةَ، أَنَّ نَافِعًا حَدَّثَهُ، أَنَّ الْقَاسِمَ بْنَ مُحَمَّدٍ حَدَّثَهُ، عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهَا، قَالَتْ: حَشَوْتُ لِلنَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وِسَادَةً فِيهَا تَمَاثِيلُ كَأَنَّهَا نُمْرُقَةٌ فَجَاءَ، فَقَامَ بَيْنَ الْبَابَيْنِ وَجَعَلَ يَتَغَيَّرُ وَجْهُهُ، فَقُلْتُ: مَا لَنَا يَا رَسُولَ اللَّهِ، قَالَ: "مَا بَالُ هَذِهِ الْوِسَادَةِ، قَالَتْ: وِسَادَةٌ جَعَلْتُهَا لَكَ لِتَضْطَجِعَ عَلَيْهَا، قَالَ: أَمَا عَلِمْتِ أَنَّ الْمَلَائِكَةَ لَا تَدْخُلُ بَيْتًا فِيهِ صُورَةٌ وَأَنَّ مَنْ صَنَعَ الصُّورَةَ يُعَذَّبُ يَوْمَ الْقِيَامَةِ، يَقُولُ: أَحْيُوا مَا خَلَقْتُمْ".

ترجمہ: "حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا فرماتی ہیں کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ والہ وسلم کیلئے ایک تکیہ بھرا جس پر تصویریں بنی ہوئیں تھیں گویا وہ چھاپی ہوئی تھیں، آپ تشریف لائے تو دو دروازوں کے درمیان کھڑے ہو گئے اور رُخِ انور کا رنگ تبدیل ہو گیا۔ میں عرض گزار ہوئی، یارسول اللہ صلی اللہ علیہ والہ وسلم! کیا ہم سے کوئی غلطی سرزد ہو گئی؟ فرمایا یہ تکیہ کیسا ہے؟ میں عرض گزار ہوئی، یہ تکیہ میں نے آپؐ کیلئے تیار کیا ہے تا کہ اِس پر سر مبارک رکھ کر آپؐ آرام فرمایا کریں۔ فرمایا کیا تمہیں معلوم نہیں کہ رحمت کے فرشتے اُس گھر میں داخل نہیں ہوتے جس میں تصویر ہو اور جس نے تصویر بنائی، قیامت کے روز اُسے عذاب دیا جائے گا اور اُس سے کہا جائے گا کہ جو کچھ تم نے بنایا تھا، اِس میں جان ڈالو۔"

(صحیح بخاری جلد دوم کتاب بداء الخلق حدیث نمبر 457 صفحہ نمبر 231، انٹر نیشنل نمبر 3224)

حدیث:

حَدَّثَنَا ابْنُ مُقَاتِلٍ، أَخْبَرَنَا عَبْدُ اللَّهِ، أَخْبَرَنَا مَعْمَرٌ، عَنِ الزُّهْرِيِّ، عَنْ عُبَيْدِ اللَّهِ بْنِ عَبْدِ اللَّهِ، أَنَّهُ سَمِعَ ابْنَ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا، يَقُولُ: سَمِعْتُ أَبَا طَلْحَةَ، يَقُولُ: سَمِعْتُ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، يَقُولُ: "لَا تَدْخُلُ الْمَلَائِكَةُ بَيْتًا فِيهِ كَلْبٌ، وَلَا صُورَةُ تَمَاثِيلَ".

ترجمہ: ”حضرت ابنِ عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ میں نے حضرت ابو طلحہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے سُنا، وہ فرماتے تھے کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ والہ وسلم کو فرماتے ہوئے سُنا کہ فرشتے اُس گھر میں داخل نہیں ہوتے جس میں کتّا یا کسی جاندار کی تصویر ہو۔“

(صحیح بخاری جلد دوم کتاب بداء الخلق حدیث نمبر 458 صفحہ نمبر 232، انٹرنیشنل نمبر 3225)

حدیث:

حَدَّثَنَا أَحْمَدُ، حَدَّثَنَا ابْنُ وَهْبٍ، أَخْبَرَنَا عَمْرٌو، أَنَّ بُكَيْرَ بْنَ الْأَشَجِّ حَدَّثَهُ، أَنَّ بُسْرَ بْنَ سَعِيدٍ حَدَّثَهُ، أَنَّ زَيْدَ بْنَ خَالِدٍ الْجُهَنِيَّ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ حَدَّثَهُ، وَمَعَ بُسْرِ بْنِ سَعِيدٍ عُبَيْدُ اللَّهِ الْخَوْلَانِيُّ الَّذِي كَانَ فِي حَجْرِ مَيْمُونَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهَا زَوْجِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ حَدَّثَهُمَا زَيْدُ بْنُ خَالِدٍ، أَنَّ أَبَا طَلْحَةَ حَدَّثَهُ، أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، قَالَ: "لَا تَدْخُلُ الْمَلَائِكَةُ بَيْتًا فِيهِ صُورَةٌ، قَالَ: بُسْرٌ فَمَرِضَ زَيْدُ بْنُ خَالِدٍ فَعُدْنَاهُ، فَإِذَا نَحْنُ فِي بَيْتِهِ بِسِتْرٍ فِيهِ تَصَاوِيرُ، فَقُلْتُ لِعُبَيْدِ اللَّهِ الْخَوْلَانِيِّ أَلَمْ يُحَدِّثْنَا فِي التَّصَاوِيرِ، فَقَالَ: إِنَّهُ قَالَ: إِلَّا رَقْمٌ فِي ثَوْبٍ أَلَا سَمِعْتَهُ، قُلْتُ: لَا، قَالَ: بَلَى قَدْ ذَكَرَهُ".

ترجمہ: ” ہم سے احمد بن صالح نے بیان کیا، کہا ہم سے عبد اللہ بن وہب نے بیان کیا، کہا ہم کو عمرو بن حارث نے خبر دی، ان سے بکیر بن اشج نے بیان کیا، ان سے بسر بن سعید نے بیان کیا اور ان سے زید بن خالد جہنی رضی اللہ عنہ نے بیان کیا اور (راوی حدیث) بسر بن سعید کے ساتھ عبید اللہ خولانی بھی روایت حدیث میں شریک ہیں، جو کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی زوجہ مطہرہ میمونہ رضی اللہ عنہا کی پرورش میں تھے۔ ان دونوں سے زید بن خالد جہنی رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ ان سے ابو طلحہ رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ نبی کریم صلی

اللہ علیہ وسلم نے فرمایا''فرشتے اس گھر میں نہیں داخل ہوتے جس میں (جاندار کی) تصویر ہو۔'' بسر نے بیان کیا کہ پھر زید بن خالد رضی اللہ عنہ بیمار پڑے اور ہم ان کی عیادت کے لیے ان کے گھر گئے۔ گھر میں ایک پردہ پڑا ہوا تھا اور اس پر تصویریں بنی ہوئی تھیں۔ میں نے عبیداللہ خولانی سے کہا، کیا انہوں نے ہم سے تصویروں کے متعلق ایک حدیث نہیں بیان کی تھی؟ انہوں نے بتایا کہ زید رضی اللہ عنہ نے یہ بھی کہا تھا کہ کپڑے پر اگر نقش و نگار ہوں (جاندار کی تصویر نہ ہو) تو وہ اس حکم سے الگ ہے۔ کیا آپ نے حدیث کا یہ حصہ نہیں سنا تھا؟ میں نے کہا کہ نہیں۔ انہوں نے بتایا کہ جی ہاں! زید رضی اللہ عنہ نے یہ بھی بیان کیا تھا۔''

(صحیح بخاری جلد دوم کتاب بداء الخلق حدیث نمبر 459 صفحہ نمبر 232، انٹر نیشنل نمبر 3226)

حدیث:

حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ سُلَيْمَانَ، قَالَ: حَدَّثَنِي ابْنُ وَهْبٍ، قَالَ: حَدَّثَنِي عُمَرُ عَنْ سَالِمٍ عَنْ أَبِيهِ، قَالَ: وَعَدَ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ جِبْرِيلُ فَقَالَ: "إِنَّا لَا نَدْخُلُ بَيْتًا فِيهِ صُورَةٌ وَلَا كَلْبٌ".

ترجمہ: ''حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت جبریل علیہ السلام نے نبی کریم صلی اللہ علیہ والہ وسلم سے یہ وعدہ کیا ہے کہ ہم اُس گھر میں داخل نہیں ہوتے جس میں کتّا یا تصویر ہو۔''

(صحیح بخاری جلد دوم کتاب بداء الخلق حدیث نمبر 460 صفحہ نمبر 232، انٹر نیشنل نمبر 3227)

حدیث:

حَدَّثَنَا آدَمُ، حَدَّثَنَا ابْنُ أَبِي ذِئْبٍ، عَنِ الزُّهْرِيِّ، عَنْ عُبَيْدِ اللَّهِ بْنِ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ عُتْبَةَ، عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ، عَنْ أَبِي طَلْحَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمْ، قَالَ: قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: "لَا تَدْخُلُ الْمَلَائِكَةُ بَيْتًا فِيهِ كَلْبٌ وَلَا تَصَاوِيرُ"، وَقَالَ اللَّيْثُ: حَدَّثَنِي يُونُسُ، عَنِ ابْنِ شِهَابٍ، أَخْبَرَنِي عُبَيْدُ اللَّهِ، سَمِعَ ابْنَ عَبَّاسٍ، سَمِعْتُ أَبَا طَلْحَةَ، سَمِعْتُ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ.

ترجمہ: ”ہم سے آدم بن ابی ایاس نے بیان کیا، کہا ہم سے ابن ابی ذئب نے بیان کیا، ان سے زہری نے، ان سے عبید اللہ بن عبد اللہ بن عتبہ نے، ان سے ابن عباس رضی اللہ عنہما نے اور ان سے ابو طلحہ رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ رحمت کے فرشتے اس گھر میں داخل نہیں ہوتے جس میں کتا یا مورتیں ہوں۔ اور لیث بن سعد نے بیان کیا، ان سے یونس بن یزید نے، ان سے ابن شہاب نے کہا کہ مجھ کو عبید اللہ بن عبد اللہ بن عتبہ نے خبر دی، انہوں نے ابن عباس رضی اللہ عنہما سے سنا، وہ کہتے تھے کہ میں نے ابو طلحہ رضی اللہ عنہ سے سنا، پھر انہوں نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے یہی حدیث نقل کی ہے۔“

(صحیح بخاری جلد سوم کتاب اللباس حدیث نمبر 890 صفحہ نمبر 356، انٹرنیشنل نمبر 5949)

حدیث:

حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ عَبْدِ اللَّهِ، حَدَّثَنَا سُفْيَانُ، قَالَ: سَمِعْتُ عَبْدَ الرَّحْمَنِ بْنَ الْقَاسِمِ، وَمَا بِالْمَدِينَةِ يَوْمَئِذٍ أَفْضَلُ مِنْهُ، قَالَ: سَمِعْتُ أَبِي، قَالَ: سَمِعْتُ عَائِشَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهَا، قَدِمَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مِنْ سَفَرٍ وَقَدْ سَتَرْتُ بِقِرَامٍ لِي عَلَى سَهْوَةٍ لِي فِيهَا تَمَاثِيلُ، فَلَمَّا رَآهُ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ هَتَكَهُ، وَقَالَ: "أَشَدُّ النَّاسِ عَذَابًا يَوْمَ الْقِيَامَةِ الَّذِينَ يُضَاهُونَ بِخَلْقِ اللَّهِ" قَالَتْ: فَجَعَلْنَاهُ وِسَادَةً أَوْ وِسَادَتَيْنِ.

ترجمہ: ”ایک حدیث میں ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ والہ وسلم کے گھر میں ایک پردہ لٹک رہا تھا جس میں تصویریں تھیں، آپؐ نے اُس پردے کو پھاڑ دیا اور فرمایا کہ قیامت کے دِن سب سے سخت عذاب اُن لوگوں کو ہوگا جو تصویریں بناتے ہیں۔“

(صحیح بخاری جلد سوم کتاب اللباس حدیث نمبر 895 صفحہ نمبر 358، انٹرنیشنل نمبر 5954)

حدیث:

حَدَّثَنَا حَجَّاجُ بْنُ مِنْهَالٍ، حَدَّثَنَا جُوَيْرِيَةُ، عَنْ نَافِعٍ، عَنِ الْقَاسِمِ، عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهَا، أَنَّهَا اشْتَرَتْ نُمْرُقَةً فِيهَا تَصَاوِيرُ، فَقَامَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِالْبَابِ فَلَمْ يَدْخُلْ، فَقُلْتُ: أَتُوبُ إِلَى اللَّهِ مِمَّا أَذْنَبْتُ؟ قَالَ: "مَا

هَذِهِ النُّمْرُقَةُ؟ " قُلْتُ: لِتَجْلِسَ عَلَيْهَا وَتَوَسَّدَهَا، قَالَ: " إِنَّ أَصْحَابَ هَذِهِ الصُّوَرِ يُعَذَّبُونَ يَوْمَ الْقِيَامَةِ، يُقَالُ لَهُمْ أَحْيُوا مَا خَلَقْتُمْ، وَإِنَّ الْمَلَائِكَةَ لَا تَدْخُلُ بَيْتًا فِيهِ الصُّورَةُ ".

ترجمہ: '' ہم سے حجاج بن منہال نے بیان کیا، کہا ہم سے جویریہ نے بیان کیا، ان سے نافع نے، ان سے قاسم بن محمد نے اور ان سے عائشہ رضی اللہ عنہا نے کہ انہوں نے ایک گدا خریدا جس پر تصویریں تھیں۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم (اسے دیکھ کر) دروازے پر کھڑے ہو گئے اور اندر تشریف نہیں لائے۔ میں نے عرض کیا کہ یا رسول اللہ! میں نے جو غلطی کی ہے اس سے میں اللہ سے معافی مانگتی ہوں۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ یہ گدا کس لیے ہے؟ میں نے عرض کیا کہ آپ کے بیٹھنے اور اس پر ٹیک لگانے کے لیے ہے۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ ان مورت کے بنانے والوں کو قیامت کے دن عذاب دیا جائے گا اور ان سے کہا جائے گا کہ جو تم نے پیدا کیا ہے اسے زندہ بھی کر کے دکھاؤ اور فرشتے اس گھر میں نہیں داخل ہوتے جس میں مورت ہو۔''

(صحیح بخاری جلد سوم کتاب اللباس حدیث نمبر 897 صفحہ نمبر 359، انٹر نیشنل نمبر 5957)

حدیث:

حَدَّثَنَا يَسَرَةُ بْنُ صَفْوَانَ، حَدَّثَنَا إِبْرَاهِيمُ، عَنِ الزُّهْرِيِّ، عَنِ الْقَاسِمِ، عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهَا، قَالَتْ: دَخَلَ عَلَيَّ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَفِي الْبَيْتِ قِرَامٌ فِيهِ صُوَرٌ فَتَلَوَّنَ وَجْهُهُ، ثُمَّ تَنَاوَلَ السِّتْرَ فَهَتَكَهُ، وَقَالَتْ: قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: " إِنَّ مِنْ أَشَدِّ النَّاسِ عَذَابًا يَوْمَ الْقِيَامَةِ الَّذِينَ يُصَوِّرُونَ هَذِهِ الصُّوَرَ ".

ترجمہ: '' ہم سے بسرہ بن صفوان نے بیان کیا، انہوں نے کہا ہم سے ابراہیم نے بیان کیا، ان سے زہری نے بیان کیا، ان سے قاسم نے بیان کیا اور ان سے عائشہ رضی اللہ عنہا نے بیان کیا کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم اندر تشریف لائے اور گھر میں ایک پردہ لٹکا ہوا تھا جس پر تصویریں تھیں۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے چہرے کا رنگ بدل گیا۔ پھر آپ نے پردہ پکڑا اور اسے پھاڑ دیا۔ ام المؤمنین نے بیان کیا کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ''قیامت کے دن ان لوگوں پر سب سے زیادہ عذاب ہو گا، جو یہ صورتیں بناتے ہیں۔''

(صحیح بخاری جلد سوم کتاب الادب حدیث نمبر 1042 صفحہ نمبر 409، انٹر نیشنل نمبر 6109)

حدیث:

حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ، حَدَّثَنَا عَبْدُ اللَّهِ بْنُ دَاوُدَ، عَنْ هِشَامٍ، عَنْ أَبِيهِ، عَنْ عَائِشَةَ، قَالَتْ: "قَدِمَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مِنْ سَفَرٍ وَعَلَّقْتُ دُرْنُوكًا فِيهِ تَمَاثِيلُ فَأَمَرَنِي أَنْ أَنْزِعَهُ فَنَزَعْتُهُ.

ترجمہ: "حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے فرمایا کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ والہ وسلم ایک سفر سے واپس آئے تو میں نے ایک پردہ لٹکایا ہوا تھا، جس میں تصویریں تھیں۔ پس آپؐ نے مجھے حکم دیا کہ اُسے اُتار دُوں تو میں نے اُسے اُتار دیا۔"

(صحیح بخاری جلد سوم کتاب اللباس حدیث نمبر 896 صفحہ نمبر 358، انٹر نیشنل نمبر 5955)

حدیث:

حَدَّثَنَا إِسْمَاعِيلُ، قَالَ: حَدَّثَنِي مَالِكٌ، عَنْ نَافِعٍ، عَنْ الْقَاسِمِ بْنِ مُحَمَّدٍ، عَنْ عَائِشَةَ زَوْجِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، "أَنَّهَا أَخْبَرَتْهُ أَنَّهَا اشْتَرَتْ نُمْرُقَةً فِيهَا تَصَاوِيرُ، فَلَمَّا رَآهَا رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَامَ عَلَى الْبَابِ فَلَمْ يَدْخُلْ فَعَرَفْتُ فِي وَجْهِهِ الْكَرَاهِيَةَ، فَقُلْتُ: يَا رَسُولَ اللَّهِ، أَتُوبُ إِلَى اللَّهِ وَإِلَى رَسُولِهِ، مَاذَا أَذْنَبْتُ؟ فَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: مَا بَالُ هَذِهِ النُّمْرُقَةِ؟ قَالَتْ: فَقُلْتُ: اشْتَرَيْتُهَا لَكَ لِتَقْعُدَ عَلَيْهَا وَتَوَسَّدَهَا، فَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: إِنَّ أَصْحَابَ هَذِهِ الصُّوَرِ يُعَذَّبُونَ يَوْمَ الْقِيَامَةِ وَيُقَالُ لَهُمْ: أَحْيُوا مَا خَلَقْتُمْ، وَقَالَ: إِنَّ الْبَيْتَ الَّذِي فِيهِ الصُّوَرُ لَا تَدْخُلُهُ الْمَلَائِكَةُ".

ترجمہ: "ہم سے اسماعیل بن ابی اویس نے بیان کیا، کہا کہ مجھ سے امام مالک نے بیان کیا، ان سے نافع نے، ان سے قاسم بن محمد نے اور انہیں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی زوجہ مطہرہ عائشہ رضی اللہ عنہا نے خبر دی کہ انہوں نے ایک چھوٹا سا گدا خریدا جس میں تصویریں بنی ہوئی تھیں۔ جب نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے اسے دیکھا تو دروازے پر کھڑے ہو گئے اور اندر نہیں آئے۔ میں نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے چہرے پر خفگی کے آثار دیکھ لیے اور عرض کیا: یا رسول اللہ! میں اللہ اور اس کے رسول سے توبہ کرتی ہوں، میں نے کیا غلطی کی ہے؟ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ یہ گدا یہاں کیسے آیا؟ بیان کیا کہ میں نے عرض کیا میں نے ہی اسے خریدا ہے تا کہ آپ اس پر

بیٹھیں اور اس پر ٹیک لگائیں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ ان تصویروں کے (بنانے والوں کو) قیامت کے دن عذاب دیا جائے گا اور ان سے کہا جائے گا کہ جو تم نے تصویر سازی کی ہے اسے زندہ بھی کرو؟ اور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جن گھروں میں تصویریں ہوتی ہیں ان میں (رحمت کے) فرشتے نہیں آتے۔"

(صحیح بخاری جلد سوم کتاب النکاح حدیث نمبر 167 صفحہ نمبر 98، انٹر نیشنل نمبر 5181)

(صحیح بخاری جلد سوم کتاب اللباس حدیث نمبر 897 صفحہ نمبر 359، انٹر نیشنل نمبر 5957)

(صحیح بخاری جلد سوم کتاب اللباس حدیث نمبر 892 صفحہ نمبر 357، انٹر نیشنل نمبر 5951)

(صحیح بخاری جلد سوم کتاب اللباس حدیث نمبر 900 صفحہ نمبر 360، انٹر نیشنل نمبر 5960)

(صحیح بخاری جلد سوم کتاب اللباس حدیث نمبر 903 صفحہ نمبر 361، انٹر نیشنل نمبر 5963)

(صحیح بخاری جلد سوم کتاب التوحید حدیث نمبر 2402 صفحہ نمبر 975، انٹر نیشنل نمبر 7557)

(صحیح بخاری جلد سوم کتاب التوحید حدیث نمبر 2403 صفحہ نمبر 975، انٹر نیشنل نمبر 7558)

حدیث:

حَدَّثَنَا آدَمُ، حَدَّثَنَا ابْنُ أَبِي ذِئْبٍ، عَنِ الزُّهْرِيِّ، عَنْ عُبَيْدِ اللَّهِ بْنِ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ عُتْبَةَ، عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ، عَنْ أَبِي طَلْحَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمْ، قَالَ: قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: "لَا تَدْخُلُ الْمَلَائِكَةُ بَيْتًا فِيهِ كَلْبٌ وَلَا تَصَاوِيرُ"، وَقَالَ اللَّيْثُ: حَدَّثَنِي يُونُسُ، عَنِ ابْنِ شِهَابٍ، أَخْبَرَنِي عُبَيْدُ اللَّهِ، سَمِعَ ابْنَ عَبَّاسٍ، سَمِعْتُ أَبَا طَلْحَةَ، سَمِعْتُ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ.

ترجمہ: " حضور صلی اللہ علیہ والہ وسلم نے فرمایا کہ رحمت کے فرشتے اُس گھر میں داخل نہیں ہوتے جس میں کتّا اور تصویر ہو۔"

(صحیح بخاری جلد سوم کتاب اللباس حدیث نمبر 890 صفحہ نمبر 356، انٹر نیشنل نمبر 5949)

(صحیح بخاری جلد سوم کتاب اللباس حدیث نمبر 898 صفحہ نمبر 359، انٹر نیشنل نمبر 5958)

حدیث:

حَدَّثَنَا الْحُمَيْدِيُّ، حَدَّثَنَا سُفْيَانُ، حَدَّثَنَا الْأَعْمَشُ، عَنْ مُسْلِمٍ، قَالَ: كُنَّا مَعَ مَسْرُوقٍ فِي دَارِ يَسَارِ بْنِ نُمَيْرٍ، فَرَأَى فِي صُفَّتِهِ تَمَاثِيلَ، فَقَالَ سَمِعْتُ عَبْدَ اللَّهِ، قَالَ: سَمِعْتُ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ: "إِنَّ أَشَدَّ النَّاسِ عَذَابًا عِنْدَ اللَّهِ يَوْمَ الْقِيَامَةِ الْمُصَوِّرُونَ".

ترجمہ: ”حضور صلی اللہ علیہ والہ وسلم نے فرمایا کہ قیامت کے روز تمام لوگوں سے سخت عذاب تصویر بنانے والے کو ہوگا۔“

(صحیح بخاری جلد سوم کتاب اللباس حدیث نمبر 891 صفحہ نمبر 357، انٹر نیشنل نمبر 5950)

حدیث:

حَدَّثَنَا مُعَاذُ بْنُ فَضَالَةَ، حَدَّثَنَا هِشَامٌ، عَنْ يَحْيَى، عَنْ عِمْرَانَ بْنِ حِطَّانَ، أَنَّ عَائِشَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهَا، حَدَّثَتْهُ أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ "لَمْ يَكُنْ يَتْرُكُ فِي بَيْتِهِ شَيْئًا فِيهِ تَصَالِيبُ إِلَّا نَقَضَهُ".

ترجمہ: ”عمران بن حطان نے حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے روایت کی ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ والہ وسلم اپنے کاشانۂ اقدس کے اندر تصویر والی کوئی چیز نہ چھوڑتے مگر اُسے توڑ پھوڑ کر پھینک دیتے۔“

(صحیح بخاری جلد سوم کتاب اللباس حدیث نمبر 893 صفحہ نمبر 358، انٹر نیشنل نمبر 5952)

حدیث:

حَدَّثَنَا مُوسَى، حَدَّثَنَا عَبْدُ الْوَاحِدِ، حَدَّثَنَا عُمَارَةُ، حَدَّثَنَا أَبُو زُرْعَةَ، قَالَ: دَخَلْتُ مَعَ أَبِي هُرَيْرَةَ دَارًا بِالْمَدِينَةِ، فَرَأَى أَعْلَاهَا مُصَوِّرًا يُصَوِّرُ، قَالَ: سَمِعْتُ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ: "وَمَنْ أَظْلَمُ مِمَّنْ ذَهَبَ يَخْلُقُ كَخَلْقِي، فَلْيَخْلُقُوا حَبَّةً وَلْيَخْلُقُوا ذَرَّةً"، ثُمَّ دَعَا بِتَوْرٍ مِنْ مَاءٍ فَغَسَلَ يَدَيْهِ حَتَّى بَلَغَ إِبْطَهُ، فَقُلْتُ: يَا أَبَا هُرَيْرَةَ أَشَيْءٌ سَمِعْتَهُ مِنْ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ؟ قَالَ: مُنْتَهَى الْحِلْيَةِ.

ترجمہ: "ہم سے موسیٰ نے بیان کیا، کہا کہ ہم سے عبدالواحد نے، کہا ہم سے عمارہ نے، کہا ہم سے ابوزرعہ نے، کہا کہ میں ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کے ساتھ مدینہ منورہ میں (مروان بن حکم کے گھر میں) گیا تو انہوں نے چھت پر ایک مصور کو دیکھا جو تصویر بنا رہا تھا، انہوں نے کہا کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا ہے، نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ (اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے) اس شخص سے بڑھ کر ظالم کون ہو گا جو میری مخلوق کی طرح پیدا کرنے چلا ہے اگر اسے یہی گھمنڈ ہے تو اسے چاہیئے کہ ایک دانہ پیدا کرے، ایک چیونٹی پیدا کرے۔ پھر انہوں نے پانی کا ایک طشت منگوایا اور اپنے ہاتھ اس میں دھوئے۔ جب بغل دھونے لگے تو میں نے عرض کیا ابوہریرہ! کیا (بغل تک دھونے کے بارے میں) تم نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے کچھ سنا ہے انہوں نے کہا میں نے جہاں تک زیور پہنا جا سکتا ہے وہاں تک دھویا ہے۔"

(صحیح بخاری جلد سوم کتاب اللباس حدیث نمبر 894 صفحہ نمبر 358، انٹر نیشنل نمبر 5953)

(صحیح بخاری جلد سوم کتاب اللباس حدیث نمبر 902 صفحہ نمبر 361، انٹر نیشنل نمبر 5962)

حدیث:

حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الْمُثَنَّى، قَالَ: حَدَّثَنِي غُنْدَرٌ، حَدَّثَنَا شُعْبَةُ، عَنْ عَوْنِ بْنِ أَبِي جُحَيْفَةَ، عَنْ أَبِيهِ، أَنَّهُ اشْتَرَى غُلَامًا حَجَّامًا فَقَالَ: "إِنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نَهَى عَنْ ثَمَنِ الدَّمِ وَثَمَنِ الْكَلْبِ وَكَسْبِ الْبَغِيِّ، وَلَعَنَ آكِلَ الرِّبَا وَمُوكِلَهُ وَالْوَاشِمَةَ وَالْمُسْتَوْشِمَةَ وَالْمُصَوِّرَ".

ترجمہ: "حضرت ابنِ عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ حضرت جبریل علیہ السلام نے نبی کریم صلی اللہ علیہ والہ وسلم سے وعدہ کیا لیکن اُن کے آنے میں دیر ہو گئی تو یہ بات نبی کریم صلی اللہ علیہ والہ وسلم پر گراں گزری۔ چنانچہ آپؐ باہر تشریف لے آئے اور بوقت ملاقات اُن سے شکایت کی کہ وقت مقررہ پر کیوں نہ آئے، حضرت جبریل علیہ السلام، آپؐ کی خدمت میں عرض گزار ہوئے کہ ہم اُس گھر میں داخل نہیں ہوتے جس گھر میں تصویر اور کتّا ہو۔"

(صحیح بخاری جلد سوم کتاب اللباس حدیث نمبر 902 صفحہ نمبر 361، انٹر نیشنل نمبر 5962)

تصویر کے جائز ہونے کیلئے ایک مسلمان کیلئے قرآنِ مجید کی سورۃ سبا 34 آیت نمبر 13 ہی کافی ہے، جس میں بتایا گیا ہے کہ خدا کے ایک جلیل القدر پیغمبر حضرت سلیمان علیہ السلام، جنّات سے تصویریں بنواتے تھے۔ قرآن میں ہے :

قرآن:

يَعْمَلُونَ لَهُ مَا يَشَاءُ مِن مَّحَارِيبَ وَتَمَاثِيلَ وَجِفَانٍ كَالْجَوَابِ وَقُدُورٍ رَّاسِيَاتٍ ۚ اعْمَلُوا آلَ دَاوُودَ شُكْرًا ۚ وَقَلِيلٌ مِّنْ عِبَادِيَ الشَّكُورُ (13/34)

ترجمہ: ''وہ (جنّات) جو وہ (حضرت سلیمان علیہ السلام) چاہتے وہ اُس کیلئے قلعے بناتے اور تصویریں (مورتیاں) اور حوض جیسے لگن اور ایک جگہ جمی ہوئی (دیگیں)، اے خاندانِ دائود! تم شکر بجالا کر عمل کرو اور میرے بندوں میں شکر گزار تھوڑے ہیں۔''

{سورۃ سبا 34 آیت نمبر 13}

تصویر کے بارے میں اصل اِعتراض یہ کیا جاتا ہے کہ اِس میں اللہ تعالیٰ کی صفتِ خلق سے مماثلت پیدا کرنے کی کوشش کی جاتی ہے۔ جبکہ اللہ تعالیٰ کی بنائی اور پیدا کی ہوئی چیزوں کی تصویر بنانا ہرگز صفتِ خلق سے مماثلت پیدا کرنا نہیں کیونکہ ہم جو تصویر بناتے یا کھینچتے ہیں وہ تخلیق نہیں بلکہ تقلید ہے مثلاً سورۃ الفاتحہ کی آیات جیسی کوئی آیت بنانے کی کوشش کرنا تو اللہ تعالیٰ کی صفتِ خلق سے مماثلت پیدا کرنا ہے لیکن اگر کوئی شخص سورۃ الفاتحہ کی نقل کرے یا اس کی عکسی تصویر لے تو یہ اللہ کی صفتِ خلق سے مماثلت پیدا کرنا نہیں کہلاتا۔ اِسی طرح اِنسانی آنکھ کی پیوند کاری، خدا کی صفتِ خلق سے مماثلت نہیں کیونکہ اللہ نے آنکھ کو تخلیق کیا جبکہ ڈاکٹر آنکھ کی تخلیق نہیں کرتا بلکہ اللہ کے عطا کردہ علم کے مطابق صفتِ تقلید سے کام لیتا ہے۔

علاوہ ازیں اُوپر بیان کی گئیں احادیث میں بے شمار قابلِ اعتراض نقاط موجود ہیں لیکن اِن سب کو احاطۂ تحریر میں لانا غیر ضروری معلوم ہوتا ہے، بطور مثال ایک دو باتیں پیشِ خدمت ہیں :

ایک حدیث میں آپ نے پڑھا کہ '' حضرت جبریل علیہ اسلام نے کہا کہ میں کل شب بھی آیا تھا لیکن تصویروں کی وجہ سے واپس چلا گیا۔''

اللہ تعالیٰ نے فرشتوں کے بارے میں فرمایا ہوا ہے کہ: لَّا يَعۡصُوۡنَ اللّٰهَ مَاۤ اَمَرَهُمۡ وَيَفۡعَلُوۡنَ مَا يُؤۡمَرُوۡنَ {6/66} " اللہ اِن (فرشتوں) کو جو حکم دیتا ہے وہ اُس کی نافرمانی نہیں کرتے اور وہی کرتے ہیں جس کا اُنہیں حکم دیا جاتا ہے۔" {سورۃ التحریم 66 آیت نمبر 6} اِس آیت کی روشنی میں یہ کیسے تسلیم کیا جاسکتا ہے کہ اللہ تعالیٰ فرشتے کو حکم دے کہ یہ پیغام لے جاؤ اور میرے نبی کو پہنچادو لیکن فرشتہ تصویریں دیکھ کر واپس چلا جائے۔ کیا ایسی روایات میں اللہ تعالیٰ کے رُتبے کو کم کرنے کی کوشش نہیں کی گئی کہ خدا کو نعوذ باللہ اِس بات کا علم ہی نہ تھا کہ اُس کے فرشتے تصویروں والے گھر میں جانے کی طاقت نہیں رکھتے۔

ایک حدیث میں کہا گیا ہے کہ " درخت جیسی بے جان چیز کی تصویر بنالیا کرو"...آج پرائمری کا ایک طالب علم بھی جانتا ہے کہ درخت بے جان نہیں ہوتے۔ وغیرہ

☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆

باب نمبر۔73

صحیح بخاری کے مطابق

شیطان اِنسان کا دوست ہے

قرآن کے مطابق

شیطان اِنسان کا کھلا دُشمن ہے

اللہ تعالیٰ نے قرآنِ مجید میں اِرشاد فرمایا کہ شیطان تمہارا کھلا دُشمن ہے :

قرآن:

يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا ادْخُلُوا فِي السِّلْمِ كَافَّةً وَلَا تَتَّبِعُوا خُطُوَاتِ الشَّيْطَانِ ۚ إِنَّهُ لَكُمْ عَدُوٌّ مُّبِينٌ (208/2)

ترجمہ: ”اے ایمان والو! اِسلام میں پورے پورے داخل ہو جاؤ اور شیطان کے قدموں کی تابعداری نہ کرو، وہ تمہارا کھلا دُشمن ہے۔“

{سورۃ البقرۃ سورہ نمبر 2 آیت نمبر 208}

قرآن:

اِنَّ الشَّيْطٰنَ لِلْاِنْسَانِ عَدُوٌّ مُّبِيْنٌ (5/12)

” شیطان تو اِنسان کا کھلا دُشمن ہے۔“

{سورۃ یوسف سورہ نمبر 12 آیت نمبر 5}

قرآن:

اِنَّ الشَّیۡطٰنَ کَانَ لِلۡاِنۡسَانِ عَدُوًّا مُّبِیۡنًا (53/17)

ترجمہ: ” بے شک شیطان،اِنسان کا کھلا دُشمن ہے۔“

{سورۃ بنی اسرائیل سورہ نمبر 17 آیت نمبر 53}

قرآن:

اِنَّ الشَّیۡطٰنَ لَکُمَا عَدُوٌّ مُّبِیۡنٌ (22/7)

ترجمہ: ” بے شک شیطان تمہارا صریح دُشمن ہے۔“

{سورۃ الاعراف سورہ نمبر 7 آیت نمبر 22}

قرآن:

وَلَا یَصُدَّنَّکُمُ الشَّیۡطٰنُ ۚ اِنَّہٗ لَکُمۡ عَدُوٌّ مُّبِیۡنٌ (62/43)

ترجمہ:” اور شیطان تمہیں (سیدھے راستے سے) روک نہ دے، یقیناً وہ تمہارا صریح دُشمن ہے۔“

{ سورۃ الزخرف سورہ نمبر 43 آیت نمبر 62 }

قرآن:

اَلَمۡ اَعۡہَدۡ اِلَیۡکُمۡ یٰبَنِیۡۤ اٰدَمَ اَنۡ لَّا تَعۡبُدُوا الشَّیۡطٰنَ ۚ اِنَّہٗ لَکُمۡ عَدُوٌّ مُّبِیۡنٌ (60/36)

ترجمہ:” اے اولادِ آدم! کیا میں نے تم سے قول قرار نہیں لیا تھا کہ تم شیطان کی عبادت نہ کرنا، وہ تو تمہارا کھلا دُشمن ہے۔“

{ سورۃ یاسین سورہ نمبر 36 آیت نمبر 60 }

اللہ نے شیطان کو کھلا دُشمن قرار دیا ہے لیکن صحیح بخاری میں شیطان کو دوست اور اُستاد ثابت کیا جا رہا ہے... ملاحظہ کیجیے :

حدیث:

وَقَالَ عُثْمَانُ بْنُ الْهَيْثَمِ أَبُو عَمْرٍو: حَدَّثَنَا عَوْفٌ، عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ سِيرِينَ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ، قَالَ: "وَكَّلَنِي رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِحِفْظِ زَكَاةِ رَمَضَانَ، فَأَتَانِي آتٍ فَجَعَلَ يَحْثُو مِنَ الطَّعَامِ فَأَخَذْتُهُ، وَقُلْتُ: وَاللَّهِ لَأَرْفَعَنَّكَ إِلَى رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، قَالَ: إِنِّي مُحْتَاجٌ وَعَلَيَّ عِيَالٌ، وَلِي حَاجَةٌ شَدِيدَةٌ، قَالَ: فَخَلَّيْتُ عَنْهُ فَأَصْبَحْتُ، فَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: يَا أَبَا هُرَيْرَةَ، مَا فَعَلَ أَسِيرُكَ الْبَارِحَةَ، قَالَ: قُلْتُ: يَا رَسُولَ اللَّهِ، شَكَا حَاجَةً شَدِيدَةً وَعِيَالًا، فَرَحِمْتُهُ فَخَلَّيْتُ سَبِيلَهُ، قَالَ: أَمَا إِنَّهُ قَدْ كَذَبَكَ وَسَيَعُودُ، فَعَرَفْتُ أَنَّهُ سَيَعُودُ لِقَوْلِ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: إِنَّهُ سَيَعُودُ فَرَصَدْتُهُ، فَجَاءَ يَحْثُو مِنَ الطَّعَامِ فَأَخَذْتُهُ، فَقُلْتُ: لَأَرْفَعَنَّكَ إِلَى رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، قَالَ: دَعْنِي فَإِنِّي مُحْتَاجٌ وَعَلَيَّ عِيَالٌ لَا أَعُودُ، فَرَحِمْتُهُ فَخَلَّيْتُ سَبِيلَهُ فَأَصْبَحْتُ، فَقَالَ لِي رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: يَا أَبَا هُرَيْرَةَ، مَا فَعَلَ أَسِيرُكَ؟ قُلْتُ: يَا رَسُولَ اللَّهِ، شَكَا حَاجَةً شَدِيدَةً وَعِيَالًا فَرَحِمْتُهُ فَخَلَّيْتُ سَبِيلَهُ، قَالَ: أَمَا إِنَّهُ قَدْ كَذَبَكَ وَسَيَعُودُ فَرَصَدْتُهُ الثَّالِثَةَ، فَجَاءَ يَحْثُو مِنَ الطَّعَامِ فَأَخَذْتُهُ، فَقُلْتُ: لَأَرْفَعَنَّكَ إِلَى رَسُولِ اللَّهِ، وَهَذَا آخِرُ ثَلَاثِ مَرَّاتٍ أَنَّكَ تَزْعُمُ لَا تَعُودُ ثُمَّ تَعُودُ، قَالَ: دَعْنِي أُعَلِّمْكَ كَلِمَاتٍ يَنْفَعُكَ اللَّهُ بِهَا، قُلْتُ: مَا هُوَ؟ قَالَ: إِذَا أَوَيْتَ إِلَى فِرَاشِكَ فَاقْرَأْ آيَةَ الْكُرْسِيِّ: اللَّهُ لَا إِلَهَ إِلَّا هُوَ الْحَيُّ الْقَيُّومُ سورة البقرة آية 255، حَتَّى تَخْتِمَ الْآيَةَ، فَإِنَّكَ لَنْ يَزَالَ عَلَيْكَ مِنَ اللَّهِ حَافِظٌ، وَلَا يَقْرَبَنَّكَ شَيْطَانٌ حَتَّى تُصْبِحَ، فَخَلَّيْتُ سَبِيلَهُ فَأَصْبَحْتُ، فَقَالَ لِي رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: مَا فَعَلَ أَسِيرُكَ الْبَارِحَةَ؟ قُلْتُ: يَا رَسُولَ اللَّهِ، زَعَمَ أَنَّهُ يُعَلِّمُنِي كَلِمَاتٍ يَنْفَعُنِي اللَّهُ بِهَا فَخَلَّيْتُ سَبِيلَهُ، قَالَ: مَا هِيَ؟ قُلْتُ: قَالَ لِي: إِذَا أَوَيْتَ إِلَى فِرَاشِكَ، فَاقْرَأْ آيَةَ الْكُرْسِيِّ مِنْ أَوَّلِهَا حَتَّى تَخْتِمَ الْآيَةَ: اللَّهُ لَا إِلَهَ إِلَّا هُوَ الْحَيُّ الْقَيُّومُ سورة البقرة آية 255، وَقَالَ لِي: لَنْ يَزَالَ عَلَيْكَ مِنَ اللَّهِ حَافِظٌ، وَلَا يَقْرَبَكَ شَيْطَانٌ حَتَّى تُصْبِحَ، وَكَانُوا أَحْرَصَ شَيْءٍ عَلَى الْخَيْرِ، فَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: أَمَا إِنَّهُ قَدْ صَدَقَكَ وَهُوَ كَذُوبٌ، تَعْلَمُ مَنْ تُخَاطِبُ مُنْذُ ثَلَاثِ لَيَالٍ يَا أَبَا هُرَيْرَةَ، قَالَ: لَا، قَالَ: ذَاكَ شَيْطَانٌ".

ترجمہ: ''حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ والہ وسلم نے مجھے زکوٰۃِ رمضان کی حفاظت پر مقرر فرمایا۔ پس ایک آنے والا آیا اور اناج میں سے لینے لگا۔ میں نے اُسے پکڑ لیا اور کہا خُدا کی قسم میں ضرور تمہیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ والہ وسلم کے پاس لے جاؤں گا۔ اُس نے کہا کہ میں محتاج ہوں اور میرے بچے ہیں اور مجھے سخت ضرورت ہے۔ پس میں نے اُسے چھوڑ دیا۔ صبح ہوئی تو نبی کریم صلی اللہ علیہ والہ وسلم نے فرمایا اے ابوہریرہ! رات تم نے اپنے قیدی کا کیا کیا..؟ عرض گذار ہوا کہ یارسول اللہ صلی اللہ علیہ والہ وسلم! اُس نے سخت حاجت اور بچوں کی شکایت کی تو مجھے ترس آگیا لہٰذا میں نے اُسے چھوڑ دیا۔ فرمایا کہ اُس نے تم سے جھوٹ بولا ہے اور وہ پھر آئے گا۔ میں نے جان لیا کہ وہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ والہ وسلم کے فرمانے کے مطابق ضرور آئے گا۔ چنانچہ وہ پھر آیا اور اناج میں سے لے جانے لگا تو میں نے اُسے پکڑ لیا۔ کہا کہ میں تمہیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ والہ وسلم کی بارگاہ میں ضرور لے کر جاؤں گا۔ کہا کہ مجھے چھوڑ دو، میں محتاج اور بال بچے دار ہوں۔ پھر نہیں آئوں گا۔ پس مجھے ترس آگیا اور میں نے اُسے چھوڑ دیا۔ صبح کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ والہ وسلم نے مجھ سے فرمایا کہ ابوہریرہ! اپنے قیدی کا کیا کیا..؟ عرض گذار ہوا کہ یارسول اللہ صلی اللہ علیہ والہ وسلم! اُس نے سخت حاجت اور بال بچوں کی شکایت کی تو مجھے ترس آگیا اور اُسے چھوڑ دیا۔ فرمایا کہ اُس نے تم سے غلط کہا ہے اور وہ پھر آئے گا۔ پس میں تیسری رات اُس کا منتظر رہا تو وہ آکر اناج لینے لگا۔ پس میں نے اُسے پکڑ لیا اور کہا کہ میں تجھے ضرور رسول اللہ صلی اللہ علیہ والہ وسلم کی بارگاہ میں پیش کروں گا کیونکہ آج آخری اور تیسری رات ہے۔ تم ہر دفعہ کہتے رہے کہ اب نہیں آئوں گا مگر آتے رہے۔ کہا کہ مجھے چھوڑ دو۔ میں آپ کو ایسے اِلفاظ سکھا دیتا ہوں جو آپ کو نفع دیں گے۔ میں نے کہا کہ وہ کیا ہیں؟ کہا کہ جب تم اپنے بستر پر جاؤ تو آیت الکرسی آخر تک پڑھ لیا کرو تو ساری رات تم اللہ کی حفاظت میں رہوگے اور صبح تک شیطان تمہارے نزدیک نہیں آسکے گا۔ پس میں نے اُسے چھوڑ دیا۔ صبح کے وقت رسول اللہ صلی اللہ علیہ والہ وسلم نے مجھ سے فرمایا کہ تم نے اپنے رات کے چور کا کیا بنایا...؟ عرض گذار ہوا کہ یارسول اللہ صلی اللہ علیہ والہ وسلم! اُس نے مجھے ایسے کلمے سکھانے کا دعویٰ کیا جو مجھے اللہ کے پاس فائدہ دیں تو میں نے اُسے چھوڑ دیا۔ فرمایا کہ وہ کیا ہیں...؟ عرض گذار ہوا کہ اُس نے کہا کہ جب تم بستر پر جاؤ تو اوّل سے آخر تک آیت الکرسی پڑھ لیا کرو تو تم برابر اللہ کی حفاظت میں رہوگے اور صبح تک شیطان تمہارے قریب نہیں آئے گا اور وہ حضرات نیک کاموں کے بڑے حریص تھے۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ والہ وسلم نے فرمایا کہ بات اُس نے سچی کہی ہے جبکہ آپ وہ جھوٹا ہے۔ اے ابوہریرہ! جانتے ہو یہ تین راتوں تک کون تم سے مخاطب ہوتا رہا...؟ عرض گذار ہوا ... نہیں۔ فرمایا کہ وہ شیطان تھا۔''

(صحیح بخاری جلد اوّل کتاب الوکالہ باب نمبر 1438 صفحہ نمبر 848، انٹرنیشنل نمبر 2311)

حدیث:

حَدَّثَنَا أَبُو مَعْمَرٍ، حَدَّثَنَا عَبْدُ الْوَارِثِ، حَدَّثَنَا يُونُسُ، عَنْ حُمَيْدِ بْنِ هِلَالٍ، عَنْ أَبِي صَالِحٍ، عَنْ أَبِي سَعِيدٍ، قَالَ: قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: "إِذَا مَرَّ بَيْنَ يَدَيْ أَحَدِكُمْ شَيْءٌ وَهُوَ يُصَلِّي فَلْيَمْنَعْهُ فَإِنْ أَبَى فَلْيَمْنَعْهُ، فَإِنْ أَبَى فَلْيُقَاتِلْهُ فَإِنَّمَا هُوَ شَيْطَانٌ". وَقَالَ عُثْمَانُ بْنُ الْهَيْثَمِ: حَدَّثَنَا عَوْفٌ، عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ سِيرِينَ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ، قَالَ: وَكَّلَنِي رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِحِفْظِ زَكَاةِ رَمَضَانَ فَأَتَانِي آتٍ فَجَعَلَ يَحْثُو مِنَ الطَّعَامِ فَأَخَذْتُهُ، فَقُلْتُ: لَأَرْفَعَنَّكَ إِلَى رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَذَكَرَ الْحَدِيثَ، فَقَالَ: "إِذَا أَوَيْتَ إِلَى فِرَاشِكَ فَاقْرَأْ آيَةَ الْكُرْسِيِّ لَنْ يَزَالَ عَلَيْكَ مِنَ اللَّهِ حَافِظٌ وَلَا يَقْرَبُكَ شَيْطَانٌ حَتَّى تُصْبِحَ، فَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: صَدَقَكَ وَهُوَ كَذُوبٌ ذَاكَ شَيْطَانٌ".

ترجمہ: ”ہم سے ابو معمر نے بیان کیا، کہا ہم سے عبدالوارث نے بیان کیا، کہا ہم سے یونس نے بیان کیا، ان سے حمید بن ہلال نے، ان سے ابو صالح نے ان سے ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ”اگر تم میں سے نماز پڑھنے میں کسی شخص کے سامنے سے کوئی گزرے تو اسے گزرنے سے روکے، اگر وہ نہ رکے تو پھر روکے اور اگر اب بھی نہ رکے تو اس سے لڑے وہ شیطان ہے۔“ اور عثمان بن ہیثم نے بیان کیا، کہا ہم سے عوف نے بیان کیا، ان سے محمد بن سیرین نے اور ان سے ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک مرتبہ صدقہ فطر کے غلہ کی حفاظت پر مجھے مقرر کیا، ایک شخص آیا اور دونوں ہاتھوں سے غلہ لپ بھر بھر کر لینے لگا۔ میں نے اسے پکڑ لیا اور کہا کہ اب میں تجھے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں پیش کروں گا۔ پھر انہوں نے آخر تک حدیث بیان کی، اس (چور) نے ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے کہا کہ جب تم اپنے بستر پر سونے کے لیے لیٹنے لگو تو آیۃ الکرسی پڑھ لیا کرو، اس کی برکت سے اللہ تعالیٰ کی طرف سے تم پر ایک نگہبان مقرر ہو جائے گا اور شیطان تمہارے قریب صبح تک نہ آسکے گا۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ بات تو اس نے سچی کہی ہے اگرچہ وہ خود جھوٹا ہے، وہ شیطان تھا۔“

(صحیح بخاری جلد دوم کتاب بداء الخلق حدیث نمبر 505 صفحہ نمبر 246، انٹر نیشنل نمبر 3275،3274)

(صحیح بخاری جلد سوم کتاب تفسیر حدیث نمبر 3 صفحہ نمبر 35، انٹر نیشنل نمبر 5009 تا 5010)

غور کیجیے کہ حضور صلی اللہ علیہ والہ وسلم کے بار بار اِنتباہ یعنی "وہ جھوٹا ہے" کے باوجود حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ چور کو چھوڑ دیتے تھے...؟ کیا حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ، مملکت کا مال اپنی صوابدید پر بانٹ رہے تھے...؟ کیا شیطان، اِنسان کا خیر خواہ ہو سکتا ہے...؟ کیا امانت میں خیانت کرنا نیک کاموں کی حرص ہے...؟ کیا حضور صلی اللہ علیہ والہ وسلم نے حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو شیطان سے بچنے کا طریقہ پہلے سے ہی نہیں بتا رکھا تھا... یا اس حدیث سے یہ ثابت کرنے کی کوشش کی جا رہی ہے کہ (نعوذ باللہ) حضور صلی اللہ علیہ والہ وسلم کو خود بھی شیطان سے بچنے کا طریقہ نہیں پتا تھا اگر پتا ہوتا تو دوسرے دن شیطان کیوں آتا۔

☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆

باب نمبر۔74

صحیح بخاری کے مطابق

ہِبّہ واپس لینا جائز ہے۔

صحیح بخاری ہی کے مطابق

یہ کتّوں کا کام ہے

صحیح بخاری کی ایک حدیث اِس طرح ہے :

حدیث:

حَدَّثَنَا مُسْلِمُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ، حَدَّثَنَا وُهَيْبٌ، حَدَّثَنَا ابْنُ طَاوُسٍ، عَنْ أَبِيهِ، عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا، قَالَ: قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: "الْعَائِدُ فِي هِبَتِهِ كَالْكَلْبِ يَقِيءُ، ثُمَّ يَعُودُ فِي قَيْئِهِ".

ترجمہ:" حضرت ابنِ عبّاس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ والہ وسلم نے فرمایا کہ اپنی ہبّہ کی ہوئی چیز کو واپس لینے والا کتّے کی طرح ہے جو قے کر کے پھر اُسے کھالیتا ہے۔"

(صحیح بخاری جلد اوّل کتاب الہبّہ حدیث نمبر2406 صفحہ نمبر943، انٹر نیشنل نمبر2589)

(صحیح بخاری جلد اوّل کتاب الہبّہ حدیث نمبر2434 صفحہ نمبر953، انٹر نیشنل نمبر2622)

(صحیح بخاری جلد اوّل کتاب الہبّہ حدیث نمبر2433 صفحہ نمبر953، انٹر نیشنل نمبر2621)

(صحیح بخاری جلد سوم کتاب الحِیَل حدیث نمبر1863 صفحہ نمبر730، انٹر نیشنل نمبر6975)

صحیح بخاری میں کتاب الھبّہ کے باب نمبر 1618 کا موضوع ہے "بیٹے کیلئے ہبّہ کرنا"۔ اِس باب کے ذیل میں تحریر ایک حدیث مسلمانوں کو دعوتِ فکر دے رہی ہے۔ ملاحظہ کیجیے :

حدیث:

حَدَّثَنَا عَبْدُ اللَّهِ بْنُ يُوسُفَ، أَخْبَرَنَا مَالِكٌ، عَنِ ابْنِ شِهَابٍ، عَنْ حُمَيْدِ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمَنِ، وَمُحَمَّدِ بْنِ النُّعْمَانِ بْنِ بَشِيرٍ، أنهما حدثاه، عَنْ النُّعْمَانِ بْنِ بَشِيرٍ، "أَنَّ أَبَاهُ أَتَى بِهِ إِلَى رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، فَقَالَ: إِنِّي نَحَلْتُ ابْنِي هَذَا غُلَامًا، فَقَالَ: أَكُلَّ وَلَدِكَ نَحَلْتَ مِثْلَهُ، قَالَ: لَا، قَالَ: فَارْجِعْهُ".

ترجمہ: "حمید بن عبدالرحمٰن اور محمد بن نعمان بن بشیرؓ نے حضرت نعمان بن بشیر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کی ہے کہ اُن کے والد ماجد اُنہیں لے کر رسول اللہ صلی اللہ علیہ والہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہو کر عرض گذار ہوئے کہ میں نے اپنے اس بیٹے کو غلام دے دیا ہے۔ فرمایا تو اُسے واپس کرو۔"

(صحیح بخاری جلد اوّل کتاب الھبّہ حدیث نمبر 2403 صفحہ نمبر 942، انٹر نیشنل نمبر 2586)

نیز

حدیث:

حَدَّثَنَا حَامِدُ بْنُ عُمَرَ، حَدَّثَنَا أَبُو عَوَانَةَ، عَنْ حُصَيْنٍ، عَنْ عَامِرٍ، قَالَ: سَمِعْتُ النُّعْمَانَ بْنَ بَشِيرٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا وَهُوَ عَلَى الْمِنْبَرِ، يَقُولُ: "أَعْطَانِي أَبِي عَطِيَّةً، فَقَالَتْ عَمْرَةُ بِنْتُ رَوَاحَةَ: لَا أَرْضَى حَتَّى تُشْهِدَ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، فَأَتَى رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، فَقَالَ: إِنِّي أَعْطَيْتُ ابْنِي مِنْ عَمْرَةَ بِنْتِ رَوَاحَةَ عَطِيَّةً، فَأَمَرَتْنِي أَنْ أُشْهِدَكَ يَا رَسُولَ اللَّهِ، قَالَ: أَعْطَيْتَ سَائِرَ وَلَدِكَ مِثْلَ هَذَا، قَالَ: لَا، قَالَ: فَاتَّقُوا اللَّهَ وَاعْدِلُوا بَيْنَ أَوْلَادِكُمْ، قَالَ: فَرَجَعَ فَرَدَّ عَطِيَّتَهُ".

ترجمہ: ”ہم سے حامد بن عمر نے بیان کیا، انہوں نے کہا ہم سے ابو عوانہ نے بیان کیا حصین سے، وہ عامر سے کہ میں نے نعمان بن بشیر رضی اللہ عنہما سے سنا وہ منبر پر بیان کر رہے تھے کہ میرے باپ نے مجھے ایک عطیہ دیا، تو عمرہ بنت رواحہ رضی اللہ عنہا (نعمان کی والدہ) نے کہا کہ جب تک آپ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو اس پر گواہ نہ بنائیں میں راضی نہیں ہو سکتی۔ چنانچہ (حاضر خدمت ہو کر) انہوں نے عرض کیا کہ عمرہ بنت رواحہ سے اپنے بیٹے کو میں نے ایک عطیہ دیا تو انہوں نے کہا کہ پہلے میں آپ کو اس پر گواہ بنالوں، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے دریافت فرمایا کہ اسی جیسا عطیہ تم نے اپنی تمام اولاد کو دیا ہے؟ انہوں نے جواب دیا کہ نہیں، اس پر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اللہ سے ڈرو اور اپنی اولاد کے درمیان انصاف کو قائم رکھو۔ چنانچہ وہ واپس ہوئے اور ہدیہ واپس لے لیا۔“

(صحیح بخاری جلد اوّل کتاب الھبۃ حدیث نمبر 2404 صفحہ نمبر 942، انٹرنیشنل نمبر 2587)

☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆

باب نمبر۔75

صحیح بخاری کے مطابق

لوگوں تک قرآن مَت پہنچاؤ

قرآن کے مطابق

قرآن کو تمام اِنسانوں تک پہنچادو

قرآن صرف مسلمانوں کیلیئے ہی نہیں بلکہ سارے جہان کے لوگوں کی ہدایت کیلیئے نازل کیا گیا۔ملاحظہ کیجیے :

قرآن:

إِنْ هُوَ إِلَّا ذِكْرٌ لِّلْعَالَمِينَ

(یہ قرآن جملہ جہان والوں کے لئے نصیحت ہی تو ہے)

(سورۃ یوسف سورہ نمبر12آیت نمبر104)

قرآن:

إِنْ هُوَ إِلَّا ذِكْرٌ لِّلْعَالَمِينَ

”یہ (قرآن) توسارے جہان والوں کے لئے نصیحت ہی ہے۔“

(سورۃ ص سورہ نمبر38آیت نمبر87)

قرآن:

وَمَا هُوَ إِلَّا ذِكْرٌ لِّلْعَالَمِينَ

"اور وہ (قرآن) تو سارے جہانوں کے لئے نصیحت ہے۔"

(سورۃ قلم سورہ نمبر 68 آیت نمبر 52)

قرآن:

إِنْ هُوَ إِلَّا ذِكْرٌ لِّلْعَالَمِينَ

"یہ (قرآن) تو تمام جہانوں کے لئے (صحیفۂ) نصیحت ہے۔"

(سورۃ تکویر سورہ نمبر 81 آیت نمبر 27)

قرآن:

الر ۚ كِتَابٌ أَنزَلْنَاهُ إِلَيْكَ لِتُخْرِجَ النَّاسَ مِنَ الظُّلُمَاتِ إِلَى النُّورِ بِإِذْنِ رَبِّهِمْ إِلَىٰ صِرَاطِ الْعَزِيزِ الْحَمِيدِ

"الف، لام، را، یہ (عظیم) کتاب ہے جسے ہم نے آپ کی طرف اتارا ہے تاکہ آپ لوگوں کو (کفر کی) تاریکیوں سے نکال کر (ایمان کے) نور کی جانب لے آئیں (مزید یہ کہ) ان کے رب کے حکم سے اس کی راہ کی طرف (لائیں) جو غلبہ والا سب خوبیوں والا ہے۔"

(سورۃ ابراہیم سورہ نمبر 14 آیت نمبر 1)

قرآن:

شَهْرُ رَمَضَانَ الَّذِي أُنزِلَ فِيهِ الْقُرْآنُ هُدًى لِّلنَّاسِ وَبَيِّنَاتٍ مِّنَ الْهُدَىٰ وَالْفُرْقَانِ ۚ

”رمضان کا مہینہ (وہ ہے) جس میں قرآن اتارا گیا ہے جو لوگوں کے لئے ہدایت ہے اور (جس میں) رہنمائی کرنے والی اور (حق و باطل میں) امتیاز کرنے والی واضح نشانیاں ہیں۔“

(سورۃ البقرۃ سورہ نمبر 2 آیت نمبر 185)

قرآن:

هَذَا بَيَانٌ لِّلنَّاسِ وَهُدًى وَمَوْعِظَةٌ لِّلْمُتَّقِينَ

”یہ قرآن لوگوں کے لئے واضح بیان ہے اور ہدایت ہے اور پرہیزگاروں کے لئے نصیحت ہے۔“

(سورۃ آل عمران سورہ نمبر 3 آیت نمبر 138)

قرآن:

وَلَقَدْ ضَرَبْنَا لِلنَّاسِ فِي هَذَا الْقُرْآنِ مِن كُلِّ مَثَلٍ

”اور درحقیقت ہم نے لوگوں (کے سمجھانے) کے لئے اس قرآن میں ہر طرح کی مثال بیان کر دی ہے۔“

(سورۃ روم سورہ نمبر 30 آیت نمبر 58)

قرآن:

إِنَّا أَنزَلْنَا عَلَيْكَ الْكِتَابَ لِلنَّاسِ بِالْحَقِّ

”بیشک ہم نے آپ پر لوگوں (کی رہنمائی) کے لئے حق کے ساتھ کتاب اتاری۔“

(سورۃ الزمر سورہ نمبر 39 آیت نمبر 41)

اس کے بعد فرمایا کہ جو قرآن آپ پر نازل کیا گیا ہے اسے آگے پہنچادیں چنانچہ فرمانِ خداوندی ہے :

قرآن:

يَاَيُّهَا الرَّسُوْلُ بَلِّغْ مَآ اُنْزِلَ اِلَيْكَ مِنْ رَّبِّكَ ط وَاِنْ لَّمْ تَفْعَلْ فَمَا بَلَّغْتَ رِسَالَتَهٗ ط (67/5)

ترجمہ: ”اے رسول صلی اللہ علیہ والہ وسلم ! پہنچادو جو آپؐ کے ربّ کی طرف سے آپؐ پر نازل کیا گیا ہے اور اگر یہ نہ کیا تو گویا اُس کا پیغام نہیں پہنچایا۔“

{سورۃ المائدہ سورہ نمبر 5 آیت نمبر 67}

آج مسلمان اور غیر مسلم دانشور سب جانتے ہیں کہ حضور صلی اللہ علیہ والہ وسلم نے اللہ تعالیٰ کا پیغام پہنچانے کا حق ادا کر دیا۔ سوال یہ ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ والہ وسلم نے اللہ تعالیٰ کا پیغام کن لوگوں تک پہنچایا...؟ صرف مسلمانوں تک یا سارے جہان کے لوگوں تک۔ جواب یہ ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ والہ وسلم نے اللہ کے حکم (درج بالا آیات) کے مطابق تمام لوگوں تک اللہ کا پیغام پہنچایا۔ اب مسلمانوں کی ذمہ داری ہے کہ قرآن کی آواز کو غیر مسلموں تک پہنچائیں، لیکن مندرجہ ذیل حدیث پڑھ کر ہر عقل رکھنے والا مسلمان سمجھ سکتا ہے کہ یہ حدیث کسی غیر مسلم کی وضع کی ہوئی ہے جس میں قرآن کی آواز کو محدود کرنے کی کوشش کی گئی ہے۔ ملاحظہ کیجیے :

حدیث:

حَدَّثَنَا عَبْدُ اللَّهِ بْنُ مَسْلَمَةَ، عَنْ مَالِكٍ، عَنْ نَافِعٍ، عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ عُمَرَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا، أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ " نَهَى " أَنْ يُسَافَرَ بِالْقُرْآنِ إِلَى أَرْضِ الْعَدُوِّ ".

ترجمہ: ”حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ والہ وسلم نے قرآنِ مجید لے کر دُشمن کے ملک سفر کرنے سے منع فرمایا ہے۔“

(صحیح بخاری جلد دوم کتاب الجہاد والسیر حدیث نمبر 243 صفحہ نمبر 130، انٹرنیشنل نمبر 2990)

مغرب میں اِسلام کے متعلق پیدا ہونے والی غلط فہمیاں، ماضی میں اِس حدیث پر عمل کرنے کا نتیجہ معلوم ہوتی ہیں۔

☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆

باب نمبر۔76

صحیح بخاری کے مطابق

مرتد کی سزا قتل ہے۔

قرآن کے مطابق

دین میں کوئی جبر نہیں

کیا مرتد کی سزا موت ہے...؟ ملاحظہ کیجیے صحیح بخاری کی چند احادیث :

حدیث:

حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ عَبْدِ اللَّهِ، حَدَّثَنَا سُفْيَانُ، عَنْ أَيُّوبَ، عَنْ عِكْرِمَةَ، أَنَّ عَلِيًّا رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ، حَرَّقَ قَوْمًا فَبَلَغَ ابْنَ عَبَّاسٍ، فَقَالَ: لَوْ كُنْتُ أَنَا لَمْ أُحَرِّقْهُمْ لِأَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، قَالَ: "لَا تُعَذِّبُوا بِعَذَابِ اللَّهِ، وَلَقَتَلْتُهُمْ كَمَا قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: "مَنْ بَدَّلَ دِينَهُ فَاقْتُلُوهُ"".

ترجمہ:” عکرمہ فرماتے ہیں کہ حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے بعض لوگوں کو جلا دیا۔ جب یہ خبر حضرت ابنِ عبّاس رضی اللہ تعالیٰ عنہ تک پہنچی تو فرمایا کہ اگر ان کی جگہ میں ہوتا تو انہیں بالکل نہ جلاتا کیونکہ نبی کریم صلی اللہ علیہ والہ وسلم کا اِرشاد ہے کہ اللہ تعالیٰ کی طرح کسی کو عذاب نہ دو، لیکن اِنہیں قتل ضرور کرتا، کیونکہ نبی کریم صلی اللہ علیہ والہ وسلم کا فرمان ہے کہ جو اپنا دِین تبدیل کر لے اُسے قتل کر دو۔“

(صحیح بخاری جلد دوم کتاب الجہاد والسیر حدیث نمبر 270 صفحہ نمبر 139، انٹر نیشنل نمبر 3017)

حدیث:

حَدَّثَنَا أَبُو النُّعْمَانِ مُحَمَّدُ بْنُ الْفَضْلِ، حَدَّثَنَا حَمَّادُ بْنُ زَيْدٍ، عَنْ أَيُّوبَ، عَنْ عِكْرِمَةَ، قَالَ: أُتِيَ عَلِيٌّ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ بِزَنَادِقَةٍ، فَأَحْرَقَهُمْ، فَبَلَغَ ذَلِكَ ابْنَ عَبَّاسٍ، فَقَالَ: لَوْ كُنْتُ أَنَا لَمْ أُحْرِقْهُمْ، لِنَهْيِ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ "لَا تُعَذِّبُوا بِعَذَابِ اللَّهِ، وَلَقَتَلْتُهُمْ، لِقَوْلِ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، مَنْ بَدَّلَ دِينَهُ فَاقْتُلُوهُ".

ترجمہ: ”ہم سے ابوالنعمان محمد بن فضل سدوسی نے بیان کیا، کہا ہم سے حماد بن زید نے، انہوں نے ایوب سختیانی سے، انہوں نے عکرمہ سے، انہوں نے کہا علی رضی اللہ عنہ کے پاس کچھ بے دین لوگ لائے گئے۔ آپ نے ان کو جلوا دیا۔ یہ خبر ابن عباس رضی اللہ عنہما کو پہنچی تو انہوں نے کہا اگر میں حاکم ہوتا تو ان کو کبھی نہ جلواتا (دوسری طرح سے سزا دیتا) کیونکہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے آگ میں جلانے سے منع فرمایا ہے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ آگ اللہ کا عذاب ہے تم اللہ کے عذاب سے کسی کو مت عذاب دو میں ان کو قتل کرواڈالتا کیونکہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے جو شخص اپنا دین بدل ڈالے اسلام سے پھر جائے اس کو قتل کر ڈالو۔“

(صحیح بخاری جلد سوم کتاب استتابۃ المرتدین حدیث نمبر 1814 صفحہ نمبر 705، انٹر نیشنل نمبر 6922)

حدیث:

حَدَّثَنَا مُوسَى، حَدَّثَنَا أَبُو عَوَانَةَ، حَدَّثَنَا عَبْدُ الْمَلِكِ، عَنْ أَبِي بُرْدَةَ، قَالَ: بَعَثَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَبَا مُوسَى وَمُعَاذَ بْنَ جَبَلٍ إِلَى الْيَمَنِ، قَالَ: وَبَعَثَ كُلَّ وَاحِدٍ مِنْهُمَا عَلَى مِخْلَافٍ، قَالَ: وَالْيَمَنُ مِخْلَافَانِ، ثُمَّ قَالَ: "يَسِّرَا وَلَا تُعَسِّرَا، وَبَشِّرَا وَلَا تُنَفِّرَا"، فَانْطَلَقَ كُلُّ وَاحِدٍ مِنْهُمَا إِلَى عَمَلِهِ، وَكَانَ كُلُّ وَاحِدٍ مِنْهُمَا إِذَا سَارَ فِي أَرْضِهِ كَانَ قَرِيبًا مِنْ صَاحِبِهِ أَحْدَثَ بِهِ عَهْدًا فَسَلَّمَ عَلَيْهِ، فَسَارَ مُعَاذٌ فِي أَرْضِهِ قَرِيبًا مِنْ صَاحِبِهِ أَبِي مُوسَى، فَجَاءَ يَسِيرُ عَلَى بَغْلَتِهِ حَتَّى انْتَهَى إِلَيْهِ، وَإِذَا هُوَ جَالِسٌ، وَقَدِ اجْتَمَعَ إِلَيْهِ النَّاسُ وَإِذَا رَجُلٌ عِنْدَهُ قَدْ جُمِعَتْ يَدَاهُ إِلَى عُنُقِهِ، فَقَالَ لَهُ مُعَاذٌ: يَا عَبْدَ اللَّهِ بْنَ قَيْسٍ، أَيُّمَ هَذَا؟ قَالَ: هَذَا رَجُلٌ كَفَرَ بَعْدَ إِسْلَامِهِ، قَالَ: لَا أَنْزِلُ حَتَّى يُقْتَلَ، قَالَ: إِنَّمَا جِيءَ بِهِ لِذَلِكَ، فَانْزِلْ، قَالَ: مَا أَنْزِلُ حَتَّى يُقْتَلَ، فَأَمَرَ بِهِ فَقُتِلَ، ثُمَّ نَزَلَ، فَقَالَ: يَا عَبْدَ اللَّهِ، كَيْفَ تَقْرَأُ

الْقُرْآنَ؟ قَالَ: أَتَفَوَّقُهُ تَفَوُّقًا. قَالَ: فَكَيْفَ تَقْرَأُ أَنْتَ يَا مُعَاذُ؟ قَالَ: أَنَامُ أَوَّلَ اللَّيْلِ، فَأَقُومُ وَقَدْ قَضَيْتُ جُزْئِي مِنَ النَّوْمِ، فَأَقْرَأُ مَا كَتَبَ اللَّهُ لِي، فَأَحْتَسِبُ نَوْمَتِي كَمَا أَحْتَسِبُ قَوْمَتِي.

ترجمہ: ” حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ والہ وسلم نے حضرت ابو موسیٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہ اور حضرت معاذ بن جبل رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو یمن کا حاکم بنا کر بھیجا اور دونوں حضرات کو اُن کے صوبے الگ الگ بتائے کیونکہ یمن کے دو صوبے تھے، آپؐ نے دونوں حضرات کو تاکید فرمائی کہ نرمی سے کام لینا اور لوگوں پر سختی نہ کرنا، لوگوں کو خوش رکھنے کی کوشش کرنا اور اُنہیں ناراض نہ کرنا۔ چنانچہ دونوں حضرات اپنے اپنے صوبے میں چلے گئے اور دونوں حضرات میں سے جب بھی کوئی دوسرے کی ملحقہ حدود کے قریبی علاقے میں دورہ فرماتے تو ایک دوسرے سے ملاقات کرتے۔ چنانچہ ایک دفعہ حضرت معاذ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے حضرت ابو موسیٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے قریبی علاقے میں دورہ کیا اور یہ اپنے خچر پر سوار تھے تو یہ اُن کے پاس جا پہنچے، اُس وقت وہ بیٹھے ہوئے تھے اور بہت سے لوگ اُن کے گرد جمع تھے۔ دیکھا تو اُن کے پاس ایک ایسا آدمی بھی تھا جس کے ہاتھ اُس کی گردن سے بندھے ہوئے تھے، اُنہوں نے دریافت کیا کہ اے عبداللہ بن قیس! اِسے کیوں باندھا ہوا ہے؟ جواب دیا کہ یہ آدمی مسلمان ہونے کے بعد پھر کافر ہو گیا ہے۔ فرمایا کہ میں اُس وقت تک سواری سے نہیں اُتروں گا جب تک اِس کو قتل کر دینے کا حکم صادر نہیں کر دیا جائے گا۔ کہا اِسے قتل کرنے کیلئے ہی تو لایا گیا ہے، پس اُس کو قتل کر دینے کا حکم دیا اور وہ قتل کر دیا گیا، پھر یہ سواری سے اُتر آئے۔“

(صحیح بخاری جلد دوم کتاب المغازی حدیث نمبر 1472 صفحہ نمبر 677، انٹرنیشنل نمبر 4342، 4341)

(صحیح بخاری جلد دوم کتاب المغازی حدیث نمبر 1474 صفحہ نمبر 678، انٹرنیشنل نمبر 4344، 4345)

(صحیح بخاری جلد سوم کتاب استتابۃ المرتدین حدیث نمبر 1815 صفحہ نمبر 705، انٹرنیشنل نمبر 6923)

(صحیح بخاری جلد سوم کتاب الاحکام حدیث نمبر 2028 صفحہ نمبر 802، انٹرنیشنل نمبر 7157)

یمن کا حاکم بناتے وقت حضور صلی اللہ علیہ والہ وسلم نے جو تاکید ان دونوں حضرات کو کی تھی، کیا یہی طریقہ تھا اس پر عمل کرنے کا؟

قرآنِ پاک میں اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے :

قرآن:

لَآ اِكْرَاهَ فِي الدِّيْنِ قف(256/2)

ترجمہ: " دِین کے بارے میں کوئی زبردستی نہیں۔"

{سورۃ البقرۃ سورہ نمبر 2 آیت نمبر 256}

قرآن:

وَقُلِ الْحَقُّ مِنْ رَّبِّكُمْ قف فَمَنْ شَآءَ فَلْيُؤْمِنْ وَّمَنْ شَآءَ فَلْيَكْفُرْ لا(29/18)

ترجمہ: " آپ کہہ دیں حق تمہارے ربّ کی طرف سے ہے، پس جو چاہے سو ایمان لائے اور جو چاہے اِنکار کر دے۔"

{سورۃ الکہف سورہ نمبر 18 آیت نمبر 29}

قرآن:

قُلْ يٰٓاَيُّهَا النَّاسُ قَدْ جَآءَكُمُ الْحَقُّ مِنْ رَّبِّكُمْ ج فَمَنِ اهْتَدٰى فَاِنَّمَا يَهْتَدِيْ لِنَفْسِهٖ ج وَمَنْ ضَلَّ فَاِنَّمَا يَضِلُّ عَلَيْهَا ج وَمَآ اَنَا عَلَيْكُمْ بِوَكِيْلٍ(108/10)

ترجمہ: " آپ کہہ دیں، اے لوگو! تمہارے پاس تمہارے ربّ کی طرف سے حق پہنچ چکا تو جس نے ہدایت پائی، صرف اپنی جان کیلئے ہدایت پائی اور جو گمراہ ہوا تو صرف اپنے بُرے کو گمراہ ہوا اور میں تم پر مختار نہیں ہوں۔" {سورۃ یونس سورہ نمبر 10 آیت نمبر 108}

جبکہ مذہبی پیشوائیت کا اِصرار ہے کہ جو شخص اِسلام قبول کرنے کے بعد مرتد ہو جائے، اُس کی سزا قتل ہے۔ اللہ کریم، قرآنِ مجید میں اِرشاد فرماتے ہیں:

قرآن:

وَمَنْ يَّبْتَغِ غَيْرَ الْاِسْلَامِ دِيْنًا فَلَنْ يُّقْبَلَ مِنْهُ ج وَهُوَ فِي الْاٰخِرَةِ مِنَ الْخٰسِرِيْنَ ۔ كَيْفَ يَهْدِي اللّٰهُ قَوْمًا كَفَرُوْا بَعْدَ اِيْمَانِهِمْ وَشَهِدُوْٓا اَنَّ الرَّسُوْلَ حَقٌّ وَّجَآءَهُمُ الْبَيِّنٰتُ ط وَاللّٰهُ لَا يَهْدِي الْقَوْمَ الظّٰلِمِيْنَ ۔ اُولٰٓئِكَ جَزَآؤُهُمْ اَنَّ عَلَيْهِمْ لَعْنَةَ اللّٰهِ وَالْمَلٰٓئِكَةِ وَالنَّاسِ اَجْمَعِيْنَ ۔ خٰلِدِيْنَ فِيْهَا ج لَا يُخَفَّفُ عَنْهُمُ الْعَذَابُ وَلَا هُمْ يُنْظَرُوْنَ ۔ اِلَّا الَّذِيْنَ تَابُوْا مِنْ م بَعْدِ ذٰلِكَ وَاَصْلَحُوْا قف فَاِنَّ اللّٰهَ غَفُوْرٌ رَّحِيْمٌ (3/85-89)

ترجمہ: ” اور جو کوئی چاہے گا اِسلام کے سوا کوئی اور دِین تو اُس سے ہر گز قبول نہ کیا جائے گا اور وہ آخرت میں نقصان اٹھانے والوں سے ہو گا، اللہ ایسے لوگوں کو کیونکر ہدایت دے گا جو کافر ہو گئے اپنے اِیمان کے بعد اور گواہی دے چکے کہ یہ رسول (صلی اللہ علیہ والہ وسلم) سچے ہیں اور ان کے پاس کھلی نشانیاں آگئیں اور اللہ ظالم لوگوں کو ہدایت نہیں دیتا۔ ایسے لوگوں کی سزا ہے کہ اُن پر لعنت ہے اللہ کی اور فرشتوں کی اور تمام لوگوں کی، وہ اس میں ہمیشہ رہیں گے، نہ اُن سے عذاب ہلکا کیا جائے گا اور نہ اُنہیں مہلت دی جائے گی، مگر جن لوگوں نے اس کے بعد توبہ کی اور اصلاح کی تو بیشک اللہ بخشنے والا، رحم کرنے والا ہے۔“

{سورۃ آل عمران سورہ نمبر 3 آیت نمبر 85 تا 89}

آپ نے غور فرمایا کہ قرآن نے کس طرح بات کو نکھار کر بیان کیا ہے۔ قرآن کے اِن الفاظ ” مگر جن لوگوں نے اِس کے بعد توبہ کی اور اصلاح کی“ نے مذہبی پیشوائیت کے بھاگنے کے تمام راستے بند کر دیئے ہیں کہ اگر مرتِد کی سزا قتل ہوتی تو توبہ اور اِصلاح کا سوال ہی پیدا نہیں ہوتا۔ ایک اور مقام پر اللہ نے فرمایا :

قرآن:

اِنَّ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا ثُمَّ كَفَرُوْا ثُمَّ اٰمَنُوْا ثُمَّ كَفَرُوْا ثُمَّ ازْدَادُوْا كُفْرًا لَّمْ يَكُنِ اللّٰهُ لِيَغْفِرَ لَهُمْ وَلَا لِيَهْدِيَهُمْ سَبِيْلًا

(137/4)

ترجمہ:"بے شک جو لوگ اِیمان لائے پھر کافر ہوئے پھر اِیمان لائے پھر کافر ہوئے پھر کفر میں بڑھتے رہے، اللہ اُنہیں ہر گز نہ بخشے گا اور نہ اُنہیں سیدھی راہ دکھائے گا۔"

{سورۃ النساء سورہ نمبر 4 آیت نمبر 137}

اگر مرتد کی سزا قتل ہوتی تو "ثُمَّ کَفَرُو" کے بعد "ثُمَّ آمَنُو" کے الفاظ ہر گز نہ آتے کیونکہ ایک مسلمان جب کافر ہو جاتا تو اُسے قتل کر دیا جاتا تھا، اِس کے بعد "ثُمَّ آمَنُو" اور پھر "ثُمَّ کَفَرُو" کی گنجائش ہی نہیں رہتی۔ قرآن اپنی ہر بات کو دلیل و برہان اور بصیرت و فراست کی رُو سے تسلیم کرنے کی دعوت دیتا ہے اِسی لیے اس نے فرمایا :

قرآن:

قُلْ هٰذِهٖ سَبِيْلِيْٓ اَدْعُوْٓا اِلَى اللّٰهِ قف عَلٰى بَصِيْرَةٍ اَنَا وَمَنِ اتَّبَعَنِيْ ط (108/12)

ترجمہ:" آپ کہہ دیں یہ میرا راستہ ہے، میں اور میری اتباع کرنے والے علیٰ وجہ البصیرت خدا کی طرف دعوت دیتے ہیں۔"

{سورۃ یوسف سورہ نمبر 12 آیت نمبر 108}

اس لیے وہ اُس اِیمان کو اِیمان ہی تسلیم کرنے کیلئے تیار نہیں جو دِلوں میں داخل نہ ہوا ہو۔ چنانچہ فرمایا :

قرآن:

قَالَتِ الْاَعْرَابُ اٰمَنَّا ط قُلْ لَّمْ تُؤْمِنُوْا وَلٰكِنْ قُوْلُوْٓا اَسْلَمْنَا وَلَمَّا يَدْخُلِ الْاِيْمَانُ فِيْ قُلُوْبِكُمْ ط (14/49)

ترجمہ:" دیہاتی لوگ کہتے ہیں کہ ہم اِیمان لائے، آپ کہہ دیں کہ تم اِیمان نہیں لائے بلکہ تم یوں کہو کہ ہم اِسلام لائے، اِیمان تو ابھی تمہارے دِلوں میں داخل ہی نہیں ہوا۔"

{سورۃ الحجرات سورہ نمبر 49 آیت نمبر 14}

یعنی جب تک اِیمان دِلوں میں داخل نہ ہو، بندہ مومن نہیں ہو سکتا۔ ایک آدمی دل سے اِسلام کو قبول نہیں کرتا، ظاہر ہے وہ مومن نہیں ہو سکتا لیکن مذہبی پیشوائیت کا اصرار ہے کہ تمہیں زبردستی مومن ہی بن کر رہنا ہو گا ورنہ تمہیں قتل کر دیا جائے گا۔ فرض کریں ایک آدمی مولویوں کے ڈر سے دینِ اسلام سے مرتد ہونے کا اعلان نہیں کرتا تو کیا اِس طرح وہ مومن رہے گا؟ قرآن نے بتایا ہے کہ یہ عقیدہ فرعون کا تھا :

قرآن:

قَالَ فِرْعَوْنُ اٰمَنْتُمْ بِهٖ قَبْلَ اَنْ اٰذَنَ لَكُمْ ج اِنَّ هٰذَا لَمَكْرٌ مَّكَرْتُمُوْهُ فِي الْمَدِيْنَةِ لِتُخْرِجُوْا مِنْهَآ اَهْلَهَا ج فَسَوْفَ تَعْلَمُوْنَ ۔ لَاُقَطِّعَنَّ اَيْدِيَكُمْ وَاَرْجُلَكُمْ مِّنْ خِلَافٍ ثُمَّ لَاُصَلِّبَنَّكُمْ اَجْمَعِيْنَ (7/123-124)

ترجمہ: ” فرعون کہنے لگا کہ تم موسیٰؑ پر ایمان لائے ہو بغیر اِس کے کہ میں تم کو اجازت دوں بے شک یہ سازش تھی جس پر تمہارا عمل درآمد ہوا ہے اس شہر میں تاکہ تم سب اس شہر سے یہاں کے رہنے والوں کو باہر نکال دو۔ سو اب تم کو حقیقت معلوم ہوئی جاتی ہے۔ میں تمہارے ایک طرف کے ہاتھ اور دوسری طرف کے پاؤں کاٹوں گا۔ پھر تم سب کو سُولی پر لٹکا دوں گا۔“

{سورۃ الاعراف سورہ نمبر 7 آیت نمبر 123 تا 124}

قرآن:

قَالَ اٰمَنْتُمْ لَهٗ قَبْلَ اَنْ اٰذَنَ لَكُمْ ج اِنَّهٗ لَكَبِيْرُكُمُ الَّذِيْ عَلَّمَكُمُ السِّحْرَ ج فَلَسَوْفَ تَعْلَمُوْنَ ط لَاُقَطِّعَنَّ اَيْدِيَكُمْ وَاَرْجُلَكُمْ مِّنْ خِلَافٍ وَّلَاُوصَلِّبَنَّكُمْ اَجْمَعِيْنَ (49/26)

ترجمہ: ” فرعون نے کہا کہ میری اِجازت سے پہلے تم اِس پر ایمان لے آئے؟ یقیناً یہی تمہارا وہ بڑا (سردار) ہے جس نے تم سب کو جادُو سکھایا ہے، سو تمہیں ابھی ابھی معلوم ہو جائے گا، قسم ہے میں ابھی تمہارے ہاتھ پاؤں الٹے طور پر کاٹ دوں گا اور تم سب کو سُولی پر لٹکا دوں گا۔“

{سورۃ الشعراء سورہ نمبر 26 آیت نمبر 49}

قرآن:

قَالَ اٰمَنْتُمْ لَهٗ قَبْلَ اَنْ اٰذَنَ لَكُمْ ط اِنَّهٗ لَكَبِيْرُكُمُ الَّذِىْ عَلَّمَكُمُ السِّحْرَ ج فَلَاُقَطِّعَنَّ اَيْدِيَكُمْ وَ اَرْجُلَكُمْ مِّنْ خِلَافٍ وَّلَاُصَلِّبَنَّكُمْ فِىْ جُذُوْعِ النَّخْلِ ز وَلَتَعْلَمُنَّ اَيُّنَآ اَشَدُّ عَذَابًا وَّاَبْقٰى (71/20)

ترجمہ:" فرعون کہنے لگا کہ کیا میری اِجازت سے پہلے ہی تم اِس پر ایمان لے آئے؟ یقیناً یہی تمہارا وہ بڑا بزرگ ہے جس نے تم سب کو جادُو سکھایا ہے، (سُن لو) میں تمہارے ہاتھ پاؤں اُلٹے سیدھے کٹوا کر تم سب کو کھجور کے تنوں میں سولی پر لٹکوادوں گا اور تمہیں پوری طرح معلوم ہو جائے گا کہ ہم میں سے کس کی مار زیادہ سخت اور دیرپا ہے۔"

{سورۃ طٰہٰ سورہ نمبر 20 آیت نمبر 71}

حضرت شعیب علیہ السلام کی قوم نے بھی یہی کہا تھا :

قرآن:

قَالَ الْمَلَاُ الَّذِيْنَ اسْتَكْبَرُوْا مِنْ قَوْمِهٖ لَنُخْرِجَنَّكَ يٰشُعَيْبُ وَالَّذِيْنَ اٰمَنُوْا مَعَكَ مِنْ قَرْيَتِنَآ اَوْ لَتَعُوْدُنَّ فِىْ مِلَّتِنَا ط قَالَ اَوَلَوْ كُنَّا كٰرِهِيْنَ (88/7)

ترجمہ :" ان کی قوم کے متکبر سرداروں نے کہا کہ اے شعیب! ہم آپ کو اور جو آپ کے ہمراہ ایمان والے ہیں ان کو اپنی بستی سے نکال دیں گے اِلّا یہ کہ تم ہمارے مذہب میں پھر آ جاؤ۔ شعیب علیہ السلام نے جواب دیا کہ کیا ہم تمہارے مذہب میں آ جائیں گو ہم اِس کو مکروہ ہی سمجھتے ہوں۔"

{سورۃ الاعراف سورہ نمبر 7 آیت نمبر 88}

یہی بات دیگر رُسل کو کہی گئی :

قرآن:

وَقَالَ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا لِرُسُلِهِمْ لَنُخْرِجَنَّكُمْ مِّنْ اَرْضِنَآ اَوْلَتَعُوْدُنَّ فِيْ مِلَّتِنَا ط فَاَوْحٰۤى اِلَيْهِمْ رَبُّهُمْ لَنُهْلِكَنَّ الظّٰلِمِيْنَ (13/14)

ترجمہ: ''کافروں نے اپنے رسولوں سے کہا کہ ہم تمہیں ملک بدر کردیں گے یا تم پھر سے ہمارے مذہب میں لوٹ آئو۔ تو اُن کے پروردگار نے اُن کی طرف وحی بھیجی کہ ہم اِن ظالموں کو ہی غارت کردیں گے۔''

{سورۃ ابراہیم سورہ نمبر14 آیت نمبر 13 }

مذہبی پیشوائیت کا مغالطہ :

قرآن نے مرتد اور باغی میں فرق کیا ہے، اِسلام ایک سسٹم کا نام ہے، مرتد وہ ہے جسے اِس سسٹم سے اِختلاف ہو جائے لیکن وہ اِس ملک میں پُرامن شہری کے طور پر رہنا چاہے۔ قرآن کے نزدیک یہ کوئی جُرم نہیں کہ ایک شخص عیسائی بن کر ملک میں رہنا چاہتا ہے یا یہودی بن کر۔ جب یہ جُرم ہی نہیں تو قرآن نے اِس کی سزا بھی تجویز نہیں کی۔ جبکہ باغی وہ ہوتا ہے جو اِسلامی نظام کو اُلٹنے کی کوشش کرتا ہے، قرآن نے اِسے جرم قرار دیا ہے اور اس کی سزا مقرر کی ہے۔ قرآن میں ہے:

قرآن:

اِنَّمَا جَزٰٓؤُا الَّذِيْنَ يُحَارِبُوْنَ اللّٰهَ وَرَسُوْلَهٗ وَيَسْعَوْنَ فِي الْاَرْضِ فَسَادًا اَنْ يُّقَتَّلُوْٓا اَوْ يُصَلَّبُوْٓا اَوْ تُقَطَّعَ اَيْدِيْهِمْ وَاَرْجُلُهُمْ مِّنْ خِلَافٍ اَوْ يُنْفَوْا مِنَ الْاَرْضِ ط ذٰلِكَ لَهُمْ خِزْيٌ فِي الدُّنْيَا وَلَهُمْ فِي الْاٰخِرَةِ عَذَابٌ عَظِيْمٌ (33/5)

ترجمہ: '' جو اللہ اور رسول (کے نظام) کے خلاف جنگ کریں اور ملک میں فساد کرتے پھریں، اُن کی سزا یہی ہے کہ وہ قتل کر دیئے جائیں یا مخالف جانب سے اُن کے ہاتھ پائوں کاٹ دیئے جائیں یا اُنہیں جلاوطن کر دیا جائے، یہ تو ہوئی اُن کی دُنیوی ذِلّت اور خواری اور آخرت میں اُن کیلئے بڑا بھاری عذاب ہے۔''

{سورۃ المائدہ سورہ نمبر5 آیت نمبر33}

اِسلام کے معنیٰ ہی چونکہ سلامتی کے ہیں، اِس لیے اِس نے باغی کیلئے بھی رُجوع کا دروازہ کھلا رکھا ہے کہ اگر کوئی باغی گرفتار ہونے سے قبل توبہ کرلیتا ہے تو اُسے معاف کیا جاسکتا ہے چنانچہ فرمایا۔"

قرآن:

اِلَّا الَّذِيۡنَ تَابُوۡا مِنۡ قَبۡلِ اَنۡ تَقۡدِرُوۡا عَلَيۡهِمۡ‌ ۚ فَاعۡلَمُوۡۤا اَنَّ اللّٰهَ غَفُوۡرٌ رَّحِيۡمٌ (34/5)

" مگر وہ لوگ جنہوں نے توبہ کرلی اِس سے قبل کہ تم اُن پر قابو پالو تو جان لو کہ اللہ بہت بڑی بخشش اور رحم و کرم والا ہے۔"

{سورۃ المائدہ سورہ نمبر 5 آیت نمبر 34}

صحیح بخاری میں ایک ایسی حدیث بھی ہے جس میں حضرت خالد بن ولید رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو تو قرآنی تعلیم کے خلاف عمل کرتے ہوئے دِکھایا گیا ہے لیکن حضور صلی اللہ علیہ والہ وسلم کا بیان قرآن کے مطابق ہے۔ ملاحظہ کیجیے:

حدیث:

حَدَّثَنَا مَحْمُودٌ، حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّزَّاقِ، أَخْبَرَنَا مَعْمَرٌ، عَنِ الزُّهْرِيِّ، عَنْ سَالِمٍ، عَنِ ابْنِ عُمَرَ، بَعَثَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ خَالِدًا. ح، وحَدَّثَنِي أَبُو عَبْدِ اللَّهِ نُعَيْمُ بْنُ حَمَّادٍ، حَدَّثَنَا عَبْدُ اللَّهِ، أَخْبَرَنَا مَعْمَرٌ، عَنِ الزُّهْرِيِّ، عَنْ سَالِمٍ، عَنْ أَبِيهِ، قَالَ: "بَعَثَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ خَالِدَ بْنَ الْوَلِيدِ إِلَى بَنِي جَذِيمَةَ، فَلَمْ يُحْسِنُوا أَنْ يَقُولُوا أَسْلَمْنَا، فَقَالُوا: صَبَأْنَا صَبَأْنَا، فَجَعَلَ خَالِدٌ يَقْتُلُ وَيَأْسِرُ، وَدَفَعَ إِلَى كُلِّ رَجُلٍ مِنَّا أَسِيرَهُ، فَأَمَرَ كُلَّ رَجُلٍ مِنَّا أَنْ يَقْتُلَ أَسِيرَهُ، فَقُلْتُ: وَاللَّهِ لَا أَقْتُلُ أَسِيرِي وَلَا يَقْتُلُ رَجُلٌ مِنْ أَصْحَابِي أَسِيرَهُ، فَذَكَرْنَا ذَلِكَ لِلنَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، فَقَالَ: اللَّهُمَّ إِنِّي أَبْرَأُ إِلَيْكَ مِمَّا صَنَعَ خَالِدُ بْنُ الْوَلِيدِ مَرَّتَيْنِ".

ترجمہ:" حضرت ابنِ عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ والہ وسلم نے حضرت خالد بن ولید رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو بنی جذیمہ کی طرف بھیجا تو وہ لوگ اچھی طرح نہیں کہہ سکتے تھے کہ ہم مسلمان ہوگئے بلکہ اُنہوں نے کہا کہ ہم پھر گئے، ہم دِین سے پھرگئے، چنانچہ حضرت خالد رضی اللہ تعالیٰ عنہ لوگوں کو قتل اور قید کرتے رہے اور ہم میں سے ہر ایک کے پاس قیدی بھیجا اور حکم دیا کہ

ہر ایک اپنے قیدی کو قتل کر دے۔ پس میں نے کہا کہ خدا کی قسم، میں تو اپنے قیدی کو قتل نہیں کروں گا اور میرے ساتھیوں میں سے بھی کسی نے اپنے قیدی کو قتل نہ کیا۔ پس ہم نے نبی کریم صلی اللہ علیہ والہ وسلم سے اِس بات کا ذِکر کیا تو آپؐ نے دو مرتبہ یہ کہا: اے اللہ میں اُس سے بَری ہوں جو خالدؓ نے کیا ہے۔"

(صحیح بخاری جلد سوم کتاب الاحکام حدیث نمبر 2056 صفحہ نمبر 817، انٹر نیشنل نمبر 7189)

☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆

باب نمبر۔77

صحیح بخاری کے مطابق

انبیاء ظالم تھے

قرآن کے مطابق

انبیاء ظالم نہیں تھے

ظلم کے معنی حد سے تجاوز کرنا بھی ہیں۔اللہ تعالیٰ نے قرآن میں اِرشاد فرمایا کہ :

قرآن:

وَاللّٰہُ لَا یُحِبُّ الظّٰلِمِیْنَ

(سورۃ آل عمران آیت 57)

وَاللّٰہُ لَا یُحِبُّ الظّٰلِمِیْنَ

(سورۃ آل عمران آیت 140)

اِنَّہٗ لَا یُحِبُّ الظّٰلِمِیْنَ

(سورۃ الشوریٰ آیت 40)

ترجمہ: ” خدا ظالموں کو پسند نہیں کرتا۔“

اللہ تعالیٰ نے تمام انبیاء کرام علیہم السلام کو عدل قائم کرنے کیلئے مبعوث فرمایا چنانچہ فرمانِ خداوندی ہے :

قرآن:

لَقَدۡ اَرۡسَلۡنَا رُسُلَنَا بِالۡبَیِّنٰتِ وَ اَنۡزَلۡنَا مَعَهُمُ الۡكِتٰبَ وَ الۡمِیۡزَانَ لِیَقُوۡمَ النَّاسُ بِالۡقِسۡطِ ج(25/57)

ترجمہ:" یقیناہم نے اپنے پیغمبروں کو کھلی دلیلیں دے کر بھیجااور اُن کے ساتھ کتاب

اور میزان (ترازو) نازل فرمایاتاکہ لوگ عدل پر قائم رہیں۔"

{سورۃالحدید سورہ نمبر 57آیت نمبر 25}

لیکن صحیح بخاری میں ایک نبیؑ کو نعوذ باللہ ظالم ثابت کرنے کی کوشش کی جارہی ہے۔حدیث ملاحظہ کیجیے :

حدیث:

حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ بُكَيْرٍ، حَدَّثَنَا اللَّيْثُ، عَنْ يُونُسَ، عَنِ ابْنِ شِهَابٍ، عَنْ سَعِيدِ بْنِ الْمُسَيِّبِ، أن أبا هريرة رضى الله عنه، قَالَ: سَمِعْتُ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، يَقُولُ: "قَرَصَتْ نَمْلَةٌ نَبِيًّا مِنَ الْأَنْبِيَاءِ فَأَمَرَ بِقَرْيَةِ النَّمْلِ فَأُحْرِقَتْ، فَأَوْحَى اللَّهُ إِلَيْهِ أَنْ قَرَصَتْكَ نَمْلَةٌ أَحْرَقْتَ أُمَّةً مِنَ الْأُمَمِ تُسَبِّحُ".

ترجمہ:" حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ والہ وسلم کو فرماتے سُنا کہ اللہ تعالیٰ کے نبیوں میں سے کسی نبی کو کسی چیونٹی نے کاٹ کھایا تواُنہوں نے چیونٹیوں کی پوری رہائش گاہ میں آگ لگا کر سب کو جلادیا۔اللہ نے اُن کی جانب وحی بھیجی کہ تمہیں ایک چیونٹی نے کاٹا لیکن تم نے اُن کی پوری جماعت ہی کو جلا کر رکھ دیا حالانکہ وہ تسبیح کرتی تھیں۔"

(صحیح بخاری جلد دوم کتاب الجہاد والسیر حدیث نمبر 272 صفحہ نمبر 140، انٹرنیشنل نمبر 3019)

حدیث:

حَدَّثَنَا إِسْمَاعِيلُ بْنُ أَبِي أُوَيْسٍ، قَالَ: حَدَّثَنِي مَالِكٌ، عَنْ أَبِي الزِّنَادِ، عَنِ الْأَعْرَجِ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، قَالَ: "نَزَلَ نَبِيٌّ مِنَ الْأَنْبِيَاءِ تَحْتَ شَجَرَةٍ فَلَدَغَتْهُ نَمْلَةٌ فَأَمَرَ بِجَهَازِهِ فَأُخْرِجَ مِنْ تَحْتِهَا، ثُمَّ أَمَرَ بِبَيْتِهَا فَأُحْرِقَ بِالنَّارِ فَأَوْحَى اللَّهُ إِلَيْهِ فَهَلَّا نَمْلَةً وَاحِدَةً".

ترجمہ: ”ہم سے اسماعیل بن ابی اویس نے بیان کیا، کہا کہ مجھ سے امام مالک نے بیان کیا، ان سے ابوالزناد نے، ان سے اعرج نے اور ان سے ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ”گروہ انبیاء میں سے ایک نبی ایک درخت کے سائے میں اترے، وہاں انہیں کسی ایک چیونٹی نے کاٹ لیا۔ تو انہوں نے حکم دیا، ان کا سارا سامان درخت کے تلے سے اٹھا لیا گیا۔ پھر چیونٹیوں کا سارا چھتہ جلوا دیا۔ اس پر اللہ تعالیٰ نے ان پر وحی بھیجی کہ تم کو تو ایک ہی چیونٹی نے کاٹا تھا، فقط اسی کو جلانا تھا۔“

(صحیح بخاری جلد دوم کتاب بدا الخلق حدیث نمبر 546 صفحہ نمبر 257، انٹر نیشنل نمبر 3319)

اس حدیث کا سب سے افسوسناک پہلو یہ ہے کہ اِسے حضور صلی اللہ علیہ والہ وسلم سے منسوب کیا گیا ہے یعنی آپؐ نے نعوذ باللہ کسی سابقہ نبیؑ کو ظالم قرار دیا۔ حالانکہ اللہ نے آپؐ کے متعلق فرمایا کہ آپؐ کی آمد کا مقصد ہی عدل قائم کرنا تھا (15/42)۔

☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆

باب نمبر۔78

صحیح بخاری کے مطابق

آوا گون

عقیدۂ تناسخ کو سنسکرت میں آوا گون کہتے ہیں،اِس کے اصطلاحی معنی ہیں گناہوں اور نیکیوں کے باعث بار بار جنم لینااور مر نا۔آریوں کا عقیدہ یہ ہے کہ چونکہ رُوحوں کی تعداد محدود ہے اِس لیے ہر رُوح کو اُس کے گناہ کی وجہ سے آوا گون کے چکر میں ڈال دیا گیا ہے اور ہر گناہ کے بدلے میں رُوح ایک لاکھ چوراسی ہزار(184000)مر تبہ مختلف شکلوں میں جنم لیتی ہے نیز بعض رُوحیں اپنے گزشتہ اعمال اور علم کے مطابق حصولِ جسم کیلیئے رحم میں داخل ہوتی ہیں اور بعض مقیم اشیاء پودوں وغیرہ میں۔(کٹھ اپنشد 5-7)۔

آریوں کا عقیدہ آپ نے ملاحظہ فرمایا کہ انسان مرنے کے بعد دوبارہ بلی، کتّے، چوہے، گائے وغیرہ کے رُوپ میں زندہ ہوتا ہے جبکہ ذیل میں بخاری صاحب بھی ہندوئوں کے اِس عقیدے کو ثابت کرنے پر تُلے ہوئے ہیں۔اِس عقیدے کو منوانے کیلئے اُنہوں نے یہ روایت حضور صلی اللہ علیہ والہ وسلم سے منسوب کردی ہے، سیدھے سادے مسلمان اِسے حضور صلی اللہ علیہ والہ وسلم کی حدیث سمجھ کر قبول کرنے پر مجبور ہیں۔حدیث ملاحظہ کیجیے :

حدیث:

حَدَّثَنَا مُوسَى بْنُ إِسْمَاعِيلَ، حَدَّثَنَا وُهَيْبٌ، عَنْ خَالِدٍ، عَنْ مُحَمَّدٍ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ، عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، قَالَ: "فُقِدَتْ أُمَّةٌ مِنْ بَنِي إِسْرَائِيلَ لَا يُدْرَى مَا فَعَلَتْ وَإِنِّي لَا أُرَاهَا إِلَّا الْفَارَ إِذَا وُضِعَ لَهَا أَلْبَانُ الْإِبِلِ لَمْ تَشْرَبْ، وَإِذَا وُضِعَ لَهَا أَلْبَانُ الشَّاءِ شَرِبَتْ فَحَدَّثْتُ كَعْبًا، فَقَالَ: أَنْتَ سَمِعْتَ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُهُ؟، قُلْتُ: نَعَمْ، قَالَ: لِي مِرَارًا، فَقُلْتُ: أَفَأَقْرَأُ التَّوْرَاةَ".

ترجمہ: ’’حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ والہ وسلم نے فرمایا کہ بنی اسرائیل کا ایک گروہ گُم ہو گیا تھا، معلوم نہیں اُن کا کیا بنا اور میرا تو یہ خیال ہے کہ یہ چوہے وہی ہیں کیونکہ جب اِن کے سامنے اُونٹ کا دُودھ رکھا جائے تو نہیں پیتے اور جب بکری کا دُودھ رکھا جائے تو پی لیتے ہیں۔‘‘

(صحیح بخاری جلد دوم کتاب بدء الخلق حدیث نمبر 534 صفحہ نمبر 255، انٹرنیشنل نمبر 3305)

اللہ تعالیٰ نے قرآن میں فرمایا :

قرآن:

ثُمَّ اِنَّكُمْ بَعْدَ ذٰلِكَ لَمَيِّتُوْنَ ۔ ثُمَّ اِنَّكُمْ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ تُبْعَثُوْنَ (23/15-16)

’’ تم اِس زندگی کے بعد مر جاؤ گے اور پھر قیامت کے دِن اُٹھائے جاؤ گے۔‘‘ (سورۃ المومنون سورہ نمبر 23 آیت نمبر 15 تا 16)

☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆

باب نمبر۔79

صحیح بخاری کے مطابق

مکھی کا جُوس پیو

قرآنِ حکیم میں اللہ تعالیٰ نے فرمایا :

قرآن:

وَكُلُوا مِمَّا رَزَقَكُمُ اللّٰهُ حَلٰلًا طَيِّبًا ص (88/5)

ترجمہ:” اور جو اللہ نے تمہیں دیا ہے اُس میں سے حلال اور طیّب کھاؤ۔“

{سورۃ المائدہ سورۃ نمبر 5 آیت نمبر 88}

نیز دیکھیے :

قرآن:

☆ سورۃ البقرۃ سورہ نمبر 2 آیت نمبر 57

☆ سورۃ البقرۃ سورہ نمبر 2 آیت نمبر 168

☆ سورۃ البقرۃ سورہ نمبر 2 آیت نمبر 172

☆ سورۃ النحل سورہ نمبر 16 آیت نمبر 114

☆ سورۃ طٰہٰ سورہ نمبر 20 آیت نمبر 81

قرآنِ حکیم نے کھانے پینے کی بعض چیزوں کو حرام قرار دیا ہے اور بعض کو حلال، لیکن حلال کے ساتھ قرآن نے طیّب کا لفظ بھی استعمال کیا ہے۔ لغات القرآن میں طیّب کے معنی لکھے ہیں " ہر وہ چیز جو دیکھنے، سُننے، سُونگھنے، کھانے میں پسندیدہ ہو اور اُس سے اِنسانی نفس بھی کیف اندوز ہو۔" اللہ نے طیّب رزق کھانے کو کہا ہے لیکن صحیح بخاری میں لکھا ہے :

حدیث:

حَدَّثَنَا خَالِدُ بْنُ مَخْلَدٍ، حَدَّثَنَا سُلَيْمَانُ بْنُ بِلَالٍ، قَالَ: حَدَّثَنِي عُتْبَةُ بْنُ مُسْلِمٍ، قَالَ: أَخْبَرَنِي عُبَيْدُ بْنُ حُنَيْنٍ، قَالَ: سَمِعْتُ أَبَا هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ، يَقُولُ: قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: "إِذَا وَقَعَ الذُّبَابُ فِي شَرَابِ أَحَدِكُمْ فَلْيَغْمِسْهُ، ثُمَّ لِيَنْزِعْهُ فَإِنَّ فِي إِحْدَى جَنَاحَيْهِ دَاءً وَالْأُخْرَى شِفَاءً".

ترجمہ: " حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ والہ وسلم نے فرمایا کہ جب تم میں سے کسی کے پینے کی چیز میں مکھی گر جائے تو اُسے غوطہ دے کر پھینکنا چاہیے کیونکہ اُس کے ایک پَر میں بیماری اور دوسرے میں شفا ہے۔"

(صحیح بخاری جلد دوم کتاب بدء الخلق حدیث نمبر 547 صفحہ نمبر 258، انٹر نیشنل نمبر 3320)

حدیث:

حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ حَدَّثَنَا إِسْمَاعِيلُ بْنُ جَعْفَرٍ عَنْ عُتْبَةَ بْنِ مُسْلِمٍ مَوْلَى بَنِي تَيْمٍ عَنْ عُبَيْدِ بْنِ حُنَيْنٍ مَوْلَى بَنِي زُرَيْقٍ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: «إِذَا وَقَعَ الذُّبَابُ فِي إِنَاءِ أَحَدِكُمْ، فَلْيَغْمِسْهُ كُلَّهُ، ثُمَّ لِيَطْرَحْهُ، فَإِنَّ فِي أَحَدِ جَنَاحَيْهِ شِفَاءً وَفِي الآخَرِ دَاءً».

ترجمہ: " ہم سے قتیبہ بن سعید نے بیان کیا، انہوں نے کہا ہم سے اسماعیل بن جعفر نے بیان کیا، انہوں نے کہا ہم سے بنی تمیم کے مولیٰ عتبہ بن مسلم نے بیان کیا، ان سے بنی زریق کے مولیٰ عبید بن حنین نے بیان کیا اور ان سے ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا" جب مکھی تم میں سے کسی کے برتن میں پڑ جائے تو پوری مکھی کو برتن میں ڈبو دے اور پھر اسے نکال کر پھینک دے کیونکہ اس کے ایک پر میں شفاء اور دوسرے میں بیماری ہے۔"

(صحیح بخاری جلد سوم کتاب الطب حدیث نمبر 728 صفحہ نمبر 306، انٹر نیشنل نمبر 5782)

قارئینِ کرام! سب جانتے ہیں کہ مکھی ہمیشہ گندی جگہ پر بیٹھتی ہے۔ایک مکھی اِنسانی فضلے پر بیٹھنے اور ''مستفید'' ہونے کے بعد اگر آپ کی چائے میں گر جائے تو کیا کرنا چاہیے؟ صحیح بخاری کے مطابق اُسے اچھی طرح چائے میں غوطہ دینا چاہیے تا کہ اس کی ٹانگوں اور جسم پر لگے ہوئے فضلے کے ذرّات اچھی طرح چائے میں حل ہو جائیں۔اب آپ چائے پی سکتے ہیں۔گھبرایئے نہیں،آپ کا یہ عمل صحیح بخاری کی حدیث کے مطابق ہے۔

☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆

باب نمبر۔80

صحیح بخاری کے مطابق

کتّوں کو ہلاک کردو

قرآنِ مجید میں ارشادِ باری تعالیٰ ہے :

قرآن:

اِنَّ فِیۡ خَلۡقِ السَّمٰوٰتِ وَ الۡاَرۡضِ وَ اخۡتِلَافِ الَّیۡلِ وَ النَّهَارِ وَ الۡفُلۡكِ الَّتِیۡ تَجۡرِیۡ فِی الۡبَحۡرِ بِمَا یَنۡفَعُ النَّاسَ وَ مَاۤ اَنۡزَلَ اللّٰهُ مِنَ السَّمَآءِ مِنۡ مَّآءٍ فَاَحۡیَا بِهِ الۡاَرۡضَ بَعۡدَ مَوۡتِهَا وَ بَثَّ فِیۡهَا مِنۡ كُلِّ دَآبَّةٍ ص وَّ تَصۡرِیۡفِ الرِّیٰحِ وَ السَّحَابِ الۡمُسَخَّرِ بَیۡنَ السَّمَآءِ وَ الۡاَرۡضِ لَاٰیٰتٍ لِّقَوۡمٍ یَّعۡقِلُوۡنَ (164/2)

ترجمہ: ”آسمانوں اور زمین کی پیدائش، رات دن کا ہیر پھیر، کشتیوں کا لوگوں کو نفع دینے والی چیزوں کو لیے ہوئے سمندروں میں چلنا، آسمان سے پانی اُتار کر مردہ زمین کو زندہ کر دینا، اس میں ہر قسم کے جانوروں کو پھیلا دینا، ہوائوں کے رُخ بدلنا، اور بادل جو آسمان اور زمین کے درمیان مسخر ہیں، ان میں عقلمندوں کیلئے قدرتِ الٰہی کی نشانیاں ہیں۔“

{سورۃ البقرۃ سورہ نمبر 2 آیت نمبر 164}

قرآن:

اَلَّذِیۡنَ یَذۡكُرُوۡنَ اللّٰهَ قِیٰمًا وَّ قُعُوۡدًا وَّ عَلٰی جُنُوۡبِهِمۡ وَ یَتَفَكَّرُوۡنَ فِیۡ خَلۡقِ السَّمٰوٰتِ وَ الۡاَرۡضِ ج رَبَّنَا مَا خَلَقۡتَ هٰذَا بَاطِلًا ج سُبۡحٰنَكَ فَقِنَا عَذَابَ النَّارِ (191/3)

ترجمہ: ” جولوگ اللہ کو کھڑے اور بیٹھے اور اپنی کروٹوں پر یاد کرتے اور غور کرتے ہیں آسمانوں کی اور زمین کی پیدائش میں، (وہ) کہتے ہیں اے ہمارے ربّ! تُونے یہ بے فائدہ پیدا نہیں کیا۔“

{سورۃ آل عمران سورہ نمبر 3 آیت نمبر 191}

قرآن:

وَلِلّٰهِ يَسْجُدُ مَا فِي السَّمٰوٰتِ وَمَا فِي الْاَرْضِ مِنْ دَآبَّةٍ وَّالْمَلٰٓئِكَةُ وَهُمْ لَا يَسْتَكْبِرُوْنَ ۰ يَخَافُوْنَ رَبَّهُمْ مِّنْ فَوْقِهِمْ وَيَفْعَلُوْنَ مَا يُؤْمَرُوْنَ (16/49-50)

ترجمہ: ” اور اللہ کے سامنے سرِ تسلیم خم کرتا ہے جو بھی آسمانوں میں اور جو بھی جانداروں میں سے زمین میں ہے اور فرشتے بھی اور وہ تکبّر نہیں کرتے اور وہ اپنے ربّ سے ڈرتے ہیں جو ان کے اوپر ہے اور وہی کرتے ہیں جو انہیں حکم دیا جاتا ہے۔“ (سورۃ النحل سورہ نمبر 16 آیت نمبر 49 تا 50)

ان آیات کو ذہن میں رکھیے اور صحیح بخاری کی درج ذیل حدیث ملاحظہ کیجیے :

حدیث:

حَدَّثَنَا عَبْدُ اللَّهِ بْنُ يُوسُفَ، أَخْبَرَنَا مَالِكٌ، عَنْ نَافِعٍ، عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ عُمَرَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا، أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: "أَمَرَ بِقَتْلِ الْكِلَابِ".

” حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ والہ وسلم نے کتے کو قتل کرنے کا حکم فرمایا ہے۔“

(صحیح بخاری جلد دوم کتاب الانبیاء حدیث نمبر 550 صفحہ نمبر 259، انٹرنیشنل نمبر 3323)

تین سوال :

(1) تسخیرِ کائنات کی ترغیب دیتے ہوئے اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ ہر قسم کے جانوروں میں صاحبانِ عقل و بصیرت کیلئے نشانیاں ہیں {164/2} ۔ کیا کتّا جانوروں میں شامل نہیں ؟

(2) اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ مومن یہ کہتے ہیں (یا مومن کو یہ کہنا چاہیے) کہ اے اللہ ! تُو نے یہ کائنات باطل (بے فائدہ) پیدا نہیں کی {191/3} ۔ کیا کتّا باطل (بے فائدہ) پیدا کیا گیا ہے کہ اسے مار دینے کا حکم دیا گیا؟

(3) اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ زمین کے تمام جاندار اللہ کے حکم کے سامنے سرِ تسلیم خم کرتے ہیں۔ کیا کتّا زمین کے جانداروں میں شامل نہیں ؟

☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆

باب نمبر۔81

صحیح بخاری کے مطابق

جنّت میں لغو گفتگو ہو گی۔

قرآن کے مطابق

جنّت میں شائستہ گفتگو ہو گی۔

اللہ تعالیٰ نے قرآنِ مجید میں ارشاد فرمایا کہ جنّت ایسا مقام ہے کہ جس میں :

قرآن:

لَا يَسْمَعُونَ فِيهَا لَغْوًا وَّلَا كِذّٰبًا (35/78)

ترجمہ: ” وہ (جنّتی لوگ) اس میں نہ سنیں گے کوئی بے ہودہ بات اور نہ جھوٹ (خرافات)۔

{سورۃ النبا سورہ نمبر 78 آیت نمبر 35}

قرآن:

لَّا تَسْمَعُ فِيهَا لَاغِيَةً (11/88)

ترجمہ: ” اس میں نہ سنیں گے بے ہودہ بکواس۔“

{سورۃ الغاشیہ سورہ نمبر 88 آیت نمبر 11}

قرآن:

لَا يَسۡمَعُوۡنَ فِيۡهَا لَغۡوًا اِلَّا سَلٰمًا ؕ وَلَهُمۡ رِزۡقُهُمۡ فِيۡهَا بُكۡرَةً وَّعَشِيًّا (62/19)

ترجمہ: ”اوراس میں سلام کے سوا کوئی بے ہودہ بات نہ سنیں گے اوران کیلئے اس میں صبح وشام ان کا رزق ہے۔“

{سورۃ مریم سورہ نمبر 19 آیت نمبر 62}

قرآن:

لَا يَسۡمَعُوۡنَ فِيۡهَا لَغۡوًا وَّلَا تَاۡثِيۡمًا ۙ اِلَّا قِيۡلًا سَلٰمًا سَلٰمًا (26-25/56)

ترجمہ: ”وہ اس میں نہ بے ہودہ بات سنیں گے اور نہ گناہ کی بات۔ مگر وہاں کلام سلام سلام ہوگا۔“

{سورۃ الواقعہ سورہ نمبر 56 آیت نمبر 25 تا 26}

قرآن:

اُدۡخُلُوۡهَا بِسَلٰمٍ اٰمِنِيۡنَ ۙ وَنَزَعۡنَا مَا فِىۡ صُدُوۡرِهِمۡ مِّنۡ غِلٍّ اِخۡوَانًا عَلٰى سُرُرٍ مُّتَقٰبِلِيۡنَ ۙ لَا يَمَسُّهُمۡ فِيۡهَا نَصَبٌ وَّمَا هُمۡ مِّنۡهَا بِمُخۡرَجِيۡنَ (48-46/15)

ترجمہ: ”تم ان میں سلامتی کے ساتھ بے خوف وخطر داخل ہو۔ اور ہم نے ان کے سینوں سے کھینچ لیے کینے، بھائی بھائی بن کر تختوں پر آمنے سامنے بیٹھے ہوئے۔ اس میں اِنہیں کوئی تکلیف نہ چھوئے گی اور نہ وہ اس سے نکالے جائیں گے۔“

(سورۃ الحجر سورہ نمبر 15 آیت نمبر 46 تا 48)

قرآن:

دَعْوٰىهُمْ فِيْهَا سُبْحٰنَكَ اللّٰهُمَّ وَتَحِيَّتُهُمْ فِيْهَا سَلٰمٌ ۚ وَاٰخِرُ دَعْوٰىهُمْ اَنِ الْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِيْنَ (10/10)

ترجمہ: " اس (جنّت) میں ان کی دُعا ہو گی اے اللہ تُو پاک ہے اور اس میں ان کی وقتِ ملاقات کی دُعا "سلام" ہے اور ان کی دُعا کا خاتمہ ہے تمام تعریفیں اللہ کیلئے ہیں جو سارے جہانوں کا ربّ ہے۔"

{سورۃ یونس سورہ نمبر 10 آیت نمبر 10}

اس کے برعکس صحیح بخاری میں لکھا ہے :

حدیث:

حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ، حَدَّثَنَا يَحْيَى، عَنِ الْحَسَنِ بْنِ ذَكْوَانَ، حَدَّثَنَا أَبُو رَجَاءٍ، حَدَّثَنَا عِمْرَانُ بْنُ حُصَيْنٍ رَضِيَ اللَّهُ، عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، قَالَ: "يَخْرُجُ قَوْمٌ مِنَ النَّارِ بِشَفَاعَةِ مُحَمَّدٍ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، فَيَدْخُلُونَ الْجَنَّةَ يُسَمَّوْنَ: الْجَهَنَّمِيِّينَ".

ترجمہ: " حضرت عمران بن حصین رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ والہ وسلم نے فرمایا کہ کچھ لوگ محمد مصطفی صلی اللہ علیہ والہ وسلم کی شفاعت کے باعث جہنم سے نکال لیے جائیں گے چنانچہ جب وہ جنّت میں داخل ہوں گے تو جنّتی انہیں جہنمی کے نام سے پکاریں گے۔"

(صحیح بخاری جلد سوم کتاب الرقاق حدیث نمبر 1483 صفحہ نمبر 576، انٹرنیشنل نمبر 6566)

حدیث:

حَدَّثَنَا هُدْبَةُ بْنُ خَالِدٍ، حَدَّثَنَا هَمَّامٌ، عَنْ قَتَادَةَ، حَدَّثَنَا أَنَسُ بْنُ مَالِكٍ، عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، قَالَ: " يَخْرُجُ قَوْمٌ مِنَ النَّارِ بَعْدَ مَا مَسَّهُمْ مِنْهَا سَفْعٌ، فَيَدْخُلُونَ الْجَنَّةَ، فَيُسَمِّيهِمْ أَهْلُ الْجَنَّةِ: الْجَهَنَّمِيِّينَ ".

ترجمہ: ” ہم سے ہدبہ بن خالد نے بیان کیا، کہا ہم سے ہمام بن یحییٰ نے بیان کیا، ان سے قتادہ نے، کہا ہم سے انس بن مالک رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ”ایک جماعت جہنم سے نکلے گی اس کے بعد کہ جہنم کی آگ نے ان کو جلا ڈالا ہو گا اور پھر وہ جنت میں داخل ہوں گے۔ اہل جنت ان کو «**جهنميين**» کے نام سے یاد کریں گے۔“

(صحیح بخاری جلد سوم کتاب الرقاق حدیث نمبر 1476 صفحہ نمبر 572، انٹرنیشنل نمبر 6559)

☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆

باب نمبر۔82

صحیح بخاری کے مطابق

گرگٹ کو مار دو۔

قرآن سے ثابت ہے کہ ایک مجرم کی سزا کسی دوسرے بے گناہ کو نہیں دی جاسکتی کیونکہ یہ ظلم ہے۔قرآن میں ہے :

قرآن:

قَالَ مَعَاذَ اللهِ اَنۡ نَّاۡخُذَ اِلَّا مَنۡ وَّجَدۡنَا مَتَاعَنَا عِنۡدَهٗۤ ۙ اِنَّاۤ اِذًا لَّظٰلِمُوۡنَ (79/12)

ترجمہ:" یوسف علیہ السلام نے کہا کہ ہم نے جس کے پاس اپنی چیز پائی ہے اس کے سوا دوسرے کی گرفتاری کرنے سے اللہ کی پناہ چاہتے ہیں،ایسا کرنے سے تو ہم یقینا ظلم کرنے والے ہو جائیں گے۔"

{سورۃ یوسف سورہ نمبر 12 آیت نمبر 79}

اسی طرح حضور صلی اللہ علیہ والہ وسلم سے فرمایا گیا :

قرآن:

وَاِنۡ حَكَمۡتَ فَاحۡكُمۡ بَيۡنَهُمۡ بِالۡقِسۡطِ ؕ اِنَّ اللّٰهَ يُحِبُّ الۡمُقۡسِطِيۡنَ (42/5)

ترجمہ: " اور اگر آپ فیصلہ کریں تو ان کے درمیان انصاف سے فیصلہ کریں،بے شک اللہ انصاف کرنے والوں کو دوست رکھتا ہے۔"

{سورۃ المائدہ سورہ نمبر 5 آیت نمبر 42}

سورۃ الشوریٰ میں حضور صلی اللہ علیہ والہ وسلم کی زبان مبارک سے کہلوایا گیا :

قرآن:

وَأُمِرْتُ لِأَعْدِلَ بَيْنَكُمْ ط (15/42)

ترجمہ: " اور مجھے حکم دیا گیا کہ میں تمہارے درمیان انصاف کروں۔"

{سورۃ الشوریٰ سورہ نمبر 42 آیت نمبر 15}

ہمارا ایمان ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ والہ وسلم سے زیادہ انصاف کرنے والا نہ آپ سے پہلے کبھی آیا اور نہ قیامت تک کبھی آئے گا لیکن صحیح بخاری کی درج ذیل حدیث میں حضور صلی اللہ علیہ والہ وسلم پر عدل نہ کرنے کا الزام لگایا جا رہا ہے۔ ملاحظہ کیجیے :

حدیث:

حَدَّثَنَا عُبَيْدُ اللَّهِ بْنُ مُوسَى أَوْ ابْنُ سَلَامٍ عَنْهُ، أَخْبَرَنَا ابْنُ جُرَيْجٍ، عَنْ عَبْدِ الْحَمِيدِ بْنِ جُبَيْرٍ، عَنْ سَعِيدِ بْنِ الْمُسَيِّبِ، عَنْ أُمِّ شَرِيكٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهَا، أَنّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: "أَمَرَ بِقَتْلِ الْوَزَغِ، وَقَالَ: كَانَ يَنْفُخُ عَلَى إِبْرَاهِيمَ عَلَيْهِ السَّلَام".

ترجمہ: " حضرت امّ شریک سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ والہ وسلم نے گرگٹ کو مارنے کا حکم فرمایا ہے اور فرمایا کہ یہ حضرت ابراہیم علیہ السلام کی آگ میں پھونکیں مارتا تھا۔"

(صحیح بخاری جلد دوم کتاب الانبیاء حدیث نمبر 585 صفحہ نمبر 278 انٹر نیشنل نمبر 3359)

اگر یہ تسلیم بھی کر لیا جائے کہ گرگٹ واقعی حضرت ابراہیم علیہ السلام کی آگ میں پھونکیں مارتا تھا تو کیا انصاف کا تقاضا یہی ہے کہ دنیا کے تمام گرگٹوں کو مار دیا جائے۔ ابو جہل، ابولہب اور دیگر مخالفینِ اسلام، حضور صلی اللہ علیہ والہ وسلم کو تکلیفیں پہنچانے کا کوئی موقعہ ہاتھ

سے نہ جانے دیتے تھے، یہ لوگ انسان تھے، مذکورہ بالا حدیث میں بیان کیے گئے فارمولے کے تحت کیا دنیا کے تمام انسانوں کو قتل کر دینا چاہیے؟ کیا یہی انصاف ہو گا؟

باب نمبر۔83

صحیح بخاری کے مطابق

عیسیٰؑ آسمان پر زندہ بیٹھے ہوئے ہیں

قرآن کے مطابق

ادریسؑ بھی آسمان پر زندہ بیٹھے ہیں

قرآنِ کریم میں ارشادِ باری تعالیٰ ہے :

قرآن:

وَمَا جَعَلْنَا لِبَشَرٍ مِّنْ قَبْلِكَ الْخُلْدَ ط اَفَاْئِنْ مِّتَّ فَهُمُ الْخٰلِدُوْنَ (34/21)

ترجمہ: ”اور ہم نے آپ (صلی اللہ علیہ والہ وسلم) سے پہلے کسی بشر کو ہمیشگی نہیں دی، پس اگر آپ انتقال کر گئے تو کیا وہ ہمیشہ رہیں گے۔“

{سورۃ الانبیاء سورہ نمبر 21 آیت نمبر 34}

لیکن حدیث کی رُو سے یہ ثابت کرنے کی کوشش کی جاتی ہے کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام آسمان پر زندہ موجود ہیں اور دوبارہ نازل ہونگے۔

حدیث ملاحظہ کیجیے :

حدیث:

حَدَّثنَا إِسْحَاقُ، أَخْبَرَنَا يَعْقُوبُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ، حَدَّثَنَا أَبِي، عَنْ صَالِحٍ، عَنِ ابْنِ شِهَابٍ، أَنَّ سَعِيدَ بْنَ الْمُسَيِّبِ سَمِعَ أَبَا هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ، قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: "وَالَّذِي نَفْسِي بِيَدِهِ لَيُوشِكَنَّ أَنْ يَنْزِلَ فِيكُمُ ابْنُ مَرْيَمَ حَكَمًا عَدْلًا فَيَكْسِرَ الصَّلِيبَ وَيَقْتُلَ الْخِنْزِيرَ وَيَضَعَ الْجِزْيَةَ وَيَفِيضَ الْمَالُ حَتَّى لَا يَقْبَلَهُ أَحَدٌ حَتَّى تَكُونَ السَّجْدَةُ الْوَاحِدَةُ خَيْرًا مِنَ الدُّنْيَا وَمَا فِيهَا ثُمَّ، يَقُولُ أَبُو هُرَيْرَةَ وَاقْرَءُوا إِنْ شِئْتُمْ وَإِنْ مِنْ أَهْلِ الْكِتَابِ إِلَّا لَيُؤْمِنَنَّ بِهِ قَبْلَ مَوْتِهِ وَيَوْمَ الْقِيَامَةِ يَكُونُ عَلَيْهِمْ شَهِيدًا سورة النساء آية 159".

"حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ والہ وسلم نے فرمایا کہ قسم ہے اس ذات کی جس کے قبضے میں میری جان ہے عنقریب تم میں عیسیٰ بن مریم نازل ہونگے، وہ حاکمِ عادل ہونگے، صلیب کو توڑ دیں گے، خنزیر کو قتل کریں گے، جزیہ موقوف کردیں گے اور مال اتنا بڑھ جائے گا کہ کوئی لینے والا نہ رہے گا۔ یہاں تک کہ ایک سجدہ کو دنیا ومافیھا سے بہتر خیال کیا جائے گا۔ پھر حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا کہ اگر تم چاہو تو یہ آیت پڑھ لو" وَاِنْ مِّنْ اَهْلِ الْكِتٰبِ اِلَّا لَيُؤْمِنَنَّ بِهٖ قَبْلَ مَوْتِهٖ ج وَيَوْمَ الْقِيٰمَةِ يَكُوْنُ عَلَيْهِمْ شَهِيْدًا {159/4} ترجمہ: اور کوئی کتابی ایسا نہیں جو اس کی موت سے پہلے اس پر ایمان نہ لائے اور {قیامت کے دن ان پر گواہ ہو گا۔} سورۃ النساء سورہ نمبر 4 آیت نمبر 159

(صحیح بخاری جلد دوم کتاب الانبیاء حدیث نمبر 668 صفحہ نمبر 323، انٹر نیشنل نمبر 3448)

دوسری حدیث میں ہے :

حدیث:

حَدَّثَنَا ابْنُ بُكَيْرٍ، حَدَّثَنَا اللَّيْثُ، عَنْ يُونُسَ، عَنِ ابْنِ شِهَابٍ، عَنْ نَافِعٍ مَوْلَى أَبِي قَتَادَةَ الْأَنْصَارِيِّ، أَنَّ أَبَا هُرَيْرَةَ، قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: " كَيْفَ أَنْتُمْ إِذَا نَزَلَ ابْنُ مَرْيَمَ فِيكُمْ وَإِمَامُكُمْ مِنْكُمْ، تَابَعَهُ عُقَيْلٌ وَالْأَوْزَاعِيُّ.

ترجمہ:" حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ والہ وسلم نے فرمایا کہ اس وقت تمہارا کیا حال ہو گا جب تم میں ابنِ مریم نازل ہونگے اور تمہارا امام تم میں سے ہوگا۔"

(صحیح بخاری جلد دوم کتاب الانبیاء حدیث نمبر 669 صفحہ نمبر 323، انٹرنیشنل نمبر 3449)

اس عقیدے کو ثابت کرنے کیلئے قرآنِ حکیم کی درج ذیل آیات کا ترجمہ کچھ یوں کیا جاتا ہے :

قرآن:

اِذۡ قَالَ اللّٰہُ یٰعِیۡسٰۤی اِنِّیۡ مُتَوَفِّیۡکَ وَ رَافِعُکَ اِلَیَّ (55/3)

" جب اللہ نے فرمایا اے عیسیٰ! میں تجھے قبض کرلوں گا اور تجھے اپنی طرف اُٹھالوں گا۔"

(سورۃ آل عمران 3 آیت 55)

قرآن:

بَلۡ رَّفَعَہُ اللّٰہُ اِلَیۡہِ ؕ وَ کَانَ اللّٰہُ عَزِیۡزًا حَکِیۡمًا (158/4)

"بلکہ اللہ نے اس (عیسیٰ علیہ السلام) کو اپنی طرف اُٹھالیا اور اللہ غالب حکمت والا ہے۔"

(سورۃ النساء سورہ نمبر 4 آیت نمبر 158)

اگر ان آیات میں لفظ "رفع" نے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو زندہ حالت میں آسمان پر پہنچا دیا ہے تو آپ یہ کیوں بھول جاتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے حضرت ادریس علیہ السلام کیلئے بھی یہی لفظ استعمال کیا ہے۔ کیا حضرت ادریس علیہ السلام بھی حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے ساتھ آسمان پر بیٹھے ہوئے ہیں۔ حضرت ادریس علیہ السلام کے بارے میں قرآنِ مجید میں ارشاد ہوتا ہے :

قرآن:

وَاذْكُرْ فِي الْكِتٰبِ اِدْرِيْسَ ز اِنَّهٗ كَانَ صِدِّيْقًا نَّبِيًّا ٭ وَّرَفَعْنٰهُ مَكَانًا عَلِيًّا (19/56-57)

ترجمہ: ''اور کتاب میں ادریس کو یاد کرو، بے شک وہ سچے نبی تھے اور ہم نے اسے ایک بلند مقام پر اُٹھالیا۔''

{سورۃ مریم سورہ نمبر 19 آیت نمبر 56 تا 57}

خادمِ حرمین شریفین کی طرف سے شائع کردہ قرآن میں ان آیات کی تفسیر میں لکھا ہے :

'' رفعتِ مکان سے کیا مراد ہے... اسرائیلی روایات میں ان کے آسمان پر اُٹھائے جانے کا ذکر ملتا ہے جو اس مفہوم کے اثبات کیلئے کافی نہیں۔ اس لیے زیادہ صحیح بات یہی معلوم ہوتی ہے کہ اس سے مراد مرتبت کی وہ بلندی ہے، جو نبوت سے سرفراز کرکے انہیں عطا کی گئی۔'' (سعودی تفسیر صفحہ نمبر 845)

عجیب بات ہے کہ حضرت ادریس علیہ السلام سے متعلقہ آیت {وَرَفَعْنَاهُ مَكَاناً عَلِيّا} کا مفہوم، لفظ ''مکانا'' کی وجہ سے زیادہ قریب ہے کہ انہیں آسمان پر اُٹھالیا گیا، لیکن اس کے متعلق کہا جارہا ہے کہ یہ اسرائیلی روایاتی مفہوم ہے جو کہ اثبات کیلئے کافی نہیں۔ لیکن سوال یہ ہے کہ کیا حضرت عیسیٰ علیہ السلام سے متعلقہ آیات میں یہی اسرائیلی روایاتی مفہوم نہیں لیا گیا؟ کیا اصل وجہ یہ نہیں کہ ہمارے مفسرین اسرائیلی اور غیر اسرائیلی روایات کو درست ثابت کرنے کیلئے قرآنِ مجید کی تفسیر من مانے طریقے سے کرتے ہیں۔

،ـ،

باب نمبر۔84

صحیح بخاری کے مطابق

سو(100) قتل کا انعام جنّت ہے۔

قرآن کے مطابق

قتل، گناہِ کبیرہ ہے۔

قرآنِ حکیم میں اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے :

قرآن:

اَنَّهٗ مَنۡ قَتَلَ نَفۡسًۢا بِغَيۡرِ نَفۡسٍ اَوۡ فَسَادٍ فِى الۡاَرۡضِ فَكَاَنَّمَا قَتَلَ النَّاسَ جَمِيۡعًا ط (32/5)

ترجمہ: ''جس نے کسی ایک شخص کو بھی ناحق قتل کر دیا، اس نے گویا تمام جہان کے لوگوں کو قتل کر دیا۔''

{سورۃ المائدہ سورہ نمبر 5 آیت نمبر 32}

قرآن:

وَلَا تَقۡتُلُوا النَّفۡسَ الَّتِىۡ حَرَّمَ اللّٰهُ اِلَّا بِالۡحَـقِّ ط

ترجمہ: ''ناحق قتل نہ کرو''(سورۃ الانعام سورہ نمبر 6 آیت نمبر 151)

نیز دیکھیے: {33/17} {68/25} {6/151}

قرآن:

وَلَا تَقْتُلُوْٓا اَنْفُسَكُمْ ط (29/4)

ترجمہ: ”ایک دوسرے کو قتل مت کرو۔“

{سورۃ النساء سورہ نمبر 4 آیت نمبر 29}

قرآن:

”قاتل فسادی ہوتا ہے۔“

{مفہوم سورۃ البقرۃ سورہ نمبر 2 آیت نمبر 205}

قرآن:

”قتل، عملِ شیطان ہے۔“ قرآن:

{مفہوم سورۃ القصص سورہ نمبر 28 آیت نمبر 15}

جبکہ صحیح بخاری میں اس جرم کو انجام دینے والوں کی حوصلہ افزائی کی جا رہی ہے :

حدیث:

حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ، حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ أَبِي عَدِيٍّ، عَنْ شُعْبَةَ، عَنْ قَتَادَةَ، عَنْ أَبِي الصِّدِّيقِ النَّاجِيِّ، عَنْ أَبِي سَعِيدٍ الْخُدْرِيِّ رَضِيَ اللَّهُ، عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، قَالَ: " كَانَ فِي بَنِي إِسْرَائِيلَ رَجُلٌ قَتَلَ تِسْعَةً وَتِسْعِينَ إِنْسَانًا ثُمَّ خَرَجَ يَسْأَلُ فَأَتَى رَاهِبًا فَسَأَلَهُ، فَقَالَ لَهُ: هَلْ مِنْ تَوْبَةٍ؟، قَالَ: لَا، فَقَتَلَهُ فَجَعَلَ يَسْأَلُ، فَقَالَ لَهُ: رَجُلٌ ائْتِ قَرْيَةَ كَذَا وَكَذَا فَأَدْرَكَهُ الْمَوْتُ فَنَاءَ بِصَدْرِهِ نَحْوَهَا فَاخْتَصَمَتْ فِيهِ مَلَائِكَةُ الرَّحْمَةِ وَمَلَائِكَةُ الْعَذَابِ فَأَوْحَى

اللّٰهُ إِلَى هَذِهِ أَنْ تَقَرَّبِي، وَأَوْحَى اللّٰهُ إِلَى هَذِهِ أَنْ تَبَاعَدِي، وَقَالَ: قِيسُوا مَا بَيْنَهُمَا فَوُجِدَ إِلَى هَذِهِ أَقْرَبَ بِشِبْرٍ فَغُفِرَ لَهُ ".

ترجمہ: ''حضرت ابو سعید خدری رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ والہ وسلم نے فرمایا کہ بنی اسرائیل کے ایک شخص نے ننانوے قتل کیے تھے، پھر اس کا حکم پوچھنے کی غرض سے ایک راہب کے پاس پہنچا اور اس سے پوچھا کہ کیا میری توبہ قبول ہو سکتی ہے؟ اس نے جواب دیا نہیں ہو سکتی، اس نے راہب کو بھی ملکِ عدم پہنچا دیا، وہ اسی طرح مسئلہ پوچھتا رہا یہاں تک کہ اس سے ایک آدمی نے کہا کہ تُو فلاں بستی میں چلا جا۔ قضائے الٰہی سے راستے میں اسے موت آگئی اور اس نے اپنا سینا اس بستی کی جانب جھکا دیا۔ اب رحمت اور عذاب کے فرشتے آکر جھگڑنے لگے پس جس بستی کی طرف وہ جا رہا تھا، اللہ تعالیٰ نے اسے نزدیک ہونے کا حکم دیا اور جس بستی سے وہ آیا تھا اسے پرے ہٹ جانے کا حکم فرمایا۔ پھر فرشتوں کو حکم دیا کہ اس کی جائے وفات سے دونوں بستیوں کا فاصلہ ماپ لو۔ تو اس بستی سے ایک بالشت نزدیک نکلا۔ پس اس کی مغفرت فرما دی گئی۔''

(صحیح بخاری جلد دوم کتاب الانبیاء حدیث نمبر 687 صفحہ نمبر 332، انٹرنیشنل نمبر 3470)

مذہبی پیشوائیت کی طرف سے اس واقعے میں توبہ کا ہتھیار استعمال کر کے حدیث کو صحیح ثابت کرنے کی کوشش کی جاتی ہے لیکن یہ کوشش اس طرح ناکام ہو جاتی ہے کہ اگر اس نے توبہ کا ارادہ کر لیا تھا تو راہب سے من پسند جواب نہ ملنے پر اسے کیوں قتل کیا؟ ثابت ہوا کہ اس نے توبہ نہیں کی تھی بلکہ اس وقت کی مذہبی پیشوائیت سے اپنی پسند کا فتویٰ لینا چاہتا تھا جو اسے مل نہیں رہا تھا، بالآخر اسے کسی نے بتایا کہ فلاں بستی میں جاؤ، وہاں تمہیں تمہارا مطلوبہ فتویٰ مل جائے گا، واقعہ کے مطابق وہ اس بستی میں تو نہ جا سکا اور نہ وہ مولوی اسے جنت کا ٹکٹ دے سکا لیکن آج کی مذہبی پیشوائیت نے سو {100} انسانوں کے اُس قاتل کو جنت میں داخلے کا ٹکٹ عنایت کر کے اپنے بھائی بند ہونے کا فرض ادا کر دیا۔

۔،۔،۔،۔،۔،۔،۔،۔،۔،۔،۔،۔،۔،۔،۔،۔،۔،۔،۔

باب نمبر۔85

صحیح بخاری کے مطابق

لاش جلانے سے مُردے کی بخشش ہو جاتی ہے

قرآن کے مطابق

اعمالِ صالحہ سے بخشش ہوتی ہے

قرآنِ مجید میں قانونِ مکافاتِ عمل کا ذکر سینکڑوں مقامات پر آیا ہے، یہاں تمام آیات کا حوالہ دینا ممکن نہیں البتّہ چند ایک پیشِ خدمت ہیں
:

قرآن:

بَلٰى مَنْ كَسَبَ سَيِّئَةً وَّاَحَاطَتْ بِهٖ خَطِيْٓئَتُهٗ فَاُولٰٓئِكَ اَصْحٰبُ النَّارِ ج هُمْ فِيْهَا خٰلِدُوْنَ (81/2)

ترجمہ:" جس نے کمائی کوئی بُرائی اور اس کو اس کی خطاؤں نے گھیر لیا پس یہی لوگ دوزخی ہیں اور اس میں ہمیشہ رہیں گے۔"

{سورۃ البقرۃ سورہ نمبر 2 آیت نمبر 81}

قرآن:

يَوْمَ تَجِدُ كُلُّ نَفْسٍ مَّا عَمِلَتْ مِنْ خَيْرٍ مُّحْضَرًا ۚ وَّمَا عَمِلَتْ مِنْ سُوْٓءٍ (30/3)

" جس دن ہر شخص موجود پائے گا جو اس نے کی کوئی نیکی یا بُرائی۔"(سورۃ آل عمران سورہ نمبر 3 آیت نمبر 30)

قرآن:

وَلَيُبَيِّنَنَّ لَكُمْ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ مَا كُنْتُمْ فِيْهِ تَخْتَلِفُوْنَ (92/16)

" تم سے اس بابت ضرور پوچھا جائے گا جو تم کرتے تھے۔"

{سورۃ النحل سورہ نمبر 16 آیت نمبر 92}

قرآن:

وَلَا تَحْسَبَنَّ اللّٰهَ غَافِلًا عَمَّا يَعْمَلُ الظّٰلِمُوْنَ ۵ (42/14)

ترجمہ: "تم ہرگز گمان نہ کرنا کہ اللہ اس سے بے خبر ہے جو وہ ظالم کرتے ہیں۔"

(سورۃ ابراہیم سورہ نمبر 14 آیت نمبر 42)

قرآن:

ذٰلِكَ مِمَّآ اَوْحٰى اِلَيْكَ رَبُّكَ مِنَ الْحِكْمَةِ ط وَلَا تَجْعَلْ مَعَ اللّٰهِ اِلٰهًا اٰخَرَ فَتُلْقٰى فِيْ جَهَنَّمَ مَلُوْمًا مَّدْحُوْرًا (39/17)

" رسول بھی شرک کرتا تو۔۔۔۔۔۔" فَتُلْقٰى فِيْ جَهَنَّمَ مَلُوماً مَّدْحُورا

{مفہوم سورۃ بنی اسرائیل سورہ نمبر 17 آیت نمبر 39}

قرآن:

وَلَمَّآ اَنْ جَآءَتْ رُسُلُنَا لُوْطًا سِيْٓءَ بِهِمْ وَضَاقَ بِهِمْ ذَرْعًا وَّقَالُوْا لَا تَخَفْ وَلَا تَحْزَنْ قف اِنَّا مُنَجُّوْكَ وَاَهْلَكَ اِلَّا امْرَاَتَكَ كَانَتْ مِنَ الْغٰبِرِيْنَ (33/29)

"رسول کی بیوی بھی اعمال کے نتائج سے مستثنیٰ نہیں تھیں۔"

{مفہوم سورۃ العنکبوت سورہ نمبر 29 آیت نمبر 33}

قرآن:

يٰنِسَآءَ النَّبِيِّ مَنْ يَّاْتِ مِنْكُنَّ بِفَاحِشَةٍ مُّبَيِّنَةٍ يُّضٰعَفْ لَهَا الْعَذَابُ ضِعْفَيْنِ ط وَكَانَ ذٰلِكَ عَلَى اللّٰهِ يَسِيْرًا (30/33)

"رسول کی بیویوں میں سے اگر کوئی گناہ کا کام کرتی تو اسے دگنی سزا دی جاتی تھی۔"

(مفہوم سورۃ الاحزاب سورہ نمبر 33 آیت نمبر 30)

قرآن کی بات تو آپ سمجھ گئے ہونگے کہ انسان کا فیصلہ، اعمال کی بنیاد پر ہوتا ہے۔ اللہ کے اس واضح قانون کے مقابلے میں ذیل کی حدیث ملاحظہ کیجیے :

حدیث:

حَدَّثَنِي عَبْدُ اللَّهِ بْنُ مُحَمَّدٍ، حَدَّثَنَا هِشَامٌ، أَخْبَرَنَا مَعْمَرٌ، عَنْ الزُّهْرِيِّ، عَنْ حُمَيْدِ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمَنِ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ، عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، قَالَ: " كَانَ رَجُلٌ يُسْرِفُ عَلَى نَفْسِهِ فَلَمَّا حَضَرَهُ الْمَوْتُ، قَالَ: لِبَنِيهِ إِذَا أَنَا مُتُّ فَأَحْرِقُونِي ثُمَّ اطْحَنُونِي ثُمَّ ذَرُّونِي فِي الرِّيحِ فَوَاللَّهِ لَئِنْ قَدَرَ عَلَيَّ رَبِّي لَيُعَذِّبَنِّي عَذَابًا مَا عَذَّبَهُ أَحَدًا، فَلَمَّا مَاتَ فُعِلَ بِهِ ذَلِكَ فَأَمَرَ اللَّهُ الْأَرْضَ، فَقَالَ: اجْمَعِي مَا فِيكِ مِنْهُ فَفَعَلَتْ فَإِذَا هُوَ قَائِمٌ، فَقَالَ: مَا حَمَلَكَ عَلَى مَا صَنَعْتَ؟، قَالَ: يَا رَبِّ خَشْيَتُكَ فَغَفَرَ لَهُ، وَقَالَ غَيْرُهُ مَخَافَتُكَ يَا رَبِّ".

ترجمہ: "نبی کریم صلی اللہ علیہ والہ وسلم نے فرمایا کہ ایک آدمی اپنی جان پر گناہوں کا بوجھ لادتا رہا، جب اس کی موت کا وقت قریب آیا تو اپنے بیٹوں سے کہنے لگا کہ جب میں مر جاؤں تو مجھے جلا دینا پھر میری راکھ ہوا میں اُڑا دینا۔ خدا کی قسم اگر میرے ربّ نے مجھ پر قابو پالیا تو مجھے ایسا عذاب دے گا جو کسی کو نہ دیا ہو۔ جب وہ مر گیا تو اس کے ساتھ اسی طرح کیا گیا۔ اللہ نے زمین کو حکم دیا کہ اس کے اجزاء کو جمع کر

دے۔ زمین نے تعمیل کی۔ جب وہ آدمی اُٹھ کھڑا ہوا تو اس سے فرمایا گیا، جو کچھ تُو نے کیا ہے اس پر کس چیز نے تجھے آمادہ کیا ہے۔ جواب دیا اے ربّ! تیرے خوف نے۔ پس اسے بخش دیا گیا۔"

(صحیح بخاری جلد دوم کتاب الانبیاء حدیث نمبر 699 صفحہ نمبر 337، انٹرنیشنل نمبر 3481)

☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆

باب نمبر۔86

صحیح بخاری کے مطابق

اہلِ حدیث کا قتل ثواب ہے

قرآن کے مطابق

کسی اِنسان کو ناحق قتل کرنا سخت جُرم ہے

اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے :

قرآن:

اَنَّهٗ مَنۡ قَتَلَ نَفۡسًۢا بِغَيۡرِ نَفۡسٍ اَوۡ فَسَادٍ فِى الۡاَرۡضِ فَكَاَنَّمَا قَتَلَ النَّاسَ جَمِيۡعًا ط (32/5)

ترجمہ: ” جس نے کسی ایک شخص کو بھی ناحق قتل کر دیا، اس نے گویا تمام جہان کے لوگوں کو قتل کر دیا۔“

{سورۃ المائدہ سورہ نمبر 5 آیت نمبر 32}

جبکہ صحیح بخاری کی یہ حدیث آپ کی توجہ چاہتی ہے :

حدیث:

حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ كَثِيرٍ، أَخْبَرَنَا سُفْيَانُ، عَنِ الأَعْمَشِ، عَنْ خَيْثَمَةَ، عَنْ سُوَيْدِ بْنِ غَفَلَةَ، قَالَ: قَالَ عَلِيٌّ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ إِذَا حَدَّثْتُكُمْ عَنْ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَلَأَنْ أَخِرَّ مِنَ السَّمَاءِ أَحَبُّ إِلَيَّ مِنْ أَنْ أَكْذِبَ عَلَيْهِ، وَإِذَا

حَدَّثْتُكُمْ فِيمَا بَيْنِي وَبَيْنَكُمْ فَإِنَّ الْحَرْبَ خَدْعَةٌ، سَمِعْتُ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، يَقُولُ: "يَأْتِي فِي آخِرِ الزَّمَانِ قَوْمٌ حُدَثَاءُ الْأَسْنَانِ سُفَهَاءُ الْأَحْلَامِ، يَقُولُونَ: مِنْ خَيْرِ قَوْلِ الْبَرِيَّةِ يَمْرُقُونَ مِنَ الْإِسْلَامِ كَمَا يَمْرُقُ السَّهْمُ مِنَ الرَّمِيَّةِ لَا يُجَاوِزُ إِيمَانُهُمْ حَنَاجِرَهُمْ فَأَيْنَمَا لَقِيتُمُوهُمْ فَاقْتُلُوهُمْ فَإِنَّ قَتْلَهُمْ أَجْرٌ لِمَنْ قَتَلَهُمْ يَوْمَ الْقِيَامَةِ.

ترجمہ: ”حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ جب میں تم سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ والہ وسلم کی کوئی حدیث بیان کرتا ہوں تو مجھے آسمان سے گرنا اس بات کی نسبت زیادہ پسند ہے کہ آپ کی جانب کسی بات کی غلط نسبت کروں اور جب کوئی ایسی بات کرو جس کا تعلق میرے اور تمہارے جھگڑے سے ہے تو لڑائی دھوکہ ہے۔ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ والہ وسلم سے سنا ہے کہ آخر زمانے میں ایک ایسی قوم آئے گی جو عمر کے لحاظ سے چھوٹے اور میزانِ عقل پر کھوٹے ہوں گے۔ وہ سرورِ کائنات کی حدیثیں بیان کریں گے لیکن اسلام سے اس طرح نکل جائیں گے جیسے تیر کمان سے۔ ان کا ایمان ان کے حلق سے نیچے نہیں اُترے گا، تم جہاں بھی انہیں پاؤ وہیں قتل کر ڈالو کیونکہ قیامت کے روز ان کے قاتل کو ثواب ملے گا۔“

(صحیح بخاری جلد دوم کتاب الانبیاء حدیث نمبر 816 صفحہ نمبر 379، انٹرنیشنل نمبر 3611)

☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆

باب نمبر۔87

صحیح بخاری کے مطابق

بھیڑیے اور بیل کی باتیں

قرآن کے مطابق

جانور عالمِ دین نہیں ہوتے

صحیح بخاری کی ایک حدیث ملاحظہ کیجیے :

حدیث:

حَدَّثَنَا أَبُو الْيَمَانِ، أَخْبَرَنَا شُعَيْبٌ، عَنِ الزُّهْرِيِّ، قَالَ: أَخْبَرَنِي أَبُو سَلَمَةَ بْنُ عَبْدِ الرَّحْمَنِ بْنِ عَوْفٍ، أَنَّ أَبَا هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ، قَالَ: سَمِعْتُ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، يَقُولُ: "بَيْنَمَا رَاعٍ فِي غَنَمِهِ عَدَا عَلَيْهِ الذِّئْبُ فَأَخَذَ مِنْهَا شَاةً فَطَلَبَهُ الرَّاعِي فَالْتَفَتَ إِلَيْهِ الذِّئْبُ، فَقَالَ: مَنْ لَهَا يَوْمَ السَّبُعِ يَوْمَ لَيْسَ لَهَا رَاعٍ غَيْرِي، وَبَيْنَمَا رَجُلٌ يَسُوقُ بَقَرَةً قَدْ حَمَلَ عَلَيْهَا فَالْتَفَتَتْ إِلَيْهِ فَكَلَّمَتْهُ، فَقَالَتْ: إِنِّي لَمْ أُخْلَقْ لِهَذَا وَلَكِنِّي خُلِقْتُ لِلْحَرْثِ"، قَالَ: النَّاسُ سُبْحَانَ اللَّهِ، قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: "فَإِنِّي أُومِنُ بِذَلِكَ وَأَبُو بَكْرٍ، وَعُمَرُ بْنُ الْخَطَّابِ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا".

ترجمہ: ”حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا بیان ہے کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ والہ وسلم کو یہ فرماتے ہوئے سنا کہ ایک چرواہا اپنے ریوڑ میں تھا کہ بھیڑیے نے حملہ کیا اور ایک بکری کو پکڑ کر لے گیا۔ چرواہے نے بکری کو اس سے چھڑا لیا۔ پس بھیڑیا اسے مخاطب کر کے کہنے لگا: اس چیر پھاڑ کے دن ان کا محافظ کون ہوگا جس روز میرے سوا ان کا چرواہا اور کوئی نہیں ہوگا؟ اسی طرح ایک شخص بیل کو ہانک

کرلے جارہا تھا کہ پھر اس پر سوار ہوگیا۔ بیل نے اسے مخاطب کرکے کہا کہ مجھے اس لیے تو پیدا نہیں فرمایا گیا تھا کہ بلکہ میں تو کھیتی باڑی کیلئے پیدا کیا گیا ہوں۔ لوگوں نے تعجب سے سبحان اللہ کہا۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ والہ وسلم نے فرمایا : میں ان واقعات کی صحت پر یقین رکھتا ہوں اور ابو بکر و عمر بن خطاب رضی اللہ تعالیٰ عنہما بھی۔"

(صحیح بخاری جلد دوم کتاب الانبیاء حدیث نمبر 863 صفحہ نمبر 397، انٹر نیشنل نمبر 3663)

حدیث:

حَدَّثَنَا عَبْدُ اللَّهِ بْنُ يُوسُفَ، حَدَّثَنَا اللَّيْثُ، حَدَّثَنَا عُقَيْلٌ، عَنْ ابْنِ شِهَابٍ، عَنْ سَعِيدِ بْنِ الْمُسَيِّبِ, وَأَبِي سَلَمَةَ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمَنِ, قَالَا: سَمِعْنَا أَبَا هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ، يَقُولُ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: "بَيْنَمَا رَاعٍ فِي غَنَمِهِ عَدَا الذِّئْبُ فَأَخَذَ مِنْهَا شَاةً فَطَلَبَهَا حَتَّى اسْتَنْقَذَهَا فَالْتَفَتَ إِلَيْهِ الذِّئْبُ، فَقَالَ لَهُ: مَنْ لَهَا يَوْمَ السَّبُعِ لَيْسَ لَهَا رَاعٍ غَيْرِي"، فَقَالَ النَّاسُ: سُبْحَانَ اللَّهِ، فَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: "فَإِنِّي أُومِنُ بِهِ وَأَبُو بَكْرٍ, وَعُمَرُ وَمَا ثَمَّ أَبُو بَكْرٍ وَعُمَرُ

ترجمہ: ہم سے عبداللہ بن یوسف تنیسی نے بیان کیا، انہوں نے کہا ہم سے لیث نے بیان کیا، انہوں نے کہا ہم سے عقیل نے بیان کیا، ان سے ابن شہاب نے، ان سے سعید بن مسیب اور ابو سلمہ بن عبدالرحمٰن نے بیان کیا کہ ہم نے ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے سنا، وہ بیان کرتے تھے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ ایک چرواہا اپنی بکریاں چرا رہا تھا کہ ایک بھیڑیئے نے اس کی ایک بکری پکڑ لی۔ چرواہے نے اس کا پیچھا کیا اور بکری کو اس سے چھڑا لیا۔ پھر بھیڑیا اس کی طرف متوجہ ہو کر بولا: درندوں کے دن اس کی حفاظت کرنے والا کون ہوگا؟ جب میرے سوا اس کا کوئی چرواہا نہ ہوگا۔ صحابہ رضی اللہ عنہم اس پر بول اٹھے: سبحان اللہ! آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ میں اس واقعہ پر ایمان لایا اور ابو بکر و عمر (رضی اللہ عنہما) بھی۔ حالانکہ وہاں ابو بکر و عمر (رضی اللہ عنہما) موجود نہیں تھے۔

(صحیح بخاری جلد دوم کتاب الانبیاء حدیث نمبر 887 صفحہ نمبر 409، انٹر نیشنل نمبر 3690)

قرآنِ حکیم میں جانوروں کیلئے "بھیمہ" کا لفظ استعمال کیا گیا ہے، جس کے معنی ہیں "جو بات نہ کر سکے" {1/5}+{28/22} انگریزی میں انہیں ڈمب کیٹل کہا جاتا ہے۔ قرآن کی اس وضاحت کے بعد کیسے تسلیم کیا جاسکتا ہے کہ جانور تقریریں کرتے تھے۔

دوسری بات یہ ہے کہ اس حدیث میں جانوروں کو بڑا عالم فاضل ثابت کرنے کی کوشش کی گئی ہے جبکہ قرآن کا فرمان ہے کہ جو لوگ عقل و فکر سے کام نہیں لیتے، وہ جانور ہیں بلکہ ان سے بھی گئے گزرے {179/7} اس سے ثابت ہوا کہ جانور عقل و فکر سے عاری ہوتے ہیں۔ایک جگہ فرمایا کہ کفّار حیوانی سطح کی زندگی بسر کرتے ہیں کھاتے پیتے ہیں (اور مر جاتے ہیں) {12/47} ان آیات کی روشنی میں جانوروں کو عالم فاضل قرار دینا، حضور صلی اللہ علیہ والہ وسلم کا فرمان ہو نہیں سکتا کیونکہ حضور صلی اللہ علیہ والہ وسلم کا کوئی قولِ مبارک قرآن کے خلاف نہیں تھا۔

☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆

باب نمبر۔88

صحیح بخاری کے مطابق

قیافہ شناسی جائز ہے

قرآن کے مطابق

قیافہ شناسی ناجائز ہے

قرآن، حقیقی علم ہے اور علم کے سامنے قیاس آرائیوں کی حیثیت کچھ بھی نہیں ہوتی، ہاں جس وقت تک قرآن نازل نہیں ہوا تھا، مندروں اور ہیکلوں میں جوتشی، کاہن یا نجومی، خدا بنے ہوئے تھے جو مختلف قسم کی قیاس آرائیاں اور پیش گوئیاں کرتے رہتے تھے لیکن جب ”علم“ آگیا، حق آگیا تو اب جہالت اور باطل کو بھاگنے کے سوا کوئی چارہ نہیں تھا۔اللہ نے فرمایا :

قرآن:

اِلَّا مَنِ اسۡتَرَقَ السَّمۡعَ فَاَتۡبَعَهٗ شِهَابٌ مُّبِيۡنٌ (18/15)

ترجمہ:” اگراب یہ لوگ کچھ دعاوی کریں گے تو علم کی بارگاہ سے آسمان سے انہیں آتشیں کوڑے پڑیں گے۔“

{سورۃ الحجر سورہ نمبر 15 آیت نمبر 18}

نیز دیکھیے :

قرآن:

سورۃ الصّٰفّٰت سورہ نمبر 37 آیت نمبر 6 تا 9

سورۃ الملک سورہ نمبر 67 آیت نمبر 5

سورۃ الجن سورہ نمبر 72 آیت نمبر 8 تا 9

یہ کیسے ممکن ہے کہ حقیقی علم آجانے کے بعد حضور صلی اللہ علیہ والہ وسلم کاہنوں، جوتشیوں، نجومیوں یا قیافہ شناسوں کو :

(1) قیافہ شناسی کیلیے گھر میں آنے کی اجازت دیتے تھے۔

(2) ان کی باتوں پر یقین کرتے تھے۔

(3) ان کی قیافہ شناسی پر خوشی محسوس کرتے تھے۔

(4) دوسروں کو بھی بتاتے (کہ قیافہ شناس ٹھیک کہتا ہے

آپ کو یقین نہیں آرہا تو درج ذیل حدیث ملاحظہ فرمائیے :

حدیث:

حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ قَزَعَةَ، حَدَّثَنَا إِبْرَاهِيمُ بْنُ سَعْدٍ، عَنْ الزُّهْرِيِّ، عَنْ عُرْوَةَ، عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهَا، قَالَتْ: "دَخَلَ عَلَيَّ قَائِفٌ وَالنَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ شَاهِدٌ وَأُسَامَةُ بْنُ زَيْدٍ, وَزَيْدُ بْنُ حَارِثَةَ مُضْطَجِعَانِ"، فَقَالَ: إِنَّ هَذِهِ الْأَقْدَامَ بَعْضُهَا مِنْ بَعْضٍ، قَالَ: فَسُرَّ بِذَلِكَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَأَعْجَبَهُ فَأَخْبَرَ بِهِ عَائِشَةَ".

ترجمہ:" حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا فرماتی ہیں کہ میرے پاس ایک قیافہ شناس آیا اور نبی کریم صلی اللہ علیہ والہ وسلم موجود تھے، قیافہ شناس نے کہا کہ ان میں سے ایک قدم باپ کا اور ایک بیٹے کا ہے۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ والہ وسلم سن کر بہت مسرور ہوئے۔ یہ بات آپ کو اتنی بھلی معلوم ہوئی کہ حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کو بھی بتائی۔"

(صحیح بخاری جلد دوم کتاب المناقب حدیث نمبر 924 صفحہ نمبر 428، انٹرنیشنل نمبر 3731)

صحیح بخاری کے مطابق

گستاخی رسول کا جواز صحیح بخاری میں

قرآن کے مطابق

حضور صلی اللہ علیہ والہ وسلم کی شان میں گستاخی کفّار کرتے تھے

صحیح بخاری کی ایک حدیث میں بڑے شاطرانہ انداز سے حضور صلی اللہ علیہ والہ وسلم کی شانِ اقدس میں گستاخی کا جواز فراہم کیا جارہا ہے۔ حدیث کے مطابق :

حدیث:

حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ عَبْدِ اللَّهِ، حَدَّثَنَا سُفْيَانُ، قَالَ عَمْرٌو: سَمِعْتُ جَابِرَ بْنَ عَبْدِ اللَّهِ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا، يَقُولُ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: "مَنْ لِكَعْبِ بْنِ الْأَشْرَفِ, فَإِنَّهُ قَدْ آذَى اللَّهَ وَرَسُولَهُ فَقَامَ مُحَمَّدُ بْنُ مَسْلَمَةَ، فَقَالَ: يَا رَسُولَ اللَّهِ أَتُحِبُّ أَنْ أَقْتُلَهُ، قَالَ: "نَعَمْ"، قَالَ: فَأْذَنْ لِي أَنْ أَقُولَ شَيْئًا، قَالَ: "قُلْ"، فَأَتَاهُ مُحَمَّدُ بْنُ مَسْلَمَةَ، فَقَالَ: إِنَّ هَذَا الرَّجُلَ قَدْ سَأَلَنَا صَدَقَةً, وَإِنَّهُ قَدْ عَنَّانَا وَإِنِّي قَدْ أَتَيْتُكَ أَسْتَسْلِفُكَ، قَالَ: وَأَيْضًا وَاللَّهِ لَتَمَلُّنَّهُ، قَالَ: إِنَّا قَدِ اتَّبَعْنَاهُ فَلَا نُحِبُّ أَنْ نَدَعَهُ حَتَّى نَنْظُرَ إِلَى أَيِّ شَيْءٍ يَصِيرُ شَأْنُهُ, وَقَدْ أَرَدْنَا أَنْ تُسْلِفَنَا وَسْقًا أَوْ وَسْقَيْنِ, وحَدَّثَنَا عَمْرٌو غَيْرَ مَرَّةٍ فَلَمْ يَذْكُرْ وَسْقًا أَوْ وَسْقَيْنِ، فَقُلْتُ لَهُ: فِيهِ وَسْقًا أَوْ وَسْقَيْنِ، فَقَالَ: "أُرَى فِيهِ وَسْقًا أَوْ وَسْقَيْنِ"، فَقَالَ: نَعَمِ ارْهَنُونِي، قَالُوا: أَيَّ شَيْءٍ تُرِيدُ؟ قَالَ: ارْهَنُونِي نِسَاءَكُمْ، قَالُوا: كَيْفَ نَرْهَنُكَ نِسَاءَنَا وَأَنْتَ أَجْمَلُ الْعَرَبِ؟ قَالَ: فَارْهَنُونِي أَبْنَاءَكُمْ، قَالُوا: كَيْفَ نَرْهَنُكَ أَبْنَاءَنَا فَيُسَبُّ أَحَدُهُمْ؟ فَيُقَالُ: رُهِنَ بِوَسْقٍ أَوْ وَسْقَيْنِ, هَذَا عَارٌ عَلَيْنَا وَلَكِنَّا نَرْهَنُكَ اللَّأْمَةَ، قَالَ سُفْيَانُ: يَعْنِي السِّلَاحَ فَوَاعَدَهُ أَنْ يَأْتِيَهُ فَجَاءَهُ لَيْلًا وَمَعَهُ أَبُو

نَائِلَةَ وَهُوَ أَخُو كَعْبٍ مِنَ الرَّضَاعَةِ فَدَعَاهُمْ إِلَى الْحِصْنِ فَنَزَلَ إِلَيْهِمْ، فَقَالَتْ لَهُ: امْرَأَتُهُ أَيْنَ تَخْرُجُ هَذِهِ السَّاعَةَ، فَقَالَ: إِنَّمَا هُوَ مُحَمَّدُ بْنُ مَسْلَمَةَ وَأَخِي أَبُو نَائِلَةَ، وَقَالَ: غَيْرُ عَمْرٍو، قَالَتْ: أَسْمَعُ صَوْتًا كَأَنَّهُ يَقْطُرُ مِنْهُ الدَّمُ، قَالَ: إِنَّمَا هُوَ أَخِي مُحَمَّدُ بْنُ مَسْلَمَةَ وَرَضِيعِي أَبُو نَائِلَةَ إِنَّ الْكَرِيمَ لَوْ دُعِيَ إِلَى طَعْنَةٍ بِلَيْلٍ لَأَجَابَ، قَالَ: وَيُدْخِلُ مُحَمَّدُ بْنُ مَسْلَمَةَ مَعَهُ رَجُلَيْنِ، قِيلَ لِسُفْيَانَ: سَمَّاهُمْ عَمْرٌو، قَالَ: سَمَّى بَعْضَهُمْ، قَالَ عَمْرٌو: جَاءَ مَعَهُ بِرَجُلَيْنِ، وَقَالَ: غَيْرُ عَمْرٍو أَبُو عَبْسِ بْنُ جَبْرٍ، وَالْحَارِثُ بْنُ أَوْسٍ، وَعَبَّادُ بْنُ بِشْرٍ، قَالَ عَمْرٌو: جَاءَ مَعَهُ بِرَجُلَيْنِ، فَقَالَ: إِذَا مَا جَاءَ فَإِنِّي قَائِلٌ بِشَعَرِهِ فَأَشَمُّهُ فَإِذَا رَأَيْتُمُونِي اسْتَمْكَنْتُ مِنْ رَأْسِهِ فَدُونَكُمْ فَاضْرِبُوهُ، وَقَالَ مَرَّةً: ثُمَّ أُشِمُّكُمْ فَنَزَلَ إِلَيْهِمْ مُتَوَشِّحًا وَهُوَ يَنْفَحُ مِنْهُ رِيحُ الطِّيبِ، فَقَالَ: مَا رَأَيْتُ كَالْيَوْمِ رِيحًا أَيْ أَطْيَبَ، وَقَالَ: غَيْرُ عَمْرٍو، قَالَ: عِنْدِي أَعْطَرُ نِسَاءِ الْعَرَبِ وَأَكْمَلُ الْعَرَبِ، قَالَ عَمْرٌو، فَقَالَ: أَتَأْذَنُ لِي أَنْ أَشُمَّ رَأْسَكَ، قَالَ: نَعَمْ فَشَمَّهُ، ثُمَّ أَشَمَّ أَصْحَابَهُ، ثُمَّ قَالَ: أَتَأْذَنُ لِي، قَالَ: نَعَمْ فَلَمَّا اسْتَمْكَنَ مِنْهُ، قَالَ: دُونَكُمْ فَقَتَلُوهُ، ثُمَّ أَتَوْا النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَأَخْبَرُوهُ".

ترجمہ: ”حضرت محمد بن مسلمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے حضور صلی اللہ علیہ والہ وسلم سے آپ کی شان میں گستاخی کرنے اور جھوٹ بولنے کی اجازت مانگی تو حضور صلی اللہ علیہ والہ وسلم نے اجازت مرحمت فرمادی، چنانچہ حضرت محمد بن مسلمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے ایک یہودی سے کہا کہ یہ شخص (رسولِ خدا صلی اللہ علیہ والہ وسلم) تو ہم کو بہت تنگ کرتا ہے۔ وہ ہم سے زکوٰۃ مانگتا ہے حالانکہ ہم خود تنگدست ہیں، میں آپ کے پاس اس لیے آیا ہوں کہ ہمیں قرض ہی دلوا دیجیے۔ وہ کہنے لگا کہ یہ شخص ابھی تو تمہیں اور بھی تنگ کرے گا۔ انہوں نے جواب دیا کہ ہم اس کی پیروی جو کر چکے تو اب اچانک چھوڑ دینا مناسب نہیں لیکن موقع کی تلاش میں ہیں، دیکھیے اونٹ کس کروٹ بیٹھتا ہے۔“

(صحیح بخاری جلد دوم کتاب المغازی حدیث نمبر 1208 صفحہ نمبر 549، انٹرنیشنل نمبر 4037)

ہمارا ایمان ہے کہ صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین، حضور صلی اللہ علیہ والہ وسلم سے انتہائی زیادہ محبت کرتے تھے اور یہ ہستیاں کسی مصلحت کے تحت بھی حضور صلی اللہ علیہ والہ وسلم کی شان میں گستاخی نہیں کر سکتیں جیسے حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے صلح حدیبیہ کے موقع پر صلح نامے پر حضور صلی اللہ علیہ والہ وسلم کا اسمِ گرامی ”محمد الرسول اللہ“ کاٹ کر ”محمد بن عبداللہ“ لکھنے سے انکار کر دیا تھا

کہ ایسا کرنا آپ کے نزدیک حضور صلی اللہ علیہ والہ وسلم کی شان میں گستاخی کے مترادف تھا۔ان سطور کی روشنی میں یہ واضح ہوتا ہے کہ درج بالا حدیث موضوعہ ہے۔

☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆

باب نمبر-90

صحیح بخاری کے مطابق

دُنیا قابلِ نفرت

قرآن کے مطابق

دُنیا قابلِ نفرت نہیں

صحیح بخاری کی ایک حدیث ملاحظہ کیجیے :

حدیث:

حَدَّثَنِي عَمْرُو بْنُ خَالِدٍ, حَدَّثَنَا اللَّيْثُ, عَنْ يَزِيدَ بْنِ أَبِي حَبِيبٍ, عَنْ أَبِي الْخَيْرِ, عَنْ عُقْبَةَ, أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ خَرَجَ يَوْمًا فَصَلَّى عَلَى أَهْلِ أُحُدٍ صَلَاتَهُ عَلَى الْمَيِّتِ, ثُمَّ انْصَرَفَ إِلَى الْمِنْبَرِ, فَقَالَ: "إِنِّي فَرَطٌ لَكُمْ وَأَنَا شَهِيدٌ عَلَيْكُمْ, وَإِنِّي لَأَنْظُرُ إِلَى حَوْضِي الْآنَ, وَإِنِّي أُعْطِيتُ مَفَاتِيحَ خَزَائِنِ الْأَرْضِ, أَوْ مَفَاتِيحَ الْأَرْضِ, وَإِنِّي وَاللَّهِ مَا أَخَافُ عَلَيْكُمْ أَنْ تُشْرِكُوا بَعْدِي وَلَكِنِّي أَخَافُ عَلَيْكُمْ أَنْ تَنَافَسُوا فِيهَا".

ترجمہ: ”حضرت عقبہ بن عامر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ والہ وسلم نے فرمایا کہ خدا کی قسم مجھے یہ مطلقاً تمہارے متعلق ڈر نہیں کہ میرے بعد تم شرک کرنے لگ جاؤ گے بلکہ ڈر تو اس بات کا ہے کہ تم کہیں دنیا میں نہ پھنس جاؤ۔“

(صحیح بخاری جلد دوم کتاب المغازی حدیث نمبر 1254 صفحہ نمبر 572، انٹر نیشنل نمبر 4085)

ایک حدیث کے الفاظ یہ ہیں :

حدیث:

حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ بْنُ سَعِيدٍ، حَدَّثَنَا اللَّيْثُ، عَنْ يَزِيدَ بْنِ أَبِي حَبِيبٍ، عَنْ أَبِي الْخَيْرِ، عَنْ عُقْبَةَ بْنِ عَامِرٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ أَنَّهُ قَالَ: "أُهْدِيَ لِرَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَرُّوجُ حَرِيرٍ، فَلَبِسَهُ ثُمَّ صَلَّى فِيهِ، ثُمَّ انْصَرَفَ فَنَزَعَهُ نَزْعًا شَدِيدًا كَالْكَارِهِ لَهُ، ثُمَّ قَالَ: لَا يَنْبَغِي هَذَا لِلْمُتَّقِينَ". تَابَعَهُ عَبْدُ اللَّهِ بْنُ يُوسُفَ، عَنِ اللَّيْثِ، وَقَالَ غَيْرُهُ: فَرُّوجٌ حَرِيرٌ.

ترجمہ: ''ابوالخیر نے حضرت عقبہ بن عامر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ والہ وسلم کی خدمت میں بطور ہدیہ ایک ریشمی فرّوج پیش کی گئی تو آپ نے اسے پہن لیا۔ پھر نماز پڑھی۔ جب آپ واپس لوٹے تو اسے سختی کے ساتھ اُتار پھینکا، جس سے ناپسندیدہ ہونے کا اظہار ہوتا تھا اور فرمایا کہ یہ پرہیزگاروں کے لائق نہیں ہے۔''

(صحیح بخاری جلد سوم کتاب اللباس حدیث نمبر 748 صفحہ نمبر 312، انٹرنیشنل نمبر 5801)

تاریخ گواہ ہے کہ مسلمانوں نے مختصر سے عرصے میں بہت بڑے علاقے پر اللہ کا نازل کردہ فلاحی نظام نافذ کر دیا تھا۔ مسلمانوں کی بڑھتی ہوئی اثرانگیزی کو روکنے کیلئے عالمِ کُفر نے اپنا پورا زور لگا دیا، جس کی ایک کڑی یہ تھی کہ مسلمانوں کے دلوں میں دنیا سے نفرت پیدا کر دی جائے چنانچہ ہم دیکھتے ہیں کہ ایسی روایتیں بآسانی مل جاتی ہیں جن میں کہا جاتا ہے کہ دنیا ایک مردار ہے اور اس کے طلب کرنے والے کتے ہیں وغیرہ۔ مذکورہ بالا روایتیں بھی ان کی ایک مثال ہے جن میں دنیا سے نفرت کا درس ملتا ہے جبکہ قرآنِ کریم میں ارشاد ہے :

قرآن:

قُلْ مَنْ حَرَّمَ زِيْنَةَ اللّٰهِ الَّتِيْٓ اَخْرَجَ لِعِبَادِهٖ وَالطَّيِّبٰتِ مِنَ الرِّزْقِ ط قُلْ هِيَ لِلَّذِيْنَ اٰمَنُوْا فِي الْحَيٰوةِ الدُّنْيَا خَالِصَةً يَّوْمَ الْقِيٰمَةِ ط (32/7)

ترجمہ: ''آپ فرمادیں کہ دنیاوی زینت کی چیزوں کو کون حرام قرار دے سکتا ہے۔ یہ یہاں بھی مومنوں کو ملیں گی اور آخرت میں تو صرف انہیں کیلئے مخصوص ہوں گی۔''

{سورۃ الاعراف سورہ نمبر 7 آیت نمبر 32}

قرآن:

لَهُمُ الْبُشْرٰى فِى الْحَيٰوةِ الدُّنْيَا وَفِى الْاٰخِرَةِ ط لَا تَبْدِيْلَ لِكَلِمٰتِ اللّٰهِ ط ذٰلِكَ هُوَ الْفَوْزُ الْعَظِيْمُ (64/10)

ترجمہ: ”جو لوگ ایمان لائے اور احکاماتِ خداوندی کی پیروی کی، ان کیلئے دنیا میں اور آخرت میں خوشگواریاں ہیں، یہ بڑی کامیابی ہے۔“

{سورۃ یونس سورہ نمبر 10 آیت نمبر 64}

قرآن میں بہت سی آیات موجود ہیں جن سے یہ ثابت ہوتا ہے کہ دنیا کی خوشگواریاں مومنین کیلئے ہیں مثلاً :

قرآن:

فَمِنَ النَّاسِ مَنْ يَّقُوْلُ رَبَّنَا اٰتِنَا فِى الدُّنْيَا وَمَا لَهٗ فِى الْاٰخِرَةِ مِنْ خَلَاقٍ ۰ وَمِنْهُمْ مَّنْ يَّقُوْلُ رَبَّنَآ اٰتِنَا فِى الدُّنْيَا حَسَنَةً وَّفِى الْاٰخِرَةِ حَسَنَةً وَّقِنَا عَذَابَ النَّارِ (2/200-201)

ترجمہ: ”بعض لوگ وہ بھی ہیں جو کہتے ہیں اے ہمارے رب! ہمیں دنیا میں دے۔ ایسے لوگوں کا آخرت میں کوئی حصہ نہیں۔ اور بعض لوگ وہ بھی ہیں جو کہتے ہیں اے ہمارے رب! ہمیں دنیا میں بھلائی دے اور آخرت میں بھی بھلائی دے اور دوزخ کے عذاب سے بچا لے۔“

{سورۃ البقرۃ سورہ نمبر 2 آیت نمبر 200 تا 201}

قرآن:

وَاكْتُبْ لَنَا فِىْ هٰذِهِ الدُّنْيَا حَسَنَةً وَّفِى الْاٰخِرَةِ اِنَّا هُدْنَآ اِلَيْكَ ط قَالَ عَذَابِىْٓ اُصِيْبُ بِهٖ مَنْ اَشَآءُ ج وَرَحْمَتِىْ وَسِعَتْ كُلَّ شَىْءٍ ط فَسَاَكْتُبُهَا لِلَّذِيْنَ يَتَّقُوْنَ وَيُؤْتُوْنَ الزَّكٰوةَ وَالَّذِيْنَ هُمْ بِاٰيٰتِنَا يُؤْمِنُوْنَ (156/7)

ترجمہ: ”اور ہمارے لیے اس دنیا میں اور آخرت میں بھلائی لکھ دے، بے شک ہم نے تیری طرف رجوع کیا، اس نے فرمایا میں اپنا عذاب جس کو چاہوں دوں، اور میری رحمت ہر شے پر وسیع ہے، سو میں وہ عنقریب لکھ دوں گا اُن کیلئے جو ڈرتے ہیں اور زکوۃ دیتے ہیں اور ہماری آیات پر ایمان رکھتے ہیں۔“

{سورۃ الاعراف سورہ نمبر 7 آیت نمبر 156}

قرآن:

وَقِيْلَ لِلَّذِيْنَ اتَّقَوْا مَاذَآ اَنْزَلَ رَبُّكُمْ ط قَالُوْا خَيْرًا ط لِلَّذِيْنَ اَحْسَنُوْا فِيْ هٰذِهِ الدُّنْيَا حَسَنَةٌ ط وَلَدَارُ الْاٰخِرَةِ خَيْرٌ ط وَلَنِعْمَ دَارُ الْمُتَّقِيْنَ (30/16)

ترجمہ: ”اور پرہیزگاروں سے کہا گیا تمہارے ربّ نے کیا اُتارا وہ بولے بہترین (کلام) جن لوگوں نے بھلائی کی ان کیلئے اس دنیا میں بھلائی ہے اور آخرت کا گھر (سب سے) بہتر ہے، اور کیا خوب ہے پرہیزگاروں کا گھر۔“ (سورۃ النحل سورہ نمبر 16 آیت نمبر 30)

قرآن:

اِنَّا لَنَنْصُرُ رُسُلَنَا وَالَّذِيْنَ اٰمَنُوْا فِي الْحَيٰوةِ الدُّنْيَا وَيَوْمَ يَقُوْمُ الْاَشْهَادُ (51/40)

ترجمہ: ”بے شک ہم ضرور مدد کرتے ہیں اپنے رسولوں کی اور ان لوگوں کی جو ایمان لائے دنیا کی زندگی میں اور (اس دن بھی) جس دن گواہی دینے والے کھڑے ہوں گے۔“

{سورۃ المومن سورہ نمبر 40 آیت نمبر 51 }

قرآن:

إِنَّ الَّذِينَ قَالُوا رَبُّنَا اللَّهُ ثُمَّ اسْتَقَامُوا تَتَنَزَّلُ عَلَيْهِمُ الْمَلَائِكَةُ أَلَّا تَخَافُوا وَلَا تَحْزَنُوا وَأَبْشِرُوا بِالْجَنَّةِ الَّتِي كُنْتُمْ تُوعَدُونَ ۝ نَحْنُ أَوْلِيَاؤُكُمْ فِي الْحَيَاةِ الدُّنْيَا وَفِي الْآخِرَةِ ج وَلَكُمْ فِيهَا مَا تَشْتَهِي أَنْفُسُكُمْ وَلَكُمْ فِيهَا مَا تَدَّعُونَ ۝ نُزُلًا مِنْ غَفُورٍ رَحِيمٍ (32-30/41)

ترجمہ: ”بے شک جن لوگوں نے کہا ہمارا ربّ اللہ ہے پھر اس پر ثابت قدم رہے، ان پر فرشتے اُترتے ہیں کہ نہ تم خوف کھاؤ اور نہ غمگیں ہو، اور تم اس جنت پر خوش ہو جس کا تمہیں وعدہ دیا جاتا تھا۔ ہم تمہارے رفیق تھے دنیا کی زندگی میں اور آخرت میں (بھی) اور تمہارے لیے اس میں (موجود ہے) جو تمہارے دل چاہیں، اور تمہارے لیے اس میں (موجود ہے) تم مانگو گے۔ یہ ضیافت ہے بخشنے والے مہربان کی طرف سے۔“ (سورۃ حٰمٓ السجدۃ سورہ نمبر 41 آیت نمبر 30 تا 32)

اسلام صرف اس صورت میں دنیا کو حقیر قرار دیتا ہے جب انسان حیاتِ اُخروی کو پسِ پشت ڈال کر دنیاوی مفاد کو اپنی زندگی کا مقصد بنا لے چنانچہ قرآن میں ہے :

قرآن:

أُولَٰئِكَ الَّذِينَ اشْتَرَوُا الْحَيَاةَ الدُّنْيَا بِالْآخِرَةِ ز فَلَا يُخَفَّفُ عَنْهُمُ الْعَذَابُ وَلَا هُمْ يُنْصَرُونَ (86/2)

ترجمہ: ”یہی لوگ ہیں جنہوں نے آخرت کے بدلے دنیا کی زندگی خرید لی، سو ان کیلئے عذاب ہلکا نہ کیا جائے گا اور نہ وہ مدد کیے جائیں گے۔“ (سورۃ البقرۃ سورہ نمبر 2 آیت نمبر 86)

قرآن:

فَلْيُقَاتِلْ فِي سَبِيلِ اللَّهِ الَّذِينَ يَشْرُونَ الْحَيَاةَ الدُّنْيَا بِالْآخِرَةِ ط وَمَنْ يُقَاتِلْ فِي سَبِيلِ اللَّهِ فَيُقْتَلْ أَوْ يَغْلِبْ فَسَوْفَ نُؤْتِيهِ أَجْرًا عَظِيمًا ۝ (74/4)

ترجمہ: ''وہ لوگ جو دنیا کی زندگی بیچتے ہیں آخرت کے بدلے اور جو اللہ کے راستے میں لڑے پھر مارا جائے یا غالب آئے ہم عنقریب اسے بڑا اجر دیں گے۔'' {سورۃ النساء سورہ نمبر 4 آیت نمبر 74)

قرآن:

الَّذِينَ يَسْتَحِبُّونَ الْحَيٰوةَ الدُّنْيَا عَلَى الْاٰخِرَةِ وَيَصُدُّونَ عَنْ سَبِيلِ اللّٰهِ وَيَبْغُونَهَا عِوَجًا ط اُولٰٓئِكَ فِيْ ضَلٰلٍ بَعِيْدٍ

(3/14)

ترجمہ: ''جو دنیا کی زندگی کو پسند کرتے ہیں آخرت پر، اور اللہ کے راستے سے روکتے ہیں اور اس میں کجی ڈھونڈتے ہیں یہی لوگ دُور کی گمراہی میں ہیں۔'' {سورۃ ابراہیم سورہ نمبر 14 آیت نمبر 3)

قرآن:

ذٰلِكَ بِاَنَّهُمُ اسْتَحَبُّوا الْحَيٰوةَ الدُّنْيَا عَلَى الْاٰخِرَةِ لا وَاَنَّ اللّٰهَ لَا يَهْدِي الْقَوْمَ الْكٰفِرِيْنَ (107/16)

ترجمہ: ''یہ اس لیے ہے کہ انہوں نے دنیا کی زندگی کو آخرت پر پسند کیا اور یہ کہ اللہ ہدایت نہیں دیتا کافر لوگوں کو۔''

{سورۃ النحل سورہ نمبر 16 آیت نمبر 107}

قرآن:

فَاَمَّا مَنْ طَغٰى ۙ وَاٰثَرَ الْحَيٰوةَ الدُّنْيَا ۙ فَاِنَّ الْجَحِيْمَ هِيَ الْمَاْوٰى (39-37/79)

ترجمہ: ''پس جس نے سرکشی کی اور دنیا کی زندگی کو ترجیح دی تو یقیناً اس کا ٹھکانہ جہنم ہے۔''

{سورۃ النازعات سورہ نمبر 79 آیت نمبر 37 تا 39}

قرآن:

بَلۡ تُؤۡثِرُوۡنَ الۡحَيٰوةَ الدُّنۡيَا ۫ وَالۡاٰخِرَةُ خَيۡرٌ وَّاَبۡقٰى (87/16-17)

ترجمہ: ”بلکہ تم دنیاوی زندگی کو ترجیح دیتے ہو اور (جبکہ) آخرت بہتر اور باقی رہنے والی ہے۔“

{سورۃ الاعلیٰ سورہ نمبر 87 آیت نمبر 16 تا 17}

☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆

باب نمبر۔91

صحیح بخاری کے مطابق

اعمالِ صالحہ کا نتیجہ جہنّم ہے

قرآن کے مطابق

اعمالِ صالحہ کا نتیجہ جنّت ہے

فرمانِ خداوندی ہے کہ جنت، ایمان اور اعمالِ صالحہ سے ملتی ہے۔ ملاحظہ کیجیے چند قرآنی آیات :

قرآن:

اِنَّ اللّٰهَ يُدۡخِلُ الَّذِيۡنَ اٰمَنُوۡا وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ جَنّٰتٍ تَجۡرِىۡ مِنۡ تَحۡتِهَا الۡاَنۡهٰرُ‌ؕ وَالَّذِيۡنَ كَفَرُوۡا يَتَمَتَّعُوۡنَ وَيَاۡكُلُوۡنَ كَمَا تَاۡكُلُ الۡاَنۡعَامُ وَالنَّارُ مَثۡوًى لَّهُمۡ (12/47)

ترجمہ: ”بے شک اللہ داخل کرتا ہے اُن لوگوں کو جو ایمان لائے اور انہوں نے نیک عمل کیے باغات میں، جن کے نیچے نہریں بہتی ہیں، اور جن لوگوں نے کفر کیا وہ فائدہ اُٹھاتے ہیں اور (اس طرح) کھاتے ہیں جیسے چوپائے کھاتے ہیں، اور آگ ان کا ٹھکانہ ہے۔“

{سورۃ محمد سورہ نمبر 47 آیت نمبر 12}

قرآن:

يَوۡمَ يَجۡمَعُكُمۡ لِيَوۡمِ الۡجَمۡعِ‌ ذٰلِكَ يَوۡمُ التَّغَابُنِ‌ؕ وَمَنۡ يُّؤۡمِنۡۢ بِاللّٰهِ وَيَعۡمَلۡ صَالِحًا يُّكَفِّرۡ عَنۡهُ سَيِّاٰتِهٖ وَيُدۡخِلۡهُ جَنّٰتٍ تَجۡرِىۡ مِنۡ تَحۡتِهَا الۡاَنۡهٰرُ خٰلِدِيۡنَ فِيۡهَاۤ اَبَدًا‌ؕ ذٰلِكَ الۡفَوۡزُ الۡعَظِيۡمُ (9/64)

ترجمہ:"اور جس دن وہ تمہیں جمع کرے گا(یعنی قیامت کے دن) یہ ہار جیت کا دن ہے،اور جو اللہ پر ایمان لائے اور وہ اچھے کام کرے، وہ(اللہ)اس سے اس کی برائیاں دُور کردے گا اور اسے (ان) باغات میں داخل کرے گا جن کے نیچے نہریں جاری ہیں اور وہ ان میں ہمیشہ ہمیشہ رہیں گے، یہ بڑی کامیابی ہے۔"

{سورۃ التغابن سورہ نمبر64آیت نمبر9}

قرآن:

رَّسُوۡلًا يَّتۡلُوۡا عَلَيۡكُمۡ اٰيٰتِ اللّٰهِ مُبَيِّنٰتٍ لِّيُخۡرِجَ الَّذِيۡنَ اٰمَنُوۡا وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ مِنَ الظُّلُمٰتِ اِلَى النُّوۡرِ ؕ وَمَنۡ يُّؤۡمِنۡۢ بِاللّٰهِ وَيَعۡمَلۡ صَالِحًا يُّدۡخِلۡهُ جَنّٰتٍ تَجۡرِىۡ مِنۡ تَحۡتِهَا الۡاَنۡهٰرُ خٰلِدِيۡنَ فِيۡهَاۤ اَبَدًا ؕ قَدۡ اَحۡسَنَ اللّٰهُ لَهٗ رِزۡقًا

(11/65)

ترجمہ:" وہ رسول صلی اللہ علیہ والہ وسلم جو تم پر پڑھتا ہے اللہ کی روشن آیتیں تاکہ جو لوگ ایمان لائے اور انہوں نے اچھے عمل کیے وہ انہیں نکالے تاریکیوں سے نُور کی طرف اور جو اللہ پر ایمان لائے گا اور اچھے عمل کرے گا تو وہ اسے ان باغات میں داخل کرے گا جن کے نیچے نہریں بہتی ہیں،وہ اس میں ہمیشہ ہمیشہ رہیں گے بے شک اللہ نے اس کیلئے بہت اچھی روزی رکھی ہے۔"(سورۃ الطلاق سورہ نمبر 65آیت نمبر11)

قرآن:

اِلَّا الَّذِيۡنَ اٰمَنُوۡا وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ لَهُمۡ اَجۡرٌ غَيۡرُ مَمۡنُوۡنٍ **(25/84)**

ترجمہ: " سوائے اُن لوگوں کے جو ایمان لائے اور انہوں نے اچھے کام کیے،ان کیلئے نہ ختم ہونے والا اجر ہے۔"

{سورۃ الانشقاق سورہ نمبر84آیت نمبر25}

اس کے علاوہ بھی قرآن کی بیسیوں آیات میں ہے کہ جو لوگ اچھے اعمال کرتے ہیں اس کا نتیجہ انہیں جنت کی صورت میں ملے گا ملاحظہ کیجیے چند حوالہ جات :

{3/194،3/135،6/128،7/43،16/32،29/58،32/19،37/61،43/72}

{46/14،46/16،52/19،56/24،69/24،76/22،77/43،88/8-9}

قرآن کی اس تعلیم کے برعکس صحیح بخاری میں لکھا ہے :

حدیث:

حَدَّثَنَا عَبْدُ اللَّهِ بْنُ مَسْلَمَةَ، حَدَّثَنَا ابْنُ أَبِي حَازِمٍ، عَنْ أَبِيهِ، عَنْ سَهْلٍ، قَالَ: الْتَقَى النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَالْمُشْرِكُونَ فِي بَعْضِ مَغَازِيهِ فَاقْتَتَلُوا، فَمَالَ كُلُّ قَوْمٍ إِلَى عَسْكَرِهِمْ، وَفِي الْمُسْلِمِينَ رَجُلٌ لَا يَدَعُ مِنَ الْمُشْرِكِينَ شَاذَّةً وَلَا فَاذَّةً إِلَّا اتَّبَعَهَا فَضَرَبَهَا بِسَيْفِهِ، فَقِيلَ: يَا رَسُولَ اللَّهِ، مَا أَجْزَأَ أَحَدٌ مَا أَجْزَأَ فُلَانٌ، فَقَالَ: "إِنَّهُ مِنْ أَهْلِ النَّارِ، فَقَالُوا: أَيُّنَا مِنْ أَهْلِ الْجَنَّةِ إِنْ كَانَ هَذَا مِنْ أَهْلِ النَّارِ؟، فَقَالَ رَجُلٌ مِنَ الْقَوْمِ: لَأَتَّبِعَنَّهُ، فَإِذَا أَسْرَعَ وَأَبْطَأَ كُنْتُ مَعَهُ، حَتَّى جُرِحَ فَاسْتَعْجَلَ الْمَوْتَ، فَوَضَعَ نِصَابَ سَيْفِهِ بِالْأَرْضِ وَذُبَابَهُ بَيْنَ ثَدْيَيْهِ، ثُمَّ تَحَامَلَ عَلَيْهِ، فَقَتَلَ نَفْسَهُ، فَجَاءَ الرَّجُلُ إِلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ: أَشْهَدُ أَنَّكَ رَسُولُ اللَّهِ، فَقَالَ: "وَمَا ذَاكَ؟"، فَأَخْبَرَهُ، فَقَالَ: "إِنَّ الرَّجُلَ لَيَعْمَلُ بِعَمَلِ أَهْلِ الْجَنَّةِ فِيمَا يَبْدُو لِلنَّاسِ وَإِنَّهُ لَمِنْ أَهْلِ النَّارِ، وَيَعْمَلُ بِعَمَلِ أَهْلِ النَّارِ فِيمَا يَبْدُو لِلنَّاسِ وَهُوَ مِنْ أَهْلِ الْجَنَّةِ".

ترجمہ: ”ہم سے عبداللہ بن مسلمہ نے بیان کیا‘ کہا ہم سے ابن ابی حازم نے‘ ان سے ان کے والد نے اور ان سے سہل بن سعد ساعدی رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ ایک غزوہ (خیبر) میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم اور مشرکین کا مقابلہ ہوا اور خوب جم کر جنگ ہوئی آخر دونوں لشکر اپنے اپنے خیموں کی طرف واپس ہوئے اور مسلمانوں میں ایک آدمی تھا جنہیں مشرکین کی طرف کا کوئی شخص کہیں مل جاتا تو اس کا پیچھا کر کے قتل کئے بغیر وہ نہ رہتے۔ کہا گیا کہ یا رسول اللہ! جتنی بہادری سے آج فلاں شخص لڑا ہے‘ اتنی بہادری سے تو کوئی نہ لڑا ہو گا۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ وہ اہل دوزخ میں سے ہے۔ صحابہ رضی اللہ عنہم نے کہا‘ اگر یہ بھی دوزخی ہے تو پھر ہم جیسے

لوگ کس طرح جنت والے ہو سکتے ہیں؟ اس پر ایک صحابی بولے کہ میں ان کے پیچھے پیچھے رہوں گا۔ چنانچہ جب وہ دوڑتے یا آہستہ چلتے تو میں ان کے ساتھ ساتھ ہوتا۔ آخر وہ زخمی ہوئے اور چاہا کہ موت جلد آجائے۔ اس لیے وہ تلوار کا قبضہ زمین میں گاڑ کر اس کی نوک سینے کے مقابل کر کے اس پر گر پڑے۔ اس طرح سے اس نے خودکشی کر لی۔ اب وہ صحابی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئے اور کہا کہ میں گواہی دیتا ہوں کہ آپ اللہ کے رسول ہیں۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے پوچھا کہ کیا بات ہے؟ انہوں نے تفصیل بتائی تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ ایک شخص بظاہر جنتیوں جیسے عمل کرتا رہتا ہے حالانکہ وہ اہل دوزخ میں سے ہوتا ہے۔ اسی طرح ایک دوسرا شخص بظاہر دوزخیوں کے سے عمل کرتا رہتا ہے حالانکہ وہ جنتی ہوتا ہے۔“

(صحیح بخاری جلد دوم ابواب المغازی حدیث نمبر 1361 صفحہ نمبر 631، انٹرنیشنل نمبر 4207)

حدیث:

حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ، حَدَّثَنَا يَعْقُوبُ، عَنْ أَبِي حَازِمٍ، عَنْ سَهْلِ بْنِ سَعْدٍ السَّاعِدِيِّ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ، أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الْتَقَى هُوَ وَالْمُشْرِكُونَ فَاقْتَتَلُوا، فَلَمَّا مَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِلَى عَسْكَرِهِ وَمَالَ الْآخَرُونَ إِلَى عَسْكَرِهِمْ، وَفِي أَصْحَابِ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ رَجُلٌ لَا يَدَعُ لَهُمْ شَاذَّةً وَلَا فَاذَّةً إِلَّا اتَّبَعَهَا يَضْرِبُهَا بِسَيْفِهِ، فَقِيلَ: مَا أَجْزَأَ مِنَّا الْيَوْمَ أَحَدٌ كَمَا أَجْزَأَ فُلَانٌ، فَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: "أَمَا إِنَّهُ مِنْ أَهْلِ النَّارِ"، فَقَالَ رَجُلٌ مِنَ الْقَوْمِ: أَنَا صَاحِبُهُ، قَالَ: فَخَرَجَ مَعَهُ، كُلَّمَا وَقَفَ وَقَفَ مَعَهُ، وَإِذَا أَسْرَعَ أَسْرَعَ مَعَهُ، قَالَ: فَجُرِحَ الرَّجُلُ جُرْحًا شَدِيدًا، فَاسْتَعْجَلَ الْمَوْتَ، فَوَضَعَ سَيْفَهُ بِالْأَرْضِ وَذُبَابَهُ بَيْنَ ثَدْيَيْهِ، ثُمَّ تَحَامَلَ عَلَى سَيْفِهِ فَقَتَلَ نَفْسَهُ، فَخَرَجَ الرَّجُلُ إِلَى رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ: أَشْهَدُ أَنَّكَ رَسُولُ اللَّهِ، قَالَ: "وَمَا ذَاكَ؟"، قَالَ الرَّجُلُ: الَّذِي ذَكَرْتَ آنِفًا أَنَّهُ مِنْ أَهْلِ النَّارِ فَأَعْظَمَ النَّاسُ ذَلِكَ، فَقُلْتُ: أَنَا لَكُمْ بِهِ، فَخَرَجْتُ فِي طَلَبِهِ، ثُمَّ جُرِحَ جُرْحًا شَدِيدًا فَاسْتَعْجَلَ الْمَوْتَ، فَوَضَعَ نَصْلَ سَيْفِهِ فِي الْأَرْضِ وَذُبَابَهُ بَيْنَ ثَدْيَيْهِ، ثُمَّ تَحَامَلَ عَلَيْهِ فَقَتَلَ نَفْسَهُ، فَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عِنْدَ ذَلِكَ: "إِنَّ الرَّجُلَ لَيَعْمَلُ عَمَلَ أَهْلِ الْجَنَّةِ فِيمَا يَبْدُو لِلنَّاسِ وَهُوَ مِنْ أَهْلِ النَّارِ، وَإِنَّ الرَّجُلَ لَيَعْمَلُ عَمَلَ أَهْلِ النَّارِ فِيمَا يَبْدُو لِلنَّاسِ وَهُوَ مِنْ أَهْلِ الْجَنَّةِ".

ترجمہ: ''ہم سے قتیبہ نے بیان کیا' کہا ہم سے یعقوب بن عبدالرحمٰن نے بیان کیا' ان سے ابو حازم نے اور ان سے سہل بن سعد ساعدی رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے (اپنے لشکر کے ساتھ) مشرکین (یعنی) یہود خیبر کا مقابلہ کیا۔ دونوں طرف سے لوگوں نے جنگ کی' پھر جب آپ اپنے خیمے کی طرف واپس ہوئے اور یہودی بھی اپنے خیموں میں واپس چلے گئے تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ایک صحابی کے متعلق کسی نے ذکر کیا کہ یہودیوں کا کوئی بھی آدمی اگر انہیں مل جائے تو وہ اس کا پیچھا کر کے اسے قتل کئے بغیر نہیں رہتے۔ کہا گیا کہ آج فلاں شخص ہماری طرف سے جتنی بہادری اور ہمت سے لڑا ہے شاید اتنی بہادری سے کوئی بھی نہیں لڑا ہو گا لیکن نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کے متعلق فرمایا کہ وہ اہل دوزخ میں سے ہے۔ ایک صحابی رضی اللہ عنہ نے اس پر کہا کہ پھر میں ان کے ساتھ ساتھ رہوں گا، بیان کیا کہ پھر وہ ان کے پیچھے ہو لیے جہاں وہ ٹھہرتے یہ بھی ٹھہر جاتے اور جہاں وہ دوڑ کر چلتے یہ بھی دوڑنے لگتے۔ بیان کیا کہ پھر وہ صاحب زخمی ہو گئے' انتہائی شدید طور پر اور چاہا کہ جلدی موت آجائے۔ اس لیے انہوں نے اپنی تلوار زمین میں گاڑ دی اور اس کی نوک سینہ کے مقابل کر کے اس پر گر پڑے اور اس طرح خود کشی کر لی۔ اب دوسرے صحابی (جو ان کی جستجو میں لگے ہوئے تھے) نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئے اور عرض کیا میں گواہی دیتا ہوں کہ آپ اللہ کے رسول ہیں۔ پوچھا کیا بات ہے؟ ان صحابی نے عرض کیا کہ جن کے متعلق ابھی آپ نے فرمایا تھا کہ وہ اہل دوزخ میں سے ہیں تو لوگوں پر آپ کا یہ فرمانا بڑا شاق گزرا تھا۔ میں نے ان سے کہا کہ میں تمہارے لیے ان کے پیچھے پیچھے جاتا ہوں۔ چنانچہ میں ان کے ساتھ ساتھ رہا۔ ایک موقع پر جب وہ شدید زخمی ہو گئے تو اس خواہش میں کہ موت جلدی آجائے اپنی تلوار انہوں نے زمین میں گاڑ دی اور اس کی نوک کو اپنے سینہ کے سامنے کر کے اس پر گر پڑے اور اس طرح انہوں نے خود اپنی جان کو ہلاک کر دیا۔ اسی موقع پر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ انسان زندگی بھر جنت والوں کے عمل کرتا ہے حالانکہ وہ اہل دوزخ میں سے ہوتا ہے۔ اسی طرح دوسرا شخص زندگی بھر اہل دوزخ کے عمل کرتا ہے حالانکہ وہ جنتی ہوتا ہے۔''

(صحیح بخاری جلد دوم ابواب المغازی حدیث نمبر 1357 صفحہ نمبر 629، انٹرنیشنل نمبر 4202)

اس حدیث میں بتایا جا رہا ہے کہ تم اچھے عمل کرو یا بُرے، اس سے کوئی فرق نہیں پڑتا۔ تم عمل کی بنیاد پر جنت یا جہنم میں نہیں ڈالے جاؤ گے بلکہ یہ اللہ کی مرضی ہے، وہ چاہے تو بُرے اعمال والے کو جنت میں بھیج دے اور اچھے اعمال والے کو جہنم میں ڈال دے۔ حدیث کے یہ الفاظ قرآن کے سراسر منافی ہیں لہٰذا ہمارا ایمان ہے کہ یہ حضور صلی اللہ علیہ والہ وسلم کا قولِ مبارک ہر گز نہیں۔

باب نمبر۔92

صحیح بخاری کے مطابق

عورت کی حکمرانی ناجائز ہے

قرآن کے مطابق

عورت کی حکمرانی جائز ہے

صحیح بخاری کی ایک روایت ملاحظہ کیجیے :

حدیث:

حَدَّثَنَا عُثْمَانُ بْنُ الْهَيْثَمِ، حَدَّثَنَا عَوْفٌ، عَنِ الْحَسَنِ، عَنْ أَبِي بَكْرَةَ، قَالَ: لَقَدْ نَفَعَنِي اللَّهُ بِكَلِمَةٍ سَمِعْتُهَا مِنْ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَيَّامَ الْجَمَلِ بَعْدَ مَا كِدْتُ أَنْ أَلْحَقَ بِأَصْحَابِ الْجَمَلِ فَأُقَاتِلَ مَعَهُمْ، قَالَ: لَمَّا بَلَغَ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنَّ أَهْلَ فَارِسَ قَدْ مَلَّكُوا عَلَيْهِمْ بِنْتَ كِسْرَى، قَالَ: "لَنْ يُفْلِحَ قَوْمٌ وَلَّوْا أَمْرَهُمُ امْرَأَةً ".

ترجمہ: ”حضرت ابو بکرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ مجھے رسول اللہ صلی اللہ علیہ والہ وسلم کے ایک کلمہ (ارشادِ گرامی) نے جنگِ جمل میں بڑا فائدہ پہنچایا، جو میں نے آپ سے سنا تھا، حالانکہ میں جمل والوں (یعنی افواجِ صدیقہؓ) میں شامل ہو کر فریقِ ثانی سے لڑنے والا تھا۔ وہ فرماتے ہیں کہ جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ والہ وسلم کو یہ خبر پہنچی کہ اہلِ فارس (ایران والوں) نے کسریٰ کی بیٹی کو اپنا حکمران بنالیا ہے تو آپ نے فرمایا: وہ قوم ہر گز فلاح نہیں پاسکتی جس نے اپنے اُمور عورت کے سپرد کر دیئے۔“

(صحیح بخاری جلد دوم کتاب المغازی حدیث نمبر 1551 صفحہ نمبر 718، انٹر نیشنل نمبر 4425)

سب سے پہلی بات یہ ہے کہ یہ کس طرح ممکن ہو سکتا ہے کہ اتنی بڑی بات جو حضور صلی اللہ علیہ والہ وسلم نے فرمائی ہو، اس کے باوجود حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے فوج کی سربراہی کی ہو؟ اور یہ کیسے ہو سکتا ہے کہ افواجِ صدیقہؓ میں شامل تمام کے تمام بزرگ صحابہ کرام رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین میں سے کسی کو بھی یہ حدیث یاد نہ تھی کہ عورت حکمران نہیں ہو سکتی۔ بات یہیں صاف ہو جاتی ہے لیکن کتاب کے موضوع کی مناسبت سے ہم عورت کی حکمرانی کے بارے میں قرآن کا موقف بھی پیش کریں گے۔

قرآن نے انسان کی برتری اور کمتری کے معیار مقرر کر دیئے ہیں۔ اب جو فرد بھی اللہ کے مقرر کردہ معیار کے تقاضے پورے کرے گا خواہ وہ مرد ہو یا عورت، اسے دوسروں پر برتری حاصل ہو گی۔ گویا برتری، انسان کے اعمال کا نتیجہ ہے، نہ کہ یہ خلقی یا پیدائشی بنیادوں پر کسی کو حاصل ہوتی ہے۔ اللہ نے فرمایا ہے :

قرآن:

اِنَّ اَکۡرَمَکُمۡ عِنۡدَ اللّٰہِ اَتۡقٰٮکُمۡ ط (13/49)

ترجمہ: ”بے شک اللہ کے نزدیک عزت والا وہ ہے جو احکاماتِ خداوندی کی پیروی کرے (خواہ وہ مرد ہو یا عورت)۔“

{سورۃ الحجرات سورہ نمبر 49 آیت نمبر 13}

آگے بڑھیے... اللہ نے فرمایا کہ مومن لوگ وہ ہیں :

قرآن:

اَلَّذِیۡنَ اِنۡ مَّکَّنّٰہُمۡ فِی الۡاَرۡضِ اَقَامُوا الصَّلٰوۃَ وَ اٰتَوُا الزَّکٰوۃَ وَ اَمَرُوۡا بِالۡمَعۡرُوۡفِ وَ نَہَوۡا عَنِ الۡمُنۡکَرِ ط وَ لِلّٰہِ عَاقِبَۃُ الۡاُمُوۡرِ (41/22)

ترجمہ: ”اگر ہم انہیں زمین میں اقتدار بخشیں تو وہ نماز قائم کریں گے، زکوٰۃ دیں گے اور امر بالمعروف اور نہی عن المنکر کا فریضہ انجام دیں گے، اور تمام کاموں کا انجام اللہ ہی کیلئے ہے۔“

{سورۃ الحج سورہ نمبر 22 آیت نمبر 41}

اس آیت میں بتایا گیا ہے کہ اقتدار کے حقدار وہ لوگ ہیں جو مذکورہ بالا شرائط پوری کریں۔ کیا یہ شرائط صرف مرد پوری کر سکتے ہیں؟ اس کی وضاحت ایک اور مقام پر کی گئی ہے جہاں فرمایا :

قرآن:

وَالْمُؤْمِنُوْنَ وَالْمُؤْمِنٰتُ بَعْضُهُمْ اَوْلِيَآءُ بَعْضٍ م يَاْمُرُوْنَ بِالْمَعْرُوْفِ وَيَنْهَوْنَ عَنِ الْمُنْكَرِ وَيُقِيْمُوْنَ الصَّلٰوةَ وَيُؤْتُوْنَ الزَّكٰوةَ وَيُطِيْعُوْنَ اللّٰهَ وَرَسُوْلَهٗ ط اُولٰٓئِكَ سَيَرْحَمُهُمُ اللّٰهُ ط اِنَّ اللّٰهَ عَزِيْزٌ حَكِيْمٌ " (71/9)

ترجمہ: " مومن مرد اور مومن عورتیں یہ سب ایک دوسرے کے ولی اور مددگار ہیں، یہ لوگ امر بالمعروف اور نہی عن المنکر کا فریضہ ادا کرتے ہیں، نماز قائم کرتے ہیں، زکوٰۃ ادا کرتے ہیں اور اللہ اور اس کے رسول کی اطاعت کرتے ہیں یہی لوگ ہیں جن پر اللہ رحم کرے گا، بے شک اللہ غالب حکمت والا ہے۔"

{سورۃ التوبہ سورہ نمبر 9 آیت نمبر 71}

آپ نے غور فرمایا کہ قرآن نے کس طرح بات کو نکھار کر واضح کر دیا ہے۔ لیکن اس کے باوجود اگر کوئی یہ اعتراض کرے کہ آیت {41/22} میں جمع مذکر غائب کا صیغہ " ھم "(یعنی وہ مرد لوگ) استعمال کیا گیا ہے تو یہ معترض کی کم علمی ہے کیونکہ قرآن کا اسلوبِ بیان ہے کہ جن احکامات کی تعمیل مرد و عورت دونوں پر لازمی ہوتی ہے، وہاں پر قرآن مذکر کا صیغہ استعمال کرتا ہے، اس کی بے شمار مثالیں پیش کی جاسکتی ہیں مثلاً ارشادِ باری تعالیٰ ہے :

قرآن:

فَمَنْ شَهِدَ مِنْكُمُ الشَّهْرَ فَلْيَصُمْهُ ط (185/2)

ترجمہ: " جب تم (مردوں) میں سے کوئی (رمضان کے) مہینہ کو پائے تو اس (مرد) کو چاہیے کہ اس میں روزہ رکھے۔"

(سورۃ البقرۃ سورہ نمبر 2 آیت نمبر 185)

کیا معترض اس آیت سے یہ مطلب اخذ کرے گا کہ چونکہ اس آیت میں جمع مذکر حاضر "کُم" کا صیغہ استعمال کیا گیا ہے لہٰذا روزہ صرف مرِدوں پر فرض ہے اور عورتیں اس سے بَری ہیں۔

ایک جگہ فرمایا :

قرآن:

إِنَّ اللَّهَ وَمَلَٰئِكَتَهُۥ يُصَلُّونَ عَلَى النَّبِيِّ ۚ يَٰٓأَيُّهَا الَّذِينَ ءَامَنُوا۟ صَلُّوا۟ عَلَيْهِ وَسَلِّمُوا۟ تَسْلِيمًا (33/56)

ترجمہ: " بے شک اللہ اور اس کے فرشتے نبی صلی اللہ علیہ والہ وسلم پر درود بھیجتے ہیں، اے ایمان والے (مرِد) لوگو! تم بھی آپ صلی اللہ علیہ والہ وسلم پر صلوۃ و سلام بھیجو۔"

{سورۃ الاحزاب سورہ نمبر 33 آیت نمبر 56}

اس آیت میں بھی مرِدوں کو مخاطب کیا گیا ہے۔ قرآنِ حکیم میں اس طرح کی بہت سی آیات بطور مثال پیش کی جاسکتی ہیں۔ اگر معترض کے فارمولے پر عمل کر لیا جائے تو عورتیں بہت سی عبادات و معاملات سے مستثنیٰ ہو جاتی ہیں۔

دراصل اس طرح کی روایات، سیاسی ضرورت کی بناپر وضع کر کے امّت میں پھیلائی گئیں تاکہ حضور صلی اللہ علیہ والہ وسلم کا حوالہ استعمال کر کے اپنے مقاصد پورے کیے جائیں۔ جیسے "الائمۃ من القریش" ہے کہ خاندانی اعتبار سے خلیفہ کو قریشی ہونا چاہیے وغیرہ۔ ڈاکٹر مشیر الحق، وائس چانسلر کشمیر یونیورسٹی، سری نگر، اپنی کتاب "چند تصویر ینکاں" میں لکھتے ہیں :

"میرے مرحوم استاد مولانا عبدالسلام قدوائی ندوی نے ایک مضمون میں لکھا ہے کہ جب وہ دارالعلوم ندوۃ العلماء میں اُس وقت کے مشہور عالم اور دارالعلوم کے شیخ الحدیث مولانا حیدر حسن خاں ٹونکی مرحوم سے بخاری کا درس لے رہے تھے تو ایک دن اس حدیث کو پڑھاتے پڑھاتے مولانا حیدر حسن خاں مرحوم تھوڑی دیر کیلئے رُک گئے، پھر بولے کہ اس حدیث کے بارے میں بتایا جاتا ہے کہ جب جنگِ جمل میں حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے بالمقابل حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا، ایک گروہ کی سربراہی کر رہی تھیں تو ایک صحابیؓ نے اپنے بعض ساتھیوں کو یہ حدیث سنائی تھی۔ لیکن یہ بھلا کس طرح ممکن ہو سکتا ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ والہ وسلم نے اتنی

بڑی بات کہی ہو اور حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے اس کے باوجود فوج کی سربراہی کی ہو۔ مولانا نے اپنے شبہ کو دُور کرنے کیلئے اسماءالرجال کی مختلف کتابیں اسی وقت کتب خانے سے نکلوائیں اور جب راویوں کی چھان بین کی گئی تو ان میں ایک حضرت ایسے بھی ملے جن کے بارے میں متفقہ طور سے علماء و محققینِ اسناد نے لکھا ہے کہ وہ صاحب حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے خلاف باتیں گھڑ گھڑ کے پھیلانے کے شوقین تھے۔ اسی لیے ان کی روایت کردہ ایسی حدیثوں کو قبول کرنے میں احتیاط برتنی چاہیے جن کا اثر حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کی ذات پر پڑتا ہو۔''

(چند تصویرِ بتاں مرتّبہ ڈاکٹر مشیر الحق وائس چانسلر، کشمیر یونیورسٹی سری نگر، مطبوعہ مکتبہ جامعہ دہلی 1988ء)

☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆

باب نمبر۔93

صحیح بخاری کے مطابق

اِنسان کے کندھے پر خُدا نے ہاتھ رکھا

قرآن کے مطابق

خُدا کی کنہ و حقیقت کو اِنسان سمجھ ہی نہیں سکتا

قرآنِ کریم میں ہے کہ اللہ وہ ذات ہے جو :

قرآن:

لَيۡسَ كَمِثۡلِهٖ شَىۡءٌ ‌ۚ(11/42)

ترجمہ: ''اس کے مثل کوئی شے نہیں۔''

{سورۃ الشوریٰ سورہ نمبر 42 آیت نمبر 11}

اور انسان کو حکم دیا گیا کہ خدا کے متعلق مثال بھی مت بناؤ :

قرآن:

فَلَا تَضۡرِبُوۡا لِلّٰهِ الۡاَمۡثَالَ‌ؕ(74/16)

ترجمہ: '' پس اللہ تعالیٰ کیلیئے مثالیں نہ بناؤ۔''

{سورۃ النحل سورہ نمبر 16 آیت نمبر 74}

قرآن کی ان آیات کے برعکس صحیح بخاری میں لکھا ہے :

حدیث:

حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ، حَدَّثَنَا يَزِيدُ بْنُ زُرَيْعٍ، حَدَّثَنَا سَعِيدٌ، وَهِشَامٌ، قَالَا: حَدَّثَنَا قَتَادَةُ، عَنْ صَفْوَانَ بْنِ مُحْرِزٍ، قَالَ: بَيْنَا ابْنُ عُمَرَ يَطُوفُ، إِذْ عَرَضَ رَجُلٌ، فَقَالَ: يَا أَبَا عَبْدِ الرَّحْمَنِ، أَوْ قَالَ: يَا ابْنَ عُمَرَ، سَمِعْتَ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي النَّجْوَى، فَقَالَ: سَمِعْتُ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ: "يُدْنَى الْمُؤْمِنُ مِنْ رَبِّهِ"، وَقَالَ هِشَامٌ: يَدْنُو الْمُؤْمِنُ حَتَّى يَضَعَ عَلَيْهِ كَنَفَهُ، فَيُقَرِّرُهُ بِذُنُوبِهِ، تَعْرِفُ ذَنْبَ كَذَا، يَقُولُ: أَعْرِفُ، يَقُولُ: رَبِّ أَعْرِفُ، مَرَّتَيْنِ، فَيَقُولُ: سَتَرْتُهَا فِي الدُّنْيَا، وَأَغْفِرُهَا لَكَ الْيَوْمَ، ثُمَّ تُطْوَى صَحِيفَةُ حَسَنَاتِهِ، وَأَمَّا الْآخَرُونَ أَوِ الْكُفَّارُ، فَيُنَادَى عَلَى رُءُوسِ الْأَشْهَادِ، هَؤُلَاءِ الَّذِينَ كَذَبُوا عَلَى رَبِّهِمْ، أَلَا لَعْنَةُ اللَّهِ عَلَى الظَّالِمِينَ سورة هود آية 18، وَقَالَ شَيْبَانُ: عَنْ قَتَادَةَ، حَدَّثَنَا صَفْوَانُ.

ترجمہ: ’’صفوان بن محرز کا بیان ہے کہ حضرت ابنِ عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ طواف کر رہے تھے تو ایک آدمی نے مخاطب ہو کر دریافت کیا، اے ابنِ عمر! کیا آپ نے نبی کریم صلی اللہ علیہ والہ وسلم سے سرگوشی کے انداز میں کچھ سُنا ہے؟ انہوں نے جواب دیا کہ میں نے نبی کریم صلی اللہ علیہ والہ وسلم کو یہ فرماتے ہوئے سُنا کہ (قیامت کے روز) اہلِ ایمان کو ان کے ربّ سے بہت نزدیک کر دیا جائے گا۔ ہشام کا بیان ہے کہ مومن اپنے ربّ سے اتنے نزدیک ہو جائیں گے کہ وہ ان کے کندھوں پر اپنا دستِ قدرت رکھے گا تو وہ اپنے گناہوں کا اقرار کر لیں گے، وہ پوچھے گا کہ تو فلاں گناہ کا اقرار کرتا ہے؟ آدمی دو مرتبہ کہے گا کہ میں اعتراف کرتا ہوں۔ پس فرمائے گا کہ میں نے دنیا میں ان کی پردہ پوشی کی اور آج انہیں معاف کر دیتا ہوں، پھر ان کی نیکیوں کی کتاب بند کر دی جائے گی اور دوسرے لوگ جو کافر ہیں ان سے علی الاعلان کہا جائے گا کہ: ’یہ وہ ہیں جنہوں نے اپنے ربّ پر جھوٹ بولا تھا۔‘ شیبان، قتادہ، صفوان نے بھی اس کی روایت کی ہے۔‘‘

(صحیح بخاری جلد دوم کتاب التفسیر حدیث نمبر 1796 صفحہ نمبر 841، انٹرنیشنل نمبر 4685)

☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆

صحیح بخاری کے مطابق

عذاب کسی بُری جگہ کی نحوست کی وجہ سے آتا ہے

قرآن کے مطابق

عذاب، بُرے اعمال کی وجہ سے آتا ہے

اللہ تعالیٰ نے گذشتہ قوموں پر عذاب نازل کرنے کی وجہ، احکاماتِ خداوندی سے انحراف بیان کی ہے۔ عذاب، انسانوں کے غلط اعمال کی وجہ سے آتا ہے، نہ کہ کسی خاص جگہ کی وجہ سے، جیسا کہ قرآن میں اللہ تعالیٰ نے فرمایا :

قرآن:

1۔ قومِ شعیب (اہلِ مدین) کا جرم :

ناپ تول میں کمی کرتے تھے۔

{سورۃ الھود سورہ نمبر 11 آیت نمبر 85}

{سورۃ الھود سورہ نمبر 11 آیت نمبر 84}

{سورۃ الاعراف سورہ نمبر 7 آیت نمبر 85}

سزا :

(ا)انہیں چنگاڑ کا عذاب دیا گیا۔

{سورۃ الھود سورہ نمبر 11 آیت نمبر 94}

(ب)اور زلزلے کا عذاب دیا گیا۔

{سورۃ الھود سورہ نمبر 7 آیت نمبر 91}

{سورۃ العنکبوت سورہ نمبر 29 آیت نمبر 37}

2۔ قومِ لوط کا جرم

(ا)اغلام بازی کرتے تھے۔

{سورۃ العنکبوت سورہ نمبر 29 آیت نمبر 29}

{سورۃ الاعراف سورہ نمبر 7 آیت نمبر 81}

(ب)ڈاکے ڈالتے تھے۔

{سورۃ العنکبوت سورہ نمبر 29 آیت نمبر 29}

(ج) مجلسوں میں نازیبا حرکات کرتے تھے۔

{سورۃ العنکبوت سورہ نمبر 29 آیت نمبر 29}

سزا :

(ا)انہیں اندھا کردیا گیا۔

{سورۃالقمر سورہ نمبر54آیت نمبر38}

(ب)ان پرپتھروں کی بارش کردی گئی۔

{سورۃالاعراف سورہ نمبر7آیت نمبر84}

(3) قومِ ثمود کا جرم :

ناقۃاللہ کو قتل کردیا تھا۔

{سورۃالاعراف سورہ نمبر7آیت نمبر77}

{سورۃالھود سورہ نمبر11آیت نمبر65}

{سورۃالشعراء سورہ نمبر26آیت نمبر157}

سزا :

(ا)انہیں زلزلے نے آپکڑا۔

{سورۃالاعراف سورہ نمبر7آیت نمبر78}

(ب)انہیں چنگاڑ کا عذاب دیا گیا۔

{سورۃالھود سورہ نمبر11آیت نمبر67}

{سورۃحٰم السجدۃ سورہ نمبر41آیت نمبر17}

(ج)انہیں عذاب نے آپکڑا۔

{سورۃ الشعراء سورہ نمبر 26 آیت نمبر 158}

(4) قومِ فرعون کا جرم :

(ا) صحیح راستے سے گمراہ کرتے تھے۔

{سورۃ یونس سورہ نمبر 10 آیت نمبر 88}

(ب) ظلم کرتے تھے۔

{سورۃ الشعراء سورہ نمبر 26 آیت نمبر 10}

(ج)فاسق تھے۔

{سورۃ النمل سورہ نمبر 27 آیت نمبر 12}

(د)ظالم اور مفسد تھے۔

{سورۃ النمل سورہ نمبر 27 آیت نمبر 14}

{سورۃ القصص سورہ نمبر 28 آیت نمبر 40}

(ہ)فرقوں میں تقسیم کرتے تھے۔

{سورۃ القصص سورہ نمبر 28 آیت نمبر 4}

(ف) تکبر کرتے تھے۔

{سورۃ القصص سورہ نمبر 28 آیت نمبر 39}

{سورۃ العنکبوت سورہ نمبر 29 آیت نمبر 39}

{سورۃ الزخرف سورہ نمبر 43 آیت نمبر 52}

(غ) سرکش اور مفسد تھے۔

{سورۃ الفجر سورہ نمبر 89 آیت نمبر 11 تا 12}

(ی) اور فرعون کہتا تھا کہ میں سب سے بڑا ربّ ہوں۔

{سورۃ النازعٰت سورہ نمبر 79 آیت نمبر 24}

سزا :

اللہ نے ان جرائم کی پاداش میں فرعون اور اس کے لشکر کو غرق کر دیا۔

{سورۃ یونس سورہ نمبر 10 آیت نمبر 90}

{سورۃ طٰہٰ سورہ نمبر 20 آیت نمبر 78}

{سورۃ القصص سورہ نمبر 28 آیت نمبر 40}

(5) قومِ نوح کا جرم :

(ا) احکاماتِ خداوندی کو جھٹلایا۔

{سورۃ الاعراف سورہ نمبر 7 آیت نمبر 64}

(ب)جہالت کو اختیار کیا۔

{سورۃالھود سورہ نمبر11آیت نمبر29}

(ج)رسولوں کو جھٹلایا۔

{سورۃالفرقان سورہ نمبر25آیت نمبر37}

{سورۃنوح سورہ نمبر71آیت نمبر21}

(د)ظلم کرتے تھے۔

{سورۃالفرقان سورہ نمبر25آیت نمبر37}

سزا :

ان جرائم کی وجہ سے انہیں غرق کر دیا گیا۔

{سورۃالاعراف سورہ نمبر7آیت نمبر64}

{سورۃالھود سورہ نمبر11آیت نمبر43}

{سورۃالفرقان سورہ نمبر25آیت نمبر37}

{سورۃنوح سورہ نمبر71آیت نمبر25}

(6) قومِ عاد کا جرم :

(ا)احکاماتِ خداوندی کا انکار کیا۔

{سورۃ الھود سورہ نمبر 11 آیت نمبر 59}

{سورۃ الاحقاف سورہ نمبر 46 آیت نمبر 26}

(ب)رسولوں کی نافرمانی کی۔

{سورۃ الھود سورہ نمبر 11 آیت نمبر 59}

{سورۃ الشعراء سورہ نمبر 26 آیت نمبر 123}

(ج)سرکش کی پیروی کی۔

{سورۃ الھود سورہ نمبر 11 آیت نمبر 59}

(د)جہالت کا مظاہرہ کیا۔

{سورۃ الاحقاف سورہ نمبر 46 آیت نمبر 23}

سزا :

(ا)اللہ نے ان کے پیچھے لعنت لگا دی۔

{سورۃ الھود سورہ نمبر 11 آیت نمبر 60}

(ب)اور آندھی کا عذاب دیا۔

{سورۃ الاحقاف سورہ نمبر46آیت نمبر24}

{سورۃ القمر سورہ نمبر54آیت نمبر19}

{سورۃ الحاقۃ سورہ نمبر69آیت نمبر7}

(7) اصحابِ حجر کا جرم :

یہ لوگ رسولوں کو جھٹلاتے تھے۔

{سورۃ الحجر سورہ نمبر15آیت نمبر80}

سزا :

ان پر چنگاڑ کا عذاب نازل کیا گیا۔

{سورۃ الحجر سورہ نمبر15آیت نمبر83}

قرآن کے بیانات کے بعد اب آیئے حدیث کی طرف۔ صحیح بخاری میں یہ ثابت کرنے کی کوشش کی گئی ہے کہ ایک انسان کتنا ہی مومن صادق اور اللہ ورسول کے احکامات کی کامل پیروی کرنے والا کیوں نہ ہو حتیٰ کہ صحابی ہو، اگر وہ اس علاقے میں چلا جائے جہاں ماضی میں وہ قومیں بستی تھیں جن پر اللہ کا عذاب آیا تھا تو یہ ممکن ہے کہ وہ عذاب اس پر بھی آجائے۔ پوری حدیث ملاحظہ کیجیے :

حدیث:

حَدَّثَنَا إِبْرَاهِيمُ بْنُ الْمُنْذِرِ، حَدَّثَنَا مَعْنٌ، قَالَ: حَدَّثَنِي مَالِكٌ، عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ دِينَارٍ، عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ عُمَرَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا، أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ لِأَصْحَابِ الْحِجْرِ: "لَا تَدْخُلُوا عَلَى هَؤُلَاءِ الْقَوْمِ إِلَّا أَنْ تَكُونُوا بَاكِينَ، فَإِنْ لَمْ تَكُونُوا بَاكِينَ، فَلَا تَدْخُلُوا عَلَيْهِمْ، أَنْ يُصِيبَكُمْ مِثْلُ مَا أَصَابَهُمْ".

ترجمہ: ”حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ والہ وسلم نے فرمایا یہ اصحابِ حجر کی جگہ ہے۔ تم میں سے کوئی ان کی جگہ میں نہ جائے مگر روتا ہوا۔ اگر تم رو نہیں سکتے تو اس جگہ میں نہ جانا، مبادا جو عذاب ان پر آیا تھا وہ تم پر نہ آ جائے یا کہیں تم اس عذاب میں مبتلا نہ ہو جاؤ جس میں وہ مبتلا ہو گئے تھے۔“

(صحیح بخاری جلد دوم کتاب التفسیر حدیث نمبر 1814 صفحہ نمبر 852، انٹرنیشنل نمبر 4702)

یہ حضور صلی اللہ علیہ والہ وسلم کی حدیث نہیں ہو سکتی کیونکہ یہ قرآن کے خلاف ہے۔ حضور صلی اللہ علیہ والہ وسلم قرآن کے خلاف کوئی بات نہیں کرتے تھے۔

☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆

باب نمبر۔95

صحیح بخاری کے مطابق

انبیاء کا انبیاء کی عیب جُوئی کرنا

قرآن کے مطابق

انبیاء عیوب سے پاک ہوتے تھے

اللہ تعالیٰ نے قرآنِ مجید میں عیب چینی کرنے والے کے بارے میں فرمایا :

قرآن:

وَیۡلٌ لِّکُلِّ ھُمَزَۃٍ لُّمَزَۃِ (1/104)

ترجمہ: ”عیب جُو کیلئے بڑی خرابی ہے۔“

{سورۃ الھمزۃ سورہ نمبر 104 آیت نمبر 1}

ایک اور مقام پر ارشاد فرمایا :

قرآن:

وَلَا تُطِعۡ کُلَّ حَلَّافٍ مَّھِیۡنٍ ھَمَّازٍ مَّشَّآئٍم بِنَمِیۡمٍ (11-10/68)

ترجمہ: ” اے نبی صلی اللہ علیہ والہ وسلم آپ بڑی قسمیں کھانے والے، عیب نکالنے والے اور چغلیاں لگانے والے کا کہانہ مانیں۔“

{سورۃ القلم سورہ نمبر 68 آیت نمبر 10 تا 11}

یقیناآپ یہ پڑھ کر حیران ہوں گے کہ صحیح بخاری میں حضرت موسیٰ علیہ السلام کو ''عیب نکالنے والا'' ثابت کیا گیا ہے۔مذکورہ حدیث ملاحظہ کیجیے :

حدیث:

حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ بْنُ سَعِيدٍ، حَدَّثَنَا أَيُّوبُ بْنُ النَّجَّارِ، عَنْ يَحْيَى بْنِ أَبِي كَثِيرٍ، عَنْ أَبِي سَلَمَةَ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمَنِ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ، عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: " حَاجَّ مُوسَى آدَمَ، فَقَالَ لَهُ: أَنْتَ الَّذِي أَخْرَجْتَ النَّاسَ مِنَ الْجَنَّةِ بِذَنْبِكَ وَأَشْقَيْتَهُمْ، قَالَ: قَالَ آدَمُ: يَا مُوسَى، أَنْتَ الَّذِي اصْطَفَاكَ اللَّهُ بِرِسَالَتِهِ وَبِكَلَامِهِ أَتَلُومُنِي عَلَى أَمْرٍ كَتَبَهُ اللَّهُ عَلَيَّ قَبْلَ أَنْ يَخْلُقَنِي أَوْ قَدَّرَهُ عَلَيَّ قَبْلَ أَنْ يَخْلُقَنِي، قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: فَحَجَّ آدَمُ مُوسَى ".

ترجمہ:''حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ جب نبی کریم صلی اللہ علیہ والہ وسلم نے فرمایا: حضرت موسیٰ علیہ السلام نے بحث کرتے ہوئے حضرت آدم علیہ السلام سے کہا کہ آپ وہی ہیں جنہوں نے اپنی لغزش کے باعث تمام انسانوں کو جنت سے نکلوایا اور مشقت میں ڈال دیا۔راوی کا بیان ہے کہ حضرت آدم علیہ السلام نے کہا کہ اے موسیٰ! آپ وہی ہیں جس کو اللہ تعالیٰ نے اپنی رسالت اور اپنے کلام کیلئے چنا؟ کیا آپ مجھ سے اس بات پر ملامت کرتے ہیں جو اللہ تعالیٰ نے میری پیدائش سے بھی پہلے میرے لیے لکھ دی تھی! یا میری پیدائش سے پہلے میرے لیے مقدر فرمادی تھی؟ چنانچہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ والہ وسلم نے فرمایا کہ حضرت آدم علیہ السلام نے حضرت موسیٰ علیہ السلام کو لاجواب کر دیا۔''

(صحیح بخاری جلد دوم کتاب التفسیر حدیث نمبر 1849 صفحہ نمبر 879،انٹر نیشنل نمبر 4738)

ایک اور حدیث کچھ یوں ہے :

حديث:

حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ عَبْدِ اللَّهِ، حَدَّثَنَا سُفْيَانُ، قَالَ: حَفِظْنَاهُ مِنْ عَمْرٍو، عَنْ طَاوُسٍ، سَمِعْتُ أَبَا هُرَيْرَةَ، عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، قَالَ: " احْتَجَّ آدَمُ، وَمُوسَى، فَقَالَ لَهُ مُوسَى: يَا آدَمُ، أَنْتَ أَبُونَا خَيَّبْتَنَا وَأَخْرَجْتَنَا مِنَ الْجَنَّةِ، قَالَ لَهُ آدَمُ: يَا مُوسَى، اصْطَفَاكَ اللَّهُ بِكَلَامِهِ وَخَطَّ لَكَ بِيَدِهِ، أَتَلُومُنِي عَلَى أَمْرٍ قَدَّرَهُ اللَّهُ عَلَيَّ قَبْلَ أَنْ يَخْلُقَنِي بِأَرْبَعِينَ سَنَةً، فَحَجَّ آدَمُ مُوسَى، فَحَجَّ آدَمُ مُوسَى ثَلَاثًا "، قَالَ سُفْيَانُ: حَدَّثَنَا أَبُو الزِّنَادِ، عَنِ الْأَعْرَجِ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ، عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مِثْلَهُ.

ترجمہ: " حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ والہ وسلم نے فرمایا: حضرت آدم علیہ السلام اور حضرت موسیٰ علیہ السلام کی بحث ہوئی۔ چنانچہ حضرت موسیٰ علیہ السلام نے حضرت آدم علیہ السلام سے کہا کہ آپ ہمارے باپ ہیں مگر آپ نے ہمیں خراب کیا اور جنت سے نکالا۔ حضرت آدم علیہ السلام نے کہا: اے موسیٰ! اللہ تعالیٰ نے آپ کو اپنے کلام کیلئے چنا اور یہ تمہارے لیے اپنے دستِ قدرت سے لکھا، کیا آپ مجھے اس بات پر ملامت کرتے ہیں جو اللہ نے میری پیدائش سے بھی چالیس سال پہلے مقرر فرمادی تھی۔ یہ آدم علیہ السلام نے تین مرتبہ کہا اور اس بحث میں وہ موسیٰ علیہ السلام پر غالب آئے۔ سفیان، ابوالزناد، اعرج، حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے نبی کریم صلی اللہ علیہ والہ وسلم سے اسی طرح روایت کی ہے۔"

(صحیح بخاری جلد سوم کتاب القدر حدیث نمبر 1524 صفحہ نمبر 592، انٹرنیشنل نمبر 6614)

باب نمبر۔96

صحیح بخاری کے مطابق

سکینہ کا نزول

لفظ" سکینہ " قرآن میں مختلف مقامات پر آیا ہے۔اس کے معنی سکون، اطمینان، قرار، ساکن اور تسلّی کے ہیں۔اللہ تعالیٰ نے قرآنِ مجید میں فرمایا :

قرآن:

هُوَ الَّذِيْٓ اَنْزَلَ السَّكِيْنَةَ فِيْ قُلُوْبِ الْمُؤْمِنِيْنَ (4/48)

ترجمہ:"وہی ہے جس نے مومنوں کے دلوں میں سکینہ (تسلی) اُتاری۔"

{سورۃ الفتح سورہ نمبر 48 آیت نمبر 4}

قرآن:

لَقَدْ رَضِيَ اللّٰهُ عَنِ الْمُؤْمِنِيْنَ اِذْ يُبَايِعُوْنَكَ تَحْتَ الشَّجَرَةِ فَعَلِمَ مَا فِيْ قُلُوْبِهِمْ فَاَنْزَلَ السَّكِيْنَةَ عَلَيْهِمْ وَاَثَابَهُمْ فَتْحًا قَرِيْبًا (18/48)

ترجمہ:"تحقیق اللہ مومنوں سے راضی ہوا، جب وہ آپ سے بیعت کر رہے تھے درخت کے نیچے، سو اس نے معلوم کر لیا جو ان کے دلوں میں خلوص تھا، تو اس نے ان پر سکینہ (تسلی) اُتاری اور بدلہ میں انہیں قریب ہی ایک فتح دی۔"

{سورۃ الفتح سورہ نمبر 48 آیت نمبر 18}

قرآن:

فَاَنۡزَلَ اللّٰہُ سَکِیۡنَتَہٗ عَلٰی رَسُوۡلِہٖ وَ عَلَی الۡمُؤۡمِنِیۡنَ (26/48)

ترجمہ: ”اللہ نے اپنے رسول صلی اللہ علیہ والہ وسلم اور مومنوں پر اپنی سکینہ (تسلی) اُتاری۔“

{سورۃ الفتح سورہ نمبر 48 آیت نمبر 26}

قرآن:

ثُمَّ اَنۡزَلَ اللّٰہُ سَکِیۡنَتَہٗ عَلٰی رَسُوۡلِہٖ وَ عَلَی الۡمُؤۡمِنِیۡنَ وَ اَنۡزَلَ جُنُوۡدًا لَّمۡ تَرَوۡہَا (26/9)

ترجمہ : ” پھر اللہ نے رسول صلی اللہ علیہ والہ وسلم پر اور مومنوں پر اپنی سکینہ (تسلی) اُتاری اور لشکر اتارے جو تم نے نہ دیکھے۔“

{سورۃ التوبۃ سورہ نمبر 9 آیت 26}

قرآن:

اِلَّا تَنۡصُرُوۡہُ فَقَدۡ نَصَرَہُ اللّٰہُ اِذۡ اَخۡرَجَہُ الَّذِیۡنَ کَفَرُوۡا ثَانِیَ اثۡنَیۡنِ اِذۡ ہُمَا فِی الۡغَارِ اِذۡ یَقُوۡلُ لِصَاحِبِہٖ لَا تَحۡزَنۡ اِنَّ اللّٰہَ مَعَنَا ج فَاَنۡزَلَ اللّٰہُ سَکِیۡنَتَہٗ عَلَیۡہِ وَ اَیَّدَہٗ بِجُنُوۡدٍ لَّمۡ تَرَوۡہَا وَ جَعَلَ کَلِمَۃَ الَّذِیۡنَ کَفَرُوا السُّفۡلٰی ط وَ کَلِمَۃُ اللّٰہِ ہِیَ الۡعُلۡیَا ط وَ اللّٰہُ عَزِیۡزٌ حَکِیۡمٌ (40/9)

ترجمہ:” اگر تم اس (نبی پاک صلی اللہ علیہ والہ وسلم) کی مدد نہ کرو گے تو البتہ اللہ نے مدد کی ہے جب کافروں نے انہیں نکالا تھا۔ وہ دوسرے تھے دونوں میں، جب وہ دونوں غار میں تھے، جب وہ اپنے ساتھی (حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ) سے کہتے تھے گھبراؤ نہیں، یقیناً اللہ ہمارے ساتھ ہے تو اس نے ان پر اپنی تسکین (سکینہ) نازل کی اور ایسے لشکروں سے ان کی مدد کی جو تم نے نہیں دیکھے۔“

{سورۃ التوبۃ سورہ نمبر 9 آیت 40}

قرآن:

وَجَعَلَ الَّيۡلَ سَكَنًا (96/6)

" اللہ نے رات کو سکون بنایا۔"

{سورۃ الانعام سورہ نمبر 6 آیت نمبر 96}

قرآن:

هُوَ الَّذِىۡ جَعَلَ لَـكُمُ الَّيۡلَ لِتَسۡكُنُوۡا فِيۡهِ(67/10)

ترجمہ: " وہی اللہ ہے جس نے تمہارے لیے رات بنائی تاکہ تم اس میں سکون حاصل کرو۔"

{سورۃ یونس سورہ نمبر 10 آیت نمبر 67}

قرآن:

اَلَمۡ يَرَوۡا اَنَّا جَعَلۡنَا الَّيۡلَ لِيَسۡكُنُوۡا فِيۡهِ(86/27)

ترجمہ: "کیا وہ نہیں دیکھتے کہ ہم نے رات کو اس لیے بنایا کہ وہ اس میں آرام حاصل کریں۔"

{سورۃ النمل سورہ نمبر 27 آیت نمبر 86}

قرآن:

وَمِنۡ رَّحۡمَتِهٖ جَعَلَ لَـكُمُ الَّيۡلَ وَالنَّهَارَ لِتَسۡكُنُوۡا فِيۡهِ وَلِتَبۡتَغُوۡا مِنۡ فَضۡلِهٖ وَلَعَلَّكُمۡ تَشۡكُرُوۡنَ(73/28)

ترجمہ:" اوراس نے اپنی رحمت سے تمہارے لیے رات اور دن کو بنایا تاکہ اس (رات) میں آرام کرو اور (دن میں) روزی تلاش کرو اور تاکہ تم (اللہ کا) شکر کرو۔"

{سورۃ القصص سورہ نمبر 28 آیت نمبر 73}

قرآن:

اَللّٰهُ الَّذِیْ جَعَلَ لَكُمُ الَّیْلَ لِتَسْكُنُوْا فِیْهِ (61/40)

ترجمہ: " اللہ ہے جس نے بنائی تمہارے لیے رات تاکہ تم اس میں آرام پکڑو۔"

{سورۃ المومن سورہ نمبر 40 آیت نمبر 61}

قرآنِ کریم کی ان آیات سے سکینہ کے معنی یقیناآپ پر واضح ہو گئے ہونگے لیکن درج ذیل حدیث کو پڑھ کر اس کے وضع کرنے والے کی عقل کا اندازہ لگایئے :

حدیث:

حَدَّثَنَا عُبَيْدُ اللَّهِ بْنُ مُوسَى، عَنْ إِسْرَائِيلَ، عَنْ أَبِي إِسْحَاقَ، عَنْ الْبَرَاءِ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ، قَالَ: بَيْنَمَا رَجُلٌ مِنْ أَصْحَابِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقْرَأُ وَفَرَسٌ لَهُ مَرْبُوطٌ فِي الدَّارِ، فَجَعَلَ يَنْفِرُ، فَخَرَجَ الرَّجُلُ، فَنَظَرَ، فَلَمْ يَرَ شَيْئًا، وَجَعَلَ يَنْفِرُ، فَلَمَّا أَصْبَحَ ذَكَرَ ذَلِكَ لِلنَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ: "السَّكِينَةُ تَنَزَّلَتْ بِالْقُرْآنِ".

ترجمہ:" حضرت براء بن عازب رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ والہ وسلم کے اصحاب سے ایک صحابی تلاوت کر رہے تھے اور وہیں گھر میں ان کا گھوڑا بندھا ہوا تھا تو اچانک وہ بدکنے لگا۔ پس اس صحابی نے باہر نکل کر دیکھا تو اس کے پاس کسی چیز کو نہ پایا۔ صبح کے وقت انہوں نے نبی کریم صلی اللہ علیہ والہ وسلم سے اس بات کا ذکر کیا۔ آپ نے فرمایا: یہ وہ سکینہ ہے جو قرآنِ کریم کی تلاوت کے وقت نازل ہوتا ہے۔"

(صحیح بخاری جلد دوم کتاب التفسیر حدیث نمبر 1949 صفحہ نمبر 948، انٹر نیشنل نمبر 4839)

یہ واقعہ ایک اور حدیث میں بھی آیا ہے جہاں اتنا زیادہ ہے کہ وہ گھوڑا دو رسیوں سے بندھا تھا اور آدمی سورۃ الکھف کی تلاوت کر رہا تھا، اس حدیث کا حوالہ یہ ہے :

(صحیح بخاری جلد سوم کتاب التفسیر حدیث نمبر 4 صفحہ نمبر 36، انٹرنیشنل نمبر 5011)

اس طرح کا واقعہ ایک جگہ نسبتاً تفصیل کے ساتھ اس طرح مرقوم ہے :

حدیث:

وَقَالَ اللَّيْثُ: حَدَّثَنِي يَزِيدُ بْنُ الْهَادِ، عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ إِبْرَاهِيمَ، عَنْ أُسَيْدِ بْنِ حُضَيْرٍ، قَالَ: "بَيْنَمَا هُوَ يَقْرَأُ مِنَ اللَّيْلِ سُورَةَ الْبَقَرَةِ وَفَرَسُهُ مَرْبُوطَةٌ عِنْدَهُ إِذْ جَالَتِ الْفَرَسُ فَسَكَتَ، فَسَكَتَتْ، فَقَرَأَ فَجَالَتِ الْفَرَسُ، فَسَكَتَ وَسَكَتَتِ الْفَرَسُ، ثُمَّ قَرَأَ فَجَالَتِ الْفَرَسُ، فَانْصَرَفَ وَكَانَ ابْنُهُ يَحْيَى قَرِيبًا مِنْهَا، فَأَشْفَقَ أَنْ تُصِيبَهُ، فَلَمَّا اجْتَرَّهُ رَفَعَ رَأْسَهُ إِلَى السَّمَاءِ حَتَّى مَا يَرَاهَا، فَلَمَّا أَصْبَحَ حَدَّثَ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، فَقَالَ: اقْرَأْ يَا ابْنَ حُضَيْرٍ، اقْرَأْ يَا ابْنَ حُضَيْرٍ، قَالَ: فَأَشْفَقْتُ يَا رَسُولَ اللَّهِ أَنْ تَطَأَ يَحْيَى وَكَانَ مِنْهَا قَرِيبًا، فَرَفَعْتُ رَأْسِي، فَانْصَرَفْتُ إِلَيْهِ فَرَفَعْتُ رَأْسِي إِلَى السَّمَاءِ، فَإِذَا مِثْلُ الظُّلَّةِ فِيهَا أَمْثَالُ الْمَصَابِيحِ، فَخَرَجَتْ حَتَّى لَا أَرَاهَا، قَالَ: وَتَدْرِي مَا ذَاكَ؟ قَالَ: لَا، قَالَ: تِلْكَ الْمَلَائِكَةُ دَنَتْ لِصَوْتِكَ، وَلَوْ قَرَأْتَ لَأَصْبَحَتْ يَنْظُرُ النَّاسُ إِلَيْهَا لَا تَتَوَارَى مِنْهُمْ".

ترجمہ: "محمد بن ابراہیم نے حضرت اسید بن حضیر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کی ہے کہ وہ رات کے وقت سورۃ البقرہ پڑھ رہے تھے اور نزدیک ہی ان کا گھوڑا بندھا ہوا تھا، بدکنے لگا۔ یہ خاموش ہو گئے تو وہ بھی رُک گیا، یہ دوبارہ پڑھنے لگے تو گھوڑا پھر بدکنے لگا۔ پس یہ خاموش ہو گئے تو گھوڑا بھی ٹھہر گیا۔ پھر سہ بارہ پڑھنے لگے تو گھوڑا بھی بدکنے لگا، پھر تو یہ رک گئے کیونکہ ان کا صاحبزادہ یحییٰ گھوڑے کے قریب (سویا ہوا) تھا، لہٰذا انہیں ڈر ہوا کہ گھوڑا کہیں اسے کچل نہ دے۔ جب وہ لڑکے کو ہٹا چکے تو آسمان کی جانب دیکھا لیکن وہ نظر نہ آیا۔ صبح کے وقت نبی کریم صلی اللہ علیہ والہ وسلم سے یہ واقعہ عرض کیا۔ آپ نے ارشاد فرمایا: اے ابنِ حضیر! پڑھو۔ عرض گذار ہوئے کہ یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ والہ وسلم! مجھے خدشہ لاحق ہوا کہ کہیں وہ یحییٰ کو نہ کچل دے جو قریب ہی سویا ہوا تھا، لہٰذا میں نے سر اُٹھا کر دیکھا اور اس کے پاس جا کر اسے ہٹایا، پھر میں نے آسمان کی جانب نگاہ اُٹھائی تو ایک چھتری جیسی چیز دیکھی جس میں چراغ جیسی چیزیں فروزاں

تھیں، جب میں باہر نکلا تو کوئی چیز نظر نہیں آ رہی تھی۔ فرمایا، تم جانتے ہو وہ کیا چیز تھی؟ انہوں نے نفی میں جواب دیا۔ فرمایا، وہ فرشتے تھے جو تمہاری آواز کے نزدیک آتے تھے۔ اگر تم پڑھتے رہتے تو وہ بھی صبح تک اسی طرح رہتے اور لوگ بھی واضح طور پر ان کا مظاہرہ کرتے۔ اس حدیث کو ابن الہاد نے عبداللہ بن خباب سے انہوں نے حضرت ابو سعید خدریؓ سے اور انہوں نے حضرت اسید بن حضیرؓ سے بھی روایت کی ہے۔''

(صحیح بخاری جلد سوم کتاب التفسیر حدیث نمبر 10 صفحہ نمبر 38، انٹرنیشنل نمبر 5018)

اس حدیث میں فرشتوں کو دیکھنے کی بھی بات کی گئی ہے جو کہ قرآن کے خلاف ہے۔ ملاحظہ کیجیے :

قرآن:

ثُمَّ اَنْزَلَ اللّٰهُ سَكِيْنَتَهٗ عَلٰى رَسُوْلِهٖ وَعَلَى الْمُؤْمِنِيْنَ وَاَنْزَلَ جُنُوْدًا لَّمْ تَرَوْهَا **(26/9)**

ترجمہ: '' پھر اللہ نے رسول صلی اللہ علیہ والہ وسلم پر اور مومنوں پر اپنی سکینہ (تسلی) اُتاری اور لشکر اتارے جو تم نے نہ دیکھے۔''

{سورۃ التوبۃ سورہ نمبر 9 آیت 26}

قرآن:

اِلَّا تَنْصُرُوْهُ فَقَدْ نَصَرَهُ اللّٰهُ اِذْ اَخْرَجَهُ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا ثَانِيَ اثْنَيْنِ اِذْ هُمَا فِي الْغَارِ اِذْ يَقُوْلُ لِصَاحِبِهٖ لَا تَحْزَنْ اِنَّ اللّٰهَ مَعَنَا ج فَاَنْزَلَ اللّٰهُ سَكِيْنَتَهٗ عَلَيْهِ وَاَيَّدَهٗ بِجُنُوْدٍ لَّمْ تَرَوْهَا وَجَعَلَ كَلِمَةَ الَّذِيْنَ كَفَرُوا السُّفْلٰى ط وَكَلِمَةُ اللّٰهِ هِيَ الْعُلْيَا ط وَاللّٰهُ عَزِيْزٌ حَكِيْمٌ **(40/9)**

ترجمہ: '' اگر تم اس (نبی پاک صلی اللہ علیہ والہ وسلم) کی مدد نہ کرو گے تو البتہ اللہ نے مدد کی ہے جب کافروں نے انہیں نکالا تھا۔ وہ دوسرے تھے دونوں میں، جب وہ دونوں غار میں تھے، جب وہ اپنے ساتھی (حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ) سے کہتے تھے

گھبرائو نہیں، یقیناً اللہ ہمارے ساتھ ہے تو اس نے ان پر اپنی تسکین (سکینہ) نازل کی اور ایسے لشکروں سے ان کی مدد کی جو تم نے نہیں دیکھے۔"

{سورۃ التوبۃ سورہ نمبر 9 آیت 40}

قرآن:

يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوا اذْكُرُوْا نِعْمَةَ اللّٰهِ عَلَيْكُمْ اِذْ جَآءَتْكُمْ جُنُوْدٌ فَاَرْسَلْنَا عَلَيْهِمْ رِيْحًا وَّجُنُوْدًا لَّمْ تَرَوْهَا ۭ وَكَانَ اللّٰهُ بِمَا تَعْمَلُوْنَ بَصِيْرًا (9/33)

ترجمہ: " اے ایمان والو! اپنے اوپر اللہ کی نعمت یاد کرو جب تم پر بہت سے لشکر چڑھ آئے تو ہم نے ان پر آندھی بھیجی اور (ایسے) لشکر جنہیں تم نے نہ دیکھا اور اللہ اسے دیکھنے والا ہے جو تم کرتے ہو۔"

{سورۃ الاحزاب سورہ نمبر 33 آیت نمبر 9}

☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆

باب نمبر۔97

صحیح بخاری کے مطابق

خُدا بھی جہنم میں

قرآن کے مطابق

خُدا کی کنہ و حقیقت کو انسان سمجھ ہی نہیں سکتا

قرآنِ کریم میں اللہ کے بارے میں ارشاد ہے :

قرآن:

مٰلِكِ يَوْمِ الدِّيْنِ (4/1)

ترجمہ : " (اللہ) روزِ جزاو سزا کا مالک ہے۔"

{سورۃ الفاتحہ سورہ نمبر 1 آیت نمبر 4}

وہ ہستی جس کے حکم سے مجرموں کو جہنم میں پھینکا جائے گا، جعلی حدیثیں بنانے والوں نے اسی ہستی کو جہنم میں ڈال دیا۔ (نقلِ کفر کفر نہ باشد)۔ اصل بات یہ ہے کہ جعلی حدیثیں بنانے والوں کو علم ہے کہ قیامت کے دن انہیں ان کے کرتوتوں کی وجہ سے جہنم میں پھینکا جائے گا، لہٰذا انہوں نے حفظ ماتقدم کے طور پر خدا کو پہلے ہی جہنم میں پھینک کر انتقام کی آگ ٹھنڈی کر لی ہے لیکن انہیں یہ نہیں پتا کہ خدا کی پکڑ بڑی سخت ہوتی ہے (اِنَّ بَطْشَ رَبِّكَ لَشَدِيْدٌ (12/85) آیئے اب وہ حدیث ملاحظہ کیجیے :

حدیث:

حَدَّثَنَا عَبْدُ اللَّهِ بْنُ أَبِي الْأَسْوَدِ، حَدَّثَنَا حَرَمِيُّ بْنُ عُمَارَةَ، حَدَّثَنَا شُعْبَةُ، عَنْ قَتَادَةَ، عَنْ أَنَسٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ، عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: "يُلْقَى فِي النَّارِ، وَتَقُولُ: هَلْ مِنْ مَزِيدٍ؟ حَتَّى يَضَعَ قَدَمَهُ، فَتَقُولُ: قَطْ قَطْ".

ترجمہ: ”حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ والہ وسلم نے فرمایا: جب لوگ جہنم میں ڈال دیئے جائیں گے تو وہ کہے گی، کیا اور بھی ڈالے جائیں گے، یہاں تک کہ اللہ تعالیٰ اپنا قدم رکھ دے گا تو وہ کہے گی، بس بس۔“

(صحیح بخاری جلد دوم کتاب التفسیر حدیث نمبر 1956 صفحہ نمبر 952، انٹر نیشنل نمبر 4848)

(صحیح بخاری جلد دوم کتاب التفسیر حدیث نمبر 1957 صفحہ نمبر 952، انٹر نیشنل نمبر 4849)

☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆

باب نمبر-98

صحیح بخاری کے مطابق

حسد کرنا جائز ہے

قرآن کے مطابق

حسد کرنا گناہ ہے

حسد :

حسد کے لغوی معنی ہیں وہ ذہنیت، جس کی رُو سے تمنا کی جاتی ہے کہ دوسرے کے پاس جو کچھ ہے وہ اس سے چھن کر مجھے مل جائے اور اگر مجھے نہ بھی ملے تو کم از کم اس سے ضرور چھن جائے۔

غبطہ :

غبطہ یہ ہے کہ ایسی چیز اس کے ساتھ ساتھ مجھے بھی مل جائے، اسے رشک کہتے ہیں، قرآن نے حسد کو تخریبی ذہنیت قرار دیا ہے اور ایسی تخریبی ذہنیت رکھنے والوں کی تخریب کاری سے بچنے کی تاکید کی ہے۔ چنانچہ قرآن میں ارشادِ باری تعالیٰ ہے :

قرآن:

قُلْ اَعُوْذُ بِرَبِّ الْفَلَقِ ۙ ۱ مِنْ شَرِّ مَا خَلَقَ ۙ ۲ وَمِنْ شَرِّ غَاسِقٍ اِذَا وَقَبَ ۙ ۳ وَمِنْ شَرِّ النَّفّٰثٰتِ فِي الْعُقَدِ ۙ ۴ وَمِنْ شَرِّ حَاسِدٍ اِذَا حَسَدَ ۵ (113/1-5)

ترجمہ:"آپ کہہ دیجیے کہ میں صبح کے ربّ کی پناہ میں آتا ہوں ہر اس چیز کے شر سے جو اس نے پیدا کی۔اور اندھیری رات کی تاریکی کے شر سے،جب اس کا اندھیرا پھیل جائے۔اور گرہ (لگا کر ان) میں پھونکنے والیوں کے شر سے۔اور حسد کرنے والے کی برائی سے جب وہ حسد کرے۔"(سورۃ الفلق)

قرآن:

وَدَّ كَثِيْرٌ مِّنْ اَهْلِ الْكِتٰبِ لَوْ يَرُدُّوْنَكُمْ مِّنْ م بَعْدِ اِيْمَانِكُمْ كُفَّارًا صلے ج حَسَدًا مِّنْ عِنْدِ اَنْفُسِهِمْ مِّنْ م بَعْدِ مَا تَبَيَّنَ لَهُمُ الْحَقُّ ج (109/2)

ترجمہ:"بہت سے اہلِ کتاب نے چاہا کہ وہ کاش تمہیں لوٹا دیں تمہارے ایمان کے بعد کفر میں،اپنے دل کے حسد کی وجہ سے،اس کے بعد جبکہ ان پر حق واضح ہو گیا۔"

{سورۃ البقرۃ سورہ نمبر 2 آیت نمبر 109}

قرآن:

اَمْ يَحْسُدُوْنَ النَّاسَ عَلٰى مَآ اٰتٰهُمُ اللّٰهُ مِنْ فَضْلِهٖ ج (54/4)

ترجمہ: "یہود حسد کرتے تھے کہ مسلمانوں کو یہ کچھ کیوں مل گیا۔"

{مفہوم سورۃ النساء سورہ نمبر 4 آیت نمبر 54}

قرآن:

فَسَيَقُوْلُوْنَ بَلْ تَحْسُدُوْنَنَا ط بَلْ كَانُوْا لَا يَفْقَهُوْنَ اِلَّا قَلِيْلًا (15/48)

ترجمہ: "جب ان خطاکاروں کو ان کی غلطیوں پر متنبہ کیا جاتا ہے تو وہ کہتے ہیں کہ تم ہم سے حسد کی بنا پر ایسا کہتے ہو۔"

{مفہوم سورۃ الفتح سورہ نمبر 48 آیت نمبر 15}

قرآن سے حسد کا مفہوم سمجھ لینے کے بعد اب آیئے صحیح بخاری کی طرف جس میں بتایا گیا ہے کہ حسد جائز ہے :

حدیث:

حَدَّثَنَا أَبُو الْيَمَانِ، أَخْبَرَنَا شُعَيْبٌ، عَنِ الزُّهْرِيِّ، قَالَ: حَدَّثَنِي سَالِمُ بْنُ عَبْدِ اللَّهِ، أَنَّ عَبْدَ اللَّهِ بْنَ عُمَرَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا، قَالَ: سَمِعْتُ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، يَقُولُ: "لَا حَسَدَ إِلَّا عَلَى اثْنَتَيْنِ: رَجُلٌ آتَاهُ اللَّهُ الْكِتَابَ وَقَامَ بِهِ آنَاءَ اللَّيْلِ، وَرَجُلٌ أَعْطَاهُ اللَّهُ مَالًا فَهُوَ يَتَصَدَّقُ بِهِ آنَاءَ اللَّيْلِ وَالنَّهَارِ".

ترجمہ: ”حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا بیان ہے کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ والہ وسلم کو فرماتے ہوئے سنا کہ دو آدمیوں کے سوا اور کسی پر حسد کرنا جائز نہیں۔ ایک وہ شخص جس کو اللہ تعالیٰ نے قرآنِ کریم دیا اور اس کے ساتھ وہ راتوں کو قیام کرتا ہے، اور دوسرا وہ شخص جس کو اللہ تعالیٰ نے مال عطا فرمایا ہے اور وہ اس میں سے رات دن راہِ خدا میں خرچ کرتا رہتا ہے۔“

(صحیح بخاری جلد سوم کتاب التفسیر حدیث نمبر 17 صفحہ نمبر 40، انٹر نیشنل نمبر 5025)

(صحیح بخاری جلد سوم کتاب التفسیر حدیث نمبر 18 صفحہ نمبر 41، انٹر نیشنل نمبر 5026)

باب نمبر۔99

صحیح بخاری کے مطابق

عورت کی قیمت، لوہے کی ایک انگوٹھی کے برابر ہے

قرآن کے مطابق

عورت اور مرد برابر ہیں

قرآنِ حکیم نے نکاح کے سلسلے میں مرد اور عورت دونوں کی پسند کو ملحوظ رکھنے کا حکم دیا ہے، چنانچہ فرمانِ خداوندی ہے :

مرد کی پسند :

قرآن:

فَانْكِحُوْا مَا طَابَ لَكُمْ مِّنَ النِّسَآءِ (3/4)

ترجمہ: " ایسی عورتوں سے نکاح کرو جو تمہیں پسند ہوں۔"

{سورۃ النساء سورہ نمبر 4 آیت نمبر 3}

عورت کی پسند :

قرآن:

يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا لَا يَحِلُّ لَكُمْ اَنْ تَرِثُوا النِّسَآءَ كَرْهًا ط (19/4)

"اے ایمان والو تمہارے لیے حلال نہیں کہ تم عورتوں کے زبردستی مالک بن جاؤ۔"

{سورۃ النساء سورہ نمبر 4 آیت نمبر 19}

دوسری جانب صحیح بخاری میں یہ تاثر دیا گیا ہے کہ عورت ایک کٹی پتنگ ہے یا لوٹ کا مال ہے، جس کے بھی ہاتھ آجائے، اس کی اپنی کوئی مرضی یا پسند نہیں ہو سکتی، گویا یہ منڈی کا مال ہے جسے پسند آجائے یا جس کو اس کی ضرورت پیش آئے وہ اسے خرید لے اور استعمال کرے۔ مذکورہ حدیث ملاحظہ کیجیے :

حدیث:

حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ بْنُ سَعِيدٍ، حَدَّثَنَا يَعْقُوبُ بْنُ عَبْدِ الرَّحْمَنِ، عَنْ أَبِي حَازِمٍ، عَنْ سَهْلِ بْنِ سَعْدٍ، أَنَّ امْرَأَةً جَاءَتْ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، فَقَالَتْ: "يَا رَسُولَ اللَّهِ جِئْتُ لِأَهَبَ لَكَ نَفْسِي، فَنَظَرَ إِلَيْهَا رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَصَعَّدَ النَّظَرَ إِلَيْهَا وَصَوَّبَهُ، ثُمَّ طَأْطَأَ رَأْسَهُ، فَلَمَّا رَأَتِ الْمَرْأَةُ أَنَّهُ لَمْ يَقْضِ فِيهَا شَيْئًا جَلَسَتْ، فَقَامَ رَجُلٌ مِنْ أَصْحَابِهِ، فَقَالَ: يَا رَسُولَ اللَّهِ، إِنْ لَمْ يَكُنْ لَكَ بِهَا حَاجَةٌ فَزَوِّجْنِيهَا، فَقَالَ: هَلْ عِنْدَكَ مِنْ شَيْءٍ؟ فَقَالَ: لَا وَاللَّهِ يَا رَسُولَ اللَّهِ، قَالَ: اذْهَبْ إِلَى أَهْلِكَ فَانْظُرْ، هَلْ تَجِدُ شَيْئًا، فَذَهَبَ ثُمَّ رَجَعَ، فَقَالَ: لَا وَاللَّهِ يَا رَسُولَ اللَّهِ مَا وَجَدْتُ شَيْئًا، قَالَ: انْظُرْ وَلَوْ خَاتَمًا مِنْ حَدِيدٍ، فَذَهَبَ ثُمَّ رَجَعَ، فَقَالَ: لَا وَاللَّهِ يَا رَسُولَ اللَّهِ، وَلَا خَاتَمًا مِنْ حَدِيدٍ، وَلَكِنْ هَذَا إِزَارِي، قَالَ سَهْلٌ: مَا لَهُ رِدَاءٌ فَلَهَا نِصْفُهُ، فَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: مَا تَصْنَعُ بِإِزَارِكَ، إِنْ لَبِسْتَهُ لَمْ يَكُنْ عَلَيْهَا مِنْهُ شَيْءٌ، وَإِنْ لَبِسَتْهُ لَمْ يَكُنْ عَلَيْكَ شَيْءٌ، فَجَلَسَ الرَّجُلُ حَتَّى طَالَ مَجْلِسُهُ، ثُمَّ قَامَ، فَرَآهُ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مُوَلِّيًا فَأَمَرَ بِهِ فَدُعِيَ، فَلَمَّا جَاءَ، قَالَ: مَاذَا مَعَكَ مِنَ الْقُرْآنِ؟ قَالَ: مَعِي سُورَةُ كَذَا وَسُورَةُ كَذَا وَسُورَةُ كَذَا عَدَّهَا، قَالَ: أَتَقْرَؤُهُنَّ عَنْ ظَهْرِ قَلْبِكَ؟ قَالَ: نَعَمْ، قَالَ: اذْهَبْ فَقَدْ مَلَّكْتُكَهَا بِمَا مَعَكَ مِنَ الْقُرْآنِ".

ترجمہ: "حضرت سہل بن سعد رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ والہ وسلم کی خدمت میں ایک عورت حاضر ہو کر عرض گذار ہوئی کہ یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ والہ وسلم! میں آپ کی بارگاہِ اقدس میں اس لیے حاضر ہوئی ہوں کہ اپنی جان آپ کیلئے پیش

کر دوں۔ پس رسول اللہ صلی اللہ علیہ والہ وسلم نے اس کی جانب توجّہ فرمائی اور اوپر سے نیچے تک اسے دیکھ کر سر مبارک جھکا لیا۔ جب اس عورت نے دیکھا کہ اس کے بارے میں کوئی فیصلہ نہیں سنایا گیا تو وہ بیٹھ گئی۔ پھر آپ کے اصحابؓ میں سے ایک شخص کھڑا ہوا اور عرض کی کہ یارسول اللہ صلی اللہ علیہ والہ وسلم! اگر آپ کو اس کی حاجت نہیں ہے تو اس کا میرے ساتھ نکاح فرد یجیے۔ آپ نے فرمایا، کیا تمہارے پاس کوئی چیز ہے؟ عرض گذار ہوئے یارسول اللہ صلی اللہ علیہ والہ وسلم! خدا کی قسم کچھ بھی نہیں ہے۔ فرمایا، پھر دیکھو، خواہ تمہیں لوہے کی انگھوٹھی ہی ملے، وہ گئے اور جب واپس لوٹے تو عرض گذار ہوئے، یارسول اللہ صلی اللہ علیہ والہ وسلم! لوہے کی انگھوٹھی بھی نہیں، ہاں یہ تہہ بند ہے، حضرت سہل بن سعد رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ اس شخص کے پاس چادر بھی نہ تھی، اس شخص نے کہا، نصف تہہ بند اس عورت کیلئے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ والہ وسلم نے فرمایا: یہ تمہارے تہہ بند کا کیا بنائے گی؟ اگر تم اسے باندھو گے تو عورت کیلئے ذرا بھی نہیں بچے گا اور اگر یہ عورت اسے باندھے تو اس میں سے تمہارے لیے ذرا بھی نہیں رہے گا۔ پس وہ شخص بیٹھ گیا اور کافی دیر آپ کی مقدّس محفل میں بیٹھا رہا، پھر وہ کھڑا ہو گیا۔ پس رسول اللہ صلی اللہ علیہ والہ وسلم نے اس کو پیٹھ پھیر کر جاتے ہوئے دیکھا تو آپ نے حکم فرمایا اور اسے بُلا لیا گیا، جب وہ شخص حاضرِ خدمت ہوا تو آپ نے ارشاد فرمایا: تمہیں قرآنِ مجید کتنا یاد ہے، وہ عرض گذار ہوا کہ مجھے فلاں فلاں سورتیں یاد ہیں اور وہ گن کر بتائیں، فرمایا کیا یہ تمہیں زبانی یاد ہیں، عرض گذار ہوا، ہاں۔ فرمایا جاؤ میں نے تمہارے قرآن دان ہونے کے باعث اس عورت کو تمہاری ملکیت میں دے دیا۔“

(صحیح بخاری جلد سوم کتاب التفسیر حدیث نمبر 22 صفحہ نمبر 43، انٹرنیشنل نمبر 5030)

یہ حدیث صحیح بخاری کے دیگر مقامات پر بھی آئی ہے۔ حوالہ نوٹ کر لیں :

(صحیح بخاری جلد سوم کتاب التفسیر حدیث نمبر 21 صفحہ نمبر 43، انٹرنیشنل نمبر 5029)

(صحیح بخاری جلد سوم کتاب النکاح حدیث نمبر 78 صفحہ نمبر 63، انٹرنیشنل نمبر 5087)

(صحیح بخاری جلد سوم کتاب النکاح حدیث نمبر 113 صفحہ نمبر 78، انٹرنیشنل نمبر 5126)

(صحیح بخاری جلد سوم کتاب النکاح حدیث نمبر 108 صفحہ نمبر 75، انٹرنیشنل نمبر 5121)

(صحیح بخاری جلد سوم کتاب النکاح حدیث نمبر 119 صفحہ نمبر 81، انٹرنیشنل نمبر 5132)

(صحیح بخاری جلد سوم کتاب النکاح حدیث نمبر 122 صفحہ نمبر 82، انٹرنیشنل نمبر 5135)

(صحیح بخاری جلد سوم کتاب النکاح حدیث نمبر 128 صفحہ نمبر 84، انٹرنیشنل نمبر 5141)

(صحیح بخاری جلد سوم کتاب النکاح حدیث نمبر 135 صفحہ نمبر 88، انٹرنیشنل نمبر 5149)

(صحیح بخاری جلد سوم کتاب اللباس حدیث نمبر 816 صفحہ نمبر 336، انٹرنیشنل نمبر 5871)

☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆

باب نمبر۔100

صحیح بخاری کے مطابق

صاحبِ قرآن، آیات بھول گئے

حفاظتِ قرآن کے بارے میں ارشادِ باری تعالیٰ ہے :

قرآن:

إِنَّا نَحْنُ نَزَّلْنَا الذِّكْرَ وَإِنَّا لَهُ لَحَافِظُونَ (9/15)

ترجمہ : '' بے شک ہم نے اس قرآن کو نازل کیا اور ہم ہی اس کے محافظ ہیں۔'' (سورۃ الحجر سورہ نمبر 15 آیت نمبر 9)

اللہ تعالیٰ نے حضور صلی اللہ علیہ والہ وسلم کو قرآنِ کریم یاد کرانے، اس کے جمع کرنے، پڑھنے اور اس کے بیان کرنے کا ذمہ بھی لے لیا۔ چنانچہ ارشادِ باری تعالیٰ ہے :

قرآن:

لَا تُحَرِّكْ بِهِ لِسَانَكَ لِتَعْجَلَ بِهِ ۔ إِنَّ عَلَيْنَا جَمْعَهُ وَقُرْآنَهُ (17-16/75)

ترجمہ: '' آپ قرآن کو جلدی (یاد کرنے) کیلئے اپنی زبان کو حرکت نہ دیں۔ اس کا جمع کرنا اور (آپ ﷺ کی زبان سے) پڑھنا ہمارے ذمہ ہے۔'' (سورۃ القیامۃ سورہ نمبر 75 آیت نمبر 16 تا 17)

قرآن:

ثُمَّ إِنَّ عَلَيْنَا بَيَانَهُ (19/75)

ترجمہ: ” پھر بے شک اس کا بیان کرنا بھی ہمارے ذمہ ہے۔“

{سورۃ القیامۃ سورہ نمبر 75 آیت نمبر 19}

قرآن:

وَلَا تَعۡجَلۡ بِالۡقُرۡاٰنِ مِنۡ قَبۡلِ اَنۡ یُّقۡضٰۤی اِلَیۡكَ وَحۡیُهٗ ز (114/20)

ترجمہ: ” قرآن پڑھنے میں جلدی نہ کریں اس سے پہلے کہ آپ کی طرف جو وحی کی جاتی ہے وہ پوری کی جائے۔“

{سورۃ طٰہٰ سورہ نمبر 20 آیت نمبر 114}

ان آیات میں آپ نے پڑھا کہ حضور صلی اللہ علیہ والہ وسلم کو قرآن یاد کروانے کی ذمہ داری خود اللہ تعالیٰ نے لے لی تھی۔ کیا کوئی مسلمان یہ سوچ بھی سکتا ہے کہ (نعوذ باللہ) اللہ نے اپنی ذمہ داری پوری نہیں کی اور حضور صلی اللہ علیہ والہ وسلم قرآن کی آیات بھول جایا کرتے تھے۔ ملاحظہ کیجیے صحیح بخاری کی حدیث :

حدیث:

حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ أَبِي رَجَاءٍ، حَدَّثَنَا أَبُو أُسَامَةَ، عَنْ هِشَامِ بْنِ عُرْوَةَ، عَنْ أَبِيهِ، عَنْ عَائِشَةَ، قَالَتْ: "سَمِعَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ رَجُلًا يَقْرَأُ فِي سُورَةٍ بِاللَّيْلِ، فَقَالَ: يَرْحَمُهُ اللَّهُ لَقَدْ أَذْكَرَنِي كَذَا وَكَذَا آيَةً كُنْتُ أُنْسِيتُهَا مِنْ سُورَةِ كَذَا وَكَذَا".

ترجمہ:” حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا فرماتی ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ والہ وسلم نے ایک شخص کو رات کے وقت قرآنِ کریم پڑھتے ہوئے سُنا تو فرمایا کہ بے شک اس نے مجھے فلاں فلاں آیتیں جو فلاں فلاں سورتوں کی ہیں یاد کروا دی ہیں جو مجھے بھلا دی گئیں تھیں۔“

(صحیح بخاری جلد سوم کتاب التفسیر حدیث نمبر 32 صفحہ نمبر 45، انٹر نیشنل نمبر 5038)

(صحیح بخاری جلد سوم کتاب التفسیر حدیث نمبر 30 صفحہ نمبر 45، انٹر نیشنل نمبر 5037)

(صحیح بخاری جلد سوم کتاب الدعوات حدیث نمبر 1261 صفحہ نمبر 497، انٹر نیشنل نمبر 6335)

(صحیح بخاری، انٹر نیشنل نمبر 5042)

(صحیح بخاری، انٹر نیشنل نمبر 5039)

(b صحیح بخاری، انٹر نیشنل نمبر 5037)

(صحیح بخاری، انٹر نیشنل نمبر 2655)

دوسری طرف روایات کی یہی کتب کہتی ہیں کہ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کوئی حدیث نہیں بھول سکتے تھے کیونکہ ان کو اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ والہ وسلم نے ایک کپڑے میں (جس پر بقول حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ جوئیں مجھے اپنے اس کپڑے پر سامنے چلتی ہوئی نظر آرہی تھیں) پھونک مار کر کہا تھا کہ اس کو سینے سے لگا لو پس اس دن کے بعد میں کبھی کوئی حدیث نہیں بھولا۔ حالانکہ حقیقت میں وہ کئی حدیثیں بھول گئے، جن میں سے ایک یہ حدیث بھی ہے کہ " چھوت کی بیماری، متعدی بیماری یا وبا یعنی عدوی کوئی چیز نہیں" اور "حالت جنابت میں روزہ نہیں رکھا جا سکتا" والی حدیث بھی ہے جس کو ام المومنین حضرت ام سلمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے یہ کہہ کر جھٹلا دیا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ والہ وسلم نے بغیر احتلام حالت جنابت میں روزہ رکھا اور پھر غسل کر کے نماز پڑھا دی۔ مروان نے دو صحابی بھیج کر حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے پوچھا کہ آپ کو یہ جنابت میں روزہ نہ رکھنے والی روایت کس نے بیان کی؟ تو فرمانے لگے کہ مجھے یاد نہیں بس کسی نے بیان کی تھی۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ والہ وسلم کی عمر یا بشریت کا کوئی پرتو یا اثر وحی پر کبھی نہیں پڑ سکتا۔ لوگ آپ کے پاس ہی تو آکر اپنا قرآن سیدھا کرتے تھے، اگر آپ ہی بھول جاتے تو حفاظت کا مقصد ہی فوت ہو جاتا ہے۔ اگر نبی کریم صلی اللہ علیہ والہ وسلم ایک آیت بھول جائیں اور اس بات کا اعتراف فرمالیں کہ اس بندے پر اللہ رحم فرمائے اس نے مجھے بھولی ہوئی آیت یاد دلا دی تو اس سے یہ امکان پیدا ہو جاتا ہے کہ پتہ نہیں مزید کتنی آیات بھولے ہونگے جو کسی نے یاد نہ کرائی ہوں گی، لہٰذا یہ کسی صورت ممکن نہیں کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ والہ وسلم ایک لمحے کیلئے بھی کوئی آیت بھولے ہوں، بھولتا وہی ہے جس نے یاد کیا ہوتا ہے، رسول کریم

صلی اللہ علیہ والہ وسلم نے یاد ہی نہیں کیا بلکہ اللہ کی طرف سے آپ کے قلب پر نازل یعنی ڈاون لوڈ کر کے انسٹال کر دیا گیا اور یہ وہ قلب ہے جو نیند میں بھی قران نازل کرنے والے کے ساتھ آن لائن ہوتا ہے، نبیوں کی آنکھ سوتی ہے دل نہیں سوتا، پھر بھولنے کا سوال ہی پیدا نہیں ہوتا، اللہ تعالیٰ نے قلب محمد صلی اللہ علیہ والہ وسلم میں بھی قران کی حفاظت کی قسم کھائی ہے لہٰذا اس سلسلے کی کوئی روایت بھی قرآن اور کامن سینس کے خلاف ہو گی۔ایک آیت بھولنے کا اقرار کر کے باقی والے کو مشکوک کرنے کا دروازہ کھول دیا گیا جس کے بارے میں خود اللہ گارنٹی دے رہا ہے کہ: سنقرئک فلا تنسیٰ ہم جو آپ کو پڑھائیں گے آپ اس کو کبھی نہیں بھولیں گے سوائے اس کے جو اللہ خود ہی آپ کو بھلا کر منسوخ کرنے کا ارادہ فرمالے۔

ایک حدیث میں ہے کہ :

حدیث:

عرضت علی ذنوب امتی فلم ارفیھا ذنبا اعظم من سورۃ او ایۃ من القران اوتیھا رجل ثم نسیھا ۔

”مجھ پر میری امت کے گناہ پیش کئے گئے، سو میں نے ان میں سے کوئی گناہ اس سے بڑھ کر نہیں دیکھا کہ کسی شخص کو قرآن کی کوئی سورت یا آیت عطا کی گئی ہو پھر اس نے اس کو بھلا دیا ہو۔“

☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆

باب نمبر۔101

صحیح بخاری کے مطابق

بہتر وہ ہے جس کی زیادہ بیویاں ہوں

قرآن کے مطابق

ایک بیوی بہتر

قرآنِ حکیم نے ایک وقت میں ایک بیوی رکھنے کا اصول دیا ہے۔ قرآن میں ہے :

قرآن:

فَاِنۡ خِفۡتُمۡ اَلَّا تَعۡدِلُوۡا فَوَاحِدَةً (3/4)

ترجمہ: ” پھر اگر تمہیں اندیشہ ہو کہ انصاف نہ کر سکو گے تو ایک ہی (بیوی)۔“

{سورۃ النساء سورہ نمبر 4 آیت نمبر 3}

اس اصول کے بارے میں فرمایا کہ :

قرآن:

ذٰلِكَ اَدۡنٰٓى اَلَّا تَعُوۡلُوۡا (3/4)

ترجمہ: ” یہ زیادہ قریب ہے کہ ایسا کرنے سے ناانصافی اور ایک طرف جھک پڑنے سے بچ جاؤ۔“

{سورۃ النساء سورہ نمبر 4 آیت نمبر 3}

قرآن کے اس نظریے کے مقابلے میں صحیح بخاری میں لکھا ہے :

حدیث:

حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ الْحَكَمِ الْأَنْصَارِيُّ، حَدَّثَنَا أَبُو عَوَانَةَ، عَنْ رَقَبَةَ، عَنْ طَلْحَةَ الْيَامِيِّ، عَنْ سَعِيدِ بْنِ جُبَيْرٍ، قَالَ: قَالَ لِي ابْنُ عَبَّاسٍ: هَلْ تَزَوَّجْتَ؟ قُلْتُ: لَا، قَالَ: "فَتَزَوَّجْ فَإِنَّ خَيْرَ هَذِهِ الْأُمَّةِ أَكْثَرُهَا نِسَاءً".

ترجمہ:" سعید بن جبیر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا بیان ہے کہ حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے مجھ سے دریافت فرمایا کہ کیا تم نے شادی کر لی ہے؟ میں نے نفی میں جواب دیا تو فرمایا کہ شادی کر لو کیونکہ اس اُمّت کا بہتر آدمی وہ ہے جس کی زیادہ بیویاں ہوں۔"

(صحیح بخاری جلد سوم کتاب النکاح حدیث نمبر 62 صفحہ نمبر 57، انٹرنیشنل نمبر 5069)

جہاں تک ایک سے زائد نکاح کرنے کا تعلق ہے تو اس کیلئے مندرجہ ذیل صرف ایک آیت کا مفہوم ہی کافی ہے :

قرآن:

وَاِنْ خِفْتُمْ اَلَّا تُقْسِطُوْا فِي الْيَتٰمٰى فَانْكِحُوْا مَا طَابَ لَكُمْ مِّنَ النِّسَآءِ مَثْنٰى وَ ثُلٰثَ وَرُبٰعَ ج فَاِنْ خِفْتُمْ اَلَّا تَعْدِلُوْا فَوَاحِدَةً اَوْ مَا مَلَكَتْ اَيْمَانُكُمْ ط ذٰلِكَ اَدْنٰٓى اَلَّا تَعُوْلُوْا (3/4)

ترجمہ:" اگر کبھی ایسے حالات پیدا ہو جائیں، مثلاً جنگ کی وجہ سے، کہ معاشرہ میں مرد ضائع ہو جائیں اور بیوہ عورتیں اور یتیم بچے (لڑکے لڑکیاں) زیادہ رہ جائیں بالخصوص بے شوہر عورتیں {127/4} اور اس مسئلے کا کوئی خاطر خواہ منصفانہ حل نہ ملتا ہو یا کہیں انفرادی طور پر ایسی صورت پیدا ہو جائے تو ایسے حالات میں تمہیں اِجازت دی جاتی ہے کہ ان یتیموں اور بیوائوں کی حفاظت اور پرورش کی خاطر، تم ان بے شوہر عورتوں سے، حسبِ پسند (جو تمہارے نکاح میں آنا چاہیں۔19/4) نکاح کر لو {اس مقصد کیلئے "ایک مرد، ایک بیوی" کے قانون میں استثناء کی جاتی ہے۔ اس صورت میں جیسا بھی حالات کا تقاضا اور معاشرے کا فیصلہ ہو تم} دو دو، تین تین، چار چار، بیویاں تک (نکاح میں لا سکتے ہو) لیکن اگر تم دیکھو کہ تم اس طرح مختلف افرادِ خاندان میں عدل قائم نہیں رکھ سکو گے تو پھر اسی "ایک

بیوی'' والے قانون پر کاربندرہو۔یاوہ لونڈیاں جنہیں تم اس سے قبل اپنے نکاح میں لاچکے ہو(کیونکہ اس کے بعد تو غلام لونڈیوں کا سلسلہ ہی ختم کردیا گیا ہے)۔بے انصافی(یا کثرتِ اولاد کے بوجھ)سے بچنے کیلئے یہ راہ زیادہ قرین صواب ہے۔(یادرکھو یہاں جس عدل کا مطالبہ کیا گیا ہے،اس سے مراد مختلف بیویوں میں سلوک اور برتائو کا عدل ہے۔اس لیے کہ جذبات میں مساوات اور یکسانیت رکھنا،نفسیاتی محال ہے جس کا مطالبہ نہیں کیا جاسکتا۔4/129)۔''

{مفہوم سورۃ النساء سورہ نمبر4آیت نمبر3}

☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆

باب نمبر۔102

صحیح بخاری کے مطابق

روزہ رکھنے کیلئے خاوند کی اِجازت ضروری ہے

قرآن کے مطابق

روزہ، عورت پر فرض ہے، اِجازت کی ضرورت نہیں

روزے کے بارے میں اللہ تعالیٰ نے قرآنِ مجید میں ارشاد فرمایا :

قرآن:

یٰٓاَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا كُتِبَ عَلَیْكُمُ الصِّیَامُ كَمَا كُتِبَ عَلَى الَّذِیْنَ مِنْ قَبْلِكُمْ لَعَلَّكُمْ تَتَّقُوْنَ **(183/2)**

ترجمہ: " اے ایمان والو! تم پر روزے فرض کیے گئے ہیں جیسے تم سے پہلے لوگوں پر فرض کیے گئے تھے تاکہ تم متقی بن جاؤ۔"

{سورۃ البقرۃ سورہ نمبر 2 آیت نمبر 183}

اللہ تعالیٰ نے روزہ رکھنے کا حکم دیا ہے لیکن صحیح بخاری میں "خاوند" کا رتبہ خدا سے بھی بڑھا دیا گیا ہے کہ اس کی اجازت کے بغیر روزہ نہیں رکھا جا سکتا۔ ملاحظہ کیجیے :

حدیث:

حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ مُقَاتِلٍ، أَخْبَرَنَا عَبْدُ اللَّهِ، أَخْبَرَنَا مَعْمَرٌ، عَنْ هَمَّامِ بْنِ مُنَبِّهٍ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ، عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: "لَا تَصُومُ الْمَرْأَةُ وَبَعْلُهَا شَاهِدٌ إِلَّا بِإِذْنِهِ".

ترجمہ: ”حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ والہ وسلم نے فرمایا کہ اپنے خاوند کی موجودگی میں عورت روزہ نہ رکھے مگر اس کی اجازت سے۔“

(صحیح بخاری جلد سوم کتاب النکاح حدیث نمبر 177 صفحہ نمبر 106، انٹرنیشنل نمبر 5192)

(صحیح بخاری جلد سوم کتاب النکاح حدیث نمبر 180 صفحہ نمبر 106، انٹرنیشنل نمبر 5195)

اس حدیث میں بیان کیے گئے روزے کو نفلی قرار دے کر اس حدیث کو صحیح قرار دینے کی کوشش کی جاتی ہے لیکن اِن لوگوں کو یہ علم نہیں کہ متذکرہ بالا دونوں حدیثوں میں نفلی روزے کا کہیں ذکر نہیں بلکہ ہر قسم کا روزہ مراد ہے۔

☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆

باب نمبر۔103

صحیح بخاری کے مطابق

شانِ نزول کی کہانی

مذہبی پیشوائیت کا عقیدہ ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ والہ وسلم، اللہ تعالیٰ کی حلال کردہ چیزوں کو حرام قرار دے دیتے تھے جس پر اللہ تعالیٰ آپ ؐ کو سرزنش کرتا تھا(نعوذ باللہ)۔ سورہ تحریم کی پہلی آیت کے شانِ نزول میں یہی کچھ کہا گیا ہے۔ ملاحظہ کیجیے صحیح بخاری کی تائید :

حدیث:

حَدَّثَنِي الْحَسَنُ بْنُ مُحَمَّدِ بْنِ صَبَّاحٍ، حَدَّثَنَا حَجَّاجٌ، عَنِ ابْنِ جُرَيْجٍ، قَالَ: زَعَمَ عَطَاءٌ أَنَّهُ سَمِعَ عُبَيْدَ بْنَ عُمَيْرٍ، يَقُولُ: سَمِعْتُ عَائِشَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهَا، "أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ يَمْكُثُ عِنْدَ زَيْنَبَ بِنْتِ جَحْشٍ وَيَشْرَبُ عِنْدَهَا عَسَلًا، فَتَوَاصَيْتُ أَنَا وَحَفْصَةُ أَنَّ أَيَّتَنَا دَخَلَ عَلَيْهَا النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَلْتَقُلْ إِنِّي أَجِدُ مِنْكَ رِيحَ مَغَافِيرَ أَكَلْتَ مَغَافِيرَ، فَدَخَلَ عَلَى إِحْدَاهُمَا، فَقَالَتْ لَهُ ذَلِكَ، فَقَالَ: لَا، بَلْ شَرِبْتُ عَسَلًا عِنْدَ زَيْنَبَ بِنْتِ جَحْشٍ وَلَنْ أَعُودَ لَهُ، فَنَزَلَتْ يَأَيُّهَا النَّبِيُّ لِمَ تُحَرِّمُ مَا أَحَلَّ اللَّهُ لَكَ إِلَى إِنْ تَتُوبَا إِلَى اللَّهِ سورة التحريم آية 1-4 لِعَائِشَةَ وَحَفْصَةَ، وَإِذْ أَسَرَّ النَّبِيُّ إِلَى بَعْضِ أَزْوَاجِهِ سورة التحريم آية 3 لِقَوْلِهِ: بَلْ شَرِبْتُ عَسَلًا".

ترجمہ:" حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا فرماتی ہیں کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ والہ وسلم کا معمول تھا کہ آپ حضرت زینب بنتِ جحش رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے پاس ٹھہرتے اور شہد پیا کرتے تھے چنانچہ میں نے اور حضرت حفصہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے باہم مشورہ کیا کہ ہم میں سے جس کے پاس نبی کریم صلی اللہ علیہ والہ وسلم وہاں سے تشریف لائیں تو وہ کہے کہ آپ کے دہنِ مبارک سے مغافیر (ایک قسم کا پھول جس میں بساند ہوتی ہے) کھانے کی بُو آتی ہے۔ پس ہم میں سے ایک کے پاس حضور صلی اللہ علیہ والہ وسلم تشریف لائے تو اس نے ایسا ہی کہا۔ آپؐ نے فرمایا: میں نے تو زینب بنتِ جحش (رضی اللہ تعالیٰ عنہا) کے پاس سے شہد پیا ہے۔ لو اب کبھی نہیں پیئوں گا۔ اس پر یہ

آیت نازل ہوئی: يَا أَيُّهَا النَّبِيُّ لِمَ تُحَرِّمُ مَا أَحَلَّ اللَّهُ لَكَ {1/66} ترجمہ: اے نبی صلی اللہ علیہ والہ وسلم! آپ اسے کیوں حرام کرتے ہیں جو اللہ نے آپ کیلئے حلال کیا ہے۔(سورۃ التحریم سورہ نمبر 66 آیت نمبر 1)۔"

(صحیح بخاری جلد سوم کتاب الطلاق حدیث نمبر 248 صفحہ نمبر 130، انٹرنیشنل نمبر 5267)

حدیث:

حَدَّثَنَا الْحَسَنُ بْنُ مُحَمَّدٍ، حَدَّثَنَا الْحَجَّاجُ، عَنِ ابْنِ جُرَيْجٍ، قَالَ: زَعَمَ عَطَاءٌ، أَنَّهُ سَمِعَ عُبَيْدَ بْنَ عُمَيْرٍ، يَقُولُ: سَمِعْتُ عَائِشَةَ تَزْعُمُ، أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ يَمْكُثُ عِنْدَ زَيْنَبَ بِنْتِ جَحْشٍ، وَيَشْرَبُ عِنْدَهَا عَسَلًا، فَتَوَاصَيْتُ أَنَا وَحَفْصَةُ أَنَّ أَيَّتَنَا دَخَلَ عَلَيْهَا النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، فَلْتَقُلْ: إِنِّي أَجِدُ مِنْكَ رِيحَ مَغَافِيرَ أَكَلْتَ مَغَافِيرَ، فَدَخَلَ عَلَى إِحْدَاهُمَا: فَقَالَتْ ذَلِكَ لَهُ، فَقَالَ: "لَا، بَلْ شَرِبْتُ عَسَلًا عِنْدَ زَيْنَبَ بِنْتِ جَحْشٍ، وَلَنْ أَعُودَ لَهُ"، فَنَزَلَتْ: يَأَيُّهَا النَّبِيُّ لِمَ تُحَرِّمُ مَا أَحَلَّ اللَّهُ لَكَ سورة التحريم آية 1 إِنْ تَتُوبَا إِلَى اللَّهِ سورة التحريم آية 4، لِعَائِشَةَ، وَحَفْصَةَ، وَإِذْ أَسَرَّ النَّبِيُّ إِلَى بَعْضِ أَزْوَاجِهِ حَدِيثًا، لِقَوْلِهِ: بَلْ شَرِبْتُ عَسَلًا"، وَقَالَ لِي إِبْرَاهِيمُ بْنُ مُوسَى، عَنْ هِشَامٍ: وَلَنْ أَعُودَ لَهُ، وَقَدْ حَلَفْتُ فَلَا تُخْبِرِي بِذَلِكِ أَحَدًا.

ترجمہ: ہم سے حسن بن محمد نے بیان کیا، کہا ہم سے ابن جریج نے بیان کیا کہ عطاء کہتے تھے کہ انہوں نے عبید بن عمیر سے سنا، کہا میں نے عائشہ رضی اللہ عنہا سے سنا، وہ کہتی تھیں کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم (ام المؤمنین) زینب بنت جحش رضی اللہ عنہا کے یہاں رکتے تھے اور شہد پیتے تھے۔ پھر میں نے اور (ام المؤمنین) حفصہ (رضی اللہ عنہا) نے عہد کیا کہ ہم میں سے جس کے پاس بھی نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم آئیں تو وہ کہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے منہ سے مغافیر کی بو آتی ہے، آپ نے مغافیر تو نہیں کھائی ہے؟ چنانچہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم جب ایک کے یہاں تشریف لائے تو انہوں نے یہی بات آپ سے پوچھی۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ نہیں بلکہ میں نے شہد پیا ہے زینب بنت جحش کے یہاں اور اب کبھی نہیں پیوں گا۔ (کیونکہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو یقین ہو گیا کہ واقعی اس میں مغافیر کی بو آتی ہے) اس پر یہ آیت نازل ہوئی «يا أيها النبي لم تحرم ما أحل الله لك» "اے نبی! آپ ایسی چیز کیوں حرام کرتے ہیں جو اللہ نے آپ کے لیے حلال کی ہے۔" «إن تتوبا إلى الله» میں عائشہ اور حفصہ رضی اللہ عنہا کی طرف اشارہ ہے اور «وإذ أسر النبي إلى

بعض أزواجه حديثا» سے اشارہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے اس ارشاد کی طرف ہے کہ ’’نہیں‘‘ میں نے شہد پیا ہے۔‘‘ اور مجھ سے ابراہیم بن موسیٰ نے ہشام سے بیان کیا کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تھا کہ اب کبھی میں شہد نہیں پیوں گا میں نے قسم کھالی ہے تم اس کی کسی کو خبر نہ کرنا (پھر آپ نے اس قسم کو توڑ دیا)۔

(صحیح بخاری جلد سوم کتاب الایمان والنذور حدیث نمبر 1595 صفحہ نمبر 620، انٹر نیشنل نمبر 6691)

صحیح بخاری کا مقام ملاحظہ کیجیے :

کہ درج بالا دو حدیثوں میں ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ والہ وسلم، حضرت زینب بنتِ جحش رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے گھر سے شہد پیا کرتے تھے اور جھوٹ گھڑنے کا الزام حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا اور حضرت حفصہ بنتِ عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما پر ہے جبکہ دو اور حدیثوں میں ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ والہ وسلم، حضرت حفصہ بنتِ عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما کے گھر سے شہد پیتے تھے اور جھوٹی کہانی حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا اور حضرت سودہ بنتِ زمعہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے گھڑی، ان دو حدیثوں کے حوالہ جات درج ذیل ہیں :

(صحیح بخاری جلد سوم کتاب الطلاق حدیث نمبر 249 صفحہ نمبر 130، انٹر نیشنل نمبر 5268)

(صحیح بخاری جلد سوم کتاب الحیل حدیث نمبر 1860 صفحہ نمبر 728، انٹر نیشنل نمبر 6972)

تیسرا شانِ نزول :

اس آیتِ کریمہ کا ایک شانِ نزول سنن نسائی میں بھی بیان کیا گیا ہے جو کہ صحاحِ ستّہ کی معتبر کتاب تسلیم کی جاتی ہے، جہاں یہ کہا گیا ہے کہ یہ ایک لونڈی تھی جس کو حضور صلی اللہ علیہ والہ وسلم نے اپنے اوپر حرام کر لیا تھا، شیخ البانی نے اسے صحیح قرار دیا ہے، نسائی میں اس کا حوالہ نوٹ فرمالیں :

(سنن نسائی جلد نمبر 3 حدیث نمبر 83)

اس کی تفصیل اس طرح بیان کی جاتی ہے کہ یہ حضرت ماریہ قبطیہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا تھیں، جن سے نبی صلی اللہ علیہ والہ وسلم کے صاحبزادے ابراہیمؓ تولد ہوئے تھے، یہ ایک مرتبہ حضرت حفصہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے گھر آگئی تھیں جبکہ حضرت حفصہ رضی اللہ تعالیٰ

عنہا موجود نہیں تھیں۔آپؐ نے حضرت حفصہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے گھر میں اس بے گھر بیوی کا حقِ زوجیت ادا کیا،اتفاق سے انہی کی موجودگی میں حضرت حفصہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا آگئیں،انہیں نبی صلی اللہ علیہ والہ وسلم کے ساتھ اپنے گھر میں خلوت میں دیکھنا ناگوار گزرا ،جسے نبی صلی اللہ علیہ والہ وسلم نے بھی محسوس فرمایا،جس پر آپ نے حضرت حفصہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کو راضی کرنے کیلئے قسم کھالی کہ اب ماریہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے جنسی حقوق کبھی ادا نہیں کروں گا اور حضرت حفصہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کو تاکید کی کہ وہ یہ بات کسی کو نہ بتلائے۔اس پر یہ آیت اُتری۔ يَا أَيُّهَا النَّبِيُّ لِمَ تُحَرِّمُ مَا أَحَلَّ اللَّهُ لَكَ {1/66} ترجمہ:اے نبی صلی اللہ علیہ والہ وسلم !آپ اسے کیوں حرام کرتے ہیں جو اللہ نے آپ کیلئے حلال کیا ہے۔(سورۃ التحریم سورہ نمبر 66 آیت نمبر 1)۔

آپ نے ملاحظہ فرمایا کہ شانِ نزول کے ان واقعات والی احادیث میں حضور صلی اللہ علیہ والہ وسلم اور ازواجِ مطہرات رضی اللہ تعالیٰ عنہم کی سیرتِ مطہرہ کو داغدار کرنے کی کوشش کی گئی ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ والہ وسلم کی ایک زوجہ محترمہ نے ایک جھوٹ گھڑا،دوسری زوجہ نے اس جھوٹ پر پہلی سے تعاون کیا،پھر دونوں نے جھوٹ بولا،اس پر حضور صلی اللہ علیہ والہ وسلم نے بلا تحقیق شہد کو اپنے اوپر حرام قرار دے لیا۔اسی طرح دوسرے واقعے میں حضور صلی اللہ علیہ والہ وسلم نے ایک بیوی کو خوش کرنے کیلئے دوسری بیوی کو اپنے اوپر حرام قرار دے دیا حالانکہ اس بے چاری کا کوئی قصور بھی نہ تھا سوائے اس کے کہ اس نے حضور صلی اللہ علیہ والہ وسلم کا حکم مانا تھا۔قرآن میں عورت کے جنسی حقوق کو روک دینا ایک سزا کے طور پر آیا ہے،اللہ نے فرمایا: وَاللَّاتِي تَخَافُونَ نُشُوزَهُنَّ فَعِظُوهُنَّ وَاهْجُرُوهُنَّ فِي الْمَضَاجِعِ {34/4} ترجمہ:"اور جن عورتوں کی بدخوئی کا تمہیں ڈر ہو،پس انہیں سمجھاؤ اور خواب گاہوں میں ان کو تنہا چھوڑ دو۔"

قرآن کی جس آیت کیلئے اتنی حدیثیں گھڑی گئیں،اس کا اصل مفہوم اس آیت کے اندر ہی موجود ہے لیکن جسے انسانوں کے تراشے ہوئے واقعات نے اندھا کر رکھا ہو،اس کو خدا کی آخری کتاب جیسے سورج سے بھی روشنی نہیں مل سکتی،فرمانِ خداوندی ہے :

قرآن:

يَا أَيُّهَا النَّبِيُّ لِمَ تُحَرِّمُ مَا أَحَلَّ اللَّهُ لَكَ ج تَبْتَغِي مَرْضَاتَ أَزْوَاجِكَ ط (1/66)

اس آیت میں لفظ ''تحرم'' فعل مضارع ہے جو کہ حال کیلئے بھی استعمال ہوتا ہے اور مستقبل کیلئے بھی۔ اس آیت میں یہ مستقبل کیلئے آیا ہے، اس لحاظ سے آیت کا ترجمہ یہ ہو گا :

''اے نبی صلی اللہ علیہ والہ وسلم! آپ ایسی چیز کو کیوں حرام کریں گے جو اللہ نے آپ کیلئے حلال ٹھہرائی ہے (یعنی آپ اللہ کے حلال کو کبھی حرام نہیں ٹھہرائیں گے، اس سلسلے میں) آپ بیویوں کی خوشنودی کیوں چاہیں گے (یعنی آپ بیویوں کی خوشنودی کیلئے بھی اللہ کے کسی حلال کو حرام نہیں ٹھہرائیں گے)۔''

اس آیت میں ''لم تحرم'' استفہامِ انکاری ہے، عربی زبان کا عام طور پر قاعدہ ہے کہ استفہامیہ فقروں میں انکار سے اقرار اور اقرار سے انکار مراد ہوتا ہے، یہی صورت اس آیت میں ہے کہ اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا کہ آپؐ اسے کیوں حرام کریں گے جسے اللہ نے حلال کیا ہے، اس کا مفہوم یہ ہے کہ اے نبی صلی اللہ علیہ والہ وسلم! آپ اللہ کے حلال کو کبھی بھی حرام نہیں ٹھہرائیں گے۔

(مزید تفصیل کیلئے دیکھیے ''قرآن فہمی کے قرآنی اصول'' از علامہ خواجہ ازہر عباس)

☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆

باب نمبر۔104

صحیح بخاری کے مطابق

حضور صلی اللہ علیہ والہ وسلم اپنی بیویوں کیلیئے بددعائیں کرتے تھے

قرآن کے مطابق

حضور صلی اللہ علیہ والہ وسلم سراپا رحمت تھے

قرآنِ کریم میں ہے کہ :

قرآن:

فَانْكِحُوْا مَا طَابَ لَكُمْ مِّنَ النِّسَآءِ (3/4)

ترجمہ: ” ایسی عورتوں سے نکاح کرو جو تمہیں پسند ہوں۔“

{سورۃ النساء سورہ نمبر 4 آیت نمبر 3}

اس آیت کی روشنی میں کیا ایک مسلمان یہ گمان بھی کر سکتا ہے کہ اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ والہ وسلم نے ایک ایسی عورت سے شادی کی تھی جو آپ کو پسند نہیں تھی اور جس سے آپ اتنے تنگ تھے کہ آپ کی دلی خواہش تھی کہ میری زندگی میں ہی اس کا سر پھٹے اور فوت ہو جائے، صحیح بخاری کی درج ذیل حدیث آپ کو دعوتِ غور و فکر دے رہی ہے :

” قاسم بن محمد کا بیان ہے کہ حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے کہا: ہائے سر پھٹا، تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ والہ وسلم نے فرمایا کہ کاش میری زندگی میں ایسا ہو جاتا تو میں تمہارے لیے استغفار کرتا اور دُعا مانگتا۔ حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا عرض گذار

ہوئیں: ہائے مصیبت! خدا کی قسم کیا میں یہ گمان کروں کہ آپ میری موت چاہتے ہیں اور اگر ایسا ہو گیا تو آپ دوسرا دن اپنی کسی بیوی کے پاس ہی گزاریں گے۔اس پر نبی کریم صلی اللہ علیہ والہ وسلم نے فرمایا: بلکہ میرا سر درد سے پھٹا جارہا ہے۔“

(صحیح بخاری جلد سوم کتاب المرضیٰ حدیث نمبر 626 صفحہ نمبر 268)

(صحیح بخاری جلد سوم کتاب الاحکام حدیث نمبر 2081 صفحہ نمبر 829)

دوسری بات یہ کہ اللہ نے قرآن میں فرمایا کہ حضور صلی اللہ علیہ والہ وسلم، رحمۃ اللعالمین ہیں، کیا رحمۃ اللعالمین ہستی سے ایسے الفاظ کی توقع کی جاسکتی ہے؟

☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆

باب نمبر۔105

صحیح بخاری کے مطابق

ساٹھ میٹر لمبا خُدا

قرآن کے مطابق

خُدا کی کنہ و حقیقت کو کوئی نہیں سمجھ سکتا

قرآنِ کریم میں ارشادِ باری تعالیٰ ہے کہ انسانی آنکھ ذاتِ خداوندی کا ادراک نہیں کر سکتی :

قرآن:

لَا تُدۡرِكُهُ الۡاَبۡصَارُ ز وَهُوَ يُدۡرِكُ الۡاَبۡصَارَ ج وَهُوَ اللَّطِيۡفُ الۡخَبِيۡرُ (103/6)

ترجمہ: " (مخلوق کی) آنکھیں اس کو نہیں پا سکتیں اور وہ آنکھوں کو پا سکتا ہے اور وہ بھید جاننے والا، خبر دار ہے۔"

{سورۃ الانعام سورہ نمبر6 آیت نمبر 103}

قرآن:

وَلَمَّا جَاءَ مُوسَىٰ لِمِيقَاتِنَا وَكَلَّمَهُ رَبُّهُ قَالَ رَبِّ أَرِنِي أَنظُرْ إِلَيْكَ ۚ قَالَ لَن تَرَانِي (143/7)

ترجمہ: " اور جب موسیٰؑ آئے ہماری وعدہ گاہ پر، اور اپنے ربّ سے کلام کیا، موسیٰؑ نے کہا اے میرے ربّ! مجھے دکھا کہ میں تجھے دیکھوں، اللہ نے کہا تُو مجھے ہر گز نہ دیکھ سکے گا۔"

{سورۃ الاعراف سورہ نمبر7 آیت نمبر 143}

ایک جگہ ارشاد فرمایا کہ خدا وہ ذات ہے جس کی کوئی مثل نہیں :

قرآن:

لَيۡسَ كَمِثۡلِهٖ شَىۡءٌ (11/42)

ترجمہ: " اس کے مثل کوئی شے نہیں۔"

{سورۃ الشوریٰ سورہ نمبر 42 آیت نمبر 11}

اس لیے ذاتِ خداوندی کو کسی مثال سے بھی سمجھایا نہیں جاسکتا۔اس کے مقابلے میں صحیح بخاری کی ایک حدیث میں ہے :

حدیث:

" حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ والہ وسلم نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ نے حضرت آدم علیہ السلام کو اپنی صورت پر پیدا فرمایا، ان کا قد ساٹھ میٹر تھا۔"

(صحیح بخاری جلد سوم کتاب الاستذان حدیث نمبر 1158 صفحہ نمبر 453)

حضرت آدم علیہ السلام کی دو آنکھیں، دو بازو، دو ٹانگیں، دو کان، ایک ناک، ایک منہ تھا اور قد ساٹھ میٹر تھا... حدیث میں ہے کہ اللہ تعالیٰ نے حضرت آدم علیہ السلام کو اپنی صورت پر پیدا فرمایا، لہٰذا ثابت ہوا کہ اللہ کی بھی دو آنکھیں، دو بازو، دو ٹانگیں، دو کان، ایک ناک، ایک منہ اور قد ساٹھ میٹر لمبا ہے۔(نعوذ باللہ)

حدیث کے الفاظ سے اس کے اسرائیلی روایت ہونے کی بُو آرہی ہے، چنانچہ جب ہم تورات کا مطالعہ کرتے ہیں تو اس کے صفحات پر ہمیں لکھا ہوا ملتا ہے :

"اور خدا نے انسان کو اپنی صورت پر پیدا کیا۔"

{تورات، کتاب پیدائش، باب نمبر 1 آیت نمبر 27}

ایک طرف صحیح بخاری میں یہ حدیث بھی موجود ہے کہ " حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا فرماتی ہیں کہ جس شخص نے بھی یہ دعویٰ کیا کہ نبی صلی اللہ علیہ والہ وسلم نے اللہ تعالیٰ کی زیارت کی، اس نے قطعاً جھوٹ بولا ہے۔

باب نمبر۔106

صحیح بخاری کے مطابق

لائی لگ (کانوں کا کچا) خُدا

قرآن کے مطابق

خُدا تمام عیوب سے پاک ہے

اللہ تعالیٰ نے قرآنِ مجید کسی انسان کی خواہش کو ملحوظ رکھ کر نازل نہیں فرمایا بلکہ ایک جگہ فرمایا :

قرآن:

وَلَوِ اتَّبَعَ الْحَقُّ اَهْوَآءَهُمْ لَفَسَدَتِ السَّمٰوٰتُ وَالْاَرْضُ (71/23)

ترجمہ : ''اگر الحق لوگوں کے خیالات اور خواہشات کے تابع ہو جائے تو ساری کائنات میں فساد ہی فساد برپا ہو جائے۔''

{سورۃ المومنون سورہ نمبر 23 آیت نمبر 71}

ایک جگہ یہاں تک فرمادیا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ والہ وسلم پر بھی جو وحی نازل ہوتی ہے وہ آپ کے اپنے خیالات، جذبات یا خواہشات کی پیدا کردہ نہیں ہوتی بلکہ آپؐ کو خارج سے ملتی ہے، چنانچہ قرآن میں ہے :

قرآن:

وَمَا يَنْطِقُ عَنِ الْهَوٰى ٭ اِنْ هُوَ اِلَّا وَحْيٌ يُّوْحٰى (4-3/53)

ترجمہ: ” اور وہ اپنی خواہش سے بات نہیں کرتے۔ وہ صرف وحی ہے جو بھیجی جاتی ہے۔“

{سورۃ النجم سورہ نمبر 53 آیت نمبر 3 تا 4}

یعنی اللہ تعالیٰ اپنی مرضی کے مطابق جو چاہتا تھا نازل کرتا تھا۔ نزولِ قرآن کے زمانے میں اگر حضور صلی اللہ علیہ والہ وسلم یا کوئی صحابیؓ، اپنے دل میں کسی حکم کی خواہش رکھتے تھے اور وہ حکم نازل ہو گیا تو اسے یہ نہیں کہا جا سکتا کہ اللہ تعالیٰ، حضور صلی اللہ علیہ والہ وسلم یا صحابہ کرام رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین کی پیروی کرتا تھا بلکہ یہ حسنِ اتفاق تھا جس کی ایک مثال {144/2} میں بھی موجود ہے۔

31/41 کی رُو سے مومن کی کوئی خواہش وحی کے خلاف ہوتی ہی نہیں لیکن اس سے خدا کو ” لائی لگ“ اور کانوں کا کچا ثابت کرنے کی کوشش نہیں کرنی چاہیے جیسا کہ درج ذیل حدیث میں صاف نظر آ رہا ہے:

حدیث:

” عروہ بن زبیر کا بیان ہے کہ حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا، زوجہ نبی کریم صلی اللہ علیہ والہ وسلم نے فرمایا کہ حضرت عمر بن خطّاب رضی اللہ تعالیٰ عنہ ایک روز رسول اللہ صلی اللہ علیہ والہ وسلم کی خدمت میں عرض گذار ہوئے کہ اپنی ازواجِ مطہراتؓ کو پردے میں رکھا کیجیے۔ وہ فرماتی ہیں کہ ایسا نہ کیا گیا کیونکہ نبی کریم صلی اللہ علیہ والہ وسلم کی ازواجِ مطہراتؓ، رات کے وقت قضائے حاجت کیلئے باہر جایا کرتی تھیں۔ پس ایک روز حضرت سودہ بنتِ زمعہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا باہر نکلیں اور وہ دراز قد عورت تھیں تو حضرت عمر بن خطّاب رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے انہیں دیکھ لیا جبکہ وہ مجلس میں تھے، کہنے لگے کہ اے سودہ! میں نے آپ کو پہچان لیا ہے، صرف اس لالچ میں ایسا کہا کہ پردے کا حکم نازل ہو جائے، چنانچہ خدائے بزرگ و برتر نے پردے کی آیت نازل فرما دی۔“

(صحیح بخاری جلد سوم کتاب الاستذان حدیث نمبر 1170 صفحہ نمبر 460)

غور فرمایا آپ نے کہ اُمّ المومنینؓ ایک جائز مقصد یعنی قضائے حاجت کیلئے جا رہی ہیں لیکن حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ بھری مجلس میں بیٹھ کر سب لوگوں کے سامنے آپ پر آوازے کس رہے ہیں اور بخاری صاحب فرماتے ہیں کہ حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے آوازے کَسنے سے مقصد یہ تھا کہ خدا پردے کے متعلق کوئی حکم بھیج دے۔ دوسری طرف خدا کو بھی ایسا ”لائی لگ“ کانوں کا کچا ثابت کیا جا رہا ہے

کہ اس نے فوراً پردے کی آیت نازل کردی۔اس حدیث میں خدا، رسول اللہ صلی اللہ علیہ والہ وسلم، حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ اور دیگر صحابہ کرام رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین میں سے کس کس کی شان میں گستاخی نہیں کی گئی؟ اللہ تعالیٰ سمجھ عطا فرمائے۔آمین

☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆

باب نمبر۔107

صحیح بخاری کے مطابق

تمام مسلمان جنّتی ہیں خواہ وہ زِناکار، چور یا شرابی ہوں

قرآن کے مطابق

بُرے اعمال کے مرتکب، دوزخ میں جائیں گے

بدکاروں، چوروں اور شرابیوں کیلئے ایک تیر بہدف نسخہ ہاتھ آیا ہے جس کی مدد سے وہ جنت میں داخل ہو سکیں گے۔ نسخہ کیمیا ملاحظہ کیجیے

صحیح بخاری کی ایک حدیث میں ہے :

حدیث:

" نبی کریم صلی اللہ علیہ والہ وسلم نے فرمایا کہ جبرائیلؑ نے آکر مجھے بتایا کہ میرا جو اُمّتی اس حالت میں مرے کہ وہ اللہ کے ساتھ کسی کو شریک نہ کرتا ہو تو وہ جنت میں داخل ہو گا، میں عرض گذار ہوا کہ یارسول اللہ صلی اللہ علیہ والہ وسلم! خواہ وہ زنا اور چوری کرے؟ فرمایا کہ خواہ وہ زنا یا چوری کرے۔"

(صحیح بخاری جلد سوم کتاب الاستذان حدیث نمبر1198 صفحہ نمبر473)

(صحیح بخاری جلد سوم کتاب الرقاق حدیث نمبر1364 صفحہ نمبر533)

ایک حدیث میں ان الفاظ کا اضافہ ہے کہ :

"اگرچہ وہ شراب بھی پیتا ہو۔"

(صحیح بخاری جلد سوم کتاب الرقاق حدیث نمبر1363 صفحہ نمبر532)

باب نمبر۔108

صحیح بخاری کے مطابق

میں دیکھ رہا تھا

صحیح بخاری میں ہے :

حدیث:

" حضرت ابنِ عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا کہ میں نے رات، حضرت میمونہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے پاس گذاری۔ پس نبی کریم صلی اللہ علیہ والہ وسلم کھڑے ہوئے اور جب اپنی حاجت سے فارغ ہوئے تو منہ اور ہاتھ دھوئے اور سو گئے۔ پھر کھڑے ہوئے، مشکیزے کے پاس آئے، اس کا منہ کھولا اور درمیانہ وضو کیا یعنی بہت کم یا بہت زیادہ پانی استعمال نہ فرمایا۔ پس آپ نے نماز پڑھی اور میں بھی کھڑا ہو گیا۔ مگر دیر کرکے اٹھا کیونکہ مجھے یہ اچھا محسوس نہ ہوا کہ آپ یہ سمجھیں کہ میں دیکھ رہا تھا۔ پس میں نے وضو کیا اور نماز پڑھنے کیلئے آپؐ کے بائیں جانب کھڑا ہو گیا۔ چنانچہ آپؐ نے میرا کان پکڑا اور مجھے دائیں جانب کھڑا کر لیا۔ آپؐ نے پوری تیرہ رکعتیں پڑھیں، پھر لیٹے اور سو گئے یہاں تک کہ خراٹے لینے لگے اور آپؐ جب بھی سوتے تو خراٹے لیتے، پھر حضرت بلال رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے نماز کیلئے اذان پڑھ دی۔ پھر آپؐ نے نماز پڑھی اور وضو نہ فرمایا۔"

(صحیح بخاری جلد سوم کتاب الدعوات حدیث نمبر1442 صفحہ نمبر490)

حضور صلی اللہ علیہ والہ وسلم کے متعلق قرآن میں ہے کہ :

قرآن:

وَاِنَّكَ لَعَلٰى خُلُقٍ عَظِيۡمٍ (4/68)

ترجمہ: ” بے شک آپؐ اخلاقِ انسانی کے بلند ترین مقام پر فائز ہیں۔“

{سورۃ القلم سورہ نمبر 68 آیت نمبر 4}

جبکہ مندرجہ بالا حدیث میں حضور صلی اللہ علیہ والہ وسلم سے منسوب کیا گیا ہے کہ آپؐ نے حضرت ابنِ عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو کان سے پکڑ کر اپنے دائیں جانب کھڑا کیا۔ ایک عام شریف النفس آدمی سے بھی ایسی حرکت کی توقع نہیں کی جاتی چہ جائیکہ ایسا فعل حضور صلی اللہ علیہ والہ وسلم سے منسوب کیا جائے، جہاں تک ان الفاظ کا تعلق ہے کہ ”میں دیکھ رہا تھا“ تو اس پر تبصرے کی اپنے اندر ہمت نہیں۔

☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆

باب نمبر۔109

صحیح بخاری کے مطابق

اللہ کی راہ میں جہاد کرنے والے دوزخی ہیں

قرآن کے مطابق

اللہ کی راہ میں جہاد کرنے والے جنّتی ہیں

ارشادِ باری تعالیٰ ہے کہ اللہ کے راستے میں لڑنے والے مومن ہوتے ہیں :

قرآن:

اَلَّذِیۡنَ اٰمَنُوۡا یُقَاتِلُوۡنَ فِیۡ سَبِیۡلِ اللّٰہِ ج(76/4)

ترجمہ: ” ایمان لانے والے اللہ کے راستے میں لڑتے ہیں۔“

{سورۃالنساء سورہ نمبر4آیت نمبر76}

اگروہ شہید ہو جائیں تو جنّتی ہیں :

قرآن:

فَالَّذِیۡنَ ھَاجَرُوۡا وَاُخۡرِجُوۡا مِنۡ دِیَارِھِمۡ وَاُوۡذُوۡا فِیۡ سَبِیۡلِیۡ وَقٰتَلُوۡا وَقُتِلُوۡا لَاُ کَفِّرَنَّ عَنۡھُمۡ سَیِّاٰ تِھِمۡ وَلَاُدۡخِلَنَّھُمۡ جَنّٰتٍ تَجۡرِیۡ مِنۡ تَحۡتِھَا الۡاَنۡھٰرُ ج(195/3)

ترجمہ: ” سو جن لوگوں نے ہجرت کی، اور اپنے شہروں سے نکالے گئے، اور میری راہ میں ستائے گئے، اور لڑے اور مارے گئے، میں ان کی برائیاں ان سے ضرور دُور کر دوں گا، اور انہیں باغات میں داخل کروں گا جن کے نیچے نہریں بہتی ہیں۔“

{سورۃ آل عمران سورہ نمبر 3 آیت نمبر 195}

اور اللہ کی طرف سے ان کیلئے بخشش اور رحمت ہے :

قرآن:

وَلَئِنْ قُتِلْتُمْ فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ اَوْ مُتُّمْ لَمَغْفِرَةٌ مِّنَ اللّٰهِ وَرَحْمَةٌ خَيْرٌ مِّمَّا يَجْمَعُوْنَ (157/3)

ترجمہ: ” اور اگر تم اللہ کی راہ میں مارے جاؤ یا تم مر جاؤ تو یقیناً بخشش اور رحمت ہے اللہ کی طرف سے (یہ) اس سے بہتر ہے جو وہ (دولت) جمع کرتے ہیں۔“

{سورۃ آل عمران سورہ نمبر 3 آیت نمبر 157}

انہیں مردہ مت کہو بلکہ وہ زندہ ہیں :

قرآن:

وَلَا تَقُوْلُوْا لِمَنْ يُّقْتَلُ فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ اَمْوَاتٌ ط بَلْ اَحْيَآءٌ وَّلٰكِنْ لَّا تَشْعُرُوْنَ (154/2)

ترجمہ: ” جو لوگ اللہ کی راہ میں مارے جائیں انہیں مردہ نہ کہو بلکہ وہ زندہ ہیں لیکن تمہیں اس کا شعور نہیں۔“

{سورۃ البقرۃ سورہ نمبر 2 آیت نمبر 154}

اپنے ربّ کے پاس سے رزق پاتے ہیں :

قرآن:

وَلَا تَحۡسَبَنَّ الَّذِيۡنَ قُتِلُوۡا فِىۡ سَبِيۡلِ اللّٰهِ اَمۡوَاتًا ؕ بَلۡ اَحۡيَآءٌ عِنۡدَ رَبِّهِمۡ يُرۡزَقُوۡنَ (169/3)

ترجمہ: ” جو لوگ اللہ کی راہ میں مارے گئے انہیں ہر گز مردہ خیال نہ کرو بلکہ وہ زندہ ہیں اور اپنے ربّ کے پاس سے رزق پاتے ہیں۔“

{سورۃ آل عمران سورہ نمبر 3 آیت نمبر 169}

قرآن کی ان واضح آیات کے باوجود درج ذیل حدیث میں ایک صحابیِ رسولؓ، مجاہدِ اسلام کو حضور صلی اللہ علیہ والہ وسلم کی زبانِ اطہر سے جہنمی کہلوایا جا رہا ہے۔ یہ اسی مصنف کی تحریر معلوم ہوتی ہے جس سے ایک حدیث میں تمام صحابہ کرام رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین کو دائرہ اسلام سے خارج کر دیا تھا سوائے چند ایک کے (تفصیل گزشتہ صفحات میں گذر چکی ہے)۔ حدیث ملاحظہ کیجیے :

حدیث:

”حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا کہ ہم رسول اللہ صلی اللہ علیہ والہ وسلم کے ہمراہ خیبر گئے تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ والہ وسلم نے اپنے ساتھیوں میں سے ایک کے بارے میں فرمایا جو مدعی اسلام تھا کہ یہ جہنمی ہے۔ جب میدانِ کارزار گرم ہوا تو اس آدمی نے خُوب بڑھ چڑھ کر ہاتھ مارے لیکن سخت زخمی ہوا۔ مگر ثابت قدم رہا، پس نبی کریم صلی اللہ علیہ والہ وسلم کے اصحابؓ میں سے ایک شخص آکر عرض گذار ہوا کہ یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ والہ وسلم! اسے ملاحظہ تو فرمایئے، جس کے بارے میں ارشاد ہوا تھا کہ وہ جہنمی ہے حالانکہ وہ راہِ خدا میں کیسی بے جگری سے لڑ رہا ہے اور کیسا شدید زخمی بھی ہوا ہے، نبی کریم صلی اللہ علیہ والہ وسلم نے فرمایا کہ پھر بھی وہ ہے جہنمی۔ بعض لوگوں کو شک لاحق ہو جاتا کہ اس شخص نے زخموں کی تاب نہ لاتے ہوئے ترکش سے ایک تیر کھینچا اور اسے گلے پر رکھ کر گلا چیر لیا۔ پس کئی مسلمان، رسول اللہ صلی اللہ علیہ والہ وسلم کی طرف لپکے اور عرض گذار ہوئے: یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ والہ وسلم! اللہ تعالیٰ نے آپؐ کا ارشادِ گرامی سچا کر دکھایا۔ فلاں نے گلا چیر کر خودکشی کر لی ہے۔“

(صحیح بخاری جلد سوم کتاب القدر حدیث نمبر 1516 صفحہ نمبر 588)

(صحیح بخاری جلد سوم کتاب القدر حدیث نمبر 1517 صفحہ نمبر 589)

اس حدیث میں مذکورہ شخص کا صحابی رسولؐ ہونا ثابت ہے۔ کیا حضور صلی اللہ علیہ والہ وسلم اپنے صحابیؓ کو جہنمی کا لقب دے سکتے ہیں ؟ کسی صحابیؓ کو جہنمی قرار دینا ہماری سمجھ سے بالاتر ہے کیونکہ جو حضور صلی اللہ علیہ والہ وسلم کا تربیت یافتہ ہو وہ جہنمی نہیں ہو سکتا اور جو جہنمی ہو اسے حضور صلی اللہ علیہ والہ وسلم کا تربیت یافتہ نہیں کہا جا سکتا۔ دوسری بات یہ کہ اگر مذکورہ شخص کو منافق قرار دیا جائے تو یہ بات اس حدیث کے بھی خلاف ہے اور قرآنی تعلیم کے بھی خلاف ہے، قرآنِ مجید میں ہے کہ منافق وہ ہے :

(1) جہاد کا نام ہی سن کر ان پر موت کی بے ہوشی طاری ہو جاتی ہے۔" (20/47)

جبکہ اس حدیث میں ہے کہ وہ شخص بڑی بے جگری سے لڑ رہا تھا۔

(2) جو جہاد سے رخصت مانگتے ہیں (9/86+9/90)

جبکہ یہ شخص جہاد میں شریک تھا۔

(3) جو جہاد میں شریک نہیں ہوتے اور گریز کی راہیں تلاش کرتے ہیں۔ (11/48)

(4) اگر انہیں جہاد کا کہا جائے تو اس سے پہلو تہی کرتے ہیں۔ (167/3)

اس مختصر وضاحت کے بعد اب یہ ماننے کے سوا کوئی چارہ نہیں کہ مذکورہ بالا حدیث من گھڑت ہے اور حضور صلی اللہ علیہ والہ وسلم کا اس حدیث سے کوئی تعلق نہیں۔

☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆

باب نمبر۔110

صحیح بخاری کے مطابق

نذر یا منّت کوئی چیز نہیں

قرآن کے مطابق

نذر پوری کرنا فرض ہے

قرآنِ مجید میں ہے کہ :

قرآن:

يُوفُونَ بِالنَّذْرِ وَيَخَافُونَ يَوْمًا كَانَ شَرُّهُ مُسْتَطِيرًا (7/76)

ترجمہ: " (مومن وہ ہیں جو)اپنی نذریں پوری کرتے ہیں اور وہ اس دن سے ڈرتے ہیں جس کی برائی پھیلی ہو گی۔"

{سورۃ الدھر سورہ نمبر76آیت نمبر7}

حج کے سلسلے میں ایک جگہ فرمایا :

قرآن:

ثُمَّ لْيَقْضُوا تَفَثَهُمْ وَلْيُوفُوا نُذُورَهُمْ وَلْيَطَّوَّفُوا بِالْبَيْتِ الْعَتِيقِ (29/22)

ترجمہ: " پھر چاہیے کہ اپنا میل کچیل دور کریں،اوراپنی نذریں(منّتیں)پوری کریں،اور قدیم گھر(بیت اللہ)کا طواف کریں۔"

{سورۃ الحج سورہ نمبر22آیت نمبر29}

قرآن:

وَمَآ اَنۡفَقۡتُمۡ مِّنۡ نَّفَقَةٍ اَوۡ نَذَرۡتُمۡ مِّنۡ نَّذۡرٍ فَاِنَّ اللّٰهَ يَعۡلَمُهٗ ط وَمَا لِلظّٰلِمِيۡنَ مِنۡ اَنۡصَارٍ (270/2)

ترجمہ: " اور جو تم خرچ کرو گے کوئی خیرات، یا تم کوئی نذر مانو گے، تو بے شک اللہ اسے جانتا ہے اور ظالموں کیلئے کوئی مددگار نہیں۔"

{سورۃ البقرۃ سورہ نمبر 2 آیت نمبر 270}

قرآن:

فَكُلِىۡ وَاشۡرَبِىۡ وَقَرِّىۡ عَيۡنًا ج فَاِمَّا تَرَيِنَّ مِنَ الۡبَشَرِ اَحَدًا لا فَقُوۡلِىۡۤ اِنِّىۡ نَذَرۡتُ لِلرَّحۡمٰنِ صَوۡمًا فَلَنۡ اُكَلِّمَ الۡيَوۡمَ اِنۡسِيًّا (26/19)

ترجمہ: " تو کھا اور پی اور آنکھیں ٹھنڈی کر، پھر اگر تو کسی آدمی کو دیکھے تو کہہ دے کہ میں نے رحمٰن کیلئے روزہ کی نذر مانی ہے، پس آج ہر گز کسی آدمی سے کلام نہ کروں گی۔"

{سورۃ مریم سورہ نمبر 19 آیت نمبر 26}

قرآن:

اِذۡ قَالَتِ امۡرَاَتُ عِمۡرٰنَ رَبِّ اِنِّىۡ نَذَرۡتُ لَكَ مَا فِىۡ بَطۡنِىۡ مُحَرَّرًا فَتَقَبَّلۡ مِنِّىۡ ج اِنَّكَ اَنۡتَ السَّمِيۡعُ الۡعَلِيۡمُ (35/3)

ترجمہ:" جب عمران کی بی بی نے کہا اے میرے ربّ! جو میرے پیٹ میں ہے، میں نے تیری نذر کیا (سب سے) آزاد رکھ کر، سو تو مجھ سے قبول کر لے، بے شک تو سننے والا، جاننے والا ہے۔"

{سورۃ آل عمران سورہ نمبر 3 آیت نمبر 35}

ان آیات سے پتہ چلتا ہے کہ نذر یا منّت ماننا کوئی گناہ کی بات نہیں بلکہ فرمایا کہ مومن وہ ہیں جو اپنی نذریں پوری کرتے ہیں لیکن درج ذیل حدیث میں قرآن کے موقف کو مسترد کیا جا رہا ہے، ملاحظہ کیجیے :

حدیث:

" عبداللہ بن مرّہ نے حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کی ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ والہ وسلم نے نذر سے منع فرمایا "کہ یہ کسی چیز کو روک نہیں سکتی ہاں اتنا ہے کہ اس کے ذریعے بخیل کا مال نکلوا دیا جاتا ہے۔

(صحیح بخاری جلد سوم کتاب الایمان والنذور حدیث نمبر 1597 صفحہ نمبر 621)

(صحیح بخاری جلد سوم کتاب الایمان والنذور حدیث نمبر 1596 صفحہ نمبر 621)

اچھی یا بُری نذر ماننا ایک الگ موضوع ہے۔ ہمارا افسوس اس بات پر ہے کہ حدیث میں نذر کو بالکل مسترد کر دیا گیا ہے جو کہ قرآن کے خلاف ہے۔

☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆

باب نمبر۔111

صحیح بخاری کے مطابق

غلام یا لونڈی آزاد کرنے کا صلہ

صحیح بخاری کی ایک حدیث اس طرح ہے :

حدیث:

" سعید بن مرجانہ نے حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کی ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ والہ وسلم نے فرمایا: جس نے کسی مسلمان غلام یا لونڈی کو آزاد کیا تو اللہ تعالیٰ اس کے ہر عضو کے بدلے اس کے ہر عضو کو جہنم کی آگ سے بچائے گا یہاں تک کہ اس کی شرمگاہ کے بدلے اس کی شرمگاہ کو بچائے گا۔"

(صحیح بخاری جلد سوم کتاب الایمان والنذور حدیث نمبر 1619 صفحہ نمبر 628)

قرآن نے غلامی کا دروازہ ہمیشہ کیلئے بند کر دیا ہے (4/47) اس حدیث میں غلامی کو ختم کرنے کی حوصلہ افزائی کی گئی ہے لیکن اس کا مطلب یہ نہیں کہ ایک آدمی ساری زندگی دوسروں کے حقوق پر ڈاکا ڈالتا رہے اور آخر میں ایک غلام آزاد کر دے تو وہ جنت میں چلا جائے گا۔ یہ بات قرآنی تعلیم کے صریحاً خلاف ہے۔ قرآن کا اعلان ہے کہ ترازو رکھا جائے گا اور اس کے دونوں پلڑوں میں انسان کے اعمال رکھے جائیں گے، جو پلڑا بھاری ہو گا، اسی طرف اس کا فیصلہ کر دیا جائے گا (آیات کی تفصیل گزشتہ صفحات میں گزر چکی ہے) جہاں تک اس حدیث کے دوسرے حصے کا تعلق ہے تو معلوم ہوتا ہے کہ تحریر میں رنگ بھرنے کیلئے اس میں یہ اضافہ کیا گیا ہے کہ غلام، لونڈی کی شرمگاہ کے بدلے آزاد کرنے والے کی شرمگاہ کو آگ سے آزاد کیا جائے گا۔ دوسری بات یہ ہے کہ حدیث میں کہا گیا ہے کہ غلام لونڈی کے ہر عضو کے بدلے آزاد کرنیوالے کے ہر عضو کو جہنم کی آگ سے آزاد کیا جائے گا۔ سوال یہ ہے کہ اگر ایک مرد، ایک لونڈی کو آزاد کرتا ہے

تولونڈی کے چنداعضاءایسے ہیں جوآزاد کرنے والے مرد میں موجود ہی نہیں،اس مرد کے وہ اعضاء جہنم کی آگ سے کیسے چھٹکارا پائیں گے ؟

کیااس کیلئے مزید کسی حدیث کی ضرورت ہو گی؟

☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆

باب نمبر۔112

صحیح بخاری کے مطابق

اللہ رسولؐ کی محبت میں شراب نوشی جائز ہے

قرآن کے مطابق

اللہ رسولؐ کی محبت کا تقاضا تو یہ ہے شراب نوشی تَرک کر دی جائے

اللہ تعالیٰ کا حکم ہے کہ شراب نوشی سے بچو کیونکہ یہ شیطانی عمل ہے {90/5} شیطان شراب کے ذریعے مومنوں میں دشمنی ڈالنا چاہتا ہے {91/5} نشہ آور اشیاء میں کچھ فائدہ بھی ہے (جب انہیں دوائوں وغیرہ میں استعمال کیا جائے) لیکن ان کا نقصان، ان کے عارضی نفع کے مقابلے میں کہیں زیادہ ہلاکت انگیز ہے {219/2} اے ایمان والو! جب تم نشہ کی حالت میں ہو تو نماز کے قریب نہ جاؤ یہاں تک کہ سمجھنے لگو جو تم کہتے ہو۔" {43/4}۔

شراب کے بارے میں اللہ تعالیٰ کا حکم آپ نے پڑھا، نبی پاک صلی اللہ علیہ والہ وسلم نے قرآنِ مجید کی روشنی میں اُمّت کو شراب سے بچنے کا حکم دیا۔ جن لوگوں نے اللہ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ والہ وسلم کا حکم ماننے سے انکار کر دیا، کیا ان کے بارے میں یہ کہا جا سکتا ہے کہ وہ اللہ، رسول صلی اللہ علیہ والہ وسلم سے محبت کرتے ہیں؟ ہر گز نہیں۔ لیکن درج ذیل حدیث میں یہ بتایا گیا ہے کہ جسے اللہ اور اس کے رسولؐ سے محبت ہوتی ہے وہ شرابی ہوتا ہے :

حدیث:

" زید بن اسلم نے اپنے والد ماجد سے اور انہوں نے حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کی ہے کہ ایک آدمی کو نبی کریم صلی اللہ علیہ والہ وسلم کے مبارک زمانہ میں جس کا نام عبداللہ اور لقب حمار تھا اور جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ والہ وسلم کو ہنسایا کرتا تھا۔ نبی

کریم صلی اللہ علیہ والہ وسلم نے اسے شراب پینے پر کوڑے لگوائے۔ایک روز اسے آپؐ کی خدمت میں لایا گیا۔چنانچہ آپؐ کے حکم سے اسے کوڑے مارے گئے تو لوگوں میں سے ایک نے کہا: اے اللہ! لعنت،اسے کتنی دفعہ لایا گیا ہے۔پس نبی کریم صلی اللہ علیہ والہ وسلم نے فرمایا کہ اس پر لعنت نہ کرو،میں تو یہ جانتا ہوں کہ یہ اللہ اور اس کے رسولؐ سے محبت رکھتا ہے۔"

(صحیح بخاری جلد سوم کتاب الحدود حدیث نمبر 1684 صفحہ نمبر 650)

اس حدیث میں ایک بات یہ بھی بیان کی گئی ہے کہ مذکورہ شخص کو "حمار" یعنی گدھے کے لقب سے پکارا جاتا تھا جبکہ قرآنِ پاک میں اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے کہ وَلَا تَنَابَزُوا بِالْأَلْقَابِ {11/49} "ایک دوسرے کو بُرے القاب سے مت پکارو" ۔کیا صحابہ کرام رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین،اللہ تعالیٰ کے حکم کی نافرمانی کیا کرتے تھے؟ نعوذ باللہ۔

☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆

باب نمبر۔113

صحیح بخاری کے مطابق

دھوکہ دینے کا جائز شرعی طریقہ

قرآن کے مطابق

دھوکہ دینا منع ہے

صحیح بخاری کی ایک حدیث میں حضور صلی اللہ علیہ والہ وسلم کے ایک حکم کو بیان کرنے کے بعد اس حکم کی خلاف ورزی کرنے کا جائز شرعی طریقہ لکھا ہے۔ ملاحظہ فرمایئے :

حدیث:

" نبی کریم صلی اللہ علیہ والہ وسلم نے فرمایا کہ پڑوسی کو شفعہ کا سب سے زیادہ حق ہے لیکن جب کوئی بیچنے کا ارادہ کرے تو شفعہ کے ڈر سے یہ حیلہ کر سکتا ہے، جس سے شفعہ باطل ہو جائے گا کہ بیچنے والا وہ مکان خریدار کو ہبّہ کر دے اور اس کی حدبندی کر کے اس کے سپرد کر دے اور خریدار اس کے بدلے میں اسے ہزار درہم ادا کرے تو شفعہ کرنے والے کو اس میں شفعہ کرنے کا حق نہیں رہے گا۔"

(صحیح بخاری جلد سوم کتاب الحِیل حدیث نمبر1865 صفحہ نمبر731)

(صحیح بخاری جلد سوم کتاب الحِیل حدیث نمبر1866 صفحہ نمبر731)

قرآنِ مجید میں اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے کہ :

قرآن:

يُخٰدِعُوْنَ اللّٰهَ وَالَّذِيْنَ اٰمَنُوْا ج وَمَا يَخْدَعُوْنَ اِلَّآ اَنْفُسَهُمْ وَمَا يَشْعُرُوْنَ (9/2)

ترجمہ: ” یہ لوگ (اپنے خیال میں) اللہ اور ایمان والوں کو دھوکہ دیتے ہیں لیکن دراصل یہ اپنے آپ کو دھوکہ دے رہے ہیں لیکن انہیں اس کا شعور نہیں۔“ (سورۃ البقرۃ سورہ نمبر 2 آیت نمبر 9)

امام بخاریؒ کا اقرار :

دھوکہ دہی کے مذکورہ بالا طریقے کو جائز قرار دینے کے متعلق آخر کار امام بخاریؒ کو بھی کہنا پڑا کہ :

” یوں مسلمانوں کے درمیان دھوکہ بازی کو جائز قرار دیا گیا، حالانکہ نبی کریم صلی اللہ علیہ والہ وسلم نے فرمایا ہے کہ (مسلمانوں کی تجارت میں) نہ خرابی ہوتی ہے، نہ خیانت اور نہ نقصان پہنچانے والی بات۔“

(صحیح بخاری جلد سوم کتاب الحیل حدیث نمبر 1868 صفحہ نمبر 732)

☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆

باب نمبر۔114

صحیح بخاری کے مطابق

اچھا خواب دیکھنے والا ہر انسان نبی ہے

قرآن کے مطابق

نبوّت حضور صلی اللہ علیہ والہ وسلم پر ختم ہو چکی ہے

اللہ تعالیٰ نے قرآنِ حکیم میں حضور صلی اللہ علیہ والہ وسلم کو خاتم النبین کہا ہے :

قرآن:

مَا كَانَ مُحَمَّدٌ اَبَآ اَحَدٍ مِّنْ رِّجَالِكُمْ وَلٰكِنْ رَّسُوْلَ اللّٰهِ وَخَاتَمَ النَّبِيّٖنَ ط وَكَانَ اللّٰهُ بِكُلِّ شَيْءٍ عَلِيْمًا (40/33)

ترجمہ: ”محمد تمہارے مردوں میں سے کسی کے باپ نہیں، لیکن وہ اللہ کے رسول اور (سب) نبیوں پر مہر(آخری نبی) ہیں اور اللہ ہر شے کا جاننے والا ہے۔“

{سورۃ الاحزاب سورہ نمبر 33 آیت نمبر 40}

لیکن مذہبی پیشوائوں نے نبوّت کا دروازہ کھولنے کیلیئے جعلی روایات وضع کر کے صحیح بخاری میں شامل کر دیں، جس کی ایک مثال ملاحظہ کیجیے :

حدیث:

”عبداللہ بن خباب کا بیان ہے کہ حضرت ابو سعید خدری رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ والہ وسلم کو فرماتے ہوئے سنا کہ اچھا خواب نبوّت کے چھیالیس حصّوں میں سے ایک ہوتا ہے۔“

(صحیح بخاری جلد سوم کتاب التعبیر حدیث نمبر 1877 صفحہ نمبر 737)

(صحیح بخاری جلد سوم کتاب التعبیر حدیث نمبر 1871 صفحہ نمبر 735)

(صحیح بخاری جلد سوم کتاب التعبیر حدیث نمبر 1875 صفحہ نمبر 736)

(صحیح بخاری جلد سوم کتاب التعبیر حدیث نمبر 1876 صفحہ نمبر 736)

(صحیح بخاری جلد سوم کتاب التعبیر حدیث نمبر 1882 صفحہ نمبر 740)

(صحیح بخاری جلد سوم کتاب التعبیر حدیث نمبر 1903 صفحہ نمبر 749)

خوابی نبوت کے متعلق صحیح بخاری اور دیگر کتب احادیث میں مختلف اقوال ملتے ہیں، حصول معلومات کیلئے ان پر طائرانہ نظر ڈالنا یقیناً فائدے سے خالی نہ ہو گا:

صحیح مسلم ،حدیث نمبر :5905۔مسلمان کا خواب نبوت کے پینتالیس حصوں میں سے ایک حصہ ہے۔

سنن ترمذی، حدیث نمبر :2270۔مسلمان کا خواب نبوت کا چھیالیسواں حصہ ہے۔

سنن ترمذی، حدیث نمبر :2272۔یہ نبوت کا ایک حصہ ہے

صحیح مسلم ،حدیث نمبر :5912۔مسلمان کا خواب نبوت کا چھیالیسواں حصہ ہے۔

صحیح مسلم ،حدیث نمبر :5909۔مسلمان کا خواب نبوت کا چھیالیسواں حصہ ہے۔

سنن ترمذی، حدیث نمبر :2271۔مسلمان کا خواب نبوت کا چھیالیسواں حصہ ہے۔

سنن ترمذی، حدیث نمبر :2291۔مسلمان کا خواب نبوت کا چھیالیسواں حصہ ہے۔

صحیح مسلم ،حدیث نمبر :5906۔مسلمان کا خواب نبوت کا چھیالیسواں حصہ ہے۔

صحیح مسلم ،حدیث نمبر :5913۔مسلمان کا خواب نبوت کا چھیالیسواں حصہ ہے۔

صحیح بخاری حدیث نمبر : 7017۔مومن کا خواب نبوت کے چھیالیس حصوں میں سے ایک حصہ ہے۔

سنن ابن ماجہ۔حدیث نمبر :3917۔مومن کا خواب نبوت کا چھیالیسواں حصہ ہے “ ۔

سنن ترمذی، حدیث نمبر :2279۔مسلمان کا خواب نبوت کا چھیالیسواں حصہ ہے۔

سنن ترمذی، حدیث نمبر :2278۔مسلمان کا خواب نبوت کا چالیسواں حصہ ہے۔

سنن ابن ماجہ۔حدیث نمبر :3907۔مومن کا خواب نبوت کا چھیالیسواں حصہ ہے “ ۔

صحیح مسلم حدیث نمبر :5916۔”نیک خواب نبوت کے ستر حصوں میں سے ایک حصہ ہے۔

سنن ابن ماجہ۔حدیث نمبر :3914۔مومن کا خواب نبوت کا چھیالیسواں حصہ ہے “ ۔

سنن ابن ماجہ۔حدیث نمبر :3894۔مومن کا خواب نبوت کا چھیالیسواں حصہ ہے “ ۔

سنن ابن ماجہ۔حدیث نمبر :3893۔مومن کا خواب نبوت کا چھیالیسواں حصہ ہے “ ۔

صحیح مسلم حدیث نمبر :5918۔”نیک خواب نبوت کے ستر حصوں میں سے ایک حصہ ہے۔

صحیح بخاری، حدیث نمبر :6994۔مومن کا خواب نبوت کے چھیالیس حصوں میں سے ایک جزو ہوتا ہے۔

صحیح بخاری، حدیث نمبر :6983۔مومن کا خواب نبوت کے چھیالیس حصوں میں سے ایک جزو ہوتا ہے۔

سنن ابن ماجه ،حدیث نمبر: 3895۔اچھا خواب نبوت کا سترواں حصہ ہے “۔

سنن ابي داود۔حدیث نمبر: 5018۔مومن کا خواب نبوت کے چھیالیس حصوں میں سے ایک حصہ ہے “۔

صحیح بخاری، حدیث نمبر :6988۔مومن کا خواب نبوت کے چھیالیس حصوں میں سے ایک جزو ہوتا ہے۔

صحیح بخاری، حدیث نمبر :6987۔مومن کا خواب نبوت کے چھیالیس حصوں میں سے ایک جزو ہوتا ہے۔

آج کل کی مثال کے مطابق اگرایم بی بی ایس کرنے والا آدمی ڈاکٹر کہلاتا ہے تو میٹرک پاس ہومیوپیتھ بھی اپنے نام کے ساتھ ڈاکٹر ہی لکھتا ہے۔اسی طرح اگر حضرت آدمؑ، حضرت ابراہیمؑ، حضرت موسیٰؑ، حضرت عیسیٰؑ اور حضرت محمد صلی اللہ علیہ والہ وسلم انبیاء تھے تو مذکورہ بالا روایت کے مطابق اچھا خواب دیکھنے والا شخص بھی نبی ہوگا۔فرق صرف اتنا ہوگا کہ یہ میٹرک پاس ہومیوپیتھ کی طرح ذرا کم درجے کا نبی ہوگا۔(نعوذ باللہ)

☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆

باب نمبر۔115

صحیح بخاری کے مطابق

حکمرانی قریش کا حق ہے

قرآن کے مطابق

حکمرانی اعمالِ صالحہ کے حامل اِفراد کا حق ہے

دورِ ملوکیّت میں اپنی حکومت کو دوام بخشنے کیلئے کیسی کیسی حدیثیں گھڑی گئیں، اس کی چند مثالیں ملاحظہ کیجیے :

حدیث:

" رسول اللہ صلی اللہ علیہ والہ وسلم نے فرمایا کہ حکمرانی ہمیشہ کیلئے قریش کا حق ہے، جو ان سے عداوت رکھے گا تو اللہ تعالیٰ اس کو منہ کے بل اوندھا کرے گا۔"

(صحیح بخاری جلد سوم کتاب الاحکام حدیث نمبر 2010 صفحہ نمبر 796)

(صحیح بخاری جلد سوم کتاب الاحکام حدیث نمبر 2011 صفحہ نمبر 797)

(صحیح بخاری جلد سوم کتاب الاحکام حدیث نمبر 2086 صفحہ نمبر 830)

حدیث:

” نبی کریم صلی اللہ علیہ والہ وسلم نے فرمایا کہ جو اپنے امیر کا ناپسندیدہ عمل دیکھے تو اسے صبر سے کام لینا چاہیے کیونکہ جو سلطان کی اطاعت سے بالشت بھر بھی باہر نکلا وہ جاہلیت کی موت مر گیا۔“

(صحیح بخاری جلد سوم کتاب الفتن حدیث نمبر 1935 صفحہ نمبر 765)

(صحیح بخاری جلد سوم کتاب الفتن حدیث نمبر 1936 صفحہ نمبر 765)

(صحیح بخاری جلد سوم کتاب الاحکام حدیث نمبر 2014 صفحہ نمبر 798)

☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆

صحیح بخاری کے مطابق

خُدا انسان میں حلول کر جاتا ہے

اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے کہ :

قرآن:

لَيْسَ كَمِثْلِهٖ شَيْءٌ ج (11/42)

ترجمہ: ” اللہ کی کوئی مثل نہیں۔“

{سورۃ الشوریٰ سورہ نمبر 42 آیت نمبر 11}

قرآن نے بیان کیا ہے کہ یہود و نصاریٰ کا عقیدہ ہے کہ اللہ، بندے میں حلول کر جاتا ہے اور کبھی بندہ بھی اللہ کے ساتھ ایک بن جاتا ہے اور دُوئی ختم ہو جاتی ہے۔ فرمانِ خداوندی ہے :

قرآن:

لَقَدْ كَفَرَ الَّذِيْنَ قَالُوْٓا اِنَّ اللّٰهَ هُوَ الْمَسِيْحُ ابْنُ مَرْيَمَ ط (17/5)

ترجمہ: ” بے شک وہ کافر ہوئے جنہوں نے کہا تحقیق اللہ وہی ہے مسیح ابنِ مریم۔“

{سورۃ المائدہ سورہ نمبر 5 آیت نمبر 17}

قرآن:

لَقَدْ كَفَرَ الَّذِيْنَ قَالُوْٓا اِنَّ اللّٰهَ هُوَ الْمَسِيْحُ ابْنُ مَرْيَمَ ط (72/5)

ترجمہ: ” بے شک وہ کافر ہوئے جنہوں نے کہا تحقیق اللہ وہی ہے مسیح ابنِ مریم۔“

{سورۃ المائدہ سورہ نمبر 5 آیت نمبر 72}

ہمارے ہاں تصوّف کی معراج ”فنافی اللہ“ سمجھی جاتی ہے کہ صوفی کی رُوح، اللہ کی رُوح کے ساتھ مل جائے۔ اللہ نے اس عقیدے کو مسترد کرتے ہوئے فرمایا کہ جنہوں نے مسیح ابنِ مریمؑ کو خدا اقرار دیا وہ کافر ہو گئے ہیں {17/5+72/5} اور فرمایا کہ: اِنَّهٗ مَنْ يُّشْرِكْ بِاللّٰهِ فَقَدْ حَرَّمَ اللّٰهُ عَلَيْهِ الْجَنَّةَ وَمَاْوٰىهُ النَّارُ ط وَمَا لِلظّٰلِمِيْنَ مِنْ اَنْصَارٍ {72/5} ترجمہ: یقیناً جو شخص اللہ کے ساتھ شریک کرتا ہے اللہ تعالیٰ نے اس پر جنت حرام کر دی ہے، اس کا ٹھکانہ جہنم ہی ہے اور گنہگاروں کی مدد کرنے والا کوئی نہیں ہو گا۔“ {سورۃ المائدۃ سورہ نمبر 5 آیت نمبر 72}۔

پتا چلا کہ اللہ کسی کی مثل بن جائے، یا اللہ کسی کا وجود بن جائے یا اللہ کسی میں حلول کر کے اس کے اعضاء بن جائے، یہ سب شرکیہ و کفریہ کلمات ہیں لیکن صحیح بخاری میں قرآن کی مخالفت میں لکھا ہے :

حدیث:

”حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ والہ وسلم نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ میرا بندہ برابر نوافل کے ذریعے میرا قُرب حاصل کرتا رہتا ہے یہاں تک کہ میں اس سے محبت کرنے لگتا ہوں اور جب میں اس سے محبت کرتا ہوں تو اس کی سماعت (کان) بن جاتا ہوں جس کے ساتھ وہ سنتا ہے اور اس کی بصارت (آنکھیں) بن جاتا ہوں جس کے ساتھ وہ دیکھتا ہے اور اس کا ہاتھ بن جاتا ہوں جس کے ساتھ وہ پکڑتا ہے اور اس کا پَیر بن جاتا ہوں جس کے ساتھ وہ چلتا ہے۔“

(صحیح بخاری جلد سوم کتاب الرقاق حدیث نمبر 1422 صفحہ نمبر 553)

☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆

باب نمبر۔117

صحیح بخاری کے مطابق

رہبانیت اِختیار کرو

قرآن کے مطابق

اللہ نے رہبانیت کا حکم نہیں دیا

اللہ تعالیٰ نے قرآنِ مجید میں رہبانیت یعنی ترکِ دنیا سے منع فرمایا ہے،عیسائیوں کا ذِکر کرتے ہوئے اللہ نے فرمایا کہ یہ رَسم اُنہوں نے اپنے طور پر شروع کرلی تھی حالانکہ ہم نے اُن پر واجب نہیں کی تھی،قرآنِ مجید میں آتا ہے :

قرآن:

وَرَهْبَانِيَّةَنِ ابْتَدَعُوهَا مَا كَتَبْنٰهَا عَلَيْهِمْ اِلَّا ابْتِغَآءَ رِضْوَانِ اللهِ فَمَا رَعَوْهَا حَقَّ رِعَايَتِهَا ج فَاٰتَيْنَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا مِنْهُمْ اَجْرَهُمْ ج وَكَثِيْرٌ مِّنْهُمْ فٰسِقُوْنَ (27/57)

ترجمہ:''اور ترکِ دنیا(جس کی رَسم)خود اُنہوں نے نکالی ہم نے اُن پر واجب نہ کی تھی مگر اُنہوں نے اللہ کی رضا چاہنے کیلئے اِختیار کی تو اُس کو(بھی)نہ نباہا جیسے اُس کے نباہنے کا حق تھا تو اُن میں سے جو لوگ اِیمان لائے(رہبانیت کو ترک کردیا)ہم نے اُنہیں اُن کا اَجر دیا،اور اکثر اُن میں سے نافرمان ہیں۔''

{سورۃ الحدید سورہ نمبر57 آیت نمبر27}

اِس آیت کی روشنی میں ہمارا اِیمان ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ والہ وسلم نے اپنی پوری حیاتِ مبارکہ میں کبھی بھی رہبانیت اِختیار کرنے کا دَرس نہیں دیا۔ حضور صلی اللہ علیہ والہ وسلم کی سیرتِ مبارکہ اور صحابہ کرام رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین کی مبارک زندگیوں کے مطالعے سے بھی یہی بات سامنے آتی ہے لیکن صحیح بخاری کی درج ذیل روایات میں رہبانیت کا دَرس دیا جارہا ہے :

حدیث:

"لوگ عرض گذار ہوئے یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ والہ وسلم! سب لوگوں میں افضل کون ہے؟ رسول اللہ صلی اللہ علیہ والہ وسلم نے فرمایا کہ وہ مومن جو اپنی جان اور اپنے مال کے ساتھ راہِ خدا میں جہاد کرے، لوگ پھر عرض گذار ہوئے کہ اُس کے بعد کون افضل ہے؟ ارشاد فرمایا، وہ مومن جو اللہ سے ڈرتے ہوئے کسی پہاڑ کی گھاٹی میں سکونت پذیر ہو اور لوگوں کو اپنے ضرر سے محفوظ رکھے۔"

{ صحیح بخاری جلد دوم کتاب الجہاد والسیر حدیث نمبر 55 صفحہ نمبر 62 }

ایک حدیث کے الفاظ کچھ یوں ہیں :

حدیث:

"رسول اللہ صلی اللہ علیہ والہ وسلم نے فرمایا کہ قریب ہے کہ مسلمان کا بہترین مال اُس کی بکریاں ہوں گی جن کے پیچھے وہ پہاڑوں کی چوٹیوں اور چٹیل میدانوں میں اَپنے دین کو فتنوں سے بچانے کی خاطر بھاگتا پھرے گا۔"

{ صحیح بخاری جلد اوّل کتاب الایمان باب 12 حدیث نمبر 18 صفحہ نمبر 113 }

{ صحیح بخاری جلد دوم کتاب بداء الخلق حدیث نمبر 529 صفحہ نمبر 254 }

{ صحیح بخاری جلد دوم کتاب الانبیاء حدیث نمبر 808 صفحہ نمبر 375 }

{ صحیح بخاری جلد سوم کتاب الرقاق حدیث نمبر 1415 صفحہ نمبر 551 }

{ صحیح بخاری جلد سوم کتاب الفتن حدیث نمبر 1967 صفحہ نمبر 776 }

☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆

باب نمبر۔118

صحیح بخاری کے مطابق

کچھ لوگ جہنّم سے نکل کر جنّت میں چلے جائیں گے

قرآن کے مطابق

جنّت یا جہنّم میں جانے والے وہاں ہمیشہ رہیں گے

اللہ تعالیٰ نے قرآنِ مجید میں متعدد مقامات پر قانونِ مکافاتِ عمل کا ذکر کیا ہے، جس میں بتایا گیا ہے کہ جو لوگ اِس دنیا میں اعمالِ صالحہ کریں گے، آخرت میں اُن کا ٹھکانہ جنّت ہے اور جو لوگ اِس دُنیا میں بُرے اعمال کریں گے، قیامت کے دن اُن کو جہنم میں ڈالا جائے گا۔اِس کے ساتھ ساتھ اللہ نے فرمایا کہ جو لوگ جنّت یا جہنّم میں جائیں گے وہ ہمیشہ ہمیشہ کیلئے وہیں رہیں گے، کوئی شخص جنّت سے جہنّم یا جہنّم سے جنّت میں نہیں جاسکے گا۔ سورۃ البقرۃ سورہ نمبر2 آیت نمبر 80 میں اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ یہ یہودیوں کا عقیدہ تھا کہ :

قرآن:

وَقَالُوْا لَنْ تَمَسَّنَا النَّارُ اِلَّآ اَيَّامًا مَّعْدُوْدَةً ۭ قُلْ اَتَّخَذْتُمْ عِنْدَ اللّٰهِ عَهْدًا فَلَنْ يُّخْلِفَ اللّٰهُ عَهْدَهٗٓ اَمْ تَقُوْلُوْنَ عَلَى اللّٰهِ مَا لَا تَعْلَمُوْنَ (80/2)

ترجمہ: ” اور اُنہوں نے کہا کہ ہمیں آگ ہر گز نہ چھوئے گی، گنتی کے چند دن کے سوا، اے نبیؐ! آپؐ فرمادیں کیا تم نے اللہ کے پاس سے کوئی وعدہ لیاہے کہ اللہ اپنے وعدے کے خلاف ہر گز نہیں کرے گا۔ کیا تم اللہ پر وہ کہتے ہو جو تم نہیں جانتے۔“

{سورۃ البقرۃ سورہ نمبر2 آیت نمبر 80}

اس کے بعد اگلی دو آیات میں اللہ تعالیٰ نے اپنا قانون بیان فرمایا ہے :

قرآن:

بَلٰی مَنۡ کَسَبَ سَیِّئَۃً وَّ اَحَاطَتۡ بِہٖ خَطِیۡٓئَتُہٗ فَاُولٰٓئِکَ اَصۡحٰبُ النَّارِ ج ھُمۡ فِیۡہَا خٰلِدُوۡنَ (81/2)

ترجمہ: " کیوں نہیں جس نے کمائی کوئی بُرائی اور اُس کو اُس کی خطائوں نے گھیر لیا، پس یہی لوگ دوزخی ہیں وہ اس میں ہمیشہ رہیں گے۔"

{سورۃ البقرۃ سورہ نمبر 2 آیت نمبر 81}

قرآن:

وَالَّذِیۡنَ اٰمَنُوۡا وَ عَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ اُولٰٓئِکَ اَصۡحٰبُ الۡجَنَّۃِ ج ھُمۡ فِیۡہَا خٰلِدُوۡنَ (82/2)

ترجمہ: " اور جو لوگ اِیمان لائے اور اُنہوں نے اچھے اعمال کیے، یہی لوگ جنّت والے ہیں، وہ اُس میں ہمیشہ رہیں گے۔"

{سورۃ البقرۃ سورہ نمبر 2 آیت نمبر 82}

قیامت کے دِن اعمال کے مطابق جو بھی فیصلہ ہو گا وہ حتمی ہو گا، اِس بات کو قرآن نے بیسیوں مقامات پر بیان کیا ہے، چند حوالہ جات پیشِ خدمت ہیں :

سورۃ الفرقان سورہ نمبر 25 آیت نمبر 69

سورۃ یونس سورہ نمبر 10 آیت نمبر 52

سورۃ السجدۃ سورہ نمبر 32 آیت نمبر 14

سورۃ حٰم السجدۃ سورہ نمبر 41 آیت نمبر 28

سورۃ محمد سورہ نمبر 47 آیت نمبر 15

سورۃ النساء سورہ نمبر 4 آیت نمبر 14

سورۃ النساء سورہ نمبر 4 آیت نمبر 93

سورۃ التوبۃ سورہ نمبر 9 آیت نمبر 63

سورۃ الحشر سورہ نمبر 59 آیت نمبر 17

سورۃ آل عمران سورہ نمبر 3 آیت نمبر 116

سورۃ البقرۃ سورہ نمبر 2 آیت نمبر 39

سورۃ البقرۃ سورہ نمبر 2 آیت نمبر 81

سورۃ البقرۃ سورہ نمبر 2 آیت نمبر 217

سورۃ البقرۃ سورہ نمبر 2 آیت نمبر 257

سورۃ البقرۃ سورہ نمبر 2 آیت نمبر 285

سورۃ المائدۃ سورہ نمبر 5 آیت نمبر 80

قرآن کا فیصلہ تو آپ نے پڑھ لیا، اب آیئے صحیح بخاری کی طرف جس میں قرآن کو غلط ثابت کرنے کی کوشش کی جا رہی ہے :

حدیث:

’’حضرت ابو سعید خدری رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ والہ وسلم نے فرمایا کہ جب جنّتی جنّت میں اور دوزخی دوزخ میں داخل ہو جائیں گے تو اللہ تعالیٰ فرمائے گا کہ جس کے دِل میں رائی کے دانے کے برابر بھی اِیمان ہے اُسے نکال لو۔ پس اُس سے نکال لیے جائیں گے جو سیاہ ہو چکے ہونگے۔‘‘

{ صحیح بخاری جلد اوّل کتاب الایمان حدیث نمبر 21 صفحہ نمبر 114}

{ صحیح بخاری جلد اوّل کتاب الاذان حدیث نمبر 766 صفحہ نمبر 377}

{ صحیح بخاری جلد اوّل کتاب المظالم حدیث نمبر 2265 صفحہ نمبر 891}

{ صحیح بخاری جلد سوم کتاب الرقاق حدیث نمبر 1477 صفحہ نمبر 572}

{ صحیح بخاری جلد سوم کتاب الرقاق حدیث نمبر 1489 صفحہ نمبر 578}

ایک حدیث کچھ اِس طرح ہے :

حدیث:

’’حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ والہ وسلم نے فرمایا کہ مجھے اچھی طرح معلوم ہے کہ سب کے بعد جہنّم سے کون نکالا جائے گا یا سب سے آخر میں کون جنّت کے اندر داخل ہو گا۔ یہ آدمی جہنّم سے اوندھے مُنہ نکالا جائے گا چنانچہ اللہ تعالیٰ اُس سے فرمائے گا: جا۔ پھر وہ جنّت میں داخل ہو جائے گا۔ چنانچہ اُسے خیال آئے گا کہ یہ تو بھری ہوئی ہے اِس خیال سے وہ واپس لوٹ کر عرض گذار ہو گا کہ اے ربّ! وہ تو بھری ہوئی ہے چنانچہ اُس سے فرمایا جائے گا کہ جا اور جنّت میں داخل ہو کیونکہ تیرے لیے دُنیا کے برابر بلکہ اس سے دس گنا ہے یا تیرے لیے دس دُنیاؤں کے برابر ہے۔ وہ عرض کرے گا کہ مجھے کیوں سامانِ تمسخر بنایا جارہا

ہے حالانکہ تُو حقیقی مالک ہے۔ چنانچہ میں نے دیکھا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ والہ وسلم ہنس پڑے یہاں تک کہ دندانِ مبارک نظر آنے لگے اور اُس سے کہا جائے گا کہ یہ تو اہلِ جنّت کا سب سے کم درجہ ہے۔"

{صحیح بخاری جلد سوم کتاب الرقاق حدیث نمبر 1487 صفحہ نمبر 577}

قرآنِ کریم میں آپ نے پڑھا کہ دوزخی لاکھ چاہیں گے کہ اُنہیں دَوزخ سے نکالا جائے {37/12,35/32} لیکن وہ ہمیشہ ہمیشہ کیلئے دَوزخ میں رہیں گے۔ لیکن حضور صلی اللہ علیہ والہ وسلم سے یہ منسوب کیا جارہا ہے کہ دَوزخی، دَوزخ میں ہمیشہ نہیں رہیں گے بلکہ اُنہیں دَوزخ سے نکال کر جنّت میں داخل کردیا جائے گا۔ کیا ایک مسلمان یہ تصوّر بھی کرسکتا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ والہ وسلم، قرآن کی مخالفت کیا کرتے تھے... ہر گز نہیں۔

☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆

باب نمبر۔119

صحیح بخاری کے مطابق

نماز عرش پر فرض ہوئی

قرآن کے مطابق

قرآن میں نماز کو فرض قرار دیا گیا

نماز کی فرضیت کے متعلق قرآنِ کریم میں بہت زیادہ آیات آئی ہیں، ہم اِن میں سے صرف ایک کا حوالہ دے رہے ہیں :

قرآن:

وَاَقِیْمُوا الصَّلٰوۃَ(110/2)

ترجمہ: ” اور نماز قائم کرو۔“

{سورۃالبقرۃ سورہ نمبر2آیت نمبر110}

اللہ تعالٰی نے نماز قائم کرنے کا حکم، قرآن کی وساطت سے دیا ہے لیکن اہلِ یہود نے حضرت موسیٰ علیہ السلام کی برتری ثابت کرنے کیلئے ایک حدیث وضع کی اور ایک خاص پلاننگ کے تحت اسے اُمّتِ مسلمہ کا عقیدہ بنا دیا، چنانچہ آج کا واعظ آنکھیں بند کیے، جھوم جھوم کر محراب و منبر سے اسی کو دُہرائے چلے جا رہا ہے۔ کہا یہ گیا کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ والہ وسلم پر پچاس نمازیں فرض کی گئی تھیں لیکن آپکو (نعوذ باللہ) اس بات کا احساس نہیں ہوا کہ میری اُمّت یہ نہ پڑھ سکے گی، چنانچہ حضرت موسیٰ علیہ السلام نے آپ کی راہنمائی فرمائی اور نبی کریم صلی اللہ علیہ والہ وسلم کو تین مرتبہ اللہ تعالٰی کے پاس واپس بھیجا، اس طرح صرف پانچ نمازیں باقی رہ گئیں۔ یہاں ہمیں یہودیوں کا

شکر یہ ادا کرنا چاہیے کہ یہ روایت وضع کرتے وقت اُنہوں نے پانچ نمازیں باقی رکھیں، ورنہ اسی روایت میں آتا ہے کہ حضرت موسیٰ علیہ السلام نے چوتھی مرتبہ بھی کہا تھا کہ اپنے ربّ کے پاس جایئے۔ اگر اس سے آگے یہ لکھ دیا جاتا کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ والہ وسلم چوتھی دفعہ گئے تو بقیہ پانچ بھی ختم کر دی گئیں تو قارئینِ کرام! آپ یقین کریں کہ پورا قرآن صرف نماز ہی کے متعلق کیوں نہ ہوتا، آج کے مُلّا نے اُمّت کو یہی درس دینا تھا کہ چونکہ صحیح بخاری میں آیا ہے کہ کوئی نماز فرض نہیں لہٰذا قرآن میں نماز کے متعلق تمام آیات منسوخ ہیں۔

مذکورہ حدیث ملاحظہ کیجیے :

حدیث:

''ابنِ حزم اور حضرت انس بن مالک رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے کہا کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ والہ وسلم نے فرمایا کہ پس اللہ تعالیٰ نے میری اُمّت پر پچاس نمازیں فرض کیں، میں اس کے ساتھ لوٹا اور حضرت موسیٰ علیہ السلام کے پاس سے گزرا۔ اُنہوں نے کہا اللہ تعالیٰ نے آپؐ پر آپؐ کی اُمّت کیلئے کیا فرض کیا ہے؟ میں نے کہا پچاس نمازیں۔ اُنہوں نے کہا کہ اپنے ربّ کی طرف واپس جایئے کیونکہ آپؐ کی اُمّت میں یہ طاقت نہیں ہے۔ میں واپس لوٹا تو ان کا ایک حصّہ کم کر دیا گیا، اُنہوں نے کہا کہ اپنے ربّ کی طرف پھر جایئے کیونکہ آپؐ کی اُمّت میں ان کی طاقت نہیں ہے، پس میں واپس گیا تو ایک حصّہ مزید کم کر دیا گیا۔ میں ان کی طرف آیا تو اُنہوں نے پھر کہا کہ اپنے ربّ کی طرف جایئے کیونکہ آپؐ کی اُمّت میں ان کی طاقت بھی نہیں ہے۔ میں واپس لوٹا تو فرمایا کہ یہ پانچ ہیں اور یہی پچاس ہیں میرے نزدیک بات تبدیل نہیں ہوا کرتی۔ میں حضرت موسیٰ علیہ السلام کے پاس آیا تو اُنہوں نے کہا کہ اپنے ربّ کی طرف جایئے، میں نے کہا کہ مجھے اب اپنے ربّ سے حیا آتی ہے، پھر مجھے لے کر چلے یہاں تک کہ سدرۃ المنتہیٰ پر پہنچے۔''

{ صحیح بخاری جلد اوّل کتاب الصلوٰۃ حدیث نمبر 339 صفحہ نمبر 234}

{ صحیح بخاری جلد دوم کتاب بداء الخلق حدیث نمبر 440 صفحہ نمبر 223}

{ صحیح بخاری جلد دوم کتاب الانبیاء حدیث نمبر 568 صفحہ نمبر 268}

{ صحیح بخاری جلد دوم کتاب المناقب حدیث نمبر 1069 صفحہ نمبر 481}

☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆

باب نمبر۔120

صحیح بخاری کے مطابق

حضور صلی اللہ علیہ والہ وسلم نے اپنی ران کھولی

قرآن کے مطابق

ستر ڈھانکنا فرض ہے

اللہ تعالیٰ نے قرآنِ مجید میں ارشاد فرمایا :

قرآن:

یٰبَنِیۡۤ اٰدَمَ قَدۡ اَنۡزَلۡنَا عَلَیۡکُمۡ لِبَاسًا یُّوَارِیۡ سَوۡاٰتِکُمۡ وَرِیۡشًا ؕ وَلِبَاسُ التَّقۡوٰی ۙ ذٰلِکَ خَیۡرٌ ؕ ذٰلِکَ مِنۡ اٰیٰتِ اللّٰہِ لَعَلَّہُمۡ یَذَّکَّرُوۡنَ ﴿26/7﴾

ترجمہ: ” اے اولادِ آدم ! ہم نے تم پر اُتارا لباس، جو ڈھانکے تمہارے ستر اور (موجبِ) زینت ہو، اور پرہیزگاری کا لباس سب سے بہتر ہے، یہ (لباس) اللہ تعالیٰ کی نشانیوں سے ہے تاکہ وہ غور کریں۔“

{سورۃ الاعراف سورہ نمبر 7 آیت نمبر 26}

ستر کے بارے میں آپ گزشتہ صفحات میں پڑھ چکے ہیں کہ مرد کا ستر، ناف سے لے کر گھٹنے تک ہے۔ قرآنِ حکیم نے لباس کا مقصد ستر کو ڈھانکنا بتایا ہے۔ ہمارا ایمان ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ والہ وسلم سے بڑھ کر قیامت تک اِس دُنیا میں اپنی ستر کا محافظ اور کون ہو سکتا ہے۔ لیکن وضعی روایات کے اس میلے میں ہر وہ چیز دستیاب ہے جو قرآن سے متصادم ہو۔ حدیث ملاحظہ کیجیے :

حدیث:

" امام ابو عبداللہ بخاری نے فرمایا کہ حضرت ابنِ عباس رضی اللہ تعالٰی عنہ، حضرت جرہد رضی اللہ تعالٰی عنہ اور حضرت محمد بن جحش رضی اللہ تعالٰی عنہ نے نبی کریم صلی اللہ علیہ والہ وسلم سے روایت کی ہے کہ ران چھپانے کی چیز ہے۔ حضرت انس رضی اللہ تعالٰی عنہ نے فرمایا کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ والہ وسلم نے اپنی ران کھولی۔ امام ابو عبداللہ بخاری نے فرمایا کہ حدیثِ انسؓ کی سند زیادہ قوی ہے اور حدیثِ جرہد میں اِحتیاط زیادہ ہے، یوں ہم ان کے اختلاف سے نکل جاتے ہیں، حضرت ابو موسیٰ نے فرمایا کہ حضرت عثمان رضی اللہ تعالٰی عنہ کے آنے پر نبی کریم صلی اللہ علیہ والہ وسلم نے اپنے گھٹنے ڈھانپ لیے۔ حضرت زید بن ثابت نے فرمایا کہ اللہ تعالٰی نے اپنے رسول صلی اللہ علیہ والہ وسلم پر وحی نازل کی تو آپؐ کی ران میری ران پر تھی، مجھے اِتنا بوجھ لگا کہ اپنی ران ٹوٹ جانے سے ڈرا۔"

{ صحیح بخاری جلد اوّل کتاب الصلوٰۃ باب نمبر 253 صفحہ نمبر 241}

حدیث کو پرکھنے کا معیار :

آپ نے اس حدیث میں "حدیثِ جرہد" اور "حدیثِ انس" کو پڑھا، جس سے واضح ہو جاتا ہے کہ اِن لوگوں کے نزدیک حدیث کو پرکھنے کا معیار کیا ہے۔ حدیثِ جرہد میں جو بات کہی گئی ہے وہ قرآن کے عین مطابق ہے، لیکن چونکہ یہ اِن کے معیار پر پوری نہ اُتری لٰہذا اس کے بارے میں فرمایا کہ "حدیثِ جرہد میں اِحتیاط زیادہ ہے"۔ جبکہ "حدیثِ انس" قرآن کے بھی خلاف ہے اور اس سے حضور صلی اللہ علیہ والہ وسلم کی شانِ اقدس میں گستاخی کا پہلو بھی نکلتا ہے لٰہذا اس کے بارے میں فرمایا کہ "حدیثِ انس کی سند زیادہ قوی ہے"۔

اب اصل بات آپ کی سمجھ میں آئی کہ حدیث کو پرکھنے کا معیار آخر کار کیا نکلا...یہی کہ جو روایت قرآن کے جتنے زیادہ خلاف ہو گی، وہ اتنی ہی زیادہ قوی ہو گی۔

ایک لمبی حدیث کا منتخب حصّہ پیشِ خدمت ہے :

حدیث:

”نبی کریم صلی اللہ علیہ والہ وسلم، خیبر کی گلیوں میں جارہے تھے اور میرا گھٹنا آپؐ کی ران سے لگ جاتا تھا۔ پھر آپؐ نے اپنی ران سے ازار ہٹادی اور میں نبی کریم صلی اللہ علیہ والہ وسلم کی ران کی سفیدی کو دیکھ رہا تھا۔“

{صحیح بخاری جلد اوّل کتاب الصلوٰۃ حدیث نمبر 361 صفحہ نمبر 242}

”غزوۂ اُحد میں، میں نے حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا بنتِ ابو بکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ اور اُمّ سلیم کو دیکھا اور دونوں نے اپنے کپڑے اُوپر چڑھائے ہوئے تھے جس کے باعث پنڈلیاں نظر آرہی ہیں اور اپنی پیٹھ پر مشکیزے اُٹھا کر لاتی ہیں۔“

{صحیح بخاری جلد دوم کتاب المغازی حدیث نمبر 1234 صفحہ نمبر 562}

☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆

باب نمبر۔121

صحیح بخاری کے مطابق

قبلۂ اوّل بیت المقدس ہے

قرآن کے مطابق

قبلۂ اوّل کعبہ شریف ہے

قرآنِ حکیم میں اللہ تعالیٰ کاارشادِ مبارک ہے :

قرآن:

اِنَّ اَوَّلَ بَیۡتٍ وُّضِعَ لِلنَّاسِ لَلَّذِیۡ بِبَکَّۃَ مُبٰرَکًا وَّ ھُدًی لِّلۡعٰلَمِیۡنَ (96/3)

ترجمہ: ” بے شک سب سے پہلے جو گھر مقرر کیا گیا لوگوں کیلئے وہ ہے جو مکّہ میں ہے، برکت والا اور سارے جہانوں کیلئے ہدایت۔“

{سورۃ آلِ عمران سورہ نمبر 3 آیت نمبر 96}

مزید:(33/29,22/26,22/37,22/145,14-142/125,2/2)

مندرجہ بالا تمام آیات میں خانہ کعبہ کو قبلہ کہا گیا ہے،اِسی کو قبلۂ اوّل اور بیت العتیق کہا گیا ہے۔ مذہبی پیشوائیت کا شک دُور کرنے کیلئے فرمایا کہ قبلۂ اوّل وہ ہے جو مکّہ میں واقع ہے۔ گو کہ یہ طبقہ قرآن میں بیت المقدس کو قبلہ ثابت کرنے کی آیت تو داخل نہ کر سکا لیکن وضع احادیث کی مدد سے قرآن کی من مانی تفسیریں کر کے انہوں نے سادہ لوح مسلمانوں کو باور کرا دیا کہ ہمارے نبی صلی اللہ علیہ والہ وسلم پہلے بیت المقدس کی طرف منہ کر کے نمازیں پڑھتے تھے لیکن بعد میں اللہ کا حکم آگیا کہ خانہ کعبہ کی طرف منہ کر لیں۔ جبکہ حقیقت یہ ہے کہ

حرمِ کعبہ میں حضور صلی اللہ علیہ والہ وسلم اس طرح کھڑے ہوتے کہ کعبہ اوربیت المقدس ایک سیدھ میں پڑتے تھے، لیکن جب آپؐ مدینہ منورہ تشریف لائے تومکّہ اوربیت المقدس { یروشلم } دو مختلف سمتوں میں تھے، چونکہ اللہ نے خانہ کعبہ کو قبلہ کہا تھااور ہمارا ایمان بھی یہی ہے کہ آپؐ نے قرآن کے خلاف کوئی کام نہیں کیا لہٰذا آپؐ نے خانہ کعبہ کی طرف ہی منہ کرکے نمازیں ادا کیں۔ اتنی سی بات تھی جس کا فسانہ بنادیا گیا۔ قرآن کے جن مقامات کی تفسیریں یہ لوگ توڑ مروڑ کر پیش کرتے ہیں، مناسب معلوم ہوتا ہے کہ یہاں اُن کی مختصراً وضاحت کردی جائے :

یہودی، بنی اسرائیل یعنی حضرت اسحٰق علیہ السلام کے بیٹے حضرت یعقوب علیہ السلام کی اولاد تھے اور قریشِ عرب حضرت اسمٰعیل علیہ السلام کی اولاد۔ بنی اسرائیل کو بنی اسمٰعیل کے ساتھ مخاصمت بلکہ عداوت شروع سے چلی آرہی تھی۔ مشترک بات یہ تھی کہ یہ دونوں کسی آنے والے کا انتظار کررہے تھے۔ بنی اسرائیل کا قومی مرکز (قبلہ) بیت المقدس تھا۔ اِس پس منظر میں جب حضور صلی اللہ علیہ والہ وسلم نے اللہ تعالٰی کے حکم کے مطابق اعلانِ نبوّت کیا تو یہ بات یہودیوں کو بہت ناگوار گزری کہ آنے والا نبی، بنی اسرائیل میں سے کیوں نہ آیا۔ بعدازاں وہ طرح طرح کے اعتراضات کرتے رہتے تھے جن میں سے ایک، قبلہ کے بارے میں بھی تھا، اللہ تعالٰی نے قرآنِ کریم میں ارشاد فرمایا :

قرآن:

سَيَقُوْلُ السُّفَهَآءُ مِنَ النَّاسِ مَا وَلّٰىهُمْ عَنْ قِبْلَتِهِمُ الَّتِيْ كَانُوْا عَلَيْهَا ط قُلْ لِّلّٰهِ الْمَشْرِقُ وَالْمَغْرِبُ ط يَهْدِيْ مَنْ يَّشَآءُ اِلٰى صِرَاطٍ مُّسْتَقِيْمٍ (142/2)

ترجمہ: ''اب بیوقوف (یہودی) کہیں گے کہ مسلمانوں کو کس چیز نے اس قبلہ سے پھیر دیا جس پر وہ (یہودی) تھے۔ آپؐ فرمادیں مشرق اور مغرب اللہ ہی کا ہے۔ جو چاہے ہدایت حاصل کرلے سیدھے راستے کی طرف۔'' (مفہوم القرآن)

قرآن:

وَكَذٰلِكَ جَعَلْنٰكُمْ اُمَّةً وَّسَطًا لِّتَكُوْنُوْا شُهَدَآءَ عَلَى النَّاسِ وَيَكُوْنَ الرَّسُوْلُ عَلَيْكُمْ شَهِيْدًا ط وَمَا جَعَلْنَا الْقِبْلَةَ الَّتِيْ كُنْتَ عَلَيْهَآ اِلَّا لِنَعْلَمَ مَنْ يَّتَّبِعُ الرَّسُوْلَ مِمَّنْ يَّنْقَلِبُ عَلٰى عَقِبَيْهِ ط وَاِنْ كَانَتْ لَكَبِيْرَةً اِلَّا عَلَى الَّذِيْنَ هَدَى اللّٰهُ ط وَمَا كَانَ اللّٰهُ لِيُضِيْعَ اِيْمَانَكُمْ ط اِنَّ اللّٰهَ بِالنَّاسِ لَرَءُوْفٌ الرَّحِيْمٌ (143/2)

ترجمہ: ’’ اور اسی طرح ہم نے تمہیں معتدل اُمّت بنایا تاکہ تم لوگوں پر گواہ ہو اور رسولؐ تم پر گواہ ہوں، جس قبلہ کو (اے رسولؐ) آپؐ نے اِختیار کیا اسے ہم نے اِس لیے قبلہ بنایا تاکہ معلوم ہو کہ کون رسولؐ کی پیروی کرتا ہے اور کون ہے جو اپنی ایڑیوں کے بل پلٹ جاتا ہے اور بے شک یہ بھاری بات تھی مگر ان پر (نہیں) جنہیں اللہ نے ہدایت دی اور اللہ تعالیٰ تمہارے اِیمان ضائع نہ کرے گا، بے شک اللہ تعالیٰ لوگوں کے ساتھ بڑا شفیق، رحم کرنے والا ہے۔‘‘ (مفہوم القرآن)

جس نظام کو حضور صلی اللہ علیہ والہ وسلم لے کر آئے اس کا مرکز خانہ کعبہ تھا اور ہے جو کہ قریش کے قبضہ میں تھا۔ اس تصوّر سے حضور صلی اللہ علیہ والہ وسلم کے قلبِ اطہر کی کیا کیفیت تھی، قرآن نے اگلی آیت میں اس کو بیان کیا ہے :

قرآن:

قَدْ نَرٰى تَقَلُّبَ وَجْهِكَ فِى السَّمَآءِ ج فَلَنُوَلِّيَنَّكَ قِبْلَةً تَرْضٰهَا ص (144/2)

ترجمہ: ’’ ہمیں اس کا بھی علم ہے کہ تمہارے دل میں بار بار یہ آرزو اُبھر رہی ہے کہ جس مقام (کعبہ) کو ہم نے اپنے نظام کا مرکز قرار دیا ہے، اس پر قبضہ و تصرّف بھی ہمارا ہی ہونا چاہیے، یہ ٹھیک ہے، ایسا ہو کر رہے گا۔‘‘ (مفہوم القرآن)

یہ تھی مختصراً ساری حقیقت، جس کا خلاصہ یہ ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ والہ وسلم اور تمام صحابہ کرام رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین، تمام عمر خانہ کعبہ کی طرف ہی منہ کر کے نماز ادا کرتے رہے۔ بیت المقدس چونکہ یہودیوں کا قبلہ تھا اس لیے یہ اعتراض یہودیوں کا تھا کہ پہلے سے موجود قبلے (بیت المقدس) کو چھوڑ کر نیا قبلہ بنا لیا گیا۔ یہ بات صحیح نہیں کہ مسلمان پہلے بیت المقدس کی طرف منہ کر کے نمازیں پڑھتے تھے اور بعد میں خانہ کعبہ کو قبلہ قرار دے دیا گیا جیسا کہ درج ذیل حدیث میں کہا گیا ہے :

حدیث:

” حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ لوگ قباء میں صبح کی نماز پڑھ رہے تھے کہ ایک آدمی نے ان کے پاس آکر کہا کہ آج رات رسول اللہ صلی اللہ علیہ والہ وسلم پر قرآن مجید نازل ہوا اور کعبہ کی طرف منہ کرنے کا حکم دیا گیا کہ اس کی طرف منہ کیا کریں۔اُن کے منہ شام کی طرف تھے لہٰذا وہ کعبہ کی طرف پھر گئے۔“

{ صحیح بخاری جلد اوّل کتاب الصلوٰۃ حدیث نمبر 391 صفحہ نمبر 252}

☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆

باب نمبر۔122

صحیح بخاری کے مطابق

مسلمانوں کو آپس میں لڑانے کا تیر بہدف نُسخہ

قرآن کے مطابق

آپس میں مت لڑو

اِرشادِ باری تعالیٰ ہے :

قرآن:

وَاَطِيْعُوا اللّٰهَ وَرَسُوْلَهٗ وَلَا تَنَازَعُوْا فَتَفْشَلُوْا وَتَذْهَبَ رِيْحُكُمْ وَاصْبِرُوْا ط اِنَّ اللّٰهَ مَعَ الصّٰبِرِيْنَ (46/8)

ترجمہ: ”اوراِطاعت کرو اللہ کی، اور اُس کے رسول ؐ کی اور آپس میں جھگڑا نہ کرو کہ بُزدِل ہو جاؤ گے اور تمہاری ہوا جاتی رہے گی (اُکھڑ جائے گی) اور صبر کرو بیشک اللہ صبر کرنے والوں کے ساتھ ہے۔“

{سورۃ الانفال 8 آیت 46}

صحیح بخاری کی ایک حدیث میں لکھا ہے :

حدیث:

”عبیداللہ بن عبداللہ بن عتبہ سے رِوایت ہے کہ حضرت عبداللہ بن عبّاس رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا کہ میں اپنی گدھی پر سوار ہو کر آیا اور اُن دنوں میں بالغ ہونے کے قریب تھا اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ والہ وسلم منیٰ میں دیوار کی آڑ کے بغیر لوگوں کو نماز پڑھا رہے تھے، میں بعض صفوں کے سامنے سے گزرا اور گدھی کو چرنے کیلئے چھوڑ دیا۔ میں ایک صف میں شامل ہو گیا اور کسی نے مجھ پر اعتراض نہیں کیا۔“

{صحیح بخاری جلد اوّل کتاب الصلوٰۃ حدیث نمبر 466 صفحہ نمبر 281}

{صحیح بخاری جلد اوّل کتاب الصلوٰۃ حدیث نمبر 816 صفحہ نمبر 396}

اس حدیث میں آپ نے پڑھا کہ حضرت عبداللہ بن عبّاس رضی اللہ تعالیٰ عنہ نمازیوں کی صفوں کے آگے سے گزرے لیکن درج ذیل حدیث میں حضرت ابو سعید رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرما رہے ہیں کہ نمازی کے آگے سے گزرنے والا شیطان ہے اور اس سے لڑنا چاہیے :

” حضرت ابو سعید رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا کہ میں نے نبی کریم صلی اللہ علیہ والہ وسلم کو فرماتے ہوئے سُنا کہ جب تم میں سے کوئی نماز پڑھے اور لوگوں سے سُترہ کرے پھر کوئی آگے سے گزرنا چاہے تو اُسے روکے اگر نہ رُکے تو اُس سے لڑے کیونکہ وہ شیطان ہے۔“

{صحیح بخاری جلد اوّل کتاب الصلوٰۃ حدیث نمبر 482 صفحہ نمبر 285}

☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆

باب نمبر۔123

صحیح بخاری کے مطابق

حضور صلی اللہ علیہ والہ وسلم مقامِ محمود پر فائز نہیں ہوئے

قرآن کے مطابق

حضور صلی اللہ علیہ والہ وسلم مقامِ محمود پر فائز ہیں

قرآنِ کریم میں ربّ تعالیٰ کا اِرشاد ہے :

قرآن:

وَمِنَ الَّيۡلِ فَتَهَجَّدۡ بِهٖ نَافِلَةً لَّكَ ‌صلے ‌ق عَسٰٓى اَنۡ يَّبۡعَثَكَ رَبُّكَ مَقَامًا مَّحۡمُوۡدًا (79/17)

ترجمہ:" اور رات کا کچھ حصّہ قرآن کی تلاوت کے ساتھ بیدار رہیں، یہ تمہارے لیے زائد ہے، عنقریب آپؐ کا ربّ آپؐ کو مقامِ محمود میں کھڑا کرے گا۔"

{سورۃ بنی اسرائیل سورہ نمبر 17 آیت نمبر 79}

محمود کے معنی ہیں جس کی بہت زیادہ تعریف کی جائے۔آج اگر صرف اذان کے حوالے سے بات کی جائے تو دُنیا میں کوئی لمحہ ایسا نہیں گزر رہا جس میں حضور صلی اللہ علیہ والہ وسلم کی تعریف نہ کی جارہی ہو۔آج غیر مسلم بھی یہ اِعتراف کرتے ہیں کہ حضور صلی اللہ علیہ والہ وسلم مقامِ محمود پر فائز ہیں لیکن درج ذیل حدیث میں یہ ثابت کرنے کی کوشش کی جارہی ہے کہ نعوذ باللہ حضور صلی اللہ علیہ والہ وسلم مقامِ محمود پر ابھی فائز نہیں ہوئے لہٰذا سب مسلمان دُعا کریں کہ اللہ آپؐ کو اُس مقام پر فائز کرے :

حدیث:

" علی بن عبّاس، شعیب بن ابو حمزہ، محمد بن المنکدر، حضرت جابر بن عبد اللہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ والہ وسلم نے فرمایا کہ جو اذان سُن کر یہ دُعا کرے کہ اے اللہ! اِس کامل دعوت اور قائم ہونے والی نماز کے ربّ! محمد مصطفی صلی اللہ علیہ والہ وسلم کو وسیلہ اور فضیلت عطا فرما اور اُنہیں مقامِ محمود پر کھڑا کرنا تو اُس کیلئے قیامت کے روز میری شفاعت حلال ہو گئی۔"

{ صحیح بخاری جلد اوّل کتاب الاذان حدیث نمبر 584 صفحہ نمبر 318}

{ صحیح بخاری جلد دوم کتاب التفسیر حدیث نمبر 1829 صفحہ نمبر 861}

{ صحیح بخاری جلد دوم کتاب التفسیر حدیث نمبر 1830 صفحہ نمبر 862}

☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆

باب نمبر۔124

صحیح بخاری کے مطابق

قرعہ اندازی سُنّتِ رسولؐ ہے

قرآن کے مطابق

قرعہ اندازی حرام ہے

قرآنِ کریم اِنسانی فکر کو بڑی اہمیت دیتا ہے اور تاکید کرتا ہے کہ اپنے معاملات کے فیصلے عقل و فکر اور علم و بصیرت کی رُو سے کیا کرو، اِس لیے ہر وہ رَوِش جس میں عقل و فکر کے چراغ گل کر کے ظن و تخمین اور قیاسات و توہمات سے فیصلے کیے جائیں، اس کے نزدیک مذموم ہیں لہٰذا قرآنِ مجید میں ارشادِ باری تعالیٰ ہے :

قرآن:

وَاَنۡ تَسۡتَقۡسِمُوۡا بِالۡاَزۡلَامِ ط ذٰلِكُمۡ فِسۡقٌ ط (3/5)

" تم پر حرام کیا گیا قرعہ کے تیروں کے ذریعے فال گیری کرنا، یہ سب بدترین گناہ ہیں۔" (سورۃ المائدہ سورہ نمبر 5 آیت نمبر 3)

یٰۤاَيُّهَا الَّذِيۡنَ اٰمَنُوۡۤا اِنَّمَا الۡخَمۡرُ وَالۡمَيۡسِرُ وَالۡاَنۡصَابُ وَالۡاَزۡلَامُ رِجۡسٌ مِّنۡ عَمَلِ الشَّيۡطٰنِ فَاجۡتَنِبُوۡهُ لَعَلَّكُمۡ تُفۡلِحُوۡنَ (90/5)

ترجمہ: " اے ایمان والو! اِس کے سِوا نہیں کہ شراب، جُوا اور بُت اور قرعہ اندازی ناپاک ہیں، شیطانی کام ہیں، سو اِن سے بچو تاکہ فلاح پاؤ۔" } سورۃ المائدہ سورہ نمبر 5 آیت نمبر 90)

لیکن صحیح بخاری میں قرعہ اندازی کو جائز قرار دیا گیا ہے بلکہ یہاں تک کہا گیا کہ حضور صلی اللہ علیہ والہ وسلم خود بھی قرعہ اندازی کیا کرتے تھے۔ کیا یہ بات تسلیم کی جاسکتی ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ والہ وسلم، اللہ تعالیٰ کے حکم کی نافرمانی کیا کرتے تھے؟ ملاحظہ کیجیے چند احادیث :

حدیث:

"عروہ کا بیان ہے کہ حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے فرمایا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ والہ وسلم جب سفر کا اِرادہ فرماتے تو اپنی ازواجِ مطہراتؓ کے درمیان قرعہ ڈالتے کہ آپؐ کے ساتھ جانے کیلئے کس کا نام نکلتا ہے۔"

{ صحیح بخاری جلد اوّل کتاب الھبہ حدیث نمبر 2410 صفحہ نمبر 944}

{ صحیح بخاری جلد اوّل کتاب الشہادت حدیث نمبر 2473 صفحہ نمبر 968}

{ صحیح بخاری جلد اوّل کتاب الشہادت حدیث نمبر 2497 صفحہ نمبر 982}

{ صحیح بخاری جلد اوّل کتاب الشہادت حدیث نمبر 2498 صفحہ نمبر 982}

{ صحیح بخاری جلد دوم کتاب الجہاد والسیر حدیث نمبر 142 صفحہ نمبر 90}

{ صحیح بخاری جلد دوم کتاب التفسیر حدیث نمبر 1861 صفحہ نمبر 889}

{ صحیح بخاری جلد سوم کتاب النکاح حدیث نمبر 195 صفحہ نمبر 111}

حدیث:

قسم کون کھائے گا... قرعہ اندازی کرو۔

{ صحیح بخاری جلد اوّل کتاب الشہادت حدیث نمبر 2484 صفحہ نمبر 977}

{ صحیح بخاری جلد اوّل کتاب الشہادت باب نمبر 1674 صفحہ نمبر 980}

حدیث:

اذان کون دے گا...قرعہ اندازی کرو۔

{صحیح بخاری جلداوّل کتاب الاذان باب نمبر400صفحہ نمبر319}

حدیث:

پہلی صف میں کون کھڑا ہو گا...قرعہ اندازی کرو۔

{صحیح بخاری جلداوّل کتاب الاذان حدیث نمبر682صفحہ نمبر351}

حدیث:

رہائش کیلئے قرعہ اندازی۔

{صحیح بخاری جلد سوم کتاب التعبیر حدیث نمبر1904صفحہ نمبر749}

☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆

باب نمبر۔125

صحیح بخاری کے مطابق

مقامِ شہادت کی کوئی اہمیت نہیں

قرآن کے مطابق

انہیں مردہ بھی مت کہو

اللہ کی راہ میں شہید ہو جانے والوں کے بارے میں قرآن میں ہے کہ :

قرآن:

وَلَا تَقُوْلُوْا لِمَنْ يُّقْتَلُ فِیْ سَبِيْلِ اللّٰهِ اَمْوَاتٌ ط بَلْ اَحْيَآءٌ وَّلٰكِنْ لَّا تَشْعُرُوْنَ (154/2)

ترجمہ: ” اور جو اللہ کی راہ میں مارے جائیں اُنہیں مردہ نہ کہو بلکہ وہ زندہ ہیں لیکن تم اِس کا شعور نہیں رکھتے۔“

{سورۃ البقرۃ سورہ نمبر 2 آیت نمبر 154}

قرآن:

وَلَا تَحْسَبَنَّ الَّذِيْنَ قُتِلُوْا فِیْ سَبِيْلِ اللّٰهِ اَمْوَاتًا ط بَلْ اَحْيَآءٌ عِنْدَ رَبِّهِمْ يُرْزَقُوْنَ (169/3)

ترجمہ: ” جو اللہ کی راہ میں مارے گئے انہیں مردہ خیال بھی نہ کرنا بلکہ وہ زندہ ہیں اور اپنے ربّ کے پاس سے رِزق پاتے ہیں۔“

{سورۃ آلِ عمران سورہ نمبر 3 آیت نمبر 169}

دوسری طرف شہید کے مقام اور جہاد کی اہمیت کو کم کرنے کیلیئے بہت سی حدیثیں وضع کی گئیں ملاحظہ کیجیے :

حدیث:

"طاعون سے مرنے والا شہید ہے۔"

{ صحیح بخاری جلد اوّل کتاب الاذان حدیث نمبر 620 صفحہ نمبر 328}

{ صحیح بخاری جلد اوّل کتاب الاذان حدیث نمبر 682 صفحہ نمبر 351}

{ صحیح بخاری جلد دوم کتاب الجہاد والسیر حدیث نمبر 94 صفحہ نمبر 77}

{ صحیح بخاری جلد دوم کتاب الجہاد والسیر حدیث نمبر 95 صفحہ نمبر 77}

{ صحیح بخاری جلد سوم کتاب الطب حدیث نمبر 683 صفحہ نمبر 288}

{ صحیح بخاری جلد سوم کتاب الطب حدیث نمبر 685 صفحہ نمبر 289}

{ صحیح بخاری جلد سوم کتاب الطب حدیث نمبر 684 صفحہ نمبر 288}

{ صحیح بخاری جلد سوم کتاب القدر حدیث نمبر 1529 صفحہ نمبر 594}

حدیث:

"پیٹ کی بیماری سے مرنے والا شہید ہے۔"

{ صحیح بخاری جلد اوّل کتاب الاذان حدیث نمبر 620 صفحہ نمبر 328}

{ صحیح بخاری جلد اوّل کتاب الاذان حدیث نمبر 682 صفحہ نمبر 351}

{ صحیح بخاری جلد دوم کتاب الجہاد والسیر حدیث نمبر 94 صفحہ نمبر 77}

حدیث:

”ڈُوب کر مر جانے والا شہید ہے۔“

{ صحیح بخاری جلد اوّل کتاب الاذان حدیث نمبر 620 صفحہ نمبر 328}

{ صحیح بخاری جلد اوّل کتاب الاذان حدیث نمبر 682 صفحہ نمبر 351}

{ صحیح بخاری جلد دوم کتاب الجہاد والسیر حدیث نمبر 94 صفحہ نمبر 77}

حدیث:

”ڈُب کر مر جانے والا شہید ہے۔“

{ صحیح بخاری جلد اوّل کتاب الاذان حدیث نمبر 620 صفحہ نمبر 328}

{ صحیح بخاری جلد اوّل کتاب الاذان حدیث نمبر 682 صفحہ نمبر 351}

{ صحیح بخاری جلد دوم کتاب الجہاد والسیر حدیث نمبر 94 صفحہ نمبر 77}

حدیث:

” جو اپنے مال کی حفاظت کرتا ہوا مر جائے وہ شہید ہے۔“

{ صحیح بخاری جلد اوّل کتاب المظالم حدیث نمبر 2305 صفحہ نمبر 905}

حدیث:

" دستوں سے مرنے والا بھی شہید ہے۔"

{ صحیح بخاری جلد سوم کتاب الطب حدیث نمبر 684 صفحہ نمبر 288}

پاکستان میں چھوٹے بچوں کو دستوں سے بچاؤ کیلیئے حفاظتی ٹیکے لگائے جاتے ہیں، مذہبی پیشوائیت کو چاہیے کہ حکومت کے خلاف احتجاج کرے کیونکہ حکومت شہادت کی موت کی راہ میں حائل ہو رہی ہے۔

☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆

باب نمبر۔126

صحیح بخاری کے مطابق

بارش والے دن مسجد میں نماز کیلئے نہ جانا سُنّت ہے

صحیح بخاری کے مطابق

بارش والے دن مسجد میں نماز کیلئے جانا سُنّت ہے

اللہ تعالیٰ نے قرآنِ مجید میں اِرشاد فرمایا :

قرآن:

وَلَا تَقُوْلُوْا لِمَا تَصِفُ اَلْسِنَتُكُمُ الْكَذِبَ هٰذَا حَلٰلٌ وَّهٰذَا حَرَامٌ لِّتَفْتَرُوْا عَلَى اللّٰهِ الْكَذِبَ ط اِنَّ الَّذِيْنَ يَفْتَرُوْنَ عَلَى اللّٰهِ الْكَذِبَ لَا يُفْلِحُوْنَ (116/16)

ترجمہ: ’’کسی چیز کو اپنی زبان سے جھوٹ موٹ نہ کہہ دیا کرو کہ یہ حلال ہے اور یہ حرام ہے کہ اللہ پر جھوٹ بہتان باندھ لو، سمجھ لو کہ اللہ پر بہتان بازی کرنے والے کامیابی سے محروم ہی رہتے ہیں۔‘‘

{سورۃ النحل سورہ نمبر 16 آیت نمبر 116}

صحیح بخاری کی ایک حدیث میں لکھا ہے :

حدیث:

"عبداللہ بن حارث سے رِوایت ہے کہ حضرت ابنِ عبّاس رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے ایک کیچڑ والے رَوز ہمیں خُطبہ دیا۔ چنانچہ موٗذن کو حکم دیا جب کہ وہ حی علی الصلوٰۃ پر پہنچا کہ الصلوٰۃ فی الرحال کہو۔ پس بعض لوگ ایک دوسرے کو دیکھنے لگے گویا اُنہیں اعتراض تھا، فرمایا کہ شاید تمہیں اِس پر اعتراض ہے حالانکہ ایسا اُس ہستی نے کیا جو مجھ سے بہتر تھی یعنی نبی کریم صلی اللہ علیہ والہ وسلم نے اور یہ ضروری ہے اور میں تمہیں نکالنا پسند نہیں کرتا۔ حماد، عاصم، عبداللہ بن حارث نے حضرت ابنِ عبّاس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے اِسی طرح رِوایت کی ہے اور یہ بھی فرمایا کہ میں نے ناپسند کیا کہ تمہیں مشقّت میں ڈالوں اور تم گھٹنوں تک کیچڑ میں لتھڑے ہوئے آؤ۔"

{صحیح بخاری جلد اوّل کتاب الاذان حدیث نمبر 633 صفحہ نمبر 333}

اس حدیث کے غلط ہونے کی دلیل اس کے اندر ہی موجود ہے مثلاً کہا گیا کہ :

(1) ابنِ عبّاسؓ نے ایک کیچڑ والے دِن ہمیں خطبہ دیا۔

(2) موٗذن کو حکم دیا کہ ۔۔۔

(3) بعض لوگ ایک دوسرے کو دیکھنے لگے۔

"ہمیں خطبہ دیا" کے الفاظ ظاہر کرتے ہیں کہ زیادہ لوگ مسجد میں موجود تھے۔ دوسرے یہ کہ موٗذن بھی موجود تھا۔ تیسری بات یہ کہ حدیث میں لکھا ہے کہ "لوگ ایک دوسرے کو دیکھنے لگے"۔ اِس سے بھی ثابت ہوتا ہے کہ لوگ بارش کے دن بھی مسجد میں موجود تھے۔ پھر سوال یہ پیدا ہوتا ہے کہ جب تمام نمازی مسجد میں موجود ہیں تو کس کو کہا جا رہا ہے کہ اپنے گھروں میں نماز پڑھ لو۔ یقیناً آپ بھی اِس پر غور کریں گے۔

اِس حدیث سے متضاد موٗقف رکھنے والی حدیث بھی موجود ہے جس سے ہماری بات سچ ثابت ہوتی ہے کہ مندرجہ بالا حدیث وضعی ہے۔

ملاحظہ کیجیے :

حدیث:

" ابو سلمہ سے روایت ہے کہ میں نے حضرت ابو سعید خدری رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے پوچھا تو فرمایا کہ بادل آیا، بارش ہوئی، یہاں تک کہ چھت ٹپکنے لگی اور وہ کھجور کی شاخوں کی تھی۔ پس نماز کی اِقامت کہی گئی تو میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ والہ وسلم کو پانی اور مٹی میں سجدہ کرتے ہوئے دیکھا، یہاں تک کہ مٹی کا اثر میں نے آپؐ کی پیشانی پر دیکھا۔"

{صحیح بخاری جلد اوّل کتاب الاذان حدیث نمبر 634 صفحہ نمبر 333}

☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆

باب نمبر۔127

صحیح بخاری کے مطابق

اِنسانوں کو غلام لونڈیاں بنانا جائز ہے

قرآن کے مطابق

غلاموں اور لونڈیوں کو آزاد کر دو

عرب کے قبائل عموماً ایک دوسرے سے جنگیں لڑتے رہتے تھے، اِن جنگوں میں جو لوگ قید ہو جاتے، اُنہیں غلام اور لونڈیاں بنا لیا جاتا۔ حضور صلی اللہ علیہ والہ وسلم کے اعلانِ نبوّت کے وقت غلام لونڈیاں پورے عرب کی آبادی کا 75 فیصد تھے۔ اللہ تعالیٰ نے ہمیشہ کیلئے غلامی کا دروازہ بند کر دیا۔ قرآن میں ہے کہ جنگی قیدیوں کو فدیہ لے کر چھوڑ دو اور اگر وہ فدیہ نہ دے سکیں تو مفت ہی چھوڑ دو، مطلب یہ کہ اُنہیں اپنا غلام بنا کر نہ رکھو۔ پوری آیت ملاحظہ کیجیے :

قرآن:

فَإِذَا لَقِيتُمُ الَّذِينَ كَفَرُوا فَضَرْبَ الرِّقَابِ حَتَّىٰ إِذَا أَثْخَنتُمُوهُمْ فَشُدُّوا الْوَثَاقَ فَإِمَّا مَنًّا بَعْدُ وَإِمَّا فِدَاءً حَتَّىٰ تَضَعَ الْحَرْبُ أَوْزَارَهَا ۚ ذَٰلِكَ وَلَوْ يَشَاءُ اللَّهُ لَانتَصَرَ مِنْهُمْ وَلَٰكِن لِّيَبْلُوَ بَعْضَكُم بِبَعْضٍ ۗ وَالَّذِينَ قُتِلُوا فِي سَبِيلِ اللَّهِ فَلَن يُضِلَّ أَعْمَالَهُمْ ﴿47/4﴾

ترجمہ: ”پھر جب کافروں سے تمہاری مُڈ بھیڑ ہو تو گردنوں پر وار مارو۔ جب اُن کو اچھی طرح کچل ڈالو تو اب خوب مضبوط قید و بند سے گرفتار کرو (پھر اِختیار ہے) کہ خواہ اِحسان رکھ کر چھوڑ دو یا فدیہ لے کر تاوقتیکہ لڑائی اپنے ہتھیار رکھ دے۔ یہی حکم ہے اور اگر اللہ چاہتا تو

(خود)ہی اِن سے بدلہ لے لیتا لیکن (اُس کا منشا یہ ہے کہ تم میں سے ایک کا امتحان دوسرے کے ذریعے سے لے لے۔ جو لوگ اللہ کی راہ میں شہید کر دیئے جاتے ہیں اللہ اُن کے اعمال ہر گز ضائع نہ کرے گا۔"

{سورۃ محمد سورہ نمبر47آیت نمبر4}

قرآن کا حکم آنے سے پہلے جن لوگوں کو غلام اور لونڈیاں بنایا جا چکا تھا، اللہ تعالیٰ نے اُن کی آزادی کے سامان پیدا کر دیئے۔ ملاحظہ کیجیے :

قرآن:

سورۃ البقرۃ سورہ نمبر2آیت نمبر177

سورۃ البلد سورہ نمبر90آیت نمبر13

سورۃ النور سورہ نمبر24آیت نمبر33

سورۃ النساء سورہ نمبر4آیت نمبر92

سورۃ المائدۃ سورہ نمبر5آیت نمبر89

سورۃ المجادلہ سورہ نمبر58آیت نمبر3

اِس کے بعد آیئے اُس حدیث کی طرف جس میں حضور صلی اللہ علیہ والہ وسلم کو اللہ تعالیٰ کے اِس حکم کی نافرمانی کرتے ہوئے دکھایا گیا ہے (نعوذ باللہ)

حدیث:

"حضرت انس بن مالک رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ والہ وسلم نے صبح کی نماز اندھیرے میں پڑھ لی۔ پڑھ کر سوار ہوئے اور کہا اللہ اکبر، خیبر برباد ہو گیا۔ ہم جس قوم کے میدان میں اُترے ہیں تو ڈرائے ہوئے لوگوں کی صبح خراب ہو جاتی

ہے۔ وہ نکلے اور گلیوں میں یہ کہہ رہے تھے، محمد اور فوج۔ راوی کا بیان ہے کہ الخمیس فوج۔ پس رسول اللہ صلی اللہ علیہ والہ وسلم اُن پر غالب آئے۔ پس لڑنے والوں کو قتل اور عورتوں بچوں کو قید کر لیا۔ چنانچہ حضرت دحیہ کلبی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے حصّے میں حضرت صفیہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا آئیں اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ والہ وسلم کی ہو گئیں۔ پھر آپؐ نے اُن سے نکاح کر لیا اور آزادی کو اُن کا مہر قرار دیا۔ عبدالعزیز نے ثابت سے کہا کہ اے ابو محمد! کیا آپ نے حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے پوچھا کہ ان کا مہر کیا مقرر ہوا، فرمایا کہ اُن کی ذات۔ اِس پر وہ مسکرائے۔"

{صحیح بخاری جلد اوّل کتاب صلوٰۃ الخوف حدیث نمبر 898 صفحہ نمبر 421}

☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆

باب نمبر۔128

صحیح بخاری کے مطابق

مُردے سُنتے ہیں

قرآن کے مطابق

اے نبیؐ! آپؐ بھی مُردوں کو نہیں سُنا سکتے

ارشادِ باری تعالیٰ ہے :

قرآن:

وَمَآ اَنۡتَ بِمُسۡمِعٍ مَّنۡ فِی الۡقُبُوۡرِ (22/35)

"اور آپؐ اُن کو سُنانے والے نہیں جو قبروں میں ہیں۔"

{سورۃ فاطر سورہ نمبر35 آیت نمبر22}

نیز دیکھیے سورۃ النمل سورہ نمبر27 آیت نمبر80 اور سورۃ الروم سورہ نمبر30 آیت نمبر52۔

قرآن:

وَمَنۡ اَضَلُّ مِمَّنۡ یَّدۡعُوۡا مِنۡ دُوۡنِ اللّٰہِ مَنۡ لَّا یَسۡتَجِیۡبُ لَہٗۤ اِلٰی یَوۡمِ الۡقِیٰمَۃِ وَھُمۡ عَنۡ دُعَآئِہِمۡ غٰفِلُوۡنَ (5/46)

” اس سے بڑا گمراہ کون ہے جو اللہ کے سوا اُس کو پکارتا ہے جو اُسے جواب نہ دے گا قیامت کے دن تک اور وہ اُن کے پکارنے سے بھی بے خبر ہیں۔“

{سورۃ الاحقاف سورہ نمبر 46 آیت نمبر 5}

قرآن:

وَالَّذِيْنَ يَدْعُوْنَ مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ لَا يَخْلُقُوْنَ شَيْـًٔا وَّهُمْ يُخْلَقُوْنَ ۔ اَمْوَاتٌ غَيْرُ اَحْيَآءٍ ج وَمَا يَشْعُرُوْنَ لا اَيَّانَ يُبْعَثُوْنَ

(21-20/16)

ترجمہ: ” اور وہ جنہیں پکارتے ہیں اللہ کے سوا وہ کچھ بھی پیدا نہیں کرتے بلکہ وہ خود پیدا کیے گئے ہیں، مردے ہیں، زندہ نہیں، اور وہ نہیں جانتے کہ وہ کب اُٹھائے جائیں گے۔“

{سورۃ النحل سورہ نمبر 16 آیت نمبر 20 تا 21}

قرآن:

وَمَا يَشْعُرُوْنَ اَيَّانَ يُبْعَثُوْنَ (65/27)

ترجمہ: ” اور وہ (مردے) نہیں جانتے کہ وہ کب (جی) اُٹھائے جائیں گے۔“ (سورۃ النمل سورہ نمبر 27 آیت نمبر 65)

قرآن کی اِن واضح آیات کے باوجود صحیح بخاری میں ہے کہ مردے زندہ انسانوں کے جوتوں کی آہٹ تک سُن لیتے ہیں، ملاحظہ کیجیے :

حدیث:

”حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ والہ وسلم نے فرمایا کہ بندے کو جب اُس کی قبر میں رکھ دیا جاتا ہے اور اُس کے ساتھی واپس چل دیتے ہیں یہاں تک کہ وہ اُن کے جوتوں کی آہٹ سُن رہا ہوتا ہے تو اُس کے پاس دو فرشتے آکر اُسے بٹھا لیتے

ہیں اور کہتے ہیں کہ تُو اِس شخص کے متعلق کیا کہتا ہے ؟ یعنی محمد مصطفی صلی اللہ علیہ والہ وسلم کے متعلق۔ وہ کہتا ہے میں گواہی دیتا ہوں کہ یہ اللہ کے بندے اور اس کے رسولؐ ہیں، اُس سے کہا جاتا ہے کہ جہنم میں اپنا ٹھکانہ دیکھ کہ اس کے بدلے تجھے اللہ نے جنّت میں ٹھکانہ دیا ہے۔"

{صحیح بخاری جلد اوّل کتاب الجنائز حدیث نمبر 1251 صفحہ نمبر 544}

{صحیح بخاری جلد اوّل کتاب الجنائز حدیث نمبر 1284 صفحہ نمبر 557}

☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆

باب نمبر۔129

صحیح بخاری کے مطابق

جہاد ضروری نہیں ہے

قرآن کے مطابق

جہاد ضروری ہے

قرآنِ کریم میں ارشادِ باری تعالیٰ ہے :

قرآن:

قُلْ اِنْ كَانَ اٰبَآؤُكُمْ وَاَبْنَآؤُكُمْ وَاِخْوَانُكُمْ وَاَزْوَاجُكُمْ وَعَشِيْرَتُكُمْ وَاَمْوَالُ نِ اقْتَرَفْتُمُوْهَا وَتِجَارَةٌ تَخْشَوْنَ كَسَادَهَا وَمَسٰكِنُ تَرْضَوْنَهَآ اَحَبَّ اِلَيْكُمْ مِّنَ اللّٰهِ وَرَسُوْلِهٖ وَجِهَادٍ فِيْ سَبِيْلِهٖ فَتَرَبَّصُوْا حَتّٰى يَاْتِيَ اللّٰهُ بِاَمْرِهٖ ط وَاللّٰهُ لَا يَهْدِى الْقَوْمَ الْفٰسِقِيْنَ (24/9)

ترجمہ: ’’ آپؐ فرمادیں اگر تمہارے باپ دادا، تمہارے بیٹے، اور تمہارے بھائی اور تمہاری بیویاں اور تمہارے کُنبے اور مال جو تم نے کمائے اور تجارت جس کے نقصان سے تم ڈرتے ہو، اور حویلیاں جن کو تم پسند کرتے ہو، تمہیں اللہ سے اور اُس کے رسولؐ سے اور اُس کی راہ میں جہاد سے زیادہ پیارے ہوں تو اِنتظار کرو یہاں تک کہ اللہ کا حکم آجائے اور اللہ نافرمان لوگوں کو ہدایت نہیں دیتا۔‘‘

{سورۃ التوبہ سورہ نمبر 9 آیت نمبر 24}

قرآن:

يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا مَنْ يَّرْتَدَّ مِنْكُمْ عَنْ دِيْنِهٖ فَسَوْفَ يَاْتِي اللّٰهُ بِقَوْمٍ يُّحِبُّهُمْ وَيُحِبُّوْنَهٗٓ لا اَذِلَّةٍ عَلَى الْمُؤْمِنِيْنَ اَعِزَّةٍ عَلَى الْكٰفِرِيْنَ ز يُجَاهِدُوْنَ فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ(54/5)

ترجمہ: ” اے ایمان والو! تم میں سے جو کوئی اپنے دین سے پھرے گا تو عنقریب اللہ ایسی قوم لائے گا جنہیں وہ دوست رکھتا ہے اور وہ اُسے دوست رکھتے ہیں، وہ مومنوں پر نرم ہیں، کافروں پر زبردست ہیں، اللہ کی راہ میں جہاد کرتے ہیں۔“

{سورۃ المائدۃ سورہ نمبر 5 آیت نمبر 54}

قرآن:

لَا يَسْتَاْذِنُكَ الَّذِيْنَ يُؤْمِنُوْنَ بِاللّٰهِ وَالْيَوْمِ الْاٰخِرِ اَنْ يُّجَاهِدُوْا بِاَمْوَالِهِمْ وَاَنْفُسِهِمْ ط وَاللّٰهُ عَلِيْمٌ م بِالْمُتَّقِيْنَ

(44/9)

ترجمہ: ” آپؐ سے وہ لوگ رُخصت نہیں مانگتے جو اللہ پر اور یومِ آخرت پر ایمان رکھتے ہیں کہ وہ جہاد کریں اپنے مالوں سے اور اپنی جانوں سے اور اللہ متقی لوگوں کو خُوب جانتا ہے۔“

{سورۃ التوبہ سورہ نمبر 9 آیت نمبر 44}

قرآن:

وَاِذَآ اُنْزِلَتْ سُوْرَةٌ اَنْ اٰمِنُوْا بِاللّٰهِ وَجَاهِدُوْا مَعَ رَسُوْلِهِ اسْتَاْذَنَكَ اُولُوا الطَّوْلِ مِنْهُمْ وَقَالُوْا ذَرْنَا نَكُنْ مَّعَ الْقٰعِدِيْنَ ۔ رَضُوْا بِاَنْ يَّكُوْنُوْا مَعَ الْخَوَالِفِ وَطُبِعَ عَلٰى قُلُوْبِهِمْ فَهُمْ لَا يَفْقَهُوْنَ(87-86/9)

ترجمہ: ” اور جب کوئی سورت نازل کی جاتی ہے کہ اللہ پر ایمان لاؤ اور اُس کے رسولؐ کے ساتھ مل کر جہاد کرو تو اِن میں سے مقدور والے آپؐ سے اِجازت چاہتے ہیں اور کہتے ہیں ہمیں چھوڑ دے کہ ہم بیٹھ رہ جانے والوں میں سے ہو جائیں۔ وہ راضی ہوئے کہ پیچھے رہ جانے والی عورتوں کے ساتھ ہو جائیں اور مہر لگ گئی اُن کے دِلوں پر، سو وہ نہیں سمجھتے۔“

{سورۃ التوبہ سورہ نمبر 9 آیت نمبر 86 تا 87}

قرآن:

اَجَعَلْتُمْ سِقَايَةَ الْحَآجِّ وَعِمَارَةَ الْمَسْجِدِ الْحَرَامِ كَمَنْ اٰمَنَ بِاللّٰهِ وَالْيَوْمِ الْاٰخِرِ وَجٰهَدَ فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ ط لَا يَسْتَوٗنَ عِنْدَ اللّٰهِ ط وَاللّٰهُ لَا يَهْدِى الْقَوْمَ الظّٰلِمِيْنَ (19/9)

ترجمہ: ” کیا تم نے حاجیوں کو پانی پلا دینا اور مسجد حرام کی خدمت کرنا اُس کے برابر کر دیا ہے جو اللہ پر اور آخرت کے دِن پر ایمان لائے اور اللہ کی راہ میں جہاد کرے، یہ اللہ کے نزدیک برابر نہیں اور اللہ تعالیٰ ظالموں کو ہدایت نہیں دیتا۔“

{سورۃ التوبہ سورہ نمبر 9 آیت نمبر 19}

قرآن:

لَا يَسْتَوِى الْقٰعِدُوْنَ مِنَ الْمُؤْمِنِيْنَ غَيْرُ اُولِى الضَّرَرِ وَالْمُجٰهِدُوْنَ فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ بِاَمْوَالِهِمْ وَاَنْفُسِهِمْ ط فَضَّلَ اللّٰهُ الْمُجٰهِدِيْنَ بِاَمْوَالِهِمْ وَاَنْفُسِهِمْ عَلَى الْقٰعِدِيْنَ دَرَجَةً ط وَكُلًّا وَّعَدَ اللّٰهُ الْحُسْنٰى ط وَفَضَّلَ اللّٰهُ الْمُجٰهِدِيْنَ عَلَى الْقٰعِدِيْنَ اَجْرًا عَظِيْمًا (95/4)

ترجمہ: ” اپنی جانوں اور مالوں سے اللہ کی راہ میں جہاد کرنے والے مومن اور بغیر عُذر کے بیٹھ رہنے والے مومن برابر نہیں، اپنے مالوں اور اپنی جانوں سے جہاد کرنے والوں کو بیٹھ رہنے والوں پر اللہ تعالیٰ نے درجوں میں بہت فضیلت دے رکھی ہے اور یوں تو اللہ تعالیٰ نے ہر ایک کو خُوبی اور اچھائی کا وعدہ دیا ہے لیکن مجاہدین کو بیٹھ رہنے والوں پر بہت بڑے اَجر کی فضیلت دے رکھی ہے۔“

{سورۃ النساء سورہ نمبر 4 آیت نمبر 95}

اللہ کے نزدیک توجہاد ایک افضل عمل ہے لیکن صحیح بخاری کے نزدیک جہاد کی کیا اہمیت ہے، ملاحظہ کیجیے :

حدیث:

ترجمہ: ''اُمّ المومنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا عرض گذار ہوئیں کہ یارسول اللہ صلی اللہ علیہ والہ وسلم! ہم جہاد کو افضل عمل سمجھتے ہیں تو کیا ہم بھی جہاد کیا کریں؟ فرمایا کہ افضل جہاد برائیوں سے پاک حج ہے۔''

{صحیح بخاری جلد اوّل کتاب المناسک حدیث نمبر 1423 صفحہ نمبر 608}

حدیث:

ترجمہ: '' حضرت ابنِ عبّاس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ ایک شخص نے کھڑے ہو کر عرض کی یارسول اللہ صلی اللہ علیہ والہ وسلم! میری بیوی حج کرنے جارہی ہے اور میرا نام فلاں غزوہ میں لکھ لیا گیا ہے، فرمایا کہ غزوہ میں نہ جاؤ اور اپنی بیوی کے ساتھ حج کرو۔''

{صحیح بخاری جلد سوم کتاب النکاح حدیث نمبر 217 صفحہ نمبر 118}

☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆

باب نمبر۔130

صحیح بخاری کے مطابق

مکافاتِ عمل کی کوئی حیثیت نہیں

قرآن کے مطابق

مکافاتِ عمل پر ایمان لانا فرض ہے

اِسلام کا سارا انظام قانونِ مکافاتِ عمل پر قائم ہے۔ مکافاتِ عمل کے معنی ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے ہر کام کا ایک نتیجہ متعین کر دیا ہے، اِنسان جب بھی کوئی کام کرتا ہے خواہ وہ اچھا ہو یا بُرا، اُس کا نتیجہ ضرور بالضرور برآمد ہوتا ہے، اگر کام اچھا ہے تو نتیجہ اچھا اور اگر کام بُرا ہے تو نتیجہ بھی بُرا۔ اِس قانون کے بارے میں اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے کہ: ''آپ اللہ کے قانون کو بدلتا ہوا نہ پائیں گے'' {سورۃ الفاطر سورہ نمبر35 آیت نمبر43، سورۃ بنی اسرائیل سورہ نمبر17 آیت نمبر77، سورۃ الفتح سورہ نمبر48 آیت نمبر23، سورۃ الاحزاب سورہ نمبر33 آیت نمبر38}۔

طبیعی کائنات میں اِنسان کے سوا ہر چیز قوانینِ خداوندی کے مطابق کام کر رہی ہے۔ اللہ نے فرمایا: ''آسمانوں اور زمین کی ہر شے اور فرشتے وہی کچھ کر رہے ہیں جس کا انہیں حکم دیا جاتا ہے'' {سورۃ النحل سورہ نمبر16 آیت نمبر49تا50}۔

ہم یہاں اِنسانی دُنیا کی بات کرنا چاہتے ہیں، اِنسانی دُنیا میں زندگی کے دو حصّے ہوتے ہیں۔ طبیعی زندگی اور اِنسانی زندگی۔ طبیعی زندگی میں تمام کام طبیعی قوانین کے مطابق طے پاتے ہیں مثلاً کھانا، پینا، سونا، جاگنا، صحت، بیماری اور موت وغیرہ۔ اس میں اِنسان کے اِختیار و اِرادہ اور علم کی بھی شرط نہیں ہوتی۔ مثال کے طور پر آگ میں اُنگلی ڈالنے سے اُنگلی جل جائے گی اور تکلیف ہو گی۔ اِس میں اِس بات کی کوئی قید نہیں کہ اِنسان کو اِس کا علم ہو کہ آگ میں اُنگلی جل جاتی ہے تو اُنگلی جلے اور اگر اِس کو اِس کا علم نہ ہو تو اُنگلی نہ جلے۔ دوسری بات یہ کہ یہ بھی ضروری

نہیں کہ اِنسان اپنے اِرادے اور فیصلے سے اُنگلی ڈالے تو اُنگلی جلے اور اگر کوئی دوسرا شخص اِس کی اُنگلی زبردستی آگ میں ڈال دے تو اُنگلی نہ جلے۔ اللہ تعالیٰ کا مقرر کردہ یہ قانون اِس قدر اَٹل ہے کہ یہ ممکن ہی نہیں کہ اُنگلی میری جلے اور درد کسی اور کو ہونے لگے۔ اور نہ ہی یہ ممکن ہے کہ کوئی میرے درد میں سے کچھ حصّہ لے لے اور میری تکلیف میں تخفیف ہو جائے۔ نہ ہی یہ ممکن ہے کہ کسی کی سفارش پر درد مِٹ جائے یا میں رشوت دے کر اپنا درد ختم کروالوں۔

دوسری طرف اِنسانی زندگی میں معاشرہ کچھ قوانین وضوابط مرتّب کرتا ہے جن کی پابندی سب افراد کیلئے ضروری ہوتی ہے، جو ان قوانین کی خلاف ورزی کرتا ہے، معاشرہ اُسے مجرم قرار دیتا ہے اور اپنے وضع کردہ قانون کے تحت مجرم کو سزا دیتا ہے، یہ بھی قانونِ مکافات ہی کی ایک شکل ہے لیکن اِس میں اور طبیعی قوانین میں ایک بڑا اہم فرق ہے، وہ یہ کہ معاشرہ کے نظامِ عدل کی رُو سے ممکن ہے ایک آدمی قانون شکنی کرے لیکن نظامِ عدل کی گرفت میں نہ آئے۔ دوسری صورت یہ کہ گرفت میں آئے بھی تو کسی نہ کسی طرح اپنے جرم کی سزا پانے سے بچ جائے رِشوت سے، سفارش سے یا فریب دہی سے وغیرہ۔ جو شخص اِس طرح قانون شکنی کی سزا سے محفوظ رہ جائے، اِس میں اور قانون کی پیروی کرنے والے شخص میں کوئی فرق نہیں رہتا۔ دونوں فریق معاشرے کی نگاہ میں ''باعزّت شہری'' ہوتے ہیں اور جب معاشرے میں قانون شکنی عام ہو جائے تو قانون شکن، اُن لوگوں کے مقابلے میں جو قانون کی پابندی کرتے ہیں، زیادہ مزے میں رہتے ہیں کیونکہ یہ جائز اور ناجائز ہر طریقے سے مفاد حاصل کر لیتے ہیں اور عیش کی زندگی بسر کرتے ہیں۔

:قرآنی نظریۂ زندگی

اِس نظریہ کی رُو سے اِنسان کی زندگی محض طبعی نہیں بلکہ اِس کے علاوہ ایک اور شے بھی ہے جس کا نام اِنسانی ذات ہے۔ اِنسان دُنیا میں جو بھی کام کرتا ہے اُس کا اثر اِس کی ذات پر پڑتا ہے، اچھے کام کا اچھا اثر اور بُرے کام کا بُرا اثر۔

جس طرح طبعی زندگی کے مطابق آگ میں اُنگلی ڈالنے سے اُنگلی جل جاتی ہے اِسی طرح قرآنی نظریۂ زندگی کے مطابق جب اِنسان اچھا یا بُرا کام کرتا ہے تو اُس کا اثر اِس کی ذات پر پڑتا ہے۔ مزید یہ کہ طبعی زندگی کی طرح قرآنی نظریۂ حیات میں بھی کسی پولیس، عدالت یا انتظامیہ وغیرہ کی ضرورت نہیں پڑتی بلکہ نتیجہ از خود مرتّب ہو جاتا ہے مثلاً ایک شخص کسی دوسرے شخص کو ناحق قتل کرنے کا اِرادہ کرتا ہے لیکن اُسے موقعہ نہیں ملتا، یہ شخص معاشرے کے نظامِ عدل کی رُو سے مجرم نہیں قرار پائے گا لیکن اُس کی اِس بُری نیّت کا اثر اِس کی ذات پر

مرتّب ہو جاتا ہے۔دوسری مثال یہ کہ ایک شخص کسی دوسرے شخص کو ناحق قتل کر دیتا ہے لیکن رِشوت سے، سفارش سے، فریب دہی سے یا کسی بھی طریقے سے سزا سے بچ جاتا ہے لیکن اِس کی ذات پر اِس کا اثر ضرور بالضرور مرتّب ہوتا ہے، فرمانِ خداوندی ہے کہ ”آج تمہیں بدلہ دیا جائے گا اُس کا جو تم کرتے تھے“۔ {سورۃ الجاثیہ سورہ نمبر 45 آیت نمبر 28، سورۃ الطور سورہ نمبر 52 آیت نمبر 16، سورۃ الاعراف سورہ نمبر 7 آیت نمبر 147، سورۃ یونس سورہ نمبر 10 آیت نمبر 52، سورۃ الاعراف سورہ نمبر 7 آیت نمبر 180، سورۃ ابراہیم سورہ نمبر 14 آیت نمبر 51، سورۃ الھود سورہ نمبر 11 آیت نمبر 111، سورۃ العنکبوت سورہ نمبر 29 آیت نمبر 7، سورۃ النحل سورہ نمبر 16 آیت نمبر 111، سورۃ المومن سورہ نمبر 40 آیت نمبر 17، سورۃ الزمر سورہ نمبر 39 آیت نمبر 70}

اَجر دوسروں کو منتقل نہیں کیا جا سکتا :

یہاں ہم وہ قرآنی آیات بیان کرنا چاہتے ہیں جن میں بتایا گیا ہے کہ اِنسان دُنیا میں جو عمل بھی کرتا ہے اُس کا اثر صرف اُس کی اپنی ذات پر مرتّب ہوتا ہے نہ کہ کسی دوسرے کی ذات پر، یعنی یہ ہو نہیں سکتا کہ چوری کرنے کا اِرادہ میں کروں لیکن اِس کے بُرے اثرات کسی دوسرے شخص کی ذات پر مرتّب ہو جائیں یا عملِ صالح میں کروں لیکن اِس کے خوشگوار نتائج کسی اور کی ذات پر مرتّب ہو جائیں، اِرشادِ باری تعالیٰ ہے :

قرآن:

مَنۡ عَمِلَ صَالِحًا فَلِنَفۡسِهٖ وَمَنۡ اَسَآءَ فَعَلَيۡهَا ط (46/41)

ترجمہ: ” جس نے اچھے عمل کیے تو اپنی ذات کیلئے کیے اور جس نے بُرائی کی اُس کا وبال اُسی پر ہوگا۔“

{سورۃ حٰمٓ السجدہ سورہ نمبر 41 آیت نمبر 46}

اِس مضمون کی مزید آیات کے حوالہ جات پیشِ خدمت ہیں :

قرآن:

سورۃ البقرۃ سورہ نمبر 2 آیت نمبر 286

سورۃ النساء سورہ نمبر 4 آیت نمبر 111

سورۃ الروم سورہ نمبر 30 آیت نمبر 44

سورۃ یونس سورہ نمبر 10 آیت نمبر 108

سورۃ بنی اسرائیل سورہ نمبر 17 آیت نمبر 15

سورۃ الزمر سورہ نمبر 39 آیت نمبر 41

سورۃ الانعام سورہ نمبر 6 آیت نمبر 164

سورۃ بنی اسرائیل سورہ نمبر 17 آیت نمبر 7

سورۃ النمل سورہ نمبر 27 آیت نمبر 41

سورۃ لقمان سورہ نمبر 31 آیت نمبر 12

سورۃ الجاثیہ سورہ نمبر 45 آیت نمبر 15

سورۃ الفاطر سورہ نمبر 35 آیت نمبر 18

سورۃ الانعام سورہ نمبر 6 آیت نمبر 31

سورۃ النجم سورہ نمبر 53 آیت نمبر 38

اِن آیات میں واضح طور پر بتایا گیا ہے کہ اِنسان کے اچھے یا بُرے عمل کا فائدہ یا نقصان صرف اُسی کو ہوتا ہے لیکن صحیح بخاری کی درج ذیل احادیث میں قرآن کی درج بالا آیات کا اِنکار کیا جا رہا ہے۔ حدیث ملاحظہ کیجیے :

حدیث:

"حضرت ابنِ عبّاس رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا کہ حجۃ الوداع کے سال قبیلہ خثعم کی ایک عورت حاضرِ بارگاہ ہو کر عرض گذار ہوئی کہ یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ والہ وسلم ! اللہ تعالیٰ نے اپنے بندوں پر حج فرض کیا ہے، میرے والد ماجد بہت بوڑھے ہو گئے ہیں، سواری پر ٹک کر بیٹھ نہیں سکتے، اگر میں حج کروں تو کیا اُن کی طرف سے ادا ہو جائے گا؟ فرمایا ہاں۔"

{صحیح بخاری جلد اوّل کتاب العمرہ حدیث نمبر 1727 صفحہ نمبر 708}

{صحیح بخاری جلد اوّل کتاب العمرہ حدیث نمبر 1728 صفحہ نمبر 708}

{صحیح بخاری جلد اوّل کتاب العمرہ حدیث نمبر 1726 صفحہ نمبر 708}

{صحیح بخاری جلد دوم کتاب المغازی حدیث نمبر 1524 صفحہ نمبر 701}

{صحیح بخاری جلد سوم کتاب الاستذان حدیث نمبر 1159 صفحہ نمبر 454}

حدیث:

" رسول اللہ صلی اللہ علیہ والہ وسلم نے فرمایا کہ جو آدمی فوت ہو جائے اور اُس پر روزے ہوں تو اُس کی طرف سے اُس کا ولی روزے رکھے۔"

{صحیح بخاری جلد اوّل کتاب الصوم حدیث نمبر 1821 صفحہ نمبر 740}

{صحیح بخاری جلد اوّل کتاب الصوم حدیث نمبر 1822 صفحہ نمبر 741}

حدیث:

" حضرت ابنِ عبّاس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت سعد بن عبادہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی والدہ کا اِنتقال ہو گیا اور وہ اُس وقت موجود نہ تھے، وہ بارگاہِ رسالت میں عرض گذار ہوئے یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ والہ وسلم! میری والدہ محترمہ کا اِنتقال ہو چکا اور میں اُس وقت حاضر نہ تھا، اگر میں اُن کی طرف سے کوئی خیرات کروں تو کیا اُنہیں ثواب پہنچے گا؟ فرمایا ہاں۔ عرض گذار ہوئے پس میں آپ ﷺ کو گواہ بنا کر کہتا ہوں کہ میرا مخراف نامی باغ اُن کی طرف سے صدقہ ہے۔"

{صحیح بخاری جلد دوم کتاب الوصایا حدیث نمبر 29 صفحہ نمبر 48}

{صحیح بخاری جلد دوم کتاب الوصایا حدیث نمبر 32 صفحہ نمبر 50}

{صحیح بخاری جلد دوم کتاب الوصایا حدیث نمبر 33 صفحہ نمبر 50}

{صحیح بخاری جلد دوم کتاب الوصایا حدیث نمبر 34 صفحہ نمبر 51}

{صحیح بخاری جلد دوم کتاب الوصایا حدیث نمبر 41 صفحہ نمبر 54}

☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆

باب نمبر۔131

صحیح بخاری کے مطابق

حضور صلی اللہ علیہ والہ وسلم سابقہ انبیاء سے افضل نہیں

قرآن کے مطابق

حضور صلی اللہ علیہ والہ وسلم کا مقام سابقہ انبیاء سے بلند ہے

حضور صلی اللہ علیہ والہ وسلم سے پہلے جتنے انبیائے کرام علیہم السلام اِس دُنیا میں تشریف لائے، وہ ایک مخصوص علاقے، قوم یا قبیلے کی طرف مبعوث ہوئے لیکن حضور صلی اللہ علیہ والہ وسلم قیامت تک آنے والے تمام اِنسانوں کی ہدایت کیلئے تشریف لائے، اِس جہت سے آپؐ کا مقام سب سے بلند ہے لیکن صحیح بخاری کی درج ذیل احادیث میں حضور صلی اللہ علیہ والہ وسلم کے مقام و مرتبے کو دیگر انبیائے کرام علیہم السلام سے کم کرنے کی کوشش کی جا رہی ہے، ملاحظہ کیجیے :

حدیث:

حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ قَزَعَةَ، حَدَّثَنَا إِبْرَاهِيمُ بْنُ سَعْدٍ، عَنِ ابْنِ شِهَابٍ، عَنْ أَبِي سَلَمَةَ، وَعَبْدِ الرَّحْمَنِ الْأَعْرَجِ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ، قَالَ: " اسْتَبَّ رَجُلَانِ، رَجُلٌ مِنَ الْمُسْلِمِينَ، وَرَجُلٌ مِنَ الْيَهُودِ، قَالَ الْمُسْلِمُ: وَالَّذِي اصْطَفَى مُحَمَّدًا عَلَى الْعَالَمِينَ، فَقَالَ الْيَهُودِيُّ: وَالَّذِي اصْطَفَى مُوسَى عَلَى الْعَالَمِينَ، فَرَفَعَ الْمُسْلِمُ يَدَهُ عِنْدَ ذَلِكَ فَلَطَمَ وَجْهَ الْيَهُودِيِّ، فَذَهَبَ الْيَهُودِيُّ إِلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَأَخْبَرَهُ بِمَا كَانَ مِنْ أَمْرِهِ وَأَمْرِ الْمُسْلِمِ، فَدَعَا النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الْمُسْلِمَ، فَسَأَلَهُ عَنْ ذَلِكَ، فَأَخْبَرَهُ، فَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: لَا

تُخَيِّرُونِي عَلَى مُوسَى، فَإِنَّ النَّاسَ يَصْعَقُونَ يَوْمَ الْقِيَامَةِ فَأَصْعَقُ مَعَهُمْ، فَأَكُونُ أَوَّلَ مَنْ يُفِيقُ، فَإِذَا مُوسَى بَاطِشٌ جَانِبَ الْعَرْشِ، فَلَا أَدْرِي أَكَانَ فِيمَنْ صَعِقَ فَأَفَاقَ قَبْلِي، أَوْ كَانَ مِمَّنِ اسْتَثْنَى اللَّهُ".

"حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ دوآدمیوں میں تُوتُو میں میں ہوئی جن میں سے ایک مسلمان اور دوسرا یہودی تھا۔ مسلمان نے کہا کہ اُس ذات کی قسم جس نے حضرت محمد صلی اللہ علیہ والہ وسلم کو تمام اہلِ جہان سے ممتاز کیا۔ یہودی نے کہا کہ اُس ذات کی قسم جس نے حضرت موسیٰ علیہ السلام کو تمام اہلِ جہان سے ممتاز کیا۔ اِس پر مسلمان نے ہاتھ اُٹھایا اور یہودی کے منہ پر طمانچہ مارا۔ پس یہودی نبی کریم صلی اللہ علیہ والہ وسلم کی بارگاہ میں حاضر ہوا اور جو واقعہ اُس کے اور مسلمان کے درمیان ہوا تھا وہ عرض کیا۔ پس نبی کریم صلی اللہ علیہ والہ وسلم نے مسلمان کو بلایا اور اُس سے یہ بات پوچھی، اُس نے عرض کردی۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ والہ وسلم نے فرمایا کہ مجھے حضرت موسیٰ علیہ السلام پر ترجیح نہ دو کیونکہ قیامت کے روز جب لوگ بے ہوش ہوں گے تو میں بھی اُن کے ساتھ بے ہوش ہو جاؤں گا۔ سب سے پہلے میں ہوش میں آؤں گا تو حضرت موسیٰ علیہ السلام عرش کا پایہ پکڑے ہوں گے، مجھے نہیں معلوم کہ وہ بے ہوش ہونے والوں میں مجھ سے پہلے ہوش میں آئے یا اُن میں تھے جنہیں اللہ تعالیٰ نے مستثنیٰ رکھا۔"

{صحیح بخاری جلد اوّل کتاب الخصومات حدیث نمبر 2239 صفحہ نمبر 880، انٹر نیشنل نمبر 2411}

{صحیح بخاری جلد اوّل کتاب الخصومات حدیث نمبر 2240 صفحہ نمبر 880}

{صحیح بخاری جلد دوم کتاب الانبیاء حدیث نمبر 622 صفحہ نمبر 299}

{صحیح بخاری جلد دوم کتاب الانبیاء حدیث نمبر 632 صفحہ نمبر 306}

{صحیح بخاری جلد دوم کتاب الانبیاء حدیث نمبر 638 صفحہ نمبر 309}

{صحیح بخاری جلد دوم کتاب التفسیر حدیث نمبر 1750 صفحہ نمبر 812}

{صحیح بخاری جلد دوم کتاب التفسیر حدیث نمبر 1923 صفحہ نمبر 933}

{صحیح بخاری جلد سوم کتاب الرقاق حدیث نمبر 1437 صفحہ نمبر 559}

{ صحیح بخاری جلد سوم کتاب الرقاق حدیث نمبر 1438 صفحہ نمبر 559}

{ صحیح بخاری جلد سوم کتاب الدیات حدیث نمبر 1809 صفحہ نمبر 702}

حدیث:

" نبی کریم صلی اللہ علیہ والہ وسلم نے فرمایا کہ جو میرے متعلق یہ کہے کہ میں حضرت یونس بن متیٰ سے افضل ہوں تو اُس نے ضرور جھوٹ بولا ہے۔"

{ صحیح بخاری جلد دوم کتاب التفسیر حدیث نمبر 1916 صفحہ نمبر 929}

{ صحیح بخاری جلد دوم کتاب التفسیر حدیث نمبر 1915 صفحہ نمبر 929}

☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆

باب نمبر۔132

صحیح بخاری کے مطابق

عورت، گھوڑے اور گھر میں نحوست ہوتی ہے

قرآن کے مطابق

نحوست، بُرے اعمال کی وجہ سے آتی ہے

نحس عربی زبان کا لفظ ہے جس کا مطلب نامبارک، ناخوشگوار واقعہ، کسی بھی قسم کی مصیبت وغیرہ ہے۔ ہمارے ہاں عام طور پر یہ عقیدہ پایا جاتا ہے کہ فلاں دِن، ساعت، مکان، عورت یا کوئی چیز منحوس ہے۔ یہ عقیدہ قرآنی تعلیم کے خلاف ہے اور توہم پرستی ہے۔ دِن اور ساعتیں سب خُدا کی پیدا کردہ ہیں، یہ بذاتِ خود نہ منحوس ہیں اور نہ سعید۔ بلکہ اِن کا منحوس یا سعید ہونا ہمارے اپنے کاموں پر منحصر ہے۔ مثال کے طور پر ایک طالبعلم سارا سال محنت ہی نہیں کرتا لیکن جب نتیجے والے دن فیل ہو جاتا ہے تو کہتا ہے کہ یہ دن ہی نحس تھا اِس لیے میں فیل ہو گیا، جبکہ وہ طالبعلم دِن کی نحوست کی وجہ سے فیل نہیں ہوا بلکہ خود اپنے اَعمال کی وجہ سے فیل ہوا۔ جن طالبعلموں کے اَعمال (اپنے کورس میں محنت) اچھے تھے وہ تو اُس دن پاس ہو گئے۔ قرآن نے اِس عقیدے کی وضاحت کچھ یوں کی ہے :

قرآن:

فَاِذَا جَآءَتۡهُمُ الۡحَسَنَةُ قَالُوۡا لَنَا هٰذِهٖ ۚ وَاِنۡ تُصِبۡهُمۡ سَيِّئَةٌ يَّطَّيَّرُوۡا بِمُوۡسٰى وَمَنۡ مَّعَهٗ ؕ اَلَاۤ اِنَّمَا طٰۤئِرُهُمۡ عِنۡدَ اللّٰهِ وَلٰـكِنَّ اَكۡثَرَهُمۡ لَا يَعۡلَمُوۡنَ (131/7)

ترجمہ:'' سوجب اِن پر خوشحالی آجاتی ہے تو کہتے کہ یہ تو ہمارے لیے ہونا ہی چاہیے اور اگر اِن کو کوئی بد حالی پیش آتی تو موسیٰ علیہ السلام اور اُن کے ساتھیوں کی نحوست بتلاتے، یادرکھو اِن پر نحوست اللہ کے قانون (مکافاتِ عمل) کے مطابق آتی ہے لیکن اِن کے اکثر لوگ نہیں جانتے۔''

{سورۃ الاعراف سورہ نمبر 7 آیت نمبر 131}

اصحابِ قریہ یعنی ''بستی والوں'' نے رسولوں سے کہا :

قرآن:

قَالُوْٓا اِنَّا تَطَيَّرْنَا بِكُمْ ج لَئِنْ لَّمْ تَنْتَهُوْا لَنَرْجُمَنَّكُمْ وَلَيَمَسَّنَّكُمْ مِّنَّا عَذَابٌ اَلِيْمٌ (18/36)

ترجمہ:'' وہ کہنے لگے ہم نے منحوس پایا تمہیں، اگر تم باز نہ آئے تو ہم تمہیں ضرور سنگسار کر دیں گے اور تمہیں ہم سے دردناک عذاب ضرور پہنچے گا۔''

{سورۃ یٰسٓ سورہ نمبر 36 آیت نمبر 18}

اِس پر رسولوں نے جواب دیا :

قرآن:

قَالُوْا طَآئِرُكُمْ مَّعَكُمْ ط اَئِنْ ذُكِّرْتُمْ ط بَلْ اَنْتُمْ قَوْمٌ مُّسْرِفُوْنَ (19/36)

ترجمہ:'' اُنہوں نے کہا تمہاری نحوست تمہارے ساتھ ہے کیا تم (اس کو نحوست سمجھتے ہو) کہ تم سمجھائے گئے ہو، بلکہ تم حد سے بڑھنے والے لوگ ہو۔''

{سورۃ یٰسٓ سورہ نمبر 36 آیت نمبر 19}

سورۃ القمر سورہ نمبر 54 آیت نمبر 19 میں ہے کہ قومِ عاد پر یومِ نحس یعنی ناخوشگوار دِن کو عذاب آیا لیکن اِس سے پچھلی آیت میں اللہ نے واضح فرمادیا کہ یہ عذاب اُس دن کی نحوست کی وجہ سے نہیں بلکہ اللہ کے قوانین کو جھٹلانے کی وجہ سے آیا تھا، چنانچہ فرمایا :

قرآن:

كَذَّبَتْ عَادٌ فَكَيْفَ كَانَ عَذَابِي وَنُذُرِ ‎۝‎ إِنَّا أَرْسَلْنَا عَلَيْهِمْ رِيحًا صَرْصَرًا فِي يَوْمِ نَحْسٍ مُّسْتَمِرٍّ (19-18/54)

ترجمہ : " عاد نے جھٹلایا تو کیسا ہوا میرا عذاب اور میرا ڈرانا بے شک ہم نے نحوست کے دن میں اُن پر تُند و تیز ہوا بھیجی (جو) چلتی ہی گئی۔"

{سورۃ القمر سورہ نمبر 54 آیت نمبر 18 تا 19}

نیز دیکھیے سورۃ حٰم السجدہ سورہ نمبر 41 آیت نمبر 15 تا 16

قرآن کی اِس وضاحت کے باوجود صحیح بخاری میں لکھا ہے کہ :

حدیث:

"حضرت سالم بن عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ میں نے نبی کریم صلی اللہ علیہ والہ وسلم کو فرماتے ہوئے سُنا کہ نحوست گھوڑے، عورت اور گھر تین چیزوں میں ہوتی ہے۔"

{ صحیح بخاری جلد دوم کتاب الجہاد والسیر حدیث نمبر 122 صفحہ نمبر 84}

{ صحیح بخاری جلد دوم کتاب الجہاد والسیر حدیث نمبر 123 صفحہ نمبر 84}

{ صحیح بخاری جلد سوم کتاب النکاح حدیث نمبر 84 صفحہ نمبر 65}

{ صحیح بخاری جلد سوم کتاب النکاح حدیث نمبر 85 صفحہ نمبر 66}

{صحیح بخاری جلد سوم کتاب ا لنکاح حدیث نمبر 86 صفحہ نمبر 66}

{صحیح بخاری جلد سوم کتاب الطب حدیث نمبر 704 صفحہ نمبر 296}

{صحیح بخاری جلد سوم کتاب الطب حدیث نمبر 721 صفحہ نمبر 301}

☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆

باب نمبر۔133

صحیح بخاری کے مطابق

سُورج ہر روز عرشِ الٰہی کے نیچے سجدہ کر کے طلوع ہونے کی اِجازت مانگتا ہے

قرآن کے مطابق

سُورج کو قیامت تک کیلئے ہدایت دی جاچکی ہے

قدیم زمانے سے یہ نظریہ چلا آرہا تھا کہ زمین ٹھہری ہوئی ہے اور سُورج اِس کے گرد چکر لگا رہا ہے۔ پندرھویں صدی عیسوی میں ''کوپر نیکس'' نامی سائنسدان نے معلوم کیا کہ سُورج ٹھہرا ہوا ہے اور زمین اِس کے گرد چکر لگا رہی ہے جبکہ قرآن نے ساتویں صدی عیسوی میں بتادیا تھا کہ سُورج، زمین، چاند غرض تمام اجرامِ فلکی اپنے اپنے مدار میں تَیر رہے ہیں۔ قرآن میں ہے :

قرآن:

وَالشَّمۡسُ تَجۡرِیۡ لِمُسۡتَقَرٍّ لَّهَا ط ذٰلِكَ تَقۡدِیۡرُ الۡعَزِیۡزِ الۡعَلِیۡمِ ۚ وَالۡقَمَرَ قَدَّرۡنٰهُ مَنَازِلَ حَتّٰی عَادَ كَالۡعُرۡجُوۡنِ الۡقَدِیۡمِ ۚ لَا الشَّمۡسُ یَنۡۢبَغِیۡ لَهَاۤ اَنۡ تُدۡرِكَ الۡقَمَرَ وَلَا الَّیۡلُ سَابِقُ النَّهَارِ ط وَكُلٌّ فِیۡ فَلَكٍ یَّسۡبَحُوۡنَ (36/38-40)

ترجمہ: ''سُورج، غالب اور باعلم خُدا کے قانون کے مطابق اپنے مقررہ راستے پر چلتا رہتا ہے اور چاند کی ہم نے منزلیں مقرر کر رکھی ہیں یہاں تک کہ وہ لوٹ کر پرانی ٹہنی کی طرح ہو جاتا ہے، نہ آفتاب کی یہ مجال ہے کہ چاند کو پکڑے اور نہ رات دن پر آگے بڑھ جانے والی ہے اور سب کے سب آسمان میں تیرتے پھرتے ہیں۔''

{سورۃ یٰسٓ سورہ نمبر 36 آیت نمبر 38 تا 40}

آج یہ بات سائنس کے ایک عام طالبعلم کو بھی معلوم ہے کہ سُورج شام کے بعد سجدہ کرنے کیلئے یادوبارہ طلوع ہونے کی اِجازت مانگنے کیلئے کہیں نہیں جاتا بلکہ صرف ہماری نظروں سے اَوجھل ہو جاتا ہے لیکن وہ ہر وقت یکساں توانائی کے ساتھ چمک رہا ہوتا ہے۔اِس کے برعکس صحیح بخاری میں سُورج کے متعلق عجیب وغریب نظریات پیش کیے جارہے ہیں، ملاحظہ کیجیے :

حدیث:

"حضرت ابوذر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ غروبِ آفتاب کے وقت نبی کریم صلی اللہ علیہ والہ وسلم نے مجھ سے فرمایا: کیا تم جانتے ہو کہ سُورج کہاں جاتا ہے؟ میں عرض گذار ہوا کہ اللہ اور اس کا رسولؐ بہتر جانتے ہیں، فرمایا بے شک یہ جا کر عرشِ الٰہی کے نیچے سجدہ کرتا ہے پھر طلوع ہونے کی اِجازت مانگتا ہے تو اِسے اجازت مل جاتی ہے، عنقریب ایسا وقت بھی آئے گا کہ وہ سجدہ کرے گا لیکن قبول نہ ہو گا پھر طلوع ہونے کی اِجازت طلب کرے گا لیکن نہیں ملے گی،اِس سے کہا جائے گا کہ جدھر سے آیا ہے اُدھر ہی لوٹ جا، تو وہ مغرب سے طلوع ہو گا۔"

{ صحیح بخاری جلد دوم کتاب بدا الخلق حدیث نمبر 432 صفحہ نمبر 221}

نیز دیکھیے :

{ صحیح بخاری جلد دوم کتاب التفسیر حدیث نمبر 1913 صفحہ نمبر 927}

{ صحیح بخاری جلد دوم کتاب التفسیر حدیث نمبر 1914 صفحہ نمبر 928}

اِس حدیث کو صحیح قرار دینے کیلئے پروفیسر احمد رفیق اختر صاحب نے اپنی کتاب پسِ حجاب میں بہت ہاتھ پائوں مارے ہیں لیکن معلومات کی کمی کے باعث خود پکڑے گئے۔اِس پر مستزاد یہ کہ محترم پروفیسر صاحب نے اپنی تحریر میں جو لب ولہجہ اِختیار کیا ہے وہ بھی اخلاقیات سے تہی دامن ہے،آپ قرآنی فکر کی ایک معروف شخصیت کو اُن کی وفات کے بیس سال بعد درج ذیل جواب دے رہے ہیں :

”دراصل اُسے پتہ ہی نہیں تھا کہ سائنسزاِس سے کہیں آگے جانے والی ہیں، جاسکتی ہیں۔ سُورج ایک مخصوص رفتار سے اَپر گلیکسیز کو جاتا ہے۔ سولر اپیکس اسی کو کہتے ہیں۔اس کا آپ ترجمہ کریں تو عرشِ معلیٰ کہہ سکتے ہیں۔اپیکس میں جا کے یہ دوبارہ پلٹتا ہے۔حدیث دراصل اسی طرف اشارہ کرتی ہے۔اسی طرح بہت سے ہمارے عالم ہیں جنھوں نے جلدی میں فیصلہ کیا۔“

{مجموعہ پروفیسر احمد رفیق اختر ”پسِ حجاب“ صفحہ نمبر 228 پبلشر سنگِ میل پبلیکیشنز لاہور سنِ اشاعت 2004}

پروفیسر صاحب نے سُورج کے جس سائیکل کا ذِکر کیا ہے، حدیث میں وہ مراد لیا ہی نہیں جاسکتا کیونکہ حدیث کے الفاظ ہیں :

”قال کنت النبی صلی اللہ علیہ وسلم فی المسجد عند غروب الشمس فقال یا اباذر ا تدری این تغرب الشمس۔“

”حضرت ابوذر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے کہا کہ میں مسجد میں تھا غروبِ آفتاب کے وقت تو حضور صلی اللہ علیہ والہ وسلم نے فرمایا کہ کیا تم جانتے ہو کہ سُورج کہاں جاتا ہے۔“

حدیث کے اِن الفاظ سے بالکل واضح ہے کہ یہاں سورج کے اپیکس سے پلٹنے کی بات نہیں کی جارہی بلکہ یہ بتایا جارہا ہے کہ سورج جب ہماری نظروں سے اوجھل ہو جاتا ہے یعنی غروب ہو جاتا ہے تو کہاں جاتا ہے۔یہ حدیث یقیناً پروفیسر صاحب کی نظر سے نہیں گزری ہوگی ورنہ موصوف ایسی غیر متعلقہ توجیح پیش نہ کرتے۔یاد رہے کہ یہ وہ حدیث نہیں جو عام طور پر قرآنی فکر کے لوگ پیش کرتے ہیں،اس کا حوالہ بھی نوٹ کرلیجئے:

(صحیح بخاری جلد دوم کتاب التفسیر حدیث نمبر 1913 صفحہ نمبر 927)

☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆

باب نمبر۔134

صحیح بخاری کے مطابق

ساری عمر زِنا کرو، صرف ایک دفعہ کتّے کو پانی پلادو تو جنّت میں جاؤ گے

قرآن کے مطابق

جس کے نیک اَعمال کا پلڑا بھاری ہوا، وہ جنّت میں جائے گا

قرآنِ کریم میں اِرشادِ باری تعالیٰ ہے :

قرآن:

فَأَمَّا مَنْ ثَقُلَتْ مَوَازِينُهُ • فَهُوَ فِي عِيشَةٍ رَّاضِيَةٍ • وَأَمَّا مَنْ خَفَّتْ مَوَازِينُهُ • فَأُمُّهُ هَاوِيَةٌ • وَمَا أَدْرَاكَ مَا هِيَهْ • نَارٌ حَامِيَةٌ (11-6/101)

ترجمہ: ''پس جس کے وزن بھاری ہوئے وہ پسندیدہ آرام میں ہو گا اور جس کے وزن ہلکے ہوئے اُس کا ٹھکانہ ہاویہ ہو گا اور تم کیا سمجھو وہ کیا ہے؟ وہ آگ ہے دہکتی ہوئی۔''

{سورۃ القارعہ سورہ نمبر 101 آیت نمبر 6 تا 11}

نیز ''جنّت کیسے ملتی ہے'' کے عنوان کے تحت دیکھیے چالیس سے زائد قرآنی آیات کے حوالہ جات۔

درج بالا آیات میں آپ نے غور فرمایا کہ اِنسان کے سارے کے سارے اَعمال کا حساب ہو گا اور جنّت یا جہنّم میں جانے کا فیصلہ اُن اَعمال کی بنیاد پر ہو گا نہ کہ کسی ایک عمل کی وجہ سے۔ یعنی یہ نہیں ہو سکتا کہ ایک شخص ساری عمر نیکیاں کرتا رہے لیکن اُسے جہنّم میں اِس لیے ڈال

دیا جائے کہ اُس نے اپنی زندگی میں کسی پیاسے کتّے کو پانی نہیں پلایا تھا اور یہ بھی نہیں ہو سکتا کہ ایک شخص ساری عمر بدکاری کرتا رہے لیکن اُسے جنّت میں اِس لیے بھیج دیا جائے کہ اُس نے ایک پیاسے کتّے کو پانی پلا دیا تھا۔ اللہ نے صاف اور واضح بات کی ہے کہ ترازو رکھا جائے گا، اگر نیکیوں والا پلڑا بھاری ہوا تو جنّت، اور اگر بُرائیوں والا پلڑا بھاری ہوا تو جہنّم۔ لیکن صحیح بخاری کی درج ذیل حدیث میں اِس قرآنی نظریے کی نفی کی جا رہی ہے۔ ملاحظہ کیجیے :

حدیث:

" حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ والہ وسلم نے فرمایا: ایک فاحشہ عورت کی صرف اسلئے مغفرت فرما دی گئی کہ اُس کا گذر ایک ایسے کتّے کے پاس سے ہوا جو ایک کنویں کی منڈیر کے پاس مارے پیاس کے لبِ دم پڑا ہانپ رہا تھا، قریب تھا کہ پیاس سے مر جاتا، اُس نے اپنا موزہ اُتار کر دوپٹے سے باندھا اور پانی نکال کر اُسے پلایا تو یہی اُس کی بخشش کا سبب ہو گیا۔"

{ صحیح بخاری جلد دوم کتاب بدا الخلق حدیث نمبر 548 صفحہ نمبر 258}

☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆

باب نمبر۔135

صحیح بخاری کے مطابق

عورت پسلی سے پیدا کی گئی ہے

قرآن کے مطابق

عورت اُسی طرح انسان ہے جیسے مردِ انسان ہے

قرآن کی رُو سے خلقی لحاظ سے مرد اور عورت برابر ہیں مثلاً فرمانِ خداوندی ہے :

قرآن:

بنی آدم (مرد و عورت) سب واجب التکریم ہیں۔(70/17)

امر بالمعروف و نہی عن المنکر کے اہم فریضہ میں عورت اور مرد دونوں شریک ہیں۔(71/9)

سرقہ اور زنا کے جرائم میں مرد و عورت دونوں کو یکساں سزا۔{38/5} {2/24} (10-4/24)

جو کچھ مرد کمائے وہ اس کا حصّہ اور جو کچھ عورت کمائے وہ اس کا حصّہ۔(32/4)

جو خصوصیات مردوں کی ہیں وہی خصوصیات انہی الفاظ میں عورتوں کی بیان کی گئی ہیں، ان میں کسی قسم کا کوئی فرق نہیں(35/33)(5/66)

خُدا کسی کام کرنے والے کا اَجر ضائع نہیں کرتا، خواہ وہ مرد ہو یا عورت۔ یہ ایک دوسرے کا جز ہیں (یعنی اصل کے اعتبار سے ایک ہی ہیں)

{194/3} {124/4} {97/16} {73/33} {40/40} (12/57)

اگر مرد مجرم ہو تو مرد کو سزا ملے گی اور اگر عورت مجرم ہو تو عورت کو سزا ملے گی۔ (178/2)

جبکہ صحیح بخاری میں لکھا ہے :

حدیث:

" حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ والہ وسلم نے فرمایا کہ عورتوں سے اچھا سلوک کرو کیونکہ عورت پسلی سے پیدا کی گئی ہے اور پسلی کا اُوپر والا حصّہ زیادہ ٹیڑھا ہوتا ہے، اگر تم اِسے سیدھا کرنا چاہو گے تو توڑ ڈالو گے اور اگر چھوڑ دو گے تو ہمیشہ ٹیڑھی ہی رہے گی۔ پس عورتوں کے ساتھ اچھا سلوک کرتے رہنا۔"

{صحیح بخاری جلد دوم کتاب الانبیاء حدیث نمبر 558 صفحہ نمبر 262}

{صحیح بخاری جلد سوم کتاب النکاح حدیث نمبر 170 صفحہ نمبر 99}

دراصل یہ غیر قرآنی عقیدہ تورات سے لیا گیا ہے جہاں لکھا ہے :

"اور خُداوند خُدا نے آدم پر گہری نیند بھیجی اور وہ سو گیا اور اُس نے اُس کی پسلیوں میں سے ایک کو نکال لیا اور اُس کی جگہ گوشت بھر دیا اور خُداوند خُدا اُس پسلی سے جو اُس نے آدم میں سے نکالی تھی ایک عورت بنا کر اُسے آدم کے پاس لایا اور آدم نے کہا کہ یہ تو اب میری ہڈیوں میں سے ہڈی اور میرے گوشت میں سے گوشت ہے اسلئے وہ ناری کہلائے گی کیونکہ وہ نَر سے نکالی گئی۔"

{تورات، پیدائش باب نمبر 2 آیات نمبر 22 تا 24}

☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆

باب نمبر۔136

صحیح بخاری کے مطابق

لوگ سفارش سے بھی جنّت میں جائیں گے

قرآن کے مطابق

اِنسان صرف اپنے اعمال کی بنیاد پر جنّت میں جائیں گے

شفاعۃ کے لغوی معنیٰ دوسرے کے ساتھ اُس کی مدد کرتے ہوئے یا اُس کی خبر گیری کرتے ہوئے مل جانے کے ہیں {تاج العروس}۔اِس کے بعد شفاعۃ کے معنے سفارش اِس لیے ہوگئے کہ اِس میں ایک شخص کسی دوسرے شخص کی معاونت کیلئے اُس کے ساتھ کھڑا ہو جاتا ہے اور اُس کے حق میں سفارش کرتا ہے {تاج العروس}۔قرآنِ مجید میں ہے کہ :

قرآن:

وَجَآئَتۡ کُلُّ نَفۡسٍ مَّعَهَا سَآئِقٌ وَّشَهِيۡدٌ (21/50)

ترجمہ: "اور ہر شخص (ہمارے حضور) حاضر ہوگا اور اُس کے ساتھ ایک ہانکنے والا اور ایک گواہی دینے والا۔"

{سورۃ ق سورہ نمبر 50 آیت نمبر 21}

یہ گواہ خود بخود گواہی دینا شروع نہیں کردیں گے بلکہ جسے اِجازت دی جائے گی، وہ گواہی دے گا، اِن گواہی دینے والوں کو شفیع (ساتھ کھڑے ہونے والے) کہا گیا ہے، جیسا کہ قرآن میں ہے :

قرآن:

مَنۡ ذَا الَّذِیۡ یَشۡفَعُ عِنۡدَہٗۤ اِلَّا بِاِذۡنِہٖ ط (255/2)

ترجمہ: ” کون ہے جو خُدا کی اِجازت کے بغیر اُس کے حضور کسی کے ساتھ کھڑا ہو سکے گا۔“

{سورۃ البقرۃ سورہ نمبر 2 آیت نمبر 255}

اِس طرح کی آیات میں شفاعت کے معنے شہادت کے ہیں کیونکہ کسی کے حق میں سچّی گواہی دینا بھی اُس کی بہت بڑی مدد ہوتی ہے، یہ بات خُود قرآن نے بھی بیان کی ہے :

قرآن:

وَلَا یَمۡلِکُ الَّذِیۡنَ یَدۡعُوۡنَ مِنۡ دُوۡنِہِ الشَّفَاعَۃَ اِلَّا مَنۡ شَہِدَ بِالۡحَقِّ وَہُمۡ یَعۡلَمُوۡنَ (86/43)

ترجمہ:” جنہیں یہ لوگ خُدا کے سوا پکارتے ہیں وہ شفاعت کا کوئی اِختیار نہیں رکھتے، اِس کا اختیار وہ رکھتا ہے جو حق کے ساتھ شہادت دیتا ہے۔“(سورۃ الزخرف سورہ نمبر 43 آیت نمبر 86)

آپ نے دیکھا کہ یہاں شفاعت کے معنی شہادت کے دیئے گئے ہیں۔ باقی جہاں تک مجرموں کا کسی کی سفارش سے چھوٹ جانا یا کسی کی سفارش سے کسی کو وہ کچھ مل جانا جس کا وہ حقدار نہیں، قرآنِ کریم کی بنیادی تعلیم کے خلاف ہے۔ ربّ تعالیٰ کا اِرشاد ہے :

قرآن:

وَاتَّقُوۡا یَوۡمًا لَّا تَجۡزِیۡ نَفۡسٌ عَنۡ نَّفۡسٍ شَیۡـًٔا وَّلَا یُقۡبَلُ مِنۡہَا عَدۡلٌ وَّلَا تَنۡفَعُہَا شَفَاعَۃٌ وَّلَا ہُمۡ یُنۡصَرُوۡنَ

(123/48,2/2)

ترجمہ: ''اوراُس دن سے ڈرو جس دن کوئی شخص کسی کا کچھ بدلہ نہ بنے گا، اور نہ اُس سے کوئی سفارش (شفاعت) قبول کی جائے گی اور نہ اُس سے کوئی معاوضہ لیا جائے گا اور نہ ہی اُن کی کوئی مدد کی جائے گی۔''

{سورۃ البقرۃ سورہ نمبر 2 آیت نمبر 48} {سورۃ البقرۃ سورہ نمبر 2 آیت نمبر 123}

اِس کے برعکس صحیح بخاری میں ہے کہ شفاعت کے ذریعے لوگوں کو جہنّم سے نکال لیا جائے گا۔ حدیث ملاحظہ کیجیے :

حدیث:

''حضرت جابر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ والہ وسلم نے فرمایا: شفاعت کے ذریعے کچھ لوگ دَوزخ سے نکالے جائیں گے تو وہ ثعاریر کی طرح ہونگے، میں (حماد) نے پوچھا کہ ثعاریر کیا ہے؟ تو عمرو بن دینار نے فرمایا کہ سفید ککڑیاں۔ جن کے منہ جھڑ گئے ہونگے۔ میں نے عمرو بن دینار سے پوچھا کہ اے ابو محمد! کیا آپ نے حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے سنا اور اُنہوں نے نبی کریم صلی اللہ علیہ والہ وسلم کو فرماتے ہوئے سنا کہ دَوزخ سے کچھ لوگ شفاعت کے ذریعے نکالے جائیں گے، فرمایا، ہاں۔''

{صحیح بخاری جلد سوم کتاب الرقاق حدیث نمبر 1475 صفحہ نمبر 572}

ایک حدیث میں ہے کہ تمام کے تمام مسلمان شفاعت کے ذریعے دَوزخ سے نکل کر جنّت میں داخل ہو جائیں گے۔ یہ ایک کافی طویل حدیث ہے جس کا اِس موضوع سے متعلقہ حصّہ نہایت دیانتداری سے پیش کیا جاتا ہے :

حدیث:

'' پس میں (حضور صلی اللہ علیہ والہ وسلم) سب کو لے کر بارگاہِ خُداوندی کی طرف چل پڑوں گا، یہاں تک کہ میں اپنے پروردگار سے اِجازت طلب کروں گا تو مجھے اِجازت دے دی جائے گی، جب میں اپنے ربّ کو دیکھوں گا تو سجدے میں چلا جاؤں گا، پھر سجدے میں رہوں گا جب تک اللہ تعالیٰ چاہے گا۔ پھر مجھ سے فرمایا جائے گا کہ اپنا سر اُٹھائو اور مانگو تمہیں دیا جائے گا، کہو سنا جائے گا اور شفاعت کرو تمہاری شفاعت قبول کی جائے گی۔ پھر میں اپنا سر اُٹھاؤں گا اور اللہ تعالیٰ کی ایسی حمدیں بیان کروں گا جن کی مجھے تعلیم فرمائی جائے گی۔ پھر

میں شفاعت کروں گا جس کی میرے لیے ایک حد مقرر فرمادی جائے گی تو میں ایک گروہ کو جنّت میں داخل کر کے واپس لوٹ آئوں گا۔ پھر میں اپنے ربّ کو دیکھ کر حسبِ سابق کروں گا۔ حکم ہو گا کہ شفاعت کرو اور میرے لیے ایک حد مقرر فرمادی جائے گی تو میں دوسرے گروہ کو جنّت میں داخل کر کے واپس لوٹ آئوں گا۔ پھر تیسری دفعہ اِسی طرح واپس آئوں گا پھر چوتھی مرتبہ اِسی طرح واپس لوٹوں گا۔اِس کے بعد میں کہوں گا کہ اب جہنّم میں صرف وہی لوگ باقی رہ گئے ہیں جنہیں قرآنِ کریم نے روک رکھا ہے اور جن پر ہمیشہ جہنّم میں رہنا واجب ہے۔اِمام بخاری فرماتے ہیں کہ قرآنِ مجید کے روکنے سے مراد اللہ تعالیٰ کا یہ اِرشاد ہے کہ وہ جہنّم میں ہمیشہ رہیں گے۔''

{ صحیح بخاری جلد دوم کتاب التفسیر حدیث نمبر 1593 صفحہ نمبر 735}

{ صحیح بخاری جلد دوم کتاب التفسیر حدیث نمبر 1823 صفحہ نمبر 858}

{ صحیح بخاری جلد دوم کتاب الانبیاء حدیث نمبر 566 صفحہ نمبر 265}

یہ احادیث قرآنی تعلیم کے بالکل خلاف ہیں، ہمارا اِیمان ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ والہ وسلم نے قرآنِ کریم کے خلاف کچھ بھی نہیں فرمایا بلکہ یہ سب کچھ آپؐ سے غلط طور پر منسوب کر دیا گیا ہے۔

☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆

باب نمبر۔137

صحیح بخاری کے مطابق

حضرت اِبراہیمؑ کا ختنہ

ذیل میں ہم ایک حدیث پیش کر رہے ہیں جس پر ہم کوئی تبصرہ نہیں کرنا چاہتے، صرف اِتنا بتانا مقصود ہے کہ یہ روایت بھی صحیح بخاری کا حصّہ ہے :

حدیث:

" حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ والہ وسلم نے فرمایا: حضرت ابراہیم علیہ السلام نے اَسّی {80} سال کی عمر میں بسولے سے اپنا ختنہ کیا تھا۔"

{ صحیح بخاری جلد دوم کتاب الانبیاء حدیث نمبر 581 صفحہ نمبر 277}

☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆

باب نمبر۔138

صحیح بخاری کے مطابق

بیمار ہو جاؤ تو دوائی مت لو، قرآنی آیات پڑھ کر پھونکو، شفایاب ہو جاؤ گے کیونکہ یہ سُنّت ہے

قرآن کے مطابق

شفاء اللہ کے قانون کے تحت (علاج کرانے سے) ملتی ہے

قرآنِ کریم نے منافقت کو قلب کی بیماری (نفسیاتی مرض) سے تعبیر کیا ہے :

قرآن:

خَتَمَ اللہُ عَلٰی قُلُوْبِہِمْ وَعَلٰی سَمْعِہِمْ ط وَعَلٰٓی اَبْصَارِہِمْ غِشَاوَۃٌ ز وَّلَھُمْ عَذَابٌ عَظِیْمٌ ٭ وَمِنَ النَّاسِ مَنْ یَّقُوْلُ اٰمَنَّا بِاللہِ وَبِالْیَوْمِ الْاٰخِرِ وَمَا ھُمْ بِمُؤْمِنِیْنَ ٭ یُخٰدِعُوْنَ اللہَ وَالَّذِیْنَ اٰمَنُوْا ج وَمَا یَخْدَعُوْنَ اِلَّآ اَنْفُسَھُمْ وَمَا یَشْعُرُوْنَ ٭ فِیْ قُلُوْبِہِمْ مَّرَضٌ لا فَزَادَھُمُ اللہُ مَرَضًا ج وَلَھُمْ عَذَابٌ اَلِیْمٌ م لا بِمَا کَانُوْا یَکْذِبُوْنَ {2/7-10)

ترجمہ: ” اللہ نے اِن کے دِلوں اور اِن کے کانوں پر مہر لگادی ہے اور اِن کی آنکھوں پر پردہ ہے۔ اور اِن کیلئے بڑا عذاب ہے۔ اور کچھ لوگ ہیں جو کہتے ہیں ہم اِیمان لائے اللہ پر اور آخرت کے دِن پر اور وہ اِیمان لانے والے نہیں۔ وہ دھوکہ دیتے ہیں اللہ کو اور اِیمان والوں کو، حالانکہ وہ نہیں دھوکہ دیتے مگر اپنے آپ کو اور وہ نہیں سمجھتے۔ اِن کے دِلوں میں بیماری ہے، سو اللہ نے اِن کی بیماری بڑھادی، اور اِن کیلئے دردناک عذاب ہے۔“

{سورۃ البقرۃ سورہ نمبر 2 آیت نمبر 8 تا 10}

قرآن:

وَاِذَا مَآ اُنْزِلَتْ سُوْرَةٌ فَمِنْهُمْ مَّنْ يَّقُوْلُ اَيُّكُمْ زَادَتْهُ هٰذِهٖٓ اِيْمَانًا ج فَاَمَّا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا فَزَادَتْهُمْ اِيْمَانًا وَّهُمْ يَسْتَبْشِرُوْنَ ٭ وَاَمَّا الَّذِيْنَ فِيْ قُلُوْبِهِمْ مَّرَضٌ فَزَادَتْهُمْ رِجْسًا اِلٰى رِجْسِهِمْ وَمَاتُوْا وَهُمْ كٰفِرُوْنَ (9/124-125)

ترجمہ: " اور جب کوئی سورت نازل کی جاتی ہے تو ان میں سے بعض کہتے ہیں اِس نے تم میں سے کس کا اِیمان زیادہ کیا؟ سو جو لوگ اِیمان لائے، اُس نے زیادہ کر دیا ہے اُن کا اِیمان، اور وہ خوشیاں مناتے ہیں۔ اور وہ لوگ جن کے دِلوں میں بیماری ہے، اُس نے زیادہ کر دی اُن کی گندگی پر گندگی، اور وہ مرنے تک کافر ہی رہے۔"

{سورۃ التوبۃ سورہ نمبر 9 آیت نمبر 124 تا 125}

نیز دیکھیے سورۃ المائدۃ سورہ نمبر 5 آیت نمبر 41

قرآن، اِس طرح کی بیماریوں کیلئے شفا ہے :

قرآن:

وَنُنَزِّلُ مِنَ الْقُرْاٰنِ مَا هُوَ شِفَآءٌ وَّرَحْمَةٌ لِّلْمُؤْمِنِيْنَ لا وَلَا يَزِيْدُ الظّٰلِمِيْنَ اِلَّا خَسَارًا (82/17)

ترجمہ: " اور ہم قرآن نازل کرتے ہیں جو شفا اور رحمت ہے اُن کیلئے جو ایمان لائیں اور ظالموں کیلئے زیادہ نہیں ہوتا گھاٹے کا سودا۔"

{سورۃ بنی اسرائیل سورہ نمبر 17 آیت نمبر 82}

قرآن:

يٰٓاَيُّهَا النَّاسُ قَدْ جَآءَتْكُمْ مَّوْعِظَةٌ مِّنْ رَّبِّكُمْ وَشِفَآءٌ لِّمَا فِي الصُّدُوْرِ لا وَهُدًى وَّرَحْمَةٌ لِّلْمُؤْمِنِيْنَ (57/10)

ترجمہ: ” اے لوگو! تحقیق تمہارے پاس آگئی نصیحت تمہارے ربّ کی طرف سے، اور شفا اُس (رُوگ) کیلئے جو دِلوں میں ہے اور مومنوں کیلئے ہدایت و رحمت۔“

{سورۃ یونس سورہ نمبر10 آیت نمبر57}

قرآن:

وَلَوْ جَعَلْنٰهُ قُرْاٰنًا اَعْجَمِيًّا لَّقَالُوْا لَوْلَا فُصِّلَتْ اٰيٰتُهٗ ط ءَاَعْجَمِيٌّ وَّعَرَبِيٌّ ط قُلْ هُوَ لِلَّذِيْنَ اٰمَنُوْا هُدًى وَّشِفَآءٌ ط وَالَّذِيْنَ لَا يُؤْمِنُوْنَ فِيْٓ اٰذَانِهِمْ وَقْرٌ وَّهُوَ عَلَيْهِمْ عَمًى ط اُولٰٓئِكَ يُنَادَوْنَ مِنْ مَّكَانٍ م بَعِيْدٍ (44/41)

ترجمہ: ” اور اگر ہم قرآن کو عجمی زبان کا بناتے تو وہ کہتے اِس کی آیتیں کیوں نہ صاف صاف بیان کی گئیں؟ کیا کتاب عجمی اور رسول عربی؟ آپؐ فرمادیں جو اِیمان لائے یہ اُن لوگوں کیلئے ہدایت اور شفاء ہے اور جو لوگ اِیمان نہیں لاتے اُن کے کانوں میں گرانی ہے اور یہ اُن کیلئے اَندھاپن ہے (گویا) یہ لوگ پکارے جاتے ہیں کسی دُور جگہ سے۔“

{سورۃ حٰم السجدۃ سورہ نمبر41 آیت نمبر44}

جہاں تک طبعی بیماریوں کا تعلق ہے تو اُن سے اللہ کے قانون کے تحت (علاج کرانے سے) شفا ملتی ہے:

قرآن:

وَاِذَا مَرِضْتُ فَهُوَ يَشْفِيْنِ (80/26)

ترجمہ: ” اور جب میں بیمار ہوتا ہوں تو وہ (قانونِ خُداوندی) مجھے شفا دیتا ہے۔“ (سورۃ الشعراء سورہ نمبر26 آیت نمبر80)

رسول اللہ صلی اللہ علیہ والہ وسلم نے اللہ تعالیٰ کے عطا فرمودہ پیغام کو اِنسانیت تک پہنچانے کیلئے ساری عمر جدوجہد کی اور کبھی بھی ایسا نہ ہُوا کہ آپؐ نے کچھ کلمات پڑھ کر پھونک ماری ہو جس سے کوئی جنگ جیت لی ہو یا پھونک مار کر کسی کافر کو مسلمان بنالیا ہو لیکن مذہبی

پیشوائیت کواِس دھندے کیلئے بھی کوئی ثبوت چاہیے تھا، چنانچہ ایسی روایات بھی گھڑی گئیں جس سے ثابت ہو کہ (نعوذ باللہ) حضور صلی اللہ علیہ والہ وسلم دَم درود بھی کرتے تھے اور تعویز گنڈے بھی دِیا کرتے تھے۔ ملاحظہ کیجیے :

حدیث:

" حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کا بیان ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ والہ وسلم جب بیمار ہوتے تو آپؐ سورۂ فلق اور سورۂ الناس پڑھ کر اپنے اُوپر دَم کیا کرتے۔ جب آپؐ کا مرض شدّت اِختیار کر گیا تو میں اِنہیں آپؐ پر پڑھتی اور اِن کی برکت کی اُمید رکھتے ہوئے اپنا ہاتھ پھیرا کرتی۔"

{ صحیح بخاری جلد سوم کتاب التفسیر حدیث نمبر 8 صفحہ نمبر 38}

{ صحیح بخاری جلد سوم کتاب التفسیر حدیث نمبر 9 صفحہ نمبر 38}

حدیث:

" حضرت ابنِ عبّاس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ والہ وسلم، اِمام حسنؓ اور اِمام حسینؓ پر یہ کلمات پڑھ کر پھونکا کرتے اور فرماتے کہ تمہارے جدّ امجد بھی حضرت اسمٰعیل علیہ السلام اور حضرت اسحٰق علیہ السلام پر انہیں پڑھ کر دَم کیا کرتے تھے، اعوذ بکلمات اللہ التامۃ من کل شیطن و ھامۃ و من کل عین لامۃ۔"

{ صحیح بخاری جلد دوم کتاب الانبیاء حدیث نمبر 596 صفحہ نمبر 287}

☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆

باب نمبر۔139

صحیح بخاری کے مطابق

حضور صلی اللہ علیہ والہ وسلم نے بہت سے معجزے دکھائے

قرآن کے مطابق

صرف قرآن ہی معجزہ ہے

قرآنِ مجید میں ہے کہ کُفّار، حضور صلی اللہ علیہ والہ وسلم سے معجزات کا تقاضہ کرتے تھے مثلاً :

قرآن:

(1)"خُدا ہم سے خود بات کیوں نہیں کرتا۔"(سورۃ البقرۃ سورہ نمبر 2 آیت نمبر 118)

(2)"ایسی قربانی دِکھائی جائے جسے آگ کھا جائے۔"(سورۃ آل عمران سورہ نمبر 3 آیت نمبر 183)

(3)ایک لکھی لکھائی کتاب آسمان سے لائو۔"(سورۃ النساء سورہ نمبر 4 آیت نمبر 153)

(4)اِس پر فرشتہ کیوں نہیں اُترتا (جو ہمیں دکھائی دے)۔"(8/6)

(5)فرشتے اِس کے جلو میں کیوں نہیں ہوتے یا اِس کی طرف کوئی خزانہ اُتارا جاتا یا اِس کیلئے کوئی باغ ہوتا کہ وہ اِس سے کھاتا۔"(7/25-8)

(6)زمین سے کوئی چشمہ جاری کر دیں۔"(90/17)

(7)آپؐ کیلئے کوئی باغ ہو کھجوروں اور انگوروں کا اور اُس کے درمیان آپؐ بہت سی نہریں جاری کردیں۔‘‘(91/17)

(8)آسمان کو ٹکڑے ٹکڑے کر کے ہم پر گرا دیں۔‘‘(92/17)

(9)آپؐ اللہ اور فرشتوں کو ہمارے سامنے لا کھڑا کریں۔‘‘(92/17)

(10)آپؐ کیلئے کوئی سونے کا گھر ہو۔‘‘(93/17)

(11)آپؐ آسمان پر چڑھ جائیں۔‘‘(93/17)

(12)ہم آپؐ کے آسمان پر چڑھ جانے پر بھی یقین نہ کریں گے جب تک آپؐ ہم پر کوئی کتاب نہ اُتار لائیں جسے ہم خود پڑھ لیں۔‘‘ (93/17)

اللہ کا جواب :

’’اگر ہم چاہتے تو اِن پر آسمان سے کوئی ایسا معجزہ اُتارتے کہ جس کے سامنے اِن کی گردنیں خم ہو جاتیں۔‘‘

{26/4}

نیز دیکھیے(11/14) اور(78/40)

لیکن کُفّار کو درج بالا مطالبات میں سے کوئی ایک معجزہ بھی نہ دکھایا گیا بلکہ اِس کے جواب میں فرمایا :

(1)آپؐ جواب دے دیں کہ میرا پروردگار پاک ہے، میں تو صرف ایک اِنسان ہوں جو رسول بنایا گیا ہوں۔‘‘(93/17)

(2)کافر کہتے ہیں کہ اِس کے ربّ کی طرف سے کوئی نشانی (معجزہ) کیوں نہیں اُتاری گئی، بات یہ ہے کہ آپؐ تو آگاہ کرنے والے ہیں اور ہر قوم کیلئے ہادی ہیں۔‘‘(7/13)

(3)انہوں نے کہا اِس پر کچھ نشانیاں (معجزات) اِس کے ربّ کی طرف سے کیوں نہیں اُتارے گئے، آپؐ فرما دیجیے کہ نشانیاں تو سب اللہ تعالیٰ کے پاس ہیں میں تو کھلم کھلا آگاہ کر دینے والا ہوں۔‘‘(50/29)

(4) یہ تمام آیات دیکھ کر بھی اِیمان نہیں لائیں گے۔" (25/6) (58/30)

(5) اگر اِن پر فرشتے بھی نازل ہو جاتے اور مردے بھی بولنے لگ جاتے تو بھی یہ اِیمان نہ لاتے۔" (111/6)

(6) اور اگر ہم اِن پر آسمان کا کوئی دروازہ کھول دیں اور وہ اِس میں (دن بھر) چڑھتے رہیں تو (یہی) کہیں گے کہ اِس کے سوا نہیں کہ ہماری آنکھیں باندھ دی گئی ہیں بلکہ ہم جادُو زدہ ہیں۔" (15-14/15)

(7) معجزات اِس لیے نہیں دیئے جاتے کہ لوگوں نے پہلے بھی اِن کی تکذیب کی تھی۔" (59/17)(6-5/21)

قارئینِ کرام! یہ تھے قرآنی حقائق، کہ کُفّار معجزات مانگتے رہے لیکن اُنہیں کوئی معجزہ نہ دِکھایا گیا، اِس کے برعکس صحیح بخاری میں قرآن کی اِن آیات کی نفی کرتے ہوئے متعدد معجزات درج کیے گئے ہیں، ملاحظہ کیجیے :

حدیث:

1	دو مشکوں کے دہانوں پر دستِ مبارک پھیرنے سے چالیس پیاسے آدمیوں نے پانی پیا اور سب برتن بھی پانی سے بھر لیے، لیکن مشکیں پانی کی زیادتی سے اب بھی پھٹی جاتی تھیں۔ { صحیح بخاری جلد دوم کتاب الانبیاء حدیث نمبر 782 صفحہ نمبر 362}
2	خشک کنویں میں کُلی کرنے سے پانی آ گیا۔ { صحیح بخاری جلد دوم کتاب الانبیاء حدیث نمبر 788 صفحہ نمبر 365}
3	ایک برتن میں دستِ مبارک رکھنے سے تین سو {300} آدمیوں نے وُضو کر لیا۔ { صحیح بخاری جلد دوم کتاب الانبیاء حدیث نمبر 783 صفحہ نمبر 363}
4	پانی کے ایک برتن میں دستِ مبارک رکھنے سے لوگوں کی ایک جماعت نے وُضو کیا۔ { صحیح بخاری جلد دوم کتاب الانبیاء حدیث نمبر 784 صفحہ نمبر 364}
5	حضور صلی اللہ علیہ والہ وسلم نے پیالے میں موجود تھوڑے سے پانی میں اپنی چار انگلیاں ڈالیں جس سے ستّر {70} آدمیوں نے وُضو کیا۔

{صحیح بخاری جلد دوم کتاب الانبیاء حدیث نمبر 785 صفحہ نمبر 364}	
چھوٹے سے برتن میں موجود پانی میں انگلیاں ڈالنے سے اسّی {80} آدمیوں نے وُضو کیا۔ {صحیح بخاری جلد دوم کتاب الانبیاء حدیث نمبر 786 صفحہ نمبر 364}	6
ایک چھاگل میں دستِ مبارک ڈالنے سے پندرہ سو {1500} آدمیوں نے پانی پیا اور وُضو کیا۔ {صحیح بخاری جلد دوم کتاب الانبیاء حدیث نمبر 787 صفحہ نمبر 364}	7
کھانے پر کچھ پڑھا تو وہ ختم نہ ہوتا تھا ستّر {70} یا اسّی {80} افراد نے کھایا۔ {صحیح بخاری جلد دوم کتاب الانبیاء حدیث نمبر 789 صفحہ نمبر 365}	8
پانی کے برتن میں دستِ مبارک رکھنے سے پانی زیادہ ہو جاتا تھا اور کھانے کی چیزوں سے تسبیح پڑھنے کی آواز سُنا کرتے تھے۔ {صحیح بخاری جلد دوم کتاب الانبیاء حدیث نمبر 790 صفحہ نمبر 367}	9
کھجوریں ختم نہ ہوتی تھیں۔ {صحیح بخاری جلد دوم کتاب الانبیاء حدیث نمبر 791 صفحہ نمبر 367}	10
کھانا ختم نہ ہوتا تھا، ساری فوج نے کھایا۔ {صحیح بخاری جلد دوم کتاب الانبیاء حدیث نمبر 792 صفحہ نمبر 367}	11
چاند دو ٹکڑے ہو گیا۔ {صحیح بخاری جلد دوم کتاب الانبیاء حدیث نمبر 838 صفحہ نمبر 389} {صحیح بخاری جلد دوم کتاب الانبیاء حدیث نمبر 839 صفحہ نمبر 389} {صحیح بخاری جلد دوم کتاب الانبیاء حدیث نمبر 840 صفحہ نمبر 389} {صحیح بخاری جلد دوم کتاب المناقب حدیث نمبر 1050 صفحہ نمبر 472} {صحیح بخاری جلد دوم کتاب المناقب حدیث نمبر 1051 صفحہ نمبر 472} {صحیح بخاری جلد دوم کتاب المناقب حدیث نمبر 1052 صفحہ نمبر 472} {صحیح بخاری جلد دوم کتاب المناقب حدیث نمبر 1053 صفحہ نمبر 472}	12
حضور صلی اللہ علیہ والہ وسلم نے ہانڈی اور گندھے ہوئے آٹے میں لعابِ دہن ڈالا، ایک ہزار آدمیوں نے کھانا کھایا لیکن سالن اور آٹے میں ذرّہ برابر کمی نہ ہوئی۔	13

{صحیح بخاری جلد دوم کتاب المغازی حدیث نمبر 1271 صفحہ نمبر 584}	
ایک آدمی کا کھانا اسّی {80} آدمیوں نے شکم سیر ہو کر کھایا کیونکہ حضور صلی اللہ علیہ والہ وسلم نے کھانے پر کچھ پڑھا تھا۔ {صحیح بخاری جلد سوم کتاب الاطعمہ حدیث نمبر 415 صفحہ نمبر 198}	14

☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆

باب نمبر۔140

صحیح بخاری کے مطابق

سبحان اللہ پڑھنے سے گھر کا کام کاج خود بخود ہو جاتا تھا؟

قرآن کے مطابق

صرف باتیں نہیں، عمل کرو

قرآن،اِیمان کے بعد اَعمالِ صالحہ پر بہت زور دیتا ہے۔اِس کے نزدیک اِیمان بلا عمل یا عمل بلااِیمان بے فائدہ ہے۔قرآن اُن رسمی عبادات کے بھی خلاف ہے جن میں اُن کی رُوح موجود نہ ہو،اِسی لیے فرمایا گیا کہ :

قرآن:

لَيۡسَ الۡبِرَّ اَنۡ تُوَلُّوۡا وُجُوۡهَكُمۡ قِبَلَ الۡمَشۡرِقِ وَالۡمَغۡرِبِ وَلٰكِنَّ الۡبِرَّ مَنۡ اٰمَنَ بِاللّٰهِ وَالۡيَوۡمِ الۡاٰخِرِ وَالۡمَلٰٓئِكَةِ وَالۡكِتٰبِ وَالنَّبِيّٖنَ ج وَاٰتَى الۡمَالَ عَلٰى حُبِّهٖ ذَوِى الۡقُرۡبٰى وَالۡيَتٰمٰى وَالۡمَسٰكِيۡنَ وَابۡنَ السَّبِيۡلِ لا وَالسَّآئِلِيۡنَ وَفِى الرِّقَابِ ج (177/2)

”نیکی یہ نہیں کہ تم اپنا منہ مشرق یا مغرب کی طرف کر لو بلکہ نیکی یہ ہے کہ...تم اپنا مال اللہ کی محبت میں ضرورتمندوں میں خرچ کرو۔“

{سورۃ البقرۃ سورہ نمبر 2 آیت نمبر 177}

قرآن:

اَجَعَلۡتُمۡ سِقَایَۃَ الۡحَآجِّ وَعِمَارَۃَ الۡمَسۡجِدِ الۡحَرَامِ کَمَنۡ اٰمَنَ بِاللّٰہِ وَالۡیَوۡمِ الۡاٰخِرِ وَجٰھَدَ فِیۡ سَبِیۡلِ اللّٰہِ ط لَا یَسۡتَوٗنَ عِنۡدَ اللّٰہِ ط (19/9)

ترجمہ:" کیا تم نے حاجیوں کو پانی پلانا اور مسجدِ حرام کی آرائش وزیبائش کرنا اُس کے برابر ٹھہرالیا ہے جو اللہ اور یومِ آخرت پر ایمان لایا اور جہاد کیا، اللہ کے نزدیک یہ دونوں برابر نہیں۔"

{سورۃ التوبہ سورہ نمبر 9 آیت نمبر 19}

حضور صلی اللہ علیہ والہ وسلم کی سیرتِ مبارکہ سے یہ بات روزِ روشن کی طرح عیاں ہے کہ آپؐ اپنا کام خود کرنے میں خوشی محسوس کرتے تھے۔ آپؐ بکری کا دودھ خود دوھ لیتے، اپنا جُوتا خود گانٹھ لیتے، اپنے کپڑے خود سی لیتے وغیرہ۔ یہ کیسے ممکن ہے کہ آپؐ نے اپنی ساری زندگی، عملی زندگی کے طور پر گذاری ہو جبکہ دوسروں کو تعلیم یہ دیں کہ تم فلاں وظیفہ پڑھ لو تمہارا کام ہو جائے گا۔ صحیح بخاری کی درج ذیل حدیث سے تو یہی ثابت ہوتا ہے :

حدیث:

" حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا بیان ہے کہ حضرت فاطمہ علیہا السلام کو چکی پیسنے سے تکلیف ہوتی تھی۔ وہ نبی کریم صلی اللہ علیہ والہ وسلم کی خدمت میں شکایت کرنے کی غرض سے گئیں لیکن دولت خانے پر آپؐ کو نہ پایا۔ حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا موجود تھیں، اُنہیں وجہ بتادی۔ جب نبی کریم صلی اللہ علیہ والہ وسلم تشریف فرما ہوئے تو حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے حضرت فاطمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے آنے کی وجہ بتائی۔ پس نبی کریم صلی اللہ علیہ والہ وسلم ہمارے پاس تشریف لائے جبکہ ہم اپنے بستروں پر لیٹے ہوئے تھے۔ میں اُٹھنے لگا تو آپؐ نے فرمایا: اپنی اپنی جگہ رہو، پس آپؐ ہمارے درمیان رونق افروز ہوگئے، یہاں تک کہ میں نے آپؐ کے مبارک قدموں کی ٹھنڈک اپنے سینے میں محسوس کی۔ آپؐ نے فرمایا: کیا میں تمہیں ایسی چیز نہ بتادوں جو اُس سے بہتر ہے جس کا تم نے مجھ

سے سوال کیا؟ جب تم اپنے بستروں پر لیٹنے لگو تو چونتیس {34} مرتبہ اللہ اکبر، تینتیس {33} مرتبہ سبحان اللہ اور تینتیس مرتبہ الحمد للہ پڑھ لیا کرو۔ یہ تم دونوں کیلئے خادم سے بہتر ہے۔"

{ صحیح بخاری جلد دوم کتاب المناقب حدیث نمبر 902 صفحہ نمبر 421 }

{ صحیح بخاری جلد سوم کتاب النفقات حدیث نمبر 329 صفحہ نمبر 165 }

{ صحیح بخاری جلد سوم کتاب النفقات حدیث نمبر 330 صفحہ نمبر 167 }

{ صحیح بخاری جلد سوم کتاب الدعوات حدیث نمبر 1244 صفحہ نمبر 492 }

کیا اسلام ٹونے ٹوٹکوں، اوراد و وظائف اور ترکِ دنیا کی تعلیم دینے والا مذہب ہے یا ایک مکمل ضابطۂ حیات؟

کیا مذکورہ بالا وظیفہ پڑھنے سے حضرت فاطمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے گھر کا کام خود بخود ہو جاتا تھا؟

☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆

صحیح بخاری کے مطابق

بارش، نیک لوگوں کے وسیلے سے ہوتی ہے

قرآن کے مطابق

بارش اللہ کے قانون کے مطابق ہوتی ہے

قرآن میں بہت سے مقامات ایسے ہیں جہاں لفظ اللہ فاعل کے طور پر آتا ہے لیکن وہاں اللہ سے مراد اللہ کا قانون ہوتا ہے مثلاً :

قرآن:

اللہ ماں کے پیٹ میں صورتیں بناتا ہے۔(سورۃ آلِ عمران آیت نمبر 6)

اللہ لکھ لیتا ہے۔(سورۃ النساء آیت نمبر 81)

اللہ بارش برساتا ہے۔(سورۃ الانعام آیت نمبر 6)

اللہ نہریں بناتا ہے۔(سورۃ الانعام آیت نمبر 6)

اللہ باغات تیار کرتا ہے۔(سورۃ التوبہ آیت نمبر 89)

{مزید تفصیل کیلئے دیکھیے میری کتاب ''اللہ کیا کرتا ہے''}

اِسی طرح بارش کے بارے میں فرمایا کہ بارش اللہ کے قانون کے تحت ہوتی ہے {6/6۔34/31}۔آج کا معمولی پڑھا لکھا اِنسان بھی جانتا ہے کہ زمین سے پانی، بخارات کی صورت میں اُوپر فضا میں اُٹھتا ہے اور یہی بخارات {پانی سے لدی ہوئی ہوائیں} بارش کا باعث بنتی ہیں۔قرآن نے بارش کے اِس سائیکل کو سورۂ حجر میں اِس طرح بیان فرمایا ہے:

قرآن:

وَاَرْسَلْنَا الرِّيٰحَ لَوَاقِحَ فَاَنْزَلْنَا مِنَ السَّمَآءِ مَآءً فَاَسْقَيْنٰكُمُوْهُ ج وَمَآ اَنْتُمْ لَهٗ بِخٰزِنِيْنَ (22/15)

"اور ہم نے ہوائیں بھیجیں (پانی سے) بھری ہوئیں، پھر ہم نے آسمان سے پانی اُتارا، پھر وہ ہم نے تمہیں پِلایا۔"

{سورۃ الحجر سورہ نمبر 15 آیت نمبر 22}

ایک اور مقام پر فرمایا :

قرآن:

وَهُوَ الَّذِيْ يُرْسِلُ الرِّيٰحَ بُشْرًا م بَيْنَ يَدَيْ رَحْمَتِهٖ ط حَتّٰٓى اِذَآ اَقَلَّتْ سَحَابًا ثِقَالًا سُقْنٰهُ لِبَلَدٍ مَّيِّتٍ فَاَنْزَلْنَا بِهِ الْمَآءَ فَاَخْرَجْنَا بِهٖ مِنْ كُلِّ الثَّمَرٰتِ ط كَذٰلِكَ نُخْرِجُ الْمَوْتٰى لَعَلَّكُمْ تَذَكَّرُوْنَ (57/7)

ترجمہ:" اور وہی ہے جو اپنی رحمت (بارش) سے پہلے ہوائیں بطور خوشخبری بھیجتا ہے، یہاں تک کہ جب وہ بھاری بادل اُٹھا لائیں تو ہم نے اُنہیں کسی مُردہ شہر کی طرف ہانک دیا، پھر اِس سے پانی اُتارا (برسایا) پھر ہم نے نکالے اِس سے ہر قسم کے پھل، اِسی طرح ہم مُردوں کو نکالیں گے تاکہ تم غور کرو۔"

{سورۃ الاعراف سورہ نمبر 7 آیت نمبر 57}

ثابت ہوا کہ بارش اللہ کے قانون کے تحت ہوتی ہے اور اللہ کا قانون کبھی تبدیل نہیں ہوتا۔ جبکہ صحیح بخاری کی درج ذیل حدیث سے ثابت ہوتا ہے کہ بارش کیلئے کسی قانون کی نہیں بلکہ کسی نیک آدمی کے وسیلے کی ضرورت ہوتی ہے :

حدیث:

" حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ جب لوگ قحط سے دوچار ہوتے تو حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ تعالیٰ عنہ ہمیشہ حضرت عبّاس بن عبدالمطلب رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے وسیلے سے بارش کی دُعا کرتے۔ وہ کہا کرتے: اے اللہ! ہم تیرے نبی صلی اللہ علیہ والہ وسلم کے وسیلے سے بارش مانگا کرتے تھے اور اب ہم تیری بارگاہ میں اپنے نبی صلی اللہ علیہ والہ وسلم کے محترم چچا کو وسیلہ بناتے ہیں، پس ہم پر بارش برسا۔ راوی کا بیان ہے کہ بارش ہو جاتی۔"

{ صحیح بخاری جلد دوم کتاب المناقب حدیث نمبر 907 صفحہ نمبر 422 }

{ صحیح بخاری جلد اوّل ابواب الاستسقاء حدیث نمبر 953 صفحہ نمبر 439 }

امریکہ اور یورپ کے بعد حال ہی میں پاکستان میں بھی مصنوعی بارش برسانے کا کامیاب تجربہ کیا گیا ہے، یہ اِس بات کا ثبوت ہے کہ بارش جس قانون کے تحت برستی ہے اُسے معلوم کر لیا گیا ہے اور اب اُسی قانون کے تقاضے پورے کر کے اِنسان خود بارش برسا سکتا ہے۔

{ "دُعا" اور "وسیلہ" کے بارے میں تفصیل سابقہ صفحات میں گذر چکی ہے }

☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆

باب نمبر۔142

صحیح بخاری کے مطابق

غیر مسلموں کی عبادت گاہیں مسمار کر دو

قرآن کے مطابق

غیر مسلموں کی عبادت گاہوں کی حفاظت کرو

فرمانِ خُداوندی ہے :

غیر مسلموں کے عبادت خانوں کی حفاظت کرنی چاہیے :

قرآن:

وَلَوۡلَا دَفۡعُ اللّٰهِ النَّاسَ بَعۡضَهُمۡ بِبَعۡضٍ لَّهُدِّمَتۡ صَوَامِعُ وَبِيَعٌ وَّصَلَوٰتٌ وَّمَسٰجِدُ يُذۡكَرُ فِيۡهَا اسۡمُ اللّٰهِ كَثِيۡرًا

ط(40/22)

ترجمہ:" اگراللہ دفع (منع) نہ کرتا لوگوں کوایک دوسرے سے، توصومعے (راہبوں کے خلوت خانے) اور (نصاریٰ کے) گرجے اور (یہود کے) عبادت خانے اور (مسلمانوں کی) مسجدیں ڈھادی جاتیں جن میں اللہ کا نام بکثرت لیا جاتا ہے۔"

{سورۃ الحج سورہ نمبر22 آیت نمبر40}

دشمن کے ساتھ بھی اِنصاف کرو :

قرآن:

وَلَا یَجۡرِمَنَّکُمۡ شَنَاٰنُ قَوۡمٍ عَلٰۤی اَلَّا تَعۡدِلُوۡا ط اِعۡدِلُوۡا قف ھُوَ اَقۡرَبُ لِلتَّقۡوٰی ز (8/5)

ترجمہ: ''کسی قوم کی دشمنی تمہیں اِس پر نہ اُبھارے کہ اِنصاف نہ کرو، اِنصاف کرو، یہ تقوے کے زیادہ قریب ہے۔''

{سورۃ المائدۃ سورہ نمبر 5 آیت نمبر 8}

غیر مسلموں کے خُداؤں کو گالی بھی مت دو :

قرآن:

وَلَا تَسُبُّوا الَّذِیۡنَ یَدۡعُوۡنَ مِنۡ دُوۡنِ اللّٰہِ فَیَسُبُّوا اللّٰہَ عَدۡوًا م بِغَیۡرِ عِلۡمٍ ط (108/6)

ترجمہ: '' غیر مسلموں کے خُدائوں کو گالی مت دو، وہ جہالت میں تمہارے خُدا کو گالی دیں گے۔''

{سورۃ الانعام سورہ نمبر 6 آیت نمبر 108}

غیر مسلم پناہ مانگیں تو اُنہیں پناہ دو :

قرآن:

وَاِنۡ اَحَدٌ مِّنَ الۡمُشۡرِکِیۡنَ اسۡتَجَارَکَ فَاَجِرۡہُ حَتّٰی یَسۡمَعَ کَلٰمَ اللّٰہِ ثُمَّ اَبۡلِغۡہُ مَاۡمَنَہٗ ط (6/9)

ترجمہ: '' اگر مشرکین میں سے بھی کوئی آپ سے پناہ مانگے تو اُسے پناہ دے دو یہاں تک کہ وہ سُن لے اللہ کا کلام (اور صرف یہی نہیں بلکہ) پھر اسے اس کی امن کی جگہ بھی پہنچا کر آئو۔''

{سورۃالتوبہ سورہ نمبر9آیت نمبر6}

اللہ، پُرامن کافروں سے دوستی کرنے سے تمہیں منع نہیں کرتا

قرآن:

لَا يَنْهٰىكُمُ اللّٰهُ عَنِ الَّذِيْنَ لَمْ يُقَاتِلُوْكُمْ فِى الدِّيْنِ وَلَمْ يُخْرِجُوْكُمْ مِّنْ دِيَارِكُمْ اَنْ تَبَرُّوْهُمْ وَتُقْسِطُوْٓا اِلَيْهِمْ ط اِنَّ اللّٰهَ يُحِبُّ الْمُقْسِطِيْنَ(8/60)

ترجمہ: ”اللہ اُن کافروں سے دوستی کرنے سے تمہیں منع نہیں کرتا جنہوں نے تم سے دِین کے بارے میں لڑائی نہیں لڑی اور نہ تمہیں گھروں سے نکالا ہے، اُن سے انصاف کرو، بے شک اللہ انصاف کرنے والوں کو پسند کرتا ہے۔“

{سورۃالممتحنہ سورہ نمبر60آیت نمبر8}

کسی اِنسان کو ناحق قتل نہ کرو :

قرآن:

وَلَا تَقْتُلُوا النَّفْسَ الَّتِىْ حَرَّمَ اللّٰهُ اِلَّا بِالْحَقِّ ط

نیز دیکھیے {33/17} {68/25} {6/151}

ترجمہ: ”کسی اِنسان کو ناحق قتل نہ کرو“

{سورۃالانعام سورہ نمبر6آیت نمبر151}

ایک اِنسان کا قتل، پوری اِنسانیت کے قتل کے مترادف ہے :

قرآن:

اَنَّهٗ مَنْ قَتَلَ نَفْسًا م بِغَيْرِ نَفْسٍ اَوْفَسَادٍ فِي الْاَرْضِ فَكَاَنَّمَا قَتَلَ النَّاسَ جَمِيْعًا ط (32/5)

ترجمہ: ’’جس نے کسی ایک شخص کو بھی ناحق قتل کر دیا، اُس نے گویا تمام جہان کے لوگوں کو قتل کر دیا۔‘‘

{سورۃ المائدہ سورہ نمبر 5 آیت نمبر 32}

جو دِین غیر مسلموں کے خُدائوں کو گالی دینے سے بھی منع کرتا ہے، کیا اُس کی تعلیم یہ ہو سکتی ہے کہ اُن کے عبادت خانے مسمار کر دیئے جائیں۔ حدیث میں آتا ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ والہ وسلم نے خُود حکم دیا کہ فلاں عبادت خانے کو مسمار کر دو چنانچہ ایسا ہی کیا گیا بلکہ اِس سے بھی دو ہاتھ آگے۔ یعنی جس آدمی کے ذِمّے یہ ’’کام‘‘ لگایا گیا، اُس نے اُس عبادت خانے کے قریب کھڑے تمام لوگوں کو قتل کر دیا۔ حضور صلی اللہ علیہ والہ وسلم، عبادت خانے کی مسماری اور لوگوں کے قتل پر بہت خوش ہوئے اور قاتل کیلئے دُعا فرمائی (نقلِ کفر کفر نہ باشد)۔ حدیث کے الفاظ یہ ہیں :

حدیث:

’’حضرت جریر بن عبداللہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے بواسطہ قیس روایت ہے کہ زمانہَ جاہلیت میں ایک گھر تھا جسے ذُوالخلصہ کہا جاتا تھا۔ بعض لوگ اُسے کعبہَ یمانیہ اور کعبہَ شامیہ بھی کہتے تھے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ والہ وسلم نے ایک دفعہ مجھ سے فرمایا: کیا تم ذُوالخلصہ کے بارے میں مجھے راحت پہنچاؤ گے؟ وہ فرماتے ہیں کہ میں قبیلہَ احمس کے ڈیڑھ سو سوار لے کر اُس کی جانب روانہ ہوا اور جا کر اُسے توڑ پھوڑ دیا اور جتنے آدمی اُس کے قریب ملے اُن سب کو تہہِ تیغ کر دیا، پس ہم نے آکر جب اِس کارگذاری کی آپؐ کو خبر دی تو آپؐ نے ہمارے اور قبیلہَ احمس والوں کیلئے دُعا کی۔‘‘

{صحیح بخاری جلد دوم کتاب المناقب حدیث نمبر 1009 صفحہ نمبر 455}

{صحیح بخاری جلد دوم کتاب المغازی حدیث نمبر 1483 صفحہ نمبر 682}

{صحیح بخاری جلد دوم کتاب المغازی حدیث نمبر 1484 صفحہ نمبر 682}

{صحیح بخاری جلد دوم کتاب المغازی حدیث نمبر 1485 صفحہ نمبر 683}

☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆

باب نمبر۔143

صحیح بخاری کے مطابق

حضور صلی اللہ علیہ والہ وسلم، اُمّت کو قرآن محفوظ حالت میں نہیں دے کر گئے

قرآن کے مطابق

حضور صلی اللہ علیہ والہ وسلم، اُمّت کو قرآن محفوظ حالت میں دے کر گئے تھے

قرآنِ حکیم میں اللہ تعالیٰ نے قرآن کو ڈیڑھ سو سے زائد مقامات پر کتاب یا الکتاب کہہ کر پکارا ہے۔اِس کا مادہ {ک۔ت۔ب} ہے۔لغات القرآن میں ہے کہ عرب اپنی اعلیٰ نسل کی اُونٹنیوں کی شرمگاہ میں لوہے کا چھلہ سا ڈال دیتے تھے تاکہ وہ ہر قسم کے اُونٹوں سے حاملہ نہ ہونے پائیں، اسے کَتَبَ النَّاقۃ کہتے تھے(ابنِ فارس نے بھی اِس معنی کی تائید کی ہے)۔اِسی طرح جب وہ اُونٹنی کے نتھنوں کو چمڑے کے باریک تسمے سے سی کر بند کر دیتے تھے تاکہ وہ اپنے بچے کو سونگھ نہ سکے تو اُسے بھی کَتَبَ کہتے تھے {تاج العروس}۔اِسی سے مشکیزہ یا بوری کے منہ کو سی کر بند کر دینے کیلیئے بھی کَتَبَ کہتے تھے، یہیں سے لفظ کتَابٌ ہے جس سے مراد منتشر اوراق کی حلقہ بندی کر کے اِنہیں اِس طرح مجتمع اور یکجا کر دینا تھا جس طرح بوری میں سامان بند کر کے اسے اُوپر سے سی دیا جاتا ہے۔اس سے کتَابٌ کا مفہوم واضح ہو جاتا ہے۔تفسیر المنار جلد اوّل میں ہے کہ:''کتاب بمعنی مَکتُوبٌ ہے، یہ اِسمِ جنس ہے اُن چیزوں کیلیئے جو لکھی جائیں۔''قرآن کو لکھ کر محفوظ کرنے والوں کے بارے میں اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ یہ بڑے بزرگ اور نیکو کار لوگ ہیں {80/15-16} یہ لوگ کس چیز پر لکھتے تھے؟

قرآن میں ہے: وَالطُّورِ ۙ وَكِتَابٍ مَّسْطُورٍ ۙ فِي رَقٍّ مَّنشُورٍ (52/1-3)

عربوں کے ہاں کسی اہم تحریر کو محفوظ کرنے کا طریقہ یہ تھا کہ وہ ہرن کی کھال کو کسی مخصوص طریقے سے صاف کر کے اُسے ورق کی شکل دے دیتے تھے، اُسے وہ ''رَقّہ'' کہتے تھے {قرآن میں ہے رَقٍّ مَّنشُور}۔اِن سطور سے ہم اِس نتیجے پر پہنچتے ہیں کہ قرآنِ کریم، نبی

کریم صلی اللہ علیہ والہ وسلم کے زمانے میں ” رق“ کے اوراق پر مشتمل کتاب کی صورت میں موجود تھا، لیکن قرآن کے متعلق شکوک و شبہات پیدا کرنے کیلئے ایسی روایات گھڑی گئیں جن سے یہ ثابت ہوتا ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ والہ وسلم (نعوذ باللہ) اُمّت کو قرآن ہڈی ، کھال، کھجور کے پتّوں وغیرہ کی صورت میں غیر محفوظ حالت میں دے کر گئے تھے، جس کا نتیجہ یہ ہوا کہ جامعینِ قرآن نے قرآن کے بعض حصّے دانستہ قرآن میں شامل نہ کیے {موطا} بعض حصّے بکری کی خوراک بن گئے {ابنِ ماجہ} اور بعض ناسخ و منسوخ عقیدے کی نذر ہو گئے۔ ذیل میں ہم صرف وہ حدیث پیش کر رہے ہیں جس سے ثابت ہوتا ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ والہ وسلم کے بعد قرآن کی کیا حالت تھی اور اُسے کس طرح جمع کیا گیا۔ یہ کافی لمبی حدیث ہے جس میں بیان کیا گیا ہے کہ جنگِ یمامہ کے دوران حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو بڑی مشکل سے اِس بات پر راضی کیا کہ قرآنِ مجید کو لکھوالیا جائے، حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے کتابتِ قرآن کیلئے حضرت زید بن ثابت رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو یہ ذمہ داری سونپی اور اُنہوں نے بھی بہ مشکل یہ ذمہ داری قبول کی...طویل حدیث کے مفہوم کے بعد بخاری کی اِس حدیث کے اصل الفاظ ملاحظہ کیجیے :

حدیث:

”(حضرت زید رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں) پس میں اِس کام کیلئے کمرِ ہمّت باندھ کر کھڑا ہو گیا اور قرآن مجید کی تلاش شروع کر دی، پس اِسے ہڈی، کھال، کھجور کی شاخ کے پٹھے اور لوگوں کے سینوں سے لے کر جمع کیا، یہاں تک کہ مجھے سورۂ توبہ کی دو آیتیں حضرت خزیمہ انصاریؓ سے ملیں اور اُن کے علاوہ اور کسی کے پاس نہ تھیں یعنی: لَقَدْ جَاءَكُمْ رَسُولٌ مِّنْ أَنفُسِكُمْ عَزِيزٌ عَلَيْهِ مَا عَنِتُّمْ حَرِيصٌ عَلَيْكُم بِالْمُؤْمِنِينَ رَءُوفٌ رَّحِيمٌ ۔ فَإِن تَوَلَّوْا فَقُلْ حَسْبِيَ اللَّهُ لَا إِلَٰهَ إِلَّا هُوَ عَلَيْهِ تَوَكَّلْتُ وَهُوَ رَبُّ الْعَرْشِ الْعَظِيمِ {9/128-129} چنانچہ قرآنِ کریم کا جمع کردہ نسخہ حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے پاس رہا، یہاں تک کہ اُنہوں نے وفات پائی پھر حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے پاس رہا یہاں تک کہ اُنہیں بھی اللہ تعالیٰ نے اپنے پاس بُلالیا۔ پھر حضرت حفصہ بنتِ عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے پاس رہا۔“

{صحیح بخاری جلد دوم کتاب التفسیر حدیث نمبر 1790 صفحہ نمبر 835}

{صحیح بخاری جلد دوم کتاب التفسیر حدیث نمبر 2095 صفحہ نمبر 1026}

☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆

باب نمبر۔144

صحیح بخاری کے مطابق

مبہم گفتگو

قرآن کے مطابق

ہمیشہ صاف، سیدھی اور واضح بات کرو

فرمانِ خُداوندی ہے :

قرآن:

يٰۤاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوا اتَّقُوا اللّٰهَ وَقُوْلُوْا قَوْلًا سَدِيْدًا (70/33)

ترجمہ: " اے اِیمان والو! اللہ سے ڈرو اور سیدھی بات کہو۔"

{سورۃالاحزاب سورہ نمبر33آیت نمبر70}

قرآن:

فَلْيَتَّقُوا اللّٰهَ وَلْيَقُوْلُوْا قَوْلًا سَدِيْدًا (9/4)

ترجمہ: " پس چاہیے کہ وہ اللہ سے ڈریں اور چاہیے کہ بات کہیں سیدھی۔"

{سورۃالنساء سورہ نمبر4آیت نمبر9}

قرآن نے گفتگو کے دوران ”قولاً سدیداً “ کو ملحوظ رکھنے کا حکم دیا ہے جس کے معنی ہیں نہایت متوازن، سیدھی، صاف بات، جس بات میں کوئی خلا باقی نہ رہے، قرآنِ حکیم کی تعلیم یہ ہے کہ کبھی مبہم، پُر پیچ و خم، ذُو معنی، ٹیڑھی میڑھی بات نہ کرو۔ ہمیشہ سیدھی، صاف ، واضح، محکم، متوازن اور ٹھیک ٹھیک معنے بتادینے والی بات کرو۔ ایسی بات جس کا تعلق براہِ راست صحیح مقصد سے ہو۔ لایعنی اور بے فائدہ نہ ہو۔

لیکن صحیح بخاری کی درج ذیل حدیث میں اُمّ المومنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کو مندرجہ بالا قرآنی آیات کی خلاف ورزی کرتے ہوئے دکھایا گیا ہے :

حدیث:

” عروہ بن زبیر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے روایت کی ہے کہ وہ عرض گذار ہوئیں: یارسول اللہ صلی اللہ علیہ والہ وسلم ! اگر آپؐ ایسی وادی میں اُتریں جہاں بہت سے درخت ہوں لیکن اُن کے پتے چرا لیے گئے ہوں اور ایک درخت آپؐ ایسا بھی پائیں جس کے پتے چرائے نہ گئے ہوں تو آپؐ اپنے اُونٹ کو کس درخت سے چرائیں گے ؟ فرمایا اس درخت سے جس کے پتے چرائے نہیں گئے۔ حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کی مراد یہ تھی کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ والہ وسلم نے اُن کے سوا کسی کنواری لڑکی سے نکاح نہیں کیا تھا۔“

{ صحیح بخاری جلد سوم کتاب النکاح حدیث نمبر 68 صفحہ نمبر 60}

☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆

باب نمبر۔145

صحیح بخاری کے مطابق

سالی سے زِنا کرنے پر بیوی حرام نہیں ہو گی

قرآن کے مطابق

زِنا ایک جرم ہے جس کی سزا سو کوڑے ہیں(2/24)

درج ذیل حدیث سے صحیح بخاری کا مقام واضح ہوتا ہے :

حدیث:

" عکرمہ نے حضرت ابنِ عبّاس رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا قول نقل کیا کہ جب کوئی اپنی سالی سے زِنا کرے تو بیوی اس پر حرام نہیں ہو گی۔"

ابو نصر نے حضرت ابنِ عبّاس رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے حوالے سے کہا ہے کہ حرام ہو جائے گی جبکہ ابو نصر کا حضرت ابنِ عبّاس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے سماع ثابت نہیں ہے۔

عمران بن حصین، جابر بن زید، حسن بصری اور بعض اہلِ عراق سے مروی ہے کہ حرام ہو جائے گی۔

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا قول ہے کہ حرام نہیں ہو گی جب تک اُس کے ساتھ مجامعت نہ کرے۔

سعید بن مسیب، عروہ اور زہری نے اِس کو جائز رکھا ہے۔

زہری نے حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا قول بیان کیا ہے کہ حرام نہیں ہو گی جبکہ یہ قول مرسل ہے۔"

{ صحیح بخاری جلد سوم کتاب النکاح باب نمبر 54 صفحہ نمبر 70}

مذہبی پیشوائیت کا اِصرار ہے کہ شادی شدہ زانی کی سزا رجم ہے جبکہ اِس حدیث سے بھی ثابت ہوتا ہے کہ زانی کی سزا رجم نہیں کیونکہ اگر زانی کی سزا رجم ہوتی تو سالی سے زنا کے بعد بیوی کے حلال یا حرام ہونے کا مسئلہ ہی پیش نہیں آسکتا کیونکہ زانی نے تو رجم ہو کر ہلاک ہو جانا تھا۔

☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆

باب نمبر۔146

صحیح بخاری کے مطابق

حدیث یا عورتوں کی آپ بِیتیاں

قارئین کرام! ملاحظہ کیجیے یہ وہ صحیح بخاری ہے جس کی ایک حدیث کااِنکار کرنا کفر سمجھا جاتا ہے :

حدیث:

" عروہ کابیان ہے کہ حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالٰی عنہانے فرمایا کہ گیارہ عورتوں نے ایک جگہ بیٹھ کر آپس میں عہد معاہدہ کیا کہ اپنے اپنے خاوند کی کوئی ذرا سی بات بھی نہیں چھپائیں گی،

پہلی عورت :

اُن میں سے ایک عورت نے کہا کہ میرا خاوند دُبلے پتلے اُونٹ کے گوشت کی طرح ہے جو پہاڑ کی چوٹی پر رکھا ہوا ہو۔نہ اُس تک پہنچنا ہی کوئی آسان کام اور نہ وہ اتنا عُمدہ جس کی خاطر کوئی اِتنی تکلیف اُٹھائے۔

دوسری عورت :

دوسری کہنے لگی کہ میں تو اپنے خاوند کا ذِکر کرتے ہوئے ڈرتی ہوں کہ اگر میں نے اُس کا ذِکر کیا تو اُسے چھوڑ نہ دوں، ورنہ مجھے اُس کی تمام ظاہر اور پوشیدہ خامیوں کا علم ہے۔

تیسری عورت :

تیسری نے کہا کہ میرا خاوند ایک لمبا تڑنگا اِنسان ہے، اگر اُس کی خامیاں بیان کروں تو طلاق دے دی جائے گی اور اگر بیان نہ کروں تو مجھے لٹکا یا ہوا ہے۔

چوتھی عورت :

چوتھی نے کہا کہ میرا خاوند وادئ تہامہ کی آب و ہوا کے مانند معتدل ہے، نہ گرم نہ سرد، نہ ڈرتا ہے اور نہ اُکتاتا ہے۔

پانچویں عورت

پانچویں نے کہا کہ میرا خاوند گھر میں چِیتا اور باہر شیر ہے، جو کہتا ہے اُس کے بارے میں پوچھتا بھی نہیں۔

چھٹی عورت

چھٹی عورت نے کہا کہ میرا خاوند کھانے بیٹھے تو سارا ہی چٹ کر جائے، پینے لگے تو ایک قطرہ باقی نہ چھوڑے، سونے لگے تو اکیلا ہی پڑ رہتا ہے، نہ مجھے ہاتھ لگاتا ہے اور نہ کبھی میرا حال پوچھتا ہے۔

ساتویں عورت :

ساتویں کہنے لگی کہ میرا خاوند جاہل، نادان اور کاہل اِنسان ہے، میرے اُوپر اوندھا پڑ رہتا ہے۔ دُنیا بھر کے سارے عیب اُس کی ذات میں جمع ہیں، ذرا سی بات پر سر پھوڑ دے یا ہاتھ توڑ ڈالے اور چاہے تو دونوں کام کر گذرے۔

آٹھویں عورت :

آٹھویں نے کہا کہ میرے خاوند کا چھونا، خرگوش کے چھونے کی طرح ہے لیکن اُس کی خوشبو زعفران جیسی ہے۔

نویں عورت :

نویں عورت نے کہا کہ میرے خاوند کا مکان عالیشان ہے، اُس کے قریب ہی پنچائیت گھر ہے۔

دسویں عورت :

دسویں نے کہا کہ میرے خاوند کا نام مالک ہے اور کیسا مالک ؟ وہ ہر خیر وخوبی والا ہے، اُس کے پاس بہت سارے اُونٹ ہیں جو جابجا گھر کے اِرد گرد بیٹھے رہتے ہیں۔ مہمانوں کیلئے اُونٹ ذِبح کرواتا ہے۔ جہاں وہ گھنٹی کی آواز سُنتے ہیں تو اُنہیں اپنے ذِبح ہونے کا یقین ہو جاتا ہے۔

گیارھویں عورت :

گیارھویں عورت کہنے لگی کہ میرے خاوند کا نام ابوزرع ہے۔ ابوزرع کا کیا پوچھنا، اُس نے زیورات سے میرے کانوں کو جھُکا دیا، کھلا پلا کر میرے بازوئوں کو چربی سے موٹا کر دیا کہ میں اپنے موٹاپے کو محسوس کرنے لگی۔ شادی سے پہلے چند بھیڑ بکریوں کے سہارے میں مشکل سے گذراوقات کر رہی تھی لیکن ابوزرع نے مجھے بکثرت گھوڑوں، اُونٹوں اور کھیتوں کا مالک بنا دیا، اِتنی جائداد کا مالک ہونے پر بھی اُس کا مزاج بہت عمُدہ ہے، میں بات کرتی ہوں تو وہ کبھی بُرا نہیں مناتا، سو جاؤں تو خواہ صبح تک سوتی رہوں لیکن کبھی نہیں جگاتا۔ اپنی مرضی کے مطابق کھاتی پیتی ہوں۔ ابوزرع کی والدہ یعنی میری ساس صاحبہ کا کیا کہنا، اُس کے صندوق بھرے رہتے ہیں اور گھر کشادہ ہے۔ ابوزرع کا بیٹا نہایت نازک اَندام پتلا اور چھریرہ جسم۔ کم خوراک اِتنا کہ چوماہی بکری کی ایک ہی دستی میں شکم سیر ہو جائے۔ ابوزرع کی بیٹی کی کیا بات ہے۔ باپ اور ماں کی لاڈلی اور فرمانبردار ہے لیکن سوکن کے دِل کی جلن ہے۔ ابوزرع کی لونڈی کا بھی کیا کہنا، ہماری باتوں کو اِدھر اُدھر نہیں پھیلاتی اور نہ گھر کے کسی راز کو فاش کرتی ہے، کوئی چیز چُرا کر نہیں کھاتی اور گھر کی پوری طرح صفائی رکھتی ہے اور گھر کو صاف سُتھرا رکھنے میں کوئی دقیقہ فرو گزاشت نہیں کرتی۔ اُس کا بیان ہے کہ ایک روز ابوزرع ایسے وقت گھر سے باہر نکلا کہ میں دودھ سے مکھن نکال رہی تھی، اُسے ایک عورت ملی جس کے چیتے کے بچوں کی طرح دو بچے تھے جو اُس کے زیرِ بغل پستانوں سے کھیلتے ہوئے دُودھ پی رہے تھے۔ پس اُس نے مجھے طلاق دے کر اُس عورت کے ساتھ نکاح کر لیا۔ اِس کے بعد ناچار میں نے ایک ایسے شخص سے نکاح کر لیا جو بہترین گھڑ سوار اور نیزہ بازی کا شائق تھا، اُس نے مجھے بہت سے جانور اور ہر قسم کے اسباب سے ایک جوڑا دیا، اُس نے مجھے اِجازت دی کہ جتنا چاہو کھاؤ پیو اور اپنے عزیز واقارب کو بھی کھلاؤ، لیکن اُس نے جتنا مال مجھے دیا اُس کے ساتھ تو ابوزرع کا ایک برتن بھی نہیں بھرے گا۔ حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کا بیان ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ والہ وسلم نے فرمایا کہ میں بھی تمہارے لیے اسی طرح ہوں جیسے اُمِّ زرع کیلئے ابوزرع تھا۔"

{ صحیح بخاری جلد سوم کتاب النکاح حدیث نمبر 174 صفحہ نمبر 100 }

☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆

باب نمبر۔147

صحیح بخاری کے مطابق

عورت طلاق سے بچنے کیلئے مرد کو خلافِ قرآن کام کرنے کی درخواست کرے

قرآن کے مطابق

کلام اللہ کی مخالفت کسی صورت جائز نہیں

قرآنِ حکیم میں اِرشادِ باری تعالٰی ہے :

قرآن:

وَاِنِ امْرَاَةٌ خَافَتْ مِنْ م بَعْلِهَا نُشُوْزًا اَوْ اِعْرَاضًا فَلَا جُنَاحَ عَلَيْهِمَآ اَنْ يُّصْلِحَا بَيْنَهُمَا صُلْحًا ط وَالصُّلْحُ خَيْرٌ ط

(128/4)

ترجمہ:" اور اگر کوئی عورت ڈرے اپنے خاوند کی طرف سے زیادتی یا بے رغبتی سے تو اُن دونوں پر گناہ نہیں کہ آپس میں صلح کر لیں اور صلح بہتر ہے۔"

{سورۃ النساء سورہ نمبر 4 آیت نمبر 128}

اِس آیت میں اللہ تعالٰی نے عورت کو خاوند کی "زیادتی اور بے رغبتی" ختم کرنے کا حل بتایا ہے کہ دونوں صلح کر لیں۔ اللہ تعالٰی مرد کی زیادتی اور بے رغبتی ختم کرنا چاہتا ہے لیکن صحیح بخاری کی درج ذیل حدیث میں عورت کو حکم دیا جا رہا ہے کہ وہ گویا اپنے خاوند سے

درخواست کرے کہ مہربانی فرما کر آپ مجھ پر زیادتی (نان نفقہ کی بندش) اور بے رغبتی (باری کا خاتمہ) فرما کر اِحسانِ عظیم کریں۔ ملاحظہ کیجیے صحیح بخاری کے الفاظ :

حدیث:

" حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے فرمایا اُس عورت کے بارے میں جس کا شوہر اُسے رکھنا نہ چاہے بلکہ طلاق دے کر دوسری عورت سے نکاح کرنا چاہے، اُس وقت وہ عورت اُس سے کہے کہ آپ مجھے اپنے پاس رکھیں، طلاق نہ دیں پھر دوسری عورت سے نکاح بھی کر لیں اور میں اپنا نان نفقہ نیز باری میں معاف کرتی ہوں۔"

{ صحیح بخاری جلد سوم کتاب النکاح حدیث نمبر 191 صفحہ نمبر 110 }

اِس حدیث میں آپ نے غور فرمایا کہ عورت کو پہلا مشورہ یہ دیا جا رہا ہے کہ وہ یہ کہے کہ "میں نے اپنا نان نفقہ معاف کیا" جبکہ قرآنِ مجید میں ہے کہ "مردوں کے ذِمہ یہ ہے کہ وہ عورتوں کی ضروریاتِ زندگی کے کفیل ہوں۔" {34/4} اور دوسری ہدایت عورت کو یہ کی جا رہی ہے کہ وہ کہے کہ "میں نے اپنی باری معاف کی۔" گویا عورت اپنے خاوند کو "بے رغبتی" کی دعوت دے رہی ہے جبکہ قرآن کا فرمان ہے کہ میاں بیوی کا رشتہ ایسا ہونا چاہیے جیسے جسم اور لباس کا رشتہ ہوتا ہے۔ {187/2} دوسری جگہ اِرشاد ہوتا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے میاں بیوی کا رشتہ بنایا ہی اِس لیے ہے کہ یہ باہم پُر سکون زندگی بسر کریں۔ {21/30} نیز عورت کے جنسی حقوق کو روک دینا ایک سزا کے طور پر آیا ہے، اللہ نے فرمایا: وَاللَّاتِي تَخَافُونَ نُشُوزَهُنَّ فَعِظُوهُنَّ وَاهْجُرُوهُنَّ فِي الْمَضَاجِعِ {34/4} ترجمہ: "اور جن عورتوں کی بدخوئی کا تمہیں ڈر ہو، پس اُنہیں سمجھاؤ اور خواب گاہوں میں اُن کو تنہا چھوڑ دو۔"

☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆

باب نمبر۔148

صحیح بخاری کے مطابق

جُوؤں کا کَفّارہ دو

صحیح بخاری کی ایک حدیث ملاحظہ فرمایئے :

حدیث:

” حضرت کعب بن عجرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا کہ میں نبی کریم صلی اللہ علیہ والہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوا تو آپؐ نے فرمایا: نزدیک آؤ۔ میں نزدیک ہوا تو فرمایا: کیا یہ جوئیں تمھیں تکلیف دیتی ہیں؟ میں عرض گذار ہوا کہ ہاں۔ فرمایا کہ اِس کا روزے یا خیرات یا قربانی سے فدیہ دے دو۔ ابو شہاب کو ابنِ عون نے ایوب کے حوالے سے بتایا کہ تین دن کے روزے، بکری کی قربانی اور چھ مسکینوں کا کھانا۔“

{ صحیح بخاری جلد سوم کتاب الایمان والنذور حدیث نمبر 1612 صفحہ نمبر 626}

☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆

باب نمبر۔149

صحیح بخاری کے مطابق

ایک راوی تو یقینا جھوٹا ہے

اللہ تعالیٰ نے قرآنِ مجید میں اِرشاد فرمایا کہ :

قرآن:

وَلَا تَقْفُ مَا لَيْسَ لَكَ بِهٖ عِلْمٌ ؕ اِنَّ السَّمْعَ وَالْبَصَرَ وَالْفُؤَادَ كُلُّ اُولٰٓئِكَ كَانَ عَنْهُ مَسْئُوْلًا (36/17)

ترجمہ: " جس بات کی تجھے خبر ہی نہ ہو اُس کے پیچھے مت پڑ۔ کیونکہ کان اور آنکھ اور دِل، اِن میں سے ہر ایک سے پوچھ گچھ کی جانے والی ہے۔"

{سورۃ بنی اسرائیل سورہ نمبر 17 آیت نمبر 36}

قرآن:

وَيَجْعَلُوْنَ لِلّٰهِ مَا يَكْرَهُوْنَ وَتَصِفُ اَلْسِنَتُهُمُ الْكَذِبَ اَنَّ لَهُمُ الْحُسْنٰى ؕ لَا جَرَمَ اَنَّ لَهُمُ النَّارَ وَاَنَّهُمْ مُّفْرَطُوْنَ (62/16)

ترجمہ: " اور وہ اللہ کیلئے ٹھہراتے ہیں جو اپنے لیے ناپسند کرتے ہیں اور اُن کی زبانیں جھوٹ بیان کرتی ہیں کہ اُن کیلئے بھلائی ہے، لازمی بات ہے کہ اُن کیلئے جہنّم ہے، بے شک وہ (جہنّم میں) آگے بھیجے جائیں گے۔"

{سورۃ النحل سورہ نمبر 16 آیت نمبر 62}

قرآن:

وَلَا تَقُوْلُوْا لِمَا تَصِفُ اَلْسِنَتُكُمُ الْكَذِبَ هٰذَا حَلٰلٌ وَّهٰذَا حَرَامٌ لِّتَفْتَرُوْا عَلَى اللّٰهِ الْكَذِبَ ط اِنَّ الَّذِيْنَ يَفْتَرُوْنَ عَلَى اللّٰهِ الْكَذِبَ لَا يُفْلِحُوْنَ (116/16)

ترجمہ: ''کسی چیز کو اپنی زُبان سے جھوٹ موٹ نہ کہہ دیا کرو کہ یہ حلال ہے اور یہ حرام ہے کہ اللہ پر جھوٹ بہتان باندھ لو، سمجھ لو کہ اللہ تعالیٰ پر بہتان بازی کرنے والے کامیابی سے محروم ہی رہتے ہیں۔''

{سورۃ النحل سورہ نمبر 16 آیت نمبر 116}

جھوٹ سے متعلق اِس وقت میرے سامنے قرآنِ کریم کی ایک سو چوالیس آیات موجود ہیں لیکن سمجھدار اور حق کو قبول کر لینے کا ذہن رکھنے والوں کیلئے ایک آیت بھی کافی ہوتی ہے۔اِن تمام آیات میں جھوٹ سے بچنے کا درس دیا گیا ہے۔ذیل میں دو روایات پیش کی جارہی ہیں جن میں سے ایک میں کہا گیا ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ والہ وسلم نے ایک عورت سے فرمایا کہ میرے لیے منبر بنوادو اور دوسری روایت میں آتا ہے کہ عورت نے حضور صلی اللہ علیہ والہ وسلم سے درخواست کی کہ کیا میں آپؐ کیلئے منبر نہ بنوادوں جس پر آپؐ بیٹھا کریں؟ان دونوں روایتوں کے راویوں میں سے ایک تو لازماً جھوٹا ہے۔جبکہ صحیح بخاری کی تمام احادیث کے صحیح ہونے پر اصرار کیا جاتا ہے۔

ملاحظہ کیجیے :

حدیث:

''ابو حازم سے روایت ہے کہ حضرت سہل رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ والہ وسلم نے ایک عورت کیلئے پیغام بھیجا کہ اپنے بڑھئی غلام کو حکم دو کہ میرے لیے لکڑیوں سے ایسا منبر تیار کرے جس پر میں بیٹھا کروں۔''

{صحیح بخاری جلد اوّل کتاب الصلوٰۃ حدیث نمبر 432 صفحہ نمبر 268}

جبکہ دوسری حدیث میں ہے کہ :

حدیث:

”حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ ایک عورت عرض گذار ہوئی کہ یارسول اللہ صلی اللہ علیہ والہ وسلم! کیا میں آپ ﷺ کیلئے ایسی چیز تیار نہ کرائوں جس پر آپ ﷺ بیٹھا کریں کیونکہ میرا ایک غلام بڑھئی ہے، فرمایا کہ اگر تم چاہو تو میرے لیے منبر بنوا دو۔“

{صحیح بخاری جلد اوّل کتاب الصلوٰۃ حدیث نمبر 433 صفحہ نمبر 268}

☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆

باب نمبر۔150

صحیح بخاری کے مطابق

نزولِ وحی کا طریقہ

اللہ تعالیٰ نے قرآنِ مجید میں نزولِ وحی کے تین طریقے بیان فرمائے ہیں، اِرشادِ باری تعالیٰ ہے :

قرآن:

وَمَا كَانَ لِبَشَرٍ اَنْ يُّكَلِّمَهُ اللّٰهُ اِلَّا وَحْيًا اَوْ مِنْ وَّرَآئِ حِجَابٍ اَوْ يُرْسِلَ رَسُوْلًا فَيُوْحِيَ بِاِذْنِهٖ مَا يَشَآءُ ط اِنَّهٗ عَلِيٌّ حَكِيْمٌ (51/42)

ترجمہ: ”کسی اِنسان کیلئے یہ ممکن نہیں کہ اللہ اُس کے ساتھ کلام کرے بجز اِس کے کہ اُس کی طرف وحی بھیجے یا پردے کے پیچھے سے ہو یا کوئی رسول بھیجے اور اس طرح اپنے قانونِ مشیت کے مطابق وحی کردے، یقیناوہ بلند حکمت والا ہے۔“

{سورۃ الشوریٰ سورہ نمبر 42 آیت نمبر 51}

اِس آیت میں یہ بتایا گیا ہے کہ خُدا کا کلام اِنسان تک تین طریقوں سے پہنچتا ہے :

وحی کے ذریعے :

جو کہ فرشتہ لے کر آتا تھا۔ قرآن میں ہے :

قرآن:

قُلْ مَنْ كَانَ عَدُوًّا لِّجِبْرِيْلَ فَاِنَّهٗ نَزَّلَهٗ عَلٰى قَلْبِكَ بِاِذْنِ اللّٰهِ مُصَدِّقًا لِّمَا بَيْنَ يَدَيْهِ وَهُدًى وَّبُشْرٰى لِلْمُؤْمِنِيْنَ (97/2)

ترجمہ: ”کہہ دیں جو جبریل کا دُشمن ہو تو بیشک اُس نے یہ (قرآن) آپؐ کے دِل پر نازل کیا ہے اللہ کے حکم سے، اُس کی تصدیق کرنے والا جو اِس سے پہلے ہے اور ہدایت اور خوشخبری اِیمان والوں کیلئے۔“

{سورۃ البقرۃ سورہ نمبر 2 آیت نمبر 97}

قرآن:

يُنَزِّلُ الْمَلٰٓئِكَةَ بِالرُّوْحِ مِنْ اَمْرِهٖ عَلٰى مَنْ يَّشَآءُ مِنْ عِبَادِهٖٓ اَنْ اَنْذِرُوْٓا اَنَّهٗ لَآ اِلٰهَ اِلَّآ اَنَا فَاتَّقُوْنِ (2/16)

ترجمہ: ”وہ (اللہ)، فرشتے اپنے حکم سے وحی کے ساتھ نازل کرتا ہے اپنے بندوں میں سے جس پر وہ چاہتا ہے کہ تم ڈراؤ کہ میرے سوا کوئی معبود نہیں پس مجھ ہی سے ڈرو۔“

{سورۃ النحل سورہ نمبر 16 آیت نمبر 2}

قرآن:

قُلْ نَزَّلَهٗ رُوْحُ الْقُدُسِ مِنْ رَّبِّكَ بِالْحَقِّ لِيُثَبِّتَ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَهُدًى وَّبُشْرٰى لِلْمُسْلِمِيْنَ (102/16)

ترجمہ: ”آپ ﷺ کہہ دیں کہ اِسے جبریلِ امین نے تمہارے ربّ کی طرف سے اُتارا ہے حق کے ساتھ تاکہ مومنوں کو ثابت قدم رکھے اور مسلمانوں کیلئے ہدایت اور خوشخبری ہے۔“

{سورۃ النحل سورہ نمبر 16 آیت نمبر 102}

قرآن:

وَاِنَّهٗ لَتَنْزِيْلُ رَبِّ الْعٰلَمِيْنَ ۔ نَزَلَ بِهِ الرُّوْحُ الْاَمِيْنُ ۔ عَلٰى قَلْبِكَ لِتَكُوْنَ مِنَ الْمُنْذِرِيْنَ (194-192/26)

ترجمہ: ''اور بیشک یہ (قرآن) سارے جہانوں کے ربّ کا اُتارا ہوا ہے۔ اِس کو لے کر اُترا ہے جبریلِ امین، تمہارے دِل پر، تاکہ تم ڈرسنانے والوں میں سے ہو۔''

{سورۃ الشعراء سورہ نمبر 26 آیت نمبر 192 تا 194}

پردے کے پیچھے سے :

یعنی بغیر فرشتے کے، جیسے حضرت موسیٰ علیہ السلام کی طرف۔ قرآن میں ہے :

قرآن:

فَلَمَّآ اَتٰئھَا نُوْدِیَ یٰمُوْسٰی ۔ اِنِّیْٓ اَنَا رَبُّكَ فَاخْلَعْ نَعْلَیْكَ ج اِنَّكَ بِالْوَادِ الْمُقَدَّسِ طُوًی ۔ وَاَنَا اخْتَرْتُكَ فَاسْتَمِعْ لِمَا یُوْحٰی (20/11-13)

ترجمہ: ''پس جب وہ وہاں آئے تو آواز آئی اے موسیٰ! بیشک میں ہی تمہارا ربّ ہوں، سو اپنی جوتیاں اُتار لو، بیشک تم طویٰ کے پاک میدان میں ہو اور میں نے تمہیں پسند کیا، پس جو وحی کی جائے، اُس کی طرف کان لگا کر سنو۔''

{سورۃ طٰہٰ سورہ نمبر 20 آیت نمبر 11 تا 13}

عام انسانوں کی طرف :

تیسرے طریقے کے تحت خُدا نے عام اِنسانوں سے کلام کیا یعنی اُن کی طرف اپنے رسول بھیجے اور اُن رسولوں کی وساطت سے اپنا کلام اُن تک پہنچایا، جیسا کہ قرآن میں ہے :

قرآن:

وَمَا كَانَ لِبَشَرٍ اَنْ یُّكَلِّمَهُ اللّٰهُ اِلَّا وَحْیًا اَوْ مِنْ وَّرَآئِ حِجَابٍ اَوْ یُرْسِلَ رَسُوْلًا فَیُوْحِیَ بِاِذْنِهٖ مَا یَشَآءُ ط اِنَّهٗ عَلِیٌّ حَكِیْمٌ (42/51)

ترجمہ: ''کسی اِنسان کیلئے یہ ممکن نہیں کہ اللہ اُس کے ساتھ کلام کرے بجزاِس کے کہ اُس کی طرف وحی بھیجے یاپردے کے پیچھے سے ہو یا کوئی رسول بھیجے اوراِس طرح اپنے قانونِ مشیت کے مطابق وحی کردے،یقیناوہ بلند حکمت والاہے۔''

{سورۃ الشوریٰ سورہ نمبر42آیت نمبر51}

قرآنِ کریم کی مندرجہ بالاآیات میں آپ نے پڑھاکہ حضرت جبریل علیہ السلام وحی لے کرآتے تھےاور حضورصلی اللہ علیہ والہ وسلم کے دِل پر نازل کرتے تھے لیکن صحیح بخاری میں لکھاہے کہ حضورصلی اللہ علیہ والہ وسلم پروحی، گھنٹیوں کی آواز کی طرح آتی تھی اورآپ ٹن ٹن کی آواز سن کران سیکرٹ کوڈورڈز کو سمجھ جاتے تھے کہ کیانازل ہواہے،دوسری بات یہ کہ فرشتہ انسانی شکل میں آکرآپ سے گفتگو کرتاتھا کہ اللہ نےآپ کیلئے یہ یہ آیات بھیجی ہیں۔حدیث ملاحظہ کیجئے :

حدیث:

'' اُمّ المومنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہاسے روایت ہے کہ حضرت حارث بن ہشام رضی اللہ تعالیٰ عنہ عرض گزار ہوئے یارسول اللہ صلی اللہ علیہ والہ وسلم !آپؐ کی طرف وحی کیسے آتی ہے ؟رسول اللہ صلی اللہ علیہ والہ وسلم نے فرمایاکہ کبھی توگھنٹی کی آواز کی طرح آتی ہےاوروہ مجھ پرسب سے سخت ہوتی ہے،جب وہ تمام ہوتی ہے توجوکچھ کہامیں اُسے یاد کرلیتاہوں اور کبھی میرے پاس فرشتہ آدمی کی شکل میں آکر گفتگو کرتاہے۔جووہ کہے میں یاد کرلیتاہوں۔حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہانے فرمایاکہ میں نےآپ کو دیکھاکہ سخت سردی کے دن میں آپؐ پروحی نازل ہوتی اوروہ موقوف ہوتی توآپؐ کی پیشانی سے پسینہ بہہ رہاہوتا۔''

{صحیح بخاری جلداول کتاب الوحی حدیث نمبر2صفحہ نمبر101}

{صحیح بخاری جلددوم کتاب بدا الخلق حدیث نمبر448صفحہ نمبر228}

جہاں تک اِنسان کافرشتوں کودیکھنے کاتعلق ہے جس کااِس حدیث میں ذِکرکیاگیاہے توقرآن نےاِس کی نفی کی ہے چنانچہ اِرشادِباری تعالیٰ ہے :

قرآن:

فَاَنْزَلَ اللّٰہُ سَكِيْنَتَهٗ عَلَيْهِ وَاَيَّدَهٗ بِجُنُوْدٍ لَّمْ تَرَوْهَا وَجَعَلَ كَلِمَةَ الَّذِيْنَ كَفَرُوا السُّفْلٰى ط وَكَلِمَةُ اللّٰهِ (40/9)

''تو اُس نے اُن پر اپنی تسکین نازل کی اور ایسے لشکروں سے اُن کی مدد کی جو تم نے نہیں دیکھے اور کافروں کی بات پست کر دی۔''

{سورۃ التوبہ سورہ نمبر 9 آیت نمبر 40}

قرآن:

ثُمَّ اَنْزَلَ اللّٰهُ سَكِيْنَتَهٗ عَلٰى رَسُوْلِهٖ وَعَلَى الْمُؤْمِنِيْنَ وَاَنْزَلَ جُنُوْدًا لَّمْ تَرَوْهَا وَعَذَّبَ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا ط وَذٰلِكَ جَزَآءُ الْكٰفِرِيْنَ (26/9)

ترجمہ: ''پھر اللہ نے اپنے رسولؐ پر اور مومنوں پر اپنی تسکین نازل کی اور لشکر اُتارے جو تم نے نہ دیکھے اور کافروں کو عذاب دیا، اور یہی سزا ہے کافروں کی۔''

{سورۃ التوبہ سورہ نمبر 9 آیت نمبر 26}

قرآن:

يٰۤاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوا اذْكُرُوْا نِعْمَةَ اللّٰهِ عَلَيْكُمْ اِذْ جَآءَتْكُمْ جُنُوْدٌ فَاَرْسَلْنَا عَلَيْهِمْ رِيْحًا وَّجُنُوْدًا لَّمْ تَرَوْهَا ط وَكَانَ اللّٰهُ بِمَا تَعْمَلُوْنَ بَصِيْرًا (9/33)

ترجمہ: ''اے ایمان والو! اپنے اُوپر اللہ کی نعمت (اس کا احسان) یاد کرو جب تم پر بہت سے لشکر چڑھ آئے تو ہم نے اُن پر آندھی بھیجی اور (ایسے) لشکر جنہیں تم نے نہ دیکھا اور اللہ اُسے دیکھنے والا ہے جو تم کرتے ہو۔''

{سورۃ الاحزاب سورہ نمبر 33 آیت نمبر 9}

☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆

باب نمبر۔151

صحیح بخاری کے مطابق

صحابہؓ نے علم چھپالیا

قرآن کے مطابق

پیغامِ نبویؐ تمام لوگوں تک پہنچادیا گیا۔

اللہ تعالیٰ نے قرآن کریم میں حضور صلی اللہ علیہ والہ وسلم کو مخاطب کر کے فرمایا :

قرآن:

یٰۤاَیُّهَا الرَّسُوْلُ بَلِّغْ مَاۤ اُنْزِلَ اِلَیْكَ مِنْ رَّبِّكَ ط وَاِنْ لَّمْ تَفْعَلْ فَمَا بَلَّغْتَ رِسَالَتَهٗ ط وَاللّٰهُ یَعْصِمُكَ مِنَ النَّاسِ ط اِنَّ اللّٰهَ لَا یَهْدِی الْقَوْمَ الْكٰفِرِیْنَ (67/5)

ترجمہ: ”اے رسول! {صلی اللہ علیہ والہ وسلم} پہنچادو جو آپؐ کے ربّ کی طرف سے آپ صلی اللہ علیہ والہ وسلم پر نازل کیا گیا ہے اور اگر یہ نہ کیا تو (گویا) اس کا پیغام نہیں پہنچایا اور اللہ تمہیں لوگوں سے بچالے گا بے شک اللہ قومِ کفّار کو ہدایت نہیں دیتا۔“

{سورۃ المائدہ 5 آیت 67}

حضور صلی اللہ علیہ والہ وسلم کا کام اللہ کا پیغام لوگوں تک پہنچادینا ہے۔

قرآن:

________ایضاً________(سورئہ آل عمران 3 آیت 20)

________ایضاً________(سورئہ المائدہ 5 آیت 92)

________ایضاً________(سورئہ المائدہ 5 آیت 99)

________ایضاً________(سورئہ الرعد 13 آیت 40)

________ایضاً________(سورئہ النحل 16 آیت 35)

________ایضاً________(سورئہ النحل 16 آیت 82)

________ایضاً________(سورئہ النور 24 آیت 54)

حج کے موقع پر صحابہ کرام رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین سے خطاب کرتے ہوئے حضور صلی اللہ علیہ والہ وسلم نے سوال کیا تھا کہ کیا میں نے اللہ کا پیغام تم تک پہنچا دیا ہے تو سب نے بہ یک زُبان ہو کر جواب دِیا تھا کہ آپ صلی اللہ علیہ والہ وسلم نے اللہ تعالیٰ کا پیغام پہنچانے کا حق ادا کر دیا ہے۔ تمام مسلمانوں کا اِیمان ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ والہ وسلم نے اللہ تعالیٰ کا پیغام تمام جہان کے اِنسانوں تک پہنچا دیا ہے لیکن صحیح بخاری میں ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ والہ وسلم کا آدھا علم تو اُمّت تک پہنچ گیا لیکن بقیہ آدھا علم حضرت ابو ہریرہؓ نے اپنے پاس چھپا لیا۔ حدیث ملاحظہ کیجیے:

حدیث:

"سعید مقبری سے روایت ہے کہ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا: میں نے حضور صلی اللہ علیہ والہ وسلم سے دو تھیلے علم حاصل کیا۔ ایک کو میں نے لوگوں میں پھیلا دیا جبکہ دوسرے کو اگر میں ظاہر کروں تو یہ گلا کاٹ ڈالا جائے۔"

(صحیح بخاری جلد اول کتاب العلم حدیث نمبر 120 صفحہ نمبر 156)

اِس حدیث سے یہ ثابت کیا جا رہا ہے کہ علم کے دو تھیلوں میں سے ایک تھیلا (یعنی آدھا علم) حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے لوگوں سے پوشیدہ رکھا۔ گویا نبویؐ علم کا ایک حصّہ مسلمانوں تک نہ پہنچ سکا۔۔۔۔۔ یہ حضور صلی اللہ علیہ والہ وسلم اور صحابہ کرام رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین کی کھلی توہین ہے۔ اِس حدیث میں پہلا اِلزام حضور صلی اللہ علیہ والہ وسلم پر لگایا جا رہا ہے کہ (نعوذ باللہ) آپ صلی اللہ علیہ والہ وسلم نے اللہ تعالیٰ کا پیغام پوری اُمّت کو نہیں پہنچایا۔ اِس کے ساتھ ساتھ صحابہ کرام رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین کا دامن داغدار کرنے کی کوشش کی جا رہی ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ والہ وسلم نے تو پورا علم عطا فرما دیا تھا لیکن حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے امانت میں خیانت کرتے ہوئے آدھا حصّہ اپنے پاس ہی رکھ لیا۔ (نعوذ باللہ)۔ یہ ہیں وہ وضعی روایات جنہیں ہم صدیوں سے دِین سمجھ کر سینے سے لگائے ہوئے ہیں۔

☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆

باب نمبر۔152

صحیح بخاری کے مطابق

نو(9)یا چھ(6)

صحیح بخاری کی ایک حدیث اس طرح ہے :

حدیث:

”حضرت جابر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا جب میرے والد محترم کو شہید کیا گیا تو پیچھے نو(9)صاحبزادیاں چھوڑیں۔“

(صحیح بخاری جلد دوم کتاب المغازی حدیث نمبر1223صفحہ نمبر559)

اس سے اگلی حدیث میں آتا ہے :

حدیث:

”حضرت جابر رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ میرے والد محترم کی شہادت غزوہ اُحد میں ہو گئی تھی،ان کے اوپر کافی قرض تھا اور پیچھے چھ(6)صاحبزادیاں تھیں۔“

(صحیح بخاری جلد دوم کتاب المغازی حدیث نمبر1224صفحہ نمبر559)

چھ(6)یا نو(9)والی ان دو روایتوں میں سے ایک یقیناً غلط ہے۔یہی ہمارے موقف کی تائید ہے کہ صحیح بخاری میں صحیح روایات کے ساتھ ساتھ غلط بھی موجود ہیں۔ صحیح بخاری میں اس طرح کی اور بھی بہت سی احادیث موجود ہیں مثلاً :

قنوت،رکوع سے پہلے یا بعد؟

حدیث:

”حضرت انس بن مالک رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے ایک شخص کو بتایا کہ نماز میں قنوت رکوع کے بعد پڑھا کرو کیونکہ یہی سنّت ہے۔ عاصم کا بیان ہے کہ جب یہی مسئلہ میں نے حضرت انس بن مالک رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے دریافت کیا تو آپ نے فرمایا کہ رکوع سے پہلے قنوت پڑھنا سنّتِ نبوی ہے۔“

(صحیح بخاری جلد دوم کتاب المغازی حدیث نمبر 1265 صفحہ نمبر 579)

اس کے بعد اسی حدیث کے الفاظ ہیں کہ جب عاصم نے حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو یاد دلایا کہ آپ نے فلاں شخص کو تو فرمایا تھا کہ رکوع کے بعد قنوت پڑھنا چاہیے تو حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ والہ وسلم، ایک مہینے تک رکوع کے بعد قنوت پڑھتے رہے تھے۔

سوال یہ ہے کہ کیا حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ نماز کا طریقہ کسی کو کچھ اور کسی کو کچھ بتاتے تھے؟ کیا صحابہ کرام رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین کیلئے ایسا گمان بھی کیا جا سکتا ہے؟ یقیناً نہیں۔ ثابت ہوا یہ حدیث غلط ہے، صحابہؓ غلط نہیں تھے۔

☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆

باب نمبر۔153

صحیح بخاری کے مطابق

مقامِ حدیث

صحیح بخاری کی ایک حدیث میں ہے :

ہم چودہ سو افراد تھے :

حدیث:

" حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا بیان ہے کہ حدیبیہ کے روز رسول اللہ صلی اللہ علیہ والہ وسلم نے فرمایا کہ تم زمین پر بسنے والوں میں سب سے بہتر ہو اور اس وقت ہم چودہ سو افراد تھے۔"

(صحیح بخاری جلد دوم ابواب المغازی حدیث نمبر 1318 صفحہ نمبر 610)

اسی حدیث کے اگلے حصے میں لکھا ہے :

ہم تیرہ سو افراد تھے :

حدیث:

"حضرت عبداللہ بن اوفی سے روایت ہے کہ درخت کے نیچے بیعت کرنے والے تیرہ سو افراد تھے اور یہ خود بھی ان میں شامل تھے۔"

(صحیح بخاری جلد دوم ابواب المغازی حدیث نمبر 1318 صفحہ نمبر 610)

ایک اور حدیث میں ہے

ہم چودہ سو افراد تھے :

حدیث:

" عمرو بن دینار کا بیان ہے کہ حضرت جابر بن عبد اللہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا: صلح حدیبیہ کے روز ہم (صحابہ کرامؓ) چودہ سو کی تعداد میں تھے۔"

(صحیح بخاری جلد دوم کتاب التفسیر حدیث نمبر 1950 صفحہ نمبر 948)

☆☆☆☆☆

اسی طرح ایک حدیث میں ہے :

ایک بار :

حدیث:

"حضور صلی اللہ علیہ والہ وسلم نے اعضائے وضو ایک ایک بار دھوئے۔"

(صحیح بخاری جلد اوّل کتاب الوضو باب نمبر 117 حدیث نمبر 157 صفحہ نمبر 170)

دو بار :

حدیث:

”حضور صلی اللہ علیہ والہ وسلم نے اعضائے وضو دو بار دھوئے۔“

(صحیح بخاری جلد اوّل کتاب الوضو باب نمبر 118 حدیث نمبر 158 صفحہ نمبر 170)

تین بار :

حدیث:

”حضور صلی اللہ علیہ والہ وسلم نے اعضائے وضو تین بار دھوئے۔“

(صحیح بخاری جلد اوّل کتاب الوضو باب نمبر 119 حدیث نمبر 159 صفحہ نمبر 170)

ایک حدیث کے الفاظ یہ ہیں :

حدیث:

”علی بن عبداللہ فرماتے ہیں کہ جتنی دفعہ میں نے سفیان سے یہ حدیث سنی اسے شمار نہیں کر سکتا، یہاں تک کہ میں نے انہیں فرماتے سنا کہ مجھے زہری کا ہار ڈالنے اور کوہان چیرنے کا ذکر یاد نہیں رہا۔ میں نہیں کہہ سکتا کہ اشعار اور تقلید کا مقام بھول گیا ہوں یا ساری حدیث ہی مجھے یاد نہیں رہی ہے۔“

(صحیح بخاری جلد دوم ابواب المغازی حدیث نمبر 1320 صفحہ نمبر 611)

☆☆☆☆☆

ایک حدیث میں ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ والہ وسلم نے حضرت زینب بنت جحش کا ولیمہ کیا تو لوگ کھانا کھانے کے بعد چلے گئے لیکن :

تین آدمی :

حدیث:

”تین آدمی بیٹھے باتیں کر رہے تھے۔“

(صحیح بخاری جلد دوم کتاب التفسیر حدیث نمبر 1901 صفحہ نمبر 919)

(صحیح بخاری جلد دوم کتاب التفسیر حدیث نمبر 1903 صفحہ نمبر 920)

دو آدمی :

حدیث:

”دو آدمی بیٹھے باتیں کر رہے تھے۔“

(صحیح بخاری جلد دوم کتاب التفسیر حدیث نمبر 1904 صفحہ نمبر 921)

بیانات کا یہ اختلاف ان احادیث کے وضعی ہونے پر دلالت کرتا ہے۔

☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆

باب نمبر۔154

صحیح بخاری کے مطابق

انگلیاں چاٹو یا چٹاؤ

صحیح بخاری کی ایک حدیث ملاحظہ کیجیے :

حدیث:

" عطاء نے حضرت ابنِ عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کی ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ والہ وسلم نے فرمایا کہ جب تم میں سے کوئی کھانا کھا چکے تو جب تک انگلیوں کو چاٹ نہ لے یا چٹا نہ لے، اس وقت تک نہ پونچھے۔"

(صحیح بخاری جلد سوم کتاب الاطعمہ حدیث نمبر 420 صفحہ نمبر 199)

یعنی اگر کوئی آدمی کھانا کھانے کے بعد اپنی انگلیاں خود نہیں چاٹنا چاہتا تو آپ آگے بڑھ کر اس کی انگلیاں چاٹ لیں۔ اس میں پریشان ہونے والی کوئی بات نہیں، آپ کا یہ عمل صحیح بخاری کی درج بالا حدیث کے مطابق ہوگا اور اس سے آپ کو ثواب بھی ہوگا۔

☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆

باب نمبر۔155

صحیح بخاری کے مطابق

مینڈک، کچھوا، کتّے کی کھال، سب حلال

صحیح بخاری کی درج ذیل حدیث، سیاق وسباق کو ملحوظ رکھ کر نہایت دیانتداری کے ساتھ ضبطِ تحریر کی جارہی ہے، اس امید کے ساتھ کہ یہ آپ کے علم میں اضافے کا سبب بنیں گی :

حدیث:

”شعبی کا قول ہے کہ اگر میرے گھر والے مینڈک کھاتے تو میں انہیں کھلاتا۔ حسن بصری نے کچھوے کے کھانے میں کوئی قباحت محسوس نہیں کی۔ امام حسن دریائی کتے کی کھال سے بنائی ہوئی زین پر سوار ہوئے۔“

(صحیح بخاری جلد سوم کتاب الذبائح باب نمبر300 صفحہ نمبر214)

☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆

باب نمبر۔156

صحیح بخاری کے مطابق

ٹڈی حلال ہے

صحیح بخاری کی ایک حدیث ملاحظہ کیجیے :

حدیث:

"ابویعفور کا بیان ہے کہ میں نے حضرت ابنِ اوفٰی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو فرماتے ہوئے سنا کہ میں نے نبی کریم صلی اللہ علیہ والہ وسلم کے ہمراہ چھ یا سات غزوات میں شرکت کی اور ہم آپؐ کے ساتھ ٹڈی کھایا کرتے تھے۔"

(صحیح بخاری جلد سوم کتاب الذبائح حدیث نمبر458 صفحہ نمبر215)

صحیح بخاری کو قرآن کا درجہ دینے والے کیا ٹڈیاں کھانے کیلئے تیار ہیں؟

☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆

باب نمبر۔157

صحیح بخاری کے مطابق

گھوڑا حلال ہے

صحیح بخاری کی ایک حدیث ملاحظہ کیجیے :

حدیث:

" فاطمہ بنتِ منذر کا بیان ہے کہ حضرت اسماء رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے فرمایا کہ ہم نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ والہ وسلم کے مبارک عہد میں گھوڑا ذبح کیا اور ہم مدینہ منورہ میں تھے تو ہم نے اسے کھایا۔"

(صحیح بخاری جلد سوم کتاب الذبائح حدیث نمبر473صفحہ نمبر221)

(صحیح بخاری جلد سوم کتاب الذبائح حدیث نمبر474صفحہ نمبر221)

(صحیح بخاری جلد سوم کتاب الذبائح حدیث نمبر475صفحہ نمبر221)

(صحیح بخاری جلد سوم کتاب الذبائح حدیث نمبر483صفحہ نمبر224)

(صحیح بخاری جلد سوم کتاب الذبائح حدیث نمبر484صفحہ نمبر224)

(صحیح بخاری جلد سوم کتاب الذبائح حدیث نمبر488صفحہ نمبر224)

☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆

باب نمبر۔158

صحیح بخاری کے مطابق

گوہ حلال ہے

صحیح بخاری کی ایک حدیث ملاحظہ کیجیے :

حدیث:

" حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے حضرت خالد بن ولید رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کی ہے کہ وہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ والہ وسلم کے ہمراہ حضرت میمونہؓ کے کاشانہ اقدس میں داخل ہوئے۔ پس آپؐ کی خدمت میں ایک بھنی ہوئی گوہ پیش کی گئی اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ والہ وسلم نے اس کی طرف اپنا دستِ مبارک بڑھایا، اس وقت بعض مستورات نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ والہ وسلم کو بتادینا چاہیے کہ وہ کس چیز کے کھانے کا ارادہ فرمارہے ہیں۔ پس وہ عرض گذار ہوئیں کہ یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ والہ وسلم! یہ گوہ ہے۔ چنانچہ آپؐ نے اپنا دستِ مبارک اُٹھا لیا۔ میں (حضرت خالدؓ) نے کہا کہ یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ والہ وسلم! کیا یہ حرام ہے؟ فرمایا کہ نہیں۔ لیکن یہ میری قوم کے علاقے میں پائی نہیں جاتی لہٰذا میں اس سے نفرت کرتا ہوں۔ حضرت خالد رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ پھر تو میں نے اسے اپنی جانب کھینچ لیا اور کھانے لگا حالانکہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ والہ وسلم ملاحظہ فرمارہے تھے۔"

(صحیح بخاری جلد سوم کتاب الذبائح حدیث نمبر 500 صفحہ نمبر 228)

(صحیح بخاری جلد سوم کتاب الذبائح حدیث نمبر 499 صفحہ نمبر 228)

☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆

باب نمبر۔159

صحیح بخاری کے مطابق

چوہے کا تیل حلال ہے

ایرانی روایت سازوں کا ایک نسخہ کیمیا آپ کی خدمت میں پیش کیا جاتا ہے کہ اگر کھانے کے تیل یا گھی میں چوہا گر کر مر جائے اور اس مرے ہوئے چوہے کی بدبو سے خواہ پورا گائوں یا محلہ ''محظوظ'' ہو رہا ہو تو پریشانی کی کوئی بات نہیں، اس مسئلے کا حل یہ ہے کہ اگر گھی میں یہ ''واردات'' ہوئی ہے تو مرے ہوئے چوہے کے ارد گرد کا گھی کھرچ کر نکال دیں اور باقی گھی استعمال کریں اور اگر تیل میں مرا ہوا چوہا دیکھیں تو وارے نیارے۔ صرف چوہے کو نکالیں اور اس تیل کے پراٹھے بنا کر مزے سے کھائیں۔ اور اگر کوئی چوہے والے پراٹھے کھانے سے منع کرے تو اس پر منکرِ حدیث کا فتویٰ لگائیں۔ سند کیلئے درج ذیل حدیث پیشِ خدمت ہے :

حدیث:

'' یونس نے زہری سے اس جانور کے بارے میں جو روغنِ زیتون (کوکنگ آئل) یا گھی میں گر کر مر جائے اور وہ چیز منجمد ہو یا پگھلی ہوئی اور جانور خواہ چوہا ہو یا کوئی اور، روایت کی ہے کہ ہمیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ والہ وسلم سے یہ بات پہنچی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ والہ وسلم نے گھی میں مرے ہوئے چوہے کو نکال پھینکنے کا حکم دیا اور حکم فرمایا کہ ارد گرد کا گھی پھینک دیا جائے چنانچہ اسے پھینک کر باقی کھالیا گیا۔''

(صحیح بخاری جلد سوم کتاب الذبائح حدیث نمبر 502 صفحہ نمبر 228)

سوال، کھانے کے تیل اور گھی دونوں کے متعلق کیا گیا تھا اور جواب دیا گیا کہ ارد گرد کا گھی کھرچ کر نکال دیا جائے، اور رہا تیل تو اس کو کھرچا تو نہیں جا سکتا لہٰذا وہ مردہ چوہے کی باقیات سمیت جائز ہے۔

باب نمبر۔160

صحیح بخاری کے مطابق

بخار جہنّم کی گرمی کی وجہ سے ہوتا ہے

صحیح بخاری کی ایک حدیث ملاحظہ فرمایئے :

حدیث:

" عروہ بن زبیر کا بیان ہے کہ حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا کہ بخار جہنم کی گرمی سے ہے لہٰذا اسے پانی سے ٹھنڈا کیا کرو۔"

(صحیح بخاری جلد سوم کتاب الطب حدیث نمبر 676 صفحہ نمبر 286)

(صحیح بخاری جلد سوم کتاب الطب حدیث نمبر 677 صفحہ نمبر 286)

میڈیکل سائنس میں بخار کی متعدد وجوہات بیان کی جاتی ہیں، راقم کے پاس ایلو پیتھی، ہومیو پیتھی اور دیسی حکمت کی مستند کتب بطور ماخذات کے موجود ہیں لیکن ان کی تفصیل کا یہاں بیان کرنا مناسب معلوم نہیں ہوتا۔ ہمارے خیال میں اتنا سوال ہی کافی ہے کہ کیا انسان کو بخار جہنم کی گرمی کی وجہ سے ہوتا ہے؟

☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆

باب نمبر۔161

صحیح بخاری کے مطابق

نمازِ عشاء سے پہلے سونا منع ہے

صحیح بخاری کے مطابق

حضورؐ اور صحابہؓ سو جاتے تھے

صحیح بخاری کی ایک حدیث میں لکھا ہے کہ :

حدیث:

" حضرت ابو برزہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے رِوایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ والہ وسلم، نمازِ عشاء سے پہلے سونے اور اس کے بعد باتیں کرنے کو ناپسند فرمایا کرتے تھے۔"

{ صحیح بخاری جلد اوّل کتاب مواقیت الصلوٰۃ حدیث نمبر 538 صفحہ نمبر 304}

{ صحیح بخاری جلد اوّل کتاب مواقیت الصلوٰۃ حدیث نمبر 569 صفحہ نمبر 313}

اِس حدیث پر صحابہ کرام رِضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین کیسے عمل کرتے تھے، ملاحظہ کیجیے :

حدیث:

" حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے رِوایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ والہ وسلم ایک رات کسی کام میں مشغول رہے اور اس (نمازِ عشاء) میں تاخِیر کردی یہاں تک کہ ہم مسجد میں سو گئے۔"

{صحیح بخاری جلد اوّل کتاب مواقیت الصلوٰۃ حدیث نمبر 540 صفحہ نمبر 304}

حدیث:

" حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے فرمایا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ والہ وسلم نے نمازِ عشاء میں دیر کردی، یہاں تک کہ حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے آواز دِی نماز، عورتیں اور بچے سو گئے۔"

{صحیح بخاری جلد اوّل کتاب مواقیت الصلوٰۃ حدیث نمبر 539 صفحہ نمبر 304}

{صحیح بخاری جلد اوّل کتاب الصلوٰۃ حدیث نمبر 819 صفحہ نمبر 397}

کیا صحابہ کرام رِضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین وہی کام کرتے تھے جو نبی کریم صلی اللہ علیہ والہ وسلم کو ناپسند تھے یا نعوذ باللہ حضور صلی اللہ علیہ والہ وسلم اپنی ہی بات کی نفی کیا کرتے تھے؟

☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆

باب نمبر۔162

صحیح بخاری کے مطابق

پہلے کھانا پھر نماز

صحیح بخاری کے مطابق

پہلے نماز پھر کھانا

اللہ تعالیٰ نے قرآنِ مجید میں اِرشاد فرمایا :

قرآن:

وَلَا تَقُوْلُوْا لِمَا تَصِفُ اَلْسِنَتُكُمُ الْكَذِبَ هٰذَا حَلٰلٌ وَّهٰذَا حَرَامٌ لِّتَفْتَرُوْا عَلَى اللّٰهِ الْكَذِبَ ؕ اِنَّ الَّذِيْنَ يَفْتَرُوْنَ عَلَى اللّٰهِ الْكَذِبَ لَا يُفْلِحُوْنَ (116/16)

ترجمہ: ”کسی چیز کو اپنی زبان سے جھوٹ موٹ نہ کہہ دیا کرو کہ یہ حلال ہے اور یہ حرام ہے کہ اللہ پر جھوٹ بہتان باندھ لو، سمجھ لو کہ اللہ پر بہتان بازی کرنے والے کامیابی سے محروم ہی رہتے ہیں۔“

{سورۃ النحل سورہ نمبر 16 آیت نمبر 116}

درج بالا قرآنی آیت کو ذہن میں رکھتے ہوئے صحیح بخاری کی یہ دو احادیث ملاحظہ کیجیے :

حدیث:

" نبی کریم صلی اللہ علیہ والہ وسلم نے فرمایا کہ جب رات کا کھانا سامنے رکھ دیا جائے اور نماز کی اقامت ہو جائے تو پہلے کھانا کھالیا کرو۔"

{ صحیح بخاری جلد اوّل کتاب الاذان حدیث نمبر 636 صفحہ نمبر 334}

{ صحیح بخاری جلد اوّل کتاب الاذان حدیث نمبر 637 صفحہ نمبر 334}

{ صحیح بخاری جلد اوّل کتاب الاذان حدیث نمبر 638 صفحہ نمبر 334}

{ صحیح بخاری جلد اوّل کتاب الاذان باب نمبر 433 صفحہ نمبر 334}

لیکن صحیح بخاری ہی کی ایک حدیث میں ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ والہ وسلم نے کھانا چھوڑ کر نماز پڑھی۔ ملاحظہ کیجیے :

حدیث:

" جعفر بن عمرو بن امیہ سے روایت ہے کہ اُن کے والد ماجد نے فرمایا کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ والہ وسلم کو بکری کی دستی میں سے کاٹ کر کھاتے ہوئے دیکھا۔ پس آپ ﷺ کو نماز کیلئے بلایا گیا تو چھری نیچے ڈال دی، پس نماز پڑھی اور تازہ وضو نہ کیا۔"

{ صحیح بخاری جلد اوّل کتاب الاذان حدیث نمبر 639 صفحہ نمبر 335}

☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆

باب نمبر۔163

صحیح بخاری کے مطابق

حضور صلی اللہ علیہ والہ وسلم نے سورۂ نجم میں سجدہ کیا

صحیح بخاری کے مطابق

حضور صلی اللہ علیہ والہ وسلم نے سورۂ نجم میں سجدہ نہیں کیا

صحیح بخاری کی ایک حدیث میں ہے :

حدیث:

" حضرت ابنِ عبّاس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ والہ وسلم نے سورۂ نجم کا سجدہ کیا تو آپؐ کے ساتھ مسلمانوں اور مشرکوں نیز جنّوں اور اِنسانوں نے سجدہ کیا۔"

{ صحیح بخاری جلد اوّل ابواب سجود القرآن حدیث نمبر 1006 صفحہ نمبر 461}

{ صحیح بخاری جلد اوّل ابواب سجود القرآن حدیث نمبر 1005 صفحہ نمبر 461}

جبکہ درج ذیل دو احادیث میں سورۂ نجم کے سجدے کا اِنکار کیا جا رہا ہے :

حدیث:

" یزید بن عبد اللہ ابنِ قسیط نے عطا بن یسار سے روایت کی ہے کہ حضرت زید بن ثابت رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا کہ میں نے نبی کریم صلی اللہ علیہ والہ وسلم کے سامنے سورۃ والنجم پڑھی تو آپؐ نے سجدہ نہیں کیا۔"

{صحیح بخاری جلد اوّل ابواب سجود القرآن حدیث نمبر 1008 صفحہ نمبر 461}

حدیث:

" عطاء بن یسار سے روایت ہے کہ اُنہوں نے حضرت زید بن ثابت رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے پوچھا تو فرمایا کہ اُنہوں نے نبی کریم صلی اللہ علیہ والہ وسلم کے حضور سورۃ والنجم پڑھی تو آپؐ نے اُس میں سجدہ نہیں کیا۔"

{صحیح بخاری جلد اوّل ابواب سجود القرآن حدیث نمبر 1007 صفحہ نمبر 461}

سجدہ کے معنی اطاعت کرنا، فرمان پذیری، سرِ تسلیم خم کرنا اور جھک جانا ہے۔ اللہ تعالیٰ، قرآنِ مجید میں اپنے احکامات کی اطاعت کا حکم دے رہا ہے جبکہ مذہبی پیشوائیت ابھی تک اس چکر سے نہیں نکل سکی کہ سورۂ نجم کی تلاوت پر سجدہ کرنا واجب ہوتا ہے یا نہیں کیونکہ دونوں قسم کی حدیثیں موجود ہیں جو کہ آپ ملاحظہ کر چکے ہیں۔ روایات کا یہ شدید اختلاف ہی اِن کے مشکوک ہونے پر دلالت کرتا ہے۔

☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆

باب نمبر۔164

صحیح بخاری کے مطابق

حضور صلی اللہ علیہ والہ وسلم نمازِ چاشت پڑھتے تھے

صحیح بخاری کے مطابق

حضور صلی اللہ علیہ والہ وسلم نمازِ چاشت نہیں پڑھتے تھے

اللہ تعالیٰ نے قرآنِ مجید میں نماز کو فرض قرار دیا تو حضور صلی اللہ علیہ والہ وسلم نے اُمّت کو اِس کا طریقہ سکھلا دیا۔ کیا ایسی بھی کوئی نماز ہے جو حضور صلی اللہ علیہ والہ وسلم نے تو ساری زندگی نہ پڑھی ہو لیکن صحابہ کرام رِضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین اور ازواجِ مطہراتؓ نے خود سے وضع کر کے پڑھنی شروع کر دی ہو اور آج تک اُس کو پڑھا جا رہا ہو، اِس کا جواب صحیح بخاری میں موجود ہے، ملاحظہ کیجیے :

حدیث:

"حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے فرمایا کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ والہ وسلم کو نمازِ چاشت پڑھتے ہوئے نہیں دیکھا لیکن میں پڑھتی ہوں۔"

{صحیح بخاری جلد اوّل ابواب التہجد حدیث نمبر 1102 صفحہ نمبر 491}

{صحیح بخاری جلد اوّل ابواب تقصیر الصلوٰۃ حدیث نمبر 1056 صفحہ نمبر 477}

حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے بڑھ کر حضور صلی اللہ علیہ والہ وسلم کے معمولاتِ زندگی سے کون واقف ہوگا اور آپؓ سے بڑھ کر کون حضور صلی اللہ علیہ والہ وسلم کی سُنّت کی پیروی کرنے والا ہو سکتا ہے، آپؓ فرما رہی ہیں کہ حضور صلی اللہ علیہ والہ وسلم نے ساری زندگی نمازِ چاشت نہیں پڑھی تو کیا ایسا ہو سکتا ہے کہ آپؓ جان بُوجھ کر حضور صلی اللہ علیہ والہ وسلم کی سُنّت کی خلاف ورزی کرتی تھیں؟ دوسری طرف صحیح بخاری کی ایک حدیث میں لکھا ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ والہ وسلم نے حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو نمازِ چاشت پڑھنے کی وصیّت فرمائی تھی۔ ملاحظہ کیجیے :

حدیث:

" حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا کہ مجھے میرے خلیل صلی اللہ علیہ والہ وسلم نے تین باتوں کی وصیّت فرمائی ہے کہ مرتے دم تک اِنہیں نہ چھوڑوں۔ ہر مہینے تین روزے رکھنا، نمازِ چاشت پڑھنا اور سونے سے پہلے وتر پڑھ لینا۔"

{ صحیح بخاری جلد اوّل ابواب التہجد حدیث نمبر 1103 صفحہ نمبر 492}

{ صحیح بخاری جلد اوّل کتاب الصیام حدیث نمبر 1849 صفحہ نمبر 750}

صحابہ کرام رِضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین اور ازواجِ مطہراتؓ، حضور صلی اللہ علیہ والہ وسلم کی کامل پیروی کرتے تھے۔ یہ کیسے ممکن ہے کہ ایک ایسی نماز جسے حضور صلی اللہ علیہ والہ وسلم نے سای عمر پڑھا ہی نہ ہو لیکن صحابہ کرام رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین اور ازواجِ مطہراتؓ نے خود ہی ایجاد کر کے پڑھنی شروع کر دی ہو؟

☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆

ختم شد